یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

Knowledge for All

SABIL-E-SAKINA

یا عباسؑ

۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماںؑ ادرکنی

DvD Version

NOT FOR COMMERCIAL

www.ziaraat.com

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

کتاب مستطاب

الشّافی

کتابُ الحج و کتابُ الجہاد

ترجمہ

فروعِ کافی

جلد چہارم

مفسر قرآن عالی جناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

ناظم آباد ۲ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتابِ مستطاب

الشافی

کتابُ الحج و کتابُ الجہاد

ترجمہ

فروعِ کافی

جلد چہارم

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ بن محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسرِ قرآن عالیجناب ادیبِ اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مصنفِ دو صد کتب

ناشر: ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
ناظم آباد ۲ کراچی



مُصنّفہ

سیّدُ المفسِرین

[redacted]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الحج و کتاب الجہاد

ترجمہ

فروعِ کافی

جلد چہارم

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ بن محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مصنف متعدد کتب

ناشر: ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
ناظم آباد ۲ کراچی

ناشر ــــــــــــــــــــ ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
ناظم آباد ۲ کراچی

مطبع ــــــــــــــــــــ قریشی آرٹ پریس
ناظم آباد ۲ کراچی

کتابت ــــــــــــــــــــ سیّد محمد رضا زیدی

ھدیہ ــــــــــــــــــــ ۲۱۰ روپے

سال اشاعت : مارچ ۲۰۰۵ء

فہرست مضامین

کتاب الحج

کتابُ الحج

[بسم الله الرّحمن الرّحيم]

كتاب الحج

﴿ باب ﴾

(بدء الحجر والعلة في استلامه)

١ ـ حدَّثني عليٌّ بن إبراهيم بن هاشم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ الله تبارك وتعالى لمّا أخذ مواثيق العباد أمر الحجر فالتقمها ولذلك يقال : أمانتي أدَّيتها وميثاقي تعاهدته لتشهد لي بالموافاة .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن عبدالله بن بكير ، عن الحلبيِّ قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : لم جعل استلام الحجر ؟ فقال : إنَّ الله عزَّ وجلَّ حيث أخذ ميثاق بني آدم دعا الحجر من الجنّة فأمره فالتقم الميثاق فهو يشهد لمن وافاه بالموافاة .

٣ ـ محمّد بن يحيى ؛ وغيره ، عن محمّد بن أحمد ، عن موسى بن عمر ، عن ابن سنان ، عن أبي سعيد القمّاط ، عن بكير بن أعين قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام لأيِّ علّة وضع الله الحجر في الرُّكن الّذي هو فيه ولم يوضع في غيره ولأيِّ علّة تقبّل ولأيِّ علّة اُخرج من الجنّة ؛ ولأيِّ علّة وضع ميثاق العباد والعهد فيه ولم يوضع في غيره ؟ وكيف السّبب في ذلك ؟ تخبرني جعلني الله فداك فإنَّ تفكّري فيه لعجب ، قال : فقال سألت وأعضلت في المسألة واستقصيت فافهم الجواب وفرِّغ قلبك واصغ سمعك اُخبرك إن شاء الله إنَّ الله تبارك وتعالى وضع الحجر الأسود وهي جوهرة اُخرجت من الجنّة إلى آدم عليه السلام فوضعت في ذلك الرُّكن لعلّة الميثاق وذلك أنّه لمّا أخذ من بني آدم من ظهورهم ذرِّيّتهم حين أخذ الله عليهم الميثاق في ذلك المكان وفي ذلك المكان ترائى

لهم و من ذلك المكان يهبط الطير على القائم عليه السلام فأوّل من يبايعه ذلك الطائر وهو والله جبرئيل عليه السلام و إلى ذلك المقام يسند القائم ظهره وهو الحجّة والدليل على القائم وهو الشاهد لمن وافا[ه] في ذلك المكان والشاهد على من أدّى إليه الميثاق والعهد الّذي أخذالله عزّوجلّ على العباد .

وأمّا القبلة والاستلام فلعلّة العهد تجديداً لذلك العهد والميثاق وتجديداً للبيعة ليؤدّوا إليه العهد الّذي أخذ الله عليهم في الميثاق فيأتوه في كلّ سنة ويؤدّوا إليه ذلك العهد والأمانة اللّذين اُخذا عليهم، ألاترى أنّك تقول : أمانتي أدّيتها وميثاقي تعاهدته لتشهدلي بالموافاة و والله مايؤدّي ذلك أحد غير شيعتنا ولا حفظ ذلك العهد والميثاق أحدٌ غير شيعتنا و إنّهم ليأتوه فيعرفهم و يصدّقهم ويأتيه غيرهم فينكرهم و يكذّبهم و ذلك أنّه لم يحفظ ذلك غيركم فلكم والله يشهد وعليهم والله يشهد بالخفر والجحود والكفر وهو الحجّة البالغة من الله عليهم يوم القيامة يجيىء وله لسان ناطق و عينان في صورته الاُولى يعرفه الخلق ولا ينكره ، يشهد لمن وافاه وجدّد العهد والميثاق عنده ، بحفظ العهد والميثاق و أداء الأمانة ويشهد على كلّ من أنكر و جحد ونسي الميثاق بالكفر والإنكار .

فأمّا علّة ما أخرجه الله من الجنّة فهل تدري ما كان الحجر ؟ قلت : لا، قال كان ملكاً من عظماء الملائكة عندالله فلمّا أخذالله من الملائكة الميثاق كان أوّل من آمن به وأقرّ ذلك الملك فاتّخذه الله أميناً على جميع خلقه فألقمه الميثاق وأودعه عنده واستعبد الخلق أن يجدّدوا عنده في كلّ سنة الإقرار بالميثاق والعهد الّذي أخذ الله عزّوجلّ عليهم ، ثمّ جعله الله مع آدم في الجنّة يذكّره الميثاق ويجدّد عنده الإقرار في كلّ سنة فلمّا عصى آدم واُخرج من الجنّة أنساه الله العهد والميثاق الّذي أخذالله عليه و على ولده لمحمّد صلى الله عليه وآله و لوصيّه عليه السلام وجعله تائهاً حيراناً ، فلمّا تاب الله على آدم حوّل ذلك الملك في صورة درّة بيضاء فرماه من الجنّة إلى آدم عليه السلام وهو بأرض الهند فلمّا نظر إليه آنس إليه وهو لا يعرفه بأكثر من أنّه جوهرة وأنطقه الله عزّوجلّ فقال له : يا آدم أتعرفني ؟ قال : لا ، قال : أجل استحوذ عليك الشيطان فأنساك ذكر ربّك

ثمّ تحوّل إلی صورته الّتي کان مع آدم في الجنّة فقال لآدم: أین العهد والمیثاق فوثب إلیه آدم وذکر المیثاق وبکی وخضع له وقبّله وجدّد الإقرار بالعهد والمیثاق ثمّ حوّله الله عزّ وجلّ إلی جوهرة الحجر درّة بیضاء صافیة تضيء، فحمله آدم علیه السلام علی عاتقه إجلالاً له وتعظیماً فکان إذا أعیا حمله عنه جبرئیل علیه السلام حتّی وافی به مکّة فمازال یأنس به بمکّة ویجدّد الإقرار له کلّ یوم ولیلة ثمّ إنّ الله عزّ وجلّ لمّا بنی الکعبة وضع الحجر في ذلك المکان لأنّه تبارك وتعالی حین أخذ المیثاق من ولد آدم أخذه في ذلك المکان وفي ذلك المکان ألقم الملك المیثاق ولذلك وضع في ذلك الرّکن ونحّی آدم من مکان البیت إلی الصّفا وحوّا إلی المروة ووضع الحجر في ذلك الرّکن فلمّا نظر آدم من الصّفا وقد وضع الحجر في الرّکن کبّر الله وهلّله ومجّده فلذلك جرت السّنّة بالتّکبیر واستقبال الرّکن الّذي فیه الحجر من الصّفا فإنّ الله أودعه المیثاق والعهد دون غیره من الملائکة لأنّ الله عزّ وجلّ لمّا أخذ المیثاق له بالرّبوبیّة ولمحمّد صلی الله علیه وآله بالنّبوّة ولعليّ علیه السلام بالوصیّة اصطکّت فرائص الملائکة فأوّل من أسرع إلی الإقرار ذلك الملك لم یکن فیهم أشدّ حبّاً لمحمّد وآل محمّد صلی الله علیه وآله منه ولذلك اختاره الله من بینهم وألقمه المیثاق وهو یجيء یوم القیامة وله لسان ناطق وعین ناظرة یشهد لکلّ من وافاه إلی ذلك المکان وحفظ المیثاق.

باب

حجرِ اسود کی ابتدا اور بوسہ دینے کی علّت

۱- فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے میثاق لیا تو حجر کو حکم دیا کہ اسے نگل لے اسی وجہ سے وقت استلام کہا جاتا ہے تو نے میری امانت ادا کی اور میرے میثاق کی ذمہ داری لی تاکہ تو عہد پورا کرنے کی گواہی دے۔ (حسن)

۲- میں نے حضرت سے پوچھا حجر اسود کو بوسہ کیوں دیا جاتا ہے۔ فرمایا جب اللہ نے بنی آدم سے میثاق لیا تو جنت سے حجر کو بلایا اور حکم دیا کہ اس میثاق کو نگل لے، پس وہ گواہی دیتا ہے اس عہد کو پورا کرنے کی۔ (ف)

۳۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا۔ کیوں رکھا گیا حجر کو اس مقام پر جہاں وہ ہے دوسری جگہ کیوں نہ رکھا گیا اور کس وجہ سے اسے بوسہ دیا جاتا ہے اور بندوں کے میثاق کو اس میں کیوں رکھا گیا۔ میں آپ پر فدا ہوں اس کا سبب بتایئے میں اس امر میں متفکر ہوں، فرمایا تم نے ایک مشکل مسئلہ پوچھا۔ پس جواب کو سمجھو اور اپنے کو تسکین دو اور کان لگا کر سنو میں تم کو انشاء اللہ بتاؤں گا۔

اللہ نے رکھا اس حجر اسود کو جو ایک جوہر ہے جنت سے نکلا ہے آدم کے ساتھ اور اس پر رکھا گیا میثاق کی وجہ سے اس کی صورت یہ ہے کہ جب اللہ نے بنی آدم سے میثاق لیا ان کی پشتوں سے ان کی ذرّیت نکال کر، اس مقام میں اور اس مکان میں وہ ظاہر ہوں گے اور یہیں ایک پرندہ قائم آل محمد پر اترے گا۔ پس سب سے پہلے حضرت کی بیعت یہی پرندہ کریگا اور وہ جبرئیل ہوں گے اور اسی جگہ کو حضرت حجت وقت ظہور اپنی پشت کا تکیہ بنائیں گے اور حجر خدا کی طرف سے حجت ہے اور وجود قائم پر دلیل اور گواہ ہوگا جو وفائے عہد کرے گا اس مقام پر اور جو میثاق خدا نے لیا ہے اس کے پورا ہونے کا گواہ بنے گا۔

رہا بوسہ دینا اور مس کرنا تو یہ شاید اسی عہد و میثاق کی تجدید ہے تاکہ جو عہد اللہ نے لیا ہے اسے ہر سال پورا کر کے دکھائیں اور جو امانت حجر کے پاس ہے اس کی یاد تازہ کریں کیا تم یہ نہیں کہتے۔ میں نے تیری امانت اور اپنے میثاق کو پورا کر دیا تاکہ تو میری موالات کی گواہی دے۔ خدا کی قسم ہمارے شیعوں کے سوا اور کوئی یہ حق ادا نہیں کرتا اور نہ اس عہد کو یاد رکھتا ہے۔ ہمارے شیعہ حجر کے پاس آتے ہیں تو وہ ان کو پہچانتا ہے اور ان کی تصدیق کرتا ہے اور جو غیر شیعہ آتے ہیں تو ان کا انکار کرتا ہے اور ان کی تکذیب کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے غیر نے اس معاہدہ کو یاد نہیں رکھا، پس تمہارے موافق گواہی دیگا اور ان کے مخالف گواہی دیگا، ان کے کفر اور انکار کی وہ روز قیامت اللہ کی طرف سے ان پر حجت بالغہ ہوگا اور اس طرح آئے گا کہ اس کی بولنے والی زبان ہوگی اور اس کی پہلی صورت میں وہ لوگوں پہچانے گا اور گواہی دے گا ان کے موافق جنھوں نے عہد پورا کیا ہوگا اور تجدید عہد کی ہوگی اور ان کے خلاف کہے گا جنھوں نے کفر و انکار کی وجہ سے اس عہد کو بھلا دیا ہوگا۔ لیکن اللہ نے اسے جنت سے کیوں نکالا تو تم جانتے ہو حجر کیا تھا۔ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ ایک بڑا صاحب عظمت فرشتہ تھا جب اللہ نے ملائکہ سے عہد لیا تو سب سے پہلے یہی ایمان لایا اور اقرار کیا، اللہ نے تمام خلق پر اس کو امین بنایا اور میثاق کا لقمہ اس کے منہ میں دیا اور اس کے سپرد کیا اور مخلوق کو حکم دیا کہ وہ ہر سال حجر کے سامنے اس میثاق کی تجدید کریں اور اس عہد کو دہرائیں جو اللہ نے ان سے لیا ہے پھر اللہ نے آدم کے ساتھ اسے جنت میں رکھا، آدم اس میثاق کو یاد کرتے اور حجر کے آگے اقرار کی تجدید کرتے تھے ہر سال، جب آدم سے ترک اولیٰ ہوا اور جنت سے نکالے گئے تو اس عہد کو بھلا دیا جو اللہ نے ان سے اپنے لئے اور ان کے فرزند محمدؐ اور ان کے وصی علی کے بارے میں لیا تھا اور وہ حیران د

پریشان رہ گئے جب اللہ نے آدم کی توبہ قبول کی تو اس فرشتہ کو سفید موتی کی صورت میں تبدیل کر دیا اور جنت آدم کی طرف اسے پھینک دیا اور وہ سرزمین ہند تھی جب آدم نے اسے دیکھا تو مانوس ہوئے لیکن پہچانا نہیں کیونکہ اس میں جوہریت زیادہ تھی خدا نے اس کو گویا کیا تو اس نے کہا اے آدم تم نے مجھے پہچانا، انھوں نے کہا نہیں، فرشتہ نے کہا اس لیے کہ شیطان تم پر غالب ہوا اور اس نے ذکر رب تم سے ترک کرا دیا پھر خدا نے اس کو وہی صورت دی جو آدم کے پاس جنت میں تھی اس نے آدم سے کہا کہاں ہے وہ عہد و میثاق، آدم اس کے پاس آئے اور میثاق کو یاد کیا روئے اور گڑگڑائے، اسے بوسہ دیا اور عہد و میثاق کی تجدید کی، پھر خدا نے اس فرشتہ کو سفید چمکدار پتھر بنایا آدم نے اس کی عظمت کے لحاظ سے اسے کندھے پر اٹھا لیا جب اس کے وزن سے تھک گئے تو جبرئیل نے مدد کی اور اس کو مکہ لے آئے آدم مکہ میں اس سے مانوس تھے اور ہر روز اور ہر شب اس کے سامنے تجدید اقرار کرتے تھے جب اللہ نے کعبہ کے بنانے کا حکم دیا تو اس پتھر کو وہاں رکھا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ جب اولاد آدم سے میثاق لیا تھا تو وہ اسی جگہ تھا اور یہیں فرشتہ کے منہ میں میثاق کو ڈالا گیا تھا اس لیے حجر کو اس رکن میں رکھا گیا آدم کعبہ سے صفا کی طرف آتے تھے اور حوا مروہ کی طرف سے اور حجر اس رکن میں رکھا ہوتا تھا جب آدم کوہ صفا سے دیکھتے تو تکبیر و تہلیل و تمجید کی صدا بلند کرتے، اسی لیے تکبیر سنت قرار پائی اور اس رکن کا استقبال جہاں حجر ہے کیونکہ جب اللہ نے اپنی ربوبیت، حضرت رسولؐ خدا کی نبوت اور حضرت علیؑ کی وصایت کا اقرار لیا تھا تو ملائکہ کے کندھے تھرتھرانے لگے۔ پس جس نے سب سے پہلے اقرار ربوبیت کیا اور حضرت رسولؐ خدا کی نبوت اور حضرت علیؑ کی ولایت کو مانا یہی فرشتہ تھا ان میں محمدؐ و آل محمدؐ کی شدید محبت نہیں پائی جاتی تھی اس لیے خدا نے ان کے درمیان سے ایک فرشتہ منتخب کیا اور اس کے منہ میں میثاق دیا۔ وہ روز قیامت اس طرح آئے گا کہ اس کی بولتی زبان ہوگی اور دیکھنے والی آنکھ، وہ گواہی دے گا روز قیامت ہر اس کی جس نے اس مقام عہد کو پورا کیا ہوگا۔ (ض)

﴿باب۲﴾

☆(بدء البيت والطواف)☆

١ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن أبي عباد عمران بن عطيّة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : بينا أبي عليه السلام و أنا في الطواف إذ أقبل رجل شرجب من الرّجال ، فقلت : وما الشرجب أصلحك الله ؟ قال : الطويل ، فقال : السّلام

عليك[م] و أدخل رأسه بيني و بين أبي ، قال : فالتفت إليه أبي وأنا فرددنا عليه السّلام ، ثمّ قال : أسألك رحمك الله ، فقال له أبي : نقضي طوافنا ، ثمّ تسألني ، فلمّا قضى أبي الطواف دخلنا الحجر فصلّينا الرّكعتين ، ثمّ التفت فقال : أين الرّجل يا بنيّ فإذا هو وراءه قد صلّى ، فقال : ممّن الرّجل ؟ قال : من أهل الشّام ؟ فقال : و من أيّ أهل الشّام ؟ فقال : ممّن يسكن بيت المقدس ، فقال : قرأت الكتابين قال : نعم ، قال : سل عمّا بدالك ، فقال : أسألك عن بدء هذا البيت وعن قوله : « ن والقلم و ما يسطرون » ، و عن قوله : « و الّذين في أموالهم حقّ معلوم ☆ للسائل و المحروم » ، فقال : يا أخا أهل الشّام اسمع حديثنا و لا تكذّب علينا فإنّه من كذّب علينا في شيء فقد كذّب على رسول الله صلى الله عليه وآله و من كذّب على رسول الله صلى الله عليه وآله فقد كذّب على الله و من كذّب على الله عذّبه الله عزّ و جلّ . أمّا بدء هذا البيت فإنّ الله تبارك و تعالى قال للملائكة : « إنّي جاعل في الأرض خليفة » فردّت الملائكة على الله عزّ وجلّ فقالت : « أتجعل فيها من يفسد فيها و يسفك الدّماء » فأعرض عنها فرأت أنّ ذلك من سخطه فلاذت بعرشه فأمر الله ملكاً من الملائكة أن يجعل له بيتاً في السّماء السّادسة يسمّى الضّراح بإزاء عرشه فصيّره لأهل السّماء يطوف به سبعون ألف ملك في كلّ يوم لا يعودون ، و يستغفرون ، فلمّا أن هبط آدم إلى السّماء الدّنيا أمره بمرمّة هذا البيت وهو بإزاء ذلك فصيّره لآدم و ذرّيّته كما صيّر ذلك لأهل السّماء . قال : صدقت يا ابن رسول الله .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ؛ و ابن محبوب جميعاً ، عن المفضّل بن صالح ، عن محمّد بن مروان قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : كنت مع أبي في الحجر فبينما هو قائم يصلّي إذ أتاه رجل فجلس إليه فلمّا انصرف سلّم عليه ثمّ قال : إنّي أسألك عن ثلاثة أشياء لا يعلمها إلّا أنت ورجل آخر ، قال : ماهي ؟ قال : أخبرني أيّ شيء كان سبب الطواف بهذا البيت ؟ فقال : إنّ الله عزّ وجلّ لمّا أمر الملائكة أن يسجدوا لآدم عليه السلام ردّوا عليه فقالوا : « أتجعل فيها من يفسد فيها و يسفك الدّماء و نحن نسبّح بحمدك و نقدّس لك » قال الله تبارك وتعالى : « إنّي أعلم ما لا تعلمون » فغضب

عليهم ثمّ سألوه التّوبة فأمرهم أن يطوفوا بالضّراح و هو البيت المعمور ، ومكثوا يطوفون به سبع سنين [و] يستغفرون الله عزّ وجلّ ممّا قالوا ثمّ تاب عليهم من بعد ذلك و رضي عنهم فهذا كان أصل الطواف ، ثمّ جعل الله البيت الحرام حذوا الضّراح توبة لمن أذنب من بني آدم وطهوراً لهم ، فقال : صدقت .

باب ۲

ابتدائے بیت اور طواف

۱۔ فرمایا جبکہ میں اور میرے باپ طواف میں تھے ایک شخص شرحبیل آیا۔ میں نے کہا شرحبیل کیا فرمایا طویل اور اس نے سلام کیا اور اپنا سر میرے اور میرے والد کے بیچ میں داخل کیا۔ پس میں اور میرے والد متوجہ ہوئے اور جواب سلام دیا۔ پھر کہا میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں میرے والد نے کہا طواف کے بعد پوچھنا۔ طواف کے بعد ہم حجر کے پاس آئے دو رکعت نماز پڑھی، پھر مجھ سے فرمایا بیٹا وہ شخص کہاں ہے دیکھا تو وہ پیچھے نماز پڑھ رہا تھا بعد نماز آپ نے اس سے پوچھا۔ تم کہاں کے رہنے والے ہو اس نے کہا میں شامی ہوں فرمایا شام میں کہاں فرمایا ساکن بیت المقدس ہوں فرمایا تو نے دونوں کتابیں پڑھی ہیں اس نے کہا ہاں، فرمایا اب پوچھ جو پوچھنا ہے اس نے کہا یہ بتائیے بیت اللہ کی ابتدا کب ہوئی۔ دوسرے آیہ ن والقلم وما یسطرون، کا کیا مطلب ہے تیسرے آیہ اعوالہم سے کیا مراد ہے۔ فرمایا اے برادر شامی سن ہماری بات اور ہماری تکذیب نہ کرنا، جس نے کسی معاملہ میں ہمیں جھٹلایا اس نے رسول کو جھٹلایا اور جس نے رسول کو جھٹلایا اس نے خدا کو جھٹلایا، اور جس نے خدا کو جھٹلایا خدا اسکو عذاب دیگا اس گھر کے آغاز کی صورت یہ ہے کہ خدا نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں روئے زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں تو ملائکہ نے تردید کی اور کہا کیا تو اس کو بنائے گا جو فساد و خونریزی کرے۔ اس کے بعد جب انھوں نے غضب الٰہی کا احساس کیا تو عرش الٰہی کے نیچے پناہ لی، اللہ نے ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ چھٹے آسمان پر جس کا نام صراح ہے ایک گھر عرش کے مقابل بنائیں اور حکم دیا کہ اہل سموات اس کے گرد طواف کریں چنانچہ ستر ہزار فرشتے اس کا طواف کرتے اور استغفار کرتے ہیں جب آدم سماء دنیا کی طرف اترے تو خدا نے اس گھر کے مقابل زمین پر بیت اللہ بنانے کا حکم دیا۔ پس آدم اور اولاد آدم کے لئے اسی طرح طواف کا حکم ہوا۔ اس نے کہا یا بن رسول اللہ آپ نے سچ کہا۔ (ض)

۲۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ نے میں اپنے والد کے ساتھ حجر کے قریب تھا اور آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص

آکر پاس بیٹھا جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے سلام کیا اور کہا میں تین باتیں پوچھنی چاہتا ہوں جنھیں آپ کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا۔ فرمایا وہ کیا ہیں اس نے کہا یہ بتائیے کہ اس گھر کے طواف کرنے کا سبب کیا ہے فرمایا جب خدا نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں تو انھوں نے تردید کی اور کہا تو ایسے کو بنائے گا جو فساد اور خونریزی کرے حالانکہ ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اللہ نے فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ جب انھوں غضب خدا دیکھا تو توبہ کی، اللہ نے حکم دیا کہ وہ بیت المعمور کا طواف کریں، سات سال تک وہ برابر طواف و استغفار کرتے رہے۔ خدا نے اس کے بعد توبہ قبول کی اور راضی ہو گیا، یہ ہے اصل وجہ طواف کی، پھر خدا نے بیت المعمور کے مقابل خانۂ کعبہ بنوا دیا تاکہ بنی آدم میں جو گنہگار ہیں ان کی توبہ قبول ہو اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ (خ)

﴿باب۳﴾

☆(أن أول ماخلق الله من الارضين موضع البيت وكيف كان أول ماخلق)☆

١ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن محمّد بن سنان، عن محمّد بن عمران العجليّ قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: أيّ شيء كان موضع البيت حيث كان الماء في قول الله عزّ وجلّ: «وكان عرشه على الماء» قال: كان مهاة بيضاء يعني درّة.

٢ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن عليّ الوشّاء، عن أحمد بن عائذ، عن أبي خديجة قال: إنّ الله عزّ وجلّ أنزل الحجر لآدم عليه السلام من الجنّة وكان البيت درّة بيضاء فرفعه الله عزّ وجلّ إلى السماء وبقي اُسّه وهو بحيال هذا البيت يدخله كلّ يوم سبعون ألف ملك لا يرجعون إليه أبداً فأمر الله عزّ وجلّ إبراهيم وإسماعيل عليهما السلام يبنيان البيت على القواعد.

٣ ـ عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن منصور بن العبّاس، عن صالح اللّفائفيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام: قال: إنّ الله عزّ وجلّ دحى الأرض من تحت الكعبة إلى منى ثمّ دحاها من منى إلى عرفات ثمّ دحاها من عرفات إلى منى فالأرض من عرفات وعرفات من منى ومنى من الكعبة.

٤ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن أحمد، عن أحمد بن هلال، عن عيسى بن عبدالله

الهاشمي ، عن أبيه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان موضع الكعبة ربوة من الأرض بيضاء تضيء كضوء الشمس و القمر حتّى قتل ابنا آدم أحدهما صاحبه فاسودّت فلمّا نزل آدم رفع الله له الأرض كلّها حتّى رآها ثمّ قال : هذه لك كلّها قال : يارب ما هذه الأرض البيضاء المنيرة قال : هي [في] أرضي وقد جعلت عليك أن تطوف بها كلّ يوم سبعمائة طواف .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن الحسين بن عليّ بن مروان ، عن عدّة من أصحابنا ، عن أبي حمزة الثمالي قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام في المسجد الحرام : لأيّ شيء سمّاه الله العتيق ؟ فقال : إنّه ليس من بيت وضعه الله على وجه الأرض إلّا له ربّ و سكّان يسكنونه غير هذا البيت فإنّه لاربّ له إلّا الله عزّ وجلّ وهو الحرّ ، ثمّ قال : إنّ الله عزّ وجلّ خلقه قبل الأرض ثمّ خلق الأرض من بعده فدحاها من تحته .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن أبان بن عثمان ، عمّن أخبره ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قلت له : لم سمّي البيت العتيق ؟ قال : هو بيت حرّ عتيق من النّاس لم يملكه أحد .

٧ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن سيف بن عميرة عن أبي زرارة التميمي ، عن أبي حسّان ، عن أبي جعفر عليه السلام قال: لمّا أراد الله عزّ وجلّ أن يخلق الأرض أمر الرّياح فضربن وجه الماء حتّى صار موجاً ثمّ أزبد فصار زبداً واحداً فجمعه في موضع البيت ، ثمّ جعله جبلاً من زبد ثمّ دحى الأرض من تحته وهو قول الله عزّ وجلّ « إنّ أوّل بيت وضع للنّاس للّذي ببكّة مباركاً » .

باب ۳

خانۂ کعبہ کی زمین سب سے پہلے پیدا ہوئی

۱۔ میں نے پوچھا بیت اللہ کی جگہ اس وقت کیا چیز تھی جب بقول خدا پانی ہی تھا۔ فرمایا وہ ایک چمکدار موتی تھا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ حجر کو آدم کے لئے جنت سے نازل کیا اور بیت معمور ایک سفید موتی کی مانند تھا اللہ نے اس کو آسمان کی طرف

بلند کیا اور اس کی بنیاد باقی رکھی اور وہ اس گھر کے محاذ میں تھا ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے تھے جو اللہ سے امید لگائے ہوتے تھے اور اللہ نے ابراہیم و اسمٰعیل کو اس کی بنیادیں اٹھانے کا حکم دیا۔ (ض)

۳۔ حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو بچھایا عرفات سے اور عرفات منیٰ سے اور منیٰ کعبہ سے ہے۔ (ض)

۴۔ فرمایا کعبہ والی جگہ ایک ٹیلہ تھی ایسی سفید چمکدار جیسے سورج اور چاند، جب آدم کے دو بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا تو وہ زمین برابر ہوگئی۔ جب آدم زمین پر اترے تھے تو اللہ نے پوری زمین بلند کرکے انھیں دکھا دی اور فرمایا سب تمہارے لئے ہے آدم نے کہا یہ زمین کا کون سا حصہ ہے جو چمک رہا ہے خدا نے فرمایا یہ میں نے تمہارے لئے اس لئے بنایا ہے کہ ہر روز سات سو مرتبہ اس کا طواف کرو۔ (ض)

۵۔ میں نے پوچھا کعبہ کو بیت عتیق کیوں کہتے ہیں فرمایا روئے زمین پر جو گھر بھی ہے اس کا کوئی مالک ہے اور اس میں کچھ رہنے والے ہوتے ہیں لیکن اس گھر کا اللہ کے سوا کوئی مالک نہیں وہ آزاد ہے پھر فرمایا اللہ نے زمین سے پہلے اسے پیدا کیا ہے اور زمین کو اس کے نیچے بچھایا ہے۔ (مجہول)

۶۔ میں نے پوچھا اس کا نام بیت عتیق کیوں ہوا فرمایا یہ گھر آزاد ہے ہر شخص کی ملکیت سے کوئی اس کا مالک نہیں (مرسل)

۷۔ فرمایا جب اللہ نے زمین کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو ہواؤں کو پانی پر ضرب مارنے کا حکم دیا پس اس میں جھاگ پیدا ہوا اور وہ سب اس جگہ جمع ہوئے جو مقام بیت ہے پھر اس کے نیچے زمین بچھائی، جیسا کہ فرماتا ہے سب سے پہلے گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا مکہ میں وہ صاحب برکت ہے۔ (مجہول)

﴿ باب ﴾

✿(فی حج آدم علیه السلام)✿

١ـ عليٌّ بن محمّد ، عن صالح بن أبي حمّاد ، عن الحسين بن يزيد ، عن الحسن بن عليِّ بن أبي حمزة ، عن أبي إبراهيم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنَّ الله عزَّ وجلَّ لمّا أصاب آدم وزوجته الحنطة أخرجهما من الجنّة وأهبطهما إلى الأرض فأهبط آدم على الصّفا وأهبطت حوّاء على المروة و إنّما سمّي صفا لأنّه شقّ له من اسم آدم المصطفى و ذلك لقول الله عزَّ وجلَّ: « إنَّ الله اصطفى آدم ونوحاً » و سمّيت المروة مروة لأنّه شقّ لها من اسم المرأة فقال آدم: ما فرِّق بيني و بينها إلّا أنّها لاتحلّ لي ولو كانت تحلّ لي هبطت معي على الصّفا ولكنّها حرّمت عليَّ من أجل ذلك وفرِّق بيني وبينها ،

فمكث آدم معتزلاً حوّاء فكان يأتيها نهاراً فيتحدّث عندها على المروة فإذا كان اللّيل خاف أن تغلبه نفسه يرجع إلى الصّفا فيبيت عليه ولم يكن لآدم اُنس غيرها ولذلك سمّين النّساء من أجل أنّ حوّاء كانت اُنساً لآدم لا يكلّمه الله و لا يرسل إليه رسولاً ، ثمّ إنّ الله عزّ وجلّ منّ عليه بالتّوبة وتلقّاه بكلمات فلمّا تكلّم بها تاب الله عليه وبعث إليه جبرئيل عليه السلام فقال : السّلام عليك يا آدم التّائب من خطيئته الصّابر لبليّته إنّ الله عزّ وجلّ أرسلني إليك لاُعلّمك المناسك الّتي تطهر بها فأخذ بيده فانطلق به إلى مكان البيت وأنزل الله عليه غمامة فأظلّت مكان البيت و كانت الغمامة بحيال البيت المعمور فقال : يا آدم خطّ برجلك حيث أظلّت عليك هذه الغمامة فإنّه سيخرج لك بيتاً من مهاة يكون قبلتك وقبلة عقبك من بعدك ، ففعل آدم عليه السلام و أخرج الله له تحت الغمامة بيتاً من مهاة وأنزل الله الحجر الأسود و كان أشدّ بياضاً من اللّبن وأضوء من الشّمس و إنّما اسودّ لأنّ المشركين تمسحوا به فمن نجس المشركين اسودّ الحجر وأمره جبرئيل عليه السلام أن يستغفر الله من ذنبه عند جميع المشاعر ويخبره أنّ الله عزّ وجلّ قد غفر له ؛ وأمره أن يحمل حصيات الجمار من المزدلفة فلمّا بلغ موضع الجمار تعرّض له إبليس فقال له : يا آدم أين تريد ؟ فقال له جبرئيل عليه السلام : لا تكلّمه و ارمه بسبع حصيات و كبّر مع كلّ حصاة ، ففعل آدم عليه السلام حتّى فرغ من رمي الجمار وأمره أن يقرّب القربان و هو الهدي قبل رمي الجمار وأمره أن يحلق رأسه تواضعاً لله عزّ وجلّ ففعل آدم ذلك ثمّ أمره بزيارة البيت و أن يطوف به سبعاً ويسعى بين الصّفا والمروة اُسبوعاً يبدء بالصّفا ويختم بالمروة ثمّ يطوف بعد ذلك اُسبوعاً بالبيت وهو طواف النّساء لا يحلّ للمحرم أن يباضع حتّى يطوف طواف النساء ففعل آدم عليه السلام فقال له جبرئيل : إنّ الله عزّ وجلّ قد غفر ذنبك و قبل توبتك وأحلّ لك زوجتك ، فانطلق آدم وغفر له ذنبه وقبلت منه توبته وحلّت له زوجته .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد القلانسيّ ، عن عليّ ابن حسّان ، عن عمّه عبدالرّحمن بن كثير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ آدم عليه السلام

لمّا أُهبط إلى الأرض أُهبط على الصّفا ولذلك سمّي الصّفا لأنَّ المصطفى هبط عليه فقطع للجبل اسم من اسم آدم يقول الله عزّوجلّ : «إنّ الله اصطفى آدم ونوحاً و آل إبراهيم و آل عمران على العالمين » واُهبطت حوّاء على المروة وإنّما سمّيت المروة مروة لأنّ المرأة هبطت عليها فقطع للجبل اسم من اسم المرأة وهما جبلان عن يمين الكعبة و شمالها فقال آدم حين فرّق بينه وبين حوّاء ما فرّق بيني وبين زوجتي إلّا وقدحرّمت عليّ فاعتزلها و كان يأتيها بالنّهار فيتحدّث إليها فإذا كان اللّيلة خشي أن تغلبه نفسه عليها رجع فبات على الصّفا ولذلك سميت النّساء لأنّه لم يكن لآدم اُنس غيرها فمكث آدم بذلك ما شاء الله أن يمكث لايكلّمه الله ولا يرسل إليه رسولاً والرّبّ سبحانه يباهي بصبره الملائكة فلمّا بلغ الوقت الّذي يريد الله عزّوجلّ أن يتوب على آدم فيه أرسل إليه جبرئيل عليه السلام فقال : السّلام عليك يا آدم الصّابر لبليّته التّائب عن خطيئته إنّ الله عزّوجلّ بعثني إليك لأعلّمك المناسك الّتي يريد الله أن يتوب عليك بها فأخذ جبرئيل عليه السلام بيد آدم عليه السلام حتّى أتى به مكان البيت فنزل غمام من السّماء فأظلّ مكان البيت فقال جبرئيل عليه السلام : يا آدم خطّ برجلك حيث أظلّ الغمام فإنّه قبلة لك و لآخر عقبك من ولدك فخطّ آدم برجله حيث أظلّ الغمام ثمّ انطلق به إلى منى فأراه مسجد منى فخطّ برجله ومدّ خطّة المسجد الحرام بعد ما خطّ مكان البيت ثمّ انطلق به من منى إلى عرفات فأقامه على المعرّف فقال : إذا غربت الشّمس فاعترف بذنبك سبع مرّات وسل الله المغفرة والتّوبة سبع مرّات ففعل ذلك آدم عليه السلام ولذلك سمّي المعرّف لأنّ آدم اعترف فيه بذنبه وجعل سنّة لولده يعترفون بذنوبهم كما اعترف آدم ويسألون التّوبة كما سألها آدم ، ثمّ أمره جبرئيل فأفاض من عرفات فمرّ على الجبال السّبعة فأمره أن يكبّر عند كلّ جبل أربع تكبيرات ففعل ذلك آدم حتّى انتهى إلى جمع فلمّا انتهى إلى جمع ثلث اللّيل فجمع فيها المغرب والعشاء الآخرة تلك اللّيلة ثلث اللّيل في ذلك الموضع ثمّ أمره أن ينبطح في بطحاء جمع فانبطح في بطحاء جمع حتّى انفجر الصّبح فأمره أن يصعد على الجبل جبل جمع و أمره إذا طلعت الشّمس أن يعترف بذنبه سبع مرّات ويسأل الله التّوبة والمغفرة سبع مرّات ففعل

ذلك آدم كما أمره جبرئيل عليه السلام وإنّما جعله اعترافين ليكون سنّة في ولده فمن لم يدرك منهم عرفات وأدرك جمعاً فقد وافى حجّه [إلى منى] ثمّ أفاض من جمع إلى منى فبلغ منى ضحى فأمره فصلّى ركعتين في مسجد منى ثمّ أمره أن يقرّب لله قرباناً ليقبل منه ويعرف أنّ الله عزّ وجلّ قد تاب عليه ويكون سنّة في ولده القربان ، فقرّب آدم قرباناً فقبل الله منه فأرسل ناراً من السّماء فقبلت قربان آدم ، فقال له جبرئيل : يا آدم إنّ الله قد أحسن إليك إذ علّمك المناسك الّتي يتوب بها عليك وقبل قربانك ، فاحلق رأسك تواضعاً لله عزّ وجلّ إذ قبل قربانك فحلق آدم رأسه تواضعاً لله عزّ وجلّ ثمّ أخذ جبرئيل بيد آدم عليه السلام فانطلق به إلى البيت فعرض له إبليس عند الجمرة فقال له إبليس لعنه الله: يا آدم أين تريد ؟ فقال له جبرئيل عليه السلام : يا آدم ارمه بسبع حصيات وكبّر مع كلّ حصاة تكبيرة، ففعل ذلك آدم فذهب إبليس ، ثمّ عرض له عند الجمرة الثّانية فقال له: يا آدم أين تريد؟ فقال له جبرئيل عليه السلام : ارمه بسبع حصيات وكبّر مع كلّ حصاة تكبيرة ، ففعل ذلك آدم فذهب إبليس ، ثمّ عرض له عند الجمرة الثالثة فقال له : يا آدم أين تريد ؟ فقال له جبرئيل عليه السلام : ارمه بسبع حصيات وكبّر مع كلّ حصاة تكبيرة ، ففعل ذلك آدم ، فذهب إبليس ، فقال له جبرئيل عليه السلام : إنّك لن تراه بعد مقامك هذا أبداً ثمّ انطلق به إلى البيت فأمره أن يطوف بالبيت سبع مرّات ففعل ذلك آدم فقال له جبرئيل عليه السلام : إنّ الله قد غفر لك ذنبك وقبل توبتك وأحلّ لك زوجتك .

٣ـ محمّد بن أبي عبدالله ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن سنان ، عن عبدالكريم ابن عمرو ؛ و إسماعيل بن حازم ، عن عبدالحميد بن أبي الدّيلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام مثله .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ؛ وجميل بن صالح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لمّا طاف آدم بالبيت وانتهى إلى الملتزم ، قال له جبرئيل عليه السلام : يا آدم أقرّ لربّك بذنوبك في هذا المكان ، قال : فوقف آدم عليه السلام فقال : يارب إنّ لكلّ عامل أجراً وقد عملت فما أجري ؟ فأوحى الله عزّ وجلّ إليه يا آدم قد غفرت ذنبك ، قال : يارب ولولدي [أ]ولذرّيّتي فأوحى الله عزّ وجلّ إليه يا آدم من جاء

من ذرّيّتك إلى هذا المكان وأقرّ بذنوبه وتاب كما تبت ثمّ استغفر غفرت له.

٥- عليٌّ، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لمّا أفاض آدم من منى تلقّته الملائكة فقالوا: يا آدم برّ حجّك أما إنّه قد حججنا هذا البيت قبل أن تحجّه بألفي عام.

٦- محمّد بن يحيى؛ وغيره، عن أحمد بن محمّد، عن العبّاس بن معروف، عن عليِّ بن مهزيار، عن الحسين بن سعيد، عن إبراهيم بن أبي البلاد قال: حدّثني أبو بلال المكّي قال: رأيت أبا عبدالله عليه السلام طاف بالبيت ثمّ صلّى فيما بين الباب و الحجر الأسود ركعتين فقلت له: ما رأيت أحداً منكم صلّى في هذا الموضع؟ فقال: هذا المكان الذي تيب على آدم فيه.

٧- محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليِّ بن محمّد العلويِّ قال: سألت أباجعفر عليه السلام عن آدم حيث حجَّ: بما حلق رأسه؟ فقال: نزل عليه جبرئيل عليه السلام بياقوتة من الجنّة فأمرّها على رأسه فتناثر شعره.

باب

حج آدم علیہ السّلام

۱- فرمایا جب آدم اور حوّا گیہوں کھانے کی علت میں جنت سے نکالے گئے تو آدم کوہ صفا پر اُترے اور حوّا مروہ پر، صفا اس لئے نام ہوا کہ وہ مشتق ہے آدم مصطفیٰ کے نام سے، جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے ،،.....،، اور مروہ اس لئے نام ہوا کہ وہ مشتق ہے اسم مرأۃ (عورت) سے، آدم نے کہا میرے اور حوا کے درمیان اس کے سوا کوئی فرق نہیں کہ وہ میرے لئے حلال نہیں، اگر حلال ہوتی وہ میرے ساتھ کوہ صفا پر اترتی، اسی لئے وہ مجھ پر حرام ہے اور میرے اور اس کے درمیان مفارقت کا باعث ہے۔ کچھ عرصہ آدم حوا سے الگ رہے۔ دن میں کوہ مروہ پر ان کے پاس جاتے اور ان سے باتیں کرتے۔ جب رات ہوتی تو غلبۂ نفس کے خوف سے کوہ صفا پر لوٹ آتے اور رات اسی پر گزارتے۔ آدم کو سوائے حوا کے کسی سے انس نہ تھا اسی لئے عورتوں کا نام نساء رکھا گیا کیونکہ حوا کو آدم سے انس تھا۔ اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام کرتا تھا اور نہ کوئی اپنا قاصد بھیجتا تھا پھر خدا نے ان پر احسان کیا اور چند

کلمات کی تلقین کے بعد ان کی توبہ قبول کی اور جبرئیل کو ان کے پاس بھیجا۔ انھوں نے سلام کے بعد کہا، اللہ نے مجھے بھیجا ہے تمہارے پاس، اے آدم، اے خطاؤں سے توبہ کرنے والے، اے مصیبت پر صبر کرنے والے، اللہ نے اس لئے بھیجا ہے کہ میں آپ کو مناسک حج کی تعلیم دوں تاکہ تم پاک وصاف ہو جاؤ۔ پس جبرئیل نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انکو ساتھ لیکر خانۂ کعبہ پر آئے خدا نے ایک بادل کو بھیجا جس نے خانہ کعبہ پر سایہ کیا اور بادل تھا مقابل بیت المعمور کے جبرئیل نے کہا اے آدم جہاں تک بادل کا سایہ ہے وہاں اپنے پیر سے خط کھینچ دو اس کے بمقابل جو گھر بنے گا وہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا قبلہ ہو گا پس آدم نے ایسا ہی کیا اور اللہ نے بادل کے نیچے ایک گھر نکالا اور حجر اسود کو نازل کیا جو دودھ سے زیادہ سفید اور سورج سے زیادہ روشن تھا وہ مشرکین کے مس کرنے سے اور ان کی نجاست کے باعث سیاہ پڑ گیا۔ جبرئیل نے کہا اے آدم اپنے گناہ کے لئے استغفار کرو، تمام مشاعر پر جا کر اللہ نے خبر دی ہے کہ اس نے تمہارا گناہ معاف کر دیا اور اے آدم مزدلفہ سے جمروں پر مارنے کے لئے چند کنکریاں لو، جب مقام جمار پر پہنچے تو شیطان سامنے آیا اور اس نے کہا اے آدم کہاں جا رہے ہو، جبرئیل نے کہا اس سے کلام نہ کرو اور سات کنکریوں سے اسے سنگسار کرو اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہو، آدم نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ رمی الجمرات سے فارغ ہوئے پھر کہا اب قربانی کرو یہ ہدی ہے قبل رمی الجمار اور یہ کہ اپنا سر منڈاؤ خدا کے سامنے اظہار تواضع، اس کے بعد زیارت بیت کا حکم دیا اور سات بار طواف کرنے کا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کا، اس کے بعد چند ہفتے طواف نساء کا جس کے بغیر محرم محل نہیں ہوتا، آدم نے ایسا ہی کیا جبرئیل نے کہا اب اللہ نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے اور تمہاری توبہ قبول کر لی اور تمہاری زوجہ تم پر حلال کر دیا آدم یہ سن کر چلے گئے۔ در آنحالیکہ ان کا گناہ معاف ہوا۔ توبہ قبول ہوئی اور بی بی سے مباشرت حلال ہوئی۔ (ف)

۲۔ فرمایا آدم کو جب زمین پر اتارا گیا تو وہ کوہ صفا پر اترے اس لئے اس کا نام صفا ہوا کیونکہ مصطفےٰ اس پر اترا تھا خدا فرماتا ہے اللہ نے اصطفا کیا آدم نوح کا اور آل ابراہیم و آل عمران کو تمام عالموں پر اور حوا اتریں مروہ میں اتریں اور یہ دونوں پہاڑ ہیں کعبہ کے داہنی طرف اور شمال کی طرف، جب آدم اور حوا کے درمیان افتراق ہوا تو آدم نے کہا، میرے اور میری بی بی کے درمیان یہ افتراق اس وجہ سے ہوا ہے کہ اسے مجھ پر حرام کر دیا گیا ہے لہٰذا انھوں نے حوا سے ازدواجی تعلق قطع کیا، وہ دن میں ان کے پاس جاتے باتیں کرتے۔ مگر جب رات آتی تو اس اندیشہ سے کہ ان کا نفس غلبہ نہ کرے واپس آتے اور رات صفا پر گزارتے، فا راس لئے نام ہوا کہ آدم کو سوائے حوا کے کسی سے انس نہ تھا آدم اسی حالت میں جب تک خدا نے چاہا رہے نہ تو خدا نے ان سے کلام کیا اور نہ کسی رسول کو ان کے پاس بھیجا اور اللہ فخر کرتا تھا ملائکہ پر ان کے صبر کی وجہ سے، جب توبہ آدم قبول کرنے کا وقت آیا خدا نے

جبرئیل کو بھیجا انھوں نے بعد سلام کہا اے بلاؤں پر صبر کرنے والے، اے خطا پر توبہ کرنے والے اللہ نے مجھے آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے تاکہ مناسک حج کی تعلیم دوں جن کی وجہ سے اللہ تمہاری توبہ قبول کرنی چاہتا ہے پس جبرئیل نے ان کا ہاتھ پکڑا اور مقام بیت پر لے آئے، ایک بادل آیا اس نے سایہ ڈالا اس حصۂ زمین پر جہاں کعبہ ہے۔ جبرئیل نے کہا اپنے پیر سے اس حصۂ زمین پر نشان لگا دیجئے جہاں تک بادل کا سایہ ہے یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا آخر وقت تک قبلہ ہوگا آدم نے خط کھینچ دیا۔ پھر جبرئیل ان کو مسجد منیٰ پر لے گئے وہاں نشان لگوایا، پھر وہاں سے عرفات لائے اور مقام معرف پر کھڑا کیا۔ غروب آفتاب کے بعد آدم نے سات بار اپنے گناہ کا اقرار کیا اسی لئے معرف نام ہوا کیونکہ آدم نے یہاں اپنے گناہ کا اعتراف کیا تھا اور یہ ان کی اولاد کے لئے سنت قرار پایا تاکہ وہ بھی اپنے گناہوں کا اعتراف اسی طرح کریں جیسے آدم نے کیا اور آدم کی طرح خدا سے توبہ قبول کرنے کا سوال کریں۔ پھر جبرئیل عرفات لے گئے اور آپ سات پہاڑوں کی طرف سے گزرے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ پہاڑ کے پاس جا کر چار تکبیریں کہیں انھوں نے ایسا ہی کیا جب مقام جمع تک پہنچے تو تہائی رات آچکی تھی آدم نے وہاں مغرب و عشاء کی نماز پڑھی، پھر جبرئیل نے اظہار بندگی کے طور پر سنگریزوں پر لیٹنے کا حکم دیا، پھر جبل جمع پر چڑھنے کو کہا۔ جب صبح نمودار ہوئی۔ جب سورج نکل آیا تو کہا اپنے گناہ کا اعتراف کریں سات مرتبہ خدا سے توبہ کریں اور دعائے مغفرت سات بار کریں آدم نے ایسا ہی کیا۔ انھوں نے دوبار اعتراف کیا یہی سنت قرار پائی ان کی اولاد کے لئے کہ جو عرفات تک نہ پہنچے اور جمع تک پہنچ جائے تو اس نے حج پورا کیا۔ پھر جمع سے چل کر چاشت کے وقت منیٰ پہنچے اور مسجد منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی، پھر قربانی کا حکم دیا تاکہ اللہ قبول کرے اور اعتراف گناہ کیا اللہ نے ان کی توبہ قبول کی پس قربانی ان کی اولاد میں سنت قرار پائی، اللہ نے ان کی قربانی قبول کی، آسمان سے آگ نازل ہوئی یہی قبولیت کا نشان تھا پھر جبرئیل نے کہا۔ اے آدم اللہ نے تم پر احسان کیا کہ تم کو مناسک کی تعلیم دی اور توبہ اور قربانی قبول کی اب تم از راہ تواضع اپنا سر منڈواؤ، پھر جبرئیل نے آدم کا ہاتھ پکڑا اور مقام خانۂ کعبہ کی طرف چلے جمرہ کے پاس شیطان ملا، کہنے لگا اے آدم کہاں کا ارادہ ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ اے آدم اسے سات کنکریاں مارو اور ہر کنکری پر تکبیر کہو، آدم نے ایسا ہی کیا اس کے بعد چلے تو شیطان دوسرے جمرہ پر ملا اور کہنے لگا اے آدم کہاں جا رہے ہو، جبرئیل نے کہا اس پر سات کنکریاں مارو اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہو آدم نے ایسا ہی کیا شیطان ساتھ چلا تیسرے جمرہ پر پھر سامنے آیا۔ اور کہنے لگا اے آدم کہاں جاتے ہو، جبرئیل نے کہا اسے سات کنکریاں مارو اور ہر کنکری پر تکبیر کہو۔ آدم نے ایسا ہی کیا ابلیس بھاگ گیا۔ جبرئیل نے کہا اس کے بعد تم کسی مقام پر اسے نہیں دیکھو گے پھر آدم کو لے کر بیت اللہ کو چلے اور حکم دیا کہ سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کریں آدم نے ایسا ہی کیا۔ جبرئیل نے کہا اللہ نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے اور توبہ قبول کر لی اور تمہاری بی بی تم پر حلال کر دی (خ)

۳۔ ایسی ہی روایت ابوعبداللہ علیہ السلام سے ہے۔

۴۔ فرمایا جب آدم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور ملتزم (مقام) تک پہنچے تو جبرئیل نے کہا اس مقام پر اپنے گناہ کا اقرار کرو پس آدم ٹھہرے اور کہا اے میرے رب ہر عمل کرنے والے کے لئے اجر ہے میں نے عمل کیا۔ پس میرا اجر کیا ہے اللہ نے وحی کی کہ میں نے تمہارا گناہ بخش دیا۔ انھوں نے کہا میری اولاد اور نسل کے لئے، اللہ نے وحی کی، تمہاری اولاد میں سے جو اس گھر تک آئے گا اور اپنے گناہ کا اقرار کرے گا اور تمہاری طرح توبہ کرے گا تو میں اس کا گناہ بخش دوں گا (حسن)

۵۔ فرمایا جب آدم منیٰ میں پہنچے تو ملائکہ نے ملاقات کی اور کہا کہ اے آدم اچھا ہے تمہارا حج لیکن ہم نے تم سے دو ہزار برس پہلے حج کیا ہے (مجہول)

۶۔ میں نے حضرت کو دیکھا کہ آپ نے طواف کر کے باب اور حجر اسود کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی، میں نے کہا میں نے تو کسی کو یہاں نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ فرمایا یہ وہ جگہ ہے جہاں آدم کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ (مجہول)

۷۔ میں نے پوچھا آدم نے حج میں سر کیسے منڈوایا۔ فرمایا جبرئیل جنت کا ایک یاقوت لائے اسے آدم کے سر پہ پھیرا جس سے ان کے بال منڈ گئے۔

﴿باب ۵﴾

☆(علة الحرم و كيف صار هذا المقدار)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر قال: سألت أبا الحسن الرِّضا عليه السلام عن الحرم و أعلامه كيف صار بعضها أقرب من بعض و بعضها أبعد من بعض؟ فقال: إنَّ الله عزَّ وجلَّ لمّا أهبط آدم من الجنّة هبط على أبي قبيس فشكا إلى ربّه الوحشة و أنّه لايسمع ما كان يسمعه في الجنّة فأهبط الله عزَّ وجلَّ عليه ياقوتة حمراء فوضعها في موضع البيت فكان يطوف بها آدم فكان ضوؤها يبلغ موضع الأعلام فيعلم الأعلام على ضوئها و جعله الله حرماً.

عدَّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن أبي همّام إسماعيل بن همّام الكنديِّ عن أبي الحسن الرِّضا عليه السلام نحو هذا.

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد؛ و أحمد بن محمّد جميعاً، عن ابن محبوب، عن محمّد بن إسحاق، عن أبي جعفر، عن آبائه عليهم السلام أنَّ الله تبارك و تعالى أوحى إلى

جبرئيل عليه السلام أنا الله الرّحمن الرّحيم و أنّي قد رحمت آدم و حوّاء لمّا شكيا إليّ ما شكيا فاهبط عليهما بخيمة من خيم الجنّة وعزّهما عنّي بفراق الجنّة وأجمع بينهما في الخيمة فإنّي قد رحمتهما لبكائهما و وحشتهما في وحدتهما وانصب الخيمة على التّرعة الّتي بين جبال مكّة ، قال : و التّرعة مكان البيت و قواعده الّتي رفعتها الملائكة قبل آدم فهبط جبرئيل عليه السلام على آدم بالخيمة على مقدار أركان البيت وقواعده فنصبها ، قال : وأنزل جبرئيل آدم من الصّفا و أنزل حوّاء من المروة و جمع بينهما في الخيمة قال : وكان عمود الخيمة قضيب ياقوت أحمر فأضاء نوره وضوؤه جبال مكّة و ما حولها قال : و امتدّ ضوء العمود قال : فهو مواضع الحرم اليوم من كلّ ناحية من حيث بلغ ضوء العمود قال : فجعله الله حرماً لحرمة الخيمة والعمود لأنّهما من الجنّة قال : ولذلك جعل الله عزّ وجلّ الحسنات في الحرم مضاعفة والسيّئات مضاعفة ، قال : ومدّت أطناب الخيمة حولها فمنتهى أوتادها ما حول المسجد الحرام ، قال : و كانت أوتادها من عقيان الجنّة و أطنابها من ضفائر الأرجوان ، قال : و أوحى الله عزّ وجلّ إلى جبرئيل أهبط على الخيمة [ب]سبعين ألف ملك يحرسونها من مردة الشياطين ويؤنسون آدم ويطوفون حول الخيمة تعظيماً للبيت والخيمة ، قال : فهبط بالملائكة فكانوا بحضرة الخيمة يحرسونها من مردة الشياطين العتاة ويطوفون حول أركان البيت والخيمة كلّ يوم وليلة كما كانوا يطوفون في السماء حول البيت المعمور ، قال : و أركان البيت الحرام في الأرض حيال البيت المعمور الّذي في السماء ، ثمّ قال : إنّ الله عزّ وجلّ أوحى إلى جبرئيل بعد ذلك أن اهبط إلى آدم وحوّاء فنحّهما عن مواضع قواعد بيتي وارفع قواعد بيتي لملائكتي ، ثمّ ولد آدم فهبط جبرئيل على آدم و حوّاء فأخرجهما من الخيمة و نحّاهما عن ترعة البيت و نحّى الخيمة عن موضع الترعة ، قال : و وضع آدم على الصّفا و حوّاء على المروة فقال آدم : يا جبرئيل أبسخط من الله عزّ و جلّ حوّلتنا وفرّقت بيننا أم برضى و تقدير علينا ؟ فقال لهما : لم يكن ذلك بسخط من الله عليكما ولكنّ الله لايسأل عمّا يفعل ، يا آدم إنّ السّبعين ألف ملك الّذين أنزلهم الله إلى الأرض ليؤنسوك ويطوفوا حول أركان البيت[المعمور]والخيمة سألوا الله أن يبني

لهم مكان الخيمة بيتاً على موضع الترعة المباركة حيال البيت المعمور فيطوفون حوله كما كانوا يطوفون في السماء حول البيت المعمور فأوحى الله عزّ وجلّ إلي أن أُنحّيك و أرفع الخيمة ، فقال آدم قد رضينا بتقدير الله و نافذ أمره فينا ، فرفع قواعد البيت الحرام بحجر من الصفا وحجر من المروة وحجر من طور سيناء و حجر من جبل السّلام و هو ظهر الكوفة وأوحى الله عزّ وجلّ إلى جبرئيل أن ابنه وأتمّه فاقتلع جبرئيل الأحجار الأربعة بأمر الله عزّ و جلّ من مواضعهنّ بجناحه فوضعها حيث أمر الله عزّ وجلّ في أركان البيت على قواعده التي قدّرها الجبّار و نصب أعلامها ، ثمّ أوحى الله عزّ وجلّ إلى جبرئيل عليه السلام أن ابنه وأتمّه بحجارة من أبي قبيس و اجعل له بابين باباً شرقياً و باباً غربياً ، قال : فأتمّه جبرئيل عليه السلام فلمّا أن فرغ طافت حوله الملائكة فلمّا نظر آدم و حوّاء إلى الملائكة يطوفون حول البيت انطلقا فطافا سبعة أشواط ثمّ خرجا يطلبان ما يأكلان .

باب ۵

علت الحرم

۱۔ میں نے حرم اور اس کے مقامات کے متعلق پوچھا کہ ان میں سے بعض قریب ہیں بعض دور، فرمایا جب آدم جنت سے نکلنے کے بعد کوہ ابوقبیس پر آئے تو انھوں نے خدا سے تنہائی کی شکایت کی کہ وہ نہیں سنتے ان باتوں کو جو جنت میں سنتے تھے پس خدا نے ان کے لئے یاقوت سرخ کو اتارا اس کو مقام بیت پر رکھا آدم اس کا طواف کرتے تھے اس کی روشنی اطراف و جوانب کے شعائر اللہ پر پڑتی تھی آدم اسی روشنی میں دیکھتے تھے۔ پس جہاں جہاں اس کی روشنی پڑی اسی کو حرم قرار دیا گیا۔ (حسن)

۲۔ فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو وحی کی کہ اللہ رحمٰن و رحیم ہے۔ میں نے آدم و حوّا پر رحم کیا۔ کیونکہ انھوں نے اپنی تکلیف کی شکایت کی ہے پس تو خیمہ لے کر اتر اور فراق کے غم میں تلقین صبر کر اور ان دونوں کو خیمہ میں جمع کر، میں نے رحم کیا ان کے رونے پر اور تنہائی سے ان کی وحشت پر اور خیمہ کو لے جا اور اسے خالی جگہ پر مکہ کے پہاڑوں کے درمیان نصب کر، فرمایا حضرت نے وہی مقام خانہ کعبہ کی جگہ ہے اور اس کی بنیادوں کی جن

کو ملائکہ نے بلند کیا تھا آدم سے پہلے، پس جبرئیل خیمہ لے کر آدم کے پاس آئے جو ارکان کعبہ کے برابر لمبا چوڑا تھا اسے نصب کیا۔ تب آدم صفا سے اترے اور حوا مروہ سے، اور دونوں اس خیمہ میں جمع ہوئے اس خیمہ کا ستون یاقوت احمر کا تھا اس کی چمک نے مکہ کی پہاڑوں اور ان کے اردگرد کو روشن بنا دیا۔ جہاں تک اس کی روشنی پہنچی وہی حرم ہے۔

فرمایا امام نے حرم کی حرمت اس خیمہ اور عمود کی وجہ سے ہے جو جنت سے آیا تھا اور کہا اسی لئے حسنات حرم میں اضافہ کیا ہے اور سیئات میں بھی، اور کہا کہ خیمہ کے اردگرد طنابیں کھینچی گئیں ان کی میخوں کی آخری حد مسجد الحرام کے ماحول تک تھی اور اس کی میخیں جنت کے سونے کی تھیں اور اس کی طنابیں ارغوانی تاگوں سے بٹی ہوئی تھیں اللہ نے جبرئیل کو وحی کی کہ تم خیمہ پر ستر ہزار فرشتوں کو لے کر اترو تاکہ سرکش اور راندۂ درگاہ شیاطین سے اس کی حفاظت کریں اور تعظیماً خیمہ کے گرد طواف کریں چنانچہ جبرئیل ملائکہ کے ساتھ آئے اور انھوں نے شیاطین سے خیمہ کی حفاظت کی اور ارکان بیت اور خیمہ کے گرد طواف کیا ہر رات اور دن جس طرح طواف کرتے تھے بیت المعمور کا اور بیت اللہ مقابلہ میں تھا آسمان کے بیت المعمور کے۔ اس کے بعد اللہ نے وحی کی جبرئیل کو کہ آدم و حوا کو زمین پر جاکر قواعد بیت سے ہٹا دیں میرے ملائکہ کے لئے اور ان کے بعد اولاد آدم کے لئے، جبرئیل آئے اور آدم کو خیمہ سے اور خانۂ کعبہ کی خالی جگہ پر سے ہٹایا۔ اس کے بعد آدم کوہ صفا پر چلے گئے اور حوا کوہ مروہ پر۔ آدم نے جبرئیل سے کہا۔ آیا تم نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے ہم کو یہاں سے ہٹایا اور ہم کو ایک دوسرے سے جدا کیا ہے یا خدا کی مرضی اور تقدیر الٰہی سے۔ جبرئیل نے کہا تم دونوں پر اللہ کے غصہ کی وجہ سے ایسا نہیں کیا، لیکن بات یہ ہے کہ کسی امر کے متعلق اللہ سے سوال نہیں کیا جاتا کہ اس نے ایسا کیوں کیا، اے آدم یہ ستر ہزار فرشتے جو اللہ نے نازل کئے ہیں اس لئے کہ وہ تم سے اظہار انس کریں اور ارکان بیت کا طواف کریں اور اس کا سوال کریں کہ اس جگہ پر جو بیت اللہ کے لئے خالی ہے اور بیت المعمور کے سامنے ہے ان کو گھر بنانے کی اجازت دے۔ خدا نے وحی کی کہ میں تم کو اور خیمہ کو یہاں سے ہٹادوں، آدم نے کہا جو تقدیر الٰہی ہے ہم اس پر راضی ہیں۔ اور ہمارے لئے جو اس کا حکم ہو پس بیت اللہ کے قواعد کو بلند کیا گیا ایک پتھر کوہ صفا سے لیا دوسرا مروہ سے اور تیسرا کوہ طور سے اور چوتھا کوہ سلام سے جو پشت کوفہ پر ہے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو وحی کی کہ اسے بناؤ اور مکمل کرو، پس جبرئیل نے یہ چاروں پتھر ان کی جگہ سے اٹھا لئے۔ جہاں جہاں خدا نے حکم دیا تھا بیت اللہ کی بنیادوں میں رکھ دیئے اور ان کے نشانات بنا دیئے، پھر خدا نے جبرئیل کو وحی کی کہ کوہ ابوقبیس سے پتھر لے کر شرقی و غربی دو دروازے بنائیں جب جبرئیل تعمیر سے فارغ ہوئے تو ملائکہ نے اس کا طواف کیا جب آدم و حوا نے بیت اللہ کے گرد طواف کرتے دیکھا تو وہ بھی اپنے مقام سے چلے اور خانۂ کعبہ کے گرد سات چکر لگائے پھر وہاں سے نکل کر اپنی روزی کے ذرائع تلاش کرنے میں لگ گئے۔

﴿باب ٦﴾

﴿ ابتلاء الخلق و اختبارهم بالكعبة ﴾

١ـ محمد بن أبي عبدالله ، عن محمد بن أبي بسر عن داود بن عبدالله ، عن [محمد بن] عمرو بن محمد ، عن عيسى بن يونس قال : كان ابن أبي العوجاء من تلامذة الحسن البصري فانحرف عن التوحيد فقيل له : تركت مذهب صاحبك و دخلت فيما لا أصل له و لا حقيقة ؟ فقال : إن صاحبي كان مخلطاً ، كان يقول طوراً بالقدر وطوراً بالجبر وما أعلمه اعتقد مذهباً دام عليه وقدم مكة متمرداً و إنكاراً على من يحج وكان يكره العلماء مجالسته و مسائلته لخبث لسانه وفساد ضميره فأتى أباعبدالله عليه السلام فجلس إليه في جماعة من نظرائه فقال : يا أباعبدالله إن المجالس أمانات ولابد لكل من به سعال أن يسعل أفتأذن في الكلام ؟ فقال : تكلم فقال : إلى كم تدوسون هذا البيدر و تلوذون بهذا الحجر و تعبدون هذا البيت المعمور بالطوب والمدر و تهرولون حوله هرولة البعير إذا نفر ، إن من فكر في هذا وقدر علم أن هذا فعل أسسه غير حكيم ولا ذي نظر فقل فإنك رأس هذا الأمر و سنامه وأبوك أسه وتمامه فقال أبو عبدالله عليه السلام : إن من أضله الله وأعمى قلبه استوخم الحق ولم يستعذ به وصار الشيطان وليه و ربه وقرينه ، يورده مناهل الهلكة ثم لا يصدره وهذا بيت استعبدالله به خلقه ليختبر طاعتهم في إتيانه فحثهم على تعظيمه و زيارته وجعله محل أنبيائه و قبلة للمصلين إليه فهو شعبة من رضوانه وطريق يؤدي إلى غفرانه ، منصوب على استواء الكمال ومجمع العظمة والجلال خلقه الله قبل دحو الأرض بألفي عام فأحق من أطيع فيما أمر وانتهى عما نهى عنه وزجر الله المنشيء للأرواح والصور .

٢ـ و روي أن أمير المؤمنين صلوات الله عليه قال في خطبة له : ولو أراد الله جل ثناؤه بأنبيائه حيث بعثهم أن يفتح لهم كنوز الذهبان و معادن العقيان و مغارس الجنان و أن يحشر طير السماء و وحش الأرض معهم لفعل و لو فعل لسقط البلاء و بطل الجزاء واضمحلت الأنباء و لما وجب للقابلين أجور المبتلين ولا لحق المؤمنين ثواب المحسنين ولا لزمت الأسماء أهاليها على معنى مبين و لذلك لو أنزل الله من السماء آية فظلت أعناقهم لها خاضعين ولو فعل لسقط البلوى عن الناس أجمعين ولكن الله جل

تناؤه جعل رسله أولي قوّة في عزائم نيّاتهم وضعفة فيما ترى الأعين من حالاتهم من قناعة تملأ القلوب والعيون غناؤه وخصاصة تملأ الأسماع والأبصار أذاؤه ولو كانت الأنبياء أهل قوّة لاترام وعزّة لاتضام وملك يمدّ نحوه أعناق الرّجال ويشدّ إليه عقد الرّحال لكان أهون على الخلق في الاختبار وأبعد لهم في الاستكبار ولآمنوا عن رهبة قاهرة لهم أورغبة مائلة بهم فكانت النّيات مشتركة والحسنات مقتسمة ولكن الله أراد أن يكون الاتّباع لرسله والتصديق بكتبه و الخشوع لوجهه والاستكانة لأمره و الاستسلام لطاعته أموراً له خاصّة، لاتشوبها من غيرها شائبة و كلّما كانت البلوى و الاختبار أعظم كانت المثوبة و الجزاء أجزل، ألاترون أنّ الله جلّ ثناؤه اختبر الأوّلين من لدن آدم إلى الآخرين من هذا العالم بأحجار لاتضرّ ولا تنفع و لا تبصر و لا تسمع فجعلها بيته الحرام الّذي جعله للنّاس قياماً ثمّ وضعه بأوعر بقاع الأرض حجراً ، و أقلّ نتائق الدّنيا مدراً وأضيق بطون الأودية معاشاً وأغلظ محالّ المسلمين مياهاً ، بين جبال خشنة ورمال دمثة و عيون وشلة وقرى منقطعة وأثر من مواضع قطر السماء داثر ليس يزكو به خفّ ولا ظلف ولا حافر ثمّ أمر آدم و ولده أن يثنوا أعطافهم نحوه فصار مثابة لمنتجع أسفارهم وغاية لملقى رحالهم تهوي إليه ثمار الأفئدة من مفاوز قفار متّصلة و جزائر بحار منقطعة ومهاوي فجاج عميقة حتّى يهزّوا مناكبهم ذللاً ، يهلّلون لله حوله ويرملون على أقدامهم شعثاً غبراً له ، قدنبذوا القنع والسّرابيل وراء ظهورهم وحسروا بالشعور حلقاً عن رؤوسهم ابتلاءً عظيماً واختباراً كبيراً وامتحاناً شديداً و تمحيصاً بليغاً و قنوتاً مبيناً ، جعله الله سبباً لرحمته و وصلة و وسيلة إلى جنّته وعلّة لمغفرته و ابتلاء للخلق برحمته ولو كان الله تبارك و تعالى وضع بيته الحرام و مشاعره العظام بين جنّات و أنهار و سهل و قرار ، جمّ الأشجار ، داني الثّمار ، ملتفّ النبات ، متّصل القرى ، من برّة سمراء وروضة خضراء وأرياف محدقة و عراص مغدقة و زروع ناضرة و طرق عامرة و حدائق كثيرة لكان قد صغر الجزاء على حسب ضعف البلاء ثمّ لو كانت الأساس المحمول عليها والأحجار المرفوع بها بين زمرّدة خضراء

و ياقوتة حمراء ونور وضياء لخفّف ذلك مصارعة الشكّ في الصدور ولوضع مجاهدة إبليس عن القلوب و لنفى معتلج الرّيب من النّاس ولكن الله عزّ وجلّ يختبر عبيده بأنواع الشدائد و يتعبّدهم بألوان المجاهد ويبتليهم بضروب المكاره إخراجاً للتكبّر من قلوبهم وإسكاناً للتّذلّل في أنفسهم وليجعل ذلك أبواباً [فتحاً] إلى فضله وأسباباً ذللاً لعفوه و فتنته كماقال: «الم أحسب الناس أن يتركوا أن يقولوا آمنّا وهم لايفتنون ٭ ولقد فتنّا الّذين من قبلهم فليعلمنّ الله الّذين صدقوا وليعلمنّ الكاذبين» .

باب ۶

ابتدائے خلق اور کعبہ سے لوگوں کی آزمائش

۱۔ عیسیٰ بن یونس سے مروی ہے کہ ابن ابی العوجاء حسن بصری کے شاگردوں میں سے تھے پھر اس نے اس کا مذہب چھوڑ دیا اور ایسا عقیدہ اختیار کیا جس کی نہ کوئی اصل ہے نہ حقیقت۔ اس نے کہا میرا استاد اپنے عقائد میں ناہموار ہے کبھی قدرت کا عقیدہ رکھتا ہے کبھی جبر کا، کوئی عقیدہ ایسا نہیں جس پر ہمیشہ قائم ہو یہ سرکش انسان مکہ آیا، حج سے اس کو انکار تھا، علماء اس سے ملنا ناپسند کرتے تھے کیونکہ بدزبان آدمی تھا اور ضمیر کا کھوٹا، یہ حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام کے پاس آیا اور آپ کے مصاحبوں کے ساتھ بیٹھا اور کہنے لگا اے ابو عبداللہ مجالس امانت ہیں ضروری ہے کہ سوال کیا جائے کیا اجازت ہے کہ میں کچھ کہوں، فرمایا کہو، اس نے کہا یہ تو بتایئے تم اس ویران جگہ میں کب تک چلو پھرو گے اور کب تک اس پتھر سے اذن چاہو گے اور کب تک پہاڑ اونٹ کی طرح بلبلاؤ گے جہاں تک میں غور کرتا ہوں اس فعل کی بنیاد کسی عقلمند آدمی نے تو رکھی نہیں۔ آپ اس امر میں صاحب حکم کی حیثیت رکھتے ہیں آپ کے باپ نے اس کی بنیاد رکھی اور اتمام کو پہنچایا ہے حضرت نے فرمایا جس کو اللہ نے گمراہی میں چھوڑ دیا ہے اور جس کا دل اندھا ہو گیا ہے وہ حق بات کو برا سمجھتا ہے اور خدا سے پناہ نہیں مانگتا، شیطان اس کا ولی اس کا رب اس کا ساتھی بن جاتا ہے اور اسے ہلاکت کے گھاٹ پر جا اتارتا ہے اور پھر وہاں سے نکالتا نہیں، یہ وہ گھر ہے جہاں خدا کی مخلوق اس کی عبادت کرتی ہے تاکہ وہاں پر ان کی اطاعت کی جانچ کی جائے وہ ابھارتا ہے ان کو اس کی زیارت و تعظیم کے لئے، اللہ تعالیٰ نے اس کو محل انبیاء

بنایا ہے اور نماز پڑھنے والوں کا قبلہ باغ جنت کی ایک شاخ ہے اور ایک طریقہ ہے مغفرت کا۔

وہ کمال روحانی حاصل کرنے اور عظمت و جلال کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے اللہ نے اس کو زمین بچھانے سے دو ہزار سال قبل پیدا کیا۔ پس وہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اطاعت کرے ان امور میں جن کا اللہ نے حکم دیا ہے اور باز آئے بندہ ان چیزوں سے جن سے منع کیا ہے اور اس اللہ کو یاد کرے جو ارواح و صور کا پیدا کرنے والا ہے۔

مروی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا اپنے خطبہ میں، اگر اللہ چاہتا تو جب انبیا کو مبعوث کرتا تو ان کے لیے سونے چاندی کے خزانے کھول دیتا، معادن جو شہروں میں ہوتے انھیں بتا دیتا، اور جنت کے درخت مہیا کر دیتا آسمانی طیور جمع ہوتے۔ اور زمین کے وحشی ان کے پاس جمع ہوتے، وہ ایسا تو کر سکتا تھا لیکن اگر کرتا تو امتحان ختم ہو جاتا اور جزا باطل قرار پاتی اور ابتلا میں سستی ہو جاتی، جب قابلین کو مبتلا ہونے والوں کا اجر دینا واجب ہوا تو لاحق کیا گیا مومنین کے لئے احسان کرنے والوں کا ثواب عطا کیا گیا اور ان کے اہل کے لئے ایک مقصد ظاہر لازم ہوا۔

اگر اللہ آسمان سے کوئی ایسی نشانی ظاہر کرتا کہ لوگوں کی گردنیں اس کے سامنے جھک جاتیں اگر ایسا ہوتا ہوتا تو تمام لوگوں سے امتحان ساقط ہو جاتا پس اللہ نے اپنے رسولوں کو صاحب قوت بنایا ہے ان کے پختہ ارادوں میں اور بظاہر ضعیف بنایا ہے چنانچہ حالات کو از قسم قناعت لوگوں کی آنکھیں دیکھتی ہیں ان کی دنیا سے بے پرواہی لوگوں کے دلوں اور آنکھوں کو ان کے روحانی اقتدار سے پُر کر دیتی ہے اور ان کی تنگدستی کانوں اور آنکھوں پر اثر انداز ہوتی ہے اگر انبیاء بڑی قوت والے ہوتے اور ایسی عزت والے کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکتا اور اگر ان کی ایسی سلطنت ہوتی کہ لوگوں کی گردنیں ان کی طرف کھنچتیں اور مضبوط ہوتے اس کی طرف لوگوں کے معاملات، تو پھر لوگوں کا امتحان آسان ہو جاتا اور استکبار انکے بعد ہو جاتا کیونکہ وہ انبیا کی قوت دیکھ کر ایمان لاتے اور ان کی دولت و ثروت کی طرف راغب ہو کر ایمان لاتے لیکن اس صورت میں نیتیں خالص نہ رہتیں بلکہ خلوص اور غیر خلوص میں تبدیل ہو جاتیں لیکن اللہ نے یہ چاہا کہ اس کے رسولوں کا اتباع اور اس کی کتابوں کی تصدیق اور اس کے سامنے انکسار و عاجزی اور اس کے احکام کی قبولیت بغیر کسی غرض اور شائبہ کے ہو اور جتنی آزمائش اور مصیبت زیادہ سخت ہو اتنا ہی اس کا اجر و ثواب زیادہ ہو کیا تم نہیں دیکھتے کہ آدم سے اب تک اس عالم میں اللہ نے آزمائش ایمان کی ہے ایسے پتھروں سے جو نہ کسی کو ضرر پہنچاتے نہ نفع، نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں ان کو بیت الحرام میں رکھا اور بیت اللہ کو بنایا اُجاڑ جگہ، اور گھر بنا ایسی جگہ جہاں پہاڑ ہی پہاڑ ہیں اور تنگ تر وادی ہے کسب معاش کے ذرائع بہت کم ہیں اور مسلمانوں کے لئے پانی کی کمی ہے سوکھے سخت پہاڑوں کا بیچ ہے نرم ریت ہے جس میں چلنے والوں کے پیر دھنتے ہیں چشمے کم ہیں اور آبادیاں الگ الگ ہیں اور خط استوا کے وسط میں ہے اس

زمین پر نشان قدم نہ بکری کا ملتا ہے نہ گائے کا نہ اونٹ کا۔) (نرم ریت کی وجہ سے۔)

پھر آدم اور ان کی اولاد کو حکم دیا کہ وہ اپنی توجہ اس کی طرف کریں۔ پس اللہ نے مقام ثواب قرار دیا دور نزدیک کو حج کے واسطے سفر کرنے والوں اور ان کی سواریوں کے لئے ٹھہرنے کا مقام قرار دیا اور لوگوں کی اولاد کے دل بیت اللہ کی طرف مائل کئے جو سنسان میدانوں کو جو لگاتار ہیں طے کر کے آتے ہیں اور منقطع دریاؤں کو پار کر کے آ سکتا ہے اور گہری گھاٹیوں میں سے گذرتے ہوئے اس طرح آتے ہیں کہ ان کی حالت نہایت تباہ ہوتی ہے پیروں پر کپڑا بندھا ہوتا ہے۔ پریشان حال چہروں کے رنگ اڑے ہوئے۔ نقابیں اور ازاریں پس پشت بندھی ہوتی، بکھرے ہوئے گرد آلود بال سر پہ حلقوں کی صورت میں پڑے، غرضیکہ ان کو سخت مصیبت کا سامنا ہوتا ہے اور بڑے سخت امتحان سے گزرتے ہیں اور بڑی کوشش بلیغ کرنا پڑتی ہے اور دل کی بڑی رجوع کا کام ہے۔

اور اللہ نے اسکو سبب رحمت قرار دیا اور وسیلہ بنایا جنت حاصل کرنے کا اور سبب مغفرت پانے کا اور اس ابتلا کو اپنی رحمت کا سبب قرار دیا اور اگر وہ اپنا گھر اور یہ عبادت کے مقامات ایسی جگہ بناتا جہاں آس پاس باغات ہوتے، نہریں ہوتیں، ہموار زمین ہوتی، گھنے درختوں کا سایہ ہوتا، نیچے نیچے پھل لگے ہوتے، گچھے دار سبزہ ہوتا، آس پاس گاؤں ہوتے، لہلہاتے کھیت اور سرسبز بغیچے ہوتے اور زمین باغ و بہار ہوتی اردگرد چمن کھلے ہوتے، نظر افروز کھیتیاں ہوتیں، آبادی ہوتی بکثرت باغ ہوتے تو جزا کم ہو جاتی بہ سبب مصیبت کی کمی کے اور اس پر ہیرے اور جواہرات لگے ہوتے اور چمک دمک ہوتی تو لوگوں کے دلوں میں بہت سے شکوک پیدا ہو جاتے اور ابلیس کو اپنی کارروائی دکھانے کا موقع مل جاتا۔ لوگوں کے دلوں میں شکوک سے اختلاج پیدا ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ آزماتا ہے اپنے بندوں کو ہر طرح کے آلام و مصائب میں اور ان کی عبدیت کی جانچ کرتا ہے ان کی مختلف قسم کی کوششوں سے اور انواع و اقسام کے مصائب میں مبتلا کر کے انھیں آزماتا ہے تاکہ ان کے دلوں سے تکبر نکل جائے اور اس کے نفسوں میں تواضع اور انکساری پیدا ہو تاکہ وہ ان پر اپنے فضل کے دروازے کھول دے اور اپنے عفو کو ان کی انکساری کے بدلے میں ظاہر کرے۔ جیسا کہ فرماتا ہے، کیا لوگوں کا یہ گمان ہے کہ اتنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی ہم ان سے پہلے لوگوں کا بھی امتحان لیا ہے اور اللہ کے علم میں ہے کہ ان میں کون سچے ہیں اور کون جھوٹے۔

﴿باب﴾

(حج ابراهيم و اسماعيل و بنائهما البيت ومن ولي البيت بعدهما (عليهما السلام))

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ والحسين بن محمّد ، عن عبدويه بن عامر ؛ وغيره ، و محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن أبان بن عثمان ، عن أبي العبّاس ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لمّا ولد إسماعيل حمله إبراهيم و أمّه على حمار و أقبل معه جبرئيل حتّى وضعه في موضع الحجر ومعه شيء من زاد و سقاء فيه شيء من ماء والبيت يومئذ ربوة حمراء من مدر ، فقال إبراهيم لجبرئيل عليه السلام : ههنا اُمرت قال : نعم ، قال : ومكّة يومئذ سلم وسمر و حول مكّة يومئذ ناس من العماليق .

٢ ـ و في حديث آخر عنه أيضاً قال : فلمّا ولّى إبراهيم قالت هاجر : يا إبراهيم إلى من تدعنا ؟ قال : أدعكما إلى ربّ هذه البنية قال : فلمّا نفد الماء وعطش الغلام خرجت حتّى صعدت على الصفا فنادت هل بالبوادي من أنيس ثمّ انحدرت حتّى أتت المروة فنادت مثل ذلك ثمّ أقبلت راجعة إلى ابنها فإذا عقبه يفحص في ماء فجمعته فساخ ولو تركته لساح .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ إبراهيم عليه السلام لمّا خلف إسماعيل بمكّة عطش الصبيّ فكان فيما بين الصّفا و المروة شجر فخرجت اُمّه حتّى قامت على الصّفا فقالت : هل بالبوادي من أنيس فلم تجبها أحد ، فمضت حتّى انتهت إلى المروة فقالت : هل بالبوادي من أنيس فلم تجب ، ثمّ رجعت إلى الصّفا وقالت ذلك حتّى صنعت ذلك سبعاً فأجرى الله ذلك سنّة وأتاها جبرئيل فقال لها : من أنت ؟ فقالت : أنا اُمّ ولد إبراهيم ، قال لها : إلى من ترككم ؟ فقالت : أما لئن قلت ذاك لقد قلت له حيث أراد الذّهاب : يا إبراهيم

إلى من تركتنا ؟ فقال : إلى الله عزّ وجلّ ، فقال جبرئيل عليه السلام : لقد وكلكم إلى كاف ، قال : وكان النّاس يجتنبون الممرّ إلى مكّة لمكان الماء ففحص الصّبي برجله فنبعت زمزم ، قال : فرجعت من المروة إلى الصّبي وقد نبع الماء فأقبلت تجمع التّراب حوله مخافة أن يسيح الماء ولو تركته لكان سيحاً ، قال : فلمّا رأت الطير الماء حلقت عليه فمرّ ركب من اليمن يريد السفر فلما رأوا الطير قالوا : ماحلقت الطير إلّا على ماء فأتوهم فسقوهم من الماء فأطعموهم الركب من الطعام و أجرى الله عزّ وجلّ لهم بذلك رزقاً وكان النّاس يمرّون بمكّة فيطعمونهم من الطعام ويسقونهم من الماء .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، و أحمد بن إدريس ، عن عيسى بن محمّد بن أبي أيّوب ؛ عن عليّ ابن مهزيار ، عن الحسين بن سعيد ، عن عليّ بن منصور ، عن كلثوم بن عبدالمؤمن الحرّاني ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أمر الله عزّ وجلّ إبراهيم عليه السلام أن يحجّ ويحجّ إسماعيل معه ويسكنه الحرم ، فحجّا على جمل أحمر وما معهما إلّا جبرئيل عليه السلام فلمّا بلغا الحرم قال له جبرئيل : ياإبراهيم أنزلا فاغتسلا قبل أن تدخلا الحرم فنزلا فاغتسلا وأراهما كيف يتهيّئان للإحرام ففعلا ، ثمّ أمرهما فأهلّا بالحجّ وأمرهما بالتلبيات الأربع الّتي لبّى بها المرسلون ، ثمّ صار بهما إلى الصفا فنزلا وقام جبرئيل بينهما واستقبل البيت فكبّر الله و كبّرا وهلّل الله وهلّلا وحمدالله وحمدا ومجّدالله ومجّدا وأثنى عليه وفعلا مثل ذلك وتقدّم جبرئيل وتقدّما يثنيان على الله عزّ و جلّ و يمجّدانه حتّى انتهى بهما إلى موضع الحجر فاستلم جبرئيل [الحجر] و أمرهما أن يستلما وطاف بهما أسبوعاً ثمّ قام بهما في موضع مقام إبراهيم عليه السلام فصلّى ركعتين وصلّيا ثمّ أراهما المناسك وما يعملان به فلمّا قضيا مناسكهما أمر الله إبراهيم عليه السلام بالانصراف وأقام إسماعيل وحده ما معه أحدٌ غير اُمّه فلمّا كان من قابل أذن الله لإبراهيم عليه السلام في الحجّ و بناء الكعبة و كانت العرب تحجّ إليه وإنّما كان ردماً إلّا أنّ قواعده معروفة فلمّا صدر النّاس جمع إسماعيل الحجارة و طرحها في جوف الكعبة فلمّا أذن الله له في البناء قدم إبراهيم عليه السلام فقال : يابنيّ قد أمرنا الله ببناء الكعبة وكشفا عنها فإذا هو حجر واحد أحمر فأوحى الله عزّ وجلّ إليه ضع بناءها عليه وأنزل الله عزّ و جلّ أربعة أملاك يجمعون إليه الحجارة

فكان إبراهيم و إسماعيل عليهما السلام يضعان الحجارة والملائكة تناولهما حتّى تمّت اثنى عشر ذراعاً وهيّئا له بابين : باباً يدخل منه وباباً يخرج منه و وضعا عليه عتباً و شرجاً من حديد على أبوابه و كانت الكعبة عريانة فصدر إبراهيم وقد سوّى البيت وأقام إسماعيل فلمّا ورد عليه النّاس نظر إلى امرأة من حمير أعجبه جمالها فسأل الله عزّ وجلّ أن يزوّجها إيّاه و كان لها بعل فقضى الله على بعلها بالموت وأقامت بمكّة حزناً على بعلها فأسلى الله ذلك عنها وزوّجها إسماعيل وقدم إبراهيم الحجّ و كانت امرأة موفّقة وخرج إسماعيل إلى الطائف يمتار لأهله طعاماً فنظرت إلى شيخ شعث فسألها عن حالهم فأخبرته بحسن حال ، فسألها عنه خاصّة فأخبرته بحسن الدّين و سألها ممّن أنت ؟ فقالت : امرأة من حمير فسار إبراهيم ولم يلق إسماعيل وقد كتب إبراهيم كتاباً فقال : ادفعي هذا إلى بعلك، إذا أتى إن شاء الله، فقدم عليها إسماعيل فدفعت إليه الكتاب فقرأه فقال : أتدرين من هذا الشيخ ؟ فقالت : لقد رأيته جميلاً فيه مشابهة منك ، قال : ذاك إبراهيم فقالت : واسوءتاه منه فقال : ولم نظر إلى شيء من محاسنك ؟ فقالت : لا ولكن خفت أن أكون قد قصّرت وقالت له المرأة و كانت عاقلة : فهلاّ تعلّق على هذين البابين سترين ستراً من ههنا وستراً من ههنا ؟ فقال لها : نعم فعملا لهما سترين طولهما اثنى عشر ذراعاً فعلّقاهما على البابين فأعجبهما ذلك ، فقالت : فهلاّ أحوك للكعبة ثياباً فتسترها كلّها فإنّ هذه الحجارة سمجة فقال لها إسماعيل : بلى فأسرعت في ذلك و بعثت إلى قومها بصوف كثير تستغزلهم .

قال أبو عبدالله عليه السلام : و إنّما وقع استغزال النّساء من ذلك بعضهنّ لبعض لذلك ، قال : فأسرعت واستعانت في ذلك فكلّما فرغت من شقّة علّقتها فجاء الموسم وقد بقي وجه من وجوه الكعبة فقالت لإسماعيل : كيف نصنع بهذا الوجه الّذي لم تدركه الكسوة فكسوه خصفاً فجاء الموسم وجاءته العرب على حال ما كانت تأتيه فنظروا إلى أمر أعجبهم ، فقالوا : ينبغي لعامل هذا البيت أن يهدى إليه فمن ثمّ وقع الهدي فأتى كلّ فخذ من العرب بشيء يحمله من ورق ومن أشياء غير ذلك حتّى اجتمع شيء كثير فنزعوا ذلك الخصف وأتمّوا كسوة البيت وعلّقوا عليها بابين وكانت الكعبة

ليست بمسقّفة فوضع إسماعيل فيها أعمدة مثل هذه الأعمدة الّتي ترون من خشب و سقّفها إسماعيل بالجرائد وسوّاها بالطين فجاءت العرب من الحول فدخلوا الكعبة ورأوا عمارتها فقالوا : ينبغي لعامل هذا البيت أن يزاد فلمّا كان من قابل جاءه الهدي فلم يدر إسماعيل كيف يصنع فأوحى الله عزّ وجلّ إليه أن انحره وأطعمه الحاجّ قال: وشكا إسماعيل إلى إبراهيم قلّة الماء فأوحى الله عزّ وجلّ إلى إبراهيم أن احتفر بئراً يكون منها شراب الحاجّ فنزل جبرئيل عليه السلام فاحتفر قليبهم يعني زمزم حتّى ظهر ماؤها ثمّ قال جبرئيل عليه السلام : انزل يا إبراهيم فنزل بعد جبرئيل فقال : يا إبراهيم اضرب في أربع زوايا البئر وقل: بسم الله ، قال: فضرب إبراهيم عليه السلام في الزّاوية الّتي تلي البيت وقال : بسم الله فانفجرت عين ثمّ ضرب في الزّاوية الثانية وقال: بسم الله فانفجرت عين ، ثمّ ضرب في الثالثة وقال : بسم الله فانفجرت عين ، ثمّ ضرب في الرابعة وقال : بسم الله فانفجرت عين وقال له جبرئيل : اشرب يا إبراهيم وادع لولدك فيها بالبركة وخرج إبراهيم عليه السلام وجبرئيل جميعاً من البئر فقال له أفض عليك يا إبراهيم وطف حول البيت فهذه سُقيا سقاها الله ولد إسماعيل فسار إبراهيم وشيّعه إسماعيل حتّى خرج من الحرم فذهب إبراهيم ورجع إسماعيل إلى الحرم .

٥) محمّد علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ والحسين بن محمّد ، عن عبدويه بن عامر ، ومحمّد ابن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن أبان بن عثمان، عن عقبة بن بشير ، عن أحدهما عليهما السلام قال : إنّ الله عزّ وجلّ أمر إبراهيم ببناء الكعبة وأن يرفع قواعدها ويرى النّاس مناسكهم فبنى إبراهيم وإسماعيل البيت كلّ يوم ساقاً حتّى انتهى إلى موضع الحجر الأسود . قال : أبو جعفر عليه السلام فنادى أبو قبيس إبراهيم عليه السلام إنّ لك عندي وديعة فأعطاه الحجر فوضعه موضعه ثمّ إنّ إبراهيم عليه السلام أذّن في النّاس بالحجّ فقال : أيّها النّاس إنّي إبراهيم خليل الله إنّ الله يأمركم أن تحجّوا هذا البيت فحجّوه فأجابه من يحجّ إلى يوم القيامة و كان أوّل من أجابه من أهل اليمن ، قال: وحجّ إبراهيم عليه السلام هو وأهله وولده فمن زعم أنّ الذّبيح هو إسحاق فمن ههنا كان ذبحه .

و ذكر عن أبي بصير أنّه سمع أبا جعفر و أبا عبدالله عليهما السلام يزعمان أنّه إسحاق فأمّا زرارة فزعم أنّه إسماعيل .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال قال : قال أبو الحسن عليه السلام ـ يعني الرّضا ـ للحسن بن الجهم: أيّ شيء السّكينة عندكم ؟ فقال : لا أدري جعلت فداك وأيّ شيء هي ، قال : ريح تخرج من الجنّة طيّبة لها صورة كصورة وجه الإنسان فتكون مع الأنبياء وهي الّتي نزلت على إبراهيم عليه السلام حيث بنى الكعبة فجعلت تأخذ كذا وكذا فبنى الأساس عليها .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عليّ بن أسباط قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن السّكينة فذكر مثله .

٨ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لمّا أمر إبراهيم وإسماعيل عليهما السلام ببناء البيت وتمّ بناؤه قعد إبراهيم على ركن ثمّ نادى هلمّ الحجّ هلمّ الحجّ فلو نادى هلمّوا إلى الحجّ لم يحجّ إلّا من كان يومئذ إنسيّاً مخلوقاً ولكنّه نادى هلمّ الحجّ فلبّى النّاس في أصلاب الرّجال لبّيك داعي الله لبّيك داعي الله عزّ وجلّ ، فمن لبّى عشراً يحجّ عشراً ومن لبّى خمساً يحجّ خمساً ومن لبّى أكثر من ذلك فبعدد ذلك ومن لبّى واحداً حجّ واحداً ومن لم يلبّ لم يحجّ .

٩ ـ عنه ، عن سعيد بن جناح ، عن عدّة من أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كانت الكعبة على عهد إبراهيم عليه السلام تسعة أذرع وكان لها بابان فبناها عبد الله بن الزّبير فرفعها ثمانية عشر ذراعاً فهدمها الحجّاج فبناها سبعة وعشرين ذراعاً .

١٠ ـ وروي عن ابن أبي نصر ، عن أبان بن عثمان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان طول الكعبة يومئذ تسعة أذرع ولم يكن لها سقف فسقّفها قريش ثمانية عشر ذراعاً فلم تزل ثمّ كسرها الحجّاج على ابن الزّبير فبناها وجعلها سبعة وعشرين ذراعاً .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، والحسين بن محمّد ، عن عبدويه بن عامر جميعاً ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن أبان بن عثمان ، عن أبي بصير أنّه سمع أبا جعفر وأبا عبدالله عليهما السلام يذكران أنّه لمّا كان يوم التّروية

قال جبرئيل لإبراهيم عليه السلام : تروّه من الماء فسمّيت التّروية ثمّ أتى منى فأباته بها ثمّ غدابه إلى عرفات فضرب خباه بنمرة دون عرفة فبنى مسجداً بأحجار بيض و كان يعرف أثر مسجد إبراهيم حتّى أدخل في هذا المسجد الّذي بنمرة حيث يصلّي الإمام يوم عرفة فصلّى بها الظهر والعصر ، ثمّ عمد به إلى عرفات فقال : هذه عرفات فاعرف بها مناسكك واعترف بذنبك فسمّي عرفات ثمّ أفاض إلى المزدلفة فسمّيت المزدلفة لأنّه ازدلف إليها ، ثمّ قام على المشعر الحرام فأمره الله أن يذبح ابنه وقد رأى فيه شمائله وخلائقه وأنس ما كان إليه فلمّا أصبح أفاض من المشعر إلى منى فقال لأمّه: زوري البيت أنت واحتبس الغلام ؛ فقال : يا بنيّ هات الحمار والسكّين حتّى اُقرّب القربان. فقال : أبان : فقلت لأبي بصير: ما أراد بالحمار والسكّين ؟ قال : أراد أن يذبحه ثمّ يحمله فيجهّزه ويدفنه قال : فجاء الغلام بالحمار والسكّين فقال : يا أبت أين القربان؟ قال : ربّك يعلم أين هو . يابنيّ أنت والله هو إنّ الله قد أمرني بذبحك فانظر ماذا ترى قال : «يا أبت افعل ما تؤمر ستجدني إن شاء الله من الصّابرين » قال : فلمّا عزم على الذّبح قال : يا أبت، خمّر وجهي وشدّ وثاقي قال : يا بنيّ الوثاق مع الذّبح والله لا أجمعهما عليك اليوم.

١١ــ قال أبوجعفر عليه السلام : فطرح له قرطان الحمار ثمّ اضجعه عليه و أخذ المدية فوضعها على حلقه قال : فأقبل شيخ فقال : ما تريد من هذا الغلام؟ قال: اُريد أن أذبحه ، فقال : سبحان الله غلام لم يعص الله طرفة عين تذبحه ؟ فقال : نعم إنّ الله قد أمرني بذبحه ، فقال : بل ربّك نهاك عن ذبحه وإنّما أمرك بهذا الشّيطان في منامك قال : ويلك الكلام الّذي سمعت هو الّذي بلغ بي ما ترى لا والله لا اُكلّمك ثمّ عزم على الذّبح فقال الشّيخ: يا إبراهيم إنّك إمام يقتدى بك فإن ذبحت ولدك ذبح النّاس أولادهم فمهلاً فأبى أن يكلّمه.

١٢ــ قال : أبو بصير سمعت أباجعفر عليه السلام يقول : فأضجعه عند الجمرة الوسطى ثمّ أخذ المديه فوضعها على حلقه ثمّ رفع رأسه إلى السّماء ثمّ انتحى عليه فقلبها جبرئيل عليه السلام عن حلقه فنظر إبراهيم فإذا هي مقلوبة فقلبها إبراهيم على خدّها و

قلّبها جبرئيل على قفاها ففعل ذلك مراراً ثمّ نودي من ميسرة مسجد الخيف : يا إبراهيم قد صدّقت الرّؤيا و اجترّ الغلام من تحته وتناول جبرئيل الكبش من قلّة ثبير فوضعه تحته و خرج الشّيخ الخبيث حتّى لحق بالعجوز حين نظرت إلى البيت والبيت في وسط الوادي فقال : ماشيخ رأيته بمنى ؟ فنعتت نعت إبراهيم قالت : ذاك بعلي قال : فما وصيف رأيته معه ونعت نعته قالت : ذاك ابني قال: فإنّي رأيته أضجعه وأخذ المدية ليذبحه ، قالت : كلاّ ما رأيت إبراهيم إلاّ أرحم النّاس و كيف رأيته يذبح ابنه قال : و ربّ السّماء والأرض وربّ هذه البنية لقد رأيته أضجعه و أخذ المدية ليذبحه ، قالت : لم؟ قال : زعم أنّ ربّه أمره بذبحه ، قالت ، فحقّ له أن يطيع ربّه قال : فلمّا قضت مناسكها فرقت أن يكون قد نزل في ابنها شيء فكأنّي أنظر إليها مسرعة في الوادي واضعة يدها على رأسها وهي تقول : ربّ لا تؤاخذني بما عملت بامّ إسماعيل قال : فلمّا جاءت سارة فاُخبرت الخبر قامت إلى ابنها تنظر فإذا أثر السكّين خدوشاً في حلقه ففزعت واشتكت وكان بدء مرضها الّذي هلكت فيه .

وذكر أبان ، عن أبي بصير ، عن أبي جعفر عليه السلام قال :أراد أن يذبحه في الموضع الّذي حملت اُمّ رسول الله صلى الله عليه وآله عند الجمرة الوسطى فلم يزل مضربهم يتوارثون به كابر عن كابر حتّى كان آخر من ارتحل منه عليّ بن الحسين عليهما السلام في شيء كان بين بني هاشم وبين بني اُميّة فارتحل فضرب بالعرين .

۱۳ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن أحمد بن محمّد ؛ والحسن بن محبوب ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا جعفر عليه السلام أين أراد إبراهيم عليه السلام أن يذبح ابنه ؟ قال : على الجمرة الوسطى ؛ وسألته عن كبش إبراهيم عليه السلام ما كان لونه وأين نزل ؟ فقال : أملح وكان أقرن ونزل من السماء على الجبل الأيمن من مسجد منى وكان يمشي في سواد ويأكل في سواد وينظر ويبعر ويبول في سواد .

۱۴ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحسن بن نعمان قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عمّا زادوا في المسجد الحرام ، فقال : إنّ إبراهيم وإسماعيل عليهما السلام حدّا المسجد الحرام بين الصّفا والمروة .

١٣ - وفي رواية اُخرى، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: خطّ إبراهيم بمكّة ما بين الحزورة إلى المسعى فذلك الّذي خطّ إبراهيم عليه السلام - يعني المسجد - .

- محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن النعمان، عن سيف بن عميرة عن أبي بكر الحضرميّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنّ إسماعيل دفن اُمّه في الحجر وحجر عليها لئلّا يوطأ قبر اُمّ إسماعيل في الحجر.

- بعض أصحابنا، عن ابن جمهور، عن أبيه، عن محمّد بن سنان، عن المفضّل ابن عمر، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: الحجر بيت إسماعيل و فيه قبر هاجر و قبر إسماعيل.

١٦ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن فضالة بن أيّوب، عن معاوية بن عمّار قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الحجر أ من البيت هو أو فيه شيء من البيت؟ فقال: لا ولا قلامة ظفر ولكن إسماعيل دفن اُمّه فيه فكره أن توطأ فحجر عليه حجراً وفيه قبور أنبياء.

١٧ - عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن محمّد بن الوليد شباب الصيرفيّ، عن معاوية بن عمّار قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: دفن في الحجر ممّا يلي الركن الثالث عذارى بنات إسماعيل.

١٨ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ ومحمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد جميعاً، عن أحمد ابن محمّد بن أبي نصر، عن أبان، عن أبي بصير، عن أبي جعفر عليه السلام قال: لم يزل بنو إسماعيل ولاة البيت [و] يقيمون للنّاس حجّهم وأمر دينهم يتوارثونه كابر عن كابر حتّى كان زمن عدنان بن اُدد فطال عليهم الأمد فقست قلوبهم وأفسدوا وأحدثوا في دينهم وأخرج بعضهم بعضاً فمنهم من خرج في طلب المعيشة و منهم من خرج كراهية القتال و في أيديهم أشياء كثيرة من الحنيفيّة من تحريم الاُمّهات والبنات وما حرّم الله في النكاح إلّا أنّهم كانوا يستحلّون امرأة الأب وابنة الاُخت والجمع بين الاُختين وكان في أيديهم الحجّ والتلبية والغسل من الجنابة إلّا ما أحدثوا في تلبيتهم وفي حجّهم من الشرك وكان فيما بين إسماعيل وعدنان بن اُدد موسى عليه السلام.

١٨ - وروي أنّ معد بن عدنان خاف أن يدرس الحرم فوضع أنصابه و كان أوّل من وضعها ثمّ غلبت جُرهُم على ولاية البيت فكان يلي منهم كابر عن كابر حتّى بغت جرهم بمكّة واستحلّوا حرمتها وأكلوا مال الكعبة وظلموا من دخل مكّة وعتوا وبغوا وكانت مكّة في الجاهليّة لا يظلم ولا يبغي فيها ولا يستحلّ حرمتها ملك إلّا هلك مكانه و كانت تسمّى بكّة لأنّها تبكّ أعناق الباغين إذا بغوا فيها وتسمّى بساسة كانوا إذا ظلموا فيها بستهم وأهلكتهم وتسمّى اُمّ رُحم كانوا إذا لزموها رحموا فلمّا بغت جرهم واستحلّوا فيها بعث الله عزّ وجلّ عليهم الرعاف والنمل وأفناهم فغلبت خزاعة و اجتمعت ليجلوا من بقي من جرهم عن الحرم ورئيس خزاعة عمرو بن ربيعة بن حارثة بن عمرو ورئيس جرهم عمرو بن الحارث بن مصاص الجرهمي فهزمت خزاعة جرهم وخرج من بقي من جرهم إلى أرض من أرض جهينة فجاءهم سيل أتيّ فذهب بهم ووليت خزاعة البيت فلم يزل في أيديهم حتّى جاء قصيّ بن كلاب وأخرج خزاعة من الحرم وولي البيت و غلب عليه.

١٩ - أبو عليّ الأشعريّ، عن محمّد بن عبد الجبّار قال: أخبرني محمّد بن إسماعيل عن عليّ بن النّعمان، عن سعيد الأعرج، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنّ العرب لم يزالوا على شيء من الحنيفيّة يصلون الرّحم ويقرون الضّيف ويحجّون البيت ويقولون: اتّقوا مال اليتيم فإنّ مال اليتيم عقال ويكفّون عن أشياء من المحارم مخافة العقوبة و كانوا لا يملى لهم إذا انتهكوا المحارم و كانوا يأخذون من لحاء شجر الحرم فيعلّقونه في أعناق الإبل فلا يجترىء أحد أن يأخذ من تلك الإبل حيثما ذهبت ولا يجترىء أحد أن يعلّق من غير لحاء شجر الحرم، أيّهم فعل ذلك عوقب وأمّا اليوم فاُملي لهم ولقد جاء أهل الشام فنصبوا المنجنيق على أبي قبيس فبعث الله عليهم سحابة كجناح الطير فأمطرت عليهم صاعقة فأحرقت سبعين رجلاً حول المنجنيق.

باب

حج ابراہیم و اسمٰعیل

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب اسمٰعیل پیدا ہوئے تو ابراہیم ان کو اور ان کی ماں کو گدھے پر بٹھا کر چلے اور ان کے ساتھ جبرئیل تھے جب وہ حجر کے پاس اترے تو ان کے پاس تھوڑا سا کھانا پانی بچا تھا اور خانہ کعبہ اس وقت ریت کا ایک ٹیلہ تھا ابراہیم نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کیا یہاں کے لئے مجھے حکم دیا گیا ہے کہا ہاں اور مکہ اس وقت سلم و سمر کے درختوں کے سوا کچھ نہ تھا اور اس کے آس پاس قوم عمالقہ آباد تھی (حسن)

۲۔ ایک دوسری حدیث میں حضرت سے منقول ہے کہ جب ابراہیم بی بی اور بچہ کو چھوڑ کر چلنے لگے تو ہاجرہ نے کہا آپ ہمیں کس پر چھوڑتے ہیں۔ فرمایا ان بنیادوں کے مالک پر، حضرت نے فرمایا جب پانی ختم ہو گیا اور اسمٰعیل کو پیاس لگی تو ہاجرہ تلاش آب کو نکلیں اور کوہ صفا پر چڑھیں اور ندا دی، کوئی آدمی یہاں ہے پھر وہاں سے اتر کر کوہ مروہ پر آئیں اور اسی طرح پکاریں، پھر اپنے بیٹے کے پاس لوٹ آئیں تو ان کے پیروں تلے پانی دیکھا، پس ایک جگہ جمع کیا ورنہ بہہ نکلتا۔ (حسن)

۳ فرمایا حضرت نے جب ابراہیم مکہ میں اسمٰعیل کو چھوڑ گئے کہ اسمٰعیل پر پیاس کا غلبہ ہوا اور صفا و مروہ کے درمیان ایک درخت تھا (جس کے سایہ میں اسمٰعیل تھے) ان کی والدہ تلاش آب میں کوہ صفا پر چڑھیں اور پکاریں ان وادیوں میں کوئی انیس ہے کسی نے کوئی جواب نہ دیا وہاں سے اتر کر مروہ پر پہنچیں اور اسی طرح پکاریں کسی نے جواب نہ دیا اس کے بعد پھر صفا پر گئیں اور سات بار ایسا ہی ہوا پس یہ سنت قرار پا گیا۔ جبرئیل ہاجرہ کے پاس آئے اور کہا۔ تو کون ہے۔ کہا میں ابراہیم کے اس بیٹے کی ماں ہوں۔ جبرئیل نے کہا تمہیں کس پر چھوڑا ہے انھوں نے کہا جب وہ واپس جانے لگے تھے تو میں نے کہا تھا ہمیں کس پر چھوڑ چلے۔ انھوں نے جواب دیا۔ اللہ پر، جبرئیل نے کہا۔ بس وہ تمہاری حفاظت کے لئے کافی ہے اور لوگ مکہ کی طرف سے گزرنے میں اجتناب کرتے تھے نایابی آب کی وجہ سے، پس اسماعیل نے زمین پر ایڑیاں رگڑیں تو وہاں سے زمزم کا سوتا پھوٹ نکلا ہاجرہ مروہ سے لوٹیں تو پانی لڑکے کے پاس بہتا دیکھا انھوں نے اس پانی کے گرد مٹی جمع کی اس خوف سے کہ پانی ضائع نہ ہو اگر چھوڑ دیتیں تو بہہ نکلتا۔ جب پرندوں نے پانی دیکھا تو اس پر حلقہ باندھنے لگے۔ یمن کا ایک قافلہ ادھر سے گزر رہا تھا انھوں نے چڑیوں کو دیکھا تو کہا پرندے تو بغیر پانی کے جمع نہیں ہو سکتے وہ وہاں آئے اور پانی پیا اور انھوں نے ہاجرہ کو کھانے کی پیشکش کی اور اس طرح اللہ نے ان کے رزق کا سامان کیا۔ اب یہ معمول ہوا کہ جو لوگ مکہ کی طرف سے گزرتے وہ وہاں سے پانی لیتے اور غلہ دے جاتے۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا حضرت نے اللہ نے حکم دیا ابراہیم علیہ السلام کو کہ حج کریں اور ان کے ساتھ اسمٰعیل کو بھی اور ان کو حرم کا ساکن بنائیں پس دونوں نے سرخ مو اونٹ پر قصد حج کیا اور ان کے ساتھ سوائے جبرئیل اور کوئی نہ تھا۔ جب وہ دونوں داخل حرم ہوئے تو جبرئیل نے کہا کہ اے ابراہیم اب تم دونوں اترو اور غسل کرو اور ان کو احرام باندھنے کا طریقہ بتایا انھوں نے احرام باندھا پھر ان کو تہلیل بتائی اور انھوں نے ایسا کیا۔ پھر تلبیہ بتایا جس طرح انبیا کرتے تھے پھر جبرئیل ان دونوں کے ساتھ کوہ صفا پر گئے وہ دونوں وہاں پر ٹھہرے، جبرئیل ان دونوں کے درمیان تھے پس کعبہ کی طرف رخ کرکے جبرئیل نے تکبیر کہی اور ان دونوں نے بھی، پھر خدا کی حمد کی تو انھوں نے بھی کی، تہلیل و تمجید و ثنا کی تو انھوں نے بھی کی یہاں تک کہ مقام حجر تک پہنچے، جبرئیل نے بوسہ دیا اور ان سے بھی بوسہ دینے کو کہا اور کئی ہفتے طواف کرایا، پھر دونوں کو لے کر مقام ابراہیم پر آئے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی پھر ان کو مناسک حج بتائے اور عمل کی تعلیم دی، جب مناسک بجالا چکے تو ابراہیم سے کہا اب آپ واپس جائیے اس کے بعد اسمٰعیل اور ان کی والدہ جبرئیل کے ساتھ رہ گئے۔

جب دوسرا سال آیا تو اللہ نے ابراہیم کو حج کی اجازت دی اور کعبہ بنانے کا حکم دیا۔ عرب حج کرتے تھے اور وہ اس وقت شکستہ حالت میں تھا مگر اس کی بنیادیں جانی ہوئی تھیں جب لوگ جمع کیا اسمٰعیل نے پتھروں کو اور ڈال دیا کعبہ کے بیچ میں، جب تعمیر کی اجازت ملی تو ابراہیم علیہ السلام بھی آگئے۔ فرمایا اے فرزند اللہ نے ہم کو کعبہ بنانے کا حکم دیا ہے پس دونوں نے اس جگہ کو کھودا وہاں ایک سرخ پتھر نکلا اللہ نے وحی کی کہ اسے بنیاد قرار دو، اللہ نے چار فرشتے بھیجے جو پتھروں کو ان کے پاس جمع کرتے تھے اور ابراہیم اور اسمٰعیل ان کو رکھتے جاتے تھے اور ملائکہ اٹھا کر دیتے جاتے تھے یہاں تک بارہ ہاتھ لمبی چوڑی عمارت بن گئی، اس میں دو دروازے تھے ایک آنے کے لیے اور ایک جانے کے لیے اور اس میں لوہے کی چوکھٹ لگائی گئی اور کواڑ لگائے گئے اور کعبہ اس وقت عریاں تھا ابراہیم تو بنانے کے بعد چلے گئے اور اسمٰعیل وہاں رہ گئے جب وہاں لوگ آنے لگے تو اسمٰعیل کی نظر بنی حمیر کی ایک عورت پر پڑی خدا سے دعا کی کہ اس عورت کو ان کی زوجیت میں دے دے وہ شوہر دار تھی، بہ قضائے الٰہی اس کا شوہر مر گیا خدا نے اس کے صدمہ میں اسے صبر عطا فرمایا اور اسمٰعیل سے اس کی شادی ہوگئی۔ ابراہیم علیہ السلام حج کے لئے آئے تو اسمٰعیل طلب معاش میں طائف گئے ہوئے تھے صرف ان کی بی بی گھر میں تھی اس نے ایک پریشان حال بوڑھے کو دیکھا، حضرت ابراہیم نے اس سے گھر کا حال پوچھا۔ اس نے کہا اچھا حال ہے حضرت اسمٰعیل کے متعلق پوچھا، کہا از روئے دین اچھے ہیں پوچھا تو کون ہے کہا میں بنی حمیر سے ہوں۔ ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیل سے ملے بغیر چلے گئے اور ایک پرچہ لکھ کر دیا کہ یہ اپنے شوہر کو دے دینا، جب اسمٰعیل آئے تو بی بی نے وہ پرچہ ان کو دیا، پڑھ کر پوچھا، یہ بزرگ کون تھے اس نے کہا ایک شاندار آدمی تھے اور آپ سے مشابہ تھے فرمایا وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اس نے کہا افسوس ہے میں نے نہ پہچانا، فرمایا انھوں نے تیرے محاسن کی طرف تو نظر نہیں کی کہا نہیں۔ لیکن مجھے خوف ہے اس بات کا کہ مجھ سے ان کی خدمت میں تقصیر ہوئی، عورت عاقلہ تھی کہنے لگی ان دونوں

دروازوں پر ہمیں دو پردے لٹکانے چاہییں ایک یہاں اور ایک یہاں، انھوں نے کہا ہاں ہونا تو چاہیئے پس دونوں نے مل کر بارہ ہاتھ کے دو پردے بنا کر لٹکا دیئے اور اس سے خوش ہوکے ان کی بی بی نے کہا کہ کعبہ کے اوپر بھی پردہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ پتھر کھردرے ہیں حضرت اسمٰعیل نے کہا ٹھیک ہے۔ پس ان کی بی بی نے اپنی قوم کو پیغام بھیجا کہ بہت سی اون جمع کرکے کاتیں، فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ ان عورتوں نے اون کو آپس میں تقسیم کرکے کاتا اور اس میں مدد کی زوجہ اسمٰعیل، جب ایک حصہ تیار کر چکیں تو اسے لٹکا دیا جب موسم حج آیا تو کعبہ کی پوشش ابھی باقی تھی۔ زوجہ اسمٰعیل نے کہا کیا کریں لباس تو پورا نہیں ہوا اور حج کا زمانہ آگیا پس کھجور کے ریشوں سے بُن کر بقیہ پوشش بنائی گئی جب عرب آئے اور یہ صورت دیکھی تو تعجب کیا اور کہنے لگے اس گھر کے خدمتگار کے لیے کچھ تحفہ دیا جائے پس اس بناء پر حج میں ہدی کی رسم ہوئی۔ پس عرب کا ہر قبیلہ کوئی شے بطور ہدیہ لاتا تھا، روپیہ اور اور دیگر چیزیں، یہاں تک کہ بکثرت چیزیں جمع ہوگئیں پس یہ کھجور کے ریشوں والی پوشش اتار دی گئی اور کعبہ کی بقیہ پوشش پوری ہوگئی۔

اور کعبہ کی اس وقت تک چھت نہ تھی پس حضرت اسماعیل نے ایسے ستون کھڑے کئے جیسے اب تم لکڑی کے دیکھتے ہو پھر اسے کھجور کی شاخوں سے پاٹ کر اوپر سے مٹی کے گارے کی لہس کر دی، آس پاس کے عرب آتے تھے اور کعبہ میں داخل ہوتے تھے پس انھوں نے کہا اس گھر کے کارپردازوں کے تحفوں میں کچھ زیادتی کی جائے

اگلے سال جب عرب آئے تو اپنے ساتھ ہدی (اونٹ وغیرہ) لائے اسمٰعیل کو فکر ہوئی، ان کا کیا کریں وحی ہوئی ان کو نحر کرکے کھلاؤ۔ اسماعیل نے ابراہیم علیہ السلام سے کہی آب کی شکایت کی وحی ہوئی اے ابراہیم کنواں کھودو جو حاجیوں کے پانی پینے کے کام آئے۔ جبرئیل نازل ہوئے اور ان کے لئے کنواں کھودا یعنی زمزم یہاں تک کہ پانی نکل آیا۔ انھوں نے کہا اے ابراہیم اس کنویں میں اُترو پھر جبرئیل بھی اُترے اور کہا اسے چاروں طرف سے کھودو اور بسم اللہ کہہ کر کھودو، ابراہیم نے پہلے اس گوشہ کو کھودا جو بیت اللہ سے متصل تھا وہاں سے چشمہ پھوٹ نکلا، پھر اسی طرح دوسرا تیسرا اور چوتھا گوشہ، بسم اللہ کہہ کر کھودا تو پانی نکلا، جبرئیل نے کہا اے ابراہیم یہ پانی پیو اور برکت کے لئے اپنی اولاد کے واسطے چھوڑ دو، ابراہیم اور جبرئیل کنویں سے نکل آئے پھر جبرئیل نے کہا۔ اے ابراہیم اس پانی کو اپنے اوپر ڈالو اور بیت کے چاروں طرف طواف کرو یہ وہ سیرابی ہے جسے اللہ نے اولاد کے لئے قرار دیا ہے اس کے بعد ابراہیم چلے گئے اسمٰعیل نے ان کی مشایعت کی جب وہ حرم سے آگے بڑھے تو اسمٰعیل لوٹ آئے۔ (مجہول)

۵۔ فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے کہ اللہ نے ابراہیم کو کعبہ بنانے کا حکم دیا اور بیت کی بنیادیں اٹھانے کا اور لوگوں کو مقامات حج دکھانے کا، پس ابراہیم اور اسمٰعیل دونوں نے گھر بنایا، ہر روز پنڈلی کے برابر بناتے تھے یہاں تک کہ مقام حجر تک پہنچے، امام نے فرمایا کہ کوہ ابوقبیس نے ندا دی اے ابراہیم تمہاری ایک امانت میرے پاس

ہے یعنی حجر، پس ابراہیم نے اسے اٹھاکر اس کی جگہ پر رکھ دیا، پھر ابراہیم نے لوگوں کو حج کے لئے پکارا اور کہا میں ابراہیم خلیل الرحمٰن ہوں خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ اس گھر کا حج قیامت تک کرو، پس سب سے پہلے جس نے جواب دیا وہ اہل یمن تھے۔

ابراہیم علیہ السلام نے مع اپنے اہل و عیال کے حج کیا۔ بعض کا گمان ہے کہ جن کو ذبیح کہا جاتا ہے وہ اسحاق ہیں اور ابوبصیر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر اور ابوعبداللہ سے سنا کہ ذبیح اسحاق ہیں اور زرارہ سے مروی ہے کہ وہ اسمٰعیل کو ذبیح جانتے ہیں۔ (موثق)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مراۃ العقول میں لکھا ہے کہ علمائے اسلام کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ ذبیح اسمٰعیل ہیں یا اسحاق، علمائے شیعہ کی اکثریت اس امر پر متفق ہے کہ وہ اسمٰعیل ہیں اس حدیث میں اسحاق کا نام راوی نے از راہ تقیہ ذکر کیا ہے یہ تو مسلّم ہے کہ یہ واقعۂ ذبح ارض حجاز پر ہوا اور یہ بھی مسلم ہے کہ اسحاق شام ہی میں رہے حجاز میں آئے ہی نہیں، دوسرے اگر یہ واقعہ اسحاق سے متعلق ہوتا تو آنحضرت صلعم یہ نہ فرماتے۔ انا ابن الذبیحین، اس قسم کی روایات کا سلسلہ یوں چلا کہ حاکمان وقت معتقدات کے خلاف کوئی روایت نقل کرنے میں جان کا خوف تھا۔

۶۔ حسن بن جہم سے امام رضا علیہ السلام نے کہا تمہارے نزدیک سکینہ کیا ہے اس نے کہا میں نہیں جانتا آپ بتائیے وہ کیا ہے فرمایا وہ ایک خوشبودار ہوا ہے جو جنت سے نکلتی ہے اس کی صورت آدمی کے چہرے جیسی ہوتی ہے کعبہ کی تعمیر کے وقت وہی ابراہیم پر نازل ہوئی اور بتایا کہ ایسا ایسا کرو چنانچہ اس طرح خانۂ کعبہ کی بنیاد رکھی (موثق)

۷۔ میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے سکینہ کے متعلق پوچھا تو یہی جواب دیا۔

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب ابراہیم و اسمٰعیل کو بنائے کعبہ کا حکم ہوا اور تعمیر مکمل ہوگئی تو ابراہیم رکن پر آئے اور آواز دی حج کے لئے آؤ حج کے لئے آؤ، اور اگر کہتے حج کے لئے آؤ، تو یہ خطاب صرف انہی لوگوں سے ہوتا جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ لیکن انھوں نے کہا حج کے لئے آؤ، پس لبیک کہا ان نطفوں نے جو اصلاب رجال میں تھے پس جس نے دس بار کہا وہ دس بار حج کرے گا اور جس نے پانچ بار کہا وہ پانچ بار کرے گا اور جس نے زیادہ کہا وہ زیادہ بار اور جس نے ایک بار کہا وہ ایک بار حج کرے گا اور جس نے نہیں کہا اسے حج نصیب نہ ہوگا۔ (موثق)

۹۔ فرمایا کعبہ عہد ابراہیم میں سات ہاتھ تھا اور دو دروازے تھے عبداللہ بن زبیر نے اسے اٹھارہ ہاتھ بلند کیا حجاج نے اسے منہدم کراکے سترہ ہاتھ لمبا بنایا۔ (موثق)

فرمایا حضرت ابوعبداللہ نے کہ زمانہ ابراہیم میں کعبہ کا طول نو ہاتھ تھا اور چھت نہ تھی قریش نے اس کو اٹھارہ ہاتھ لمبا کر دیا پھر اس کو منہدم کراکے حجاج نے سترہ ہاتھ لمبا بنوایا۔ (موثق)

۱۰۔ روز ترویہ جبرئیل نے کہا اے ابراہیم یہ روز ترویہ ہے (پس) ترویہ کرو پانی سے، اسی لیے ترویہ نام ہوا پھر منیٰ میں آئے وہاں شب باشی کی، صبح کو عرفات پہنچے، جبرئیل نے بتایا یہ عرفات ہے یہاں خیمہ عرفہ کے قریب لگایا اور سفید پتھروں سے ایک مسجد بنائی اور وہ مسجد ابراہیم کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کا اثر باقی تھا تا اینکہ میں اس مسجد میں داخل ہوا جو چھت کھرے پتھروں سے بنی ہوئی تھی تاکہ امام روز عرفہ ظہر و عصر کی نماز پڑھے پھر جبرئیل عرفات میں لے گئے اور کہا یہ عرفات ہے یہاں اپنے مناسک کی معرفت حاصل کرو اور اپنے گناہ کا اقرار کرو اسی لئے عرفات نام ہوا۔ پھر وہاں سے مزدلفہ آئے پھر مشعر الحرام میں قیام کیا۔ پھر خدا نے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس میں اپنی عادات و خصائل کو دیکھا اور ان سے انس حاصل کیا۔ صبح کو مشعر سے منیٰ آئے، مادر اسمٰعیل سے کہا تم بھی خانہ کعبہ کی زیارت کو جاؤ اور لڑکے کو روک لیا اور فرمایا اے فرزند گدھا اور چاقو لاؤ تاکہ میں قربانی کروں ابان نے ابوبصیر سے کہا گدھا اور چاقو کس لئے درکار تھا کہا اس لئے کہ ذبح کریں اور لاش کو تجہیز و تکفین کے لیے اٹھا کر لے جائیں، پس اسمٰعیل گدھا اور چاقو لے آئے اور کہنے لگے بابا قربانی کہاں ہے فرمایا تمہارا رب جانتا ہے کہ وہ کہاں ہے۔ اے بیٹا خدا کی قسم وہ تو ہی ہے اللہ نے مجھے تم کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے پس بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے فرمایا بابا جان آپ کو جو حکم دیا گیا ہے بجا لایئے آپ انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

امام نے فرمایا جب ذبح کا ارادہ کیا تو حضرت اسمٰعیل نے کہا بابا جان میرے منہ پر کپڑا لپیٹ دیجئے اور ہاتھ پاؤں باندھ دیجئے۔ فرمایا بیٹا ذبیح کے ہاتھ پاؤں باندھے جاتے نہیں واللہ میں ان دونوں کو تمہارے لئے جمع نہ کرونگا (حن)

۱۱۔ فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے کہ گدھے کا نمدہ بچھا کر اس پر ان کو لٹایا گیا اور چھری ان کی حلق پر رکھ دی ایک بوڑھا یعنی شیطان آیا اور کہنے لگا اس لڑکے کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو فرمایا میں اسے ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اس نے کہا واہ جس لڑکے نے ایک آن کے لئے بھی گناہ نہ کیا ہو آپ اس بے قصور کو کیوں ذبح کرتے ہیں فرمایا اللہ نے مجھے اس کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے اس نے کہا نہیں بلکہ اس نے منع کیا ہے ذبح سے، یہ حکم تو شیطان نے تم کو خواب میں دیا ہے فرمایا وائے ہو تیرے اوپر، جو کچھ میں نے سنا ہے وہ وہی ہے جو مجھے دیا گیا ہے خدا کی قسم میں تجھ سے کلام نہ کروں گا۔ پھر ذبح کا ارادہ کیا۔ اس بڈھے نے کہا اے ابراہیمؑ آپ امام ہیں آپ کی اقتدا کی جاتی ہے اگر آپ نے ذبح کیا تو لوگ اپنی اولاد کو ذبح کیا کریں گے۔ پس مجھ سے حضرت ابراہیمؑ نے اس کا کلام سننے سے انکار کر دیا۔ (ض)

۱۲۔ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے سنا کہ حضرت ابراہیم نے جمرۂ وسطیٰ کے قریب بیٹے کو لٹایا اور چھری کو ان کی حلق پر رکھا پھر آسمان کی طرف سر اٹھایا پھر اسمٰعیل پر جھکے، جبرئیل نے چھری کو پلٹا دیا حلق پر سے، حضرت ابراہیم نے دیکھا تو اسے الٹا ہوا پایا، آپ نے پھر سیدھا کیا جبرئیل نے پھر پلٹ دیا۔ چند بار ایسا ہی ہوا پھر مسجد

خیف کے بائیں طرف سے آواز آئی۔ اے ابراہیم تم نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا۔
اسمٰعیل حضرت ابراہیم کے نیچے سے نکل گئے اور جبرئیل نے جلد ایک مینڈھے کو اٹھا کر ابراہیم کے نیچے رکھ دیا وہ شیخ خبیث وہاں سے ہاجرہ کے پاس پہنچا ان کا گھر وسط وادی میں تھا اس نے ان سے کہا کہ میں نے منیٰ میں ایک بزرگ کو دیکھا، پھر حضرت ابراہیم کا حلیہ بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ یہ تو میرے شوہر ہیں اس نے کہا میں نے ایک لڑکے کو دیکھا اور اسمٰعیل کا حلیہ بیان کیا انھوں نے کہا یہ میرا لڑکا ہے۔ اس نے کہا میں نے دیکھا کہ اس لڑکے کو زمین پر لٹایا اور ذبح کرنے کو چھری ہاتھ میں لی، ہاجرہ نے کہا ایسا کیسے ہو سکتا ہے ابراہیم تو بڑے رحمدل آدمی ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے فرزند کو ذبح کر دیں، شیطان نے آسمان و زمین کو پیدا کرنے والے اور اس گھر کے مالک کی قسم کھا لی میں نے ان کو اسی طرح دیکھا ہے انھوں نے کہا ایسا کیوں کر رہے ہیں اس نے کہا انھوں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ان کے خدا نے ان کو ایسا حکم دیا ہے انھوں نے کہا اگر خدا کا حکم ہے تو ان کو بجالانا چاہیئے۔ جب وہ عبادت سے فارغ ہوئیں تو ان کے دل میں رقت پیدا ہوئی اور سوچیں کہ ممکن ہے ان کے فرزند پر کوئی مصیبت آئی ہو، میں جلدی سے دیکھوں تو، وہ وادی میں آئیں سر کو ہاتھوں سے پکڑے ہوئے کہتی جاتی تھیں یا اللہ اُم اسمٰعیل سے اگر کوئی عمل ہوا ہے تو اس کا مواخذہ نہ کر، جب چل رہی تھیں تو ان کو خبر ملی، جب وہ اپنے بیٹے کے پاس آئیں اور گردن پر چھری کا نشان دیکھا تو ایسا سخت صدمہ ہوا کہ بیمار پڑ گئیں اور اسی مرض میں انتقال کر گئیں اور فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے کہ حضرت ابراہیم نے ذبح کا ارادہ کیا ان مقامات پر جہاں حضرت رسول خدا کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں جمرۂ وسطیٰ کے پاس، اور یہ مقام نسلاً بعد نسل ان کے شجر اگانے کی جگہ قرار پایا آخر میں اس سے ارتحال کرنے والے علی بن الحسین تھے بنی ہاشم اور بنی امیہ کے درمیان کسی بات پر نزاع ہونے سے آپ نے بجائے وہاں کے حرم میں خیمہ لگایا۔

۱۳۔ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے پوچھا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کہاں ذبح کرنا چاہا تھا فرمایا جمرۂ وسطیٰ پر میں نے اس مینڈھے کے متعلق پوچھا کہ اس کا رنگ کیا تھا اور کہاں اترا تھا فرمایا اس میں سیاہی سے زیادہ سفیدی تھی اور سینگ والا تھا آسمان سے جبل ایمن پر جہاں مسجد منیٰ ہے اترا تھا اور وہ سایہ میں چلتا اور سایہ میں کھاتا تھا اور سایہ ہی میں دیکھتا، مینگنیاں کرتا اور پیشاب کرتا تھا۔ (حسن)

۱۴۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہ مسجد الحرام کو لوگوں نے کہاں تک بڑھایا فرمایا ابراہیم اور اسمٰعیل نے مسجد الحرام کی حد صفا و مروہ کے درمیان رکھی تھی۔ (ض)

۱۵۔ فرمایا ابونعیم نے خط کھینچا حزورہ سے مسعیٰ تک اور کہا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں ابراہیم نے مسجد کے لئے خط کھینچا تھا اور حضرت نے فرمایا کہ اسمٰعیل نے اپنی والدہ کو پتھروں میں دفن کیا تاکہ لوگ اس پر چلیں پھریں نہیں۔ (م)

۱۶۔ میں نے پوچھا کہ جن پتھروں میں دفن کیا آیا وہ مقام بیت میں ہے یا اس کا کوئی حصہ ہے فرمایا نہیں ایک

ناخن کے تراشہ کی برابر بھی نہیں بلکہ اسمٰعیل نے اس لئے اپنی ماں کو وہاں دفن کیا کہ قبر پامال نہ ہو ان پتھروں میں انبیاء کی قبریں بھی ہیں۔ (ضعیف)

فرمایا حجر بیت اسمٰعیل ہے اسی میں قبر ہاجرہ و اسمٰعیل ہے۔

۱۷۔ فرمایا پہاڑی علاقہ میں جو رکن ثالث سے متصل ہے کنواری لڑکیاں اولاد اسمٰعیل سے مدفون ہیں (موثق)

۱۸۔ فرمایا بیت اللہ کی تولیت بنو اسمٰعیل میں چلی آرہی تھی وہی حج کا انتظام کرتے تھے اور امر دین کو قائم رکھتے تھے یہ وراثت نسلاً بعد نسل چلی آرہی تھی یہاں تک کہ عدنان کا زمانہ آیا اور ایک مدت دراز تک اس کے متولی رہے پھر وہ سیاہ قلب ہو گئے اور فسادات کرنے لگے اور انھوں نے اپنے دین میں احداث کیا اور بعض نے بعض کو نکال دیا ان میں سے کچھ تو طلب معاش کے لئے نکلے اور کچھ قتل کو ناپسند کرنے کی وجہ سے اور دین حنیف میں انھوں نے بہت سی تبدیلیاں کیں مائیں اور بیٹیاں اپنے اوپر حلال کیں جن سے نکاح اللہ نے حرام کیا تھا انھوں نے حلال کر لیا تھا اپنے اوپر باپ کی جورو اور بہن کی لڑکی کو اور دو بہنوں کو بیک وقت اپنی زوجیت میں رکھتے تھے اور حج کا اہتمام انہی کے ہاتھ میں تھا اور تلبیہ اور غسل جنابت وہی بتاتے تھے اور انھوں نے تلبیہ کو بدل دیا تھا اور مناسک حج میں شرک کو داخل کر دیا تھا اور یہ لوگ تھے مابین اسمٰعیل، عدنان اور موسیٰ کے درمیان اور مروی ہے کہ معد بن عدنان نے اس خوف سے کہ کعبہ منہدم نہ ہو جائے، سب سے پہلے اس نے ستون قائم کئے پھر جرہم کے قبیلہ نے غلبہ کر کے کعبہ کی تولیت لے لی اور اس کا تعلق ان سے نسلاً بعد نسل رہا یہاں تک کہ جرہم کمہ پہنچے اور انھوں نے حرمت کعبہ کو برباد کیا اور مال کعبہ کو کھایا اڑایا اور جو مکہ میں آیا اس پر ظلم کیا اور سرکشی اختیار کی اور جاہلیت کے زمانہ میں کوئی مکہ کے اندر بغاوت نہیں کرتا تھا اور نہ اس کی ہتک حرمت کرتا تھا جس بادشاہ نے ایسا کیا وہ ہلاک ہو گیا اس کا نام بکہ اس لئے ہوا کہ وہ باغیوں کی سرکوبی کرتا ہے اور باسہ اس لئے ہوا کہ وہ گناہ کو دور کرتا ہے اور رام رحم اس لئے نام ہوا کہ وہ رحم کرتا ہے جب بنی جرہم نے بغاوت کی تو نکسیر اور چیونٹیوں کی بلائیں مبتلا ہوئے اور فنا ہوئے۔ خزاعہ غالب آئے اور جمع ہوئے تاہم حرم سے بغاوت کرنے والوں کو نکال دیں۔ خزاعہ کا سردار عمرو تھا اور جرہم کا عمرو بن حرث خزاعہ نے جرہم کو ہرا دیا اور وہ سرزمین جہینہ کی طرف چلے گئے وہاں سیلاب آیا اور ان کو بہا لے گیا اور قصی بن کلاب کے وقت تک انہی کے پاس رہا اور وہ اس پر غالب رہے۔ (مرسل)

۱۹۔ فرمایا حضرت نے عرب کے لوگ دین حنیف کی بعض باتوں پر عمل کرتے تھے مثلاً صلہ رحم کرتے تھے، مہمان نواز تھے۔ بیت اللہ کا حج کرتے تھے اور کہتے تھے مال یتیم سے بچو کہ یہ پیروں کے لئے بندش ہے یعنی مانع رزق ہے اور سزا کے خوف سے محرمات سے بچتے تھے اور جب وہ ہتک حرمت کرتے تھے تو ان کو مہلت نہیں دی جاتی تھی اور حرم کے درخت کی چھال لے کر اسے اونٹ کی گردنوں میں لٹکا دیتے تھے پھر وہ اونٹ کہیں جائے کسی کی طاقت نہ تھی کہ اسے پکڑ لے اور یہ بھی کسی

کی مجال نہ تھی کہ شجر حرم کے علاوہ کسی اور درخت کی چھال لٹکائے جو ایسا کرتا اسے سزا دی جاتی صرف ایک دن کی مہلت دی جاتی۔ اہل شام (حجاج کی فوج) نے کوہ ابوقبیس پر منجنیقیں نصب کیں خدا نے ان پر ایک بادل بھیجا پرندہ کے پر کی طرح اور اس سے ان پر بجلیاں گریں اور ستر آدمی جو منجنیق کے گرد تھے جل گئے۔ (م)

﴿باب۸﴾

✿(حج الانبياء عليهم السلام)✿

١ ـ محمد بن يحيى ، عن بعض أصحابه ، عن الوشّاء ، عن عليّ بن أبي حمزة قال : قال لي أبو الحسن عليه السلام : إنّ سفينة نوح كانت مأمورة طافت بالبيت حيث غرقت الأرض ثمّ أتت منى في أيّامها ثمّ رجعت السفينة و كانت مأمورة وطافت بالبيت طواف النساء .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن الحسن بن صالح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يحدّث عطاء قال : كان طول سفينة نوح ألف ذراع ومائتي ذراع وعرضها ثمانمائة ذراع وطولها في السماء مائتين ذراعا وطافت بالبيت وسعت بين الصفا و المروة سبعة أشواط ثمّ استوت على الجوديّ .

٣ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن الحسين بن المختار ، عن أبي بصير قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : مرّ موسى بن عمران في سبعين نبيّاً على فجاج الرّوحاء عليهم العباء القطوانيّة يقول : لبيك عبدك ابن عبدك .

٤ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : مرّ موسى النبيّ عليه السلام بصفاح الرّوحاء على جمل أحمر خطامه من ليف عليه عباءتان قطوانيّتان وهو يقول : لبّيك يا كريم لبّيك ؛ قال : ومرّ يونس بن متى بصفاح الروحاء وهو يقول : لبّيك كشّاف الكرب العظام لبّيك ؛ قال : ومرّ عيسى ابن مريم بصفاح الروحاء و هو يقول : لبّيك عبدك ابن أمتك [لبّيك] و مرّ محمد صلى الله عليه وآله بصفاح الروحاء وهو يقول : لبّيك ذا المعارج لبّيك .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن عليّ بن إسماعيل ، عن عليّ بن الحكم ، عن المفضّل بن صالح ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : أحرم موسى عليه السلام من رملة مصر قال: ومرَّ بصفاح الرَّوحاء محرماً يقود ناقته بخطام من ليف عليه عباءتان قطوا نيّتان يلبّي وتجيبه الجبال .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن فضّال ، عن عليّ بن عقبة ، عن أبيه ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام أنَّ سليمان بن داود حجَّ البيت في الجنّ والإنس والطير والرِّياح وكسا البيت القباطيَّ .

٧ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي نجران ، عن المفضّل ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : صلّى في مسجد الخيف سبعمائة نبيّ وإنَّ ما بين الرُّكن والمقام لمشحون من قبور الأنبياء وإنَّ آدم لفي حرم الله عزَّ وجلَّ .

٨ ـ أحمد بن محمّد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن أبان بن عثمان ، عن زيد الشحّام ، عمّن رواه ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : حجَّ موسى بن عمران عليه السلام ومعه سبعون نبيّاً من بني إسرائيل خطم إبلهم من ليف يلبّون وتجيبهم الجبال وعلى موسى عباءتان قطوانيّتان يقول : لبّيك عبدك ابن عبدك .

٩ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن إبراهيم ابن أبي البلاد ، عن أبي بلال المكّيّ قال : رأيت أباعبدالله عليه السلام دخل الحجر من ناحية الباب فقام يصلّي على قدر ذراعين من البيت فقلت له : ما رأيت أحداً من أهل بيتك يصلّي بحيال الميزاب ؛ فقال : هذا مصلّى شبر وشبير ابني هارون .

١٠ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الوليد شباب الصيرفيّ عن معاوية بن عمّار الدُّهني ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : دفن ما بين الرُّكن اليمانيّ والحجر الأسود سبعون نبيّاً أماتهم الله جوعاً وضرّاً .

١١ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن الحسن بن عليّ الكوفيّ ، عن عليّ بن مهزيار ، عن عثمان بن عيسى ، عن ابن مسكان ، عمّن رواه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ داود لمّا وقف الموقف بعرفة نظر إلى الناس وكثرتهم فصعد الجبل فأقبل يدعو فلمّا قضى

نسكه أتاه جبرئيل عليه السلام فقال له : يا داود يقول لك ربّك : لم صعدت الجبل ظننت أنّه يخفى عليّ صوت من صوت ثمّ مضى به إلى البحر إلى جدّة فرسب به في الماء مسيرة أربعين صباحاً في البرّ فإذا صخرة ففلقها فإذا فيها دودة فقال له : يا داود يقول لك ربّك : أنا أسمع صوت هذه في بطن هذه الصخرة في قعر هذا البحر فظننت أنّه يخفى عليّ صوت من صوت .

باب ۸

حج انبیاء علیہم السلام

۱۔ فرمایا ابوالحسن علیہ السلام نے کشتی نوحؑ کو حکم تھا کہ وہ بیت اللہ کا طواف کرے جبکہ زمین پانی میں ڈوب چکی تھی پس وہ موسم حج میں مقام منیٰ میں آئی پھر وہ پلٹی اور مطابق حکم الٰہی اس نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ (ق)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ کشتی نوح کا طول ایک ہزار دو سو ہاتھ اور عرض آٹھ سو ہاتھ اور بلندی دو سو ہاتھ تھی اس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی سات بار اس کے بعد جودی پر ٹھہر گئی (مجہول)

۳۔ فرمایا حضرت نے کہ موسیٰ علیہ السلام ستر نبیوں کے ساتھ روحا پہاڑ کی گھاٹیوں سے آئے قطرانی (قطران کرفہ کے پاس ایک مقام) عبا پہنے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے حاضر ہے تیرا بندہ اور بندہ کا بیٹا۔ (موثق)

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام گزرے روحا کے پتھریلے راستوں سے کہتے جاتے تھے لبیک اے بڑی بڑی مصیبتوں کو آسان کرنے والے اور اسی راستہ سے عیسیٰ علیہ السلام آئے یہ کہتے ہوئے حاضر ہے تیرا بندہ اور تیری کنیز کا بندہ اور اسی راستہ سے محمد مصطفیٰؐ یہ کہتے ہوئے آئے۔ اے ہر قسم کی بلندیوں والے میں حاضر ہوں (حسن)

۵۔ فرمایا موسیٰ نے احرام باندھا رملہ مصر سے اور گزرے روحا کے راستوں سے بحالت احرام کھینچتے تھے اپنے ناقہ کو کھجور کی چھال کی رسّی سے اور آپ قطرانی کپڑے کی دو عبائیں پہنے ہوئے تھے آپ کے "لبیک" کی آواز کا جواب پہاڑ دیتے تھے۔ (ض)

۶۔ فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے کہ سلیمانؑ نے مع جن و انس و طیور و ہوا کے بیت اللہ کا حج کیا اور قباطی کپڑے کا لباس کعبہ کو پہنایا۔ (موثق)

۷۔ فرمایا کہ مسجد خیف میں سات سو انبیاء نے نماز پڑھی ہے اور رکن و مقام کے درمیان انبیاء کی قبریں ہیں اور آدم بھی حرم خدا کے اندر ہیں۔ (ض)

۸۔ فرمایا موسیٰ نے بنی اسرائیل کے ستر نبیوں کے ساتھ حج کیا ان کے اونٹوں کی نکیل لیف خرما کی تھی وہ جب لبیک کہتے تھے تو پہاڑ اس کا جواب دیتے تھے اور موسیٰ کی دو عبائیں قطرانی کپڑے کی تھیں کہتے تھے حاضر ہے تیرا بندہ تیرے بندہ کا بیٹا۔ (مرسل)

۹۔ میں نے دیکھا کہ ابوعبداللہ علیہ السلام دروازہ کی طرف سے حجر کے پاس آئے اور بیت سے دو ہاتھ ہٹ کر نماز پڑھی، میں نے کہا آپ کے اہل بیت میں سے کسی کو نہیں دیکھا میزاب کے مقابل نماز پڑھتے۔ فرمایا یہ حضرت ہارون کے دونوں بیٹوں شبر و شبیر کا مصلّیٰ ہے۔ (مجہول)

۱۰۔ فرمایا رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ستر نبی دفن ہیں جو مرے ہیں یا تو بھوک سے یا کوئی تکلیف اٹھا کر۔ (ض)

۱۱۔ فرمایا داؤد علیہ السلام جب مقام عرفہ میں تھے تو لوگوں کو دیکھا بڑی کثرت سے ہیں تو پہاڑ پر چڑھے اور دعا کرنے لگے جب عبادت سے فارغ ہوئے تو جبرئیل ان کے پاس آئے اور کہا اے داؤد تمہارا رب کہتا ہے کہ تم پہاڑ پر کیوں چڑھے کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ بہت سی آوازوں میں میرے اوپر کوئی آواز چھپ جاتی ہے پھر جبرئیل دریائی راستہ سے ان کو جدہ لے گئے چالیس روز بحری سفر کے بعد خشکی میں آئے۔ ایک چٹان ملی اس کو توڑا تو اس میں ایک کیڑا تھا پس جبرئیل نے کہا اے داؤد تمہارا رب کہتا ہے میں اس چٹان کے اندر اس کیڑے کی آواز سنتا ہوں تم نے خیال کیا کہ تمہاری آواز اور آوازوں میں مل کر مجھ سے مخفی ہو جائے گی۔

﴿باب ۹﴾

✿(ورود تبّع وأصحاب الفيل البيت وحفر عبدالمطلب زمزم وهدم قريش)✿
✿(الكعبة وبنائهم اياها وهدم الحجاج لها و بنائه اياها)✿

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن الحسين بن المختار قال : حدَّثني إسماعيل بن جابر قال : كنت فيما بين مكّة و المدينة أنا و صاحب لي فتذاكرنا الأنصار فقال أحدنا : هم نُزّاع من قبائل وقال أحدنا : هم من أهل اليمن قال : فانتهينا إلى أبي عبدالله عليه السلام وهو جالس في ظلّ شجرة فابتدء الحديث ولم نسأله فقال : إنَّ تبّعاً لمّا أن جاء من قبل العراق وجاء معه العلماء و أبناء الأنبياء فلمّا انتهى إلى هذا الوادي لهذيل أتاه اُناسٌ من بعض القبائل فقالوا : إنّك تأتي أهل بلدة قد لعبوا بالناس زماناً طويلاً حتّى اتّخذوا بلادهم حرماً و بنيتهم ربّاً أو ربّة فقال : إن كان كما تقولون قتلت مقاتليهم وسبيت ذرّيّتهم و هدمت بنيتهم ؛ قال : فسالت عيناه

حتّى وقعتا على خدّيه ، قال : فدعى العلماء وأبناء الأنبياء فقال : انظروني وأخبروني لما أصابني هذا ؟ قال : فأبوا أن يخبروه حتّى عزم عليهم قالوا : حدّثنا بأيّ شيء حدّثت نفسك ؟ قال : حدّثت نفسي أن أقتل مقاتليهم وأسبي ذرّيّتهم وأهدم بنيتهم ، فقالوا : إنّا لا نرى الّذي أصابك إلّا لذلك ، قال : ولم هذا ؟ قالوا : لأنّ البلد حرم الله والبيت بيت الله وسكّانه ذرّيّة إبراهيم خليل الرّحمن ، فقال : صدقتم فما مخرجي ممّا وقعت فيه ؟ قالوا : تحدّث نفسك بغير ذلك فعسى الله أن يردّ عليك ، قال : فحدّث نفسه بخير فرجعت حدقتاه حتّى ثبتتا مكانهما قال : فدعى بالقوم الّذين أشاروا عليه بهدمها فقتلهم ثمّ أتى البيت وكساه و أطعم الطعام ثلاثين يوماً كلّ يوم مائة جزور حتّى حملت الجفان إلى السباع في رؤوس الجبال ونثرت الأعلاف في الأودية للوحوش ثمّ انصرف من مكّة إلى المدينة فأنزل بها قوماً من أهل اليمن من غسّان و هم الأنصار .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن محمّد بن حمران ؛ و هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لمّا أقبل صاحب الحبشة بالفيل يريد هدم الكعبة مرّوا بإبل لعبد المطّلب فاستاقوها فتوجّه عبد المطّلب إلى صاحبهم يسأله ردّ إبله عليه فاستأذن عليه فأذن له وقيل له : إنّ هذا شريف قريش أو عظيم قريش وهو رجل له عقل و مروّة ، فأكرمه وأدناه ثمّ قال لترجمانه : سله ما حاجتك ، فقال له : إنّ أصحابك مرّوا بإبل لي فاستاقوها فأحببت أن تردّها عليّ ، قال : فتعجّب من سؤاله إيّاه ردّ الإبل وقال : هذا الّذي زعمتم أنّه عظيم قريش و ذكرتم عقله يدع أن يسألني أن انصرف عن بيته الّذي يعبده أما لو سألني أن أنصرف عن هدّه لانصرفت له عنه ، فأخبره التّرجمان بمقالة الملك فقال له عبد المطّلب : إنّ لذلك البيت ربّاً يمنعه وإنّما سألتك ردّ إبلي لحاجتي إليها ، فأمر بردّها عليه و مضى عبد المطلب حتّى لقي الفيل على طرف الحرم ، فقال له : محمود ! فحرّك رأسه فقال له : أتدري لما جيىء بك ؟ فقال برأسه : لا[٢] ، فقال : جاؤوا بك لتهدم بيت ربّك أفتفعل ؟ فقال برأسه : لا ، قال : فانصرف عنه عبد المطّلب وجاؤوا بالفيل ليدخل الحرم ، فلمّا انتهى إلى طرف الحرم امتنع من الدّخول فضربوه فامتنع فأداروا به نواحي الحرم كلّها ، كلّ ذلك يمتنع عليهم فلم يدخل و بعث

الله عليهم الطير كالخطاطيف في مناقيرها حجر كالعدسة أونحوها فكانت تحاذي برأس الرّجل ثمّ ترسلها على رأسه فتخرج من دبره حتّى لم يبق منهم أحدٌ إلّا رجل هرب فجعل يحدّث النّاس بما رأى إذا طلع عليه طائر منها فرفع رأسه فقال: هذا الطير منها وجاء الطّير حتّى حاذى برأسه ثمّ ألقاها عليه فخرجت من دبره فمات.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن النّعمان، عن سعيد بن عبدالله الأعرج، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إنّ قريشاً في الجاهليّة هدموا البيت فلمّا أرادوا بناءه حيل بينهم وبينه واُلقي في روعهم الرّعب حتّى قال قائل منهم: ليأتي كلّ رجل منكم بأطيب ماله ولا تأتوا بمال اكتسبتموه من قطيعة رحم أو حرام ففعلوا فخلّي بينهم وبين بنائه فبنوه حتّى انتهوا إلى موضع الحجر الأسود فتشاجروا فيه أيّهم يضع الحجر الأسود في موضعه حتّى كاد أن يكون بينهم شرّ فحكّموا أوّل من يدخل من باب المسجد فدخل رسول الله صلّى الله عليه وآله فلمّا أتاهم أمر بثوب فبسط ثمّ وضع الحجر في وسطه ثمّ أخذت القبائل بجوانب الثّوب فرفعوه ثمّ تناوله صلّى الله عليه وآله فوضعه في موضعه فخصّه الله به.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم؛ وغيره بأسانيد مختلفة رفعوه قالوا: إنّما هدمت قريش الكعبة لأنّ السيل كان يأتيهم من أعلا مكّة فيدخلها فانصدعت و سرق من الكعبة غزال من ذهب رجلاه من جوهر وكان حائطها قصيراً وكان ذلك قبل مبعث النّبيّ صلّى الله عليه وآله بثلاثين سنة فأرادت قريش أن يهدموا الكعبة ويبنوها ويزيدوا في عرصتها ثمّ أشفقوا من ذلك وخافوا أن وضعوا فيها المعاول أن تنزل عليهم عقوبة، فقال الوليد بن المغيرة دعوني أبدء فإن كان لله رضى لم يصبني شيء و إن كان غير ذلك كففنا، فصعد على الكعبة و حرّك منه حجراً فخرجت عليه حيّة وانكسفت الشّمس فلمّا رأوا ذلك بكوا وتضرّعوا وقالوا: اللّهمّ إنّا لا نريد إلّا الاصلاح، فغابت عنهم الحيّة فهدموه ونحّوا حجارته حوله حتّى بلغوا القواعد الّتي وضعها إبراهيم عليه السلام فلمّا أرادوا أن يزيدوا في عرصته وحرّكوا القواعد الّتي وضعها إبراهيم عليه السلام أصابتهم زلزلة شديدة و ظلمة فكفّوا عنه وكان بنيان إبراهيم الطّول ثلاثون ذراعاً والعرض اثنان وعشرون ذراعاً

والسّمك تسعةأذرع ، فقالت قريش : نزيد في سمكها فبنوها فلمّا بلغ البناء إلى موضع الحجر الأسود تشاجرت قريش في وضعه فقال كلّ قبيلة : نحن أولى به نحن نضعه فلمّا كثر بينهم تراضوا بقضاء من يدخل من باب بني شيبة فطلع رسول الله ﷺ فقالوا: هذا الأمين قد جاء فحكموه فبسط رداءه وقال بعضهم : كساء طاروني كان له و وضع الحجر فيه ثمّ قال : يأتي من كلّ ربع من قريش رجل فكانوا عتبة بن ربيعة بن عبد شمس والأسود بن المطّلب من بني أسد بن عبدالعزّى . و أبو حذيفة بن المغيرة من بني مخزوم . و قيس بن عديّ من بني سهم فرفعوه ووضعه النّبيّ ﷺ في موضعه وقد كان بعث ملك الرّوم بسفينة فيها سقوف و آلات وخشب وقوم من الفعلة إلى الحبشة ليبنى له هناك بيعة فطرحتها الرّيح إلى ساحل الشّريعة فبطحت فبلغ قريشاً خبرها فخرجوا إلى السّاحل فوجدوا ما يصلح للكعبة من خشب و زينة وغير ذلك فابتاعوه وصاروا به إلى مكّة فوافق ذرع ذلك الخشب البناء ماخلا الحجر فلمّا بنوها كسوها الوصائد وهي الأردية .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن داود بن سرحان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ رسول الله ﷺ ساهم قريشاً في بناء البيت فصار لرسول الله ﷺ من باب الكعبة إلى النّصف ما بين الرّكن اليمانيّ إلى الحجر الأسود .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ؛ وغيره رفعوه قال : كان في الكعبة غزالان من ذهب وخمسة أسياف فلمّا غلبت خزاعة جرهم على الحرم ألقت جرهم الأسياف و الغزالين في بئر زمزم وألقوا فيها الحجارة وطمّوها وعمّوا أثرها ، فلمّا غلب قصيّ على خزاعة لم يعرفوا موضع زمزم و عمي عليهم موضعها ، فلمّا غلب عبد المطّلب وكان يفرش له في فناء الكعبة ولم يكن يفرش لأحد هناك غيره فبينما هو نائم في ظلّ الكعبة فرأى في منامه أتاه آت فقال له : احفر برّة ، قال : وما برّة ؟ ثمّ أتاه في اليوم الثّاني فقال : احفر طيّبة ، ثمّ أتاه في اليوم الثّالث فقال : احفر المصونة ، قال : وما المصونة؟ ثمّ أتاه في اليوم الرّابع فقال : احفر زمزم لاتنزح ولا تذم تسقي الحجيج الأعظم عند

الغراب الأعصم عند قرية النّمل وكان عند زمزم حجر يخرج منه النّمل فيقع عليه الغراب الأعصم في كلّ يوم يلتقط النّمل فلمّا رأى عبد المطّلب هذا عرف موضع زمزم فقال لقريش : إنّي اُمرت في أربع ليال في حفر زمزم وهي مأثرتنا وعزّنا فهلمّوا نحفرها فلم يجيبوه إلى ذلك فأقبل يحفرها هو بنفسه وكان له ابن واحد وهو الحارث وكان يعينه على الحفر ، فلمّا صعب ذلك عليه تقدّم إلى باب الكعبة ثمّ رفع يديه و دعا الله عزّ و جلّ و نذر له إن رزقه عشر بنين أن ينحر أحبّهم إليه تقرّباً إلى الله عزّ وجلّ فلمّا حفر وبلغ الطّوى طوى إسماعيل وعلم أنّه قد وقع على الماء كبّر و كبّرت قريش وقالوا : ياأبا الحارث هذه مأثرتنا ولنا فيها نصيب ، قال لهم : لم تعينوني على حفرها هي لي ولولدي إلى آخر الأبد .

٧ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن القاسم بن يحيى ، عن جدّه الحسن بن راشد قال : سمعت أبا إبراهيم عليه السلام يقول : لمّا احتفر عبد المطّلب زمزم وانتهى إلى قعرها خرجت عليه من إحدى جوانب البئر رائحة منتنة أفظعته فأبى أن ينثني وخرج ابنه الحارث عنه ثمّ حفر حتّى امعن فوجد في قعرها عيناً تخرج عليه برائحة المسك ثمّ احتفر فلم يحفر إلّا ذراعاً حتّى تجاره النّوم فرأى رجلاً طويل الباع حسن الشّعر جميل الوجه جيّد الثّوب طيّب الرّائحة وهو يقول : اُحفر تغنم وجدّ تسلم ولاتدّخرها للمقسم ، الأسياف لغيرك والبئر لك أنت أعظم العرب قدراً ومنك يخرج نبيّها ووليّها و الأسباط النّجباء الحكماء العلماء البصراء والسيوف لهم وليسوا اليوم منك ولا لك ولكن في القرن الثّاني منك بهم ينير الله الأرض و يخرج الشّياطين من أقطارها ويذلّها في عزّها ويهلكها بعد قوّتها و يذلّ الأوثان و يقتل عبّادها حيث كانوا ثمّ يبقى بعده نسل من نسلك هو أخوه ووزيره و دونه في السنّ وقد كان القادر على الأوثان لا يعصيه حرفاً و لا يكتمه شيئاً و يشاوره في كلّ أمر هجم عليه واستعيى عنها عبد المطّلب فوجد ثلاثة عشر سيفاً مسندة إلى جنبه فأخذها و أراد أن يبثّ ، فقال : و كيف و لم أبلغ الماء ثمّ حفر فلم يحفر شبراً حتّى بداله قرن الغزال ورأسه فاستخرجه وفيه طبع لا إله إلّا الله محمّد رسول الله عليّ وليّ الله فلان خليفة الله فسألته فقلت : فلان متى كان قبله أو بعده ؟ قال : لم يجيء بعد ولاجاء

شيء من أشراطه فخرج عبد المطّلب وقد استخرج الماء و أدرك وهو يصعد فإذا أسود له ذنب طويل يسبقه بداراً إلى فوق فضربه فقطع أكثر ذنبه ثمّ طلبه ففاته وفلان قاتله إن شاء الله ومن رأى عبدالمطّلب أن يبطل الرّؤيا الّتي رآها في البئر ويضرب السّيوف صفائح البيت فأتاه الله بالنّوم فغشيه وهو في حجر الكعبة فرأى ذلك الرّجل بعينه وهو يقول: يا شيبة الحمد احمد ربّك فإنّه سيجعلك لسان الأرض ويتبعك قريش خوفاً ورهبة وطمعاً، ضع السّيوف في مواضعها واستيقظ عبد المطّلب فأجابه أنّه يأتيني في النّوم فإن يكن من ربّي فهو أحبّ إليّ وإن يكن من شيطان فأظنّه مقطوع الذّنب، فلم يرشيئاً ولم يسمع كلاماً فلمّا أن كان اللّيل أتاه في منامه بعدّة من رجال و صبيان فقالوا له: نحن أتباع ولدك و نحن من سكّان السّماء السّادسة السّيوف ليست لك تزوّج في مخزوم تقو[ى] واضرب بعد في بطون العرب، فإن لم يكن معك مال فلك حسب فادفع هذه الثّلاثة عشر سيفاً إلى ولد المخزوميّة ولا يبان لك أكثر من هذا وسيف لك منها واحد سيقع من يدك فلا تجد له أثراً إلّا أن يستجنه جبل كذا وكذا فيكون من أشراط قائم آل محمّد صلّى الله عليه وعليهم فانتبه عبد المطّلب وانطلق والسّيوف على رقبته فأتى ناحية من نواحي مكّة ففقد منها سيفاً كان أرقّها عنده فيظهر من ثمّ، ثمّ دخل معتمراً وطاف بها على رقبته والغزالين أحداً وعشرين طوافاً وقريش تنظر إليه وهو يقول: اللّهمّ صدّق وعدك فأثبت لي قولي وانشر ذكري وشدّ عضدي وكان هذا ترداد كلامه وما طاف حول البيت بعد رؤياه في البئر ببيت شعر حتّى مات ولكن قد ارتجز على بنيه يوم أراد نحر عبدالله فدفع الأسياف جميعها إلى بني المخزوميّة إلى الزّبير وإلى أبي طالب وإلى عبدالله فصار لأبي طالب من ذلك أربعة أسياف سيف لأبي طالب وسيف لعليّ وسيف لجعفر وسيف لطالب وكان للزّبير سيفان وكان لعبد الله سيفان ثمّ عاد[ت] فصارت لعليّ الأربعة الباقية اثنين من فاطمة واثنين من أولادها فطاح سيف جعفر يوم اُصيب فلم يدر في يد من وقع حتّى السّاعة؛ ونحن نقول: لا يقع سيف من أسيافنا في يد غيرنا إلّا رجل يعين به معنا إلّا صار فحماً قال: وإنّ منها لواحد[اً] في ناحية يخرج كما تخرج الحيّة فيبين منه ذراع وما يشبهه فتبرق له الأرض مراراً ثمّ يغيب فإذا

كان الليل فعل مثل ذلك فهذا دأبه حتّى يجيء صاحبه ولو شئت أن اُسمّي مكانه لسمّيته ولكن أخاف عليكم من أن اُسمّيه فتسمّوه فينسب إلى غير ما هو عليه .

٨ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي عليٍّ صاحب الأنماط ، عن أبان بن تغلب قال : لمّا هدم الحجّاج الكعبة فرّق الناس ترابها فلمّا صاروا إلى بنائها فأرادوا أن يبنوها خرجت عليهم حيّة فمنعت النّاس البناء حتّى هربوا فأتوا الحجّاج فأخبروه فخاف أن يكون قد منع بناءها فصعد المنبر ثمَّ نشد الناس وقال : أنشد الله عبداً عنده ممّا ابتلينا به علم لما أخبرنا به ، قال : فقام إليه شيخ فقال : إن يكن عند أحد علم فعند رجل رأيته جاء إلى الكعبة فأخذ مقدارها ثمَّ مضى فقال الحجّاج : من هو ؟ قال : عليُّ بن الحسين عليهما السلام فقال : معدن ذلك فبعث إلى عليِّ ابن الحسين صلوات الله عليهما فأتاه فأخبره ما كان من منع الله إيّاه البناء ، فقال له عليُّ بن الحسين عليهما السلام : يا حجّاج عمدت إلى بناء إبراهيم وإسماعيل فألقيته في الطريق و انتهبته كأنّك ترى أنّه تراث لك اصعد المنبر وأنشد الناس أن لا يبقى أحدٌ منهم أخذ منه شيئاً إلّا ردَّه ، قال : ففعل فأنشد الناس أن لا يبقى منهم أحدٌ عنده شيء إلّا ردَّه قال : فردّوه فلمّا رأى جمع التراب أتى عليُّ بن الحسين صلوات الله عليهما فوضع الأساس وأمرهم أن يحفروا قال : فتغيّبت عنهم الحيّة وحفروا حتّى انتهوا إلى موضع القواعد، قال لهم عليُّ بن الحسين عليهما السلام : تنحّوا فتنحّوا فدنا منها فغطّاها بثوبه ثمَّ بكى ثمَّ غطّاها بالتراب بيد نفسه ثمَّ دعا الفعلة فقال : ضعوا بناءكم ، فوضعوا البناء فلمّا ارتفعت حيطانها أمر بالتراب فقلّب فألقي في جوفه فلذلك صار البيت مرتفعاً يصعد إليه بالدّرج .

باب ۹

اصحاب فیل کا کعبہ پر حملہ، عبد المطلب کا چاہ زمزم کھودنا وغیرہ

۱۔ راوی کہتا ہے کہ ہم مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے میں اور میرا ایک دوست، ہم نے انصار کے متعلق تذکرہ کیا۔ ہم میں

سے ایک نے کہا وہ قبائلیوں میں سے نکلے ہیں ایک نے کہا وہ اہل یمن سے ہیں ہم حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس آئے آپ درخت کے سایہ میں بیٹھے تھے آپ نے بغیر ہمارے سوال کئے بات کی ابتدا کی۔ فرمایا تبع جب عراق کی طرف سے آیا اور اس کے ساتھ علما و اولاد انبیا تھی جب وادی ہذیل میں پہنچا تو اس کے پاس بعض قبیلوں کے لوگ آئے اور اس سے کہنے لگے تم ایسے لوگوں کے پاس آئے ہو جو مدت دراز سے لوگوں کے ساتھ کھیلے ہیں اب انھوں نے اپنے شہروں کو حرم بنا لیا ہے اور اپنے گھروں رب و ربہ (خدا اور بت) کی جگہ بنا لیا ہے اس نے کہا اگر ایسا ہے جیسا تم کہتے ہو تو میں ان سے ضرور لڑوں گا اور ان کی اولاد کو قیدی بناؤں گا اور ان کے گھروں کو ڈھا دوں گا۔ حضرت نے فرمایا یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں نکل کر اس کے رخسار پر آگئیں۔ فرمایا تبع نے علماء اور انبیاء کو بلا کر کہا یہ صورت ہے مجھے کیا کرنا چاہیئے انھوں نے رائے دینے سے انکار کیا۔ یہاں تک کہ اس نے ان سے جنگ کا ارادہ کیا تب انھوں نے کہا جو آپ کے دل میں ہو وہ کیجیے۔ اس نے کہا میرے دل میں ہے کہ لڑوں اور ان کی اولاد کو قید کر دوں اور گھروں کو گرا دوں انھوں نے کہا ہم اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ امام نے فرمایا اس لئے کہ ایسا نہیں انھوں نے کہا یہ حرم خدا ہے اللہ کا گھر ہے اور یہاں کے ساکن ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد ہیں۔ اس نے کہا تم نے سچ کہا۔ لیکن جو ارادہ میرا ہے وہ بدلنے والا نہیں انھوں نے کہا آپ اپنے نفس سے پھر اس بارہ میں بات کریں شاید اللہ خیال بدل دے اس کے نفس نے نیک رائے دی اور وہ باز رہا اور اس کی دونوں آنکھیں اپنی جگہ پر آگئیں پھر وہ جیسی تھیں ویسی ہی ہو گئیں۔

پھر اس نے ان کو بلایا جنھوں نے بیت اللہ کو ڈھانے کا مشورہ دیا تھا پس ان سب کو قتل کیا پھر خانۂ کعبہ میں آیا اور اسے لباس پہنایا اور ایک ماہ تک ہر روز اہل مکہ کو کھانا کھلایا یہاں تک کہ بڑے ظرفوں میں ان درندوں کے لیے کھانا بھیجا جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے اور مویشیوں کے لئے چارہ فراہم کیا۔ وہاں سے مدینہ آیا یمن والے غسانیوں کو وہاں اتارا یہ انصار کہلائے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا حضرت نے جب بادشاہ حبش کعبہ کو منہدم کرنے کے ارادہ سے ہاتھی لے کر آیا تو عبدالمطلب کے اونٹوں کی طرف سے گزرا اور ان کو ہنکا کر لے گیا۔ عبدالمطلب بادشاہ کے پاس گئے تاکہ واپسی کا مطالبہ کریں اس سے ملنے کی اجازت چاہی، جب گئے تو ان کے متعلق بتایا گیا کہ یہ شریف قریش ہیں اور ان کے سردار ہیں اور صاحب عقل ہیں سخی ہیں اس نے عزت کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا پھر اپنے ترجمان سے کہا پوچھو کیا حاجت ہے انھوں نے کہا تیرے سپاہی میرے اونٹ ہنکا لائے ہیں ان کی واپسی کے لئے آیا ہوں اس نے اس سوال پر تعجب کیا اور کہنے لگا یہی وہ ہیں جن کو قریش کا سردار اور صاحب عقل و فہم کہا گیا ہے انھوں نے مجھ سے یہ درخواست نہ کی کہ ان کی عبادت گاہ کا انہدام نہ کروں اگر یہ درخواست کرتے تو میں پلٹ جاتا۔ ترجمان نے بادشاہ کا قول بیان کیا۔ عبدالمطلب نے اس سے کہا کہو اس گھر کا ایک مالک ہے وہ تیرے حملے کو رد کرے گا۔ میں اونٹوں کا مالک ہوں لہذا ان کی واگزاشت چاہتا ہوں اس نے واپسی کا حکم دے دیا۔

عبدالمطلب وہاں سے چلے اور اس ہاتھی کے پاس آئے جو حرم کے پاس کھڑا تھا اس سے کہا اے محمود اس نے سر ہلایا فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ تجھے یہاں کیوں لائے ہیں اس نے سر ہلا کر کہا نہیں ۔ فرمایا تیرے رب کا گھر گرانے کے لئے کیا تو ایسا کرے گا اس نے سر ہلایا کہ نہیں ، یہ کہہ کر عبدالمطلب چلے آئے اور وہ ہاتھی لے کر حرم میں داخلہ کے لئے بڑھے لیکن ہاتھی نے قدم آگے نہ بڑھایا انھوں نے اسے مارا اور آگے بڑھانا چاہا وہ نہ بڑھا تو پھر مارا مگر وہ نہ بڑھا تب انھوں نے چاروں طرف سے حرم کو گھیر لیا ۔ پس خدا نے ابابیل جیسے پرندے بھیجے جن کی منقاروں میں مسور کے دانے کے برابر کنکری تھی ، وہ ہر ایک کے سر کے اوپر آئے اور کنکری اس پر ڈالی جو بدن پھوڑ کر اس کے مقعد سے نکل گئی یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہا سوائے ایک کے جو لوگوں سے یہ حال بیان کرنے کے لئے باقی رہا ایک پرندہ اس کے سر پر بھی منڈلاتا رہا یہاں تک کہ اس نے کنکری اس کے سر پر بھی گرا دی جو مقعد سے جا نکلی اور وہ بھی مر گیا ۔ (۴)

۳۔ فرمایا حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ زمانہ جاہلیت میں قریش نے خانۂ کعبہ کو گرا دیا جب بنانے کا ارادہ کیا تو ان کے درمیان اختلاف ہوا اور ان کے دلوں میں رعب سما گیا ۔ ان میں سے ایک نے کہا ۔ ہر ایک تم میں سے اپنا اپنا پاک و طیب مال لائے ایسا مال نہ ہو جو قطع رحم یا بطریق حرام حاصل کیا گیا ہو انھوں نے ایسا ہی کیا ۔ پس انھوں نے تعمیر کا کام شروع کر دیا جب حجر اسود تک پہنچے تو اس امر میں جھگڑا شروع ہوا کہ حجر کو اس کی جگہ پر رکھے کون ، قریب تھا کہ فتنہ برپا ہو جائے آخر طے پایا کہ جو شخص سب سے پہلے دروازہ سے داخل ہو وہ رکھے چنانچہ حضرت رسول خدا داخل ہوئے آپؐ نے کہا ایک چادر لاؤ اسے بچھا کر آپ نے حجر کو اس میں رکھا اور قبائلیوں سے کہا ہر ایک اس کا ایک ایک گوشہ پکڑ لے اس کے بعد آپؐ نے حجر کو اٹھا کر اس کی جگہ رکھ دیا اور اللہ نے یہ کام آپ سے مخصوص کیا ۔ (م)

۴۔ فرمایا قریش نے اس لئے کعبہ کو گرایا کہ مکہ کے بالائی حصہ سے جو سیلاب آیا تھا اس سے دیوار شق ہو گئی تھی اور کعبہ کے اندر سے جو ہرن چوری ہو گیا جو سونے یا جواہرات کا تھا اور اس کی دیواریں نیچی تھیں یہ واقعہ بعثت نبی سے چھبیس برس پہلے کا ہے ۔ قریش نے کعبہ کو گرا کر دوبارہ بنانے اور عمارت کو بڑھانے کا ارادہ کیا ۔ پھر اس بات سے ڈرے کہ اس پر پھاوڑہ چلائیں اور عذاب الہٰی نازل ہو جائے ۔ ولید بن مغیرہ نے کہا اس کام کے لئے مجھے چھوڑ دو اگر اس کام میں اللہ کی مرضی ہوتی تو مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے گا اور اس کے سوا کچھ ہوا تو میں کافی ہوں پس وہ کعبہ پر چڑھ گیا اور ایک پتھر کو حرکت دی وہاں سے ایک سانپ نکلا اور سورج گرہن میں آیا یہ دیکھا تو رونے اور چیخنے چلانے لگے اور کہنے لگے یا اللہ ہم نے اس عمل سے عمارت میں اصلاح چاہی ہے پس سانپ غائب ہو گیا ۔ انھوں نے کعبہ کو گرا دیا اور اس کے پتھر اس کے آس پاس رکھ دیئے جب ان بنیادوں تک پہنچے جو ابراہیم علیہ السلام نے رکھی تھیں تو انھوں نے انھیں بڑھانا چاہا ۔ غرض میں جوں ہی بنیادوں کو ہلایا سخت زلزلہ آ گیا اور تاریکی چھا گئی پس وہ رک گئے ۔ حضرت ابراہیم

کی بنیادوں کا طول تیس ہاتھ تھا اور چوڑائی ۲۲ ہاتھ اور بلندی ۹ ہاتھ، قریش نے کہا بلندی بڑھائی جائے۔ پس انھوں نے تعمیر کی، جب تعمیر حجر اسود تک پہنچی تو حجر اسود کے رکھتے وقت قریش میں جھگڑا ہو گیا ہر قبیلہ کا کہنا تھا کہ میں اس کے رکھنے کا زیادہ مستحق ہوں آخر جب نزع نے طول پکڑا تو اس بات پر فیصلہ ہوا کہ کل جو سب سے باب بنی شیبہ میں داخل ہو وہ رکھے۔ پس حضرت رسول خدا داخل ہوئے۔ لوگوں نے کہا یہ امین ہیں انہی کو حکم بنایا جائے۔ حضرت نے اپنی چادر بچھا دی بعض نے کہا وہ طارونی تھی حضرت نے اس میں حجر کو رکھا اس کے بعد فرمایا قریش کے ہر قبیلے کا سردار آئے پس بنی عتبہ بن ربیعہ ابن عبد الشمس اور اسود بن مطلب اور بنی اسد سے ابن عبد العزیٰ اور ابو حذیفہ بن المغیرہ بنی مخزوم سے قیس بن عدی بنی سہم سے، ان سب نے چادر کو پکڑ کر اٹھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود حجر کو اس کے مقام پر رکھا۔

اور بادشاہ روم نے ایک کشتی میں چھتوں کے تختے اور لکڑی کے متعلق اوزار اور کاریگروں کو حبشہ بھیجا تھا کہ وہاں جا کر فروخت کریں ہوا نے اس کشتی کو ساحل شریعت پر پہنچا دیا اور وہ وہاں ٹھہر گئی جب قریش کو خبر ملی تو وہ ساحل پر گئے اور وہاں کعبہ کی ضرورت کے مطابق لکڑی کا سامان زیبائش وغیرہ پایا پس اسے خرید کر مکہ لے آئے وہ پوری ثابت ہوئی انھوں نے سوائے حجر کے اور سب تعمیر مکمل کر لی اس کے بعد انھوں نے سرخ رنگ کے کپڑے سے اس کا لباس تیار کیا اور وہ چادروں کی صورت میں تھا۔ (مرفوع)

۵۔ فرمایا حضرت نے تعمیر کعبہ میں حضرت رسول خدا قریش کے ساتھ شریک رہے یہ شرکت باب کعبہ سے لے کر نصف حصہ تک اس رقبہ کے تھی جو باب کعبہ کے رکن یمانی سے حجر تک ہے۔ (حسن)

۶۔ کعبہ میں سونے کے دو ہرن تھے اور پانچ تلواریں جب خزاعہ نے جرہم پر غلبہ حاصل کیا تو جرہم نے وہ تلواریں اور ہرن کنوئیں میں ڈال دیئے یعنی زمزم میں اور اس میں پتھر بھر کر اس کا نشان باقی نہ رکھا جب قصی خزاعہ پر غالب آئے تو انھوں نے زمزم کا کوئی نشان باقی نہ پایا اس کا مقام ان سے پوشیدہ رہا۔ جب عبد المطلب نے غلبہ حاصل کیا تو ان کے لئے صحن کعبہ میں فرش بچھایا جاتا تھا ان سے پہلے اور کسی کے لئے ایسا نہیں کیا جاتا تھا۔

جب وہ کعبہ کے سایہ میں سو رہے تھے تو انھوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والا کہہ رہا ہے کہ برہ کو کھود دو دوسرے روز اس نے خواب میں کہا طیبہ کو کھود دو، تیسرے روز اس نے کہا مصونہ کو کھود دو، چوتھے روز کہا زمزم کو کھود دو اور سستی نہ کرو اور کسی کی مذمت کا خوف نہ کرو یہ کنواں حاجیوں کے تمام مجمع کو سیراب کرے گا وہاں کھود دو جہاں سفید پروں والا کوا ہے اور جہاں چیونٹیوں کا ڈل ہے۔

جب عبد المطلب نے خواب میں یہ دیکھا اور زمزم کی جگہ معلوم ہو گئی تو قریش سے کہا چار راتوں سے میں زمزم کا کھودنا دیکھ رہا ہوں یہ ہمارے بزرگوں کی یادگار ہے ہماری عزت کا سرمایہ ہے آؤ تاکہ ہم اسے کھودیں کسی نے حامی نہ

بھری اس کے بعد خود کھودنے پر آمادہ ہوئے ان کے اس وقت صرف ایک بیٹا حارث نامی تھا وہی کھودنے میں مدد کرتا تھا۔

جب یہ کام دشوار معلوم ہوا تو باب کعبہ پر آکر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور نذر کی کہ اگر خدا انہیں دس بیٹے دے تو ان میں سے جو سب سے زیادہ محبوب ہوگا اسے راہ خدا میں ذبح کریں گے۔ غرضیکہ بعد میں پھر کھودا جب اس پتھریلی جگہ پہنچے جو طوی اسمٰعیل کہلاتی ہے اور پانی کے آثار ظاہر ہوئے تو عبدالمطلب نے تکبیر کہی اور کہنے لگے یہ ہمارے بزرگوں کی یادگار ہے لہٰذا اس میں ہمارا بھی حصہ ہے فرمایا تم نے میری مدد نہیں کی کھودنے میں لہٰذا یہ میرا اور میرے بیٹے کا ہے قیامت تک۔ (مرفوع)

۷۔ جب زمزم کو کھودتے کھودتے آخر پر پہنچے تو ایک طرف سے بڑی بدبودار ہوا نکلی جس سے کھودنے کا کام رکا لیکن انھوں نے روگردانی نہ کی لیکن ان کے فرزند حارث باہر نکل گئے کھودنے کا کام جاری رہا اس کے بعد تہہ میں ایک چشمہ پایا جس سے مشک کی سی خوشبو آئی، آگے ایک ہاتھ اور کھودا ہوگا کہ نیند غالب آئی کہ ایک قد آور شخص کو دیکھا، خوبصورت بال، خوبصورت چہرہ، عمدہ لباس، خوشبو سے معطر وہ کہہ رہا ہے کھود ختم کرو اور کوشش کرو، تم سلامت رہو گے اور ان تلواروں کو اپنے غیر پر تقسیم کرنے کے لئے ذخیرہ مت بناؤ، سونا خاص تمہارے ہی لئے ہے تم بلحاظ قدر و منزلت سردار عرب ہو تمھاری نسل میں نبی اور ولی ہوگا، اسباط ہوں گے علماء ہوں گے حکماء ہوں گے صاحب بصیرت ہوں گے اور یہ تلواریں ان کے لئے ہیں۔

لیکن یہ چیزیں تمہارے لئے اب نہیں بلکہ دوسری صدی میں وہ لوگ پیدا ہوں گے جن کے نور سے زمین روشن ہوگی اور اطراف ارض سے شیاطین نکالے جائیں گے وہ ذلیل ہوں گے اور بعد قوت کے ہلاک ہوں گے ان کے بت ذلیل ہوں گے ان کے پجاری قتل کیے جائیں گے جہاں کہیں ہوں گے پھر اس کے بعد تمہاری نسل سے اس نبی کا بھائی اور وزیر ہوگا جو سن میں اس سے کم ہوگا اور وہ قادر ہوگا بت شکنی پر اور نبی کی کسی بات پر نافرمانی نہ کرے گا اور نہ نبی اس سے کسی بات کو چھپائے گا اور ہر امر میں اس سے مشورہ کرے گا۔ عبدالمطلب پر اس خواب سے فکر کا ہجوم ہوا اور وہ اس کے سمجھنے میں حیران رہ گئے انھوں نے اپنے پہلو کے برابر ۱۳ تلواروں کو رکھا ہوا پایا انھوں نے اس کو اٹھا لیا۔

اور اوپر جانا چاہا پھر دل میں کہا کہ ابھی تو میں پانی تک نہیں پہنچا پس پھر کھودنے لگے ابھی ایک بالشت ہی کھودا ہوگا کہ ہرن کا سینگ اور اس کا سر برآمد ہوا جس پر چھپا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ فلاں خلیفۃ اللہ، میں نے کہا فلاں اس نبی کے قبل ہوگا یا بعد، کہا ابھی اس کے شرائط کے متعلق کچھ نہیں آیا۔ پس عبدالمطلب پانی نکلنے کے بعد کنویں سے باہر نکلنے لگے تو ایک کالا سانپ جس کی لمبی دم تھی جلدی سے اوپر کی طرف چڑھا انھوں نے اس پر ضرب لگائی اس کی دم کا زیادہ حصہ کٹ گیا پھر وہ ایسا چھپا کہ باوجود تلاش کے نہ ملا۔ فلاں (مراد حضرت حجت) انشاء اللہ

اس کو قتل کریں گے۔ عبدالمطلب کی خواہش ہوئی کہ اس خواب کو باطل قرار دیں جو کنویں کے اندر دیکھا تھا اور تلواریں خانہ کعبہ کے گوشوں میں گھاڑ دیں ان کو نیند آ گئی وہ حجر کعبہ کے پاس تھے پھر اسی شخص کو کہتے سنا، اے شیبۃ الحمد اپنے رب کی حمد کرو، وہ تم کو عنقریب لسان الارض بنائے گا قریش تمہاری پیروی کریں گے کچھ خوف سے کچھ طمع سے، تلواروں کو ان کی جگہ پر رکھو، عبدالمطلب جاگے اور جواب دیا۔ جو میرے خواب میں آیا اگر وہ میرے رب کی طرف سے ہے تو وہ مجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اور اگر شیطان سے ہے تو میرے گمان میں وہی دُم کٹا ہے پس انھوں نے نہ کسی کو دیکھا اور نہ کوئی بات سنی۔ اس کے بعد ہر رات کو خواب میں کچھ مردوں اور لڑکوں کو یہ کہتے سنتے کہ ہم آپ کے فرزند کے تابعین میں سے ہیں۔ ہم چھٹے آسمان کے ساکنوں میں سے ہیں یہ تلواریں آپ کے لئے نہیں ہیں تم بنی مخزوم میں شادی کرو ان سے تم کو قوت حاصل ہوگی پھر دیگر بطون عرب سے تعلق پیدا کرنا اگر تمہارے پاس مال نہ بھی ہوگا تب بھی کچھ حرج نہ ہوگا۔ پس یہ تیرہ تلواریں اولاد مخزومیہ کو دے دو، پس اس سے زیادہ تمہارے لئے بیان نہیں، ان میں سے ایک تلوار تمہارے لئے ہے جو تمہارے ہاتھ سے گرے گی اسے اس اس طرح رسی سے باندھ کر رکھنا ورنہ اس کا پتہ نہ چلے گا یہی تلوار قائم آل محمد کے ظہور کی شرطوں میں سے ہوگی۔

عبدالمطلب جب خواب سے جاگے تو تلواروں کو اپنی گردن پر رکھا اور مکہ کی سمت آئے ان میں سے ایک تلوار نکالی جو سب سے زیادہ تیز اور چمکدار تھی پھر وہاں سے نذر کی اور عمرہ کی نیت سے داخل ہوئے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ درآنحالیکہ ان کی گردن پر دو نون ہرن تھے ۱۲ بار طواف کیا اور قریش دیکھ رہے تھے وہ کہتے جاتے تھے اے خدا تیرہ وعدہ سچا ہے میری بات کو ثابت رکھ، میرے ذکر کو نشر کر اور میرے بازو کو قوی کر، اور اس کلام کا تکرار کرتے جاتے تھے اور اس کے بعد کہ بیت اللہ میں خواب دیکھا تھا انھوں نے طواف نہیں کیا اور مرگئے اور جب وہ وقت آیا کہ حضرت عبداللہ کو نحر کریں تو وہ سب تلواریں فاطمہ مخزومیہ کی اولاد کو دیں، زبیر اور ابوطالب کو چار اور ایک علی کو ایک جعفر کو، ایک طالب کو اور زبیر کے پاس دو رہیں اور دو عبداللہ کو ملیں پھر دوبارہ تقسیم ہوئی تو علی کو چار دیں دو فاطمہ کو دو ان کی اولاد کو، جعفر کی تلوار گم ہوگئی اور پھر پتہ نہ چلا کس ہاتھ لگی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کوئی تلوار ہماری تلواروں میں سے غیر کے پاس نہیں جا سکتی مگر وہ شخص جو اس سے ہماری اعانت کرے گا ورنہ وہ کھٹی ہو جائے اور ان تلواروں میں سے ایک تلوار ناحیہ مقدسہ سے اسی طرح نکلے گی جیسے سانپ بل کھاتا نکلتا ہے پس ظاہر ہوئی اس سے ہاتھ جیسی چیز ظاہر ہوگی جس سے بار بار زمین روشن ہوگئی پھر غائب ہوگئی رات آئی تو پھر ایسا ہی ہوا یہ ہے دابہ، جب تک اس کا مالک آئے اگر تو چاہے تو اس کا مقام بتاؤں تو بتا دوں گا لیکن مجھے تم لوگوں سے یہ خوف ہے کہ اگر میں اس کا نام بتا دوں تو تم اس

کا نام بیان کروگے اور جو قوت اس کو ہے اسے عاجزی کی طرف نسبت دوگے۔ (رقم)

۸۔ ابان بن تغلب نے کہا جب حجاج نے کعبہ کو گرا دیا تو لوگ اس کی مٹی اٹھا اٹھا کر لے گئے جب اسکو بنانا چاہا تو ایک سانپ نکلا اور اس نے تعمیر سے روک دیا لوگ بھاگ کر حجاج کے پاس آئے اور اس کو واقعہ کی خبر دی وہ ڈر گیا کہ تعمیر سے روک دیا گیا ہے وہ منبر پر گیا اور لوگوں کو قسم دے کر کہا اگر کسی کو اس مصیبت کا سبب معلوم ہو تو ہمیں بتائے ایک بوڑھے آدمی نے کھڑے ہو کر کہا صرف ایک ہی شخص ہیں جو اس کی بابت بتلا سکتے ہیں۔ اس نے کہا وہ کون ہیں کہا علی بن الحسین، اس نے حضرت کو بلا بھیجا اور اس رکاوٹ کی وجہ پوچھی۔ فرمایا اے حجاج تو نے ابراہیم و اسمٰعیل کی بنائی ہوئی عمارت کو گرا دیا اور اس کا متبرک ملبہ سڑک پر ڈلوا دیا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اسے اٹھا اٹھا کر لے گئے تو نے ایسا عمل کیا گویا وہ تیری میراث تھا منبر پر جا اور لوگوں کو قسم دے کہ جس نے جو کچھ لیا ہے وہ واپس کرے کسی کے پاس کچھ باقی نہ رہے غرض کہ سب نے لوٹا دیا سب مٹی جب جمع ہو گئی تو حضرت علی بن الحسین علیہ السلام آئے۔ آپ نے داغ بیل ڈالی اور مزدوروں کو کھودنے کا حکم دیا اس کے بعد وہ سانپ غائب ہو گیا اور لوگوں نے کھودنا شروع کیا جب وہ قواعد تک پہنچے تو حضرت نے فرمایا اب تم ہٹ جاؤ، وہ ہٹ گئے آپ بنیاد کے پاس گئے اور اپنے لباس سے ڈھانپ دیا۔ پھر مزدوروں کو بلایا اور فرمایا یہاں بنیاد رکھو، جب اس کی دیواریں کچھ بلند ہو گئیں تو جتنا ملبہ تھا اسے ان کے اندر بھروا دیا جس سے خانۂ کعبہ اتنا اونچا ہو گیا کہ سیڑھیوں سے چڑھا جائے۔

﴿باب﴾

﴿في قوله تعالى فيه آيات بينات﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسن بن محبوب ، عن ابن سنان قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن قول الله عزَّ وجلَّ : «إنَّ أوَّل بيت وضع للناس للّذي ببكّة مباركاً وهدى للعالمين «فيه آيات بيّنات» ماهذه الآيات البيّنات؟ قال : مقام إبراهيم حيث قام على الحجر فأثّرت فيه قدماه والحجر الأسود ومنزل إسماعيل عليه السلام .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : قد أدركت الحسين عليه السلام قال : نعم أذكر وأنا معه في المسجد الحرام وقد دخل فيه السيل والناس يقومون على المقام يخرج الخارج يقول : قد ذهب به السيل و يخرج منه الخارج فيقول : هو مكانه قال : فقال لي : يا فلان ما صنع هؤلاء ؟ فقلت : أصلحك

الله يخافون أن يكون السيل قدذهب بالمقام ، فقال : ناد أنّ الله تعالى قدجعله علماً لم يكن ليذهب به فاستقرّوا و كان موضع المقام الّذي وضعه إبراهيم عليه السلام عند جدار البيت فلم يزل هناك حتّى حوّله أهل الجاهليّة إلى المكان الّذي هو فيه اليوم فلمّا فتح النبيّ صلى الله عليه وآله مكّة ردّه إلى الموضع الّذي وضعه إبراهيم عليه السلام فلم يزل هناك إلى أن ولي عمر بن الخطاب فسأل الناس من منكم يعرف المكان الّذي كان فيه المقام ؟ فقال رجل : أنا قدكنت أخذت مقداره بنسع فهو عندي فقال : ائتني به فأتاه به فقاسه ثمّ ردّه إلى ذلك المكان .

باب

آیات بیّنات

۱۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا آیہ انّ اول بیت الخ میں آیات بینات سے کیا مراد ہے فرمایا مقام ابراہیم یعنی وہ پتھر جس پر نشان قدم ابراہیم ہے اور حجرِ اسود اور منزل اسمٰعیل۔

۲۔ زرارہ کہتے ہیں میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا، میں نے امام حسین علیہ السلام کو دیکھا ہے فرمایا ہاں میں بتاتا ہوں میں مسجد الحرام میں حضرت کے ساتھ تھا کہ سیلاب اس میں داخل ہوا لوگ مقام ابراہیم پر کھڑے تھے کوئی باہر نکلنے والا کہتا تھا مقام ابراہیم بہہ گیا کوئی کہتا تھا اپنی جگہ پر ہے حضرت نے پوچھا لوگ کیا کہتے ہیں، میں نے کہا لوگ خایف ہیں اس سے کہ سیلاب مقام ابراہیم کو بہا لے جائے گا فرمایا پکار کر کہو اللہ نے اسے نشان قرار دیا ہے۔ سیلاب اسے بہا نہیں سکتا اپنے مقام پر ٹھہرے رہیں اور مقام کی وہ جگہ جہاں ابراہیم علیہ السلام نے رکھا تھا خانہ کعبہ کی دیوار کے پاس تھا وہیں رہا یہاں تک اہل جاہلیت نے اس جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھ دیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو پھر اسی جگہ پر رکھا گیا جہاں ابراہیم نے رکھا تھا۔ وہ عمر کے وقت تک وہیں رہا۔ انھوں نے لوگوں سے کہا کوئی تم میں ہے جو مقام ابراہیم کی اصلی جگہ جانتا ہو، ایک شخص نے کہا اس کی بیت سے دوری کا ایک ناپ میرے پاس ہے انھوں نے کہا لے آؤ۔ پس حجر کو اکھاڑ کر اسی کے لحاظ سے لگا دیا گیا۔ (موثق)

«باب نادر»

۱ ـ محمّد بن عقيل ، عن الحسن بن الحسين ، عن عليّ بن عيسى ، عن عليّ بن الحسن ، عن محمّد بن يزيد الرفاعي رفعه أنّ أمير المؤمنين عليه السلام سئل عن الوقوف بالجبل لم لم يكن في الحرم ؟ فقال : لأنّ الكعبة بيته والحرم بابه فلمّا قصدوه وافدين وقفهم بالباب يتضرّعون ، قيل له : فالمشعر الحرام لم صار في الحرم ؟ قال : لأنّه لمّا أذن لهم بالدّخول وقفهم بالحجاب الثاني فلمّا طال تضرّعهم بها أذن لهم لتقريب قربانهم فلمّا قضوا تفثهم تطهّروا بها من الذّنوب الّتي كانت حجاباً بينهم وبينه أذن لهم بالزّيارة على الطهارة قيل له : فلم حرّم الصيام أيّام التشريق ؟ قال : لأنّ القوم زوّار الله وهم في ضيافته ولا يجمل بمضيف أن يصوم أضيافه ، قيل له : فالتعلّق بأستار الكعبة لأيّ معنى هو ؟ قال : مثل رجل له عند آخر جناية وذنب فهو يتعلّق بثوبه يتضرّع إليه ويخضع له أن يتجافى عن ذنبه .

۲ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن صفوان ـ أو رجل ـ عن صفوان ، عن ابن بكير ، عن أبيه ، عن أبي جعفر عليه السلام قال ، إنّ المزدلفة أكثر بلاد الله هوامّاً فإذا كانت ليلة التروية نادى مناد من عند الله يا معشر الهوامّ ارحلن عن وفد الله ، قال : فتخرج في الجبال فتسعها حيث لاترى فإذا انصرف الحاجّ عادت .

باب
نوادر

۱۔ امیرالمومنین علیہ السلام سے پوچھا گیا جبل پر ٹھہرنے کے متعلق کہ جب وہ داخل حرم نہیں تو کیوں فرمایا کعبہ اللہ کا گھر ہے اور حرم اس کا دروازہ ہے جب آنے والے آنے کا ارادہ کریں تو ان کو دروازہ پر تضرع و زاری کرنی چاہیے پوچھا گیا اور مشعرالحرام کو داخل حرم کیوں کیا گیا۔ فرمایا اذن دخول کے حجاب ثانی کے پاس ٹھہرنا چاہیے۔ جب ان کی تضرع و زاری زیادہ ہو تو ان کو اجازت دی جائے قربانی کی جب وہ اس طرح

اپنے نفس کی کثافت دور کریں اور ان گناہوں سے پاک ہو جائیں جو حجاب بنے ہوئے تھے ان کے اور خدا کے درمیان، تو اذن دیا جائے زیارت کعبہ کا، کہا گیا روزہ کیوں حرام کیا گیا ایام تشریق میں فرمایا اس لئے کہ لوگ زائرین خدا ہو کر اس کے مہمان ہوتے ہیں اور میزبان کے لئے یہ اچھا نہیں کہ اس کا مہمان روزے سے ہو۔ پوچھا گیا کہ کعبہ کے پردوں سے تعلق رکھنے کا کیا مطلب ہے، جب کسی کا آخری گناہ بھی رہ جائے تو اس کو چاہیئے کہ غلاف کعبہ پکڑ کر گریہ وزاری کرے تاکہ ہر گناہ سے دور ہو جائے۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا حضرت ابو جعفر نے مزدلفہ اکثر بلاد اللہ ہے جب شب تردیہ آتی ہے تو اللہ کی طرف سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اے کیڑے مکوڑو خدا کی بارگاہ میں آنے والوں سے دور ہو جاؤ پس وہ پہاڑوں سے نکل کر غیر معلوم جگہ میں چلے جاتے ہیں اور ان کے جانے کے بعد آ جاتے ہیں۔ (ضعیف)

﴿باب ۱۳﴾

☆ (ان الله عزوجل حرّم مكة حين خلق السماوات والارض) ☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن النّعمان ، عن سعيد الأعرج عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ قريشاً لمّا هدموا الكعبة وجدوا في قواعده حجراً فيه كتاب لم يحسنوا قراءته حتّى دعوا رجلاً فقرأه فإذا فيه : أنا الله ذو بكّة حرّمتها يوم خلقت السّماوات والأرض و وضعتها بين هذين الجبلين و حففتها بسبعة أملاك حفّاً (١) .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن زرارة قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : حرّم الله حرمه أن يختلى خلاه أو يعضد شجرة إلّا الإذخر أو يصاد طيره .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لمّا قدم رسول الله صلى الله عليه وآله مكّة يوم افتتحها فتح باب الكعبة فأمر بصور في الكعبة فطمست فأخذ بعضادتي الباب فقال : لا إله إلّا الله وحده لا شريك له صدق وعده ونصر عبده وهزم الأحزاب وحده ماذا تقولون وماذا تظنّون ؟ قالوا : نظنّ خيراً و نقول خيراً أخ كريم وابن أخ كريم وقد قدرت ، قال : فإنّي أقول كما قال أخي يوسف: لا

تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو أرحم الرّاحمين ، ألا إنّ الله قد حرّم مكّة يوم خلق السّماوات والأرض فهي حرام بحرام الله إلى يوم القيامة لا ينفر صيدها ولا يعضد شجرها ولا يختلى خلاها ولا تحلّ لقطتها إلّا لمنشد فقال العبّاس : يا رسول الله إلّا الإذخر فإنّه للقبر والبيوت ؟ فقال رسول الله ﷺ إلّا الإذخر .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قال رسول الله ﷺ يوم فتح مكّة : إنّ الله حرّم مكّة يوم خلق السّماوات والأرض وهي حرام إلى أن تقوم السّاعة لم تحلّ لأحد قبلي ولا تحلّ لأحد بعدي ولم تحلّ لي إلّا ساعة من نهار .

باب ۱۲

اللہ نے مکّہ کو صاحبِ حرمت بنایا ہے

۱- فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ جب قریش نے کعبہ کو گرایا تو اس کی بنیادوں میں ایک پتھر پایا جس پر کچھ لکھا تھا لیکن لوگ پڑھ نہ سکے ایک شخص کو تلاش کیا۔ اس نے پڑھا۔ میں مکہ کا مالک ہوں میں نے اسے صاحب حرمت بنایا ہے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں نے اس کو ان دو پہاڑوں کے درمیان رکھا ہے اور اس کا طواف کرتے ہیں سات فرشتے۔ (م)

۲- فرمایا حضرت نے اللہ نے حرام کیا ہے اس کو کہ حرم کے اندر گھاس پامال کی جائے سوائے سوکھی گھاس کے اور درخت نہ کاٹا جائے اور پرندہ کا شکار نہ کیا جائے۔ (موثق)

۳- فرمایا جب رسول اللہ فتح مکہ کے بعد مکّہ آئے تو آپ نے کعبہ کو کھولا اور حکم دیا کہ جو تصویریں بنی ہوئی ہیں وہ مٹادی جائیں اور دروازہ کا بازو پکڑ کر فرمایا لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ، اس نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور مخالف گروہوں کو شکست دی ، اب بتاؤ تم کیا کہتے ہو؟ اور میرے متعلق کیا گمان رکھتے ہو؟ انھوں نے کہا نیکی کرنے کا ، آپ ہمارے اخِ کریم ہیں اور اخ کریم کے فرزند ہیں آپ کو ہم پر بھر

طرح کی قدرت ہے فرمایا میں تمہارے حق میں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے کہا تھا کہ اب تم پر کوئی گناہ نہیں، اللہ رحم کرنے والا ہے آگاہ ہو کہ اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے مکہ کو صاحب حرمت بنایا ہے پس وہ قیامت تک بحرمت ایزدی محترم ہے اس میں شکار نہ کیا جائے اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کا سبزہ نہ کچلا جائے اور اس میں گری پڑی چیز اٹھانا حلال نہیں مگر اعلان کرنے والے کے لئے، عباس نے کہا یا رسول اللہ کیا اذخر (ایک قسم کی خوشبودار گھاس جسے قبروں میں رکھتے ہیں اور جلانے کے لئے گھروں میں رکھتے ہیں) جو قبروں میں اور گھروں میں کام آتی ہے۔ فرمایا سوائے اذخر کے۔ (موثق)

۳۔ روز فتح مکہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت سے خانہ کعبہ کو محترم بنایا ہے اور وہ محترم رہے گا روز قیامت تک، مجھ سے پہلے اور نہ میرے بغیر احرام داخل ہونا حلال نہیں، سوائے دن میں ایک ساعت کے لئے۔ (حسن)

﴿باب ۱۳﴾

☆(في قوله تعالى : «ومن دخله كان آمناً»)☆

١ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن قول الله عزّ وجلّ : «ومن دخله كان آمناً» البيت عنى أم الحرم ؟ قال : من دخل الحرم من النّاس مستجيراً به فهو آمن من سخط الله ومن دخله من الوحش والطّير كان آمناً من أن يهاج أو يؤذى حتّى يخرج من الحرم .

٢ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن قول الله عزّ وجلّ : «ومن دخله كان آمناً» قال : إذا أحدث العبد في غير الحرم جناية ثمّ فرّ إلى الحرم لم يسع لأحد أن يأخذه في الحرم ولكن يمنع من السوق ولا يبايع ولا يطعم ولا يسقى ولا يكلّم ، فإنّه إذا فعل ذلك به يوشك أن يخرج فيؤخذ وإذا جنى في الحرم جناية اُقيم عليه الحدّ في الحرم لأنّه لم يدع للحرم حرمته .

محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن

عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن قول الله عزّ و جلّ : « ومن دخله كان آمناً » قال : إن سرق سارق بغير مكّة أو جنى جناية على نفسه ففرّ إلى مكّة لم يؤخذ مادام في الحرم حتّى يخرج منه ولكن يمنع من السوق ولا يبايع ولا يجالس حتّى يخرج منه فيؤخذ وإن أحدث في الحرم ذلك الحدث اُخذ فيه .

باب ۱۳

حرم خدا میں داخل ہونے والے کے لئے امان ہے

۱۔ میں نے اس آیت کا مطلب پوچھا اور کہا یہاں خانۂ کعبہ مراد ہے یا حرم، فرمایا جو حرم میں پناہ لینے کے لئے داخل ہوا وہ غضب الٰہی سے امن میں رہا اور جو وحشی جانور و پرندہ اس میں داخل ہوگا نہ اسے ہٹایا جائے گا نہ ایذا پہنچائی جائے گی جب تک وہ اس سے نہ نکلے۔ (حسن)

۲۔ میں نے اس آیت کا مطلب پوچھا فرمایا جب کوئی بندہ حرم کے علاوہ کسی جگہ کوئی گناہ کرے اور بھاگ کر حرم میں آجائے تو کسی کو یہ حق نہیں کہ اسے حرم کے اندر گرفتار کرلے۔ لیکن اسے خرید و فروخت اور کھانے پینے سے اور بات کرنے سے منع کریں اور اس کے بعد جب وہ نکلے تو پکڑ لیں اور اگر حرم کے اندر جرم کرے تو وہیں اس پر حد جاری کریں کیونکہ اس نے حرم کعبہ کی حرمت کو ضایع کیا ہے۔ (حسن)

۳۔ میں نے پوچھا اس آیت کا مطلب، فرمایا اگر کوئی مکہ کے علاوہ کہیں اور چوری کرے یا اپنے نفس کے متعلق کوئی گناہ کرے اور بھاگ کر مکہ آجائے تو جب تک حرم کے اندر رہے گا پکڑا نہ جائے گا جب تک خود نہ نکلے۔ لیکن نہ تو اس کے ساتھ خرید و فروخت کی جائے گی اور نہ ہم نشینی، جب وہ باہر نکلے پکڑ لیا جائے اور اگر حرم کے اندر ارتکاب جرم کرے تو وہیں پکڑ لیا جائے۔ (ص)

﴿باب ۱۴﴾

☆(الالحاد بمكّة والجنايات)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : اُتي أبو عبدالله عليه السلام في المسجد فقيل له إنّ سبعاً من سباع الطير على الكعبة ليس يمرّ به شيء من حمام الحرم إلّا ضربه فقال :

انصبوا له واقتلوه فإنّه قد ألحد.

٢ ـ ابن أبي عمير، عن معاوية قال: سألت أباعبدالله عليه السلام، عن قول الله عزّ و جلّ: «ومن يرد فيه بإلحاد بظلم» قال: كلّ ظلم إلحاد و ضرب الخادم في غير ذنب من ذلك الإلحاد.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن إسماعيل، عن محمّد بن الفضيل، عن أبي الصباح الكنانيّ قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن قول الله عزّ و جلّ: «ومن يرد فيه بإلحاد بظلم نذقه من عذاب أليم» فقال: كلّ ظلم يظلمه الرّجل نفسه بمكّة من سرقة أو ظلم أحد أو شيء من الظلم فإنّي أراه إلحاداً ولذلك كان يتّقي أن يسكن الحرم.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل قتل رجلاً في الحلّ ثمّ دخل الحرم فقال: لا يقتل ولا يطعم ولا يسقى ولا يبايع ولا يؤوى حتّى يخرج من الحرم فيقام عليه الحدّ، قلت: فما تقول في رجل قتل في الحرم أو سرق؟ قال: يقام عليه الحدّ في الحرم صاغراً إنّه لم ير للحرم حرمة وقد قال الله تعالى: «فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليكم» فقال: هذا هو في الحرم فقال: «لا عدوان إلّا على الظالمين».

باب ۱۲

مکّہ میں الحاد و ارتکابِ جرم

۱۔ امام علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے تو آپ سے کہا گیا ایک شکاری پرندہ کعبہ کے اوپر بیٹھا ہے جو چیز حرم پر سے گزرتی ہے وہ اسے مارتا ہے فرمایا اسے پکڑو اور قتل کر دو کیونکہ اس نے جنگ کی ہے (حسن)

۲۔ میں نے اس آیت کے متعلق حضرت سے پوچھا، فرمایا ہر ظلم الحاد ہے اور بے گناہ اپنے خادم کو مارنا یہ بھی الحاد ہے (حسن)

۳۔ میں نے حضرت سے اس آیت کے متعلق پوچھا فرمایا ہر وہ ظلم جو کوئی اپنے نفس پر کرتا ہے مکہ کے اندر چوری ہو یا کسی قسم کا ظلم کسی پر کرے تو میں اسے الحاد سمجھتا ہوں ایسے شخص کو مکہ سے نکال باہر کیا جائے (مجہول)

۴۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جس نے ایک شخص کو مقام حل میں قتل کیا اور اس کے بعد وہ حرم میں داخل ہو گیا۔ فرمایا وہاں اس کو قتل نہ کیا جائے بلکہ اس کو کھانے کو نہ دیا جائے نہ پینے کو نہ اس سے خرید و فروخت کی جائے یہاں تک کہ وہ حرم سے باہر آئے اس وقت اس پر حد جاری کی جائے۔ میں نے کہا اور اس کے بارے میں کیا حکم ہے جو حرم کے اندر قتل کرے یا چوری کرے فرمایا حرم ہی میں اس پر حد جاری کی جائے۔ خدا فرماتا ہے جو تم پر ظلم کرے تم بھی اس پر کرو۔ مگر اتنا ہی جتنا اس نے کیا ہے اور جبکہ امام علیہ السلام حرم میں تھے آپ نے فرمایا نہیں ہے سزا مگر ظالموں کے لیے۔ (حسن)

﴿باب ۱۵﴾

﴿اظهار السلاح بمكّة﴾

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لاينبغي أن يدخل الحرم بسلاح ، إلّا أن يدخله في جوالق أو يغيّبه ـ يعني يلفّ على الحديد شيئاً ـ .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسن ، عن صفوان ، عن شعيب العقرقوفيّ ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرَّجل يريد مكّة أو المدينة يكره أن يخرج معه بالسلاح ، فقال : لا بأس بأن يخرج بالسلاح من بلده ولكن إذا دخل مكّة لم يظهره .

باب ۱۵

مکہ میں ہتھیار لے جانا

۱۔ فرمایا حضرت نے کہ حرم میں ہتھیاروں کے ساتھ داخل نہ ہونا چاہیے ہاں اگر وہ نیاموں میں ہوں یا کسی چیز میں لپٹے ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (حسن)

۲۔ میں نے کہا ایک شخص مکہ یا مدینہ جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو کیا وہ مکروہ ہے کہ وہ ہتھیار لے کر نکلے ۔ فرمایا اپنے شہر سے لے کر جانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن جب داخل مکہ ہو تو اسے چھپالے (ص)

﴿باب ۱۶﴾

﴿لبس ثياب الكعبة﴾

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن محمّد بن عليٍّ ، عن عبدالله ابن جبلة ، عن عبدالملك بن عتبة قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عمّا يصل إلينا من ثياب الكعبة هل يصلح لنا أن نلبس شيئاً منها ؟ قال : يصلح للصّبيان والمصاحف و المخدَّة تبتغي بذلك البركة إن شاء الله .

باب ۱۶

لباس کعبہ کا پہننا

۱۔ میں نے پوچھا لباس کعبہ سے اگر کچھ مل جائے تو کیا ہم اس سے کوئی چیز از قسم لباس بنا کر پہن سکتے ہیں فرمایا چھوٹے بچوں کے لئے حصول برکت کے واسطے یا قرآن کا جزدان یا جلد پر چڑھانا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا استعمال کرنا اور فروخت کرنا جائز ہے ۔ (م)

﴿باب ۱۷﴾

﴿كراهة أن يؤخذ من تراب البيت وحصاه﴾

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن داود بن النعمان ، عن أبي أيّوب الخزّاز ، عن محمّد بن مسلم قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: لاينبغي لأحد أن يأخذ من تربة ماحول الكعبة وإن أخذ من ذلك شيئاً ردَّه .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن المفضّل بن صالح ، عن معاوية بن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أخذت سكّاً من سكّ[٢] المقام وتراباً من تراب البيت وسبع حصيات ، فقال : بئس ما صنعت أمّا التراب

و الحصا فردّه .

۳ ـ أحمد بن مهران ، عمّن حدّثه ، عن محمد بن سنان ، عن حذيفة بن منصور قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّ عمّي كنس الكعبة و أخذ من ترابها فنحن نتداوي به ؟ فقال : ردّه إليها .

٤ ـ حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان ، عن زيد الشحّام قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أخرج من المسجد وفي ثوبي حصاة قال : فردّها أو اطرحها في مسجد .

باب ۱۷

کعبہ کی مٹی یا سنگریزہ اٹھا کر لے جانا مکروہ ہے

۱۔ حضرت نے فرمایا کسی کے لئے سزاوار نہیں کہ کعبہ کے اردگرد کی مٹی اٹھائے اور اگر اٹھالی ہے تو اسے لوٹا دے۔ (ض)

۲۔ میں نے حضرت سے کہا میں مقام ابراہیم سے کچھ خوشبو اور بیت اللہ کی مٹی اور سات کنکریاں لے لی ہیں فرمایا بڑا کیا، مٹی اور کنکریاں واپس کرو (ض)

۳۔ میں نے کہا میرا چچا بیت اللہ میں جھاڑو دیتا ہے اور اس کی خاک رکھ لیتا ہے تو کیا ہم اس سے علاج امراض کرسکتے ہیں فرمایا اسے لوٹا دو (ض)

۴۔ میں نے کہا میں مسجد نبوی سے نکلتا ہوں تو میرے لباس میں کچھ کنکریاں ہوتی ہیں فرمایا انھیں لوٹا دو یا کسی مسجد میں رکھ دو۔ (مرسل)

باب ۱۸

(كراهية المقام بمكة)

١ ـ محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن عليّ بن الحكم ؛ و صفوان ، عن العلاء ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : لاينبغي للرّجل أن يقيم بمكة سنة قلت : كيف يصنع ؟ قال : يتحوّل عنها ولاينبغي لأحد أن يرفع بناء فوق الكعبة .

وروي أنّ المقام بمكّة يقسي القلوب .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عمّن ذكره ، عن ذريح ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام [قال :] إذا فرغت من نسكك فارجع فإنّه أشوق لك إلى الرّجوع .

باب ۱۸

مکّہ میں کراہت قیام

۱۔ فرمایا کسی شخص کو نہیں چاہیئے کہ وہ ایک سال مکہ میں قیام کرے اور نہ یہ کہ کعبہ کے اوپر کوئی عمارت بنائے۔(م)

۲۔ ایک روایت میں ہے کہ مکہ میں قیام دلوں کو سخت بنا دیتا ہے فرمایا جب تم اعمال حج سے فارغ ہو جاؤ تو واپس جاؤ تاکہ پھر آنے کا شوق باقی رہے۔ (مرسل)

﴿ باب ۱۹ ﴾

☆(شجر الحرم)☆

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن عبد الكريم ، عمّن ذكره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا تنزع من شجر مكّة إلّا النّخل وشجر الفاكهة .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كلّ شيء ينبت في الحرم فهو حرام على النّاس أجمعين .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي نصر ، عن أبي جميلة ، عن إسحاق بن يزيد قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : الرّجل يدخل مكّة فيقطع من شجرها قال : اقطع ما كان داخلاً عليك ولا تقطع مالم يدخل منزلك عليك .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن

ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: شجرة أصلها في الحلّ وفرعها في الحرم؟ فقال: حرّم أصلها لمكان فرعها، قلت: فإنّ أصلها في الحرم و فرعها في الحلّ فقال: حرّم فرعها لمكان أصلها.

٥ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد، عن حريز، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: يخلّى عن البعير في الحرم يأكل ماشاء.

٦ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن عليّ الوشّاء، عن حمّاد ابن عثمان، عن أبي عبدالله عليه السلام في الشجرة يقلعها الرّجل من منزله في الحرم، قال: إن بنى المنزل و الشجرة فيه فليس له أن يقلعها و إن كانت نبتت في منزله و هو له فليقلعها.

باب ۱۹

شجر حرم

۱۔ فرمایا حضرت نے مکہ کے درخت سے کوئی چیز نہ توڑی جائے سوائے خرمہ یا پھل والے درختوں کے پھل کے۔

۲۔ فرمایا ہر وہ شے جو حرم میں اُگے تمام لوگوں پر حرام ہے۔ (حسن)

۳۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو مکہ میں داخل ہوا اور اس کا درخت کاٹے۔ فرمایا جو حصہ تمہارے گھر میں ہے اسے کاٹو اور جو تمہارے گھر سے خارج ہے اسے قطع نہ کرو۔ (ض)

۴۔ میں نے کہا ایک درخت کی جڑ مقام حل میں ہے اور شاخ حرم میں، فرمایا جڑ کا احترام کیا جائے گا شاخ کی وجہ سے۔ میں نے کہا اگر حرم میں ہو اور شاخ حل میں، فرمایا شاخ کا احترام کیا جائے گا اصل کی وجہ سے۔ (حسن)

۵۔ فرمایا اونٹ کو حرم میں چھوڑ دو جو چاہے کھائے (حسن)

۶۔ میں نے پوچھا اس درخت کے بارے میں جسے ایک شخص جس کا گھر حرم میں ہے اکھاڑتا ہے فرمایا اگر اس نے گھر بنایا اور وہ درخت پہلے سے وہاں تھا تو اسے نہیں اکھاڑے گا اور اگر گھر بنانے کے بعد پھوٹا ہے تو اسے اکھاڑ سکتا ہے (ض)

﴿ باب ۲ ﴾

✿(ما يذبح في الحرم وما يخرج به منه)✿

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن عبد الكريم ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا يذبح بمكّة إلّا الإبل والبقر والغنم والدَّجاج .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ما كان يصفُّ من الطير فليس لك أن تخرجه وما كان لا يصفُّ فلك أن تخرجه ؛ قال : و سألته عن دجاج الحبش ، قال : ليس من الصيد إنّما الصيد ما طار بين السماء والأرض .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن محمّد بن مسلم قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام و أنا حاضرٌ عن الدَّجاج الحبشي يخرج به من الحرم فقال : إنها لاتستقل بالطيران .

باب ۲

حرم میں کیا ذبح کیا جائے اور کیا نکالا جائے

۱۔ فرمایا نہ ذبح کیا جائے مکہ میں مگر اونٹ گائے ، بکری ، مرغی (م)

۲۔ فرمایا جو پرندے صف باندھ کر اڑتے ہیں تو ان کو حرم سے باہر نہیں نکالا جائے گا اور جو پرواز نہیں کرتے ان کو نکال دیا جائے ۔ میں نے کہا اور حبشی مرغی ، فرمایا وہ شکار میں داخل نہیں ، شکار میں داخل وہ پرندے ہیں جو آسمان اور زمین کے درمیان اڑتے ہیں (حسن)

۳۔ ایک شخص نے حبشی مرغی کے متعلق پوچھا جو حرم سے نکالی جائے فرمایا کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ مستقل پرواز کرنے والی نہیں ۔ (حسن)

﴿باب ۲۱﴾

﴿صيد الحرم وما تجب فيه الكفارة﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كنت حلالاً فقتلت الصّيد في الحلِّ ما بين البريد إلى الحرم فعليك جزاؤه فإن فقأت عينه أو كسرت قرنه أو جرحته تصدقت بصدقة .

٢ ـ عليٌّ ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن رجل أُهدي له حمام أهليٌّ وهو في الحرم فقال : إن هو أصاب منه شيئاً فليتصدَّق بثمنه نحواً ممّا كان يسوي في القيمة .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن مثنّى بن عبدالسلام ، عن محمّد بن أبي الحكم قال : قلت لغلام لنا : هيّىء لنا غداء فأخذ طياراً من الحرم فذبحها وطبخها فأخبرت أباعبدالله عليه السلام فقال : ادفنها وأفد كلَّ طائر منها .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن الصيد يصاد في الحلِّ ثمَّ يجاء به إلى الحرم وهو حيٌّ ، فقال : إذا أدخله إلى الحرم حرم عليه أكله و إمساكه فلا تشترينَّ في الحرم إلّا مذبوحاً ذبح في الحلِّ ثمَّ جيىء به إلى الحرم مذبوحاً فلا بأس للحلال .

٥ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة أنَّ الحكم سأل أباجعفر عليه السلام عن رجل أُهدي له حمامة في الحرم مقصوصة ؟ فقال أبوجعفر عليه السلام انتفها وأحسن إليها وأعلفها حتّى إذا استوى ريشها فخلِّ سبيلها .

٦ ـ أبوعليٍّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور ابن حازم ، عن مثنّى بن عبد السلام ، عن كرب الصيرفيِّ قال : كنّا جماعة فاشترينا

طيراً فقصصناه ودخلنابه مكّة فعاب ذلك علينا أهل مكّة فأرسل كرب إلى أبي عبدالله عليه السلام فسأله فقال : استودعوه رجلاً من أهل مكّة مسلماً أوامرأة مسلمة فإذا استوى خلّوا سبيله .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن صفوان بن يحيى ، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال : من أصاب طيراً في الحرم وهو محلّ فعليه القيمة و القيمة درهم يشتري به علفاً لحمام الحرم .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن خلّاد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : في رجل ذبح حمامة من حمام الحرم ، قال : عليه الفداء ، قلت : فيأكله ؟ قال : لا ، قلت : فيطرحه قال : إذا يكون عليه فداء آخر ، قلت : فما يصنع به ؟ قال : يدفنه .

٩ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن مثنّى الحنّاط عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن رجل خرج بطير من مكّة إلى الكوفة قال : يردُّه إلى مكّة .

١٠ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : في الحمامة درهم وفي الفرخ نصف درهم وفي البيضة ربع درهم .

١١ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن ابن بكير قال : سألت أحدهما عليهما السلام عن رجل أصاب طيراً في الحلّ فاشتراه فأدخله الحرم فمات ، فقال : إن كان حين أدخله الحرم خلّى سبيله فمات فلا شيء عليه وإن كان أمسكه حتّى مات عنده في الحرم فعليه الفداء .

١٢ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرَّحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن رجل رمى صيداً في الحلّ فمضى برميته حتّى دخل الحرم فمات أعليه جزاؤه ؟ قال : لا ، ليس عليه جزاؤه لأنّه رمى حيث رمى وهو له حلال إنّما مثل ذلك مثل رجل نصب شركاً في الحلّ إلى جانب الحرم فوقع فيه صيد فاضطرب الصيد حتّى دخل الحرم فليس عليه جزاؤه لأنّه

كان بعد ذلك شيء ، فقلت : هذا القياس عند الناس ، فقال : إنّما شبّهت لك شيئاً بشيء .

١٣ - صفوان بن يحيى ، عن زياد أبي الحسن الواسطيّ ، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : سألته ، عن قوم قفلوا على طائر من حمام الحرم الباب فمات ؟ قال : عليهم بقيمة كلّ طير درهم [نصف] يعلف به حمام الحرم .

١٤ - عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ وعليّ بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن مسمع بن عبدالملك ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل حلّ في الحرم رمى صيداً خارجاً من الحرم فقتله قال : عليه الجزاء لأنَّ الآفة جاءته من قبل الحرم ؛ قال : وسألته عن رجل رمى صيداً خارجاً من الحرم في الحلّ فتحامل الصيد حتّى دخل الحرم ، فقال : لحمه حرام مثل الميتة .

١٥ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن عبدالله بن سنان عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : في حمام مكّة الطير الأهليّ غير حمام الحرم من ذبح طيراً منه وهو غير محرم فعليه أن يتصدَّق بصدقة أفضل من ثمنه فإن كان محرماً فشاة عن كلّ طير .

١٦ - أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب قال : أرسلت إلى أبي الحسن عليه السلام أنَّ أخاً لي اشترى حماماً من المدينة فذهبنا بها إلى مكّة فاعتمرنا وأقمنا إلى الحجّ ثمَّ أخرجنا الحمام معنا من مكّة إلى الكوفة فعلينا في ذلك شيء ؟ قال للرسول: إنّي أظنّهنَّ كنَّ فرهة قال له : يذبح مكان كلّ طير شاة .

١٧ - أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن ابن مسكان عن إبراهيم بن ميمون قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل نتف حمامة من حمام الحرم قال : يتصدَّق بصدقة على مسكين ويعطي باليد الّتي نتف بها فإنّه قد أوجعه .

١٨ - محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور ابن حازم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : اُهدي لنا طائر مذبوح بمكّة فأكله أهلنا فقال : لا يرى به أهل مكّة بأساً ، قلت : فأيَّ شيء تقول أنت ؟ قال : عليهم ثمنه .

١٩ - بعض أصحابنا ، عن أبي جرير القمّيّ قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : نشتري

الصّفور فندخلها الحرم فلنا ذلك؟ فقال كلّ ما اُدخل الحرم من الطير ممّا يصفّ جناحه فقد دخل مأمنه فخلّ سبيله .

٢٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن يزيد بن خليفة قال : كان في جانب بيتي مكتل فيه بيضتان من حمام الحرم فذهب الغلام يكبّ المكتل وهو لا يعلم أنّ فيه بيضتين فكسرهما فخرجت ، فلقيت عبدالله بن الحسن فذكرت ذلك له فقال : تصدّق بكفّين من دقيق ، قال : ثمّ لقيت أبا عبدالله عليه السلام بعد فأخبرته فقال : ثمن طيرين تعلف به حمام الحرم ، فلقيت عبدالله بن الحسن فأخبرته ، فقال : صدقك حدّث به فإنّما أخذه عن آبائه .

٢١ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، و أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان ، عن عبد الرحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن فرخين مسرولين ذبحتهما وأنا بمكّة فقال لي : لم ذبحتهما ؟ فقلت : جاءتني بهما جارية من أهل مكّة فسألتني أن أذبحهما فظننت أنّي بالكوفة ولم أذكر الحرم ، فقال : عليك قيمتهما ، قلت : كم قيمتهما ؟ قال : درهم وهو خير منهما .

٢٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ، عن داود بن فرقد قال : كنّا عند أبي عبدالله عليه السلام بمكّة و داود بن عليّ بها فقال لي أبو عبدالله عليه السلام : قال لي داود بن عليّ ما تقول يا أبا عبدالله في قماري اصطدناها و قصّيناها ؟ فقلت : تنتف وتعلف فإذا استوت خلّي سبيلها .

٢٣ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن مثنّى قال : خرجنا إلى مكّة فاصطادت النساء قمريّة من قماري أمج حيث بلغنا البريد فنتفت النساء جناحيه ثمّ دخلوا بها مكّة فدخل أبو بصير على أبي عبدالله عليه السلام فأخبره فقال : تنظرون امرأة لا بأس بها فتعطونها الطير تعلفه وتمسكه حتّى إذا استوى جناحاه خلّته .

٢٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عيسى ، عن عمران الحلبيّ قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : ما يكره من الطير ؟ فقال : ما صفّ على رأسك .

٢٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن البرقيّ ، عن داود بن أبي يزيد العطار عن أبي سعيد المكاريّ قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل قتل أسداً في الحرم ؟ قال : عليه كبش يذبحه .

٢٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن بكير ابن أعين ، عن أحدهما عليهما السلام في رجل أصاب ظبياً في الحلّ فاشتراه فأدخله الحرم فمات الظبي في الحرم ، فقال : إن كان حين أدخله الحرم خلّى سبيله فمات فلا شيء عليه وإن كان أمسكه حتّى مات عنده في الحرم فعليه الفداء .

٢٧ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ وأحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن أبي نصر قال : أخبرني حمزة بن اليسع قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الفهد يشترى بمنى ويخرج به من الحرم فقال : كلّ ما أُدخل الحرم من السبع مأسوراً فعليك إخراجه .

٢٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن جعفر ، عن أبيه ، عن عليّ عليهم السلام أنّه سئل عن شجرة أصلها في الحرم وأغصانها في الحلّ على غصن منها طائر رماه رجل فصرعه ، قال : عليه جزاؤه إذا كان أصلها في الحرم .

٢٩ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن مالك بن عطيّة ، عن عبدالأعلى بن أعين قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل أصاب صيداً في الحلّ فربطه إلى جانب الحرم فمشى الصيد برباطه حتّى دخل الحرم والرّباط في عنقه فأجرّه الرّجل بحبله حتّى أخرجه من الحرم والرّجل في الحلّ ؟ فقال : ثمنه ولحمه حرام مثل الميتة .

باب ۱۲

حرم میں شکار کرنا اور اس کا کفّارہ

۱۔ فرمایا حضرت نے اگر تم محل ہو اور مقام حل میں پرندا ور حرم کے درمیان تم نے شکار کیا تو اس کا بدلہ دینا ہوگا اور اگر ایک آنکھ پھوڑ دی ہے یا سینگ توڑ دیا ہے تو صدقہ دینا ہوگا۔

۲۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جسے حرم کے اندر کسی نے پالتو کبوتر کا ہدیہ دیا ہو فرمایا اگر اس نے جانور کو

ہلاک کیا ہو تو اس کی قیمت کی رقم تصدق کرے۔ (حسن)

۳۔ میں نے کہا، میں نے اپنے غلام سے کہا کھانا تیار کر اس نے حرم کا ایک پرندہ پکڑ کر ذبح کیا اور پکا لیا حضرت نے فرمایا اس کھانے کو دفن کر دو اور اسی جنس کا ایک پرندہ بدلہ میں دو۔ (ح)

۴۔ حضرت سے پوچھا گیا اس شکار کے متعلق جو حل میں کیا جائے پھر حرم میں لایا جائے فرمایا جب حرم میں لایا جائے تو اس پر کھانا حرام ہے اور اس کا روکے رہنا بھی، حرم میں خریدا نہ جائے مگر اس کا گوشت جو مقام حل میں ذبح کیا گیا ہو پھر حرم میں لایا جائے تو اس شخص کے لئے جایز ہے جو احرام باندھے ہوئے نہ ہو۔ (ح)

۵۔ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس حرم میں ایک آدمی کبوتر کا ہدیہ لایا جس کے پر کٹے ہوئے تھے آپ نے فرمایا اس کے کٹے پر نوچ دے اور اسے دانہ پانی دے اور جب تک اس کے نئے پر پھوٹیں اس سے اچھا برتاؤ کر، جب نئے پر پھوٹ آئیں تو اسے چھوڑ دینا۔ (ح)

۶۔ ہماری جماعت نے ایک پرندہ خریدا ہم نے اس کو قینچ کر دیا اور اسے لے کر مکہ آئے اہل مکہ نے ہم پر اعتراض کیا۔ کرب نے حضرت ابوعبداللہ سے اس کے متعلق پوچھا۔ فرمایا وہ طائر وہاں کسی مسلمان مرد یا عورت کے سپرد کر دو اور جب اس کے نئے پر پھوٹ آئیں تو اسے آزاد کر دو۔ (مجہول)

۷۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا جو محل حرم کے اندر کسی پرندے کو اذیت دے تو اس پرندے کی قیمت اسے درہم کی صورت میں دینی ہوگی اور اس قیمت سے طیور حرم کے لئے غلہ خریدا جائے گا۔ (ح)

۸۔ راوی نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو حرم کے کبوتر کو ذبح کرے، فرمایا اسے فدیہ دینا ہوگا۔ میں نے کہا پھر کھائے فرمایا نہیں، اس صورت میں اسے دوسرا فدیہ دینا پڑ جائے گا۔ میں نے کہا پھر کیا کرے۔ فرمایا دفن کر دے۔ (مجہول)

۹۔ میں نے پوچھا ایک شخص مکہ سے پرندہ لے کر کوفہ گیا فرمایا اسے لوٹا دینا چاہیئے (حسن)

۱۰۔ فرمایا کبوتر کا کفارہ ایک درہم ہے چوزہ کا نصف درہم اور انڈے کا ¼ درہم۔ (حسن)

۱۱۔ اگر کسی مقام حل میں پرندہ پکڑا اور ایک شخص اسے خرید کر داخل حرم ہو اور وہ مر جائے۔ فرمایا اگر حرم میں آکر اسے آزاد کر دیا تھا اور پھر وہ مر گیا تو کوئی کفارہ نہیں اور اگر روکے رہا اور مر گیا تو کفارہ دینا ہوگا۔ (ح)

۱۲۔ میں نے پوچھا ایک شخص نے شکار کے تیر مارا مقام حل میں وہ تڑپ کر حرم میں داخل ہو گیا اور وہاں مر گیا۔ فرمایا کیا اس پر فدیہ ہے فرمایا نہیں اس لئے کہ جب اس نے تیر مارا تو وہ اس کے لئے حلال تھا اس کی مثال اس شخص کی ہے جو جال مقام حل میں بچھائے حرم کی سمت اور اس میں شکار آ پھنسے اور وہ تڑپ کر نکل جائے اور حرم میں داخل ہو تو اس پر کفارہ نہیں کیونکہ یہ امر بعد میں واقع ہوا۔ میں نے کہا لوگوں کا قیاس یہی ہے فرمایا نہیں تمھیں ایک شے کا شبہ دوسری پر ہوا۔ (ح)

۱۳۔ میں نے کہا کچھ لوگوں نے حرم کے ایک کبوتر پر دروازہ بند کر لیا اور وہ مر گیا۔ فرمایا ان پر پورے کبوتر کی قیمت نصف درہم کفارہ ہوگا جس سے حرم کے کبوتروں کو دانہ دیا جائے گا۔ (ح)

۱۴۔ میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو حرم میں جل ہوا در حرم کے باہر والے شکار کو تیر مارے اور وہ مر جائے فرمایا اس پر کفارہ ہے کیونکہ طائر پر جو آفت آئی وہ حرم کی طرف سے آئی۔ میں نے پوچھا ایک شخص نے حرم کے باہر سے تیر مارا، مقام حل سے شکار بھاگ کر حرم میں داخل ہو گیا۔ فرمایا اس کا گوشت مردار کی طرح حرام ہے۔ (ح)

۱۵۔ فرمایا مکہ کے پالتو کبوتر کے متعلق جو حرم کے کبوتروں میں سے نہ ہو کر جو بغیر احرام کی حالت کے اسے ذبح کرے گا تو اس کو صدقہ دینا ہوگا۔ جو اس کی قیمت سے زیادہ ہو۔ اگر بحالت احرام ایسا کیا ہے تو ایک بکری ہر طائر کے بدلے دینا ہوگی۔ (موثق)

۱۶۔ میں نے کہا میرا ایک بھائی ہے اس نے کچھ کبوتر مدینہ سے خریدے۔ ہم ان کو لے کر مکہ گئے عمرہ بجالائے اور حج کے لیے وہاں ٹھہرے، پھر ہم ان کبوتروں کو لے کر کوفہ گئے تو کیا ہمیں اس کے متعلق کچھ کفارہ دینا ہوگا۔ آپ نے تاصدر سے فرمایا یہ ان کے متعلق سستی کی گئی لہذا ہر کبوتر کے مقابل ایک بکری ذبح کی جائے۔ (موثق)

۱۷۔ میں نے کہا ایک شخص نے حرم کے ایک کبوتر کے پر نوچ ڈالے فرمایا ایک مسکین کو صدقہ دے اور اسی ہاتھ سے دے جس سے پر اکھاڑے ہیں کیونکہ اسی سے اذیت دی ہے۔ (ض)

۱۸۔ میں نے کہا ہمارے لیے ایک ذبح کیا ہوا پرندہ تحفتہً بھیجا گیا ہمارے اہل و عیال نے اسے کھا لیا اہل مکہ نے اعتراض تو نہیں کیا آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا اس کی قیمت اس کو دینی ہوگی۔

۱۹۔ میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے کہا ہم نے شکرے خریدے ہم نے حرم میں انھیں چھوڑ دیا فرمایا ہر وہ پرندہ جو پر مار کر اڑتا ہے جب وہ جائے امن میں داخل ہو جائے تو اسے چھوڑ دو۔ (مجہول)

۲۰۔ میرے گھر میں ایک کونہ میں زنبیل لٹکی تھی جس میں حرم کے کبوتر کے دو انڈے رکھے تھے لڑکے نے زنبیل کو الٹ دیا اسے پتہ نہ تھا کہ اس میں انڈے ہیں وہ اس نے توڑ دیئے۔ میں نے عبداللہ بن الحسن سے اس کے متعلق پوچھا انھوں نے کہا دو مسحیٰ آٹا دے دو، پھر میں عبداللہ سے ملا حضرت نے فرمایا دو پرندوں کی قیمت دو تاکہ اس سے حرم کے کبوتروں کے لیے دانہ دیا جائے۔ میں نے عبداللہ بن حسن سے کہا۔ انھوں نے جو کچھ فرمایا ہے اپنے آباء سے اخذ کر کے فرمایا ہے۔

۲۱۔ میں نے کہا مکہ میں میں نے دو چوزے ذبح کئے۔ حضرت نے پوچھا کیوں، میں نے کہا مکہ کی ایک کنیز نے مجھ سے ان کے ذبح کرنے کی درخواست کی تھی، میں اس خیال میں رہا کہ میں کوفہ میں ہوں حرم کا خیال دل سے نکل گیا۔ فرمایا ان دونوں کی قیمت تم کو دینی ہوگی۔ میں نے کہا وہ کیا ہے فرمایا ایک درہم، یہ ان دونوں سے بہتر ہے۔ (ض)

۲۲۔ میں نے کہا ہم نے کچھ قمریاں پکڑیں اور ان کو قینچ کر دیا۔ فرمایا ان کے پر نوچ ڈالو، ان کو پرورش کرو جب ٹے پر

پھوٹ آئیں تو ان کو آزاد کر دو۔ (ع)

۲۳۔ ہم مکہ کی طرف چلے عورتوں نے ابج (نام، مقام) کی ایک قمری پکڑ لی جب مقام برید پر پہنچے تو عورتوں نے اس قمری پرندے کے پر نوچ لیے پھر مکہ میں داخل ہوئے۔ ابو بصیر حضرت ابوعبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس امر کی اطلاع دی فرمایا عورتوں کو مہلت دو کہ وہ اس قمری کو دانہ پانی دیں اور اس کی نگرانی کریں جب اس کے بازو ٹھیک ہو جائیں تو چھوڑ دیں۔ (موثق)

۲۴۔ میں نے پوچھا طیور میں کس کی حرمت ہے، فرمایا جو مستقلاً اڑنے والے ہیں۔ (ض)

۲۵۔ میں نے کہا ایک شخص نے شیر کو حرم میں قتل کیا فرمایا ایک بھیڑ کو وہ ذبح کرے۔

۲۶۔ ایک آدمی نے ایک ہرن کو پکڑا دوسرے نے اسے خریدا اور حرم میں داخل کر دیا ہرن وہاں مر گیا۔ فرمایا اگر حرم میں داخل کرتے وقت ہرن کو آزاد کر دیا تھا تو اس کا کوئی کفارہ نہیں اور اگر اسے روکے رہا ہے اور اسی حالت میں وہ مر گیا تو اسے فدیہ دینا ہوگا۔

۲۷۔ میں نے حضرت سے تیندوے (ایک درندہ) کے متعلق پوچھا کہ اگر کوئی درندہ چیتا یا تیندوا داخل حرم ہو جائے فرمایا اس کا نکال دینا تم پر واجب ہے

۲۸۔ اگر ایک درخت کی جڑ حرم میں ہو اور شاخیں حل میں ہوں اور وہاں کسی شاخ پر بیٹھے طائر کو کوئی مار گرائے، فرمایا اس پر بدلہ دینا لازم ہوگا۔ (مجہول)

۲۹۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے حل میں جانور پکڑا ہو اور اسے حرم کے قریب باندھ دیا ہو وہ جانور مع رسی کے حرم میں چلا جائے رسی اس کی گردن میں ہو اور شخص مقام حل میں رہ کر اس رسی کو کھینچے اور حرم سے نکال لے فرمایا اس کی قیمت یا اس کا گوشت مردار کی طرح اس پر حرام ہوگا۔ (ض)

﴿باب ۲۲﴾

(لقطة الحرم)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن إبراهيم بن عمر قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : اللّقطة لقطتان لقطة الحرم تعرّف سنة فإن وجدت صاحبها وإلّا تصدّقت بها ، ولقطة غيرها تعرّف سنة فإن جاء صاحبها وإلّا فهي كسبيل مالك

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن فضيل

ابن يسار. قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل يجد اللّقطة في الحرم ، قال : لايمسّها وأمّا أنت فلا بأس لأنّك تعرّفها .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن فضيل بن غزوان قال : كنت عند أبي عبدالله عليه السلام فقال له الطيّار : إنّي وجدت ديناراً في الطواف قدانسحق كتابته فقال : هوله .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن رجاء الارجاني قال : كتبت إلى الطيّب عليه السلام أنّي كنت في المسجد الحرام فرأيت ديناراً فأهويت إليه

[illegible]

﴿باب ۲۳﴾

☆(فضل النظر الى الكعبة)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن زرارة قال : كنت قاعداً إلى جنب أبي جعفر

من نظر إلى الكعبة كتبت له حسنة ومحيت عنه عشر سيّئات

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن عليّ بن عبدالعزيز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من نظر إلى الكعبة بمعرفة فعرف من حقّنا و حرمتنا مثل الّذي عرف من حقّها وحرمتها غفرالله له ذنوبه وكفاه همّ الدّنيا والآخرة .

باب ۲۳

کعبہ پر نظر کرنا عبادت ہے

۱۔ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پہلو میں بیٹھا تھا حضرت دو زانو قبلہ رخ بیٹھے تھے آپ نے فرمایا اس کی طرف نظر کرنا عبادت ہے ناگاہ بجیلہ کا ایک شخص عاصم بن عمر نامی آیا اور کہنے لگا کعب الاحبار کہتا ہے کہ خانۂ کعبہ ہر صبح کو سجدہ کرتا ہے بیت المقدس کو، حضرت نے فرمایا تم اس بارے میں کیا کہتے ہو اس نے کہا کعب نے جو کچھ کہا ٹھیک کہا ہے فرمایا تم بھی جھوٹے کعب بھی جھوٹا اور آپ نے اظہار غضب کیا۔ زرارہ نے کہا میں نے حضرت کے سوا کسی کو یوں جھوٹا کہتے نہیں دیکھا پھر فرمایا اللہ نے کسی خطۂ زمین کو اپنے لیے اس سے زیادہ محبوب قرار نہیں دیا پھر کعبہ کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ مکرم اور کوئی جگہ نہیں وہ حرم خدا ہے اس نے اپنی کتاب میں بسلسلۂ حج تین مسلسل ماہ کو محترم قرار دیا ہے یعنی شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور رجب کا ایک مہینہ عمرہ کا ہے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا اللہ نے نہیں پیدا کیا کعبہ کے گرد ایک سو بیس رحمتیں رکھی ہیں ان میں ساٹھ طواف کرنے والوں کے لیے اور چالیس نماز گزاروں کے لیے اور بیس دیکھنے والوں کے لیے۔

۳۔ فرمایا کعبہ باعث نظر رحمت الٰہی ہے ہر روز گناہ بخشے جاتے ہیں اس کا طواف کرنے والوں کے اور اس کے جس کا دل اس کی طرف مائل ہو یا جس کو کوئی عذر اس کے لیے روک دے۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا جو کعبہ کی طرف نگاہ کرے اس کے نام پر ہمیشہ نیکی لکھی جائے گی اور اس کا گناہ محو ہوگا جب تک کہ وہ کعبہ کی طرف سے نظر ہٹائے۔ (ض)

۵۔ فرمایا حضرت نے کعبہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے والدین کی طرف نظر کرنا عبادت ہے امام کی طرف نظر کرنا عبادت ہے فرمایا جو کعبہ کی طرف نظر کرے گا تو اس کے لیے ایک حسنہ لکھا جائے گا اور دس گناہ محو کیا جائے گا۔ (حسن)

۶۔ فرمایا جو کعبہ کی طرف معرفت کے ساتھ نظر کرے اور معرفت ہمارے حق و حرمت کی رکھتا ہو وہ مثل اس کے ہے جو کعبہ کے حق اور حرمت کو پہچانتا ہو تو اللہ اس کے گناہ بخش دے گا اور امور دنیا و آخرت میں اس کی مدد کرے گا۔ (مجہول)

﴿باب ۲۴﴾

(فيمن رأى غريمه في الحرم)

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن شاذان بن الخليل أبي الفضل ، عن سماعة بن مهران ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن رجل لي عليه مال فغاب عنّي زماناً فرأيته يطوف حول الكعبة أفأ تقاضاه مالي ؟ قال : لا ، لاتسلّم عليه ولا تروّعه حتّى يخرج من الحرم

باب ۲۴

جو اپنے مقروض کو کعبہ میں دیکھے

ا۔ میں نے کہا ایک شخص میرا مقروض ہے اور وہ غائب ہو گیا ہے ایک مدت کے بعد میں نے اسے کعبہ میں طواف کرتے ہوئے پایا تو کیا میں اس پر تقاضا کروں فرمایا نہیں اسے سلام بھی نہ کرو اور نہ اسے ذلیل کرو جب تک وہ حرم میں ہے۔ (مجہول)

﴿ باب ۲۵ ﴾

(ما يهدى الى الكعبة)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز قال : أخبرني ياسين قال : سمعت أباجعفر عليه السلام يقول : إنّ قوماً أقبلوا من مصر فمات منهم رجلٌ فأوصى بألف درهم للكعبة فلمّا قدم الوصيُّ مكّة سأل فدلّوه على بني شيبة فأتاهم فأخبرهم الخبر فقالوا : قد برءت ذمّتك ادفعها إلينا فقام الرّجل فسأل النّاس فدلّوه على أبي جعفر محمّد بن عليّ عليهما السلام قال أبوجعفر عليه السلام : فأتاني فسألني فقلت له : إنّ الكعبة غنيّة عن هذا انظر إلى من أمّ هذا البيت فقطع به أو ذهبت نفقته أو ضلّت راحلته أو عجز أن يرجع إلى أهله فادفعها إلى هؤلاء الّذين سمّيت لك فأتى الرّجل بني شيبة فأخبرهم

بقول أبي جعفر عليه السلام فقالوا : هذا ضالٌّ مبتدع ليس يؤخذ عنه ولاعلمَ له ونحن نسألك بحقِّ هذا و بحقِّ كذا وكذا لما أبلغته عنّا هذا الكلام قال : فأتيت أبا جعفر عليه السلام فقلت له : لقيت بني شيبة فأخبرتهم فزعموا أنّك كذا وكذا وأنّك لاعلم لك ثمَّ سألوني بالعظيم ألّا بلّغتك ماقالوا قال : وأنا أسألك بما سألوك لمّا أتيتهم فقلت لهم : إنَّ من علمي أن لو ولّيت شيئاً من أمر المسلمين لقطّعت أيديهم ثمَّ علّقتها في أستار الكعبة ثمَّ أقمتهم على المصطبّة ثمَّ أمرت منادياً ينادي: ألا إنَّ هؤلاء سرّاق الله فاعرفوهم .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن بنان بن محمّد ، عن موسى بن القاسم ، عن عليِّ بن جعفر ، عن أخيه أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن رجل جعل جاريته هدياً للكعبة كيف يصنع قال : إنَّ أبي أتاه رجل قدجعل جاريته هدياً للكعبة فقال له : قوِّم الجارية أوبعها ثمَّ مر منادياً يقوم على الحجر فينادي : ألا من قصرت به نفقته أوقطع به طريقه أو نفد به طعامه فليأت فلان بن فلان ومره أن يعطي أوّلاً فأوّلاً حتّى ينفد ثمن الجارية .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن صالح بن السنديِّ ، عن جعفر بن بشير ، عن أبان ، عن أبي الحرِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : جاء رجل إلى أبي جعفر عليه السلام فقال : إنّي أهديت جارية إلى الكعبة فأعطيت بها خمسمائة دينار فماترى ؟ قال : بعها ثمَّ خذ ثمنها ثمَّ قم على حائط الحجر ثمَّ ناد وأعط كلَّ منقطع به وكلَّ محتاج من الحاجِّ .

٤ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحسن الميثميِّ ، عن أخويه محمّد وأحمد ، عن عليِّ بن يعقوب الهاشميِّ ، عن مروان بن مسلم ، عن سعيد بن عمرو الجعفيِّ ، عن رجل من أهل مصر قال : أوصى إليَّ أخي بجارية كانت له مغنّية فارهة و جعلها هدياً لبيت الله الحرام فقدمت مكّة فسألت فقيل : ادفعها إلى بني شيبة وقيل لي غير ذلك من القول فاختلف عليَّ فيه ، فقال لي رجل من أهل المسجد : ألا اُرشدك إلى من يرشدك في هذا إلى الحقِّ ؟ قلت : بلى ، قال : فأشار إلى شيخ جالس في المسجد فقال : هذا جعفر بن محمّد عليهما السلام فسله قال : فأتيته عليه السلام فسألته و قصصت عليه القصّة فقال : إنَّ الكعبة لا تأكل ولا تشرب وما اُهدي لها فهولزوّارها بع الجارية وقم على الحجر فناد هل من منقطع به وهل من محتاج من زوّارها فإذا أتوك فسل عنهم وأعطهم و أقسم فيهم ثمنها ، قال : فقلت له : إنَّ بعض من سألته أمرني بدفعها إلى بني شيبة ؟ فقال : أما إنَّ

قائمنا لوقد قام لقد أخذهم و قطع أيديهم وطاف بهم وقال : هؤلاء سرّاق الله .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن أبي عبدالله البرقي ، عن بعض أصحابنا قال : دفعت إليّ امرأة غزلاً فقالت : ادفعه بمكّة ليخاط به كسوة الكعبة فكرهت أن أدفعه إلى الحجبة وأنا أعرفهم ، فلمّا صرت بالمدينة دخلت على أبي جعفر عليه السلام فقلت له : جعلت فداك إنّ امرأة أعطتني غزلاً وأمرتني أن أدفعه بمكّة ليخاط به كسوة الكعبة فكرهت أن أدفعه إلى الحجبة ، فقال : اشتر به عسلاً وزعفراناً وخذ طين قبر أبي عبدالله عليه السلام وأعجنه بماء السماء واجعل فيه شيئاً من العسل والزّعفران و فرّقه على الشيعة ليداووا به مرضاهم .

باب ۲۵

کعبہ کو کیا ھدیہ لے جائے

۱۔ فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے کچھ لوگ مصر سے آئے ان میں سے ایک مرگیا اور یہ وصیّت کرگیا کہ ہزار درہم کعبہ کو دیئے جائیں، وصی جب مکہ میں آیا تو لوگوں سے پوچھا کسے دیئے جائیں انھوں نے بنی شیبہ کو بتایا وہ ان کے پاس گیا اور اطلاع دی انھوں نے کہا تم اپنی ذمہ داری سے بری ہو جاؤ گے وہ رقم ہمیں دے دو، وہ وہاں سے اٹھا اور لوگوں سے پوچھا، انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو بتایا، امام فرماتے ہیں وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا کعبہ مال سے بے پرواہ ہے تم تلاش کرو ایسے لوگوں کو جو اس گھر کی طرف آنے والے ہوں اور راہ میں لٹ گئے ہوں یا زادراہ ختم ہو گیا ہو یا اس کی سواری گم ہو گئی ہو ان لوگوں پر وہ رقم صرف کرو جن کا میں نے ذکر کیا وہ وہ شخص پھر بنی شیبہ کے پاس گیا اور حضرت کا قول بیان کیا، انھوں نے کہا (معاذ اللہ) وہ گمراہ ہیں بدعتی ہیں ان سے کوئی نہیں پوچھتا، وہ جاہل ہیں ہم اس کو اپنے حق کی بنا پر تجھ سے مانگتے ہیں تم ہماری بات وہاں لے کیوں گئے۔ وہ شخص کہتا ہے میں پھر ابوجعفر علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ وہ لوگ تو ایسا ایسا کہتے ہیں آپؑ کو جاہل بتایا اور مال مانگا اور جو انھوں نے کہا وہ میں نے آپ تک پہنچایا۔ حضرت نے فرمایا پھر تم نے کیا کہا میں نے کہا یہ بات میرے علم میں ہے کہ اگر میں نے کسی چیز کا مال مسلمین میں سے ان کو مالک بنا دیا تو ان کے ہاتھ کاٹے جائیں گے، پھر اس شخص سے آپؑ نے فرمایا اس مال کو کعبہ کے پردوں کے پاس رکھ اور ان کو صحن کے پاس کھڑا کر کے ندا کر کہ یہ اللہ کے چور ہیں انھیں پہچان لو۔ (مجہول)

۲۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی کنیز کو تحفتہً کعبہ کو دیا ہو تو وہ کیا کرے فرمایا میرے والد کے پاس بھی ایک ایسا ہی شخص آیا تھا آپ نے اس سے فرمایا اس کنیز کی قیمت کا معاملہ کنیز سے کریا سے فروخت کرنے اور حجر اسود کے پاس کسی سے ندا کرا کہ جس کا زاد راہ کم ہو گیا ہو یا راستہ میں لٹ گیا ہو یا اس کا کھانا کم ہو گیا ہو تو وہ فلاں بن فلاں سے ملے پس جو لوگ پہلے آئیں انھیں دیتا جائے جب تک وہ ختم نہ ہو۔ (مجہول)

۳۔ ایک شخص امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا میں نے ایک کنیز جسے میں نے پانچ سو دینار میں خریدا تھا کعبہ کے لئے ہدیہ دی، تو میں کیا کروں، فرمایا اسے فروخت کر اور دیوار حجر پر کھڑے ہو کر ندا کر اور جس کا زاد راہ ختم ہو گیا یا جو حاجی محتاج ہو اسے دے دے ۔(مجہول)

۴۔ ایک شخص نے اپنے بھائی کو وصیت کی ایک کنیز کے متعلق جو گانے والی طرب افزا تھی کہ یہ ہدیہ ہے خانہ کعبہ کے لئے وہ مکہ آئی اس کے متعلق پوچھا گیا لوگوں نے کہا بنی شیبہ کے حوالے کر دیجئے۔ اس کے علاوہ بھی لوگوں نے بتایا۔ میرے بارے میں اختلاف ہوا، اہل مسجد میں سے ایک شخص نے کہا۔ میں تیری رہنمائی ایک ایسے شخص کی طرف کرتا ہوں جو تجھے صحیح امر کی طرف ہدایت کرے گا مسجد میں بیٹھے ہوئے ایک بزرگ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ جعفر بن محمد ہیں ان سے پوچھ، راوی کہتا ہے کہ میں ان کے پاس گیا اور سوال کیا اور سارا قصہ بیان کیا۔ فرمایا کعبہ تو نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے جو ہدیہ اس کے پاس بھیجا جائے وہ اس کے زائرین کے لئے ہے، غریب محتاجوں کے لئے جب وہ تیرے پاس آئیں تو ان سے سوال کر اور ان کو دے دے اور اس کی قیمت ان میں تقسیم کر دے میں نے کہا بعض لوگوں سے میں نے سوال کیا تو انھوں نے مجھے دینے کو کہا بنی شیبہ کو فرمایا جب ہمارے قائم کا ظہور ہو گا تو ان سب کو دھر پکڑے گا اور ان کے ہاتھ قلم کرے گا اور ان کے گرد گھوم کر کہے گا یہ ہیں اللہ کے چور۔ (مجہول)۔

۵۔ مجھے ایک عورت نے سوت دیا کہ اسے مکہ لے جا تاکہ اس سے لباس کعبہ سیا جائے۔ میں نے یہ پسند نہ کیا کہ وہ دربانوں کے سپرد کر دوں۔ حضرت نے فرمایا اس کو فروخت کر کے شہد و زعفران خرید کر اور اسے شیعوں میں تقسیم کر تاکہ وہ اپنے مریضوں کا علاج کریں ۔(مرسل)

﴿ باب ۲۶ ﴾

☆(في قوله عز وجل «سواء العاكف فيه والباد»)☆

١ـ عدةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن عليّ بن الحكم، عن الحسين بن أبي العلاء قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: إنَّ معاوية أوَّل من علّق على بابه مصراعين بمكّة

فمنع حاجّ بيت الله ماقال الله عزّ و جلّ: « سواء العاكف فيه والباد » وكان الناس إذا قدموا مكّة نزل البادي على الحاضر حتّى يقضي حجّه وكان معاوية صاحب السلسلة الّتي قال الله تعالى: « في سلسلة ذرعها سبعون ذراعاً فاسلكوه ☆ إنّه كان لايؤمن بالله العظيم » وكان فرعون هذه الأُمّة.

باب ۲۶

آیہ سواء العاکف فیہ والباد کا مطلب

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے معاویہ پہلا وہ شخص ہے جس نے مکہ میں اپنے گھر کے دروازے میں دو کواڑ لگوائے اور بیت اللہ کے حاجیوں کو داخلے سے روکا حالانکہ خدا نے فرمایا ہے کہ اس شہر والا اور باہر والا بادیہ نشین برابر ہے جب تک کہ وہ حج کو پورا کرے اور معاویہ ہی وہ زنجیر والا ہے جس کے متعلق خدا نے فرمایا ہے کہ دوزخی ایسی ہی زنجیر میں جکڑے ہوں گے۔ جس کا طول ستر ہاتھ کا ہوگا، جونکہ وہ خدا پر ایمان نہیں لائے لہذا انھیں جکڑ لو اور معاویہ اس امت کا فرعون تھا۔ (ض)

﴿باب ۲۷﴾

☆(حج النبي صلى الله عليه و آله)☆

١ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن يحيى، عن غياث بن إبراهيم عن جعفر عليه السلام قال: لم يحجّ النّبيّ صلى الله عليه و آله بعد قدومه المدينة إلّا واحدة و قد حجّ بمكّة مع قومه حجّات.

٢ـ أحمد بن محمّد، عن الحسن بن عليّ، عن عيسى الفرّاء، عن عبد الله بن أبي يعفور، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: حجّ رسول الله صلى الله عليه و آله عشر حجّات مستسرّاً في كلّها يمرّ بالمأزمين فينزل ويبول.

٣ـ أحمد بن محمّد، عن الحسن بن عليّ، عن يونس بن يعقوب، عن عمر بن يزيد، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: حجّ رسول الله صلى الله عليه و آله عشرين حجّة.

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله أقام بالمدينة عشر سنين لم يحجَّ ثمَّ أنزل الله عزَّ وجلَّ عليه : «وأذِّن في النّاس بالحجِّ يأتوك رجالاً وعلى كلِّ ضامر يأتين من كلِّ فجٍّ عميق» فأمر المؤذِّنين أن يؤذِّنوا بأعلى أصواتهم بأنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله يحجُّ في عامه هذا ، فعلم به من حضر المدينة وأهل العوالي والأعراب و اجتمعوا لحجِّ رسول الله صلى الله عليه وآله وإنّما كانوا تابعين ينظرون ما يؤمرون ويتبعونه أو يصنع شيئاً فيصنعونه فخرج رسول الله صلى الله عليه وآله في أربع بقين من ذي القعدة فلمّا انتهى إلى ذي الحليفة زالت الشّمس فاغتسل ثمَّ خرج حتّى أتى المسجد الّذي عند الشجرة فصلّى فيه الظّهر وعزم بالحجِّ مفرداً وخرج حتّى انتهى إلى البيداء عند الميل الأوَّل فصفَّ له سماطان فلبّى بالحجِّ مفرداً وساق الهدي ستّاً و ستّين أو أربعاً وستّين حتّى انتهى إلى مكّة في سلخ أربع من ذي الحجّة فطاف بالبيت سبعة أشواط ثمَّ صلّى ركعتين خلف مقام إبراهيم عليه السلام ثمَّ عاد إلى الحجر فاستلمه وقد كان استلمه في أوَّل طوافه ثمَّ قال : إنَّ الصّفا والمروة من شعائر الله فأبدء بما بدء الله تعالى به وإنَّ المسلمين كانوا يظنّون أنَّ السّعي بين الصّفا والمروة شيء صنعه المشركون فأنزل الله عزَّ وجلَّ : «إنَّ الصفا والمروة من شعائر الله فمن حجَّ البيت أو اعتمر فلا جناح عليه أن يطّوَّف بهما» ثمَّ أتى الصّفا فصعد عليه واستقبل الرُّكن اليمانيَّ فحمد الله و أثنى عليه ودعا مقدار ما يقرء سورة البقرة مترسّلاً ثمَّ انحدر إلى المروة فوقف عليها كما وقف على الصّفا ثمَّ انحدر و عاد إلى الصّفا فوقف عليها ثمَّ انحدر إلى المروة حتّى فرغ من سعيه ، فلمّا فرغ من سعيه و هو على المروة أقبل على النّاس بوجهه فحمد الله وأثنى عليه ثمَّ قال : إنَّ هذا جبرئيل ـ وأومأ بيده إلى خلفه ـ يأمرني أن آمر من لم يسق هدياً أن يحلَّ ولو استقبلت من أمري ما استدبرت لصنعت مثل ما أمرتكم ولكنّي سقت الهدي ولا ينبغي لسائق الهدي أن يحلَّ حتّى يبلغ الهدي محلّه ؛ قال : فقال له رجل من القوم : لنخرجنَّ حجّاجاً ورؤوسنا وشعورنا تقطر فقال له رسول الله صلى الله عليه وآله : أما إنّك لن تؤمن بهذا أبداً ؛ فقال له سراقة بن مالك بن جعشم الكنانيّ : يا رسول الله علّمنا ديننا كأنّا خلقنا اليوم فهذا الّذي أمرتنا به لعامنا هذا أم لما يستقبل؟

فقال له رسول الله صلى الله عليه وآله : بل هو للأبد إلى يوم القيامة ، ثمّ شبّك أصابعه وقال : دخلت العمرة في الحجّ إلى يوم القيامة ، قال : وقدم عليّ عليه السلام من اليمن على رسول الله صلى الله عليه وآله وهو بمكّة فدخل على فاطمة سلام الله عليها وهي قد أحلّت فوجد ريحاً طيّبة ووجد عليها ثياباً مصبوغة فقال : ماهذا يا فاطمة ؟ فقالت أمرنا بهذا رسول الله صلى الله عليه وآله فخرج عليّ عليه السلام إلى رسول الله صلى الله عليه وآله مستفتياً ، فقال : يا رسول الله إنّي رأيت فاطمة قد أحلّت وعليها ثياب مصبوغة ؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : أنا أمرت النّاس بذلك فأنت يا عليّ بما أهللت ؟ قال : يا رسول الله إهلالاً كإهلال النبيّ ، فقال له رسول الله صلى الله عليه وآله : قرّ على إحرامك مثلي وأنت شريكي في هديي ، قال : ونزل رسول الله صلى الله عليه وآله بمكّة بالبطحاء هو وأصحابه ولم ينزل الدّور فلمّا كان يوم التّروية عند زوال الشّمس أمر النّاس أن يغتسلوا ويهلّوا بالحجّ وهو قول الله عزّ وجلّ الّذي أنزل على نبيّه صلى الله عليه وآله : «فاتّبعوا ملّة (أبيكم) إبراهيم» فخرج النبيّ صلى الله عليه وآله وأصحابه مهلّين بالحجّ حتّى أتى منى فصلّى الظّهر والعصر والمغرب والعشاء الآخرة والفجر ثمّ غدا والنّاس معه وكانت قريش تفيض من المزدلفة وهي جمع ويمنعون النّاس أن يفيضوا منها ، فأقبل رسول الله صلى الله عليه وآله وقريش ترجو أن تكون إفاضته من حيث كانوا يفيضون فأنزل الله تعالى عليه «ثمّ أفيضوا من حيث أفاض النّاس واستغفروا الله» يعني إبراهيم وإسماعيل وإسحاق في إفاضتهم منها ومن كان بعدهم ، فلمّا رأت قريش أنّ قبّة رسول الله صلى الله عليه وآله قد مضت كأنّه دخل في أنفسهم شيء للّذي كانوا يرجون من الإفاضة من مكانهم حتّى انتهى إلى نمرة وهي بطن عرنة بحيال الأراك فضربت قبّته وضرب النّاس أخبيتهم عندها فلمّا زالت الشّمس خرج رسول الله صلى الله عليه وآله ومعه قريش وقد اغتسل وقطع التّلبية حتّى وقف بالمسجد فوعظ النّاس وأمرهم ونهاهم ، ثمّ صلّى الظهر والعصر بأذان وإقامتين ، ثمّ مضى إلى الموقف فوقف به فجعل النّاس يبتدرون أخفاف ناقته يقفون إلى جانبها فنحّاها ، ففعلوا مثل ذلك ، فقال : أيّها النّاس ليس موضع أخفاف ناقتي بالموقف ولكن هذا كلّه ـ وأومأ بيده إلى الموقف ـ فتفرّق النّاس وفعل مثل ذلك بالمزدلفة فوقف النّاس حتّى وقع القرص قرص الشّمس ـ ثمّ أفاض وأمر النّاس بالدعة حتى انتهى إلى المزدلفة وهو المشعر

الحرام فصلّى المغرب والعشاء الآخرة بأذان واحد و إقامتين ثمّ أقام حتّى صلّى فيها الفجر وعجّل ضعفاء بني هاشم بليل وأمرهم أن لا يرموا الجمرة ـ جمرة العقبة ـ حتّى تطلع الشّمس فلمّا أضاء له النّهار أفاض حتّى انتهى إلى منى فرمى جمرة العقبة وكان الهدي الّذي جاء به رسول الله صلى الله عليه وآله أربعة وستّين أو ستّة و ستّين وجاء عليّ عليه السلام بأربعة و ثلاثين أو ستّة وثلاثين ، فنحر رسول الله صلى الله عليه وآله ستّة وستّين ونحر عليّ عليه السلام أربعة وثلاثين بدنة وأمر رسول الله صلى الله عليه وآله أن يؤخذ من كلّ بدنة منها جذوة من لحم ، ثمّ تطرح في برمة ، ثمّ تطبخ ، فأكل رسول الله صلّى الله عليه و آله و سلّم وعليّ وحسيا من مرقها ولم يعطيا الجزّارين جلودها ولا جلالها و لا قلائدها و تصدّق به وحلق وزار البيت ورجع إلى منى وأقام بها حتّى كان اليوم الثّالث من آخر أيّام التّشريق ، ثمّ رمى الجمار ونفر حتّى انتهى إلى الأبطح فقالت له عائشة : يا رسول الله ترجع نساؤك بحجّة و عمرة معاً وأرجع بحجّة ؟ فأقام بالأبطح وبعث معها عبد الرّحمن بن أبي بكر إلى التّنعيم فأهلّت بعمرة ثمّ جاءت و طافت بالبيت و صلّت ركعتين عند مقام إبراهيم عليه السلام وسعت بين الصّفا والمروة، ثمّ أتت النّبيّ صلى الله عليه وآله فارتحل من يومه ولم يدخل المسجد الحرام ولم يطف بالبيت و دخل من أعلى مكّة من عقبة المدنيّين وخرج من أسفل مكّة من ذي طوى .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن إسماعيل بن همّام ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : أخذ رسول الله صلى الله عليه وآله حين غدا من منى في طريق ضبّ و رجع ما بين المأزمين وكان إذا سلك طريقاً لم يرجع فيه .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله حين حجّ حجّة الإسلام خرج في أربع بقين من ذي القعدة حتّى أتى الشّجرة فصلّى بها ثمّ قاد راحلته حتّى أتى البيداء فأحرم منها و أهلّ بالحجّ و ساق مائة بدنة وأحرم النّاس كلّهم بالحجّ لا ينوون عمرة ولا يدرون ما المتعة حتّى إذا قدم رسول الله صلى الله عليه وآله مكّة طاف بالبيت وطاف النّاس معه ثمّ صلّى ركعتين عند المقام واستلم الحجر ،

ثمّ قال: أبدء بما بدء الله عزّ وجلّ به فأتى الصّفا فبدء بها ثمّ طاف بين الصّفا والمروة سبعاً فلمّا قضى طوافه عند المروة قام خطيباً فأمرهم أن يحلّوا و يجعلوها عمرة و هو شيء أمر الله عزّ وجلّ به فأحلّ النّاس و قال رسول الله صلى الله عليه وآله: لو كنت استقبلت من أمري ما استدبرت لفعلت كما أمرتكم ولم يكن يستطيع أن يحلّ من أجل الهدي الّذي كان معه إنّ الله عزّ وجلّ يقول: «ولا تحلقوا رؤوسكم حتّى يبلغ الهدي محلّه» فقال سراقة بن مالك بن جعشم الكنانيّ: يارسول الله علّمنا كأنّا خلقنا اليوم أرأيت هذا الّذي أمرتنا به لعامنا هذا أو لكلّ عام؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وآله: لا بل للأبد الأبد. وإنّ رجلاً قام فقال: يارسول الله نخرج حجّاجاً و رؤوسنا تقطر؟! فقال رسول الله صلى الله عليه وآله: إنّك لن تؤمن بهذا أبداً قال: وأقبل عليّ عليه السلام من اليمن حتّى وافى الحجّ فوجد فاطمة سلام الله عليها قد أحلّت ووجد ريح الطّيب، فانطلق إلى رسول الله صلى الله عليه وآله مستفتياً فقال رسول الله صلى الله عليه وآله: يا عليّ بأيّ شيء أهللت؟ فقال: أهللت بما أهلّ به النّبيّ صلى الله عليه وآله فقال: لا تحلّ أنت فأشركه في الهدي وجعل له سبعاً وثلاثين ونحر رسول الله صلى الله عليه وآله ثلاثاً وستّين فنحرها بيده ثمّ أخذ من كلّ بدنة بضعة فجعلها في قدر واحد ثمّ أمر به فطبخ فأكل منه وحسا من المرق وقال: قد أكلنا منها الآن جميعاً؛ والمتعة خير من القارن السّائق وخير من الحاجّ المفرد. قال: وسألته أليلاً أحرم رسول الله صلى الله عليه وآله أم نهاراً؟ فقال: نهاراً قلت: أيّة ساعة؟ قال: صلاة الظهر.

٧ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن النّضر ابن سويد، عن عبد الله بن سنان قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: ذكر رسول الله صلى الله عليه وآله الحجّ فكتب إلى من بلغه كتابه ممّن دخل في الإسلام: أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله يريد الحجّ يؤذنهم بذلك ليحجّ من أطاق الحجّ فأقبل النّاس فلمّا نزل الشّجرة أمر النّاس بنتف الإبط و حلق العانة والغسل والتجرّد في إزار ورداء أو إزار وعمامة يضعها على عاتقه لمن لم يكن له رداء وذكر أنّه حيث لبّى قال: «لبّيك اللّهمّ لبّيك لبّيك، لا شريك لك لبّيك، إنّ الحمد والنّعمة لك والملك لا شريك لك» وكان رسول الله صلى الله عليه وآله يكثر من ذي المعارج وكان يلبّي كلّما لقي راكباً أو علا أكمة أو هبط وادياً و من آخر اللّيل و في إدبار الصلوات، فلمّا دخل مكّة دخل من أعلاها من العقبة وخرج حين خرج من ذي طوى

فلمّا انتهى إلى باب المسجد استقبل الكعبة ـ وذكر ابن سنان أنّه باب بني شيبة ـ فحمدالله وأثنى عليه وصلّى على أبيه إبراهيم ، ثمّ أتى الحجر فاستلمه فلمّا طاف بالبيت صلّى ركعتين خلف مقام إبراهيم عليه السلام ودخل زمزم فشرب منها ، ثمّ قال : «اللّهمّ إنّي أسألك علماً نافعاً ورزقاً واسعاً وشفاءً من كلّ داءٍ وسقم» فجعل يقول ذلك و هو مستقبل الكعبة ، ثمّ قال لأصحابه : ليكن آخر عهدكم بالكعبة استلام الحجر ، فاستلمه ثمّ خرج إلى الصّفا ، ثمّ قال : أبدء بما بدءالله به ، ثمّ صعد على الصّفا فقام عليه مقدار ما يقرء الإنسان سورة البقرة .

٨ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن حمّاد بن عثمان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : نحر رسول الله صلى الله عليه وآله بيده ثلاثاً و ستّين و نحر عليّ عليه السلام ماغبر ، قلت : سبعة وثلاثين ؟ قال : نعم .

٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الّذي كان على بدن رسول الله صلى الله عليه وآله ناجية بن جندب الخزاعيّ الأسلميّ والّذي حلق رأس النّبيّ صلى الله عليه وآله في حجّته معمر بن عبدالله بن حرانة بن نصر بن عوف بن عويج بن عدى بن كعب ؛ قال : ولمّا كان في حجّة رسول الله صلى الله عليه وآله وهو يحلقه ، قالت قريش أي معمر ! اُذن رسول الله صلى الله عليه وآله في يدك وفي يدك الموسى ، فقال معمر : والله إنّي لأعدّه من الله فضلاً عظيماً عليّ ، قال : وكان معمر هوالّذي يرحل لرسول الله صلى الله عليه وآله فقال رسول الله : يامعمر إنّ الرّحل اللّيلة لمسترخي ، فقال معمر : بأبي أنت واُمّي لقد شددته كما كنت أشدّه ولكن بعض من حسدني مكاني منك يا رسول الله أراد أن تستبدل بي ، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : ماكنت لأفعل .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اعتمر رسول الله صلى الله عليه وآله ثلاث عمر مفترقات : عمرة في ذي القعدة أهلّ من عسفان و هي عمرة الحديبية وعمرة أهلّ من الجحفة وهي عمرة القضاء وعمرة أهلّ من الجعرانة بعدمارجع من الطّائف

من غزوة حنين .

١١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن أبي نجران ، عن العلاء ابن رزين ، عن عمر بن يزيد قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أحجَّ رسول الله صلى الله عليه وآله غير حجَّة الوداع ؟ قال : نعم عشرين حجَّة .

١٢ ـ سهلٌ ، عن ابن فضَّال ، عن عيسى الفرَّاء ، عن ابن أبي يعفور ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : حجَّ رسول الله صلى الله عليه وآله عشرين حجَّة مستسرَّة كلّها يمرُّ بالمأزمين فيبول .

١٣ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد بن سماعة ، عن جعفر بن سماعة ؛ ومحمّد ابن يحيى ، عن عبدالله بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم جميعاً ، عن أبان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اعتمر رسول الله صلى الله عليه وآله عمرة الحديبية وقضى الحديبية من قابل ومن الجعرانة حين أقبل من الطائف ثلاث عمر كلّهنَّ في ذي القعدة .

١٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ذكر أنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله اعتمر في ذي القعدة ثلاث عمر كلُّ ذلك يوافق عمرته ذا القعدة .

باب ۲

حج نبیؐ

۱۔ فرمایا رسولِ خدا نے بیس حج کیا مدینہ میں آنے کے بعد مگر ایک اور اپنی قوم کے ساتھ مکہ میں کئی حج کیے۔ (موثق)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ حضرت رسولِ خدا نے دس حج کیے، سب کے سب چھپ کر، آپ لوگوں کے ساتھ پہاڑوں کے تنگ راستوں سے گزرتے تھے منزلوں پر اُترتے تھے اور پیشاب کرتے تھے (مجہول)

۳۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے بیس حج کیے (موثق)

۴۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے قیام کیا مدینہ میں دس سال اور اس مدت میں حج نہ کر سکے پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ حج کے لیے لوگوں کو بلاؤ، مرد تمہارے پاس آئیں گے اور ہر گہرے درہ سے دُبلی پتلی اونٹنیوں پر سوار ہو کر چلے آئیں

گے حضورؐ نے موذنوں کو حکم دیا کہ بلند آواز سے اعلان کریں کہ رسول اللہ اس سال حج کریں گے پس جو لوگ مدینہ میں تھے وہ آگاہ ہو گئے اور آس پاس کے عربوں کو بھی مطلع کر دیا گیا سب لوگ جمع ہو گئے اور اس کا انتظار کرنے لگے کہ حضورؐ کیا حکم دیتے ہیں تاکہ اس کو بجا لائیں اور جیسا حضرت کریں ویسا ہی وہ بھی کریں ماہ ذی قعدہ کے چار دن باقی تھے کہ حضور مدینہ سے چلے جب مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو زوال آفتاب ہو گیا تھا۔ آپ نے غسل کیا پھر وہاں سے چل کر اس مسجد میں آئے جو مسجد شجرہ کہلاتی ہے آپؐ نے وہاں نماز ظہر پڑھی اور حج مفردہ کا ارادہ کیا اور پہلی رات کے قریب مقام بیداء میں پہنچے وہاں دو ادنی کپڑے پہنائے گئے آپؐ نے حج مفردہ کا تلبیہ کیا اور ہدی کو لے چلے جن کی تعداد ۶۶ یا ۶۴ تھی اس کے بعد ۴ ذی الحجہ کو آپؐ مکہ پہنچے اور آپؐ نے سات مرتبہ خانۂ کعبہ کا طواف کیا۔ پھر آپؐ نے دو رکعت نماز مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھی پھر آپ حجر کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا اور پہلے طواف میں بھی بوسہ دیا تھا پھر فرمایا صفا اور مروہ شعائر اللہ میں سے ہیں پس میں حکم خدا کے مطابق کرتا ہوں مسلمان یہ گمان کرتے تھے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا مشرکوں کا عمل ہے پس اللہ نے یہ آیت نازل کی کہ صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں پس جو حج کرے اور عمرہ بجا لائے اس پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ ان دونوں کا طواف کرے۔ پھر آپؐ صفا پر آئے اور رکن یمانی کی طرف رخ کیا اور خدا کی حمد و ثنا کی اتنی دیر دعا کی جتنی دیر مسلسل کوئی سورۂ بقر پڑھے، پھر مروہ پر تشریف لے گئے اور جتنی دیر صفا پر ٹھہرے تھے وہاں بھی ٹھہرے پھر وہاں سے کوہ صفا پر گئے اور ٹھہرے۔ پھر وہ مروہ پر گئے یہاں تک کہ ان کی سعی سے فارغ ہوئے در آنحالیکہ آپ مروہ پر تھے اور آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا یہ جبرئیل ہیں اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اپنی پشت کی طرف اور فرمایا کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ جو ہدی کو نہیں لے جائے گا محل نہیں ہوگا اگر میں اپنے امر میں آگے بڑھوں گا تو پیچھے نہ ہٹوں گا۔ میں وہی کروں گا جیسا میں نے تم کو حکم دیا ہے میں ہدی لے جاؤں گا اور ہدی لے جانے والے کے لئے جائز نہیں ہے کہ ہدی کے اپنے مقام پر پہنچنے سے پہلے محل ہو جائے۔ ایک شخص نے کہا ہم حاجی بن کر ایسی صورت میں نہیں نکلیں گے کہ ہمارے سروں اور بالوں سے غسل جنابت کا پانی ٹپکتا ہو (یہ کہنے والے حضرت عمر تھے جنھوں نے حج تمتع کو حرام کیا) حضرت نے فرمایا تم اس پر کبھی ایمان نہ لاؤ گے حضرت کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ انھوں نے اپنے عہد خلافت میں حج تمتع کو حرام کیا۔) سراقہ بن مالک نے کہا یا رسول اللہ ہم نے اپنے دین کو اس طرح جان لیا گویا ہم آج ہی پیدا ہوئے تھے جو آپ نے ہمیں حکم دیا ہم نے اسے جان لیا۔

کیا یہ حکم ہمارے ہی لئے ہے فرمایا قیامت تک کے لئے ہے پھر اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں اور فرمایا اس طرح میں نے عمرہ کو حج میں داخل کیا قیامت تک کے لئے۔ حضرت علیؑ اسی موقع پر یمن سے آئے جب کہ

رسولؐ اللہ مکہ میں تھے پس حضرت علیؑ فاطمہ علیہا السلام کے پاس آئے درآنحالیکہ وہ احرام کھول چکی تھیں اور خوشبو لگائے ہوئے تھیں اور رنگین کپڑے پہنے ہوئے۔ فرمایا اے فاطمہ ایسا کیوں ہے فرمایا رسول اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے پس حضرت علی رسولؐ خدا کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ فاطمہ مُحِل ہو گئیں اور انھوں نے رنگین کپڑے پہن لیے فرمایا میں نے لوگوں کو یہی حکم دیا ہے یا علی تم نے ہلہلہ کیسے فرمایا اسی نیت سے جو نبی کی ہے۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا میری طرح تم احرام باندھے رہو ہدی میں میرے شریک ہو پھر حضرت مع اصحاب مکہ کے مقام بطحا پر آئے لیکن گھروں میں نہیں اُترے جب یوم ترویہ آیا تو زوال آفتاب کے وقت لوگوں کو غسل کا حکم دیا کہ ہلہلہ حج کریں جیسا کہ خدا نے اپنے نبی پر نازل کیا ہے۔

اتباع کرو ملت ابراہیم کا خلوص سے پھر حضرت مع اصحاب ہلہلہ حج کرتے ہوئے نکلے اور منیٰ میں آئے اور ظہر کی نماز پڑھی، عصر اور مغرب، عشاء اور صبح کی نماز پڑھی پھر صبح کو لوگ آپ کے ساتھ تھے اور قریش مزدلفہ سے چل کھڑے ہوتے تھے اور لوگوں کو وہاں سے چلنے کے لیے منع کرتے تھے رسولؐ اللہ تشریف لائے اور قریش کو یہ امید تھی کہ ان کا یہ چل پڑنا اسی طرح کا ہوگا جیسے دوسرے لوگ چل کھڑے ہوتے ہیں۔ خدا نے رسولؐ پر یہ آیت نازل کی، تم بھی اسی طرح چل کھڑے ہو جیسے اور لوگ چل کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ سے استغفار کرو یعنی ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق، جس وقت وہاں سے چلتے تھے تم بھی چلو، اور جس وقت ان کے بعد والے چلتے تھے جب قریش نے دیکھا کہ حضرت کا خیمہ کھڑا کیا تو ان کے دلوں میں یہ بات پیدا ہوئی جس کی چل کھڑے ہونے کے بارے میں وہ امید کرتے تھے یہاں تک کہ رسولؐ اللہ مقام نمرہ تک پہنچے اور وہاں آپ کا خیمہ نصب ہوا اس کے پاس اوروں نے بھی اپنے خیمے نصب کیے جب زوال آفتاب ہو گیا تو رسول اللہ خیمہ سے نکلے اور آپ کے ساتھ قریش تھے حضرت نے غسل کیا اور تلبیہ قطع کیا پھر آپؐ نے مسجد میں ٹھہر کر لوگوں کو وعظ کیا اور کچھ باتوں کا حکم دیا اور کچھ باتوں سے روکا پھر نماز ظہر و عصر ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا کی پھر موقف کی طرف گئے اور قیام کیا لوگ بڑھے کہ آپ کے ناقہ کے موڑے درست کریں وہ ناقہ کے چاروں طرف جمع تھے آپ نے ان کو ہٹایا اور فرمایا لوگو یہ جگہ اس کام کے لیے نہیں ہے یہ سن کر لوگ متفرق ہو گئے اور انھوں نے یہ کام مزدلفہ میں کیا لوگ وہاں ٹھہرے رہے جب سورج غروب ہوا تو چلے حضرت نے دعا کا حکم دیا جب مزدلفہ آیا جو مشعر الحرام ہے تو مغرب و عشاء کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں پڑھی پھر قیام کیا اور وہیں صبح کی نماز پڑھی بنی ہاشم کے کمزور لوگوں کو رات ہی میں چلتا کیا اور حکم دیا کہ وہ طلوع آفتاب سے جمرۂ عقبہ پر پہ رمی کریں اور دن نکلتے ہی وہاں سے چل دیں اور منیٰ پہنچیں، پھر حضرت نے جمرۂ عقبہ پر رمی کی اور جو ہدی رسولؐ اللہ اپنے ساتھ لائے تھے ان کی تعداد ۶۴ یا ۶۶ تھی اور حضرت علی نے نحر کیے ۳۴ اونٹ، اور رسولؐ اللہ نے حکم دیا کہ ہر قربانی سے تھوڑا سا گوشت لیا جائے اور اسے ہانڈی میں پکایا جائے۔

پس رسول اللہ نے اور حضرت علی علیہ السلام نے اس میں سے تھوڑا سا شوربہ کھایا اور قصائیوں کو نہ
قربانی کی کھال دی اور نہ جسم کا کوئی حصہ اور نہ اونٹوں کے قلاوے اور باقی تصدق کر دیا پھر بیت اللہ کی
زیارت کی اور منیٰ کی طرف لوٹ آئے اور وہاں قیام کیا۔ تیسرے دن جو آخر ایام تشریق تھا پھر جمروں پر رمی کی
اور نفرین کی پھر ابطح آئے، حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ اپنی ازواج کو حج و عمرہ ایک ساتھ کرنے کے لیے
کہیے (چونکہ وہ حائض ہونے والی تھیں) اور آپ حج کیجیے۔ حضرت مقام ابطح پر ٹھہرے اور عائشہؓ کو
عبدالرحمن بن ابی بکر کے ساتھ تنعیم میں بھیج دیا جہاں انھوں نے عمرہ کا ہلہلہ کیا اور بیت اللہ آکر طواف کیا اور رسول اللہ
داخل ہوئے بالائی حصہ مکہ سے عقبہ مدینیین ہو کر اور خارج ہوئے اسفل مکہ کے مقام طویٰ سے۔ (حسن)

۵۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ منیٰ سے آنحضرتؐ صنب کی راہ سے چلے اور پتھریلے راستوں سے گزرے آپؐ جس راستہ سے
جاتے تھے اس سے لوٹتے نہ تھے۔ (م)

۶۔ فرمایا حضرت عبداللہ نے کہ جب رسول اللہ نے حج کا ارادہ کیا تو آپ مدینہ سے چلے جبکہ ذی قعدہ کے چار دن باقی
تھے اور شجرہ تک آئے وہاں نماز پڑھی پھر سواری کو چلایا اور بیدا میں آئے یہاں احرام باندھا اور ہلہلہ کیا سو
قربانی کے اونٹ آپ کے ساتھ تھے تمام لوگوں نے حج کا احرام باندھا۔ نیت عمرہ کی نہیں کی اور وہ حج تمتع کو جانتے بھی
نہ تھے جب رسول اللہ مکہ آئے تو حضرت نے طواف کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیے پھر مقام ابراہیم پر
دو رکعت نماز پڑھی اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر فرمایا جو حکم خدا ہے اب وہ بجالاتا ہوں اس کے بعد آپ کوہ صفا پر
آئے اور صفا و مروہ کے درمیان سات طواف کیے جب مروہ پر پہنچ کر وہ ختم ہوئے تو آپ نے خطبہ پڑھا اور لوگوں سے
فرمایا محل ہو جائیں اور اس کو عمرہ قرار دیں۔

اور وہ ایک ایسا حکم ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے اور فرمایا جب میں اپنے معاملہ میں کوئی قدم آگے
بڑھاتا ہوں تو پیچھے نہیں ہٹاتا۔ جو میں نے تم کو حکم دیا ہے وہ خود بھی کرتا ہوں اور نہیں سزاوار ہے اس کے لیے
جو اپنے ساتھ ہدی لایا ہے کہ محل ہو جائے اس سے پہلے کہ ہدی اپنے مقام پر پہنچے، سراقہ نے کہا یا رسول اللہ ہم نے جان
لیا اس طرح گویا ہم آج ہی پیدا ہوئے ہیں یہ تو فرمائیے کیا یہ حکم اسی سال کے لیے ہے یا ہر سال کے لیے؟ فرمایا
ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ اچھا ہے کہ حج کے زمانہ میں (عمرہ کے بعد محل ہو کر عورت کے پاس
جاسکیں اور پھر دوبارہ احرام باندھیں حج کے لیے غسل جنابت کا پانی ہمارے سروں سے ٹپکتا ہو۔
حضرت نے فرمایا تو کبھی ایمان نہ لائے گا۔ حضرت علی یمن سے حج کرنے کے لیے آگئے آپ نے جناب فاطمہ کو
محل حالت میں پایا اور خوشبو بھی پائی رسول اللہ کے پاس آئے اور فتویٰ پوچھا۔ حضرت نے پوچھا یا علی تم نے کیا نیت
کی ہے فرمایا وہی جو آپ کی نیت ہے فرمایا احرام نہ کھولو، اور ان کو اپنی قربانی میں شریک کیا اور ۳۷ قربانیاں

ان کے حصہ میں دیں اور ۶۳ اپنے حصہ میں رکھیں۔

اور حضرت نے ان کو اپنے ہاتھ سے نحر کیا اور ہر قربانی سے تھوڑا سا گوشت لے کر اسے ایک ہانڈی یا دیگ میں ڈالا اور پکوایا پھر تھوڑا سا شوربہ کھایا اور فرمایا اب ہم نے سب میں سے کھایا اور فرمایا حج تمتع بہتر ہے حج قرآن سے اور وہ بہتر ہے حج افراد سے، میں نے پوچھا حضور نے احرام رات کو باندھا تھا یا دن میں، فرمایا دن میں، میں نے کہا کس وقت فرمایا ظہر کے وقت، فرمایا رسول اللہ نے ذکر کیا حج کا اور لکھا ان لوگوں کو جن کا خط آیا تھا جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے تھے کہ رسول اللہ حج کا ارادہ رکھتے ہیں اس کو اطلاع دی جائے کہ جو حج کرنے کی طاقت رکھتا ہے لوگ آ گئے جب منزل شجرہ پر اترے تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی بغلوں کے بال نوچیں اور موئے زہار صاف کریں اور غسل کریں اور صرف ازار و ردا لباس میں رکھیں یا ازار و عمامہ اپنے کندھے پر رکھیں جن کے پاس ردا نہ ہو اور پھر اس طرح تلبیہ کیا۔ لبیک اللھم لبیک لبیک الخ اور حضرت رسول خدا تلبیہ کرتے جب کوئی سوار ملتا یا کسی ٹیلہ پر چڑھتے یا آخر رات کو کسی وادی میں اترتے اور نمازوں کے بعد اور جب عقبہ کے بالائی حصہ سے مکہ میں داخل ہوتے اور جب وہاں سے نکلتے وادی طوی کی طرف سے ہو کر جب باب مسجد پر پہنچتے تو کعبہ کا رخ کرتے، ابن سنان نے کہا کہ وہ باب بنی شیبہ ہے پس اللہ کی حمد و ثنا کرتے اور درود بھیجتے اپنے جد ابراہیم پر اور پھر حجر کے پاس آتے اسے بوسہ دیتے بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھتے پھر زمزم پر آتے اور اس کا پانی پیتے پھر فرمایا یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں علم نافع اور رزق واسع کا اور ہر درد کی شفا کا، اور یہ کعبہ کی طرف رخ کر کے فرماتے پھر آپؐ نے اصحاب سے فرمایا یہ تمہارے ساتھ میرا کعبہ سے آخری عہد ہے حجر کو بوسہ دیتے کا اس کے بعد حضرت نے بوسہ دیا پھر کوہ صفا پر گئے اور فرمایا میں ظاہر کرتا ہوں اس امر کو جو اللہ نے ظاہر کیا پھر صفا پر اتنی دیر قیام کیا جتنی دیر کوئی سورۂ بقر پڑھے۔ (م)

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے نحر کئے اپنے ہاتھ سے ۶۳ اونٹ اور علی علیہ السلام نے اس کے علاوہ میں نے کہا ۳۷ فرمایا ہاں۔ (ض)

۹۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ کے اونٹوں کی نگرانی کرنے والا ناجیہ بن جندب تھا اور حضرت کا سر مونڈنے والا حج میں معمر بن عبداللہ تھا۔

جب وہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ کا سر مونڈ رہا تھا تو قریش نے اس سے کہا کیا رسول اللہ نے اجازت دی تھی کہ تیرے ہاتھ میں استرا ہو، اس نے کہا واللہ میں اپنے لئے خدا کا فضل سمجھتا ہوں یہ معمر وہ شخص ہے جو رسول اللہ کے لئے سواری کا اہتمام کرتا تھا۔

رسول اللہ نے فرمایا۔ اے معمر رات کی سواری ڈھیلی کسی گئی ہے اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں

میں نے تو اسی طرح مضبوط باندھا تھا جیسے باندھا کرتا ہوں لیکن آپ کی جو نظر کرم میرے اوپر ہے لوگوں کو اس پر حسد ہے اور وہ میری جگہ لینا چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا میں ایسا نہیں کروں گا۔ (حسن)

۱۰۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے تین عمرے متفرق کئے ایک ذی قعدہ میں احرام باندھا عسفان سے جو عمرہ حدیبیہ کہلاتا ہے دوسرے کا احرام باندھا جحفہ سے جو عمرہ قضا تھا اور ایک کا احرام باندھا جعرانہ سے جبکہ آپ طائف غزوہ حنین کے بعد لوٹے۔ (حسن)

۱۱۔ میں نے پوچھا کیا رسول اللہ نے حجۃ الوداع کے علاوہ کوئی اور بھی حج کیا تھا فرمایا بیس حج اور کئے تھے۔ (ضـ)

۱۲۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے چھپ کر بیس حج کئے آپ پتھریلے مقاموں سے گزرتے تھے اور صرف بول کے لئے اترتے تھے۔ (ص)

۱۳۔ فرمایا رسول اللہ نے عمرہ حدیبیہ کیا اور حدیبیہ سے اگلے سال کیا اور جعرانہ سے طائف آتے ہوئے تین عمرے کئے اور تینوں ماہ ذی قعدہ میں کئے۔ (موثق)

۱۴۔ فرمایا حضرت نے کہ حضرت رسول خدا نے تین عمرے کئے ہر عمرہ ماہ ذی قعدہ میں۔ (موثق)

﴿ باب ۲۸ ﴾

٭(فضل الحج والعمرة وثوابهما)٭

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان الخزّاز ، عن عليِّ بن عبدالله البجليِّ ، عن خالد القلانسيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال عليُّ بن الحسين عليهما السلام : حجّوا واعتمروا تصحّ أبدانكم وتتّسع أرزاقكم وتكفون مؤونات عيالكم ؛ وقال : الحاجُّ مغفورٌ له وموجوبٌ له الجنّة ومستأنف له العمل ومحفوظ في أهله وماله .

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن سيف بن عميرة ، عن عبد الأعلى قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : كان أبي يقول : من أمَّ هذا البيت حاجّاً أو معتمراً مبرّأً من الكبر رجع من ذنوبه كهيئة يوم ولدته اُمّه ثمّ قرء : «فمن تعجّل في يومين فلا إثم عليه ومن تأخّر فلا إثم عليه لمن اتّقى» قلت : ما الكبر ؟ قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إنّ أعظم الكبر غمص الخلق وسفه الحقّ ، قلت : ما غمص الخلق وسفه الحقّ ؟ قال : يجهل الحقّ ويطعن على أهله ومن فعل ذلك نازع الله رداءه .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عليِّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : ضمان الحاجِّ والمعتمر على الله إن أبقاه بلّغه أهله وإن أماته أدخله الجنّة .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليِّ ، عن السكونيِّ ، عن أبي عبدالله عن آبائه عليهم السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الحجّة ثوابها الجنّة و العمرة كفّارة لكلِّ ذنب .

٥ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن يحيى بن عمرو بن كليع ، عن إسحاق بن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي قد وطّنت نفسي على لزوم الحجِّ كلَّ عام بنفسي أو برجل من أهل بيتي بمالي ؟ فقال : وقد عزمت على ذلك ؟ قال : قلت : نعم ، قال : إن فعلت فأبشر بكثرة المال .

٦ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : الحجّاج يصدرون على ثلاثة أصناف : صنف يعتق من النّار وصنف يخرج من ذنوبه كهيئة يوم ولدته أمّه و صنف يحفظ في أهله وماله ، فذاك أدنى ما يرجع به الحاجُّ .

٧ ـ أبو عليٍّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالله بن يحيى الكاهليِّ قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول و يذكر الحجَّ فقال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : هو أحد الجهادين هو جهاد الضّعفاء و نحن الضعفاء أما إنّه ليس شيء أفضل من الحجِّ إلّا الصّلاة وفي الحجِّ لههنا صلاة وليس في الصّلاة قبلكم حجٌّ ، لا تدع الحجَّ و أنت تقدر عليه أما ترى أنّه يشعث رأسك و يقشف فيه جلدك و يمتنع فيه من النّظر إلى النّساء وإنّا نحن لههنا ونحن قريب ولنا مياه متّصلة ما نبلغ الحجَّ حتّى يشقّ علينا فكيف أنتم في بعد البلاد وما من ملك ولا سوقة يصل إلى الحجِّ إلّا بمشقّة في تغيير مطعم أو مشرب أو ريح أو شمس لا يستطيع ردَّها و ذلك قوله عزَّ وجلَّ : « و تحمل أثقالكم إلى بلد لم تكونوا بالغيه إلّا بشقِّ الأنفس إنَّ ربّكم لرؤوف رحيم » .

۸ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حمّاد بن عيسى ، عن ربعيّ ابن عبدالله ، عن الفضيل بن يسار قال : سمعت أباجعفر عليه السلام يقول : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : لايحالف الفقر والحمّى مدمن الحجّ والعمرة .

۹ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبي أيّوب ، عن سعد الأسكاف قال : سمعت أباجعفر عليه السلام يقول : إنّ الحاجّ إذا أخذ في جهازه لم يخط خطوة في شيء من جهازه إلّا كتب الله عزّ وجلّ له عشر حسنات و محى عنه عشر سيّئات ورفع له عشر درجات حتّى يفرغ من جهازه متى ما فرغ فإذا استقبلت به راحلته لم تضع خفّاً ولم ترفعه إلّا كتب الله عزّ وجلّ له مثل ذلك حتّى يقضي نسكه فإذا قضى نسكه غفر الله له ذنوبه ، وكان ذاالحجّة والمحرّم وصفر وشهر ربيع الأوّل أربعة أشهر تكتب له الحسنات ولاتكتب عليه السّيّئات إلّا أن يأتي بموجبة فإذا مضت الأربعة الأشهر خلط بالنّاس .

۱۰ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن حسين بن خالد قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : لأيّ شيء صار الحاجّ لا يكتب عليه الذّنب أربعة أشهر ؟ قال : إنّ الله عزّ وجلّ أباح المشركين الحرم في أربعة أشهر إذ يقول : « فسيحوا في الأرض أربعة أشهر » ثمّ وهب لمن يحجّ من المؤمنين البيت الذّنوب أربعة أشهر .

۱۱ ـ أحمد ، عن أبي محمّد الحجّال ، عن داود بن أبي يزيد ، عمّن ذكره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الحاجّ لايزال عليه نور الحجّ ما لم يلمّ بذنب .

۱۲ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي محمّد الفرّاء قال : سمعت جعفر بن محمّد عليهما السلام يقول : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : تابعوا بين الحجّ والعمرة فإنّهما ينفيان الفقر والذّنوب كما ينفي الكير خبث الحديد .

۱۳ ـ محمّد بن يحيى ، عن عليّ بن إسماعيل ، عن عليّ بن الحكم ، عن جعفر ابن عمران ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الحجّ والعمرة سوقان من أسواق الآخرة ، اللازم لهما في ضمان الله إن أبقاه أدّاه إلى عياله وإن أماته أدخله الجنّة .

۱۴ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن عيسى ، عن زكريّا المؤمن ، عن إبراهيم بن صالح ، عن رجل من أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الحاجّ والمعتمر وفد الله إن سألوه أعطاهم وإن دعوه أجابهم وإن شفعوا شفّعهم و إن سكتوا إبتدءهم ويعوّضون بالدّرهم ألف [ألف] درهم .

۱۵ ـ وعنه ، عن عبدالمؤمن ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : درهم تنفقه في الحجّ أفضل من عشرين ألف درهم تنفقها في حقّ .

۱۶ ـ وعنه ، عن عبدالمؤمن ، عن داود بن أبي سليمان الجصّاص ، عن عذافر قال قال أبو عبدالله عليه السلام : ما يمنعك من الحجّ في كلّ سنة ؟ قلت : جعلت فداك العيال قال : فقال : إذا متّ فمن لعيالك ؟ أطعم عيالك الخلّ والزّيت وحجّ بهم كلّ سنة .

۱۷ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن عليّ بن أسباط ، عن سليمان الجعفريّ عمّن رواه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان عليّ بن الحسين عليهما السلام يقول : بادروا بالسّلام على الحاجّ والمعتمر ومصافحتهم من قبل أن تخالطهم الذّنوب .

۱۸ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن عيسى ، عن زكريّا المؤمن ، عن شعيب العقرقوفيّ ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الحاجّ والمعتمر في ضمان الله ، فإن مات متوجّهاً غفر الله له ذنوبه وإن مات محرماً بعثه الله ملبّياً و إن مات بأحد الحرمين بعثه الله من الآمنين وإن مات منصرفاً غفر الله له جميع ذنوبه .

۱۹ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن فضّال ، عن الرّضا عليه السلام قال : سمعته يقول : ما وقف أحد في تلك الجبال إلّا استجيب له فأمّا المؤمنون فيستجاب لهم في آخرتهم وأمّا الكفّار فيستجاب لهم في دنياهم .

۲۰ ـ وعنه ، عن أبيه ، عن عليّ بن أسباط ، عن بعض أصحابنا قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إذا أخذ النّاس منازلهم بمنى نادى مناد : يامنى قد جاء أهلك فاتّسعي في فجاجك و اترعي في منابك و مناد ينادي : لو تدرون بمن حللتم لأيقنتم بالخلف بعد المغفرة .

۲۱ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن أبي الجارود ،

عن أبي جعفر عليه السلام قال: «ففرّوا إلى الله إنّي لكم منه نذير مبين» قال: حجّوا إلى الله عزّ وجلّ.

٢٢- عليّ، عن أبيه؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا أخذ النّاس منازلهم بمنى نادى مناد: لو تعلمون بفناء من حللتم لأيقنتم بالخلف بعد المغفرة.

٢٣- محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن ابن فضّال، عن يونس بن يعقوب، عن خاله عبدالله بن عبدالرحمن، عن سعيد السمّان قال: كنت أحجّ في كلّ سنة فلمّا كان في سنة شديدة أصاب الناس فيها جهد فقال لي أصحابي: لو نظرت إلى ما تريد أن تحجّ العام به فتصدّقت به كان أفضل قال: فقلت لهم: وترون ذلك؛ قالوا: نعم، قال: فتصدّقت تلك السنة بما اُريد أن أحجّ به وأقمت قال: فرأيت رؤيا ليلة عرفة و قلت: والله لا أعود ولا أدع الحجّ قال: فلمّا كان من قابل حججت فلمّا أتيت منى رأيت أبا عبدالله عليه السلام وعنده النّاس مجتمعون فأتيته فقلت له: أخبرني عن الرجل وقصصت عليه قصّتي وقلت: أيّهما أفضل الحجّ أو الصدقة؛ فقال: ما أحسن الصدقة- ثلاث مرّات- قال: قلت: أجل فأيّهما أفضل؛ قال: ما يمنع أحدكم من أن يحجّ ويتصدّق قال: قلت: ما يبلغ ماله ذلك ولا يتّسع قال: إذا أراد أن ينفق عشرة دراهم في شيء من سبب الحجّ أنفق خمسة وتصدّق بخمسة أو قصّر في شيء من نفقته في الحجّ فيجعل ما يحبس في الصدقة فإنّ له في ذلك أجراً قال: قلت: هذا لو فعلناه استقام، قال: ثمّ قال: وأنّى له مثل الحجّ- فقالها ثلث مرّات- إنّ العبد ليخرج من بيته فيعطي قسماً حتّى إذا أتى المسجد الحرام طاف طواف الفريضة ثمّ عدل إلى مقام إبراهيم فصلّى ركعتين فيأتيه ملك فيقوم عن يساره فإذا انصرف ضرب بيده على كتفيه فيقول: ياهذا أمّا ما مضى فقد غفر لك وأمّا ما يستقبل فجدّ.

٢٤- عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن أبي أيّوب، عن أبي حمزة الثمالي قال: قال رجل لعليّ بن الحسين عليهما السلام: تركت الجهاد وخشونته ولزمت الحجّ ولينه قال: وكان متّكئاً فجلس وقال: ويحك أما بلغك ما قال رسول الله صلى الله عليه وآله في حجّة الوداع إنّه لمّا وقف بعرفة وهمّت الشمس أن تغيب قال رسول الله صلى الله عليه وآله: يا بلال قل للناس

فلينصتوا فلمّا نصتو قال رسول الله صلى‌الله‌عليه‌وآله : إنّ ربّكم تطوّل عليكم في هذا اليوم فغفر لمحسنكم وشفّع محسنكم في مسيئكم فأفيضو مغفوراً لكم ؛ قال : ـ و زاد غير الثمالي أنّه قال : إلّا أهل التبعات ـ فإنّ الله عدل يأخذ للضعيف من القويّ فلمّا كانت ليلة جمع لم يزل يناجي ربّه ويسأله لأهل التبعات فلمّا وقف بجمع قال لبلال : قل للنّاس فلينصتوا فلمّا نصتوا قال : إنّ ربّكم تطوّل عليكم في هذا اليوم فغفر لمحسنكم وشفّع محسنكم في مسيئكم فأفيضوا مغفوراً لكم وضمن لأهل التبعات من عنده الرّضا .

٢٥ ـ عليّ ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : لمّا أفاض رسول الله صلى‌الله‌عليه‌وآله تلقّاه أعرابيّ بالأبطح فقال : يارسول الله إنّي خرجت أريد الحجّ فعاقني وأنا رجل ميّل ـ يعني كثير المال ـ فمرني أصنع في مالي ما أبلغ به ما يبلغ به الحاجّ قال : فالتفت رسول الله صلى‌الله‌عليه‌وآله إلى أبي قبيس فقال : لو أنّ أباقبيس لك زنته ذهبة حمراء أنفقته في سبيل الله ما بلغت ما بلغ الحاجّ .

٢٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن أبي إسماعيل السرّاج ، عن هارون بن خارجة قال : سمعت أباعبدالله عليه‌السلام يقول : من دفن في الحرم أمن من الفزع الأكبر ، فقلت له : من برّ الناس و فاجرهم ؟ قال : من برّ الناس وفاجرهم .

٢٧ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن العلاء ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : إنّ أدنى ما يرجع به الحاجّ الّذي لا يقبل منه أن يحفظ في أهله وماله ؛ قال : فقلت : بأيّ شيء يحفظ فيهم ؟ قال : لا يحدث فيهم إلّا ما كان يحدث فيهم وهو مقيم معهم .

٢٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جندب ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : قال رسول الله صلى‌الله‌عليه‌وآله : الحجّ جهاد الضعيف ثمّ وضع أبو عبدالله عليه‌السلام يده في صدر نفسه وقال : نحن الضعفاء ونحن [ال] ضعفاء ..

٢٩ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليِّ بن أبي حمزة ، عن إبراهيم بن ميمون قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي أحجُّ سنة و شريكي سنة ، قال : ما يمنعك من الحجِّ يا إبراهيم ؟ قلت : لا أتفرَّغ لذلك جعلت فداك أتصدَّق بخمسمائة مكان ذلك ؟ قال : الحجُّ أفضل ، قلت: ألف ؟ قال : الحجُّ أفضل ، قلت : فألف وخمسمائة ؟ قال : الحجُّ أفضل ، قلت : ألفين ؟ قال : أفي ألفيك طواف البيت ؟ قلت : لا ، قال : أفي ألفيك سعي بين الصفا والمروة ؟ قلت : لا ، قال : أفي ألفيك وقوف بعرفة ؟ قلت : لا ، قال : أفي ألفيك رمي الجمار ؟ قلت : لا ، قال : أفي ألفيك المناسك ؟ قلت : لا ، قال : الحجُّ أفضل .

٣٠ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال لي أبو عبدالله : قال لي إبراهيم ابن ميمون كنت جالساً عند أبي حنيفة فجاءه رجلٌ فسأله فقال : ما ترى في رجل قد حجَّ حجّة الإسلام ، الحجُّ أفضل أم يعتق رقبة ؟ فقال : لا بل عتق رقبة ، فقال أبو عبدالله عليه السلام : كذب والله وأثم لحجّة أفضل من عتق رقبة ورقبة ورقبة حتّى عدَّ عشراً ثمَّ قال: ويحه في أيِّ رقبة طواف بالبيت وسعي بين الصفا والمروة والوقوف بعرفة وحلق الرأس ورمي الجمار لو كان كما قال لعطّل الناس الحجَّ ولو فعلوا كان ينبغي للإمام أن يجبرهم على الحجِّ إن شاؤوا وإن أبوا فإنَّ هذا البيت إنّما وضع للحجِّ .

٣١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه ، عن عمر ابن يزيد قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : حجّة أفضل من [عتق] سبعين رقبة ، فقلت: ما يعدل الحجَّ شيءٌ ، قال : ما يعدله شيءٌ ولدرهم واحدٌ في الحجِّ أفضل من ألفي ألف درهم فيما سواه من سبيل الله ثمَّ قال له : خرجت على نيّف وسبعين بعيراً وبضع عشرة دابّة ولقد اشتريت سوداً أكثر بها العدد ولقد آذاني أكل الخلِّ والزيت حتّى أنَّ حيدة أمرت بدجاجة فشويت فرجعت إليَّ نفسي .

٣٢ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حسين الأحمسيِّ ، عن أبي بصير قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : حجّة خير من بيت مملوءٌ ذهباً يتصدَّق به حتّى يفنى .

٣٣ ـ عليٌّ، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن ربعيّ بن عبدالله، عن الفضيل قال: سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول: لا و ربّ هذه البنية لا يخالف مد من الحجّ بهذا البيت حمّى ولا فقر أبداً.

٣٤ ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد؛ وأحمد بن محمّد جميعاً، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر، عن محمّد بن عبدالله قال: قلت للرّضا عليه السلام: جعلت فداك إنّ أبي حدّثني عن آبائك عليهم السلام أنّه قيل لبعضهم: إنّ في بلادنا موضع رباط يقال له: قزوين و عدوّاً يقال له: الدّيلم فهل من جهاد أوهل من رباط؟ فقال: عليكم بهذا البيت فحجّوه، ثمّ قال: فأعاد عليه الحديث ثلاث مرّات كلّ ذلك يقول: عليكم بهذا البيت فحجّوه ثمّ قال في الثالثة: أما يرضى أحدكم أن يكون في بيته ينفق على عياله ينتظر أمرنا فإن أدركه كان كمن شهد مع رسول الله صلى الله عليه وآله بدراً وإن لم يدركه كان كمن كان مع قائمنا في فسطاطه هكذا و هكذا ـ و جمع بين سبّابتيه ـ فقال أبوالحسن عليه السلام: صدق هو على ماذكر.

٣٥ ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحجّال، عن غالب، عمّن ذكره عن أبي عبدالله عليه السلام قال: الحجّ والعمرة سوقان من أسواق الآخرة والعامل بهما في جوار الله إن أدرك ما يأمل غفر الله له وإن قصر به أجله وقع أجره على الله.

٣٦ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن الحسن زعلان، عن عبدالله ابن المغيرة، عن ابن الطيّار قال: قال أبوعبدالله عليه السلام: حجج تترى وعمر تسعى يدفعنّ عيلة الفقر وميتة السوء.

٣٧ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: أتى النبيّ صلى الله عليه وآله رجلان رجلٌ من الأنصار ورجلٌ من ثقيف فقال الثقفيّ: يا رسول الله حاجتي، فقال: سبقك أخوك الأنصاريّ فقال: يارسول الله إنّي على ظهر سفر وإنّي عجلان وقال الأنصاريّ: إنّي قد أذنت له فقال: إن شئت سألتني وإن شئت نبّأتك فقال: نبّئني يا رسول الله، فقال: جئت تسألني عن الصلاة وعن الوضوء وعن السجود فقال الرّجل: إي و الّذي بعثك بالحقّ، فقال: أسبغ الوضوء واملأ يديك من ركبتيك وعفّر جبينك في التراب

وصلّ صلاة مودّع ، وقال الأنصاري : يارسول الله حاجتي ، فقال : إن شئت سألتني و إن شئت نبّأتك ، فقال : يارسول الله نبّئني ، قال جئت تسألني عن الحجّ وعن الطواف بالبيت والسعي بين الصفا والمروة ورمي الجمار وحلق الرّأس ويوم عرفة فقال الرجل : إي و الّذي بعثك بالحقّ ، قال : لا ترفع ناقتك خفّاً إلّا كتب الله به لك حسنة ، و لا تضع خفّاً إلّا حطّ به عنك سيئة و طواف بالبيت و سعي بين الصفا والمروة تنفتل كما و لدتك اُمّك من الذّنوب و رمي الجمار ذخر يوم القيامة و حلق الرأس لك بكلّ شعرة نور يوم القيامة ويوم عرفة يوم يباهي الله عزّ و جلّ به الملائكة فلو حضرت ذلك اليوم برمل عالج وقطر السماء و أيّام العالم ذنوباً فإنّه تبت ذلك اليوم .

وفي حديث آخر له بكلّ خطوة يخطوا إليها يكتب له حسنة و يمحى عنه سيّئة ويرفع له بها درجة .

٣٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن الحسن بن الجهم عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال : قال أبوجعفر عليه السلام : ما يقف أحد على تلك الجبال برّ ولا فاجر إلّا استجاب الله له فأمّا البرّ فيستجاب له في آخرته ودنياه وأمّا الفاجر فيستجاب له في دنياه .

٣٩ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن المفضّل بن صالح ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الحاجّ ثلاثة فأفضلهم نصيباً رجل غفر له ذنبه ما تقدّم منه وما تأخّر ووقاه الله عذاب القبر و أمّا الّذي يليه فرجل غفر له ذنبه ما تقدّم منه ويستأنف العمل فيما بقي من عمره وأمّا الّذي يليه فرجل حفظ في أهله و ماله .

٤١ ـ ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ما من سفر أبلغ في لحم ولا دم و لا جلد ولا شعر من سفر مكّة ، وما أحد يبلغه حتّى تناله المشقّة .

٤٠ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ و عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الحاجّ على ثلاثة أصناف : صنف يعتق من النّار و صنف يخرج من ذنوبه كهيئة يوم ولدته اُمّه وصنف يحفظ في أهله وماله وهو أدنى ما يرجع به الحاجّ .

٤٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحجّال ، عن داود بن أبي يزيد عن أبي عبدالله عَلَيْهِ‌السَّلَامُ قال : إذا أخذ الناس مواطنهم بمنى نادى مناد من قبل الله عزَّ و جلَّ : إن أردتم أن أرضى فقد رضيت .

٤٣ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عمر بن حفص ، عن سعيد بن يسار قال : قال أبو عبد الله عَلَيْهِ‌السَّلَامُ ـ عشيّة من العشيّات و نحن بمنى و هو يحثّني على الحجّ و يرغبني فيه ـ : يا سعيد أيّما عبد رزقه الله رزقاً من رزقه فأخذ ذلك الرّزق فأنفقه على نفسه و على عياله ثمّ أخرجهم قد ضحاهم بالشّمس حتّى يقدم بهم عشيّة عرفة إلى الموقف فيقيل ، ألم تر فرجاً تكون هناك فيها خلل وليس فيها أحدٌ ؟ فقلت : بلى جعلت فداك ؟ فقال : يجيىء بهم قد ضحاهم حتّى يشعب بهم تلك الفرج فيقول الله تبارك و تعالى لا شريك له : عبدي رزقته من رزقي فأخذ ذلك الرّزق فأنفقه فضحى به نفسه و عياله ثمّ جاء بهم حتّى شعب بهم هذه الفرجة التماس مغفرتي أغفر له ذنبه و أكفيه ما أهمّه و أرزقه . قال : سعيد مع أشياء قالها نحواً من عشرة .

٤٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عَلَيْهِ‌السَّلَامُ قال : قال : إذا أخذ الناس منازلهم بمنى نادى مناد : لو تعلمون بفناء من حللتم لأيقنتم بالخلف بعد المغفرة .

٤٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن سنان ، عن أبي عبدالله عَلَيْهِ‌السَّلَامُ قال : من مات في طريق مكّة ذاهباً أو جائياً أمن من الفزع الأكبر يوم القيامة .

٤٦ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن أبي المغراء عن سلمة بن محرز قال : كنت عند أبي عبدالله عَلَيْهِ‌السَّلَامُ إذ جاءه رجل يقال له : أبو الورد فقال لأبي عبدالله عَلَيْهِ‌السَّلَامُ : رحمك الله إنّك لو كنت أرحت بدنك من المحمل ، فقال أبو عبدالله عَلَيْهِ‌السَّلَامُ : يا أبا الورد ، إنّي أحبُّ أن أشهد المنافع الّتي قال الله تبارك وتعالى: «ليشهدوا منافع لهم» إنّه لا يشهدها أحدٌ إلّا نفعه الله أمّا أنتم فترجعون مغفوراً

لكم وأمّا غيركم فيحفظون في أهاليهم وأموالهم .

٤٧ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن محمّد بن عبد الحميد ، عن عبدالله بن جندب ، عن بعض رجاله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كان الرّجل من شأنه الحجّ كلّ سنة ثمّ تخلّف سنة فلم يخرج قالت الملائكة الّذين على الأرض للّذين على الجبال : لقد فقدنا صوت فلان ، فيقولون : اطلبوه فيطلبونه فلا يصيبونه فيقولون : اللّهم إن كان حبسه دين فأدّ عنه أو مرض فاشفه أو فقر فأغنه أو حبس ففرّج عنه أو فعل فافعل به والنّاس يدعون لأنفسهم وهم يدعون لمن تخلّف .

٤٨ ـ أحمد ، عن عمرو بن عثمان ، عن عليّ بن عبدالله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان عليّ بن الحسين صلوات الله عليهما يقول : يامعشر من لم يحجّ استبشروا بالحاجّ وصافحوهم وعظّموهم فإنّ ذلك يجب عليكم ، تشاركوهم في الأجر .

باب ۲۸

حج و عمرہ کی فضیلت اور انکا ثواب

۱۔ فرمایا علی بن الحسین علیہ السلام نے کہ حج و عمرہ کرو کہ ان سے تمہارے بدن تندرست رہیں گے اور رزق وسیع ہوں گے اور تمہارے اہل و عیال کے خرچ میں کفایت ہوگی اور فرمایا حاجی کے گناہ بخش دیئے جائیں گے جنت اس پر واجب ہوگی اور عمل کا نئے سرے سے آغاز ہوگا اور اس کے اہل و مال حفاظت میں رہیں گے ۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا حضرت نے میرے والد ماجد نے فرمایا جو خانۂ کعبہ کے حج کا یا عمرہ کا ارادہ کرے درآنحالیکہ وہ کبر سے بری ہو اور گناہوں سے باز آئے تو وہ ایسا گناہ سے پاک ہوجائے گا گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے پھر یہ آیت پڑھی ۔ میں نے پوچھا کبر کیا ہے فرمایا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کو عیب لگائے اور حق بات کو جہالت سمجھے اور حق سے جاہل ہو اور حق پرستوں کو طعنے دے جو ایسا کرے گا اللہ سے جھگڑا کرے گا اس کی ردا میں ۔ (خدا نے فرمایا ہے الکبریا ردائی ۔)

۳۔ فرمایا حضرت نے اللہ کی ضمانت ہے کہ حج و عمرہ کرنے والے کو باقی رکھے اور اس کے اہل تک پہنچا دے اور اگر اسے موت دے تو جنت میں داخل کرے ۔ (ض)

۴۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے حج کا ثواب جنت ہے اور عمرہ اس کا کفارہ ہے (ض)

۵۔ میں نے کہا میں نے یہ قرار دیا ہے کہ ہر سال یا تو خود حج کروں یا اپنے خاندان والوں میں سے کسی سے اپنا مال دے کر نیابتہً حج کراؤں فرمایا کیا تو نے ایسا ارادہ کیا ہے، میں نے کہا ہاں، فرمایا تو یقین کر تیرے مال میں زیادتی ہوگی۔ (مجہول)

۶۔ فرمایا حضرت نے حاجی تین قسم کے ہیں ایک وہ جو نار دوزخ سے آزاد ہوں گے دوسرے وہ جو اپنے گناہوں کے بخشے جانے کے بعد ایسے ہوں گے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ حاجی کے لئے یہ کم سے کم ثواب ہے (حسن)

۷۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے حج کا ذکر کرتے ہوئے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ حج دو جہادوں میں سے ایک جہاد ہے یہ جہاد کمزوروں کا اور ہم کمزور ہیں سوائے نماز کوئی عبادت حج سے افضل نہیں اور حج میں نماز ہے اور نماز میں حج نہیں، حج کو ترک نہ کرو درآنحالیکہ تم قادر ہو کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس میں تمہارے سر کے بالوں کی پراگندگی ہوتی ہے تمہاری جلد بدن کو سختی برداشت کرنا ہوتی ہے، عورتوں پر نظر کرنا ممنوع ہوتا ہے۔ ہم تو یہاں ہیں ہم تو قریب رہنے والے ہیں ہمیں برابر پانی ملتا رہتا ہے اور پھر بھی حج میں نفس کو بڑی تکلیف ہوتی ہے تمہارا تو ذکر ہی کیا۔ جو دور دراز شہروں میں رہتے ہیں پردیس، پھر راہوں کی تکلیف اٹھا کر حج کے لئے آتے ہیں، نہ مزیدار کھانا ملتا ہے نہ پانی پھر سرد و گرم ہوائیں اور سخت دھوپ، ان کے رد پر تمہیں قدرت نہیں، جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ مویشی تمہارا بوجھ اٹھا کر ایک شہر سے دوسرے شہر لے جاتے ہیں اگر تم خود لے جاتے تو بڑی تکلیف اٹھانے کے بعد۔ (حسن)

۸۔ فرمایا رسول خدا نے فقر اور گرانی حج و عمرہ سے نہ روکے یعنی ان چیزوں کے خوف سے ترک نہ کرو (مجہول)

۹۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب حج کا ارادہ کرنے والا اپنا سامان سفر درست کرنے لگتا ہے تو اس مدت میں اس کے ہر قدم پر دس حسنات لکھے جاتے ہیں اور دس گناہ محو ہو جاتے ہیں اور سامان سفر کی درستی تک دس درجہ اس کے بلند ہوتے ہیں اور جب سواری تیار ہوتی ہے تو سوار ہونے سے پہلے تک اسی طرح ہوتا ہے اور جب وہ اپنے مناسک حج پورے کر لیتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور ذی الحجہ، محرم، صفر، ربیع الاول یہ چار ماہ اس کے لئے حسنات لکھے جاتے ہیں اور گناہ نہیں لکھے جاتے مگر ہاں اگر کوئی خاص سبب پیدا ہو جب یہ چار ماہ گزر جاتے ہیں تو وہ عام آدمیوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ (مختلف فیہ)

۱۰۔ میں نے پوچھا حاجی کے لئے چار ماہ گناہ کیوں نہیں لکھے جاتے۔ فرمایا مشرکوں کے لئے چار ماہ خدا نے یہ رعایت کی ہے کہ ان سے جنگ نہ کی جائے جیسا کہ فرماتا ہے چار ماہ زمین پر چلو پھرو، پس مومنین کے لئے یہ رعایت کی ہے کہ چار ماہ ان کے گناہ نہ لکھے جائیں۔ (مجہول)

۱۱۔ فرمایا جب تک حاجی گناہ نہیں کرتا اس سے نور حج زائل نہیں ہوتا۔ (مجہول)

۱۲۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے حج کے بعد عمرہ اور عمرہ کے بعد حج کرو کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہ کو اس طرح دور کر

دیتے ہیں جیسے ریتی رگڑ کر لوہے کا زنگ دور کر دیتی ہے۔ (مرسل)

۱۳۔ فرمایا حج و عمرہ آخرت کے بازاروں میں سے دو بازار ہیں اور خدا کی یہ ضمانت ہے کہ حج و عمرہ کرنے والے کو باقی رکھے اور اسے اس کے اہل و عیال تک پہنچا دے اور اگر اس کو مارے تو داخل جنت کرے۔

۱۴۔ فرمایا حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کی فرستادہ جماعت ہیں اگر وہ اس سے سوال کریں گے تو وہ ان کو دے گا اور اگر وہ اس سے دعا کریں گے تو قبول کرے گا اور اگر وہ سفارش کریں گے تو وہ منظور کرے گا اور اگر چپ رہیں گے تو ابتدا کرے گا اور ایک درہم کے بدلے ہزار درہم دے گا۔ (مجہول)

۱۵۔ فرمایا ایک درہم حج میں خرچ کرنا افضل ہے راہِ حق میں دس ہزار درہم خرچ کرنے سے۔ (ض)

۱۶۔ فرمایا تجھے حج سے ہر سال کیا چیز روکتی ہے اس نے کہا اہل و عیال، فرمایا اگر تو مر جائے تو اہل و عیال کا کیا ہوگا اہل و عیال کو سرکہ اور زیتون کھلاؤ اور ہر سال حج کرو (ض)

۱۷۔ فرمایا علی بن الحسین نے کہ حج اور عمرہ کرنے والوں پر سلام کی ابتدا کرو ان سے مصافحہ کرو، قبل اس کے کہ گناہوں سے آغشتہ ہو کر ملو۔ (مجہول)

۱۸۔ فرمایا حاجی اور معتمر، اللہ کی ضمانت میں ہے اگر مناسک ادا کرتا ہوا مرے گا تو اللہ اس کے گناہ بخش دے گا اگر بحالت احرام مرے گا تو اللہ اس کو تلبیہ کرنے والوں کی صورت میں مبعوث کرے گا اور اگر وہ حرم میں مرے گا تو اللہ اسے امن والوں میں مبعوث کرے گا اور اگر حج سے نمٹ کر مرے گا تو اللہ اس کے سب گناہ بخش دے گا۔ (ض)

۱۹۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے نہیں ٹھہرا ان پہاڑوں میں کوئی مگر یہ کہ اس کی دعا قبول کی گئی اور دیگر مومنین، تو ان کی قبولیت کا تعلق آخرت سے ہوگا اور کفار کی دعائیں ان کی دنیا میں قبول ہوں گی۔ (ض)

۲۰۔ فرمایا جب منیٰ میں لوگ پہنچتے ہیں تو منیٰ میں ایک منادی ندا کرتا ہے تیرے اہل آ گئے پس اپنی تنگیوں میں کشادگی پیدا کر اور اپنے ثواب میں رعایت کر اور ایک منادی ندا کرے گا کاش تم جانتے کہ تم کس کے یہاں اترے ہو تو تم یقین کرتے بدلہ مغفرت کے بعد۔ (حسن)

۲۱۔ فرمایا اللہ کی طرف چلو، میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں اللہ کی طرف حج کرو۔ (مرسل)

۲۲۔ ترجمہ نمبر ۲ میں دیکھو۔

۲۳۔ راوی کہتا ہے میں ہر سال حج کرتا تھا ایک سال سخت قحط پڑا اور لوگوں کو سخت تکلیف کا سامنا ہوا میرے دوستوں نے کہا کہ اس سال حج کا ارادہ ملتوی کر دو اور یہ رقم صدقہ میں دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا میں نے کہا کیا تم نے اس پر غور کیا ہے انھوں نے کہا ہاں میں نے تصدق کرنے کا ارادہ کیا، عرفہ کی رات کو پھر غور کیا تو یہ طے کیا کہ میں حج کو ترک نہ کروں گا اگلے سال میں حج کو گیا مقام منیٰ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات ہوئی بہت سے لوگ

حضرت کے پاس جمع تھے میں نے یہ واقعہ بیان کیا اور پوچھا حج افضل ہے یا صدقہ، آپؑ نے تین بار فرمایا صدقہ کا کیا کہنا میں نے کہا لیکن ان میں زیادہ بہتر کون ہے۔ فرمایا تمہیں کیا چیز حج اور صدقہ سے روکتی ہے میں نے کہا مال کی کمی ان دونوں کو بجالانے کی اجازت نہیں دیتی۔ فرمایا اگر کوئی بسلسلہ حج کسی امر میں دس درہم خرچ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اسں میں پانچ درہم خرچ کرے اور پانچ درہم صدقہ دے یا حج کے زمانہ میں اپنے کھانے پینے میں کمی کرے اور جو بچایا ہے وہ صدقہ دے۔ میں نے کہا ہم اگر ایسا کریں تو ٹھیک ہے پھر آپؑ نے تین بار فرمایا حج کے برابر کیا چیز ہو سکتی ہے جب کوئی حج کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو نیکی کا ایک حصہ اسے مل جاتا ہے اور جب مسجد الحرام میں آتا ہے اور طواف فریضہ کرتا ہے اور وہاں سے آکر مقام ابراہیم پر آکر نماز پڑھتا ہے تو ایک فرشتہ بائیں جانب آتا ہے اور جب وہ نماز پڑھ کر بیٹھتا ہے تو اس کے شانہ کو ہلا کر کہتا ہے پچھلے گناہ معاف اب آگے نیکی کر۔

۲۴۔ ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام سے ایک شخص نے کہا میں نے جہاد اور اس کی سختی کو چھوڑ کر حج اور اس کی آسانی کو لے لیا ہے امام علیہ السلام تکیہ لگائے ہوئے تھے یہ سن کر اٹھ بیٹھے اور فرمایا وائے ہو تیرے اوپر، کیا تجھ تک یہ حدیث نہیں پہنچی جو حجۃ الوداع میں فرمائی تھی۔ جبکہ عرفہ میں قیام کیا تھا اور سورج غروب ہونے والا تھا۔ حضرت نے بلال کو حکم دیا کہ لوگوں کو کہو خاموش ہو جائیں جب سب ہمہ تن گوش ہوئے تو حضرت نے فرمایا اس دن اللہ نے بخش دیا تمہارے نکوکاروں کو اور شفاعت قبول کی تمہارے نیکوں کی، تمہارے بدی کرنے والوں کے متعلق پس فائدہ حاصل کرو اس مغفرت کا جو تمہارے لئے ہے اور ابو حمزہ ثمالی راوی حدیث کے علاوہ ایک اور راوی نے اس حدیث میں اتنے الفاظ اور زیادہ بیان کئے۔

اے پہاڑوں کی گھاٹیوں میں رہنے والو اللہ نے عدل کیا ہے کہ وہ قوی سے ضعیف کے بارے میں مواخذہ کرتا ہے جب رات ہوئی تو آپ اہل شعاب کے متعلق اللہ سے مناجات کرتے رہے رحمت کا سوال کرتے رہے پھر بلال سے فرمایا لوگوں کو خاموش کرو جب سب خاموش ہوئے تو فرمایا اللہ نے آج کے دن تم پر بخشش کی ہے تمہارے نیکوں کو بخش دیا اور بدوں کے بارے میں تمہارے نیکوں کی سفارش قبول کی، پس خدا کی بخشش لے کر اٹھو اہل شعاب کے لئے خدا کی طرف سے رضا ہے۔ (حسن)

۲۵۔ جب حضرت چلے تو مقام ابلح میں ایک اعرابی ملا اور کہنے لگا میں حج کو نکلا ہوں آپ مجھے معاف کر دیں میں مالدار آدمی ہوں آپ حکم دیں کہ اتنا مال دے دوں جو ایک حاجی کے ثواب کے لئے کافی ہو، حضرت نے فرمایا اگر یہ کوہ ابو قبیس سونا ہو جائے اور تو اس کو راہ خدا میں خرچ کرے تب بھی وہ ثواب نہ پا سکے گا جو ایک حاجی کا ہوتا ہے۔ (حسن)

۲۶۔ فرمایا جو حرم میں دفن ہوگا قیامت کے خوف سے امن میں رہے گا۔ میں نے کہا ہر نیک و بد فرمایا ہاں ہر نیک و بد (ض)

۲۷۔ ادنٰی بات اس حاجی کے لئے جس کا حج قبول ہو یہ ہے کہ اس کا اہل اور مال محفوظ ہوگا۔ میں نے کہا کس طرح حفاظت

ہوگی ان میں فرمایا ان میں کوئی حادثہ واقع نہ ہوگا مگر جبکہ وہ ان میں سقیم ہو اور کسی حادثہ کا سبب بنے۔

۲۸۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا حج کمزوروں کا جہاد ہے پھر اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ہم ہیں کمزور ہم ہیں کمزور۔ (مجہول)

۲۹۔ میں نے حضرت ابو عبداللہ سے کہا میں خود ایک سال حج کرتا ہوں اور ایک سال میرا شریک حج کرتا ہے فرمایا تمہیں کیا چیز مانع ہوتی ہے۔ میں نے کہا فراغت حاصل نہیں، میں اس کے بدلے پانچ سو روپے صدقہ دیتا ہوں فرمایا حج افضل ہے میں نے کہا ایک ہزار دے دوں گا فرمایا حج افضل ہے میں نے کہا ڈیڑھ ہزار دے دوں گا فرمایا حج افضل ہے میں نے کہا دو ہزار دے دوں گا کیا تیرے دو ہزار طواف کے برابر ہو جائیں گے میں نے کہا نہیں تو کیا سعی صفا و مروہ کے برابر ہوں گے میں نے کہا نہیں فرمایا تو کیا وقوف عرفہ کے برابر ہو جائیں گے میں نے کہا نہیں فرمایا کیا رمی جمرات کے برابر ہوں گے میں نے کہا نہیں فرمایا کیا اور مناسک کے برابر ہوں گے میں نے کہا نہیں، فرمایا تو حج افضل ہے۔ (ضعیف)

۳۰۔ راوی کہتا ہے میں ابو حنیفہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور سوال کیا کہ ایک شخص کے لئے حج افضل ہے یا غلام آزاد کرنا انھوں نے کہا۔ غلام آزاد کرنا، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جھوٹا ہے وہ اور وہ یہ کہہ کر گنہگار ہوا بے شک حج افضل ہے غلام آزاد کرنے سے، غلام آزاد کرنے سے۔ یہاں تک کہ آپ نے دس تک گنا پھر فرمایا وائے ہو اس پر کون سا غلام برابر ہے طواف بیت کے صفا و مروہ کے درمیان سعی کے عرفہ اور حلق راس کے اگر ایسا ہوتا جیسا اس نے کہا اگر لوگ ایسا ہی کریں تو لوگ حج کرنا ہی چھوڑ دیں اس صورت میں امام کو لازم ہے ان سے جبراً حج کرائے اگر وہ انکار کریں تو کہے کہ یہ گھر تو حج کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔ (م)

۳۱۔ میں نے ابو عبداللہ سے سنا حج افضل ہے ستر غلام آزاد کرنے سے، میں نے کہا حج کے بدلہ کی بھی کوئی چیز ہے فرمایا کوئی چیز اس کا عوض نہیں، ایک درہم جو حج میں خرچ کیا جائے وہ لاکھوں ان درہموں سے جو حج کے علاوہ راہ خدا میں خرچ کئے جائیں، پھر فرمایا حج کے لئے چلا تو ستر سے زیادہ کچھ اونٹ ساتھ تھے اور تقریباً دس گھوڑے اور میں نے بہت سے غلام خریدے تھے ایسی حالت میں کہ سرکہ اور زیتون کا تیل مجھے نقصان دیتا تھا میں کھا رہا تھا تاکہ حج کے خرچ میں کمی نہ ہو، میری تکلیف دیکھ کر حمیدہ نے مرغی پکائی جس سے میری حالت درست ہوئی۔ (حسن)

۳۲۔ فرمایا ایک حج کرنا بہتر ہے اس سے کہ سونے سے بھرا ہوا ایک گھر کل کا کل خرچ کر دیا جائے۔ (حسن)

۳۳۔ فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے قسم خدا کی جب تک اس گھر کا حج ہے حاجیوں کی حاجت ہوگی اور ان کے لئے فقر نہ ہوگا۔

۳۴۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا میرے باپ نے آپ کے آبائے طاہرین سے یہ حدیث نقل کی کہ کسی نے ان سے کہا کہ ہمارے شہروں میں ایک موضع ہے رباط نامی جس کو قزوین کہا جاتا ہے اور ایک دشمن ہے جس کو دیلم کہتے ہیں پس

ہم اس سے جہاد کریں یا رباط میں مقیم رہیں فرمایا تم اس گھر کا حج کرو پھر حضرت نے تین مرتبہ اس بات کو دہرایا اور دوسری بار کہا، کیا تم میں سے کوئی اس بات پر راضی نہیں کہ اپنے گھر میں اپنے عیال پر خرچ کرے اور ہمارے امر کا انتظار کرے اگر اس نے پا لیا تو ایسا ہے جیسے اس نے جنگ بدر میں رسول اللہ کے ساتھ شہادت پائی اور اگر نہ پایا تو وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو ہمارے قائم کے ساتھ اس طرح ہو، اپنی دو انگلیوں کو ملا کر بتایا امام رضا نے فرمایا جو کچھ اس نے بیان کیا ٹھیک ہے (مجہول)

۳۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ حج و عمرہ دو بازار ہیں آخرت کے بازاروں میں سے اور ان کو بجا لانے والا اللہ کے جوار رحمت میں ہوگا اگر اس نے اپنی امید کو پا لیا تو اللہ اس کے گناہ بخش دے گا اور اگر موت آگئی تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ (مجہول)

۳۶۔ فرمایا حضرت نے حج میں تواتر ہے یعنی ایک کے بعد دوسرا اور عمرہ میں فصل ہو سکتا ہے یہ دونوں فقر کو دور کرتے ہیں اور بری موت سے بچاتے ہیں۔ (مجہول)

۳۷۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ حضرت رسول خدا کے پاس دو شخص آئے ایک انصاری اور دوسرا ثقیفی ثقیفی نے کہا یا رسول اللہ میری ایک حاجت ہے فرمایا تم سے پہلے تمہارے بھائی انصاری اپنی ضرورت بیان کرنا چاہتا ہے ثقیفی نے کہا یا رسول اللہ میں حالت سفر میں ہوں اور مجھے جلدی ہے انصاری نے کہا میں نے اجازت دی۔ حضرت نے ثقیفی سے فرمایا چاہے تو اپنی حاجت بیان کر چاہے تو میں بیان کر دوں۔ میں نے کہا حضور ہی بیان فرما دیں فرمایا تو پوچھنے آیا ہے نماز، وضو اور سجدہ کے متعلق، اس نے کہا بے شک ایسا ہی ہے وضو میں اعضا پر پانی جاری کرو، اپنے دونوں ہاتھ نماز میں گھٹنوں پر رکھو اور سجدہ میں اپنا ماتھا خاک پر رکھو اور ایسی پڑھو جیسی وداع کرنے والا پڑھے۔ انصاری نے کہا میری بھی حاجت ہے تم بیان کر دیں، اس نے کہا آپ ہی بیان فرما دیں فرمایا تم پوچھنا چاہتے ہو حج، طواف، سعی صفا و مروہ کے متعلق اور رمی جمرات اور سر منڈوانے والے اور یوم عرفہ کے متعلق اس نے کہا واللہ ایسا ہی ہے فرمایا جب تم اونٹ کو حج کو جانے کے لیے چرمی موزہ پہناؤ گے تو اللہ ایک حسنہ لکھے گا اور جب ان کو اتارو گے تو ایک گناہ محو کیا جائے گا اور جب طواف کرو گے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرو گے تو گناہوں سے اس طرح آزاد ہو جاؤ گے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اور جب رمی جمرات کرو گے تو نیکیوں کا ذخیرہ ہوگا روز قیامت کے لیے اور حلق راس کراؤ گے تو روز قیامت ہر بال نورانی ہوگا اور روز عرفہ وہ دن ہے کہ اللہ ملائکہ پر مباہات کرتا ہے اگر اس دن تم وہاں موجود ہو تو اگر گناہ بقدر ریگ صحرا، بارش کے قطرات اور دنیا کے ایام کے برابر ہوں گے تو معاف ہو جائیں گے۔ (مجہول)

۳۸۔ فرمایا حضرت نے جو کوئی ان پہاڑوں پر ٹھہرے گا نیک ہو یا بد خدا اس کی دعا قبول کرے گا نیک کی آخرت اور دنیا کے

متعلق اور بد کی صرف دنیا کے متعلق ۔ (موثق)

۳۹۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا حاجی تین ہیں ان میں بلحاظ نصیبہ افضل وہ ہے جس کے پہلے اور بعد کے سب گناہ بخش دیئے گئے ہوں اور عذاب قبر سے اللہ اسے بچا لے اور اس کے بعد وہ ہے جس کے پہلے گناہ اللہ بخش دے اور وہ اپنی باقی زندگی میں عمل شروع کرے اس کے بعد وہ ہے جو اپنے اہل و عیال میں بحفاظت پہنچ جائے ۔ (ض)

۴۰۔ حضرت نے فرمایا کوئی سفر بلحاظ گوشت و خون و جلد اور بال سفر مکہ سے زیادہ سخت نہیں، بغیر سخت مشقت کے کوئی وہاں نہیں پہنچ سکتا۔ (موثق)

۴۱۔ فرمایا ابوعبداللہ نے حاجی تین قسم کے ہیں جو نار جہنم سے آزاد ہیں دوسرے وہ جو گناہ بخشے جانے کے بعد ایسے ہو جائیں گے جیسے بے گناہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں تیسرے وہ جن کا لوٹنا بحفاظت جان و مال ہو یہ ادنیٰ حصہ حج کا ہے (حسن)

۴۲۔ فرمایا جب لوگ منیٰ کو اپنا وطن بناتے ہیں تو ایک منادی اللہ کی طرف سے ندا کرتا ہے اگر تم میرا راضی ہونا چاہتے ہو تو میں راضی ہوں ۔ (ح)

۴۳۔ ایک رات جب ہم منیٰ میں تھے حضرت ابوعبداللہ ہم کو حج کے لئے آمادہ کرتے رہے اور رغبت دلاتے رہے فرمایا اے سعید، اللہ بندہ کو اپنے پاس سے رزق دیتا ہے بندہ کو چاہیئے کہ اس رزق کو لے اور اپنے عیال پر خرچ کرے پھر ان کو چاشت کے وقت لے کر چلے اور رات کو ان کے ساتھ عرفہ پہنچے۔ موقف تک تو یہ عبادت مقبول ہو گی کیا تم نے اس کشادگی کو نہیں دیکھا جو یہاں ہے کہیں کوئی شے بھی نہیں۔ میں نے کہا بے شک، فرمایا ان کو دھوپ چڑھتے وقت وقت لے آؤ تاکہ یہ کشادگی اس شے پر ہو جائے خدائے وحدہٗ لاشریک فرماتا ہے اے میرے بندے میں نے اسے رزق دیا اس نے اسے لیا۔ اس نے اسے اپنے اور اپنے عیال پر خرچ کیا پھر وہ ان کو حج کے لئے لایا تاکہ وسعت رزق ان پر پر تقسیم ہو اس نے میری بخشش کا سوال کیا۔ میں نے اس کے گناہ بخش دیئے اور اس کی مہم کو آسان کیا میں اس کو رزق دیتا ہوں میں نے کہا مع تمام اشیاء کے فرمایا تقریباً دس چیزیں (ح)

۴۴۔ فرمایا جب لوگ منیٰ میں جاتے ہیں تو ایک منادی ندا کرتا ہے کاش تم جانتے کہ کس کے صحن میں اترے ہو تو مغفرت کے بعد اس کی رحمت سے مایوس نہ ہوتے۔ (حسن)

۴۵۔ فرمایا جو مکہ کی راہ میں آتے جاتے مر جائے گا وہ روز قیامت کے عظیم الشان خوف سے امن میں رہے گا (حسن)

۴۶۔ میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابوالورد نامے ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے ابوعبداللہ اللہ کی رحمت آپ پر نازل ہو آپ محمل میں اپنے بدن کو کچھ دیر آرام دے لیں فرمایا اے ابوالورد، میں پسند کرتا ہوں کہ گواہ بنوں ان منافع کا جن کے لئے اللہ نے کہا ہے کہ وہ گواہی دیں ان منافع کی۔ جو گواہی دے گا اللہ اسے نفع پہنچائے گا تم

حج سے لوٹو گے اس حال میں کہ اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا لیکن تمہارے غیر تو محفوظ رہیں گے اپنے اہل اور مال میں۔ (مجہول)

۴۷۔ فرمایا جب کوئی شخص پوری شرائط کے ساتھ حج کرتا ہے ہر سال، اور ایک سال نہیں جاتا تو ملائکہ ارض و جبال کہتے ہیں ہمیں فلاں کی آواز سنائی نہیں دیتی، باہم کہتے ہیں اسے تلاش کرو تلاش کرنے پر نہیں پاتے تو کہتے ہیں یا اللہ اگر وہ قرض کی وجہ سے رُکا ہے تو اس کا قرض ادا کر، اگر مرض نے روکا ہے تو شفا دے، اگر فقیر ہو گیا ہے تو غنی کر دے، اگر قید میں ہے تو اسے رہا کر، اگر کسی کام میں ہے تو اسے پورا کر دے، لوگ دعا کرتے ہیں اپنے نفسوں کے لئے اور فرشتے دعا کرتے ہیں اس کے لئے جو اپنے نفس کے خلاف کرے۔ (مرسل)

۴۸۔ فرمایا حضرت نے اے معشر جس نے حج نہیں کیا ہے اسے بشارت دو حاجی بننے کی، ایسے لوگوں سے مصافحہ کرو، ان کی تعظیم کرو یہ تمہارے اوپر واجب ہے ان سے کہو اور اس کو اس اجر میں شریک کرو۔ (مجہول)

﴿باب ٩﴾

☆(فرض الحج والعمرة)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير، عن عمر بن اُذينة قال : كتبت إلى أبي عبدالله عليه السلام بمسائل بعضها مع ابن بكير وبعضها مع أبي العبّاس فجاء الجواب باملائه : سألت عن قول الله عزَّ وجلَّ : «ولله على النّاس حجُّ البيت من استطاع إليه سبيلاً» يعني به الحجَّ والعمرة جميعاً لأنّهما مفروضان وسألته عن قول الله عزَّ وجلَّ : «وأتمّوا الحجَّ والعمرة لله» قال : يعني بتمامهما أداءهما واتّقاء ما يتّقي المحرم فيهما وسألته عن قوله تعالى : «الحجُّ الأكبر» ما يعني بالحجِّ الأكبر ؟ فقال : الحجُّ الأكبر الوقوف بعرفة ورمي الجمار والحجُّ الأصغر العمرة .

٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليٍّ ، عن أبان بن عثمان ، عن الفضل أبي العبّاس ، عن أبي عبدالله عليه السلام «وأتمّوا الحجَّ والعمرة لله» قال : هما مفروضان .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً عن ابن أبي عمير ، عن عبدالرَّحمن بن الحجّاج قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : الحجُّ

على الغنيّ والفقير؛ فقال: الحجّ على النّاس جميعاً كبارهم وصغارهم فمن كان له عذرعذره الله.

٤ ـ ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: العمرة واجبة على الخلق بمنزلة الحجّ على من استطاع لأنّ الله تعالى يقول: «وأتمّوا الحجّ والعمرة لله» وإنّما نزلت العمرة بالمدينة قال: قلت له: «فمن تمتّع بالعمرة إلى الحجّ» أيجزىء ذلك عنه؟ قال: نعم.

٥ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن موسى بن القاسم البجليّ؛ و محمّد بن يحيى، عن العمركيّ بن عليّ جميعاً، عن عليّ بن جعفر، عن أخيه موسى عليه السلام قال: إنّ الله عزّ وجلّ فرض الحجّ على أهل الجدة في كلّ عام و ذلك قوله عزّ وجلّ: «ولله على النّاس حجّ البيت من استطاع اليه سبيلاً ؞ ومن كفر فإنّ الله غنيّ عن العالمين» قال: قلت فمن لم يحجّ منّا فقد كفر؟ قال: لا ولكن من قال: ليس هذا هكذا فقد كفر.

٦ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن سنان، عن حذيفة بن منصور، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنّ الله عزّ و جلّ فرض الحجّ على أهل الجدة في كلّ عام (٢).

٧ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن ابن محبوب، عن الفضل بن يونس، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال: ليس على المملوك حجّ ولا عمرة حتّى يعتق.

٨ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن أحمد، عن يعقوب بن يزيد، عن ابن أبي عمير، عن أبي جرير القمّيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: الحجّ فرض على أهل الجدة في كلّ عام.

٩ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن الحسن بن الحسين، عن محمّد بن سنان، عن حذيفة بن منصور، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: انّ الله عزّ وجلّ فرض الحجّ

﴿باب ۳﴾

☼(استطاعة الحج)☼

١ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : «ولله على النّاس حجّ البيت من استطاع إليه سبيلاً» قال : ما السّبيل ؟ قال : أن يكون له مايحجّ به ، قال : قلت : من عرض عليه ما يحجّ به فاستحيى من ذلك أهو ممّن يستطيع إليه سبيلاً ؟ قال : نعم ما شأنه أن يستحيي ولو يحجّ على حمار أجدع أبتر فإن كان يطيق أن يمشي بعضاً ويركب بعضاً فليحجّ .

٢ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن محمّد بن يحيى الخثعميّ قال : سأل حفص الكناسيّ أبا عبدالله عليه السلام وأنا عنده عن قول الله عزّ وجلّ : «ولله على النّاس حجّ البيت من استطاع إليه سبيلاً» ما يعني بذلك ؟ قال : من كان صحيحاً في بدنه مخلّى سربه له زاد وراحلة فهو ممّن يستطيع الحجّ ـ أو قال : ممّن كان له مال ـ فقال له حفص الكناسيّ : فإذا كان صحيحاً في بدنه مخلّى سربه له زاد وراحلة فلم يحجّ فهو ممّن يستطيع الحجّ ؟ قال : نعم .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن خالد بن جرير ، عن أبي الرّبيع الشاميّ قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام عن قول الله عزّ وجلّ : «من استطاع إليه سبيلاً» فقال : ما يقول النّاس ؟ قال : فقيل له : الزّاد والرّاحلة ، قال : فقال أبو عبدالله عليه السلام : قد سئل أبو جعفر عليه السلام عن هذا فقال : هلك النّاس إذاً ، لئن كان من كان له زاد وراحلة قدر ما يقوت عياله ويستغني به عن النّاس ينطلق إليه فيسلبهم إيّاه لقد هلكوا ، فقيل له : فما السّبيل ؟ قال : فقال : السّعة في المال إذا كان يحجّ ببعض ويبقي بعضاً يقوت به عياله أليس قد فرض الله الزّكاة فلم يجعلها إلّا على من يملك مائتي درهم .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن سيف بن

عميرة ، عن أبي بكر الحضرمي قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي شيّعت أصحابي إلى القادسيّة فقالوا لي : انطلق معنا ونقيم عليك ثلاثاً فرجعت وليس عندي نفقة فيسّر الله ولحقتهم قال : إنّه من كتب عليه في الوفد لم يستطع أن لا يحجّ وإن كان فقيراً ومن لم يكتب لم يستطع أن يحجّ وإن كان غنيّاً صحيحاً .

٥ ـ محمّد بن أبي عبدالله ، عن موسى بن عمران ، عن الحسين بن يزيد النّوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سأله رجل من أهل القدر فقال: يا ابن رسول الله أخبرني عن قول الله عزّ وجلّ : «ولله على النّاس حجّ البيت من استطاع إليه سبيلاً » أليس قد جعل الله لهم الاستطاعة ؛ فقال :ويحك إنّما يعني بالاستطاعة الزّاد والرّاحلة ليس استطاعة البدن ، فقال الرّجل : أفليس إذا كان الزّاد والرّاحلة فهو مستطيع للحجّ فقال :ويحك ليس كما تظنّ قد ترى الرّجل عنده المال الكثير أكثر من الزّاد والرّاحلة فهو لا يحجّ حتّى يأذن الله تعالى في ذلك .

باب ۳۰

استطاعت حج

۱۔ آیہ و اللہ علی الناس کے متعلق فرمایا حج اس پر ہے جسے راستہ کی سہولت ہو کسی نے پوچھا سبیل سے کیا مراد ہے فرمایا اس کے لئے وہ سب چیزیں مہیا ہوں جن سے حج کیا جا سکتا ہے میں نے کہا جن کے لئے سب سامان مہیا ہو اس پر بھی وہ باز رہے حالانکہ وہ صاحب استطاعت ہے فرمایا وہ کیوں باز رہتا ہے اگر کن کٹے دُم کٹے گدھے پر بھی سفر ممکن ہو یا کچھ پیدل یا کچھ سواری تو بھی حج کرے ۔ (ض)

۲۔ حفص کناسی نے حضرت ابو عبد اللہ سے پوچھا من استطاع الیہ سبیلا سے کیا مراد ہے فرمایا جو شخص تندرست ہو اور راستے صاف ہوں زاد و راحلہ موجود ہو تو وہ مستطیع ہے یا یہ کہ اس کے پاس مال ہو (جس سے وہ تمام ضروریات پوری کر سکے) حفص نے کہا ۔ اگر ان سب باتوں کے باوجود وہ حج نہ کرے تو وہ حج کے لئے مستطیع مانا جائے گا ۔ فرمایا ہاں ۔ (حسن)

۳۔ حضرت سے من استطاع الیہ سبیلا کے متعلق پوچھا گیا ۔ فرمایا لوگ کیا کہتے ہیں جس کے پاس زاد و راحلہ ہو فرمایا

حضرت نے ایسا ہی سوال امام محمد باقر علیہ السلام سے کیا گیا تھا فرمایا اس صورت میں لوگ ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ اگر کسی کے پاس زاد و راحلہ اتنا ہی ہو کہ اسکے عیال کے خرچ کے لئے کافی ہو اور انھیں کسی سے مانگنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور ان سے اس کے حج کے لئے لے لیا جائے تو وہ ہلاک ہو جائیں گے پوچھا پھر سبیل سے کیا مراد ہے فرمایا مال میں وسعت تاکہ کچھ مال سے حج کرلے اور کچھ اپنے عیال کے لئے چھوڑے کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ نے زکوٰۃ اس پر فرض کی ہے جو دو سو روپیہ کا مالک ہو۔ (مجہول)

۴۔ میں نے حضرت سے کہا میں اپنے ساتھیوں کے پیچھے چلا قادسیہ کی طرف، انھوں نے کہا تم ہمارے ساتھ چلو، ہم تمہیں ایک تہائی خرچ دیں گے۔ میں واپس آ گیا میرے پاس نفقہ سے کچھ نہ تھا پھر خدا نے مجھے آسانی پیدا کی اور میں ان سے جا ملا۔ فرمایا اگر وہ ایک جماعت میں شامل ہو گیا ہے تو اسے حج کرنا ہوگا چاہے غریب ہی ہو اور اگر شامل وفد نہیں تو حج ساقط اگرچہ غنی ہو۔ (کیونکہ بغیر قافلہ کے سفر نہیں کرسکتا) (حسن)

۵۔ فرمایا ایک قدریہ (مفوضہ) نے جن کا عقیدہ ہے کہ اعمال میں تقدیر الٰہی کو دخل نہیں) رسول اللہ سے آیہ للّٰہ علی الناس الحج کے متعلق پوچھا۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ نے سب کو استطاعت دی ہے۔ فرمایا وائے ہو تجھ پر استطاعت سے مراد زاد اور راحلہ ہے بدن کی استطاعت مراد نہیں اس نے کہا تو کیا ایسا نہیں کہ جب زاد و راحلہ ہو تو حج کے لئے مستطیع سمجھا جائے فرمایا وائے ہو تجھ پر ایسا نہیں ہے جیسا تو گمان کرتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے پاس کثیر مال ہے اور زاد و راحلہ بھی کافی ہے لیکن وہ حج نہیں کرتا جب تک اللہ کا اذن اس کے لئے نہ ہو۔ (ض)

﴿باب ۳﴾

☆(من سوّف الحج وهو مستطيع)☆

١ ـ أبوعليّ الأشعريّ، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن صفوان بن يحيى، عن ذريح المحاربيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: من مات ولم يحجّ حجّة الإسلام لم يمنعه من ذلك حاجة تجحف به أو مرض لا يطيق فيه الحجّ أو سلطان يمنعه فليمت يهوديّاً أو نصرانيّاً.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن القاسم بن محمّد، عن عليّ بن أبي حمزة، عن أبي بصير قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن قول الله عزّ وجلّ: «ومن كان في هذه أعمى فهو في الآخرة أعمى وأضلّ سبيلاً» فقال: ذلك الّذي يسوّف نفسه الحجّ يعني حجّة الإسلام حتّى يأتيه الموت.

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالرَّحمن بن أبي نجران ، عن أبي جميلة ، عن زيد الشّحام قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : التاجر يسوّف نفسه الحجَّ ؛ قال : ليس له عذر وإن مات فقد ترك شريعة من شرائع الإسلام .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي الصّباح الكنانيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : أرأيت الرَّجل التّاجر ذا المال حين يسوِّف الحجَّ كلَّ عام و ليس يشغله عنه إلّا التّجارة أو الدَّين فقال : لا عذر له يسوِّف الحجَّ إن مات وقد ترك الحجَّ فقد ترك شريعة من شرائع الإسلام .

عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام مثله .

٥ ـ أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن أحمد النّهديِّ ، عن محمّد بن الوليد ، عن أبان بن عثمان ، عن ذريح المحاربيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من مات ولم يحجَّ حجّة الإسلام لم تمنعه من ذلك حاجة تجحف به أو مرض لا يطيق فيه الحجَّ أو سلطان يمنعه فليمت يهوديّاً أو نصرانيّاً .

٦ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد بن سماعة ، عن أحمد بن الحسن الميثميِّ ، عن أبان بن عثمان ، عن أبي بصير قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : من مات وهو صحيح موسر لم يحجَّ فهو ممّن قال الله عزَّ وجلَّ : «ونحشره يوم القيمة أعمى» قال : قلت : سبحان الله أعمى ! قال : نعم إنَّ الله عزَّ وجلَّ أعماه عن طريق الحقِّ .

باب ۳

باوجود استطاعت حج میں ٹال مٹول کرنا

۱۔ فرمایا جو بغیر حج کئے مرجائے اور کوئی ضرورت ایسی نہ ہو جو اسے حج کرنے سے روکے یا ایسی بیماری جس کی وجہ سے حج کی طاقت نہ رکھتا ہو یا کوئی بادشاہ اسے روکنے والا بھی نہ ہو تو وہ یہودی یا نصرانی کی موت مرے گا۔

۲۔ میں نے حضرت سے اس آیت کے متعلق پوچھا جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور گم کردہ راہ ہے فرمایا اس سے مراد وہ ہے جو حج میں ٹال مٹول کرتا ہے یہاں تک کہ موت اسے آجاتی ہے (ض)

۴۔ میں نے کہا ایک تاجر حج میں ٹال مٹول کرتا ہے فرمایا اگر کوئی عذر نہیں ہے اور اس حالت میں وہ مرجائے گا تو شریعت اسلام کے ایک حکم کو چھوڑ دیا۔ (ض)
دوسری روایت میں بھی یہی مضمون ہے۔
میں نے کہا آپ نے غور کیا اس مالدار تاجر پر جو ہر سال حج کو ٹالتا ہے اور کوئی امر سوائے تجارت اور قرض کے مانع نہیں، فرمایا ان میں سے کوئی امر مانع حج نہیں، اگر بغیر حج کئے وہ مرجائے گا تو احکام شریعت میں سے ایک حکم کو اس نے ترک کیا۔ (مجہول)
۵۔ ترجمہ نمبر ایک میں دیکھئے۔ (موثق)
۶۔ فرمایا جو بغیر حج کئے بحالت صحت و مالداری مرجائے گا تو اس کو روز قیامت طریق سے اندھا اٹھائے گا۔

«باب ۳۲»

(من يخرج من مكة لايريد العود اليها)

١ - عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حسين الأحمسيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من خرج من مكّة وهو لايريد العود إليها فقد اقترب أجله و دنا عذابه .

٢ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن حسين بن عثمان عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من خرج من مكّة و هو لايريد العود إليها فقد اقترب أجله ودنا عذابه .

٣ - أحمد بن محمّد ، عن الحجّال ، عن حمّاد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان عليٌّ صلوات الله عليه يقول لولده : يابنيّ انظروا بيت ربّكم فلايخلونّ منكم فلاتناظروا .

باب ۳۲

جو مکہ سے نکل جائے اور پھر نہ لوٹے

۱۔ فرمایا جو مکہ سے اس ارادہ سے نکلے کہ واپسی کا ارادہ نہ ہو تو سمجھو اس کی موت قریب ہے اور عذاب نزدیک

ہے۔ (حسن)

۲۔ ترجمہ اوپر ہے۔

۳۔ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے اپنے فرزندوں سے، اے بیٹو اپنے رب کے گھر کی طرف نظر رکھو تم میں سے کوئی اس سے خالی نہ رہے اور نہ ڈھیل ڈالے۔ (م)

﴿باب ۳۳﴾

☆(أنه ليس في ترك الحج خيرة وان من حبس عنه فبذنب)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن النضر بن شعيب ، عن يونس بن عمران ابن ميثم ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال لي : مالك لا تحجّ في العام ؟ فقلت : معاملة كانت بيني وبين قوم وأشغال وعسى أن يكون ذلك خيرة ، فقال : لا والله ما فعل الله لك في ذلك من خيرة ، ثمّ قال : ما حبس عبد عن هذا البيت إلّا بذنب وما يعفو أكثر .

باب ۳۳

ترک حج میں بہتری نہیں

۱۔ راوی کہتا ہے مجھ سے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا اس سال تم نے حج کیوں نہ کیا۔ میں نے کہا میرے اور قوم کے درمیان کچھ معاملات تھے اور کچھ مصروفیت تھی شاید وہ نیکی میں شمار ہو فرمایا جو کوئی اس گھر کے آنے سے رکا رہے گا وہ گنہگار ہوگا اس کے اکثر گناہ بخشے نہ جائیں گے۔ (ض)

﴿باب ۳۴﴾

☆(انه لو ترك الناس الحج لجاءهم العذاب)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حسين الأحمسيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لو ترك الناس الحجّ لما نوظروا العذاب ـ أو قال : اُنزل عليهم العذاب ـ .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن حنان بن سدير ، عن أبيه قال : ذكرت لأبي جعفر عليه السلام البيت ، فقال : لو عطّلوه سنة واحدة لم يناظروا

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحجّال ، عن حمّاد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان عليٌّ صلوات الله عليه يقول لولده : يا بنيَّ انظروا بيت ربّكم فلا يخلونَّ منكم فلا تناظروا .

باب ۳۴

ترک حج پر عذاب آئے گا

۱۔ اگر لوگ حج کو ترک کریں گے ان کو عذاب کی مہلت نہ دی جائے گی یا یہ فرمایا کہ ان پر عذاب نازل کیا جائے گا۔ (ف)

۲۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خانۂ کعبہ کا ذکر کیا، فرمایا اگر نے لوگ ایک سال کے لئے معطل چھوڑ دیں گے تو ان عذاب سے مہلت نہ ملے گی۔ (موثق)

۳۔ فرمایا حضرت نے کہ علی علیہ السلام نے اپنے فرزندوں سے فرمایا کہ اے فرزندو اپنے رب کے گھر پر نظر رکھو تم میں سے کوئی اس معاملہ میں بخل سے کام نہ لے ورنہ عذاب سے مہلت نہ ملے گی۔ (ح)

﴿باب ۳۵ نادر﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن رجل ، عن إسحاق بن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام إنَّ رجلاً استشارني في الحجّ وكان ضعيف الحال فأشرت إليه إن لا يحجَّ ، فقال : ما أخلقك أن تمرض سنة ، قال : فمرضت سنة .

باب ۳۵

نادر

۱۔ میں نے ابو عبداللہ سے کہا کہ ایک شخص نے مجھ سے حج کے بارے میں مشورہ کیا وہ مرد ضعیف الحال تھا میں نے کہا تم حج کو نہ جاؤ، فرمایا اگر سال بھر بیمار رہے اس نے کہا میں سال بھر بیمار رہا۔ (حسن)

﴿باب ۳۶﴾

﴿الاجبار على الحج﴾

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ؛ و هشام بن سالم ؛ ومعاوية بن عمّار ؛ وغيرهم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لو أنّ الناس تركوا الحجّ لكان على الوالي أن يجبرهم على ذلك وعلى المقام عنده ولو تركوا زيارة النبيّ صلى الله عليه وآله لكان على الوالي أن يجبرهم على ذلك وعلى المقام عنده ، فإن لم يكن لهم أموال أنفق عليهم من بيت مال المسلمين .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لو عطّل الناس الحجّ لوجب على الإمام أن يجبرهم على الحجّ إن شاؤوا و إن أبوا فإنّ هذا البيت إنّما وضع للحجّ .

باب ۳۶

حج پر مجبور کیا جائے

۱۔ فرمایا اگر لوگ حج کو ترک کر دیں تو حاکم انھیں مجبور کرے اس مقام پر جہاں وہ ہے اور جو زیارت نبی ترک کریں، حاکم ان کو بھی مجبور کرے، (تاکہ ان مقامات مقدسہ کی توہین نہ ہو) اور اگر ان کے پاس خرچ نہ ہو تو بیت المال سے ان کو خرچ دیا جائے۔ (حسن)

﴿ باب ۳ ﴾

(ان من لم يطق الحج ببدنه جهز غيره)

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن جعفر بن محمّد الأشعريّ ، عن عبدالله بن ميمون القدَّاح ، عن جعفر ، عن أبيه عليهما السلام أنَّ عليّاً صلوات الله عليه قال لرجل كبير لم يحجَّ قطّ : إن شئت أن تجهّز رجلاً ثمَّ ابعثه أن يحجَّ عنك .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ أمير المؤمنين سلام الله عليه أمر شيخاً كبيراً لم يحجَّ قطُّ ولم يطق الحجَّ لكبره أن يجهّز رجلاً [أن] يحجَّ عنه .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد عن عليِّ بن أبي حمزة قال : سألته عن رجل مسلم حال بينه وبين الحجّ مرض أو أمر يعذره الله فيه ، فقال : عليه أن يحجَّ عنه من ماله صرورة لامال له .

٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن القاسم بن بريد ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان عليٌّ صلوات الله عليه يقول : لو أنَّ رجلاً أراد الحجَّ فعرض له مرض أو خالطه سقم فلم يستطع الخروج فليجهّز رجلاً من ماله ثمَّ ليبعثه مكانه .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن كان رجلٌ موسر حال بينه وبين الحجّ مرض أو أمر يعذره الله عزَّ وجلَّ فيه فإنَّ عليه أن يحجَّ عنه صرورة لامال له .

باب ۳

اگر کوئی کمزور آدمی خود حج نہ کر سکے تو دوسرا کرے

۱۔ فرمایا حضرت نے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا ایک بوڑھے آدمی سے جس نے ابھی تک حج نہیں کیا تھا اگر تم چاہو تو کسی دوسرے کو تیار کرو کہ وہ تمہاری طرف سے حج کر آئے (م ف)

۲۔ حضرت علیؑ نے ایک بہت بوڑھے سے فرمایا جس نے کبھی حج نہیں کیا تھا اور بڑھاپے کی وجہ سے حج کرنے کی طاقت بھی نہ تھی کہ اپنے بدلے کسی دوسرے سے حج کرا۔ (حسن)

۳۔ میں نے اس مرد مسلم کے متعلق پوچھا جس کے اور حج کے درمیان مرض حائل ہو گیا ہو یا کوئی ایسا عذر ہو جسے اللہ قبول کرلے۔ فرمایا اسے اپنے مال سے اپنے بدلے ایسے شخص سے حج کرانا چاہیئے جس کے پاس مال نہ ہو (ضرورہ) وہ شخص جو مال جمع نہیں کرتا ہے۔ (م)

۴۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اگر کوئی حج کا ارادہ کرے اور اسے کوئی بیماری عارض ہو جائے یا کوئی سقم پیدا ہو جائے اور خروج کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے بدلے کسی دوسرے سے حج کرائے اور اس کو اس کے مکان تک پہنچائے۔

۵۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے جو کوئی مالدار ہو اور اسے حج کے موقع پر اسے کوئی مرض لاحق ہو جائے یا کوئی ایسا عذر ہو جس سے عنداللہ معذور ہو تو اسے چاہیئے اپنے بدلے حج کرائے ایسے شخص سے جس نے مال جمع نہ کیا ہو غریب ہو۔

﴿باب ۳۸﴾

☆(مایجزیء من حجة الاسلام ومالایجزیء)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ و سهل بن زياد جميعاً ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن عليِّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لو أنَّ رجلاً معسراً أحجَّه رجل كانت له حجَّة فإن أيسر بعد كان عليه الحجُّ و كذلك النّاصب إذا عرف فعليه الحجُّ وإن كان قد حجَّ .

٢ ـ حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن عدَّة من أصحابنا ، عن أبان بن عثمان عن الفضل بن عبدالملك ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن رجل لم يكن له مال فحجَّ به اُناس من أصحابه أقضى حجَّة الإسلام ؟ قال : نعم فإذا أيسر بعد ذلك فعليه أن يحجَّ ، قلت : وهل تكون حجَّته تلك تامّة أو ناقصة إذا لم يكن حجَّ من ماله ؟ قال : نعم يقضي عنه حجَّة الإسلام وتكون تامّة وليست بناقصة وإن أيسر فليحجَّ .

٣ ـ ٣ـ وسئل عن الرَّجل يكون له الإبل يكريها فيصيب عليها فيحجُّ وهو كريٌّ تغني عنه حجّته أو يكون يحمل التجارة إلى مكّة فيحجُّ فيصيب المال في تجارته أو

يضع اتكون حجّته تامّة أوناقصة أولا تكون حتّى يذهب به إلى الحجّ ولا ينوي غيره أويكون ينويهما جميعاً أيقضي ذلك حجّته ؟ قال : نعم حجّته تامّة .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل حجّ عن غيره أيجزئه ذلك من حجّة الإسلام ؟ قال : نعم ، قلت : حجّة الجمّال تامّة أوناقصة ؟ قال : تامّة : قلت : حجّة الأجير تامّة أم ناقصة ؟ قال : تامّة .

٥ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن أُذينة قال : كتبت إلى أبي عبدالله عليه السلام أسأله عن رجل حجّ ولا يدري ولا يعرف هذا الأمر ثمّ منَّ الله عليه بمعرفته والدّينونة به أعليه حجّة الإسلام أم قد قضى ؟ قال : قد قضى فريضة الله و الحجّ أحبُّ إليَّ ؛ وعن رجل هو في بعض هذه الأصناف من أهل القبلة ناصب متديّن ثمّ منّ الله عليه فعرف هذا الأمر أيقضي عنه حجّة الإسلام أوعليه أن يحجّ من قابل ؟ قال : الحجّ أحبُّ إليَّ .

٦ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن مهزيار : قال : كتب إبراهيم بن محمّد بن عمران الهمدانيُّ إلى أبي جعفر عليه السلام : أنّي حججت و أنا مخالف و كنت صرورة فدخلت متمتّعاً بالعمرة إلى الحجّ ؟ قال : فكتب إليه أعد حجّك .

٧ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي نجران ، عن عاصم بن حميد ، عن معاوية بن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرَّجل يمرُّ مجتازاً يريد اليمن أو غيرها من البلدان وطريقه بمكّة فيدرك النّاس وهم يخرجون إلى الحجِّ فيخرج معهم إلى المشاهد أيجزئه ذلك من حجّة الإسلام ؟ قال : نعم .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب عن معاوية بن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرَّجل يخرج في تجارة إلى مكّة أويكون له إبل فيكريها حجّته ناقصة أم تامّة ؟ قال : لا ، بل حجّته تامّة .

٩ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن شهاب ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل أعتق عشيّة عرفة عبداً له أيجزىء عن العبد حجّة الإسلام ؟

قال : نعم قلت : فأمّ ولد أحجّها مولاها أيجزىء عنها ؟ قال : لا ، قلت : أله أجر في حجّتها ؟ قال : نعم ؛ قال : وسألته عن ابن عشر سنين يحجّ ؟ قال : عليه حجّة الإسلام إذا احتلم وكذلك الجارية عليها الحجّ إذا طمثت .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ؛ وعدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد جميعاً ، عن عليّ بن مهزيار ، عن محمّد بن الفضيل قال : سألت أباجعفر الثاني عليه السلام عن الصبيّ متى يحرم به ؟ قال : إذا اثّغر .

١١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن ضريس ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : في رجل خرج حاجّاً حجّة الإسلام فمات في الطريق ، فقال : إن مات في الحرم فقد أجزأت عنه حجّة الإسلام وإن [كان] مات دون الحرم فليقض عنه وليّه حجّة الاسلام .

١٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن أبن رئاب ، عن بريد العجليّ قال : سألت أباجعفر عليه السلام عن رجل خرج حاجّاً ومعه جمل له ونفقة وزاد فمات في الطريق قال : إن كان صرورة ثمّ مات في الحرم فقد أجزء عنه حجّة الإسلام وإن كان مات و هو صرورة قبل أن يحرم جعل جمله و زاده و نفقته وما معه في حجّة الإسلام فإن فضل من ذلك شيء فهو للورثة إن لم يكن عليه دين ؛ قلت : أرأيت إن كانت الحجّة تطوّعاً ثمّ مات في الطريق قبل أن يحرم لمن يكون جمله ونفقته وما معه ؟ قال : يكون جميع مامعه وما ترك للورثة إلّا أن يكون عليه دين فيقضي عنه أو يكون أوصى بوصيّة فينفذ ذلك لمن أوصى له ويجعل ذلك من ثلثه .

١٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن رفاعة قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل نذر أن يمشي إلى بيت الله الحرام أيجزئه ذلك عن حجّة الإسلام ؟ قال : نعم ، قلت : وإن حج عن غيره ولم يكن له مال وقد نذر أن يحجّ ماشياً أيجزىء ذلك عنه ؟ قال : نعم .

١٤ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن مسكان ، عن عامر بن عميرة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : بلغني عنك أنّك قلت : لو أنّ رجلاً مات ولم يحجّ حجّة الإسلام فحجّ عنه بعض أهله أجزء ذلك عنه ؟ فقال :

نعم أشهد بها عن أبي أنّه حدّثني أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله أتاه رجل فقال : يا رسول الله إنّ أبي مات ولم يحجّ ؟ فقال له رسول الله صلى الله عليه وآله : حجّ عنه فإنّ ذلك يجزىء عنه .

١٥ ـ عنه ، عن صفوان ، عن حكم بن حكيم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنسان هلك ولم يحجّ ولم يوص بالحجّ فأحجّ عنه بعض أهله رجلاً أو امرأة هل يجزىء ذلك ويكون قضاء عنه و يكون الحجّ لمن حجّ ويوجر من أحجّ عنه ؟ فقال : إن كان الحاجّ غير صرورة أجزء عنهما جميعاً وأجر الّذي أحجّه .

١٦ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ، عن رفاعة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل يموت ولم يحجّ حجّة الإسلام ولم يوص بها أيقضى عنه ؟ قال : نعم .

١٧ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن رفاعة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل و المرأة يموتان ولم يحجّا أيقضى عنهما حجّة الاسلام ؟ قال : نعم .

١٨ ـ محمّد بن يحيى رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن رجل مات وله ابن لم يدر أحجّ أبوه أم لا ؟ قال يحجّ عنه فإن كان أبوه قد حجّ كتب لأبيه نافلة و للابن فريضة وإن كان أبوه لم يحجّ كتب لأبيه فريضة و للابن نافلة .

١٩ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الحسن بن شمّون ، عن عبدالله بن عبدالرّحمن الأصمّ ، عن مسمع بن عبدالملك ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لو أنّ عبداً حجّ عشر حجج كانت عليه حجّة الإسلام أيضاً إذا استطاع إلى ذلك سبيلاً ولو أنّ غلاماً حجّ عشر حجج ثمّ احتلم كانت عليه فريضة الإسلام ولو أنّ مملوكاً حجّ عشر حجج ثمّ اُعتق كانت عليه فريضة الإسلام إذا استطاع إليه سبيلاً .

باب ۳۸

حج سے کیا کافی ہے کیا نہیں

۱۔ فرمایا اگر کوئی غریب ہو اور اس کی طرف سے کوئی دوسرا جس پر حج واجب ہو حج کرد ے اور پھر شخص اول مالدار ہو

جائے تو اس کو پھر حج کرنا ہوگا ایسے ہی ناصبی کو جب معرفت حاصل ہو تو حج کرنا ہوگا اگرچہ وہ حج کر چکا ہو۔ (ضا)

۲۔ میں نے حضرت سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو مالدار نہ ہو اور اس کے اصحاب میں سے کوئی اس کی طرف سے حج کرے تو یہ حج صحیح ہوگا فرمایا ہاں لیکن جب مالدار ہو جائے تو اس پر حج کرنا لازم ہوگا میں نے کہا وہ پہلا حج تام ہوگا یا ناقص جو اپنے مال سے نہیں کیا۔ فرمایا ہاں وہ اس کے لئے پورا ہوگا ناقص نہ ہوگا لیکن جب مالدار ہو جائے تو حج خود کرے۔ (مرسل)

۳۔ اس کے بارے میں پوچھا گیا جو اونٹ کرایہ پر چلاتا ہو اور مکہ پہنچ کر حج کرے تو کیا اس کا یہ حج ہو جائے گا یا وہ مال تجارت مکہ لے جاتا ہے اور حج بھی کر لیتا ہے۔ وہ تجارت میں مال بھی حاصل کرتا ہے اور نقصان بھی تو اس صورت میں اس کا حج تام ہوگا یا ناقص یا نہ ہوگا جب تک خود بقصد حج خود نہ جائے اور حج کے سوا دوسری نیت نہ ہو یا دونوں باتوں کی نیت ہو تو اس صورت میں وہ فریضۂ حج سے ادا ہو جائے گا۔ فرمایا ہاں اس کا حج پورا ہوگا۔ (حسن)

۴۔ میں نے پوچھا جو کوئی غیر کی طرف سے حج کرے تو اُس کے حج کے لئے کافی ہوگا فرمایا ہاں، میں نے کہا ساربان کا حج ناقص ہے یا تام فرمایا تام ہے میں نے کہا اجیر کا حج تام ہے یا ناقص. فرمایا تام ہے۔ (حسن)

۵۔ میں ابوعبداللہ علیہ السلام کو لکھا، میں نے سوال کیا اس شخص کے متعلق، جس نے حج تو کیا لیکن وہ اس کے متعلق جانتا کچھ نہیں۔ پھر خدا نے اس پر احسان کیا اور اسے معرفت و دینداری حاصل ہو تو کیا وہ دوبارہ حج کرے یا اس فریضہ سے ادا ہوگا فرمایا ادا ہو گیا لیکن میرے نزدیک اصناف اہل قبلہ میں حج کرنا زیادہ محبوب ہے میں نے کہا اگر کوئی ناصبی متدین ہو اور پھر اللہ کا اس پر احسان ہو اور اس کو امر دین کی معرفت حاصل ہو جائے تو اس کا پہلا حج کافی ہوگا یا پھر حج کرے فرمایا حج میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ (ضا)

۶۔ میں نے حضرت کو لکھا، میں نے حج کیا اور میں مخالف تھا اور صرورہ یعنی بے مال والا تھا یہ حج تمتع کا صرف عمرہ کیا حضرت نے جواب دیا کہ اپنے حج کا اعادہ کرو۔ (حسن)

۷۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا۔ ایک شخص راہ سے گزر رہا ہے یمن یا کسی اور شہر میں جانے کا ارادہ رکھتا ہے مکہ کے راستے میں ہے کچھ لوگ اس کو جاتے ہوئے ملتے ہیں جو حج کا ارادہ رکھتے ہیں وہ اس کے ساتھ حج کر لیتا ہے آیا یہ اس کے لئے کافی ہے۔ فرمایا ہاں۔ (ضا)

۸۔ میں نے کہا ایک شخص تجارت کے لئے مکہ کی طرف جاتا ہے یا اپنے اونٹ کرایہ پر لے جاتا ہے کیا اس کا یہ حج کافی ہے یا ناقص ہے۔ فرمایا کافی ہے۔ (ضا)

۹۔ میں نے کہا اگر ایک شخص شب عرفہ اپنے غلام کو آزاد کر دے اور غلام حج کرے تو کیا یہ اسکا حج کافی ہوگا فرمایا ہاں میں

نے کہا اگر کنیز کا آقا اس کی طرف سے حج کرے تو کیا یہ کافی ہو گا۔ فرمایا نہیں، میں نے کہا اس حج میں کچھ اجر اس کنیز کو ملے گا۔ فرمایا ہاں، میں نے کہا اگر دس برس کا لڑکا حج کرے تو کافی ہو گا فرمایا اگر اسے احتلام ہونے لگا ہے اسی طرح لڑکی جب اسے حیض آنے لگے۔ (م)

۱۰۔ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ بچہ کے لئے کیا احرام باندھا جائے۔ فرمایا جب اس کے دانت نکل آئیں۔

۱۱۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو حج کے لئے نکلے اور راستہ میں مر جائے۔ فرمایا اگر حرم میں مرا ہے تو اس کا حج ہو گیا اور اگر حرم سے باہر مرا ہے تو اس کے ولی کو اس کی طرف سے حج کرنا چاہیئے (م)

۱۲۔ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا کہ جو حج کو نکلے اور اس کے ساتھ اس کا اونٹ نفقہ اور زاد راہ ہو وہ راہ میں مر جائے۔ فرمایا اگر وہ صرورہ ہے پھر حرم میں مر گیا تو اس کا حج ہو گیا اور اگر وہ حرم سے باہر مرا ہے درآنحالیکہ وہ صرورہ یعنی غریب تھا قبل احرام باندھنے کے، تو اس کا اونٹ اور نفقہ اور زاد راہ اور جو اس کے پاس ہے حج کے معاملہ میں صرف کیا جائے گا اور جو بچے گا وہ اس کے ورثا کو ملے گا اگر اس پر قرض نہیں ہے۔ میں نے کہا اگر سنتی حج ہو اور احرام باندھنے سے پہلے مر جائے راستہ میں تو اس کا اونٹ نفقہ اور زاد راہ کس کو دیا جائے گا فرمایا جو کچھ اس کے پاس ہو گا اور جو اس کا ترکہ ہو گا وہ وارثوں کا حق ہو گا اگر اس پر قرض ہو گا تو اس کے مال سے ادا کیا جائے گا اور اگر اس نے کوئی وصیت کی ہے تو جو وصی ہے وہ اس کے ثلث مال سے پوری کرے گا۔ (حسن)

۱۳۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے یہ نذر کی ہو کہ وہ پاپیادہ حج کرے گا کیا حج کے لئے یہ صورت درست ہو گی فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اگر اسی طرح شخص غیر سے حج کے لئے نذر کرے اور اس کے پاس مال نہ ہو، تو یہ صورت بھی صحیح ہو گی؟ فرمایا ہاں۔ (مجہول)

۱۴۔ میں نے کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی اس حالت میں مر جائے کہ اس نے حج نہیں کیا اس کی طرف سے گھر والوں میں سے کوئی حج کرے تو کیا یہ کافی ہو جائے گا حضرت نے فرمایا میرے والد نے یہ بیان کیا کہ ایک شخص رسول اللہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میرا باپ مر گیا اور اس نے حج نہیں کیا فرمایا اس کی طرف سے حج کرا دیا جائے تیرے لئے یہ خدمت کافی ہے۔ (م)

۱۵۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا ایک شخص ہلاک ہو گیا اس نے حج نہیں کیا اور اس نے حج کے لئے وصیت بھی نہیں کی، پس اس کے ایک رشتہ دار نے اس کی طرف سے حج کر لیا تو یہ کافی ہو جائے اور مرنے والے کی طرف ادائیگی ہو جائے گی اور حج کرنے والے کو اجرت ملے گی۔ فرمایا اگر حج کرنے والا غریب دبے پایہ ہے تو دونوں کو کافی ہو گا اور حج کرنے والے کو اجر ملے گا اور حج کرنے والے کو اجرت دی جائے گی۔ (م)

۱۶۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو مر جائے اور حج نہ کیا ہو اور وصیت بھی نہ کی ہو تو اس کی طرف سے حج کیا جائے۔ فرمایا ہاں۔ (مرفوع)

۱۷۔ میں نے پوچھا اگر مرد عورت دونوں مر جائیں اور انھوں نے حج نہ کیا ہو تو آیا ان دونوں کی طرف سے حج کیا جائے فرمایا ہاں (مرفوع)

۱۸۔ میں نے پوچھا ایک شخص مر گیا اور اس کے بیٹے کو پتہ نہیں کہ اس کے باپ نے حج کیا یا نہیں۔ فرمایا اس کی طرف سے حج کیا جائے اگر باپ نے حج کر لیا ہو گا تو یہ حج اس کے لئے نافلہ ہو گا اور بیٹے کے لئے فریضہ اور اگر نہ کیا ہو گا تو باپ کے لئے فریضہ ہو گا اور بیٹے کے لئے نافلہ۔ (ض)

۱۹۔ فرمایا اگر کوئی دس حج کر چکا ہو پھر مستطیع ہو جائے تو اس پر حج واجب ہو گا اسی طرح اگر کوئی لڑکا دس حج کرے تو بالغ ہو جانے پر اُسے حج کا فریضہ ادا کرنا ہو گا اور اگر کوئی غلام دس حج کرے اور مستطیع ہو جائے تو اسے بھی پھر حج کرنا ہو گا۔

﴿باب ۳۹﴾

✿(من لم يحج بين خمس سنين)✿

١ ـ أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن أحمد النهدي ، عن محمّد بن الوليد ، عن أبان ، عن ذريح عن أبي عبدالله عليه السلام قال من : مضت له خمس سنين فلم يفد إلى ربّه وهو موسر انّه لمحروم .

٢ ـ علي بن محمّد بن بندار ، عن إبراهيم بن إسحاق ، عن عبدالله بن حمّاد ، عن عبدالله بن سنان ، عن حمران ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إنّ لله منادياً ينادي : أيّ عبد أحسن الله إليه و أوسع عليه في رزقه فلم يفد إليه في كلّ خمسة أعوام مرّة ليطلب نوافله إنّ ذلك لمحروم .

باب ۳۹

جس نے پانچ برس تک حج نہ کیا

۱۔ فرمایا حضرت نے جس نے مالدار ہو کر پانچ برس تک حج مستحب نہ کیا تو وہ رحمت رب سے محروم ہوا۔ (موثق)

۲۔ فرمایا اللہ کی طرف سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ کون بندہ ہے کہ اللہ اس پر احسان کرے اور اس کے

رزق میں وسعت دے پس ہر پانچ برس کے اندر جو اپنے نوافل کو بہتر بنانے کے لئے حج نہیں کرتا وہ محروم رہتا ہے ۔(رض)

﴿باب﴾

﴿الرجل يستدين ويحج﴾

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن أبي طالب ، عن يعقوب بن شعيب قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل يحجُّ بدين وقد حجَّ حجّة الإسلام ، قال : نعم إنَّ الله سيقضي عنه إن شاء الله .

٢ ـ أحمد بن أبي عبدالله ، عن محمّد بن عليّ ، عن محمّد بن الفضيل ، عن موسى بن بكر ، عن أبي الحسن الأوَّل عليه السلام قال : قلت له : هل يستقرض الرَّجل ويحجُّ إذا كان خلف ظهره ما يؤدّي عنه إذا حدث به حدث ؟ قال : نعم .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن عليِّ بن الحكم ، عن عبدالملك ابن عتبة قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن الرَّجل عليه دين يستقرض و يحجُّ ؟ قال : إن كان له وجه في مال فلا بأس .

٤ ـ أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن أبي همّام قال : قلت للرِّضا عليه السلام : الرَّجل يكون عليه الدَّين ويحضره الشيء أيقضي دينه أو يحجُّ ؟ قال : يقضي ببعض ويحجُّ ببعض قلت : فإنّه لا يكون إلّا بقدر نفقة الحجِّ ، فقال : يقضي سنة ويحجُّ سنة ، فقلت : أُعطي المال من ناحية السلطان ؟ قال : لا بأس عليكم .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن وهب ، عن غير واحد قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : يكون عليَّ الدَّين فيقع في يدي الدَّراهم فإن وزَّعتها بينهم لم يبق شيء أفأحجُّ بها أو أُوزِّعها بين الغرام فقال : تحجُّ بها وادع الله أن يقضي عنك دينك .

٦ ـ أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن البرقيِّ ، عن جعفر بن بشير ، عن موسى بن بكر الواسطيِّ قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن الرَّجل يستقرض و يحجُّ فقال : إن كان خلف ظهره مال إن حدث به حدث أدِّي عنه فلا بأس .

باب ۴۲

مقروض کا حج

۱۔ میں نے پوچھا ایک شخص نے قرض سے حج کیا۔ کیا یہ صحیح ہوگا فرمایا اللہ اسے پورا کرے گا۔ انشاء اللہ۔ (ح و)

۲۔ میں نے کہا کیا قرض لے کر حج کیا جا سکتا ہے جبکہ اس کے لئے کوئی ایسا سہارا ہو کہ اگر کوئی حادثہ پیش آئے تو اسے دفع کر سکے۔ فرمایا ہاں۔ (م)

۳۔ میں نے پوچھا اگر ایک شخص مقروض ہے اور وہ اور قرضہ لیکر حج کو جائے تو فرمایا اگر اس کے پاس کوئی چیز از قسم مال ایسی ہے کہ وہ قرضہ ادا کر سکے گا تو کیا مضائقہ ہے (م)

۴۔ میں نے پوچھا ایک شخص پر قرضہ ہے اور اس کے پاس اتنا اثاثہ ہے کہ وہ قرضہ ادا کر دے یا حج کر لے فرمایا کچھ قرضہ ادا کر کے حج کرے۔ میں نے کہا اگر بقدر نفقہ ہی ہو۔ فرمایا ایک سال قرضہ ادا کرے اور ایک سال حج کرے۔ میں نے کہا اگر بادشاہ کی طرف سے کچھ عطیہ ملے فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں۔ (م)

۵۔ میں نے کہا اگر میرے اوپر قرضہ ہو اور میرے ہاتھ میں کچھ روپیہ آئے جو اتنا ہو کہ اگر قرضہ چکاؤں تو حج کے لئے کچھ نہ بچے تو میں حج کروں یا قرضداروں کو لٹاؤں، فرمایا اس سے حج کر اور اللہ سے دعا کر کہ وہ تیرا قرضہ ادا کر دے (مرسل)

۶۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو قرضہ لے کر حج کرے۔ فرمایا اگر اس کے پاس اتنا اثاثہ ہے کہ اگر کوئی حادثہ ہو جائے تو وہ اسے سنبھال لے۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (م)

﴿ باب ۴۲ ﴾

☆(الفضل في نفقة الحج)☆

١ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق ابن عمّار قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : لو أنّ أحدكم إذا ربح الرّبح أخذ منه الشيء فعزله فقال : هذا للحجّ وإذا ربح أخذ منه وقال : هذا للحجّ ، جاء إبّان الحجّ وقد اجتمعت له نفقة عزم الله فخرج ولكن أحدكم يربح الرّبح فينفقه فإذا جاء إبّان الحجّ أراد أن يخرج ذلك من رأس ماله فيشقّ عليه .

٢ - عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن البرقيّ ، عن شيخ رفع الحديث إلى أبي عبدالله عليه السلام قال : قال له : يافلان أقلل النّفقة في الحجّ تنشط للحجّ ولاتكثر النفقة في الحجّ فتملّ الحجّ .

٣ - أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن ربعيّ بن عبد الله قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : كان عليٌّ صلوات الله عليه لينقطع ركابه في طريق مكّة فيشدّه بخوصة ليهوّن الحجّ على نفسه .

٤ - عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الهديّة من نفقة الحجّ .

٥ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن يحيى بن المبارك ، عن عبدالله بن جبلة ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : هديّة الحجّ من الحجّ .

باب ۱۷

حج میں خرچ کی فضیلت

۱- حضرت نے فرمایا جب تم کو تجارت وغیرہ میں نفع ہو تو اس کا ایک حصہ الگ کر لو کہ یہ حج کے لئے ہے اور جب دوبارہ نفع ہو تو اسے بھی حج کے لئے مخصوص کر لو اور جب حج کا وقت آئے تو تمہارے پاس زادِ راہ جمع ہو جائے گا پس اس سے حج کو جاؤ اگر تم نفع کو خرچ کرتے رہو گے تو وقت حج راس المال سے خرچ کرنا تمہارے لئے شاق ہوگا۔ (موثق)

۲- فرمایا اے فلاں حج کے لئے کم سے کم خرچ کرو اگر زیادہ خرچ کر بیٹھو گے تو حج تمہارے لئے باعث ملال ہوگا۔ (مرفوع)

۳- فرمایا حضرت نے اگر حضرت علی علیہ السلام کی رکاب راہ مکہ میں قطع ہو جاتی تھی تو اسے کھجور کی چھال سے باندھ لیتے تھے تاکہ حج ان کے نفس پر بار نہ ڈالے۔ (موثق)

۴- فرمایا تحفہ کا شمار نفقۂ حج میں ہے۔ (ض)

۵- فرمایا ہدیۂ حج شامل حج ہے (مجہول)

﴿ باب ۴۲ ﴾

☆(أنه يستحب للرجل أن يكون متهيئاً للحج في كل وقت)☆

١ ـ عدةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن الحسن زعلان ، عن عبدالله ابن المغيرة ، عن حماد بن طلحة ، عن عيسى بن أبي منصور قال : قال لي جعفر بن محمد عليه السلام : ياعيسى إني اُحبّ أن يراك الله عزّ وجلّ فيما بين الحجّ إلى الحجّ وأنت تتهيأ للحجّ .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حسين بن عثمان ؛ ومحمد بن أبي حمزة ؛ وغيرهما ، عن إسحاق بن عمّار قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : من اتّخذ محملاً للحجّ كان كمن ربط فرساً في سبيل الله عزّ وجلّ .

٣ ـ محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن حمزة بن يعلى ، عن بعض الكوفيّين ، عن أحمد بن عائذ ، عن عبدالله بن سنان قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : من رجع من مكّة وهو ينوي الحجّ من قابل زيد في عمره .

باب ۴۲

مستحب ہے کہ حج کے لئے ہر وقت تیار رہے

۱۔ حضرت نے فرمایا اے عیسیٰ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ تم ایک حج کے بعد اپنے کو دوسرے حج کے لئے تیار رکھو۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا جو کوئی حج کے جانے کے لئے محمل باندھے ایسا ہے جیسے فی سبیل اللہ جہاد کے لئے گھوڑا تیار کیا۔ (مجہول)

۳۔ جو مکہ سے اس نیت سے لوٹے کہ اگلے سال پھر حج کو آئے گا تو اس کی عمر بڑھ جاتی ہے۔

﴿ باب ۴۳ ﴾

☆(الرجل يسلم فيحج قبل أن يختتن)☆

١ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمد بن عبد الجبّار ، عن صفوان ، عن إبراهيم بن ميمون ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يسلم فيريد أن يحجّ وقد حضر الحجّ أيحجّ أو

يختتن ؛ قال : لا يحجّ حتّى يختتن .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا بأس أن تطوف المرأة غير المخفوضة فأمّا الرّجل فلا يطوف إلّا وهو مختتن .

باب

ایک شخص مسلمان ہو اور ختنہ سے قبل حج کرے

۱۔ جو شخص مسلمان ہو جائے اور حج کا ارادہ کرے اور حج کا وقت آجائے تو وہ حج کرے یا ختنہ کرائے ۔ فرمایا بغیر ختنہ کرائے حج نہ کرے ۔ (مجہول)

۲۔ عورت غیر ختنہ شدہ طواف کر سکتی ہے مگر مرد غیر مختون طواف نہیں کر سکتا ۔ (حسن)

﴿ باب ﴾

✿(المرأة يمنعها زوجها من حجة الاسلام)✿

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن امرأة لها زوج أبى أن يأذن لها أن تحجّ ولم تحجّ حجّة الإسلام فغاب زوجها عنها وقد نهاها أن تحجّ ؟ قال : لا طاعة له عليها في حجّة الإسلام فلتحجّ إن شاءت .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المرأة تخرج مع غير وليّ ؟ قال : لا بأس فإن كان لها زوج أو ابن [أو] أخ قادرين على أن يخرجا معها وليس لها سعة فلا ينبغي لها أن تقعد ولا ينبغي لهم أن يمنعوها .

٣ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن أبان ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن امرأة لها زوج وهي صرورة لا يأذن لها في الحجّ قال : تحجّ وإن لم يأذن لها .

٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن هشام بن سالم ، عن سليمان بن خالد ، عن أبي عبدالله عليه السلام في المرأة تريد الحجَّ ليس معها محرم هل يصلح لها الحجُّ ؟ فقال : نعم إذا كانت مأمونة .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن معاوية قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المرأة الحرَّة تحجُّ إلى مكّة بغير وليٍّ ، فقال : لا بأس تخرج مع قوم ثقات .

باب ۴

وہ عورت جس کا شوہر حج سے روکے

۱۔ میں نے پوچھا ایک عورت کے شوہر نے اس کو حج کرنے سے منع کر دیا اور اس عورت نے حج نہ کیا اس کا شوہر غائب ہو گیا اور حج کرنے سے اسے منع کر گیا۔ فرمایا اس عورت کو اس امر میں شوہر کی اطاعت لازم نہیں، اگر حج کرنا چاہتی ہے تو کرے۔ (ض)

۲۔ میں نے پوچھا ایک عورت حج کرنے غیر ولی کے ساتھ نکلی، فرمایا کوئی حرج نہیں، اگر اس کا شوہر بیٹا یا بھائی ہو اور اس کو حج کرنے کی قدرت ہو تو اس کے ساتھ حج کرنے کو جائیں در آنحالیکہ عورت مالدار نہ ہو، عورت کو حج سے رکنا نہ چاہیئے اور لوگوں کو اسے منع نہیں کرنا چاہیئے۔ (حسن)

۳۔ میں نے پوچھا اس شوہر دار عورت کے متعلق جو جمع کیا ہوا مال نہیں رکھتی اور شوہر اسے حج کی اجازت نہیں دیتا فرمایا وہ بے اجازت شوہر حج کو چلی جائے (حسن)

۴۔ اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جو حج کرنا چاہتی ہے لیکن کوئی محرم اس کے ساتھ نہیں، کیا حج کو جانا اس کے لئے درست ہے۔ فرمایا ہاں اگر وہ امن و امان کے ساتھ جا سکے۔ (ص)

۵۔ پوچھا گیا اس آزاد عورت کے متعلق جو مکہ کا سفر بغیر اپنے کسی سرپرست کے کرے۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اگر وہ معتمد اور معتبر لوگوں کے ساتھ چلی جائے۔ (حسن)

﴿باب ۳۵﴾

✿(القول إذا خرج الرجل من بيته)✿

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن موسى بن القاسم قال : حدَّثنا

صباح الحذّاء قال : سمعت موسى بن جعفر عليه السلام يقول : لو كان الرّجل منكم إذا أراد السفر قام على باب داره تلقاء وجهه الّذي يتوجّه له فقرء فاتحة الكتاب أمامه و عن يمينه وعن شماله و آية الكرسيّ أمامه وعن يمينه وعن شماله ثمّ قال : «اللّهمّ احفظني واحفظ مامعي وسلّمني وسلّم مامعي وبلّغني وبلّغ مامعي ببلاغك الحسن» لحفظه الله وحفظ مامعه وسلّمه وسلّم مامعه وبلّغه وبلّغ مامعه ، قال : ثمّ قال : ياصباح أمارأيت الرّجل يحفظ ولايحفظ مامعه ويسلم ولايسلم مامعه ويبلغ ولا يبلغ مامعه قلت : بلى جعلت فداك .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن ابن أبي عمير ؛ وصفوان بن يحيى جميعاً ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا خرجت من بيتك تريد الحجّ و العمرة إن شاء الله فادع دعاء الفرج وهو «لاإله إلّا الله الحليم الكريم لاإله إلّا الله العليّ العظيم سبحان الله ربّ السماوات السبع و ربّ الأرضين السبع و ربّ العرش العظيم و الحمدلله ربّ العالمين» ثمّ قل : «اللّهمّ كن لي جاراً من كلّ جبّار عنيد ومن كلّ شيطان مريد» ثمّ قل : «بسم الله دخلت وبسم الله خرجت وفي سبيل الله ، اللّهمّ إنّي اُقدّم بين يدي نسياني وعجلتي بسم الله وماشاء الله في سفري هذا ذكرته أونسيته ، اللّهمّ أنت المستعان على الاُمور كلّها وأنت الصاحب في السفر والخليفة في الأهل ، اللّهمّ هوّن علينا سفرنا واطو لنا الأرض وسيّرنا فيها بطاعتك وطاعة رسولك ، اللّهمّ أصلح لنا ظهرنا و بارك لنا فيما رزقتنا وقنا عذاب النار ، اللّهمّ إنّي أعوذبك من وعثاء السفر وكآبة المنقلب و سوء المنظر في الأهل والمال والولد ، اللّهمّ أنت عضدي وناصري بك أحلّ و بك أسير اللّهمّ إنّي أسألك في سفري هذا السرور والعمل بما يرضيك عنّي ، اللّهمّ اقطع عنّي بعده و مشقّته وأصحبني فيه واخلفني في أهلي بخير ولاحول ولا قوّة إلّا بالله ، اللّهمّ إنّي عبدك وهذا حملانك والوجه وجهك والسفر إليك وقد اطّلعت على مالم يطّلع عليه أحد فاجعل سفري هذا كفّارة لما قبله من ذنوبي وكن عوناً لي عليه واكفني وعثه و مشقّته ولقّنّي من القول والعمل رضاك ، فإنّما أنا عبدك وبك ولك» فاذا جعلت رجلك

في الرّكاب فقل : « بسم الله الرّحمن الرّحيم ، بسم الله والله أكبر » فإذا استويت على راحلتك واستوى بك محملك فقل : « الحمدلله الّذي هدانا للإسلام و علّمنا القرآن و منّ علينا بمحمّد ﷺ ، سبحان الله سبحان الّذي سخّر لنا هذا وما كنّا له مقرنين وإنّا إلى ربّنا لمنقلبون والحمدلله ربّ العالمين ، اللّهمّ أنت الحامل على الظهر والمستعان على الأمر ، اللّهمّ بلّغنا بلاغاً يبلغ إلى خير ، بلاغاً يبلغ إلى مغفرتك ورضوانك اللّهمّ لاطير إلّا طيرك ولا خير إلّا خيرك ولا حافظ غيرك » .

باب ۴۵

گھر سے نکلتے وقت کیا کہنا چاہیئے

۱۔ فرمایا حضرت نے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا جب کوئی تم میں سے حج کا ارادہ کرکے گھر سے نکلے تو اس کے گھر کے دروازہ پر ایک شخص اس کی طرف رخ کرکے سورۂ فاتحہ اس کے آگے پڑھے ، داہنے بائیں پڑھے اسی طرح آیت الکرسی ہر تین طرف پڑھے ، پھر کہے یا اللہ اس کی حفاظت کر اور ہر اس چیز کی جو اس کے ساتھ ہے اور صحیح سلامت رکھ اس کو اور جو اس کے ساتھ ہے اور منزل پر پہنچا دے اس کو اور جو اس کے ساتھ ہے پھر فرمایا اے صباح (راوی) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حج کرنے والا محفوظ رہا ہو اور اس کے ساتھ کی چیز غیر محفوظ رہی ہو یا وہ سلامت رہا ہو اور ساتھ کی چیز سلامت نہ رہی ہو یا خود پہنچ گیا ہو اور ساتھ والی چیز نہ پہنچی ہو ، میں نے کہا ضرور پہنچی ہے میں آپ پر فدا ہوں۔ (م)

۲۔ فرمایا جب ارادہ حج و عمرہ کرنے کا ہو تو گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھو۔

وهو «لاإله إلّا الله الحليم الكريم لاإله إلّا الله العليّ العظيم سبحان الله ربّ السماوات السبع و ربّ الأرضين السبع و ربّ العرش العظيم و الحمدلله ربّ العالمين

پھر کہو

«اللّهمّ كن لي جاراً من كلّ جبّار عنيد ومن كلّ شيطان مريد » ثمّ قل : « بسم الله دخلت وبسم الله خرجت وفي سبيل الله ، اللّهمّ إنّي أقدّم بين يدي نسياني وعجلتي بسم الله وماشاء الله في سفري هذا ذكرته أونسيته ، اللّهمّ أنت المستعان على الأمور كلّها وأنت الصاحب في السفر والخليفة في الأهل ، اللّهمّ هوّن علينا سفرنا واطو لنا الأرض

وسيّرنا فيها بطاعتك وطاعة رسولك ، اللّهم أصلح لنا ظهرنا و بارك لنا فيما رزقتنا وقنا عذاب النار ، اللّهمّ إنّي أعوذبك من وعثاء السفروكآبة المنقلب و سوء المنظر في الأهل والمال والولد ، اللّهمّ أنت عضدي وناصري بك أحلّ و بك أسير اللّهمّ إنّي أسألك في سفري هذا السرور والعمل بما يرضيك عنّي ، اللّهمّ اقطع عنّي بعده و مشقّته وأصحبني فيه واخلفني في أهلي بخيرولاحول ولا قوّة إلّا بالله ، اللّهمّ إنّي عبدك وهذا حملانك والوجه وجهك والسفر إليك وقد اطّلعت على مالم يطّلع عليه أحد فاجعل سفري هذا كفّارة لما قبله من ذنوبي وكن عوناً لي عليه واكفني وعثه و مشقّته ولقّني من القول والعمل رضاك ، فإنّما أنا عبدك وبك ولك

یا اللہ مجھے پناہ دے ہر سخت گیر ظالم سے اور ہر شیطان رجیم سے ، پھر کہو میں اللہ کا نام لے کر داخل ہوا اور راہِ خدا میں چلنے کو نکلا ہوں یا اللہ میں بھول چوک والا ہوں اور مجھ میں جلدی ہے اللہ کے نام سے یہ سفر شروع کرتا ہوں ، میں نے اس کا ذکر بھی کیا اور بھولا بھی یا اللہ تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں کل امور میں تو ہی میرا ساتھی ہے سفر میں میرا قائم مقام ہے میرے اہل میں ، اس سفر کو مجھ پر آسان کر ، طی الارض کر اور راہنمی اور اپنے رسول کی اطاعت میں لے چل ، یا اللہ ہمارے حال کی اصلاح کر اور ہمارے رزق میں برکت دے اور عذاب نار سے ہمیں بچا لے یا اللہ میں پناہ مانگتا ہوں مشقت سفر سے اور رنج و آلام سے اور اپنے اہل و مال و اولاد میں کسی بُرے منظر سے یا اللہ تو ہی میرا مددگار اور ناصر ہے میں تیری ہی مدد سے منزل پر اُترتا اور راہ میں چلتا ہوں یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اپنے اس سفر میں سرور کا اور ایسے عمل کا جو تجھے مجھ سے راضی رکھے یا اللہ بُعدِ سفر اور اس کی مشقت کو میرے اوپر آسان کر اور اس سفر میں میرے ساتھ ہو اور میرے اہل میں میرا قائم مقام ہو ، نہیں ہے مدد اور قوت مگر اللہ سے ، یا اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور ان چوپاؤں کا رزق دینے والا تو ہی ہے ۔ ذات تیری ہی ذات ہے یہ سفر میرا تیری ہی طرف ہے تو واقف ہے اس چیز سے جس سے کوئی واقف نہیں ، پس میرے اس سفر کو میرے گزشتہ گناہوں کا کفارہ قرار دے اور اس میں میری مدد کر اور سفر کی تعب و تکلیف سے بچا لے اور میرے اور عمل کو اپنی مرضی کے مطابق بنا دے میں تیرا ہی بندہ ہوں ، تجھی سے میری لو لگی اور تیری ہی خوشنودی کے لئے میرا عمل ہے ۔

جب رکاب پر پیر رکھیں تو کہیں ۔

بسم الله الرّحمن الرّحيم ، بسم الله والله أكبر « فإذا استويت على راحلتك واستوى بك محملك فقل : « الحمدلله الّذي هدانا للإسلام و علّمنا القرآن و

من علينا بمحمد صلى الله عليه وآله ، سبحان الله سبحان الذي سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين وإنا إلى ربنا لمنقلبون والحمد لله رب العالمين ، اللهم أنت الحامل على الظهر والمستعان على الأمر ، اللهم بلغنا بلاغاً يبلغ إلى خير ، بلاغاً يبلغ إلى مغفرتك ورضوانك اللهم لا طير إلا طيرك ولا خير إلا خيرك ولا حافظ غيرك » .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، بسم اللہ واللہ اکبر، جب سواری درست ہو جائے اور محمل میں بیٹھنے لگو تو کہو شکر ہے اس خدا کا جس نے ہدایت کی اسلام کی طرف اور قرآن کی تعلیم دی اور محمدؐ جیسے رسولؐ کو بھیج کر احسان کیا، پاک ہے وہ ذات جس نے چوپاؤں کو ہمارے لیے مسخر کیا اور ہم سے ان کو تابعدار بنانا ممکن نہ تھا اور ہماری گشت اپنے رب کی طرف ہونے والی ہے اور حمد ہے رب العالمین کے لئے، یا اللہ سواریوں کی پشتوں پر تو ہی بٹھانے والا ہے ہر امر میں تجھی سے مدد ہے یا اللہ خیر سے پہنچا دے اپنی بخشش اور رضا کے ساتھ، نہیں ہے پرواز مگر تیری مدد سے اور نہیں ہے مگر تجھ سے اور تیرے سوا کوئی حافظ نہیں۔ (حسن)

«باب الوصية»

١ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن صفوان الجمال عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان أبي يقول : ما يعبؤ من يؤم هذا البيت إذا لم يكن فيه ثلاث خصال : خلق يخالق به من صحبه أو حلم يملك به من غضبه أو ورع يحجزه عن محارم الله .

٢ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن علي بن الحكم ، عن أبي أيوب الخزاز ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : ما يعبؤ من يسلك هذا الطريق إذا لم يكن فيه ثلاث خصال : ورع يحجزه عن معاصي الله وحلم يملك به غضبه وحسن الصحبة لمن صحبه .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : وطن نفسك على حسن الصحابة لمن صحبت في حسن خلقك ، وكف لسانك واكظم غيظك وأقل لغوك وتفرش عفوك وتسخو نفسك .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن إسماعيل بن مهران ، عن محمد بن حفص ، عن أبي الرّبيع الشاميّ قال : كنّا عند أبي عبدالله عليه السلام و البيت غاصّ بأهله فقال : ليس منّا من لم يحسن صحبة من صحبه ومرافقة من رافقه و ممالحة من مالحه ومخالقة من خالقه .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن جعفر ، عن آبائه عليهم السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : «الرّفيق ثمّ السفر» ؛ وقال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : «لا تصحبنّ في سفرك من لا يرى لك من الفضل عليه كما ترى له عليك» .

٦ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عثمان ، عن حريز ، عمّن ذكره ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا صحبت فاصحب نحوك ولا تصحبنّ من يكفيك فإنّ ذلك مذلّة للمؤمن .

٧ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن الحسن بن الحسين اللّؤلئيّ عن محمد بن سنان عن حذيفة بن منصور ، عن شهاب بن عبد ربّه قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : قد عرفت حالي وسعة يدي وتوسّعي على إخواني فأصحب [ا]النفر منهم في طريق مكّة فأتوسّع عليهم ، قال : لا تفعل ياشهاب إن بسطت وبسطوا أجحفت بهم وإن أمسكوا أذللتهم فأصحب نظراءك .

٨ ـ أحمد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : يخرج الرّجل مع قوم مياسير وهو أقلّهم شيئاً فيخرج القوم النفقة ولا يقدر هو أن يخرج مثل ما أخرجوا ، فقال : ما أحبّ أن يذلّ نفسه ليخرج مع من هو مثله .

باب ٣٦

وصیت

۱۔ فرمایا حضرت نے میرے والد ماجد نے فرمایا جس شخص میں تین خصلتیں نہ ہوں اس نے حج بیت اللہ سے کیا پایا اول خوش خلقی، جس کا اثر اپنے دوستوں پر ڈالے، دوسرے حلم جس سے اپنے غضب پر قابو پائے، تیسرے

پرہیزگاری جس سے محارم الہیہ سے بچے۔ (ض)

۲۔ مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔ (م)

۳۔ فرمایا حسن صحبت کو اپنے نفس میں جگہ دو خوش خلقی سے ملو، اپنی زبان کو روکو، اپنے غصہ کو پیو، لغویات کم کرو عفو کو زیادہ کرو، اپنے نفس پر قابو حاصل کرو (حسن)

۴۔ فرمایا درآنحالیکہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا ہم میں سے نہیں ہے وہ جو اپنے مصاحبوں سے اچھی صحبت نہ رکھے نرمی کا برتاؤ کرنے والوں سے نرمی نہ کرے اور جو کھانا کھلائے اسے کھانا نہ کھلائے اور اپنے خلاف والے کی مخالفت نہ کرے (مجہول)

۵۔ فرمایا رسول اللہ نے سفر سے پہلے اپنا رفیق تلاش کرو اور امیر المومنین نے فرمایا ایسے شخص کے ساتھ سفر نہ کرو جو تمہاری کوئی فضیلت اپنے اوپر نہیں سمجھتا جیسی کہ تم اپنے لئے اس کی فضیلت جانتے ہو۔ (ض)

۶۔ فرمایا جب مصاحب بناؤ تو اپنے جیسے کو اور مت صحبت رکھو اس سے جو تم سے بے پرواہ ہو کہ اس میں مومنین کے لئے ذلت ہے۔ (مرسل)

۷۔ میں نے کہا آپ کو معلوم ہے میرا حال اور میری کشادہ دستی اپنے بھائیوں پر تو کیا میں سفر مکہ میں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ لے لوں اور ان پر اچھی طرح روپیہ صرف کروں۔ فرمایا اے شہاب ایسا نہ کرو اگر تم نے اور انھوں نے پورا ہاتھ کھول دیا تو تمہیں، ان کو بازر کھنا پڑے گا اور جب وہ رک جائیں گے تو گویا تم نے ان کو ذلیل کیا۔ پس بہتر یہ ہے کہ اپنے ہی جیسے لوگوں کو اپنے ساتھ رکھو (ض)

۸۔ میں نے کہا ایک شخص جو قلیل البضاعت ہے ایسے لوگوں کے ساتھ سفر حج کرتا ہے جو مالدار ہیں وہ لوگ دل کھول کر خرچ کرتے ہیں اور یہ ان کی طرح نہیں کر سکتا فرمایا وہ اپنے نفس کو ذلیل کرنا کیوں پسند کرتا ہے اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے ہی جیسے لوگوں کے ساتھ سفر کرے (ض)

باب

(الدعاء في الطريق)

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن محمّد بن سنان ، عن حذيفة بن منصور قال : صحبت أباعبدالله عليه السلام وهو متوجّه إلى مكّة فلمّا صلّى قال : «اللّهمّ خلّ سبيلنا و أحسن تسييرنا و أحسن عافيتنا» وكلّما صعد أكمة قال : «اللّهمّ لك الشرف على كلّ شرف» .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي

عبدالله عليه السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله في سفره إذا هبط سبّح وإذا صعد كبّر .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن قاسم الصيرفيّ ، عن حفص ابن القاسم قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إنَّ على ذروة كلِّ جسر شيطان فإذا انتهيت إليه فقل : «بسم الله يرحل عنك» .

٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن أبان بن عثمان عن عيسى بن عبدالله القميِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قل : «اللّهمَّ إنّي أسألك لنفسي اليقين والعفو والعافية في الدُّنيا والآخرة ، اللّهمَّ أنت ثقتي وأنت رجائي وأنت عضدي وأنت ناصري بك أحلُّ وبك أسير » قال : ومن يخرج في سفر وحده فليقل : «ماشاء الله لا قوَّة إلّا بالله ، اللّهمَّ آنس وحشتي وأعنّي على وحدتي وأدِّ غيبتي» .

٥ ـ أحمد بن أبي عبدالله ، عن محمّد بن عليٍّ ، عن عليِّ بن حمّاد ، عن رجل ، عن أبي سعيد المكاريِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا خرجت في سفر فقل : «اللّهمَّ إنّي خرجت في وجهي هذا بلاثقة منّي بغيرك ولارجاء آوي إليه إلّا إليك ولاقوَّة أتّكل عليها ولا حيلة ألجأ إليها إلّا طلب فضلك و ابتغاء رزقك وتعرُّضاً لرحمتك و سكوناً إلى حسن عادتك وأنت أعلم بما سبق لي في علمك في سفري هذا ممّا أُحبُّ أو أكره فإنّما أوقعت عليه يا ربِّ من قدرك فمحمود فيه بلاؤك ومنتصح عندي فيه قضاؤك وأنت تمحو ماتشاء وتثبت وعندك أُمُّ الكتاب ، اللّهمَّ فاصرف عنّي مقادير كلِّ بلاء و مقضيّ كلِّ لأواء وابسط عليَّ كنفاً من رحمتك و لطفاً من عفوك وسعة من رزقك وتماماً من نعمتك وجماعاً من معافاتك وأوقع عليَّ فيه جميع قضائك على موافقة جميع هواي في حقيقة أحسن أملي وادفع ما أحذر فيه ومالا أحذر على نفسي و ديني و مالي ممّا أنت أعلم به منّي واجعل ذلك خيراً لآخرتي ودنياي مع ما أسألك يا ربِّ أن تحفظني فيمن خلّفت ورائي من ولدي و أهلي و مالي و معيشتي و حزانتي و قرابتي وإخواني بأحسن ما خلّفت به غائباً من المؤمنين في تحصين كلِّ عورة و حفظ من كلِّ مضيعة وتمام كلِّ نعمة و كفاية كلِّ مكروه وستر كلِّ سيّئة وصرف كلِّ محذور وكمال كلِّ ما يجمع لي الرِّضا والسرور في جميع أُموري وافعل ذلك بي بحقِّ

محمد و آل محمد وصلّ علی محمد و آل محمد والسلام علیه وعلیهم و رحمة الله و برکاته».

باب ۴۷

راستہ میں دعا

۱۔ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ سفر مکہ میں تھا آپ نے بعد نماز فرمایا یا اللہ راستہ خالی بنادے اور ہمارا سفر اچھا بنا دے، ہم کو عافیت کے ساتھ پہنچا اور پہاڑیوں کی چڑھائی کو آسان کر، تیرے لیے ہر قسم کی بلندی ہے۔ (ض)

۲۔ فرمایا حضرت رسول خدا جب سفر میں سواری سے اترتے تو تسبیح کرتے ہوئے اور جب چڑھتے تو تکبیر کہتے ہوئے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے ہر پل کی چوٹی پر شیطان ہوتا ہے پس جب تم آخری حد پر پہنچو تو کہو شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نے مجھے تجھ کو پار کرایا۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا کہو یا اللہ میں تجھ سے اپنے لئے سوال کرتا ہوں یقین کا، عفو کا اور دنیا و آخرت میں عافیت کا یا اللہ تجھی پر میرا اعتماد ہے تو ہی میری امید ہے تجھی پر میرا بھروسہ ہے تو ہی میرا ناصر ہے تیری مدد ہی سے میں منزل پر اترتا ہوں، راستوں پر چلتا ہوں فرمایا جو سفر کرے تو یہ کہے۔ دعا متن میں ہے (حسن)

۵۔ فرمایا جب سفر کے لئے گھر سے نکلو تو یہ دعا پڑھو۔

«اللّهمّ إنّي خرجت في وجهي هذا بلاثقة منّي بغيرك ولارجاء آوي إليه إلّاإليك ولاقوّة أتّكل عليها ولا حيلة ألجأ إليها إلّا طلب فضلك و ابتغاء رزقك وتعرّضاً لرحمتك و سكوناً إلى حسن عادتك وأنت أعلم بما سبق لي في علمك في سفري هذا ممّا أحبّ أوأكره فإنّما أوقعت عليه يارب من قدرتك فمحمود فيه بلاؤك ومنتصح عندي فيه قضاؤك وأنت تمحو ماتشاء وتثبت وعندك أمّ الكتاب، اللّهمّ فاصرف عنّي مقادير كلّ بلاء و مقضيّ كلّ لأواء وابسط عليّ كنفاً من رحمتك و لطفاً من عفوك وسعة من رزقك وتماماً من نعمتك وجماعاً من معافاتك وأوقع عليّ فيه جميع قضائك على موافقة جميع هواي في حقيقة أحسن أملي وادفع ما أحذر فيه ومالا أحذر على نفسي و ديني و مالي ممّا أنت أعلم به منّي واجعل ذلك خيراً لآخرتي ودنياي مع ما أسألك يا ربّ

أن تحفظني فيمن خلّفت ورائي من ولدي و أهلي و مالي و معيشتي و حزانتي و قرابتي وإخواني بأحسن ما خلّفت به غائباً من المؤمنين في تحصين كلّ عورة و حفظ من كلّ مضيعة وتمام كلّ نعمة وكفاية كلّ مكروه وستر كلّ سيّئة وصرف كل محذور وكمال كلّ ما يجمع لي الرّضا والسرور في جميع اُموري وافعل ذلك بي بحق محمّد وآل محمّد وصلّ على محمّد وآل محمّد والسلام عليه وعليهم و رحمة الله وبركاته».

باب ۴۸

(أشهر الحج)

۱ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن مثنّى الحنّاط ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : « الحجّ أشهر معلومات شوّال وذوالقعدة وذوالحجّة ليس لأحد أن يحجّ فيما سواهنّ ».

۲ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ و جلّ : «الحجّ أشهر معلومات فمن فرض فيهنّ الحجّ » و الفرض التلبية و الإشعار و التقليد فأيّ ذلك فعل فقد فرض الحجّ ولا يفرض الحجّ إلّا في هذه الشهور الّتي قال الله عزّ وجلّ «الحجّ أشهر معلومات» وهو شوّال وذوالقعدة وذوالحجة.

۳ ـ عليّ بن إبراهيم بإسناده قال : أشهر الحجّ شوّال و ذوالقعدة و عشر من ذي الحجّة وأشهر السياحة عشرون من ذي الحجّة والمحرّم و صفر و شهر ربيع الأوّل وعشر من شهر ربيع الآخر

باب

ماہ حج

۱۔ فرمایا حج کے معلوم مہینے ہیں شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ ان کے سوا کسی اور مہینے میں حج نہیں۔ (ض)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے آیہ الحج اشہر معلومات کے متعلق یہ اس کے لئے ہے جس پر ان ماہ میں حج فرض ہے اور فرض تلبیہ و اشعار اور تقلید ہے (یعنی احکام حج تلبیہ، احرام، طواف اور قربانی وغیرہ) اور جس نے ان افعال کو کیا اس نے فرض حج ادا کیا اور حج فرض نہیں ہوتا مگر ان مہینوں میں شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ (حسن)

۳۔ فرمایا حج کے مہینے شوال، ذی قعدہ و ذی الحجہ ہیں اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن حج کے ہیں اور آخری بیس دن اور محرم و صفر اور ربیع الاول اور ربیع الآخر کے بیس دن سیر و سیاحت کے ہیں (مرسل)

«باب ۷۹»

(الحج الاكبر والاصغر)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن يوم الحجّ الأكبر ، فقال : هو يوم النّحر والحجُّ الأصغر العمرة .

٢ ـ أبوعليّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن ذريح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الحجُّ الأكبر يوم النّحر .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و عليُّ بن محمّد القاسانيُّ جميعاً ، عن القاسم بن محمّد ، عن سليمان بن داود المنقريّ ، عن فضيل بن عياض قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الحجّ الأكبر فإنَّ ابن عبّاس كان يقول : يوم عرفة ، فقال أبوعبدالله عليه السلام : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : الحجُّ الأكبر يوم النحر ويحتجُّ بقوله عزَّ وجلَّ : «فسيحوا في الارض أربعة أشهر» وهي عشرون من ذي الحجّة والمحرَّم وصفر وشهر ربيع الأوَّل وعشر من ربيع الآخر ولو كان الحجُّ الأكبر يوم عرفة لكان أربعة أشهر و يوماً .

باب ۷۹

حج اکبر و اصغر

۱۔ میں نے حضرت سے روز حج کے متعلق پوچھا فرمایا حج اکبر روز قربانی ہے اور عمرہ حج اصغر ہے (حسن)

۲۔ فرمایا حج اکبر یوم قربانی ہے۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ ابن عباس نے بتایا تھا کہ حج اکبر یوم عرفہ ہے لیکن ایسا نہیں بلکہ وہ روز قربانی ہے اور دلیل بیان کی اس آیت سے کہ چلو پھرو زمین پر چار ماہ اور یہ چار ماہ ہوتے ہیں اس طرح ذی الحجہ کے بیس روز ایک مہینہ محرم کا، دوسرا صفر کا، تیسرا ربیع الاوّل کا اور دس دن ربیع الآخر کے اگر یوم عرفہ شامل ہو تو یہ چار ماہ ایک دن ہو جاتے ہیں۔ (ض)

﴿باب﴾

☆(أصناف الحج)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : الحجُّ ثلاثة أصناف حجٌّ مفرد و قران وتمتّع بالعمرة إلى الحجّ وبها أمر رسول الله صلى الله عليه وآله والفضل فيها ولا نأمر الناس إلّا بها .

٢ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن إسحاق بن عمّار ، عن منصور الصّيقل قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : الحجُّ عندنا على ثلاثة أوجه حاجٌّ متمتّع وحاجٌّ مفرد سائق للهدي وحاجٌّ مفرد للحجّ .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيّوب الخزّاز قال : سألت أباعبدالله عليه السلام أيُّ أنواع الحجّ أفضل؟ فقال : التّمتّع وكيف يكون شيء أفضل منه و رسول الله صلى الله عليه وآله يقول : «لو استقبلت من أمري ما استدبرت لفعلت مثل مافعل النّاس » .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس بن عبد الرحمن ، عن معاوية ابن عمّار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : مانعلم حجّاً لله غير المتعة إنّا إذا لقينا ربّنا قلنا ربّنا عملنا بكتابك وسنّة نبيّك ويقول القوم : عملنا برأينا فيجعلنا الله وإيّاهم حيث يشاء .

٥ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن أبي جعفر الثّاني عليه السلام قال : كان أبوجعفر عليه السلام يقول : المتمتّع بالعمرة إلى الحجّ أفضل من المفرد السّائق للهدي وكان يقول : ليس يدخل الحاجُّ بشيء أفضل من المتعة .

٦ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن معاوية ،

عن أبي عبدالله عليه السلام قال: من حجّ فليتمتّع إنّا لا نعدل بكتاب الله عزّ وجلّ و سنّة نبيّه صلّى الله عليه وآله

٧ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم؛ وابن أبي نجران، عن صفوان الجمّال قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنّ بعض الناس يقول: جرّد الحجّ و بعض الناس يقول: أقرن وسق وبعض الناس يقول: تمتّع بالعمرة إلى الحجّ فقال: لو حججت ألف عام لم أقرنها إلّا متمتّعاً

٨ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الحجّ فقال: تمتّع ثمّ قال: إنّا إذا وقفنا بين يدي الله عزّ و جلّ قلنا: يارب أخذنا بكتابك وسنّة نبيّك، وقال: الناس رأينا برأينا.

٩ ـ أحمد بن محمّد، عن عليّ بن حديد قال: كتب إليه عليّ بن ميسّر يسأله عن رجل اعتمر في شهر رمضان ثمّ حضر له الموسم أيحجّ مفرداً للحجّ أو يتمتّع، أيّهما أفضل؟ فكتب إليه يتمتّع أفضل.

١٠ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن ابن أبي عمير، عن حفص بن البختريّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: المتعة والله أفضل وبها نزل القرآن و جرت السنّة.

١١ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر قال: سألت أبا جعفر عليه السلام في السنة الّتي حجّ فيها وذلك في سنة اثنتي عشرة ومائتين فقلت: جعلت فداك بأيّ شيء دخلت مكّة مفرداً أو متمتّعاً؟ فقال: متمتّعاً، فقلت له: أيّما أفضل المتمتّع بالعمرة إلى الحجّ أو من أفرد وساق الهدي؟ فقال: كان أبو جعفر عليه السلام يقول: المتمتّع بالعمرة إلى الحجّ أفضل من المفرد السائق للهدي و كان يقول: ليس يدخل الحاجّ بشيء أفضل من المتعة.

١٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن سنان، عن ابن مسكان، عن عبدالملك بن عمرو أنّه سأل أبا عبدالله عليه السلام عن التمتّع بالعمرة إلى الحجّ فقال: تمتّع قال: فقضى أنّه أفرد الحجّ في ذلك العام أو بعده فقلت: أصلحك الله سألتك فأمرتني بالتمتّع

وأراك قد أفردت الحجّ العام فقال : أما والله إنّ الفضل لفي الّذي أمرتك به ولكنّي ضعيف فشقّ عليّ طوافان بين الصفا والمروة فلذلك أفردت الحجّ .

۱۳ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن يحيى الحلبيّ ، عن عمّه عبيدالله [أنّه] قال : سأل رجل أباعبدالله عليه السلام وأنا حاضر فقال : إنّي اعتمرت في الحرم وقدمت الآن متمتّعاً فسمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : نعم ماصنعت إنّا لانعدل بكتاب الله عزّ وجلّ و سنّة رسول الله صلى الله عليه وآله فإذا بعثنا ربّنا أووردنا على ربّنا قلنا : يارب أخذنا بكتابك و سنّة نبيّك صلى الله عليه وآله و قال الناس : رأينا رأينا فصنع الله عزّ وجلّ بنا وبهم ماشاء .

۱٤ ـ أحمد بن محمّد عن الحسين بن سعيد ، عن النّضر بن سويد ، عن درست ، عن محمّد بن الفضل الهاشميّ قال : دخلت مع إخوتي على أبي عبدالله عليه السلام فقلنا : إنّا نريد الحجّ وبعضنا صرورة ، فقال : عليكم بالتمتّع فإنّا لانتّقي في التمتّع بالعمرة إلى الحجّ سلطاناً واجتناب المسكر والمسح على الخفّين .

۱٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي اعتمرت في رجب وأنا اُريد الحجّ أفأسوق الهدي وأفرد الحجّ أو أتمتّع ؟ فقال : في كلّ فضل و كلّ حسن ، قلت : فأيّ ذلك أفضل ؟ فقال : تمتّع هو والله أفضل ، ثمّ قال : إنّ أهل مكّة يقولون : إنّ عمرته عراقيّة وحجّته مكّيّة ، كذبوا أو ليس هو مرتبطاً بحجّه لايخرج حتّى يقضيه ، ثمّ قال : إنّي كنت أخرج لليلة أو لليلتين تبقيان من رجب فتقول : أمّ فروة أي أبه ! إنّ عمرتنا شعبانيّة و أقول لها : أي بنيّة إنّها فيما أهللت و ليست فيما أحللت .

۱٦ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن صفوان الجمّال ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من لم يكن معه هدي وأفرد رغبة عن المتعة فقد رغب عن دين الله عزّ وجلّ .

۱۷ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية قال : قلت لأبي

عبدالله عليه السلام : إنّهم يقولون في حجة المتمتّع : حجّته مكّية وعمرته عراقيّة ، فقال : كذبوا أو ليس هو مرتبطاً بحجّته لايخرج منها حتّى يقضي حجّته .

۱۸ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن عبدالملك ابن أعين قال : حجّ جماعة من أصحابنا فلمّا قدموا المدينة دخلوا على أبي جعفر عليه السلام فقالوا : إنّ زرارة أمرنا أن نهلّ بالحجّ إذا أحرمنا ، فقال لهم : تمتّعوا ، فلمّا خرجوا من عنده دخلت عليه فقلت : جعلت فداك لئن لم تخبرهم بما أخبرت زرارة لنأتينّ الكوفة ولنصبحنّ به كذّاباً فقال : ردّهم فدخلوا عليه فقال : صدق زرارة ثمّ قال : أما والله لايسمع هذا بعد هذا اليوم أحدٌ منّي

باب ۵

اصناف حج

۱۔ فرمایا حج کی تین قسمیں ہیں حج مفرد، حج قرآن، حج تمتع، عمرہ حج کے ساتھ ہے اور رسول اللہ نے اسی کا حکم دیا ہے اور حضرت نے فرمایا لوگوں کو تم اسی کا حکم دو۔ (حسن)

۲۔ فرمایا ہمارے نزدیک حج تین قسم کا ہے حج تمتع، حج مفرد جس میں حاجی ہدی کو چلاتا ہے اور وہ جو مفرد الحج ہے۔ (مجہول)

۳۔ میں نے پوچھا کون سی قسم حج کی افضل ہے فرمایا حج تمتع اور کیونکر کوئی شے اس سے افضل ہو سکتی ہے جس کے رسول اللہ نے فرمایا۔ اگر تو میرے حکم کا استقبال کرتا تو پیچھے کی طرف نہ ہٹتا اور اسی طرح کرتا جیسے لوگ کرتے ہیں (حسن)

۴ فرمایا حضرت نے ہم حج تمتع کے سوا اور کوئی حج نہیں جانتے، ہم خدا سے ملاقات کرتے ہیں یہ کہتے ہوئے، اے ہمارے رب ہم نے عمل کیا موافق کتاب خدا اور سنت نبی کے اور ہماری قوم کہتی ہے ہم نے عمل کیا اپنی رائے پر، پس خدا ہمارے اور ان کے درمیان جو چاہے فیصلہ کرے گا۔ (ص)

۵۔ فرمایا حضرت نے حج تمتع افضل ہے حج مفرد سے اور یہ بھی فرمایا حاجی کے لئے حج تمتع سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں۔ (ض)۔

۶۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جو حج بیت اللہ کرے اسے چاہیئے حج تمتع کرے۔ ہم کتاب خدا اور سنت رسول سے عدول نہیں کرتے۔ (مجہول)

۷۔ میں نے کہا کچھ لوگ کہتے ہیں حج مفرد کرو، کچھ کہتے ہیں حج قران کرو اور ہدی لے جاؤ، کچھ کہتے ہیں عمرہ کے ساتھ حج تمتع کرو فرمایا اگر تم ہزار برس تک حج کرو گے تو حج تمتع کی مثل نہ ہوں گے۔

۸۔ میں نے حضرت سے حج کے متعلق پوچھا۔ فرمایا حج تمتع کرو پھر فرمایا ہم جب پیش خدا حاضر ہوں گے تو کہیں گے پروردگار ہم نے تیری کتاب اور تیرے نبی کی سنت سے اخذ کیا اور لوگ کہیں گے ہم نے اپنی رائے سے کیا۔ (حسن)

۹۔ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ماہ رمضان میں عمرہ کیا اس کے بعد جب موسم حج آئے تو حج مفرد کرے یا حج تمتع فرمایا حج تمتع افضل ہے (ض)

۱۰۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے واللہ متعہ افضل ہے وہ مطابق قرآن و سنت ہے۔

۱۱۔ ۲۱۲ھ میں امام علیہ السلام نے جو حج کیا میں نے اس کے بارے میں پوچھا آپ نے حج مفرد کیا تھا یا حج تمتع، فرمایا حج تمتع، میں نے کہا آیا حج تمتع افضل ہے یا حج مفرد، فرمایا حج تمتع جو عمرہ کے ساتھ ہو حج مفرد سے بہتر ہے حاجی کے لئے اس سے بہتر صورت نہیں (م)

۱۲۔ ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا حج تمتع کے متعلق فرمایا حج تمتع ہی کرنا چاہیئے اور فرمایا میں نے اس سال حج افراد کا ارادہ کیا ہے میں نے کہا اللہ آپ کی حفاظت کرے، جب میں نے سوال کیا تو آپ نے تمتع کا حکم دیا اور آپ خود حج مفرد کا ارادہ رکھتے ہیں فرمایا واللہ فضیلت اسی میں ہے جس کا میں نے حکم دیا ہے لیکن میں کمزور ہوں صفا و مروہ کے درمیان دو بار طواف کرنا میرے لئے دشوار ہے اس لئے میں حج افراد کرنا چاہتا ہوں۔ (ض)

۱۳۔ ایک شخص نے پوچھا میں نے حرم میں عمرہ کر لیا ہے اور اب حج تمتع کے لئے آیا ہوں فرمایا ہاں تم نے ایسا کر لیا ہم تو کتاب خدا اور سنت رسول سے ہٹنے والے نہیں، جب روز قیامت پیش خدا جائیں گے تو کہیں گے پروردگارا ہم نے تیری کتاب اور سنت کے مطابق عمل کیا اور وہ لوگ کہیں گے کہ ہم نے اپنی رائے سے عمل کیا پس اللہ ہمارے اور ان کے ساتھ جو چاہے گا کرے گا۔ (م)

۱۴۔ ہم نے کہا ہمارا ارادہ حج کا ہے اور ہم میں سے مفلس ہیں فرمایا تم حج تمتع کرو، ہم تقیہ نہیں کرتے عمرہ حج میں سلطان کے ڈر سے اور اجتناب لازم ہے مسکرات سے اور موزوں پر مسح کرنے سے۔ (ض)

۱۵۔ میں نے کہا میں رجب میں عمرہ کر چکا ہوں اور اب حج کا ارادہ ہے پس میں ہدی لے جاؤں اور حج مفرد کروں فرمایا ہر ایک صورت افضل و بہتر ہے۔ میں نے کہا زیادہ بہتر کون سا طریقہ ہے۔ فرمایا تمتع، پھر فرمایا اہل مکہ کہتے ہیں کہ عمرہ عراقیہ ہے اور حج مکیہ ہے وہ جھوٹے ہیں کیا عمرہ حج سے ربط نہیں رکھتا جب اسے بجا لایا جائے پھر فرمایا ایک یا دو رات ماہ رجب کی باقی تھیں کہ میں گھر سے نکلا اُم فروہ نے کہا بابا ہمارا عمرہ تو شعبان میں ہوگا۔ میں نے کہا بیٹی میں احرام باندھ چکا ہوں اور میں محل نہیں ہوا۔ (ض)

۱۶۔ فرمایا جس کے ساتھ قربانی نہ ہو اور حج تمتع سے نفرت کرے حج افراد بجالائے تو اس نے دین خدا سے نفرت کی۔ (م)

۱۷۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں حج مکی ہے اور عمرہ عراقی، فرمایا وہ جھوٹے ہیں کیا وہ مرتبط حج سے نہیں ہے۔ حج بغیر اس کے پورا نہیں ہوتا۔ (حسن)

۱۸۔ عبدالملک بن اعین نے بیان کیا۔ ہمارے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے حج کیا جب مدینہ آئے تو ابوجعفر علیہ السلام کی خدمت میں آئے کہا زرارہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ احرام کھول دیں۔ فرمایا فائدہ حاصل کرو، جب وہ لوگ چلے گئے تو راوی کہتا ہے میں حضرت کے پاس آیا اور میں نے کہا کیا آپ نے ان کو بتا دیا ہے جو زرارہ نے بتایا تھا تاکہ جب وہ کوفہ آئیں تو جھوٹوں کو آگاہ کریں فرمایا ان کو واپس بلاؤ جب آئے تو فرمایا زرارہ نے سچ کہا ہے پھر فرمایا واللہ آج کے بعد پھر کوئی مجھ سے نہ سنے گا۔ (حسن)

نوٹ:۔ شیعہ عموماً حج تمتع کرتے ہیں اس حج میں پہلے عمرہ کے لئے احرام باندھا جاتا ہے اعمال عمرہ بجالانے کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے اور چونکہ جو چیزیں محرم پر حرام ہو جاتی ہیں ان سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل جاتا ہے اس لئے اس کو حج تمتع کہتے ہیں عمرہ کے بجالانے کے بعد حج کے لئے دوبارہ احرام باندھا جاتا ہے سُنّی حضرات حج تمتع نہیں کرتے اور ایک ہی احرام سے حج و عمرہ دونوں کر لیتے ہیں رسول اللہ نے اسی قسم کا حج کیا تھا مگر حضرت عمر نے حج تمتع کو حرام کر دیا ان کا یہ قول مشہور ہے (متعتان کانتا فی محمد رسول اللہ و انا احرمھما (متعہ اور حج تمتع رسول اللہ کے زمانہ میں دونوں رائج تھے میں ان دونوں کو حرام کرتا ہوں۔

﴿باب ۵۵﴾

☆(ماعلى المتمتع من الطواف والسعي)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، وصفوان جميعاً ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : على المتمتّع بالعمرة إلى الحجّ ثلاثة أطواف بالبيت وسعيان بين الصّفا والمروة وعليه إذا قدم مكّة طواف بالبيت وركعتان عند مقام إبراهيم عليه السلام وسعي بين الصّفا والمروة ثمّ يقصّر وقد أحلّ ، هذا للعمرة وعليه للحجّ طوافان وسعي بين الصّفا والمروة ويصلّي عند كلّ طواف بالبيت ركعتين عند مقام إبراهيم عليه السلام .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المتمتّع عليه ثلاثة أطواف بالبيت وطوافان بين الصّفا

والمروة وقطع التلبية من متعته إذا نظر إلى بيوت مكّة و يحرم بالحجّ يوم التروية و يقطع التلبية يوم عرفة حين تزول الشمس.

۳ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن ابن أبي عمير، عن حفص بن البختري، عن منصور بن حازم، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: على المتمتّع بالعمرة إلى الحجّ ثلاثة أطواف بالبيت ويصلّي لكلّ طواف ركعتين وسعيان بين الصفا والمروة.

باب ۵۱

حج تمتع کا طواف اور سعی

۱۔ فرمایا حج تمتع کے عمرہ میں تین طواف بیت ہیں اور صفا و مروہ کے درمیان دو بار سعی اور یہ کہ جب وارد مکہ ہو تو خانۂ کعبہ کا طواف کرے اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے حج کے عمرہ میں بس یہی ہے اور حج کے لیے دو طواف ہیں اور صفا و مروہ کے درمیان سعی اور ہر طواف بیت کے ساتھ نماز پڑھنا اور دو رکعت نماز مقام ابراہیم پر پڑھنا۔ (حسن)

۲۔ فرمایا تمتع کرنے والے پر تین طواف ہیں خانۂ کعبہ کے اور دو طواف ہیں صفا و مروہ کے درمیان اور جب مکہ کے مکانات نظر آئیں تو تلبیہ کو قطع کر دے اور حج کا احرام باندھے یوم ترویہ اور روز عرفہ وقت زوال آفتاب تلبیہ قطع کر دے۔ (فن)

۳۔ فرمایا حج تمتع کا عمرہ کرنے والے پر تین طواف ہیں اور ہر طواف پر دو رکعت نماز اور صفا و مروہ کے درمیان سعی (حسن)

باب ۵۲

(صفة الاقران وما يجب على القارن)

۱ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن ابن أبي عمير، عن حفص بن البختري، عن منصور بن حازم، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لا يكون القارن إلّا بسياق الهدي وعليه طوافان بالبيت وسعي بين الصفا والمروة كما يفعل المفرد ليس بأفضل من المفرد إلّا بسياق الهدي.

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : القارن لايكون إلّا بسياق الهدي وعليه طواف بالبيت وركعتان عند مقام إبراهيم عليه السلام وسعي بين الصّفا والمروة وطواف بعد الحجّ وهوطواف النساء .

٣ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : إنّي سقت الهدي وقرنت ، قال : ولم فعلت ذلك التمتّع أفضل ، ثمّ قال : يجزئك فيه طواف بالبيت وسعي بين الصّفا والمروة واحد . وقال : طف بالكعبة يوم النحر .

باب ۵۲

حج قران اور قارن پر کیا واجب ہے

۱۔ فرمایا حضرت نے حج قران کرنے والے پر قربانی کرنا اور بیت اللہ کے دو طواف کرنا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے۔ جیسا کہ حج مفرد والا کرتا ہے مفرد والے سوائے قربانی لے جانے کے اور کوئی فضیلت نہیں۔ (حسن)

۲۔ فرمایا حج قران کرنے والے پر ہدی کا لے جانا ہے اور بیت اللہ کا طواف اور دو رکعت نماز مقام ابراہیم پر اور صفا و مروہ کے درمیان سعی اور طواف النساء بعد الحج۔

۳۔ میں نے کہا میں حج قران کے لئے ہدی لے گیا فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا۔ فرمایا تمتع افضل ہے پھر فرمایا کافی ہے تیرے لئے طواف بیت اور صفا و مروہ کے درمیان سعی ایک بار اور فرمایا روز قربانی کعبہ کا طواف کر (حسن)

﴿باب ۵۳﴾

✡(صفة الاشعار والتقليد)✡

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن يونس بن يعقوب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي قد اشتريت بدنة فكيف أصنع بها ؟ فقال : انطلق حتّى تأتي مسجد الشجرة فأفض عليك من الماء والبس ثوبيك ثمّ أنخها مستقبل القبلة ثمّ أدخل المسجد فصلّ ثمّ افرض بعد صلاتك ثمّ اخرج إليها فأشعرها من الجانب

الأيمن من سنامها ثمّ قل : « بسم الله اللّهمّ منك و لك اللّهمّ تقبّل منّي » ثمّ انطلق حتّى تأتي البيداء فلبّه .

٢ ـ الحسين بن محمّد الأشعريّ ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن أبان ، عن محمّد الحلبيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن تجليل الهدي وتقليدها فقال : لاتبالي أيّ ذلك فعلت ، وسألته عن إشعار الهدي ، فقال : نعم من الشقّ الأيمن ، فقلت : متى نشعرها ؟ قال : حين تريد أن تحرم .

٣ ـ أبان ، عن عبدالرّحمن بن أبي عبدالله ؛ وزرارة قالا : سألنا أبا عبدالله عليه السلام عن البدن كيف تشعر ومتى يحرم صاحبها ومن أيّ جانب تشعر ومعقولة تنحر أو باركة ؟ فقال : تنحر معقولة وتشعر من الجانب الأيمن .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي نجران ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته ، عن البدن كيف تشعر ؟ قال : تشعر وهي معقولة وتنحر وهي قائمة ، تشعر من جانبها الأيمن ويحرم صاحبها إذا قلّدت وأشعرت .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن جميل بن درّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كانت البدن كثيرة قام فيما بين ثنتين ثمّ أشعر اليمنى ثمّ اليسرى ولا يشعر أبداً حتّى يتهيّأ للاحرام لأنّه إذا أشعر وقلّد و جلّل وجب عليه الإحرام وهي بمنزلة التلبية

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : البدن تشعر من الجانب الأيمن و يقوم الرّجل في جانب الأيسر ثمّ يقلّدها بنعل خلق قد صلّى فيها .

باب ۵۳

صفت اشعار و تقلید

١ـ میں نے کہا میں نے قربانی کا اونٹ خریدا ہے تو اب کیا کروں فرمایا اسے لے کر مسجد شجرہ تک جاؤ اور اپنے اوپر پانی

ڈالو اور اپنے دونوں کپڑے پہنو، پھر اپنی قربانی روبقبلہ بٹھاؤ پھر مسجد میں جاؤ اور نماز پڑھو نماز کے بعد اپنا فرض پورا کرو، پھر قربانی کے پاس جاؤ اور پھر کہو یا اللہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لئے ہے یا اللہ میری طرف سے اسے قبول کر پھر چل کر بیدا میں آؤ (نام ہے جگہ کا) پھر تلبیہ کرو۔

۲۔ میں نے پوچھا ہدی کے ذبح کرنے اور قلادہ ڈالنے کے متعلق فرمایا اس کے متعلق زیادہ غور نہ کرو جس طرح چاہو کرو میں نے قربانی کے لٹانے کے متعلق پوچھا۔ فرمایا داہنی جانب کی طرف، میں نے کہا ایسا کب کیا جائے فرمایا جب احرام باندھنے کا ارادہ ہو۔ (ض)

۳۔ ہم دونوں نے حضرت سے بدنہ کے متعلق سوال کیا کیونکر لٹایا جائے اور اس کا مالک کب احرام باندھے اور کس جانب لٹائے ہاتھ پاؤں باندھ کر نحر کرے یا بٹھا کر، فرمایا باندھ کر نحر کیا جائے اور داہنی طرف لٹایا جائے۔ (ض)

۴۔ میں نے قربانی کے اونٹ کے متعلق پوچھا کیونکر ذبح کیا جائے۔ فرمایا لٹا کر اور ہاتھ پاؤں باندھ کر اور کھڑا کر کے بھی نحر کر سکتے ہو اور لٹاؤ تو داہنی جانب لٹاؤ اور اس کا مالک احرام باندھے ہو جب کہ قلادہ باندھے اور نحر کرے۔ (ض)

۵۔ فرمایا حضرت نے جب بہت سی قربانیاں ہوں تو ابتدا کرو اس سے جس کے دو دانت ہوں اور پھر اسے داہنی طرف لٹاؤ پھر بائیں طرف بعد نحر لوٹا دو اور اس وقت تک نحر نہ کرو جب تک احرام نہ باندھو اور یہ بمنزلہ تلبیہ کے ہے۔ (ض)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے بدنہ کو داہنی طرف لٹایا جائے اور نحر کرنے والا بائیں طرف ہو پھر اپنی پرانی جوتی کا جس میں نماز پڑھی ہو قلادہ ڈالے۔ (حسن)

﴿باب الافراد﴾

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: المفرد بالحجّ عليه طواف بالبيت وركعتان عند مقام إبراهيم عليه السلام وسعي بين الصّفا والمروة وطواف الزيارة وهو طواف النساء وليس عليه هدي ولا أضحية قال : وسألته عن المفرد للحجّ هل يطوف بالبيت بعد طواف الفريضة قال : نعم ماشاء ويجدّد التلبية بعد الرّكعتين والقارن بتلك المنزلة يعقدان ما أحلّا من الطّواف بالتلبية .

باب ۵۴

حج افراد

۱۔ فرمایا حج افراد والے پر بیت اللہ کا طواف ہے اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز اور صفا و مروہ کے درمیان سعی اور طواف الزیارت یعنی طواف النساء اس پر ہدی اور قربانی نہیں ہے۔ میں نے پوچھا کیا وہ طواف فریضہ کے بعد طواف بیت کرے۔ فرمایا ہاں اگر چاہے اور تجدید تلبیہ کرے بعد دو رکعتوں کے اور حج قران کرنے والا اس منزلت پر بیٹھے تو طواف اور تلبیہ سے محل نہ ہوگا۔

﴿باب ۵۵﴾

☼(فيمن لم ينو المتعة)☼

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل لبّى بالحجّ مفرداً فقدم مكّة وطاف بالبيت وصلّى ركعتين عند مقام إبراهيم عليه السلام وسعى بين الصّفا والمروة قال : فليحل وليجعلها متعة إلّا أن يكون ساق الهدي .

٢ ـ أحمد ، عن الحسن بن عليّ ، عن يونس بن يعقوب ، عمّن أخبره ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : ماطاف بين هذين الحجرين الصّفا والمروة أحد إلّا أحلّ إلّا سائق الهدي .

باب ۵۵

جو نیّت تمتع نہ کرے

۱۔ فرمایا جو حج مفرد کرنے کے لیے تلبیہ کرے اور مکہ آئے اور طواف بیت کرے اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے فرمایا وہ محل ہو کر اب نیت تمتع کرکے قربانی لے جائے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا حضرت نے جو طواف دو پتھروں یعنی صفا و مروہ کے درمیان کرے وہ نہیں محل ہوگا بغیر ہدی کے لے جائے (مرسل)

﴿ باب ٥٦ ﴾

✿(حج المجاورين وقطان مكة)✿

١ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن عبد الكريم بن عمرو ، عن سعيد الأعرج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس لأهل سرف ولا لأهل مرّ ولا لأهل مكة متعة يقول الله عزَّ وجلَّ : « ذلك لمن لم يكن أهله حاضري المسجد الحرام » .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن عليِّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت : لأهل مكة متعة ؟ قال : لا ، ولا لأهل بستان ولا لأهل ذات عرق ولا لأهل عسفان و نحوها .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ : « ذلك لمن لم يكن أهله حاضري المسجد الحرام » قال : من كان منزله على ثمانية عشر ميلاً من بين يديها و ثمانية عشر ميلاً من خلفها وثمانية عشر ميلاً عن يمينها وثمانية عشر ميلاً عن يسارها فلا متعة له مثل مرّ و أشباهها .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن داود ، عن حمّاد قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن أهل مكة أيتمتّعون ؟ قال : ليس لهم متعة ، قلت : فالقاطن بها قال : إذا أقام بها سنة أو سنتين صنع صُنع أهل مكة ، قلت : فإن مكث الشهر ؟ قال : يتمتّع ، قلت : من أين ؟ قال : يخرج من الحرم ، قلت : أين يهلُّ بالحجِّ ؟ قال : من مكة نحواً ممّا يقول الناس .

٥ ـ أبو عليّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان ، عن عبد الرَّحمن بن الحجّاج قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي اُريد الجوار فكيف أصنع ؟ قال : إذا رأيت الهلال هلال ذي الحجّة فاخرج إلى الجعرانة فأحرم منها بالحجِّ ، فقلت له : كيف أصنع إذا دخلت مكة اُقيم إلى يوم التّروية لا أطوف بالبيت ؟ قال : تقيم عشراً لا تأتي الكعبة إنَّ عشراً لكثير إنَّ البيت ليس بمهجور ولكن إذا دخلت فطف بالبيت واسع بين الصّفا والمروة ، فقلت له : أليس كلُّ من طاف بالبيت وسعى بين الصّفا والمروة

فقد أحل؟ قال: إنّك تعقد بالتلبية ثمّ قال: كلما طفت طوافاً وصلّيت ركعتين فاعقد بالتلبية، ثمّ قال: إنّ سفيان فقيهكم أتاني فقال: ما يحملك على أن تأمر أصحابك يأتون الجعرانة فيحرمون منها؟ فقلت له: هو وقت من مواقيت رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: وأيّ وقت من مواقيت رسول الله صلى الله عليه وآله هو؟ فقلت له: أحرم منها حين قسّم غنائم حنين ومرجعه من الطائف، فقال: إنّما هذا شيء أخذته من عبدالله بن عمر كان إذا رأى الهلال صاح بالحجّ، فقلت: أليس قد كان عندكم مرضيّاً قال: بلى و لكن أما علمت أنّ أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله إنّما أحرموا من المسجد فقلت: إنّ أولئك كانوا متمتّعين في أعناقهم الدّماء وإنّ هؤلاء قطنوا بمكّة فصاروا كأنّهم من أهل مكّة وأهل مكّة لا متعة لهم فأحببت أن يخرجوا من مكّة إلى بعض المواقيت و أن يستغبّوا به أيّاماً فقال لي و أنا أخبره أنّها وقت من مواقيت رسول الله صلى الله عليه وآله يا أباعبدالله فإنّي أرى لك أن لاتفعل فضحكت وقلت: ولكنّي أرى لهم أن يفعلوا، فسأل عبدالرّحمن عمّن معنا من النساء كيف يصنعن؟ فقال: لولا أنّ خروج النساء شهرة لأمرت الصّرورة منهنّ أن تخرج ولكن مر من كان منهنّ صرورة أن تهلّ بالحجّ في هلال ذي الحجة فأمّا اللّواتي قدحججن فإن شئن ففي خمس من الشهر وإن شئن فيوم التّروية فخرج و أقمنا فاعتلّ بعض من كان معنا من النساء الصرورة منهنّ فقدم في خمس من ذي الحجّة فأرسلت إليه أنّ بعض من معنا من صرورة النساء قد اعتللن فكيف تصنع؟ فقال: فلتنتظر ما بينها و بين التروية فإن طهرت فلتهلّ بالحجّ و إلّا فلايدخل عليها يوم التروية إلّا وهي محرمة، و أمّا الأواخر فيوم التروية، فقلت: إنّ معنا صبيّاً مولوداً فكيف نصنع به؟ فقال: مر أمّه تلقى حميدة فتسألها كيف تصنع بصبيانها، فأتتها فسألتها كيف تصنع، فقالت: إذا كان يوم التروية فأحرموا عنه وجرّدوه وغسّلوه كما يجرّد المحرم وقفوا به المواقف فإذا كان يوم النّحر فارموا عنه وأحلقوا عنه رأسه ومري الجارية أن تطوف به بين الصفا و المروة، قال: و سألته عن رجل من أهل مكّة يخرج إلى بعض الأمصار ثمّ يرجع إلى مكّة فيمرّ ببعض المواقيت أله أن يتمتّع؟ قال: ما أزعم أنّ ذلك ليس له لوفعل و كان الإهلال أحبّ إليّ.

٦ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : المجاور بمكّة سنة يعمل عمل أهل مكّة يعني يفرد الحجّ مع أهل مكّة وماكان دون السّنة فله أن يتمتّع .

٧ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن أبان بن عثمان ، عن سماعة ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن المجاور أله أن يتمتّع بالعمرة إلى الحجّ ؟ قال : نعم يخرج إلى مهلّ أرضه فيلبّي إن شاء .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عمّن أخبره ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : من دخل مكّة بحجّة عن غيره ثمّ أقام سنة فهو مكّيّ فإذا أراد أن يحجّ عن نفسه أو أراد أن يعتمر بعد ما انصرف من عرفة فليس له أن يحرم بمكّة ولكن يخرج إلى الوقت وكلّما حوّل رجع إلى الوقت .

٩ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن صفوان ، عن أبي الفضل قال : كنت مجاوراً بمكّة فسألت أباعبدالله عليه السلام من أين أحرم بالحجّ ؟ فقال : من حيث أحرم رسول الله صلى الله عليه وآله من الجعرانة أتاه في ذلك المكان فتوح فتح الطائف وفتح خيبر والفتح فقلت : متى أخرج ؟ قال : إن كنت صرورة فإذا مضى من ذي الحجّة يوم وإن كنت قد حججت قبل ذلك فإذا مضى من الشهر خمس .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المجاور بمكّة إذا دخلها بعمرة في غير أشهر الحجّ في رجب أو شعبان أو شهر رمضان أو غير ذلك من الشهور إلّا أشهر الحجّ فإنّ أشهر الحجّ شوّال وذوالقعدة و ذوالحجّة من دخلها بعمرة في غير أشهر الحجّ ثمّ أراد أن يحرم فليخرج إلى الجعرانة فيحرم منها ثمّ يأتي مكّة ولا يقطع التّلبية حتّى ينظر إلى البيت ثمّ يطوف بالبيت ويصلّي الركعتين عند مقام إبراهيم عليه السلام ثمّ يخرج إلى الصّفا و المروة فيطوف بينهما ثمّ يقصّر و يحلّ ثمّ يعقد التلبية يوم التروية .

باب ۵۶

مجاوروں اور خادموں کا حج

۱۔ فرمایا مقام سرف (مکہ سے دس میل پر ایک گاؤں) کے رہنے والے، مرو کے رہنے والے اور مکہ والے حج تمتع نہ کریں گے جیسا کہ خدا فرماتا ہے یہ حکم ان کے لیے جو مسجد الحرام کے آس پاس رہنے والے نہیں۔ (ض)

۲۔ میں نے کہا کیا اہل مکہ کے لیے حج تمتع ہے فرمایا نہیں، نہ اہل بستان کے لیے نہ اہل ذات العرق کے لیے اور نہ اہل عسفان جیسوں کے لیے۔ (ض)

۳۔ میں نے اس آیت کا مطلب پوچھا۔ یہ حکم اس کے لیے نہیں ہے جس کے اہل مسجد الحرام میں موجود ہوں فرمایا مراد ہے وہ جس کا مکان ۱۸ میل مکہ کے سامنے ہو اتنا ہی اس کے پیچھے اور اٹھارہ میل داہنی طرف، اتنے ہی بائیں طرف ان کے لیے تمتع نہیں۔ (ض)

۴۔ میں نے پوچھا اہل مکہ حج تمتع کریں۔ فرمایا ان کے لیے تمتع نہیں ہے میں نے کہا خدام کے لیے کیا صورت ہے فرمایا اگر وہ سال دو سال رہیں تو ان کے لیے بھی صورت ہے جو اہل مکہ کے لیے ہے میں نے کہا اگر ایک ماہ قیام رہا ہو تو فرمایا ان کو حج تمتع کرنا چاہیئے۔ میں نے کہا یہ کیوں فرمایا وہ حرم سے خارج ہیں میں نے کہا وہ تلبیہ کہاں سے کریں فرمایا جس کو لوگ کنارہ شہر کہتے ہوں۔ (حسن)۔

۵۔ میں نے حضرت سے کہا میں جوار مکہ میں رہنے کا ارادہ رکھتا ہوں تو مجھے کیا کرنا چاہیئے فرمایا جب تم ذی الحج کا چاند دیکھو تو جعرانہ کی طرف جاؤ اور وہاں سے حج کا احرام باندھو، میں نے کہا جب میں مکہ میں داخل ہوں تو کیا کروں یوم ترویہ تک وہاں قیام کروں، خانۂ کعبہ کا طواف نہ کروں فرمایا دس دن رہ کر تم خانۂ کعبہ میں نہ آؤ گے دس دن تو بہت ہوتے ہیں خانۂ کعبہ کو چھوڑا نہیں جا سکتا بلکہ جب تم مکہ میں داخل ہو تو خانۂ کعبہ کا طواف کرو اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرو۔ میں نے کہا میں وہ کل لباس پہنوں جو طواف اور سعی کے لیے پہنا جاتا ہے اور محل ہو جاؤں فرمایا تم ٹھہرو تلبیہ کے لیے، پھر فرمایا جب بھی تم کوئی طواف کرو دو رکعت نماز پڑھو تو تلبیہ کرو پھر فرمایا سفیان تمہارا فقیہہ میرے پاس آیا اور کہا آپ کس وجہ سے اپنے اصحاب کو جعرانہ جانے اور وہاں سے احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں، میں نے کہا یہ وقت مواقیت رسول اللہ سے۔ اس نے کہا یہ کیسے میں نے کہا رسول اللہ نے یہیں سے احرام باندھا تھا جب آپ نے غنایم حنین کی تقسیم کی تھی اور طایف سے لوٹے تھے اس نے کہا میں نے اس کو عبد اللہ بن عمر سے لیا ہے کہ جب وہ چاند دیکھتے تھے حج کے لیے پکارتے تھے

میں نے کہا تو کیا تمہاری مرضی پر منحصر ہے اس نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ اصحاب رسولؐ مسجد سے احرام باندھتے تھے میں نے کہا ہاں وہ تمتع کرنے والے تھے اور ان کو قربانی دینی ہوتی تھی اور یہ لوگ مکہ میں خدمت گزار ہیں پس یہ مثل اہالی مکہ ہیں اور اہل مکہ کے لئے حج تمتع نہیں، پس میں نے ان کو خبردار کرنا چاہا کہ وہ مکہ سے نکل کر کسی میقات تک جائیں اور چند روز مکہ سے غائب رہیں اس نے کہا اور میں بتاؤں گا کہ میقات رسولؐ یہ ہے اے ابوعبداللہ مناسب یہ ہے کہ آپ ایسا نہ کریں میں نے ہنس کر کہا میں یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ ایسا کریں۔

عبدالرحمن نے کہا ہمارے ساتھ کچھ عورتیں ہیں ان کو کیا کرنا چاہیئے فرمایا اگر عورتوں کا میقات پر جانے کے لئے نکلنا باعث بدنامی نہ ہوتا تو میں حکم دیتا کہ بے پردہ غریب عورتیں نکلیں لیکن تم حکم دو کہ جو ان میں صرورہ ہیں وہ حج کا قصد کریں ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر لیکن جو حج کر چکیں اگر وہ چاہیں تو پانچویں تاریخ اور چاہیں تو روز ترویہ ایسا کریں یہ فرما کر آپ چلے گئے اور ہم بھی اٹھ کھڑے ہوتے جو بے پردہ عورتیں (خدمتگارنیاں) ہمارے ساتھ تھیں ان میں سے بعض کو حیض آنے لگا جب حضرت پانچویں ذی الحجہ کو تشریف لائے تو میں نے کہلا کر بھیجا کہ بعض صرورہ عورتیں حائض ہو گئی ہیں تو ہم کیا کریں فرمایا وہ یوم ترویہ تک انتظار کریں اور اگر طاہر ہو جائیں تو حج کی تیاری کریں ورنہ یوم ترویہ سے ان کا تعلق نہ ہوگا رہیں دوسری عورتیں وہ یوم ترویہ سے مناسک ادا کریں۔

میں نے کہا ہمارے ساتھ ایک نوزائیدہ بچہ بھی ہے اس کے لئے کیا کریں فرمایا اس کی ماں سے کہو کہ وہ حمیدہ سے ملے اور دریافت کرے۔ وہ آئی اور پوچھا انھوں نے کہا یوم ترویہ اس کی طرف سے احرام باندھو اور اسے نہلاؤ اور مواقف حج میں لے جاؤ جب روز قربانی آئے تو اس کی طرف سے رمی جمرات کرو اس کا سر منڈواؤ اور کنیز کو حکم دو کہ صفا و مروہ کے درمیان اس کی طرف سے سعی کرے۔

میں نے کہا ایک شخص گھر سے نکل کر بعض شہروں میں گیا پھر مکہ کی طرف لوٹا اور بعض مقامات حج کی طرف سے گزرا تو کیا وہ حج تمتع کر سکتا ہے فرمایا تو کیا اس کا گمان یہ ہے کہ اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کا ثواب نہ ملے گا میں پسند کرتا ہوں اس کو کہ وہ اس کا تہیہ کرے۔ (م)

۶۔ فرمایا مکہ میں جو ایک سال رہے اس کو اہل مکہ کی طرح حج افراد کرنا چاہیئے اور جو اس سے کم رہے اسے حج تمتع کرنا ہوگا۔ (مجہول)

۷۔ میں نے پوچھا مکہ میں عارضی رہنے والوں کے متعلق کہ کیا وہ حج تمتع کرے فرمایا۔ ہاں وہ میقات پر جائے اور اگر چاہے تو تلبیہ کرے۔ (ض)

۸۔ فرمایا جو مکہ میں داخل ہوا اور وہ اپنے غیر کی طرف سے حج کرے پھر ایک سال مکہ میں رہے تو وہ مکی ہے اب اگر اپنی طرف سے حج کا ارادہ کرے یا عرفہ سے لوٹتے ہوئے عمرہ بجالائے تو اس کے لئے مکہ سے احرام باندھنا ضروری

لیکن وقت پر نکلے اور جب لوٹے تو وقت پر (مرسل)

۹۔ میں نے کہا میں مکہ میں مجاورین مکہ سے ہوں تو میں کہاں سے احرام باندھوں فرمایا جہاں سے رسولؐ اللہ نے باندھا یعنی جعرانہ سے، وہ فتح طائف و مکہ کے بعد اس مقام پر پہنچے تھے. میں نے کہا میں مکہ سے باہر جاؤں فرمایا اگر تم مالدار نہیں ہو تو جب ذی الحجہ کا ایک دن گزر جائے تو نکلو اور اگر اس سے پہلے حج کر چکے ہو تو ذی الحجہ کے پانچ دن گزرنے کے بعد نکلو۔ (ح)

۱۰۔ فرمایا مکہ کا مجاور جب عمرہ کرے حج کے مہینوں کے علاوہ رجب، شعبان یا رمضان میں کہ یہ مہینے حج کے مہینوں کے علاوہ ہیں حج کے مہینے شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ ہیں۔

علاوہ حج کے مہینوں کے اگر احرام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیئے کہ جعرانہ جائے اور وہاں سے احرام باندھے پھر مکہ آئے اور جب تک بیت اللہ نظر نہ آئے تلبیہ کو قطع نہ کرے پھر خانۂ کعبہ کا طواف کرے پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور تقصیر کے بعد محل ہو جائے پھر یوم ترویہ تلبیہ کرے۔ (مجہول)

﴿باب۵﴾

☆(حج الصبيان والمماليك)☆

۱ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر، عن مثنّى الحنّاط، عن زرارة، عن أحدهما عليهما السلام قال: إذا حجّ الرّجل بابنه وهو صغير فإنّه يأمره أن يلبّي ويفرض الحجّ فإن لم يحسن أن يلبّي لبّى عنه ويطاف به ويصلّى عنه قلت: ليس لهم مايذبحون، قال: يذبح عن الصّغار ويصوم الكبار ويتّقى عليهم ما يتّقى على المحرم من الثّياب والطّيب فإن قتل صيداً فعلى أبيه.

۲ ـ أحمد بن محمّد بن أبي نصر، عن عبدالكريم، عن أيّوب أخي اُديم قال: سئل أبوعبدالله عليه السلام من أين يجرّد الصّبيان؟ فقال: كان أبي يجرّدهم من فخّ.

۳ ـ محمّد بن يحيى، عن الحسن بن عليّ، عن يونس بن يعقوب، عن أبيه، قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنّ معي صبيةً صغاراً وأنا أخاف عليهم البرد فمن أين يحرمون؟ قال: ائت بهم العرج فيحرموا منها فإنّك إذا أتيت العرج وقعت في تهامة ثمّ قال: فإن خفت عليهم فائت بهم الجحفة.

۴ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار، عن أبي

عبدالله عليه السلام قال : انظروا من كان معكم من الصّبيان فقدّموه إلى الجحفة أو إلى بطن مرّ ويصنع بهم مايصنع بالمحرم و يطاف بهم ويرمى عنهم ومن لايجد منهم هدياً فليصم عنه وليّه وكان عليّ بن الحسين عليهما السلام يضع السكّين في يد الصّبيّ ثمّ يقبض على يديه الرّجل فيذبح .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن الفضل بن يونس ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : ليس على المملوك حجّ ولا عمرة حتّى يعتق .

٦ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن إسحاق بن عمّار قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن غلمان لنا دخلوا معنا مكّة بعمرة و خرجوا معنا إلى عرفات بغير إحرام قال : قل لهم يغتسلون ثمّ يحرمون و اذبحوا عنهم كما تذبحون عن أنفسكم .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كلّ ما أصاب العبد وهو محرم في إحرامه فهو على السيّد إذا أذن له في الإحرام .

٨ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : سألته عن غلام لنا خرجت به معي وامرته فتمتّع و أهلّ بالحجّ يوم التروية ولم أذبح عنه ، أله أن يصوم بعد النفر وقد ذهبت الأيّام الّتي قال الله عزّ وجلّ ؟ فقال : ألا كنت أمرته أن يفرد الحجّ ؟ قلت : طلبت الخير ، فقال : كما طلبت الخير فاذبح شاة سمينة وكان ذلك يوم النّفر الأخير .

٩ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن سماعة أنّه سئل عن رجل أمر غلمانه أن يتمتّعوا ، قال : عليه أن يضحّي عنهم ، قلت : فإنّه أعطاهم دراهم فبعضهم ضحّى وبعضهم أمسك الدّراهم وصام ؟ قال : قد أجزء عنهم وهو بالخيار إن شاء تركها ، قال : ولو أنّه أمرهم وصاموا كان قد أجزء عنهم .

باب ۵

بچوں اور غلاموں کا حج

۱۔ فرمایا جب کوئی اپنے بیٹوں کے ساتھ حج کرے اور وہ بچہ ہو تو اسے تلبیہ کرنے کو کہے اور اگر وہ نہ کہہ سکے تو کوئی اس کی طرف سے کہے اور اس کی طرف سے طواف کرے اور نماز پڑھے۔ میں نے کہا کیا یہ نہیں کہ وہ ذبح کریں فرمایا چھوٹوں کی طرف سے ذبح کریں اور ان کے لئے وہی ہے کپڑوں اور خوشبو کے متعلق جو محرم کے لئے ہے اگر وہ کوئی شکار کرے گا تو کفارہ باپ پر ہوگا۔

۲۔ کسی نے پوچھا لڑکے کہاں سے احرام کے لئے کپڑے اتاریں فرمایا میرے والد مقام فخ سے کپڑے اترواتے تھے۔

۳۔ میں نے کہا میرے ساتھ چھوٹی بچیاں ہیں میں ان کو ٹھنڈ لگنے سے ڈرتا ہوں پس کہاں سے احرام بندھواؤں فرمایا ان کو مقام عرج میں لاؤ اور وہاں سے احرام باندھو جب تم عرج تک پہنچو گے تو تہامہ پہنچ گئے۔ پھر فرمایا اگر بچوں کے بیمار ہونے کا خوف ہو تو انھیں جحفہ لے آؤ۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا ابوعبداللہؑ نے جو بچے تمہارے ساتھ ہوں ان کو مہلت دو اور جحفہ تک یا بطن مرو تک لاؤ اور ان کے لئے وہی ہے جو ایک محرم کے لئے ہوتا ہے ان کی طرف سے رمی جمرات کی جائے اور جو قربانی نہ کر سکے تو روزہ رکھے اس کی طرف سے اس کا ولی، حضرت علی بن الحسینؑ بچہ کے ہاتھ میں چاقو دے دیتے تھے اور کوئی اس کے قبضہ کو پکڑ کر ذبح کر دیتا تھا۔

۵۔ فرمایا حضرت نے غلام جب تک آزاد نہ ہو نہ اس پر حج ہے نہ عمرہ (موثق)

۶۔ میں نے کہا چند لڑکے ہمارے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے اور ہمارے ساتھ بغیر احرام عرفات میں آ گئے فرمایا ان سے کہو نہائیں پھر احرام باندھیں اور ان کی طرف سے تم اسی طرح قربانی کرو جیسے اپنی طرف سے کرتے ہو (موثق)

۷۔ فرمایا بحالت احرام غلام کو جو ضرورت پیش آئے گی وہ اس کے آقا کو پیش آئے گی بشرطیکہ اس کے اذن سے احرام باندھا ہو۔ (حسن)

۸۔ میں نے کہا میرا ایک لڑکا ہے میں اس کے ساتھ حج کو نکلا میں نے اس کو تمتع کا حکم دیا اس نے ہلہلہ حج کیا روز ترویہ لیکن میں نے اس کی طرف سے ذبح نہیں کیا، تو کیا وہ روزہ رکھے منیٰ سے چلے آنے کے بعد، حالانکہ وہ وقت گزر چکا جس کا حکم خدا نے دیا ہے فرمایا اگر تم نے حکم دیا ہے حج مفرد کا۔ میں نے کہا میں نے طلب خیر کیا ہے فرمایا طلب خیر کیا ہے تو ایک موٹی تازی بکری ذبح کر دو یہ منیٰ کا آخری دن ہوگا۔ (ض)

۹۔ میں نے کہا ایک شخص نے اپنے چند لڑکوں کو تمتع کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا اس پر لازم ہے کہ ان کی طرف سے قربانی کرے ۔ میں نے کہا اس نے ان کو روپے دے دیئے تھے ان میں سے بعض نے قربانی کی بعض نے روپے روک لئے اور روزہ رکھ لیا فرمایا یہ ان کے لئے کافی ہے انھیں اختیار ہے قربانی ترک کرنے کا اگر اس نے ان کو روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے تو یہ ان کے لئے کافی ہے۔ (ض)

﴿ باب ۵ ﴾

☆(الرجل يموت صرورة أو يوصي بالحج)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل توفّي و أوصى أن يحجّ عنه قال : إن كان صرورة فمن جميع المال إنّه بمنزلة الدَّين الواجب و إن كان قدحجّ فمن ثلثه و من مات ولم يحجّ حجّة الإسلام ولم يترك إلّا قدر نفقة الحمولة وله ورثة فهم أحقّ بماترك فإن شاؤوا أكلوا وإن شاؤوا [أ]حجّوا عنه .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن سعد بن أبي خلف قال : سألت أباالحسن موسى عليه السلام عن الرَّجل الصَّرورة يحجّ عن الميّت ؟ قال : نعم إذا لم يجد الصرورة ما يحجّ به عن نفسه فإن كان له مايحجّ به عن نفسه فليس يجزىء عنه حتّى يحجّ من ماله وهي تجزىء عن الميّت إن كان للصّرورة مال و إن لم يكن له مال .

٣ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق بن عمّار قال : سألته عن الرَّجل يموت ويوصي بحجّة فيعطى رجلٌ دراهم يحجّ بها عنه فيموت قبل أن يحجّ ثمَّ أعطى الدَّراهم غيره قال : إن مات في الطريق أو بمكّة قبل أن يقضي مناسكه فإنّه يجزىء عن الأوَّل ؟ قلت : فإن ابتلي بشيء يفسد عليه حجّه حتّى يصير عليه الحجّ من قابل أيجزىء عن الأوَّل ؟ قال : نعم ، قلت : لأنَّ الأجير ضامن للحجّ ؟ قال : نعم .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسين بن عثمان ، عمّن ذكره ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل أعطى رجلاً مايحجّه فحدث بالرَّجل حدث ؟

فقال : إن كان خرج فأصابه في بعض الطريق فقد أجزءت عن الأوّل و إلّا فلا .

۵ ـ محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن عليّ بن النعمان ، عن سويد القلاء ، عن أيّوب ، عن بريد العجليّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن رجل استودع عني مالاً فهلك و ليس لولده شيء و لم يحجّ حجّة الإسلام قال : حجّ عنه و ما فضل فأعطهم .

باب

ایک شخص بغیر حج کئے مر جاتا ہے اور وصیت حج کر جاتا ہے

۱۔ فرمایا اس شخص کے متعلق جو مر جاتا ہے اور حج کی وصیت کر جائے تو اگر اس نے اب تک حج نہیں کیا ہے تو اس کے تمام مال سے خرچ حج بطور قرض واجب دینا ہوگا اور اگر حج کر لیا ہے تو ثلث مال سے دینا ہوگا اور جو بغیر حج کئے مر جائے اور اس نے بقدر نفقہ چھوڑا ہو اور اس کے وارث بھی ہوں تو انھیں اختیار ہوگا چاہے کھالیں چاہے اس کے بدلے کا حج کرا دیں۔ (حسن)

۲۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا جو صرورہ ہو (یعنی جس نے حج نہ کیا ہو) وہ میت کی طرف سے حج کرے فرمایا ہاں جب تک اس کو اتنا مال نہ ملے کہ وہ اپنی طرف سے حج کرے اگر اس کے پاس اتنا مال ہو کہ اپنے لئے حج کر سکے تو دوسرے کے لئے حج کرنا اس کے لئے کافی نہ ہوگا ہاں میت کے لئے کافی ہو جائے گا چاہے حج کرنے والے کے پاس مال ہو یا نہ ہو۔ (ص)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص مرتے وقت حج کی وصیت کرتا ہے پس ایک شخص کو حج کے لئے پیسے دیئے جاتے ہیں وہ حج کرنے سے پہلے مر جاتا ہے پھر وہ پیسے دوسرے کو دیتا ہے فرمایا اگر وہ راستہ میں مرا یا مکہ میں مناسک حج ادا کرنے سے پہلے مرا ہے تو یہ شخص اوّل کے حج کے لئے کافی ہوگا۔ میں نے کہا اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو اور اس سال حج کو نہ جا سکے اور اگلے سال حج کرے تو یہ شخص اوّل کے لئے کافی ہو جائے گا فرمایا ہاں، میں نے کہا اس لئے کہ اجیر ضامن ہوتا ہے فرمایا ہاں۔ (موثق)

۴۔ میں نے کہا ایک شخص نے کسی کو حج کے لئے پیسے دیئے اسے کوئی حادثہ پیش آ گیا فرمایا اگر حج کے راستہ میں پیش آیا ہے تو شخص اوّل کے حج کے لئے کافی ہے۔ ورنہ نہیں (مرسل)

۵۔ میں نے کہا ایک شخص نے مجھے کچھ مال سونپا اور اس کی اولاد کے پاس کچھ نہیں اور مرنے والے نے حج نہیں کیا تھا

فرمایا اس کی طرف سے حج کرا دیا جائے اور جو بچے اس کی اولاد کو دے دیا جائے۔ (م)

«باب ۵۹»

☆(المرأة تحج عن الرجل)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن مصادف ، عن أبي عبدالله عليه السلام في المرأة تحجُّ عن الرَّجل الصَّرورة فقال : إن كانت قدحجَّت وكانت مسلمة فقيهة فربَّ امرأة أفقه من رجل .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قلت : لأبي عبدالله عليه السلام الرَّجل يحجُّ عن المرأة والمرأة تحج عن الرَّجل ؟ قال : لابأس .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيّوب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : امرأة من أهلنا مات أخوها فأوصى بحجّة وقدحجّت المرأة ، فقالت : إن صلح حججت أنا عن أخي و كنت أنا أحقُّ بها من غيري ؟ فقال أبوعبدالله عليه السلام : لا بأس بأن تحجَّ عن أخيها و إن كان لها مال ، فلتحجَّ من مالها فإنّه أعظم لأجرها .

٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن رفاعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : تحجّ المرأة عن أخيها وعن اُختها . وقال : تحجّ المرأة عن ابنها .

باب ۵۹

عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے عورت اس مرد کی طرف سے جس نے حج نہیں کیا، کرسکتی ہے فرمایا اگر اس عورت نے حج نہ کیا ہو اور وہ مسلمان جو مسائل دین سے واقف ہو، بعض عورتیں مرد سے زیادہ فقیہہ ہوتی ہیں (ض)

۲۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اگر مرد عورت کے بدلے اور عورت مرد کے بدلے حج کرے۔ (حسن)

۳۔ میں نے کہا ہمارے خاندان میں ایک عورت کا بھائی مر گیا۔ اس نے حج کی وصیت کی اور عورت حج کر چکی ہے اس نے

کہا اگر حالات درست ہوئے تو میں اپنے بھائی کی طرف سے حج کروں گی۔ میں بہ نسبت دوسرے کے زیادہ حقدار ہوں حضرت نے فرمایا کیا حرج ہے وہ اپنے بھائی کی طرف سے حج کرے اور اگر مالدار ہو تو اپنے مال سے کرے کہ اس کا بڑا اجر ہے۔ (حسن)

۴۔ فرمایا عورت حج کرسکتی ہے اپنے بھائی بہن اور بیٹے کی طرف سے۔ (ف)

﴿باب﴾

✿(من يعطى حجة مفردة فيتمتع أو يخرج من غير الموضع الذي يشترط)✿

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن هشام بن سالم ، عن أبي بصير ، عن أحدهما عليهما السلام في رجل أعطى رجلاً دراهم يحجّ بها عنه حجّة مفردة أيجوز له أن يتمتّع بالعمرة إلى الحجّ ؟ فقال : نعم ، إنّما خالفه إلى الفضل .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن علي بن رئاب ، عن حريز قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل أعطى رجلاً حجّة يحجّ بها عنه من الكوفة فحجّ عنه من البصرة ، قال : لابأس إذا قضى جميع مناسكه فقدتمّ حجّه .

باب

کیا جس کو حج مفرد کے لئے روپیہ دیا گیا ہے حج تمتع کرسکتا ہے

۱۔ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے حج تمتع کے کسی کو روپے دیئے آیا اس کے لئے جائز ہے کہ حج تمتع کرے فرمایا ہاں لیکن یہ فضیلت کے خلاف ہے (جس حج کو کہا تھا وہی کرنا چاہیئے تھا۔) (ص)

۲۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس نے ایک شخص کو اپنا حج ادا کرنے پر اس شرط پر لگایا کہ وہ کوفہ سے جائے مگر وہ بصرہ سے گیا۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اگر اس نے پورے مناسک ادا کرلئے تو اس کا حج پورا ہوگیا۔ (ص)

﴿باب﴾

✿(من يوصى بحجة فيحج عنه من غير موضعه أو يوصى)✿
✿(بشيء قليل في الحج)✿

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن

زكريّا بن آدم قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن رجل مات و أوصى بحجّة أيجوز أن يحجّ عنه من غير البلد الّذي مات فيه ؟ فقال : ما كان دون الميقات فلا بأس .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن صالح بن السنديّ ، عن جعفر بن بشير ، عن أبان بن عثمان ، عن عمر بن يزيد قال : قال أبو عبدالله عليه السلام في رجل أوصى بحجّة فلم تكفه من الكوفة : إنّها تجزىء حجّته من دون الوقت .

٣ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن محمّد بن عبدالله قال : سألت أبا الحسن الرِّضا عليه السلام عن الرَّجل يموت فيوصي بالحجّ من أين يحجّ عنه ؟ قال : على قدر ماله إن وسعه ماله فمن منزله و إن لم يسعه ماله من منزله فمن الكوفة فإن لم يسعه من الكوفة فمن المدينة .

٤ ـ أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل أوصى أن يحجّ عنه حجّة الإسلام فلم يبلغ جميع ما ترك إلّا خمسين درهماً قال : يحجّ عنه من بعض الأوقات الّتي وقّتها رسول الله صلّى الله عليه وآله من قرب .

٥ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن سنان ـ أو عن رجل عن محمّد بن سنان ـ عن ابن مسكان ، عن أبي سعيد ، عمّن سأل أبا عبدالله عليه السلام عن رجل أوصى بعشرين درهماً في حجّة ؟ قال : يحجّ بها رجل من موضع بلغه .

باب ۱۱

جو حج کے لئے وصیّت کرے

۱۔ میں نے کہا ایک شخص مرگیا اور حج کی وصیت کی علاوہ اس شہر سے چلنے کے جس میں مرا ہے فرمایا اگر میقات کے پاس ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (ح)

۲۔ فرمایا اس شخص کے بارے میں جو وصیت کرے حج کی لیکن جو خرچ کو دے وہ کوفہ سے پورا نہ ہو فرمایا قریب کے میقات سے اگر احرام باندھے گا تو حج پورا ہو جائے گا۔ (مجہول)

۳۔ امام علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو مرتے وقت حج کی وصیت کرے تو کہاں سے حج کے لئے چلنا

چاہیئے فرمایا جتنی اس کے مال میں گنجائش ہو اگر نہ ہو تو کوفہ سے سفر کرے ورنہ مدینہ سے۔ (مجہول)

۴۔ حضرت سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے حج کرنے کی وصیت کی لیکن اس کا کل ترکہ پچاس درہم سے زیادہ نہیں ہوتا فرمایا میقاتوں میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائے ہیں جو سب سے زیادہ قریب ہو اس سے حج کرے۔ (م)

۵۔ میں نے کہا ایک شخص نے حج کے لئے بیس درہم کی وصیت کی۔ فرمایا اس مقام سے حج کو جائے جو اس سفر کے لئے رقم کافی ہو (ض)

﴿باب ۶۲﴾

﴿الرجل يأخذ الحجة فلاتكفيه اويأخذها فيدفعها الى غيره﴾

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل قال : أمرت رجلاً يسأل أبا الحسن عليه السلام عن الرّجل يأخذ من رجل حجّة فلاتكفيه أله أن يأخذ من رجل اُخرى ويتّسع بها و يجزىء عنهما جميعاً أو يشركهما جميعاً إن لم تكفه إحديهما ؟ فذكر أنّه قال : أحبّ إليّ أن تكون خالصة لواحد فإن كانت لاتكفيه فلا يأخذها .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن جعفر الأحول ، عن عثمان بن عيسى قال : قلت لأبي الحسن الرّضا عليه السلام : ماتقول في الرّجل يعطى الحجّة فيدفعها إلى غيره ، قال : لا بأس به .

٣ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن أحمد بن محمّد ، عن محسن بن أحمد ، عن أبان ، عن عمر ابن يزيد قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل أوصى بحجّة فلم تكفه ، قال : فيقدّمها حتّى يحجّ دون الوقت .

باب ۶۲

اگر سفر حج کے لئے جو رقم لی ہے وہ کافی نہ ہو

میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو حج بدل کا سفر خرچ کسی سے لے مگر وہ پورا نہ ہو تو بقیہ دوسرے سے لے اور خرچ پورا کرے تو یہ دونوں کے لئے کافی ہو گا یا درصورت کافی نہ ہونے کے دونوں کو شریک کرے فرمایا میں تو

اسی کو دوست رکھتا ہوں کہ ایک ہی کے لئے ہو اگر خرچ پورا نہ دے تو لے ہی نہیں۔ (مرسل)

۲۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا آپ کیا کہتے ہیں اس کے لیے جو کسی کا حج لیتا ہے اور پھر دوسرے کو دے دیتا ہے فرمایا کیا حرج ہے۔ (ض)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص نے وصیت کی حج کی لیکن خرچ کے لئے مال کافی نہیں، فرمایا دوسرے وقت کے لئے رکھا جائے۔ (مجہول)

﴿باب ۶۳﴾

☆(الحج عن المخالف)☆

۱ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن وهب بن عبد ربّه قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أيحجّ الرّجل عن النّاصب فقال : لا ، فقلت : فإن كان ؟ أبي قال : [ف]إن كان أباك فنعم .

۲ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن مهزيار قال : كتبت إليه الرّجل يحجّ عن الناصب هل عليه إثمٌ إذا حجّ عن الناصب وهل ينفع ذلك الناصب أم لا ؟ فكتب لا يحجّ عن الناصب ولا يحجّ به .

باب ۶۳

مخالف کی طرف سے حج

۱۔ میں نے کہا کیا ناصبی کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے، فرمایا نہیں، میں نے کہا اگرچہ میرا باپ ہو، فرمایا اگر تمہارا باپ ہے تو خیر۔ (حسن)

۲۔ میں نے لکھا کیا ناصبی کی طرف سے حج کیا جائے کیا اس کی طرف سے حج کرنے والے پر گناہ ہوگا اور کیا ناصبی کے لیے مفید ہوگا فرمایا ناصبی کی طرف سے حج نہ کرو اور نہ کیا جائے۔ (ض)

﴿باب ۶۴﴾

۱ ـ محمّد بن يحيى ، عمّن حدّثه ، عن إبراهيم بن مهزيار قال : كتبت إلى أبي محمّد عليه السلام : أنّ مولاك عليّ بن مهزيار أوصى أن يحجّ عنه من ضيعة صيّر ربعها لك في كلّ

سنة حجّة إلى عشرين ديناراً وأنّه قد انقطع طريق البصرة فتضاعف المؤونة على الناس فليس يكتفون بعشرين ديناراً وكذلك أوصى عدّة من مواليك في حججهم ؟ فكتب : يجعل ثلاث حجج حجّتين إن شاء الله .

٢ ـ إبراهيم قال : وكتب إليه عليّ بن محمّد الحصيني : أنّ ابن عمّي أوصى أن يحجّ عنه بخمسة عشر ديناراً في كلّ سنة فليس يكفي فما تأمر في ذلك ؟ فكتب يجعل حجّتين في حجّة إنّ الله عالم بذلك .

باب ۶۴

خرچ کی کمی کی صورت میں

۱۔ میں نے ابو محمد علیہ السلام کو لکھا کہ آپ کے غلام علی بن مہزیار نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے حج کیا جائے محصول زمین سے جو ملے اس کا ایک چوتھائی تیرا ہو ہر سال حج کے لیے بیس دینار اس نے بصرہ کا راستہ منقطع کیا تاکہ لوگوں پر خرچ بڑھ جائے اور وہ بیس دینار پر بس نہ کریں ایسے ہی وصیت کی اس نے چند غلاموں کو ان کے حج میں آپ نے جواب میں لکھا اس صورت میں تین حج کی بجائے دو حج کیے جائیں۔ (مرسل)

۲۔ میں نے لکھا میرے چچا زاد بھائی نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے پندرہ دینار میں ہر سال حج کیا جائے لیکن یہ رقم کفایت نہیں کرتی۔ آپ نے لکھا دو حجوں کی بجائے ایک حج کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس مجبوری کو جانتا ہے (مرسل)

﴿باب ۶۵﴾

(ماينبغي للرجل أن يقول اذا حج عن غيره)

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن عبدالكريم ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت : له الرّجل يحجّ عن أخيه أو عن أبيه أو عن رجل من الناس هل ينبغي له أن يتكلّم بشيء ؟ قال : نعم يقول بعد

ما يحرم : « اللّهمّ ما أصابني في سفري هذا من تعب أو شدّة أو بلاء أو شعث فأجر فلاناً فيه وأجرني في قضائي عنه » .

باب ۶۵

دوسرے کی طرف سے حج کرنیوالا کیا کہے

۱- میں نے کہا ایک شخص اپنے بھائی باپ یا کسی اور کی طرف سے حج کرے تو کیا اسے کہنا چاہیے فرمایا ہاں وہ کہے۔ احرام کے بعد کہے یا اللہ اس سفر میں جو تکلیف مجھے پہنچی ہے اس تکان، سختی، مصیبت، پریشانی و زحمت کا اجر فلاں کو دے اور اس کا ثواب مجھے عطا کر۔ (ض)

﴿باب ۶۶﴾

(الرجل يحج عن غيره فحج عن غير ذلك أو يطوف عن غيره)

١ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن يحيى الأزرق قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : الرّجل يحجّ عن الرّجل يصلح له أن يطوف عن أقاربه ؟ فقال : إذا قضى مناسك الحجّ فليصنع ماشاء .

٢ ـ محمّد بن يحيى رفعه قال : سئل أبوعبدالله عليه السلام عن رجل أعطى رجلاً مالاً يحجّ عنه فحجّ عن نفسه فقال : هي عن صاحب المال .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض رجاله ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل أخذ من رجل مالاً ولم يحجّ عنه ومات لم يخلف شيئاً ، قال : إن كان حجّ الأجير اُخذت حجّته و دفعت إلى صاحب المال وإن لم يكن حجّ كتب لصاحب المال ثواب الحجّ .

باب ۲۶

کوئی شخص کسی کے لئے حج و طواف کرے

۱۔ میں نے کہا ایک شخص کسی کے لئے حج کرتا ہے اور اپنے اقارب کے لئے طواف کرتا ہے فرمایا مناسک حج ادا کرنے کے بعد جو چاہے کرے (ح)

۲۔ کسی نے پوچھا کسی نے ایک شخص کو حج کرنے کے لئے مال دیا اس نے اپنے لئے حج کیا فرمایا وہ حج صاحب مال کی طرف سے ہوگا۔ (مرفوع)

۳۔ پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جس نے کسی سے حج کے لئے مال لیا لیکن حج کرنے سے پہلے مرگیا اور مال سے کچھ نہ چھوڑا فرمایا اگر وہ اجیر تھا تو اس سے مال واپس لے کر صاحب مال کو دیا جائے گا اور اگر اس نے حج نہیں کیا (اور مرگیا) تو صاحب مال کو حج کا ثواب مل جائے گا۔ (حسن)

﴿ باب ۲۶ ﴾

☆(من حج عن غيره ان له فيها شركة)☆

١ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن منصور بن العبّاس ، عن عليّ بن أسباط ، عن رجل من أصحابنا يقال له : عبدالرحمن بن سنان قال : كنت عند أبي عبدالله عليه‌السلام إذ دخل عليه رجلٌ فأعطاه ثلاثين ديناراً يحجّ بها عن إسماعيل ولم يترك شيئاً من العمرة إلى الحجّ إلّا اشترطه عليه حتّى اشترط عليه أن يسعى عن وادي محسّر ثمّ قال : يا هذا إذا أنت فعلت هذا كان لإسماعيل حجّة بما أنفق من ماله وكان لك تسع بما أتعبت من بدنك .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عليّ بن يوسف ، عن أبي عبدالله المؤمن عن ابن مسكان ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : قلت له : الرّجل يحجّ عن آخر ماله من الأجر والثواب ؟ قال : للّذي يحجّ عن رجل أجر وثواب عشر حجج .

باب ۶۷

جو غیر کی طرف سے حج کرے اسمیں شرکت

۱- میں حضرت کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا آپ نے اسے ۳۰ دینار دیئے کہ ان سے اسماعیل کے لئے حج کرے اور عمرہ سے حج تک کوئی شرط ایسی نہ تھی جو آپ نے نہ کی ہو۔ یہاں تک کہ یہ شرط بھی کر لی کہ وادی محسر سے سعی کرے۔ پھر اے شخص جب تو یہ کرے تو یہ حج اسماعیل کی طرف سے ہوگا اور جو اس کے مال سے خرچ ہوگا اس کا نواں حصہ تو لے لینا بدلے میں اس تکلیف کے جو تیرے بدن کو پہنچی (ض)

۲- میں نے کہا جو کوئی دوسرے کی طرف سے حج کرتا ہے تو اس کا اجر و ثواب ہے فرمایا ایسے شخص کے لئے دس حج کا ثواب ہے۔ (ض)

﴿باب ۶۸ نادر﴾

۱ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عمّن ذكره ، عن ابن أبي عمير ، عن عليّ بن يقطين قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : رجل دفع إلى خمسة نفر حجّة واحدة فقال : يحجّ بها بعضهم فسوّغها رجل منهم ، فقال لي : كلّهم شركاء في الأجر ، فقلت لمن الحجّ؟ قال : لمن صلّى في الحرّ والبرد .

باب ۶۸

نادر

۱- میں نے کہا ایک شخص نے ایک حج کے لئے پانچ آدمیوں کو پیسے دیئے کہ ان میں سے کوئی اس کی طرف سے حج کرے ان میں سے ایک نے کر لیا۔ فرمایا کل شرکا اجر میں شریک ہوں گے میں نے کہا لیکن حج کس سے منسوب ہوگا فرمایا جس نے گرمی و سردی میں نماز پڑھی ہوگی۔ (ض)

باب ۶۹

(الرجل يعطى الحج فيصرف ما اخذ في غير الحج او تفضل) (الفضلة مما اعطى)

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ وسهل بن زياد جميعاً ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن محمّد بن عبدالله القمّي قال : سألت أبا الحسن الرِّضا عليه السلام عن الرَّجل يعطي الحجّة يحجُّ بها و يوسّع على نفسه فيفضل منها أيردُّها عليه ؟ قال : لاهي له .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار بن موسى السّاباطيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرَّجل يأخذ الدَّراهم ليحجَّ بها عن رجل هل يجوز له أن ينفق منها في غير الحجّ ؟ قال : إذا ضمن الحجَّ فالدَّراهم له يصنع بها ما أحبَّ وعليه حجّة .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان قال : بعثني عمر بن يزيد إلى أبي جعفر الأحول بدراهم وقال : قل له : إن أراد أن يحجّ بها فليحجّ و إن أراد أن ينفقها فلينفقها ؛ قال : فأنفقها ولم يحجّ ، قال حمّاد : فذكر ذلك أصحابنا لأبي عبدالله عليه السلام فقال : وجدتم الشيخ فقيهاً .

باب ۶۹

حج کے لئے جو روپیہ دیا جائے وہ اور کام میں صرف ہو تو؟

۱۔ میں نے پوچھا ایک شخص نے حج کرانے کے لئے روپئے دیئے اجیر نے اپنے نفس پر تنگی کر کے کچھ پیسے بچالئے کیا وہ انھیں واپس کردے فرمایا نہیں وہ اسی کا مال ہے (مجہول)

۲۔ میں نے کہا ایک شخص نے ایک آدمی کو کسی کی طرف سے حج کرنے کے لئے پیسے دیئے آیا وہ رقم حج کے سوا دوسرے کام میں صرف کرسکتا ہے فرمایا جب وہ حج کا ضامن ہو چکا پس روپیہ کو جیسے چاہے صرف کرے حج کرنا اس پر فرض ہے حماد نے کہا عمر بن یزید نے مجھے ابوجعفر احول کے پاس کچھ درہم دے کر بھیجا اور کہا ان سے کہنا چاہے اس

رقم سے حج کرلیں چاہے اپنے خرچ میں لائیں پس انھوں نے وہ رقم خرچ کرلی اور حج نہ کیا۔ ہمارے اصحاب نے اس کا ذکر امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا فرمایا تمہارا شیخ فقیہہ ہے یعنی ان کے لئے ایسا کرنا جائز ہے (حسن)

﴿باب﴾

☆(الطواف والحج عن الائمة عليهم السلام)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن موسى بن القاسم البجليِّ قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : ياسيّدي إنّي أرجو أن أصوم في المدينة شهر رمضان ، فقال : تصوم بها إن شاء الله ، قلت : وأرجو أن يكون خروجنا في عشر من شوّال وقد عوّد الله زيارة رسول الله صلى الله عليه وآله وأهل بيته و زيارتك فربّما حججت عن أبيك وربّما حججت ، عن أبي وربّما حججت عن الرَّجل من إخواني وربّما حججت عن نفسي فكيف أصنع ؟ فقال : تمتّع ، فقلت : إنّي مقيم بمكّة منذ عشر سنين ؟ فقال : تمتّع .

٢ ـ أبو عليٍّ الأشعريُّ ، عن الحسن بن عليٍّ الكوفيِّ ، عن عليِّ بن مهزيار ، عن موسى بن القاسم قال : قلت لأبي جعفر الثاني عليه السلام : قد أردت أن أطوف عنك وعن أبيك فقيل لي : إنَّ الأوصياء لا يطاف عنهم ، فقال لي : بل طف ما أمكنك فإنّه جائز . ثمَّ قلت له بعد ذلك بثلاث سنين : إنّي كنت استأذنتك في الطواف عنك وعن أبيك فأذنت لي في ذلك فطفت عنكما ماشاء الله ثمَّ وقع في قلبي شيء فعملت به قال : وما هو؟ قلت : طفت يوماً عن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال : ثلاث مرّات صلّى الله على رسول الله ، ثمَّ اليوم الثاني عن أمير المؤمنين ثم طفت اليوم الثالث عن الحسن عليه السلام والرابع عن الحسين عليه السلام والخامس عن عليِّ ابن الحسين عليهما السلام والسادس عن أبي جعفر محمّد بن عليٍّ عليهما السلام واليوم السابع عن جعفر بن محمّد عليهما السلام واليوم الثامن عن أبيك موسى عليه السلام واليوم التاسع عن أبيك عليٍّ عليه السلام واليوم العاشر عنك ياسيّدي وهؤلاء الّذين أدين الله بولايتهم فقال : إذن والله تدين الله بالدِّين الّذي لا يقبل من العباد غيره ، قلت : وربّما طفت عن أمّك فاطمة عليها السلام وربّما لم أطف ، فقال : استكثر من هذا فإنّه أفضل ، ما أنت عامله إن شاء الله .

باب

حج اور طواف آئمہ کی طرف سے

۱۔ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے کہا، اے میرے سردار میں امید کرتا ہوں کہ ماہ رمضان کے روزے مدینہ میں رکھوں فرمایا انشاء اللہ رکھو گے۔ میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میرا یہاں سے نکلنا ۲۰ شوال کو ہو اور اللہ مجھے زیارت رسولؐ اور اہلبیتؑ رسولؐ اور آپ کی زیارت نصیب کرے، اکثر میں نے حج کئے ہیں آپؑ کے والد کی طرف سے، اپنے باپ کی طرف سے اور اپنے بھائیوں اور اپنی ذات کی طرف سے، پس اب میں کیا کروں فرمایا حج تمتع کرو۔ میں نے کہا میں تو مکہ میں مقیم ہوں دس سال سے، فرمایا حج تمتع کرو۔ (م)

۲۔ میں نے کہا میں نے ارادہ کیا ہے کہ طواف کروں آپ کی اور آپ کے والد کی طرف سے لوگ کہتے ہیں کہ اولیاءؑ کی طرف سے طواف نہیں ہوتا۔ فرمایا ہاں طواف کرو جتنا تم سے ممکن ہو کیونکہ یہ جائز ہے اس کے بعد میں نے کہا تین سال ہوئے کہ میں نے آپ کی اور آپ کے والد کی طرف سے طواف کی اجازت چاہی تھی پس آپ نے اس کی اجازت دی تھی اپنی اور اپنے والد کی طرف سے طواف کرنے کی پھر میرے دل میں ایک بات آئی جس پر میں نے عمل کیا۔ فرمایا وہ کیا ہے میں نے کہا ایک دن میں نے رسولؐ اللہ کی طرف سے طواف کیا دوسرے روز امیرالمومنینؑ کی طرف سے تیسرے روز امام حسنؑ کی طرف سے چوتھے روز امام حسینؑ کی طرف سے پانچویں روز علی بن الحسینؑ کی طرف سے چھٹے روز امام محمد باقرؑ کی طرف سے ساتویں دن امام جعفر صادقؑ کی طرف سے آٹھویں دن آپ کے والد امام موسیٰ کاظمؑ کی طرف سے نویں روز آپؑ کے والد امام رضا کی طرف سے، دسویں روز آپؑ کی طرف سے، یہ وہ لوگ ہیں جن کی ولایت پر اللہ نے ہمارا دین قائم کیا ہے فرمایا اجازت ہے واللہ خدا نے تجھے وہ دین عطا کیا ہے جس کے سوا کوئی دین قبول نہ کیا جائے گا میں نے کہا گاہ گاہ میں آپ کی جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ کی طرف سے کرتا ہوں اور کبھی طواف بھی نہیں کرتا۔ فرمایا زیادہ کیا کرو یہ افضل ہے اس عمل سے جو تم کرو انشاء اللہ (م)

باب

(من يشرك قرابته واخوته في حجته او يصلهم بحجة)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : أُشرك أبويَّ في حجّتي ، قال : نعم ، قلت : أُشرك إخوتي

في حجّتي ؟ قال : نعم إنّ الله عزّ وجلّ جاعلٌ لك حجّاً ولهم حجّاً ولك أجر لصلتك إيّاهم ، قلت : فأطوف ، عن الرّجل والمرأة وهم بالكوفة ؟ فقال : نعم تقول حين تفتتح الطواف : « اللّهمّ تقبّل من فلان » الّذي تطوف عنه .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن بعض أصحابنا ، عن عمرو بن إلياس قال : حججت مع أبي وأنا صرورة فقلت : إنّي اُحبّ أن أجعل حجّتي عن اُمّي فا نّها قد ماتت ؟ قال : فقال لي : حتّى أسأل لك أباعبدالله عليه السلام فقال : إلياس لأبي عبدالله عليه السلام وأنا أسمع : جعلت فداك إنّ ابني هذا صرورة وقد ماتت اُمّه فأحبّ أن يجعل حجّته لها أفيجوز ذلك له ؟ فقال أبوعبدالله عليه السلام : يكتب له ولها ويكتب له أجر البرّ .

٣ ـ عدّة ، من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن أبي نصر ، عن صفوان الجمّال قال : دخلت على أبي عبدالله عليه السلام فدخل عليه الحارث بن المغيرة فقال : بأبي أنت واُمّي لي ابنة قيّمة لي على كلّ شيء وهي عاتق أفأجعل لها حجّتي ؟ قال : أما إنّه يكون لها أجرها ويكون لك مثل ذلك ولا ينقص من أجرها شيء .

٤ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يحجّ فيجعل حجّته و عمرته أو بعض طوافه لبعض أهله و هو عنه غائب ببلد آخر ، قال : قلت : فينقص ذلك من أجره ؟ قال : لا هي له ولصاحبه وله أجر سوى ذلك بما وصل ، قلت : وهو ميّت هل يدخل ذلك عليه ؟ قال : نعم حتّى يكون مسخوطاً عليه فيغفر له أو يكون مضيّقاً عليه فيوسّع عليه ، قلت : فيعلم هو في مكانه إن عمل ذلك لحقه ، قال : نعم ، قلت : وإن كان ناصباً ينفعه ذلك ؟ قال : نعم يخفّف عنه .

٥ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحارث بن المغيرة قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام وأنا بالمدينة بعد ما رجعت من مكّة : إنّي أردت أن أحجّ عن ابنتي ، قال : فاجعل ذلك لها الآن .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن

ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يشرك أباه وأخاه وقرابته في حجّه ؛ فقال : إذاً يكتب لك حجٌّ مثل حجّهم وتزداد أجراً بما وصلت .

٧ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن ابن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : من وصل أباه أو ذا قرابة له فطاف عنه كان له أجره كاملاً وللّذي طاف عنه مثل أجره ويفضل هو بصلته إيّاه بطواف آخر . وقال : من حجّ فجعل حجّته عن ذي قرابته يصله بها كانت حجّته كاملة و كان للّذي حجّ عنه مثل أجره ، إنَّ الله عزَّ وجلَّ واسعٌ لذلك .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن بعض أصحابنا ، عن عليِّ بن محمّد الأشعث عن عليِّ بن إبراهيم الحضرميِّ ، عن أبيه قال : رجعت من مكّة فلقيت أبا الحسن موسى عليه السلام في المسجد وهو قاعد فيما بين القبر و المنبر ، فقلت : يا ابن رسول الله إنّي إذا خرجت إلى مكّة ربّما قال لي الرَّجل : طف عنّي اُسبوعاً وصلِّ ركعتين فأشتغل عن ذلك فإذا رجعت لم أدر ما أقول له ، قال : إذا أتيت مكّة فقضيت نسكك فطف اُسبوعاً وصلِّ ركعتين ثمَّ قل : « اللّهمَّ إنَّ هذا الطواف و هاتين الرَّكعتين عن أبي واُمّي و عن زوجتي وعن ولدي وعن حامّتي وعن جميع أهل بلدي حرِّهم وعبدهم وأبيضهم وأسودهم » فلا تشاء أن قلت للرَّجل : إنّي قد طفت عنك وصلّيت عنك ركعتين . إلّا كنت صادقاً ، فإذا أتيت قبر النبيِّ صلى الله عليه وآله فقضيت ما يجب عليك فصلِّ ركعتين ثمَّ قف عند رأس النبيِّ صلى الله عليه وآله ثمَّ قل : « السلام عليك يا نبيَّ الله من أبي واُمّي و زوجتي و ولدي وجميع حامّتي ومن جميع أهل بلدي حرِّهم وعبدهم و أبيضهم وأسودهم » فلا تشاء أن تقول للرَّجل : إنّي أقرأت رسول الله صلى الله عليه وآله عنك السلام إلّا كنت صادقاً .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل قال : سألت أبا الحسن عليه السلام كم اُشرك في حجّتي ؟ قال : كم شئت .

١٠ ـ أحمد بن عبدالله ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبي عمران الأرمنيِّ ، عن عليِّ ابن الحسين ، عن محمّد بن الحسن ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : لو أشركت ألفاً في حجّتك لكان لكلِّ واحد حجّة من غير أن تنقص حجّتك شيئاً .

باب ۴۷

حج میں شرکت

۱۔ میں نے کہا میں اپنے والدین کو حج میں شریک کر لوں فرمایا ہاں میں نے کہا اور بھائی کو بھی شریک کر سکتا ہوں فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ تیرے لئے بھی حج کا ثواب دے گا اور ان کے لئے بھی اور تیرے لئے زیادہ اجر ہوگا ان کو شامل کرنے کی وجہ سے، میں نے کہا مرد و عورت دونوں کی طرف سے طواف کروں درآنحالیکہ وہ کو نہ میں ہوں فرمایا ہاں جب طواف شروع کرو تو کہو یا اللہ قبول کر فلاں کی طرف سے جس کے بدلے طواف کیا گیا ہے۔ (حسن)

۲۔ میں نے اپنے باپ کے ساتھ پہلی بار حج کیا۔ میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی ماں کی طرف سے حج کروں جو مر چکی ہے۔ میں حضرت سے پوچھ رہا تھا کہ الیاس نے کہا درآنحالیکہ میں سن رہا تھا میں آپ پر فدا ہوں میرا یہ بیٹا پہلی بار حج کر رہا ہے اس کی ماں مر گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ اپنا حج اس کے لئے کرے کیا یہ جائز ہے فرمایا اس کے نام بھی لکھا جائے گا اور اس کی ماں کے نام بھی اور اس نیکی کا اجر اسے علیحدہ ملے گا (حسن)

۳۔ حارث بن مغیرہ حضرت کے پاس آیا اور کہا میرے پاس ایک لڑکی ہے جو سب کام کاج کرتی ہے اور وہ کنیز آزاد شدہ ہے کیا میں اس کے لئے حج کروں فرمایا اس کو بھی اجر ملے گا اور اتنا ہی تمہیں، اس کے اجر میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ (ضعیف)

۴۔ میں نے کہا ایک شخص نے حج کیا پس وہ اس کا اور اپنے عمرہ کا اور بعض طواف کا ثواب اپنے کسی رشتہ دار کو دینا چاہتا ہے اور وہ موجود نہیں دوسرے شہر میں ہے تو کیا اس کے اجر میں کچھ کمی ہو جائے گی فرمایا نہیں اس کے لئے بھی ہوگا اور اس کے رشتہ دار کے لئے بھی اور اس صلۂ رحم کا اجر اور ملے گا میں نے کہا اگر وہ مر جائے تو بھی ہوگا فرمایا ہاں جب تک اس پر ناراض نہ ہو، میں نے کہا کیا اسے بتا دیا جائے اس کے مقام پر کہ یہ عمل اس کے لئے کیا گیا ہے فرمایا ہاں میں نے کہا اگرچہ وہ ناصبی ہو فرمایا اس صورت میں اس کے ثواب میں کمی آ جائے گی (موثق)

۵۔ میں مکہ سے واپسی میں مدینہ آیا۔ میں نے حضرت سے کہا۔ میں اپنی بیٹی کی طرف سے حج کرنا چاہتا ہوں فرمایا ابھی کر لو۔ (حسن)

۶۔ فرمایا اس شخص کے بارے میں جو اپنے حج میں اپنے باپ بھائی اور قرابتداروں کو شریک کرے تو اس کو وہی ثواب ملے گا جو ان دوسروں کو ملے گا اور اس کے ماسوا صلۂ رحم کا ملے گا۔ (حسن)

۷۔ فرمایا حضرت نے جو صلۂ رحم کرے اور وہ اس کا قرابتدار اس کی طرف سے طواف کرے تو اس کو پورا اجر ملے گا اور طواف کرنے والے کو اتنا ہی اجر اور اس کے علاوہ صلۂ رحم کا اجر جو دوسرے طواف کی برابر ہوگا اور فرمایا جو حج کرے اور اسے اپنے رشتہ دار کے لئے قرار دے تو جس نے کسی کے بدلے حج کیا ہے اسے پورا اجر ملے گا بے شک اللہ اس کے اجر میں اضافہ کر دے گا۔ (مجہول)

۸۔ میں مکہ سے واپس ہوا تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملا آپ مسجد میں قبر رسولؐ اور منبر کے درمیان بیٹھے تھے میں نے کہا یا بن رسولؐ اللہ جب میں مکہ کی طرف جاتا ہوں تو بسا اوقات ایک شخص مجھ سے کہتا ہے میری طرف سے ایک ہفتہ طواف کر اور دو رکعت نماز پڑھ میں اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہوں جب لوٹتا ہوں تو سمجھ میں نہیں آتا اس سے کیا کہوں فرمایا جب تو مکہ جائے اور مناسک حج ادا کرے تو ایک ہفتہ کا طواف کر اور دو رکعت نماز پڑھ اور کہہ یا اللہ یہ طواف اور دونوں رکعتیں میرے باپ ماں اور تمام میرے اہل شہر کی طرف سے ہیں آزاد یا غلام کالے ہوں یا گورے اور میں پسند نہیں کرتا کہ تو کسی سے کہے کہ میں نے تیری طرف سے طواف کیا ہے اور دو رکعت نماز پڑھی ہے پھر قبر نبی کے سرہانے کھڑا ہو اور کہو سلام آپ پر اے نبی میرے ماں باپ، میری زوجہ اور اولاد اور تمام خاندان والے اور اہل شہر، آزاد و غلام، کالے اور گورے سب کا سلام اور کسی سے یہ نہ کہو کہ میں نے تیری طرف سے نبی پر سلام پڑھا اگر تو سچا ہوگا (مجہول)

۹۔ میں نے کہا میں حج میں کتنے شریک کروں فرمایا جتنے چاہو (ص)

۱۰۔ فرمایا اگر تم ایک ہزار کو حج میں شامل کر لو تو ہر ایک کو حج کا پورا ثواب ملے گا بغیر تمہارے اجر میں کسی کمی کے۔ (ح)

(باب ۷۲)

(توفير الشعر لمن اراد الحج والعمرة)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الحجّ أشهر معلومات شوّال و ذوالقعدة و ذوالحجّة فمن أراد الحجّ وفّر شعره إذا نظر إلى هلال ذي القعدة ومن أراد العمرة وفّر شعره شهراً .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل يريد الحجّ أيأخذ من رأسه في شوال كلّه مالم ير الهلال ؟ قال : لابأس مالم ير الهلال .

٣ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن بعض أصحابنا ، عن سعيد الأعرج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لايأخذ الرّجل إذا رأى هلال ذي القعدة و أراد الخروج من رأسه

ولامن لحيته .

۴ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أعف شعرك للحجّ إذا رأيت هلال ذي القعدة و للعمرة شهراً .

باب

حج وعمرہ کے لئے بال بڑھانا

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے حج کے چند معلوم مہینے ہیں شوال ، ذی قعدہ ، ذی الحجہ ، جو کوئی حج کا ارادہ کرے تو ذی قعدہ کا چاند دیکھ کر اپنے بال بڑھانے لگے اور اگر عمرہ کا ارادہ کرے تو ایک ماہ پہلے سے بڑھائے (حسن)

۲۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو حج کا ارادہ کرتا ہے تو وہ شوال میں اپنے بال کٹوا لے جب تک ہلال ذی قعدہ اس نے نہ دیکھا ہو فرمایا کیا حرج ہے جب تک ذی قعدہ کا چاند نظر نہ آئے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب ذی قعدہ کا چاند حج کو جانے والا دیکھ لے تو اپنے بال نہ بنوائے۔ سر اور داڑھی دونوں کے (مرسل)

۴۔ فرمایا جب حج کا ارادہ ہو تو ذی قعدہ کا چاند دیکھ کر بال کٹوانا چھوڑ دے اور عمرہ کے لئے ایک ماہ ہے۔

﴿باب﴾

☆(مواقيت الاحرام)☆

۱ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ؛ و صفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من تمام الحجّ والعمرة أن تحرم من المواقيت الّتي وقّتها رسول الله صلّى الله عليه وآله ولا تجاوزها إلّا وأنت محرم فإنّه وقّت لأهل العراق ولم يكن يومئذ عراق بطن العقيق من قبل أهل العراق و وقّت لأهل اليمن يلملم و وقّت لأهل الطائف قرن المنازل و وقّت لأهل المغرب الجحفة وهي مهيعة و وقّت لأهل المدينة ذا الحليفة ومن كان منزله خلف هذه المواقيت ممّا يلي مكّة فوقته منزله .

٢ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : الإحرام من مواقيت خمسة وقّتها رسول الله صلى الله عليه وآله لاينبغي لحاجّ ولا لمعتمر أن يحرم قبلها ولا بعدها ، وقّت لأهل المدينة ذا الحليفة و هو مسجد الشجرة يصلّى فيه و يفرض فيه الحجّ و وقّت لأهل الشام الجحفة و وقّت لأهل نجد العقيق ووقّت لأهل الطائف قرن المنازل و وقّت لأهل اليمن يلملم ولا ينبغي لأحد أن يرغب عن مواقيت رسول الله صلى الله عليه وآله .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن داود بن النعمان ، عن أبي أيّوب الخزّاز قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : حدّثني عن العقيق أوقت وقّته رسول الله صلى الله عليه وآله أوشيء صنعه الناس ؟ فقال : إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله وقّت لأهل المدينة ذا الحليفة و وقّت لأهل المغرب الجحفة و هي عندنا مكتوبة مهيعة و وقّت لأهل اليمن يلملم و وقّت لأهل الطائف قرن المنازل ووقّت لأهل نجد العقيق وما أنجدت .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أحدهما عليهما السلام قال : حدّ العقيق ما بين المسلخ إلى عقبة غمرة .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أوطاس ليس من العقيق .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن موسى بن جعفر ، عن يونس بن عبدالرّحمن قال : كتبت إلى أبي الحسن عليه السلام : أنّا نحرم من طريق البصرة ولسنا نعرف حدّ عرض العقيق ؟ فكتب : أحرم من وجرة .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ بن فضّال ، عن يونس بن يعقوب قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الإحرام من أيّ العقيق أفضل أن أحرم ؟ فقال : من أوّله أفضل .

٨ - عدةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من أقام بالمدينة شهراً وهو يريد الحجّ ثمّ بداله أن يخرج في غير طريق أهل المدينة الّذي يأخذونه فليكن إحرامه من مسيرة ستّة أميال فيكون حذاء الشجرة من البيداء ؛ وفي رواية اُخرى يحرم من الشجرة ثمّ يأخذ أيّ طريق شاء .

٩ - عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أوّل العقيق بريد البعث وهو دون المسلخ بستّة أميال ممّا يلي العراق وبينه وبين غمرة أربعة وعشرون ميلاً بريدان .

بعض أصحابنا قال : إذا خرجت من المسلخ فأحرم عند أوّل بريد يستقبلك.

باب

مواقیتِ احرام

۱- فرمایا تمام حج و عمرہ یہ ہے کہ اس میقات سے احرام باندھے جس کو رسول اللہ نے معین کر دیا ہے احرام باندھ کر ہی اس سے آگے بڑھے اہل عراق کا میقات بطن عقیق ہے اور اہل یمن کا یلملم اور اہل طایف کا قرآن المنازل اور اہل مغرب کا جحفہ اور اہلِ مدینہ کا ذا الحلیفہ اور جس کا ان مواقیت کے پیچھے ہو جو مکہ سے ملا ہو تو اس کا گھر ہی اس کا میقات ہے۔ (حسن)

۲- مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۳- میں نے کہا مجھے عقیق نے بیان کیا کہ یہ میقات رسولؐ اللہ نے بتائے ہیں یا لوگوں نے خود بنا لیے ہیں حضرت نے فرمایا رسولؐ اللہ نے مقرر کیے ہیں۔

اہل مدینہ کے لیے ذا الحلیفہ، اہل مغرب کے لیے جحفہ جو ہمارے پاس مہیعہ لکھا ہے اور اہل یمن کے لیے یلملم اور اہل طایف کے لیے قرن المنازل اور اہل نجد کے لیے عقیق۔ (ص)

۴- فرمایا عقیق کی حد مسلخ سے عقبہ غمرہ تک ہے (ض)

۵- فرمایا اوطاس عقیق سے نہیں ہے (مرسل)

۶- میں نے پوچھا ہم طریق بصرہ سے احرام باندھتے ہیں اور حد عرض عقیق نہیں جانتے، آپ نے فرمایا احرام باندھو

وحیرہ سے (مجہول)

۷۔ میں نے پوچھا میں کون سے عقیق سے احرام باندھوں فرمایا اوّل سے باندھنا افضل ہے۔ (موثق)

۸۔ فرمایا جب ایک ماہ سے مدینہ میں مقیم ہو اور حج کے لئے نکلے پھر پتہ چلے کہ وہ اس راستہ پر نہیں جس سے اہل مدینہ جاتے ہیں تو وہ اپنا احرام چھ میل کی مسافت سے باندھے اور یہ کھلے میدان کے درخت کے مقابل ہو اور ایک دوسری حدیث میں ہے درخت سے باندھے پھر جس راستہ سے چاہے جائے۔ (م)

۹۔ فرمایا اول عقیق بریدالبعث ہے اور وہ مسلخ سے چھ میل ہے عراق سے ملا ہوا اس کے اور غمرہ کے درمیان ۲۴ میل برید تک ہیں ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ جب تم مسلخ سے نکلو تو اوّل برید آنے پر احرام باندھ لو۔ (حسن)

﴿باب﴾

☆(من أحرم دون الوقت)☆

١ - محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب، عن إبراهيم الكرخي قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل أحرم بحجة في غير أشهر الحج دون الوقت الذي وقته رسول الله صلى الله عليه وآله قال: ليس إحرامه بشيء إن أحب أن يرجع إلى منزله فليرجع ولا أرى عليه شيئاً وإن أحب أن يمضي فليمض فإذا انتهى إلى الوقت فليحرم منه ويجعلها عمرة فإن ذلك أفضل من رجوعه لأنه أعلن الإحرام بالحج.

٢ - عدة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر، عن مثنى، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: الحج أشهر معلومات شوال وذوالقعدة وذوالحجة ليس لأحد أن يحرم بالحج في سواهن وليس لأحد أن يحرم دون الوقت الذي وقته رسول الله صلى الله عليه وآله فإنما مثل ذلك مثل من صلى في السفر أربعاً وترك الثنتين.

٣ - محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن ابن محبوب، عن جميل بن صالح، عن فضيل بن يسار قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل اشترى بدنة قبل أن ينتهي إلى الوقت الذي يحرم فيه فأشعرها وقلدها أيجب عليه حين فعل ذلك ما يجب على المحرم؟

قال : لا ولكن إذا انتهى إلى الوقت فليحرم ثمّ ليشعرها ويقلّدها فإنّ تقليده الأوّل ليس بشيء .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن اُذينة قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : من أحرم بالحجّ في غير أشهر الحجّ فلا حجّ له ومن أحرم دون الميقات فلا إحرام له .

٥ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن مهران بن أبي نصر ، عن أخيه رباح قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّا نروي بالكوفة أنَّ عليّاً صلوات الله عليه قال : إنَّ من تمام الحجّ والعمرة أن يحرم الرَّجل من دويرة أهله فهل قال هذا عليٌّ عليه السلام ؟ فقال : قد قال ذلك أمير المؤمنين عليه السلام لمن كان منزله خلف المواقيت ولو كان كما يقولون ما كان يمنع رسول الله صلى الله عليه وآله أن لا يخرج بثيابه إلى الشجرة .

٦ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن النعمان ، عن عليّ بن عقبة عن ميسرة قال : دخلت على أبي عبدالله عليه السلام وأنا متغيّر اللّون فقال لي : من أين أحرمت قلت : من موضع كذا و كذا فقال : ربَّ طالب خير تزلّ قدمه ، ثمَّ قال : يسرُّك ان صلّيت الظّهر في السفر أربعاً ؟ قلت : لا ، قال : فهو والله ذاك .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : من أحرم دون الوقت و أصاب من النساء و الصيد فلا شيء عليه .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : ليس ينبغي لأحد أن يحرم دون المواقيت الّتي وقّتها رسول الله صلى الله عليه وآله إلّا أن يخاف فوت الشهر في العمرة .

٩ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن إسحاق بن عمّار عن أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن الرَّجل يجيء معتمراً عمرة رجب فيدخل عليه هلال شعبان قبل أن يبلغ الوقت أيحرم قبل الوقت ويجعلها لرجب أو يؤخّر الإحرام إلى العقيق ويجعلها لشعبان ؟ قال : يحرم قبل الوقت فيكون لرجب لأنَّ لرجب فضله وهو الّذي نوى .

باب ۷

جو احرام خلاف وقت باندھے

۱۔ میں نے حضرت سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو احرام باندھے حج کے مہینوں کے علاوہ، جو رسول اللہ نے بتائے ہیں۔ فرمایا وہ احرام ہی نہیں اگر وہ اپنے گھر لوٹنا چاہتا ہے تو لوٹ جائے اس پر کوئی الزام نہیں اور اگر چاہے تو میقات پر پہنچ کر احرام باندھے اور عمرہ کرے یہ افضل ہے اس کے گھر لوٹنے سے کیونکہ وہ احرام حج کا اعلان کر چکا ہے۔ (مجہول)۔

۲۔ فرمایا حضرت نے حج کے معلوم مہینے ہیں شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس وقت کے خلاف احرام باندھے جو رسول اللہ نے مقرر کیا ہے اور نہ معینہ میقات کے سوا دوسری جگہ سے ورنہ یہ ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی سفر میں دو کے بجائے چار رکعت نماز پڑھے۔ (ض)

۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو احرام باندھنے کے وقت سے پہلے ہدنہ خرید لے اور اشعار و تقلید کرے تو کیا اس پر وہی واجب ہے جو محرم پر ہوتا ہے فرمایا نہیں، جب وہ میقات پر پہنچ لے اور احرام باندھ لے تب اشعار و تقلید کرے پہلا اشعار و تقلید بیکار ہوگا۔ (م)

۴۔ فرمایا جو ماہائے حج کے علاوہ کسی ماہ میں احرام باندھے اس کا حج نہیں ہوگا اسی طرح جو میقات معین کے خلاف کہیں سے احرام باندھے گا اس کا احرام بھی صحیح نہ ہوگا۔ (ض)

۵۔ میں نے حضرت سے کہا ہم کوفہ میں روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حج و عمرہ کا پورا ہونا اس پر ہے کہ احرام دویرہ سے باندھے۔ فرمایا حضرت نے یہ اس شخص کے لئے فرمایا ہے جس کا گھر مواقیت کے پیچھے ہو اگر ایسا ہوتا جیسا لوگ کہتے ہیں تو رسول اللہ منع نہ کرتے اس سے کہ اپنے کپڑے نہ اتارے شجرہ تک۔ (ض)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے در آنحالیکہ میرے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا فرمایا تم نے کہاں سے احرام باندھا میں نے کہا فلاں مقام سے فرمایا بہت سے طالبان خیر کے قدم لڑکھڑا جاتے ہیں پھر فرمایا کیا تمہیں یہ بات خوش کرے گی کہ سفر میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھ لو۔ میں نے کہا نہیں فرمایا واللہ یہ ایسا ہی ہے۔ (مجہول)

۷۔ فرمایا جو کوئی خلاف وقت احرام باندھے اور عورتوں سے مقاربت کرے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں۔ (مرسل)

۸۔ فرمایا کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ میقات کے علاوہ کہیں اور سے احرام باندھے مگر یہ کہ عمرہ کے مہینے کے چلے جانے کا خوف کرے۔ (ض)

۹۔ میں نے پوچھا اس کے بارے میں جو رجب کا عمرہ کرنے آتا ہے پس اسے ہلال شعبان نظر آتا ہے قبل اس کے کہ وقت پر احرام باندھے تو وہ رجب ہی کا قرار دے اور احرام میں عقیق تک پہنچنے کے لئے تاخیر کرے اور اُسے شعبان کا قرار دے۔ فرمایا قبل از وقت باندھے تو وہ رجب کا ہوگا۔ کیونکہ رجب کی فضیلت ہے اور اسی کی اس نے نیت کی ہے۔ (موثق)

﴿باب ۷۵﴾

٭(من جاوز ميقات أرضه بغير احرام أو دخل مكة بغير احرام)٭

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل نسي أن يحرم حتّى دخل الحرم قال : قال أبي : يخرج إلى ميقات أهل أرضه فإن خشي أن يفوته الحجُّ أحرم من مكانه فإن استطاع أن يخرج من الحرم فليخرج ثمَّ ليحرم .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن صفوان بن يحيى ، عن أبي الحسن الرِّضا عليه السلام قال : كتبت إليه أنَّ بعض مواليك بالبصرة يحرمون ببطن العقيق وليس بذلك الموضع ماء ولا منزل وعليهم في ذلك مؤونة شديدة ويعجّلهم أصحابهم وجمّالهم ومن وراء بطن العقيق بخمسة عشر ميلاً منزل فيه ماء وهو منزلهم الّذي ينزلون فيه فترى أن يحرموا من موضع الماء لرفقه بهم و خفّته عليهم ؟ فكتب : أنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله وقّت المواقيت لأهلها ولمن أتى عليها من غير أهلها وفيها رخصة لمن كانت به علّة فلا يجاوز الميقات إلّا من علّة .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن سيف بن عميرة ، عن أبي بكر الحضرميِّ قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إنّي خرجت بأهلي ماشياً فلم اُهلَّ حتّى أتيت الجحفة وقد كنت شاكياً فجعل أهل المدينة يسألون عنّي فيقولون : لقيناه وعليه ثيابه وهم لا يعلمون وقد رخّص رسول الله صلى الله عليه وآله لمن كان مريضاً أو ضعيفاً أن يحرم من الجحفة .

٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن رفاعة بن موسى

عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يعرض له المرض الشديد قبل أن يدخل مكّة ؟ قال : لايدخلها إلّا بإحرام .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن زرارة ، عن اُناس من أصحابنا حجّوا بامرأة معهم فقدموا إلى الوقت وهي لا تصلّي فجهلوا أنّ مثلها ينبغي أن يحرم فمضوا بها كما هي حتّى قدموا مكّة وهي طامث حلال فسألوا النّاس ، فقالوا : تخرج إلى بعض المواقيت فتحرم منه وكانت إذا فعلت لم تدرك الحجّ فسألوا أباجعفر عليه السلام فقال : تحرم من مكانها قد علم الله نيّتها .

٦ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن عبدالله بن سنان قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل مرّ على الوقت الّذي يحرم النّاس منه فنسي أوجهل فلم يحرم حتّى أتى مكّة فخاف إن رجع إلى الوقت أن يفوته الحجّ ، فقال : يخرج من الحرم ويحرم ويجزئه ذلك .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي الصّبّاح الكنانيّ قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل جهل أن يحرم حتّى دخل الحرم كيف يصنع ؟ قال : يخرج من الحرم ثمّ يهلّ بالحجّ .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن بعض أصحابنا ، عن أحدهما عليهما السلام في رجل نسي أن يحرم أوجهل وقد شهد المناسك كلّها وطاف وسعى قال : تجزئه نيّته إذا كان قدنوى ذلك فقد تمّ حجّه وإن لم يهلّ ؛ وقال في مريض اُغمي عليه حتّى أتى الوقت ، فقال : يحرم منه .

٩ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق ابن عمّار قال : سألت أباالحسن عليه السلام عن الإحرام من غمرة قال : ليس به بأس [أن يحرم منها] وكان بريد العقيق أحبّ إليّ .

١٠ ـ صفوان ، عن معاوية بن عمّار قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن امرأة كانت مع قوم فطمثت فأرسلت إليهم فسألتهم ؟ فقالوا : ما ندري أعليك إحرام أم لا وأنت حائض ، فتركوها حتّى دخلت الحرم ، قال : ان كان عليها مهلة فلترجع إلى الوقت

فلتحرم منه وإن لم يكن عليها وقت فلترجع إلى ما قدرت عليه بعدما تخرج من الحرم بقدر ما لا يفوتها .

١١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن أحمد بن عمرو بن سعيد ، عن وردان ، عن أبي الحسن الأوّل عليه السلام قال : من كان من مكّة على مسيرة عشرة أميال لم يدخلها إلّا بإحرام .

١٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن سورة بن كليب قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : خرجت معنا امرأة من أهلنا فجهلت الإحرام فلم تحرم حتّى دخلنا مكّة ونسينا أن نأمرها بذلك ؟ قال : فمروها فلتحرم من مكانها من مكّة أو من المسجد .

باب

جو بغیر احرام میقات سے گزرے اور بے احرام داخل مکہ ہو

۱۔ پوچھا اس شخص کے متعلق جو احرام باندھنا بھول جائے اور داخل حرم ہو فرمایا میرے والد نے فرمایا ہے کہ اپنی بستی والوں کے میقات کی طرف جائے اگر حج کے فوت ہونے کا خوف ہو تو اسی جگہ سے احرام باندھ لے اگر حرم سے جانے کا وقت ہو تو میقات پر جائے اور احرام باندھے ۔ (حسن)

۲۔ میں حضرت کو لکھا ، میں نے امام علیہ السلام کو لکھا کہ آپ کے بعض غلام بصرہ اور بطن عقیق سے احرام باندھتے ہیں اور یہ ایسی جگہ ہے جہاں پانی نہیں اور نہ یہ منزل ہے یہاں اترنے میں سخت تکلیف ہوتی ہے اور مسافر اور اونٹوں والے جلدی کرتے ہیں اور بطن عقیق کے علاوہ پندرہ میل دور ایک منزل ہے جہاں پانی ہے اور اس منزل پر لوگ اترتے ہیں پس آپ کی رائے ہے کہ اس مقام آب سے احرام باندھ لیں تاکہ ان لوگوں کی موافقت بھی ہو جائے اور سہولت بھی ، حضرت نے جواب میں لکھا کہ رسول اللہ نے وہاں کے باشندوں کے لئے میقات معین کر دیئے ہیں پس ان کے خلاف کہیں سے احرام باندھنے کی اجازت صرف بیماروں کے لئے ہے ۔ (ص)

۳۔ فرمایا حضرت نے میں اپنے اہل کے ساتھ پاپیادہ مدینہ سے چلا اور جحفہ پہنچا اور میں بیمار تھا اہل مدینہ کہنے لگے ہم نے ان کو جحفہ میں کپڑے پہنے ہوئے دیکھا ان کو یہ پتہ نہیں تھا کہ میں بیمار ہوں رسول اللہ نے اجازت دی ہے بیمار

اور ضعیف کو اس بات کی کہ وہ جحفہ سے احرام باندھے۔ (حسن)

۴۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس کو شدید مرض لاحق ہو مکہ میں داخل ہونے سے پہلے فرمایا بغیر احرام کے داخل نہ ہو۔ (ض)

۵۔ زرارہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے ایک عورت کے ساتھ حج کیا اور میقات تک آئے اس عورت نے نماز نہ پڑھی انھیں معلوم نہ تھا کہ اسے احرام باندھنا چاہیئے پس وہ اسی حالت میں مکہ پہنچے، عورت کو حیض آرہا تھا انھوں نے لوگوں سے مسئلہ پوچھا انھوں نے کہا اس کو کسی میقات تک جانا اور وہاں سے احرام باندھ کر آنا چاہیئے لیکن اگر وہ جاتی تو حج فوت ہو جاتا جب امام علیہ السلام سے پوچھا تو فرمایا اسی جگہ سے احرام باندھے اللہ اس کی نیت کا جاننے والا ہے۔ (مرسل)

۶۔ میں نے کہا ایک شخص میقات سے گزرا جہاں سے لوگ احرام باندھتے ہیں وہ بھول گیا یا جاہل مسئلہ تھا اس نے احرام نہ باندھا اور اسی حالت میں مکہ چلا گیا اب وہ اس سے ڈرا کہ اگر میقات سے احرام باندھ کر آئے گا تو حج فوت ہو جائے گا امام نے فرمایا وہ حرم سے باہر جاکر احرام باندھے یہی اس کے لئے کافی ہے۔ (ص)

۷۔ میں نے پوچھا ایک شخص احرام سے جاہل تھا وہ بے احرام داخل مکہ ہو گیا تو کیا کرے فرمایا حرم سے باہر جائے اور احرام باندھے اور وہیں سے تلبیہ حج کرے۔ (مجہول)

۸۔ پوچھا اس شخص کے بارے میں جو بھول گیا یا جاہل تھا کہ اس نے احرام نہ باندھا اور تمام مناسک و طواف و سعی بجا لایا، فرمایا اس کی نیت کافی ہے اگر نیت کر لی ہے تو اس کا حج پورا ہو گیا اور تلبیہ کرے اور اس مریض کے متعلق فرمایا جو میقات پر پہنچنے کے وقت بیہوش تھا کہ وہ وہیں سے احرام باندھے۔ (مرسل)

۹۔ پوچھا کہ اگر غمرہ سے احرام باندھا جائے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں میرے نزدیک عقیق سے زیادہ بہتر ہے (موثق)

۱۰۔ میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق جو ایک قوم کے ساتھ ہو اور اسے حیض آجائے اور وہ ان سے معلوم کرے وہ کہیں کہ تو نہیں جانتی کہ تیرے لئے احرام لازم ہے لیکن تو حائض ہے پس وہ اسے چھوڑ دیں اور وہ مکہ میں داخل ہو جائے۔ فرمایا اگر اس کا حیض ختم ہو جائے تو وہ میقات پر جائے اور وہاں سے احرام باندھ کر آئے اور اگر وہاں تک نہ جا سکے تو لوٹے حرم سے دور جتنا جا سکے جائے اور اتنی دور کہ حج فوت نہ ہو (ص)

۱۱۔ فرمایا جو مکہ سے دس میل دور نکل جائے تو وہاں سے احرام باندھ کر آئے۔ (مجہول)

۱۲۔ میں نے کہا ایک عورت ہمارے ساتھ تھی وہ احرام سے واقف نہ تھی اس لئے احرام نہ باندھا، ہم مکہ میں داخل ہوئے اور یہ بھول گئے کہ اسے احرام باندھنے کو کہیں، فرمایا اس سے کہو جہاں ہو وہیں احرام باندھے مکہ کے اندر یا مسجد سے۔ (حسن)

﴿ باب ﴾

(ما يجب لعقد الاحرام)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن صفوان؛ وابن أبي عمير جميعاً، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا انتهيت إلى العقيق من قبل العراق أو إلى الوقت من هذه المواقيت وأنت تريد الإحرام إن شاء الله فانتف إبطيك وقلّم أظفارك واطّل عانتك وخذ من شاربك ولا يضرّك بأيّ ذلك بدءت ثمَّ استك واغتسل والبس ثوبيك وليكن فراغك من ذلك إن شاء الله عند زوال الشمس وإن لم يكن عند زوال الشمس فلا يضرّك غير أنّي أحبُّ أن يكون ذلك مع الاختيار عند زوال الشمس.

٢ ـ عليٌّ، عن أبيه، عن حمّاد، عن حريز، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: السنّة في الإحرام تقليم الأظفار وأخذ الشارب و حلق العانة.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن عليّ بن أبي حمزة قال: سأل أبو بصير أبا عبدالله عليه السلام وأنا حاضرٌ فقال: إذا طليت للإحرام الأوَّل كيف أصنع في الطلية الأخيرة وكم بينهما؟ قال: إذا كان بينهما جمعتان خمسة عشر يوماً فاطّل.

٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن مهزيار قال: كتب الحسن بن سعيد إلى أبي الحسن عليه السلام: رجلٌ أحرم بغير غسل أو بغير صلاة عالم أو جاهل ما عليه في ذلك وكيف ينبغي أن يصنع؟ فكتب عليه السلام: يعيد.

٥ ـ بعض أصحابنا، عن ابن جمهور، عن محمّد بن القاسم، عن عبدالله بن أبي يعفور قال: كنّا بالمدينة فلاحاني زرارة في نتف الإبط وحلقه، فقلت: حلقه أفضل؛ وقال زرارة: نتفه أفضل فاستأذنّا على أبي عبدالله عليه السلام فأذن لنا وهو في الحمّام يطلي وقد أطلى إبطيه، فقلت لزرارة: يكفيك؟ قال: لا لعلّه فعل هذا لما لا يجوز لي أن أفعله، فقال: فيما أنتما؟ فقلت: إنَّ زرارة لاحاني في نتف الإبط وحلقه، قلت: حلقه

أفضل وقال زرارة : نتفه أفضل ، فقال : أصبت السنّة وأخطأها زرارة حلقه أفضل من نتفه وطليه أفضل من حلقه ، ثمّ قال لنا : اطّليا فقلنا فعلنا منذ ثلاث ، فقال : أعيدا فإنّ الاطّلاء طهور .

باب ۶

احرام کے وقت کیا واجب ہے

۱۔ فرمایا جب تم عقیق پر پہنچو عراق کی طرف سے یا کسی میقات پر، ان میقاتوں میں سے اور احرام کا ارادہ کرو تو اپنی بغلوں کے بال صاف کرو، ناخن تراشو، اپنی شرمگاہ کے بال صاف کرو، اپنی مونچھیں کٹواؤ، کوئی حرج نہیں جس صورت سے ہو پھر مسواک کرو اور غسل کرو اور احرام کے دونوں کپڑے پہنو اور ان سب باتوں سے فراغت زوال سے پہلے ہو جائے اور اگر نہ ہو تو باوجود زوال آفتاب سے پہلے اختیار ہونے کے بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ (حسن)

۲۔ فرمایا احرام میں سنت ہے ناخن کاٹنا، مونچھیں کتروانا اور موئے زہار صاف کرنا۔ (حسن)

۳۔ راوی نے کہا جب احرام اوّل کے لیے موئے زہار مونڈے تو پھر کتنے دن بعد ایسا کرے فرمایا دو جمعوں کے بعد یعنی پندرہ دن۔ (م)

۴۔ میں نے پوچھا ایک شخص نے بغیر غسل و نماز احرام باندھ لیا۔ عالم ہو یا جاہل اسے کیا کرنا چاہیئے فرمایا اسے دوبارہ احرام باندھنا چاہیئے۔ (ض)

۵۔ ہم مدینہ میں تھے زرارہ نے مجھ سے بحث کی بغلوں کے بال نوچنے اور مونڈنے میں۔ میں نے کہا مونڈنا افضل ہے زرارہ نے کہا نوچنا۔ ہم نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اذن دخول چاہا آپ نے اجازت دی در آنحالیکہ آپ حمام میں تھے اور اپنی بغلوں میں نورہ لگائے ہوئے تھے۔ میں نے زرارہ سے کہا تمہیں سمجھنے کے لیے یہی کافی ہے اس نے کہا نہیں شاید حضرت نے وہ عمل کیا ہو جو میرے لیے جائز نہ ہو، حضرت نے فرمایا تم دونوں کے درمیان کیا جھگڑا ہے میں نے کہا زرارہ کہتے ہیں بغل کے بال نوچنا افضل ہے میں کہتا ہوں مونڈنا افضل ہے فرمایا تم صحیح کہتے ہو زرارہ غلطی پر ہے مونڈنا افضل ہے نوچنے سے اور نورہ لگانا افضل ہے مونڈنے سے، پھر فرمایا تم دونوں نورہ لگاؤ۔ بس ہم نے تین دن ایسا کیا فرمایا ایسا ہی کرنا نورہ لگانا پاکیزگی ہے۔ (ض)

﴿باب﴾

(ما يجزىء من غسل الاحرام وما لا يجزىء)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن عمر بن يزيد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : غسل يومك ليومك وغسل ليلتك لليلتك .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن عليّ ابن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : سألته عن الرَّجل يغتسل بالمدينة لإحرامه أيجزئه ذلك من غسل ذي الحليفة ؟ قال : نعم فأتاه رجلٌ و أنا عنده ، فقال : اغتسل بعض أصحابنا فعرضت له حاجة حتّى أمسى ؟ قال : يعيد الغسل يغتسل نهاراً ليومه ذلك وليلاً لليلته .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن الرَّجل يغتسل للإحرام ثمَّ ينام قبل أن يحرم ، قال : عليه إعادة الغسل .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ ابن أبي حمزة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل اغتسل للإحرام ثمَّ لبس قميصاً قبل أن يحرم ، قال : قد انتقض غسله .

٥ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن أبي حمزة قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن رجل اغتسل للإحرام ثمَّ نام قبل أن يحرم قال : عليه إعادة الغسل .

٦ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن بعض أصحابه ، عن أبي جعفر عليه السلام في رجل اغتسل لإحرامه ثمَّ قلّم أظفاره ، قال : يمسحها بالماء ولا يعيد الغسل .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم قال : أرسلنا إلى أبي عبدالله عليه السلام ونحن جماعة و نحن بالمدينة : إنّا نريد أن نودّعك ،

فأرسل إلينا أن اغتسلوا بالمدينة فإنّي أخاف أن يعسر عليكم الماء بذي الحليفة، فاغتسلوا بالمدينة والبسوا ثيابكم الّتي تحرمون فيها ثمّ تعالوا فرادى أو مثاني.

٨ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمّد، عن علاء بن رزين عن محمّد بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا اغتسل الرّجل وهو يريد أن يحرم فلبس قميصاً قبل أن يلبّي فعليه الغسل.

٩ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن ابن درّاج عن أحدهما عليهما السلام في الرّجل يغتسل للاحرام ثمّ يمسح رأسه بمنديل؟ قال: لا بأس به.

باب

غسل احرام میں کیا کافی ہے کیا نہیں

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے دن کا غسل تمہارے دن کے لئے اور رات کا غسل تمہاری رات کے لئے۔ (حسن)

۲۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے مدینہ میں احرام کے لئے غسل کیا آیا یہ ذوالحلیفہ (میقات) کے لئے کافی ہے اس نے کہا ہاں ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے ایک ساتھی نے غسل کیا پھر اسکو کوئی ضرورت پیش آگئی یہاں تک کہ شام ہوگئی حضرت نے کہا اس کو اعادہ غسل کرنا چاہیئے۔ دن کا غسل دن کے لئے ہے اور رات کا رات کے لئے (ض)

۳۔ میں نے حضرت سے ایک شخص کے متعلق پوچھا جو غسل احرام کرکے بغیر احرام باندھے سو گیا فرمایا وہ دوبارہ غسل کرے۔ (ض)

۴۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جس نے غسل احرام کیا اور احرام باندھنے سے پہلے قمیص پہن لی۔ فرمایا اس کا غسل ٹوٹ گیا۔ (ض)

۵۔ ترجمہ نمبر ۳ میں گزرا (ض)

۶۔ فرمایا حضرت نے جو غسل احرام کے بعد ناخن تراشے تو اس کو چاہیئے کہ ان ناخنوں پہ پانی مل دے اعادۂ غسل کی ضرورت نہیں۔ (مرسل)

۷۔ ہشام کہتے ہیں ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہلا بھیجا کہ ہماری ایک جماعت مدینہ میں ہے ہم آپ سے رخصت کے لئے آنا چاہتے ہیں۔ آپ نے پیغام بھیجا کہ تم لوگ مدینہ میں غسل کر لو مجھے ڈر ہے کہ منزل ذوالحلیفہ میں

پانی نہ ملے لہذا مدینہ میں غسل کرکے احرام کا لباس پہن لو پھر ایک یا دو دو کر کے آؤ۔ (م)

۸۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ جب بہ قصد احرام غسل کرے اور تلبیہ سے پہلے قمیض پہن لے تو اس کو غسل کرنا چاہیے (م)

۹۔ جو کوئی بقصد احرام غسل کرے پھر رومال سے سر کو ملے تو کوئی حرج نہیں۔

﴿باب﴾

(مایجوز للمحرم بعد اغتساله من الطیب والصید وغیرذلك)
(قبل ان یلبی)

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة قال : سألته عن الرّجل يدّهن بدهن فيه طيب وهو يريد أن يحرم قال : لا تدّهن حين تريد أن تحرم بدهن فيه مسك ولا عنبر تبقى رائحته في رأسك بعد ما تحرم وادّهن بما شئت من الدّهن حين تريد أن تحرم قبل الغسل و بعده فإذا أحرمت فقد حرم عليك الدّهن حتّى تحلّ .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا تدّهن حين تريد أن تحرم بدهن فيه مسك ولا عنبر من أجل رائحة تبقى في رأسك بعد ما تحرم و ادّهن بما شئت من الدّهن حين تريد أن تحرم فإذا أحرمت فقد حرم عليك الدّهن حتّى تحلّ .

٣ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن أبان ، عن عبدالرحمن ابن أبي عبدالله ؛ وفضيل ؛ ومحمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن الطّيب عند الإحرام والدّهن فقال : كان عليّ صلوات الله عليه لا يزيد على السليخة .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن داود بن النعمان ، عن أبي أيّوب ، عن محمّد بن مسلم قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : لا بأس بأن يدّهن الرّجل قبل أن يغتسل للإحرام أو بعده وكان يكره الدّهن الخاثر الّذي يبقى

٥ ـ أحمد ، عن عليّ بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل المحرم يدّهن بعد الغسل ، قال : نعم فادّهنّا عنده بسليخة بان ؛ و

ذكر أنّ أباه كان يدّهن بعد مايغتسل للإحرام وأنّه يدّهن بالدّهن مالم يكن غالية أودهناً فيه مسك أوعنبر .

٦ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن عبدالله بن مسكان عن عليّ بن عبدالعزيز قال : اغتسل أبوعبدالله عليه السلام للإحرام ثمّ دخل مسجد الشجرة فصلّى ثمّ خرج إلى الغلمان فقال : هاتوا ماعندكم من لحوم الصيد حتّى نأكله .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل إذا تهيّأ للإحرام فله أن يأتي النساء مالم يعقد التلبية أويلبّ .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن بعض أصحابنا ، عن أحدهما عليهما السلام في رجل صلّى الظهر في مسجد الشجرة و عقد الإحرام ثمّ مسّ طيباً أوصاد صيداً أو واقع أهله ، قال : ليس عليه شيء مالم يلبّ .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن بعض أصحابه قال : كتبت إلى أبي إبراهيم عليه السلام رجل دخل مسجد الشجرة فصلّى وأحرم وخرج من المسجد فبداله قبل أن يلبّي أن ينقض ذلك بمواقعة النساء أله ذلك ؟ فكتب عليه السلام نعم ـ أولا بأس به ـ .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن زياد ابن مروان قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : ما تقول في رجل تهيّأ للإحرام و فرغ من كلّ شيء الصلاة و جميع الشروط إلّا أنّه لم يلبّ أله أن ينقض ذلك و يواقع النساء ؟ فقال : نعم .

باب ۴۵

غسل کے بعد محرم کے لئے کیا جائز ہے

١- میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو سر میں ایسا تیل ڈالے جس میں خوشبو ہو اور وہ احرام کا ارادہ رکھتا ہو فرمایا جب احرام کا ارادہ ہو تو ایسا تیل نہ لگاؤ جس میں مشک یا عنبر ہو اور اس کی خوشبو احرام میں تمہارے

سر میں باقی رہے اور تیل ڈالو جیسا چاہو قبل غسل اور اس کے بعد لیکن احرام کے بعد تیل ڈالنا حرام ہے جب تک محل نہ ہو۔ (ضا)

۲۔ فرمایا حضرت نے جب احرام کا ارادہ ہو تو تیل نہ لگاؤ احرام کے بعد تیل کا استعمال حرام ہے جب تک محل نہ ہو (حسن)

۳۔ حضرت سے پوچھا احرام میں خوشبو اور تیل کے استعمال کے متعلق، فرمایا حضرت علی علیہ السلام سلیخہ (وہ خوشبو جو جلد اڑ جائے) کو زیادہ استعمال نہیں کرتے تھے۔ (ضا)

۴۔ فرمایا حضرت نے غسل احرام سے پہلے یا اس کے بعد تیل لگانے میں کوئی حرج نہیں اور مکروہ ہے ایسا تیل لگانا جس کی خوشبو باقی رہے (ص)

۵۔ میں نے پوچھا اس محرم کے متعلق جو بعد غسل تیل لگائے۔ فرمایا ہاں پس ہم نے تیل لگایا ایسی خوشبو کا جو جلد اڑنے والی تھی اور حضرت نے بیان کیا کہ ان کے والد ماجد غسل احرام کے بعد لگاتے تھے لیکن ایسا تیل جس میں کوئی خوشبو نہ ہو اور نہ مشک و عنبر کی آمیزش ہو۔ (ضا)

۶۔ راوی کہتا ہے ابو عبداللہ علیہ السلام نے احرام کے لئے غسل کیا پھر مسجد شجرہ میں داخل ہوئے اور نماز پڑھی پھر نوکروں کے پاس آئے اور فرمایا تمہارے پاس جو شکار کا گوشت ہے لے آؤ یہاں تک کہ ہم نے اسے کھایا۔ (مجہول)

۷۔ فرمایا جب کوئی احرام کا ارادہ کرے تو جب تک نیت تلبیہ نہ کی ہو یا تلبیہ نہ کیا ہو وہ عورتوں کے پاس جا سکتا ہے۔ (حسن)

۸۔ میں نے کہا ایک شخص نے نماز پڑھی اور نیت احرام کی پھر اگر وہ خوشبو کو مس کرے یا شکار کرے یا عورت کے پاس جائے تو فرمایا جب تک تلبیہ نہ کہے کوئی گناہ نہیں۔ (مرسل)

۹۔ میں نے حضرت کو لکھا ایک شخص مسجد شجرہ میں داخل ہوا اور نماز پڑھ کر احرام باندھا جب مسجد سے نکلا تو تلبیہ کرنے سے قبل اس پر ظاہر ہوا کہ اس میں نقص واقع ہوا ہے عورتوں سے مجامعت پر، حضرت نے لکھا کوئی مضائقہ نہیں۔ (کیونکہ وہ احرام سے پہلے تھا) (مرسل)

۱۰۔ میں نے پوچھا آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جس نے تہیۂ احرام کیا ہو اور نماز وغیرہ کے تمام شروط سے فارغ ہو گیا ہو تو کیا مجامعت زنان سے نقص واقع ہوگا فرمایا ہاں۔ (مجہول)۔

«باب»

(صلاة الاحرام وعقده و الاشتراط فيه)

١ - عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ؛ و معاوية بن عمّار جميعاً، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لا يضرّك بليل أحرمت أم نهار إلّا أنّ أفضل ذلك عند زوال الشمس.

٢ - عليٌّ، عن أبيه، عن ابن أبي عمير؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان عن صفوان، عن ابن أبي عمير جميعاً، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال: لا يكون إحرام إلّا في دبر صلاة مكتوبة أحرمت في دبرها بعد التسليم وإن كانت نافلة صلّيت ركعتين و أحرمت في دبرهما فإذا انفتلت من صلاتك فاحمد الله واثن عليه وصلّ على النبيّ صلى الله عليه وآله وقل: «اللّهمّ إنّي أسألك أن تجعلني ممّن استجاب لك وآمن بوعدك و اتّبع أمرك فإنّي عبدك وفي قبضتك لا أوقى إلّا ما وقيت، ولا آخذ إلّا ما أعطيت وقد ذكرت الحجّ فأسألك أن تعزم لي عليه على كتابك و سنّة نبيّك و تقوّيني على ماضعفت عنه و تسلّم منّي مناسكي في يسر منك و عافية و اجعلني من وفدك الّذين رضيت وارتضيت و سمّيت وكتبت اللّهمّ فتمّم لي حجّي و عمرتي، اللّهمّ إنّي اُريد التمتّع بالعمرة إلى الحجّ على كتابك وسنّة نبيّك صلى الله عليه وآله فإن عرض لي شيء يحبسني فخلّني حيث حبستني لقدرك الّذي قدّرت عليّ، اللّهمّ إن لم تكن حجّة فعمرة أحرم لك شعري وبشري و لحمي و دمي و عظامي و مخّي و عصبي من النساء والثياب والطيب أبتغي بذلك وجهك والدّار الآخرة» قال: و يجزئك أن تقول هذا مرّة واحدة حين تحرم ثمّ قم فامش هنيئة فإذا استوت بك الأرض ماشياً كنت أو راكباً فلبّ.

٣ - عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد بن عثمان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قلت له: إنّي اُريد أن أتمتّع بالعمرة إلى الحجّ فكيف أقول: قال: تقول: «اللّهمّ إنّي اُريد أن أتمتّع بالعمرة إلى الحجّ على كتابك و سنّة نبيّك صلى الله عليه وآله» وإن شئت أضمرت الّذي تريد.

٤ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته أليلاً أحرم رسول الله صلى الله عليه وآله أم نهاراً ؟ فقال : نهاراً ، قلت : أيّ ساعة ؟ قال : صلاة الظهر ، فسألته متى ترى أن نحرم ؟ فقال : سواء عليكم إنّما أحرم رسول الله صلى الله عليه وآله صلاة الظهر لأنّ الماء كان قليلاً كان يكون في رؤوس الجبال فيهجر الرّجل إلى مثل ذلك من الغد ولا يكاد يقدرون على الماء وإنّما أحدثت هذه المياه حديثاً .

٥ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن إسحاق بن عمّار قال : قلت لأبي إبراهيم عليه السلام : إنّ أصحابنا يختلفون في وجهين من الحجّ يقول بعض : أحرم بالحجّ مفرداً فإذا طفت بالبيت وسعيت بين الصفا والمروة فأحلّ واجعلها عمرة و بعضهم يقول : أحرم و انو المتعة بالعمرة إلى الحجّ . أيّ هذين أحبّ إليك ؟ قال : انو المتعة .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن حمزة بن حمران قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الّذي يقول : حلّني حيث حبستني قال : هو حلّ حيث حبسه ؟ قال أو لم يقل .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن زرارة عن أبي عبدالله عليه السلام قال : هو حلّ إذا حبس اشترط أو لم يشترط .

٨ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن سيف بن عميرة ، عن أبي بكر الحضرميّ ؛ وزيد الشحّام ؛ ومنصور بن حازم قالوا : أمرنا أبو عبدالله عليه السلام أن نلبّي ولا نسمّي شيئاً وقال : أصحاب الإضمار أحبّ إليّ

٩ ـ أحمد ، عن عليّ ، عن سيف ، عن إسحاق بن عمّار أنّه سأل أبا الحسن موسى عليه السلام قال : الإضمار أحبّ إليّ فلبّ ولا تسمّ .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي الصبّاح الكنانيّ قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أرأيت لو أنّ رجلاً أحرم في دبر صلاة مكتوبة أكان يجزئه ذلك ؟ قال : نعم .

١١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ؛ و

عبدالرّحمن بن الحجّاج؛ وحمّاد بن عثمان، عن الحلبيّ جميعاً، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا صلّيت في مسجد الشجرة فقل وأنت قاعدٌ في دبر الصلاة قبل أن تقوم ما يقول المحرم، ثمّ قم فامش حتّى تبلغ الميل وتستوي بك البيداء، فإذا استوت بك فلبّه.

١٢ ـ عليٌّ، عن أبيه، عن إسماعيل بن مرّار، عن يونس، عن عبدالله بن سنان أنّه سأل أباعبدالله عليه السلام: هل يجوز للمتمتّع بالعمرة إلى الحجّ أن يظهر التلبية في مسجد الشجرة؟ فقال: نعم إنّما لبّى النبيّ صلى الله عليه وآله على البيداء لأنّ الناس لم يكونوا يعرفون التلبية فأحبّ أن يعلّمهم كيف التلبية.

١٣ ـ أبوعليّ الأشعريُّ، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن صفوان، عن إسحاق بن عمّار، عن أبي الحسن عليه السلام قال: قلت له: إذا أحرم الرّجل في دبر المكتوبة أيلبّي حين ينهض به بعيره أو جالساً في دبر الصلاة؟ قال: أيّ ذلك شاء صنع.

قال الكلينيُّ: وهذا عندي من الأمر المتوسّع إلّا أنّ الفضل فيه أن يظهر التلبية حيث أظهر النبيّ صلى الله عليه وآله على طرف البيداء ولا يجوز لأحد أن يجوز ميل البيداء إلّا وقد أظهر التلبية وأوّل البيداء أوّل ميل يلقاك عن يسار الطريق.

١٤ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: صلّ المكتوبة ثمّ أحرم بالحجّ أو بالمتعة وأخرج بغير تلبية حتّى تصعد إلى أوّل البيداء إلى أوّل ميل عن يسارك فإذا استوت بك الأرض راكباً كنت أو ماشياً فلبّ فلا يضرّك ليلاً أحرمت أو نهاراً ومسجد ذي الحليفة الّذي كان خارجاً عن السقائف عن صحن المسجد ثمّ اليوم ليس شيء من السقائف منه.

١٥ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن ابن محبوب، عن عليّ بن رئاب عن فضيل بن يسار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: المعتمر عمرة مفردة يشترط على ربّه أن يحلّه حيث حبسه ومفرد الحجّ يشترط على ربّه أن لم يكن حجّة فعمرة.

١٦ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن عثمان بن عيسى، عن أبي المغرا، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كانت بنو إسرائيل إذا قربت القربان تخرج نارٌ تأكل قربان من قبل منه وإنّ الله جعل الإحرام مكان القربان.

باب ۹۹

نمازِ احرام

۱۔ فرمایا حضرت نے کوئی حرج نہیں چاہے رات میں احرام باندھے چاہے دن میں لیکن افضل یہ ہے کہ زوالِ شمس کے بعد ہو (حسن)۔

۲۔ فرمایا حضرت نے نماز واجب کے بعد ہو سلام ختم کرنے کے بعد اور اگر نماز نافلہ ہو تو دو رکعت پڑھنے کے بعد احرام باندھے جونہی نماز سے فارغ ہو تو اللہ کی حمد و ثنا کرے اور نبی کریم اور ان کی آل پر درود بھیجے اور کہے۔

اللّهمّ إنّي أسألك أن تجعلني ممّن استجاب لك وآمن بوعدك و اتّبع أمرك فإنّي عبدك وفي قبضتك لا أوقى إلّا ما وقيت، ولا آخذ إلّا ما أعطيت وقد ذكرت الحجّ فأسألك أن تعزم لي عليه على كتابك و سنّة نبيّك و تقوّيني على ما ضعفت عنه و تسلّم منّي مناسكي في يسر منك و عافية و اجعلني من وفدك الّذين رضيت وارتضيت و سمّيت وكتبت اللّهمّ فتمّم لي حجّي و عمرتي، اللّهمّ إنّي أريد التمتّع بالعمرة إلى الحجّ على كتابك وسنّة نبيّك صلّى الله عليه وآله فإن عرض لي شيء يحبسني فحلّني حيث حبستني لقدرك الّذي قدّرت عليّ، اللّهمّ إن لم تكن حجّة فعمرة أحرم لك شعري وبشري و لحمي و دمي و عظامي و مخّي و عصبي من النساء والثياب والطيب أبتغي بذلك وجهك والدّار الآخرة

یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں تیرا فرمانبردار ہوں تیرے وعدے پر ایمان لاؤں تیرے حکم کو بجا لاؤں کہ میں تیرا عبد ہوں تیرے قبضہ میں ہوں تجھ جیسا وعدہ کا پورا کرنے والا نہیں اور جو تو دے اسے کوئی لینے والا نہیں تو نے حج کا حکم دیا میں سوال کرتا ہوں کہ اپنی کتاب اور سنت نبی پر میرے ارادہ کو قائم رکھ۔ اور اگر مجھ سے کمزوری ظاہر ہو تو مجھے قوت دے اور میرے مناسک کو میری آسانی اور عافیت کے ساتھ قبول کرلے اور مجھے اپنے گھر کے ان آنے والوں میں قرار دے جن سے تو راضی ہوا اور جن کو تو نے پسند کیا ہو اور جن کو تو نے نام اور کنیت سے پکارا ہو میرے حج اور عمرہ کو پورا کر۔ یا اللہ میں عمرہ کے ساتھ حج

تمتع کا ارادہ کرتا ہوں تیری کتاب اور تیرے نبی کی سُنّت کے مطابق اگر کوئی شے مجھے اس امر خیر سے روکے تو میری اس رکاوٹ کو برطرف کر یا اللہ اگر حج نہ کر سکوں تو عمرہ ہی بجا لاؤں میں نے احرام باندھا ہے تاکہ میرے بال میری جلد میرا گوشت، میرا خون، میری ہڈی، میری مینگ اور میرے اعصاب عورتوں کے پاس جانے سے محفوظ رہیں اور خوشبو سے بھی میں تیری خوشنودی اور دار آخرت کی فلاح چاہتا ہوں۔

امام نے فرمایا احرام کے وقت یہ دعا ایک بار کرو پھر کھڑے ہو جاؤ اور چلو جب زمین ہموار ہو تو سوار رہو یا تلبیہ کرو۔ (حسن)

۳۔ میں نے پوچھا اگر میں عمرۂ تمتع کا ارادہ کروں تو کیا کہوں فرمایا۔ یہ کہو

اللّٰهمّ إنّي اُريد أن أتمتّع بالعمرة إلى الحجّ على كتابك و سنّة نبيّك

یا اللہ میں تیری کتاب و سنت کے مطابق تمتع کے عمرہ کو بجا لاتا ہوں اور اگر چاہو تو یہ نیت میں رکھو یعنی الفاظ میں نہ کہو (حسن)

۴۔ میں نے پوچھا آیا رسول اللہ نے رات کو احرام باندھا تھا یا دن میں فرمایا دن میں، میں نے کہا کس وقت فرمایا نماز ظہر کے بعد، میں نے کہا ہم کب احرام کی نیت کریں فرمایا تمہیں اختیار ہے رسول اللہ نے تو نماز ظہر کے وقت باندھا تھا کیونکہ پانی کم تھا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر ملتا تھا اس لئے صبح کو لوگ لے آتے تھے اس کے بعد پانی لانے پر قادر نہ ہوتے تھے۔ (حسن)

۵۔ میں نے کہا ہمارے اصحاب مختلف ہیں حج کی دو صورتوں میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ احرام حج مفرد کا باندھو اور جب کعبہ کا طواف کر لو اور صفا و مروہ کے درمیان سعی سے فارغ ہو تو احرام کھول دو اور اسے عمرہ قرار دو اور کچھ لوگ کہتے ہیں احرام باندھو اور عمرہ حج تمتع کی نیت کرو، آپ کے نزدیک ان دونوں میں سے کون زیادہ محبوب ہے فرمایا تمتع کی نیت کرو (موثق)

۶۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو وقت احرام کہے یا اللہ مجھے آزاد کر جس طرح تو نے مجھے پابند کیا ہے فرمایا وہ اسی طرح آزاد ہے جس طرح پابند ہوا فرمایا کہے یا نہ کہے (مجہول)

۷۔ حضرت نے فرمایا وہ شرط کرے یا نہ کرے وہ محل ہوگا جس طرح وہ بحالت احرام پابند ہوا ہے۔ (ض)

۸۔ ہمیں حضرت نے حکم دیا کہ تلبیہ کریں اور کسی شے کو نامزد نہ کریں اور فرمایا دل میں رکھنے والوں کو میں دوست رکھتا ہوں۔ (ض)

۹۔ فرمایا حضرت نے کہا چھپانا میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے پس تلبیہ کرو نام نہ لو۔ (موثق)۔

۱۰۔ میں نے حضرت سے کہا ایک شخص نے نماز واجب کے بعد احرام باندھا آیا اس کے لئے یہ کافی ہے فرمایا ہاں (موثق)

۱۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب مسجد شجرہ میں نماز پڑھ چکو تو نماز کے بعد کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ کر وہ کہو جو احرام والا کہتا ہے پھر کھڑے ہو جاؤ اور چلو ایک میل جب جنگل آ جائے تو کھلے مقام میں آ جاؤ تو تلبیہ کرو (م)

۱۲۔ میں نے پوچھا حج تمتع کے متعلق کہ تلبیہ کو مسجد شجرہ سے کہے فرمایا ہاں رسولؐ اللہ نے بیدار مقام سے تلبیہ کیا اس لئے کہ لوگ تلبیہ سے واقف نہ تھے میں چاہتا ہوں کہ لوگ جانیں کہ تلبیہ کیسے کیا جاتا ہے۔ (مجہول)

۱۳۔ میں نے کہا جب کوئی بعد نماز واجب احرام باندھے تو کیا تلبیہ کرے اس وقت جبکہ اونٹ اٹھے یا بعد نماز بیٹھ کر۔ فرمایا جیسے چاہے کرے۔ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ امر وسعتِ وقت پر مبنی ہے ورنہ فضیلت اسی میں ہے کہ تلبیہ کرے۔ جیسے نبیؐ نے کیا۔ بیداء کے کنارے سے اور نہیں جائز ہے کسی کے لئے بیداء سے ایک میل آگے جا کر کرنا بلکہ وہیں سے تلبیہ کرے اور بیداء کا اوّل پہلا میل ہے جو تمہارے راستہ کے بائیں طرف ہے (موثق)

۱۴۔ فرمایا حضرت نے نماز واجب پڑھو پھر حج یا حج تمتع کا احرام باندھو اور بغیر تلبیہ نکلو یہاں تک کہ تم چڑھو بیداء کے اول حصہ پر بائیں طرف کے پہلے میل پر، جب ہموار زمین آ جائے تو سوار ہو یا پیادہ وہاں سے تلبیہ کرو، کوئی مضائقہ نہیں چاہے تم نے دن میں احرام باندھا ہو یا رات میں اور مسجد ذی الحلیفہ وہ ہے جو ان چھتوں سے خارج تھی جو صحن مسجد کے علاوہ تھیں اب ان چھتوں میں سے کچھ باقی نہیں۔ (حسن)

۱۵۔ فرمایا عمرہ مفردہ والا اپنے رب سے یہ شرط کرتا ہے کہ محل کرے اس کو جس حیثیت سے اسے پابند کیا ہے اور حج مفردہ میں وہ اپنے رب سے کہتا ہے اگر حج نہ ہو تو عمرہ ہی ہو جائے۔ (ض)

۱۶۔ فرمایا حضرت نے بنی اسرائیل جب قربانی پیش کرتے تھے تو آگ نکل کر اس قربانی کو کھا جاتی تھی اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کی جگہ احرام قرار دیا۔ (موثق)

﴿ بابُ التلبية ﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ قال : سألته لم جعلت التلبية ؟ فقال : إنَّ الله عزَّ وجلَّ أوحى إلى إبراهيم عليه السلام أن أذّن في النّاس بالحجِّ يأتوك رجالاً وعلى كلِّ ضامر يأتين من كلِّ فجٍّ عميق ، فنادى فاُجيب من كلِّ وجه يلبّون .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليِّ ، عن السكونيِّ ، عن جعفر ، عن أبيه عليهما السلام أنَّ عليّاً صلوات الله عليه قال : تلبية الأخرس و تشهّده و قراءته القرآن في الصلاة تحريك لسانه وإشارته بإصبعه .

٣ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان عن صفوان ؛ و ابن أبي عمير جميعاً ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : التلبية : «لبّيك اللّهمّ لبّيك لبّيك لا شريك لك لبّيك إنّ الحمد والنعمة لك والملك لاشريك لك لبّيك ذا المعارج لبّيك لبّيك داعياً إلى دار السلام لبّيك لبّيك غفّار الذّنوب لبّيك لبّيك أهل التلبية لبّيك لبّيك ذا الجلال والإكرام لبّيك لبّيك مرهوباً و مرغوباً إليك لبّيك لبّيك تبدىء والمعاد إليك لبّيك لبّيك كشّاف الكرب العظام لبّيك لبّيك عبدك وابن عبديك لبّيك لبّيك ياكريم لبّيك» تقول ذلك في دبر كلّ صلاة مكتوبة أو نافلة وحين ينهض بك بعيرك و إذا علوت شرفاً أو هبطت وادياً أو لقيت راكباً أو استيقظت من منامك و بالأسحار وأكثر ما استطعت منها واجهر بها وإن تركت بعض التلبية فلا يضرّك غير أنّ تمامها أفضل .

واعلم أنّه لابدّ من التلبيات الأربع في أوّل الكلام وهي الفريضة وهي التوحيد وبها لبّى المرسلون وأكثر من ذي المعارج فإنّ رسول الله صلى الله عليه وآله كان يكثر منها و أوّل من لبّى إبراهيم عليه السلام قال : «إنّ الله عزّ وجلّ يدعوكم إلى أن تحجّوا بيته فأجابوه بالتلبية » فلم يبق أحد أخذ ميثاقه بالموافاة في ظهر رجل ولا بطن امرأة إلّا أجاب بالتلبية .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن الحسن بن عليّ بن يقطين ، عن أسد بن أبي العلاء ، عن محمّد بن الفضيل ، عمّن رأى أباعبدالله عليه السلام و هو محرم قد كشف عن ظهره حتّى أبداه للشمس و هو يقول : لبّيك في المذنبين لبّيك .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز رفعه قال: إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله لمّا أحرم أتاه جبرئيل عليه السلام فقال له : مر أصحابك بالعجّ والثجّ والعجّ رفع الصوت بالتلبية والثجّ نحر البدن وقال : قال جابر بن عبدالله : مابلغنا الرّوحاء حتّى بحّت أصواتنا .

٦ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لابأس بأن تلبّي وأنت على غير طهر وعلى كلّ حال .

۷ - عليّ، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن أبي أيّوب الخزّاز، عن أبي سعيد المكاري، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: ليس على النساء جهر بالتلبية.

۸ - عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن ابن فضّال، عن رجال شتّى، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: من لبّى في إحرامه سبعين مرّة إيماناً و احتساباً أشهد الله له ألف ألف ملك ببراءة من النّار وبراءة من النفاق.

باب ۸۰

تلبیہ

۱- میں نے پوچھا تلبیہ کیوں ہے فرمایا اللہ تبارک تعالیٰ نے وحی کی ابراہیم علیہ السلام کو کہ تم لوگوں کو حج کے لئے بلاؤ لوگ ہر طرف سے دبلی پتلی اونٹنیوں پر سوار ہو کر ہر گہری گھاٹی سے اس گھر کی طرف آئیں گے پس ابراہیم نے ندا کی ہر طرف سے لوگوں نے لبیک کر اس دعوت کو قبول کیا (حسن)

۲- امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ گونگے کا تلبیہ اور تشہد اور نماز میں قرأت اس کا زبان کو حرکت دینا اور انگلی سے اشارہ کرنا ہے۔ (ض)

۳- میں نے تلبیہ کو پوچھا فرمایا یوں کہے۔

لبّيك اللّهمّ لبّيك لبّيك لا شريك لك لبّيك إنّ الحمد والنعمة لك والملك لاشريك لك لبّيك ذاالمعارج لبّيك لبّيك داعياً إلى دار السلام لبّيك لبّيك غفّار الذّنوب لبّيك لبّيك أهل التلبية لبّيك لبّيك ذاالجلال والإكرام لبّيك لبّيك مرهوباً و مرغوباً إليك لبّيك لبّيك تبدىء والمعاد إليك لبّيك لبّيك كشّاف الكرب العظام لبّيك لبّيك عبدك وابن عبديك لبّيك لبّيك ياكريم لبّيك

اور یہ نماز کے بعد کہو خواہ وہ نماز واجب ہو یا نافلہ اور جب تمہارا اونٹ تمہیں لے کر اٹھے اور جب تم بلند ہو یا جب وادی میں اترو یا کسی سوار سے ملو یا نیند سے بیدار ہو، صبح کے وقت اور زیادہ جتنا ممکن ہو آواز بلند

کہو اور اگر کچھ حصہ ترک ہو جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن پورا کہنا افضل ہے اور جان لو کہ وہ چاروں تلبیات ضروری ہیں جو اول کتاب میں مذکور ہوئیں وہ فریضہ ہے وہ توحید ہے مرسلین نے تلبیہ کیا ہے رسول اللہ اکثر تلبیہ کرتے تھے اور سب سے پہلے تلبیہ کرنے والے حضرت ابراہیم ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو حج کرنے کے لئے اپنے گھر بلاتا ہے پس تم تلبیہ سے جواب دو، پس کوئی شخص ایسا نہ رہا جس نے اس عہد کو پورا کرنے کے لئے لبیک نہ کہا ہو خواہ وہ پشت پدر میں بصورت نطفہ ہو یا رحم مادر میں (ض)

۴۔ راوی نے دیکھا ابو عبداللہ علیہ السلام کو بحالت احرام کہ دھوپ میں آپ کی پیٹھ کھلی ہوئی ہے اور آپ فرما رہے ہیں لبیک ہے گنہگاروں میں لبیک ہے۔(ض)

۵۔ فرمایا حضرت رسولؐ خدا نے جب احرام باندھا تو جبرئیل نے آکر کہا اپنے اصحاب عج اور ثج کا حکم دیجیے۔ عج یعنی بلند آواز سے کہنا تلبیہ کا اور ثج یعنی بدن کی قربانی اور جابر کہتے فرمایا، ہم روحا تک نہ پہنچے پائے تھے کہ ہماری آوازیں بیٹھ گئیں (مرفوع)

۶۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اگر تلبیہ بے طہارت بھی کیا جائے اور ہر حالت میں کیا جائے۔(حسن)

۷۔ عورتوں کے لئے باآواز بلند تلبیہ نہیں (ض)

۸۔ فرمایا حضرت رسولؐ خدا نے جو بحالت احرام ستر بار تلبیہ کہے ایمان اور شمار کے ساتھ تو ہزار ہا فرشتے اسے دوزخ اور نفاق سے بچانے کے لئے اللہ سے درخواست کرتے ہیں۔(موثق)۔

﴿باب۸۱﴾

☆(ماینبغی ترکه للمحرم من الجدال وغیره)☆

۱ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : «الحجّ أشهر معلومات فمن فرض فيهنّ الحجّ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال في الحجّ » فقال : إنّ الله عزّ وجلّ اشترط على النّاس شرطاً وشرط لهم شرطاً قلت : فما الّذي اشترط عليهم وما الّذي اشترط لهم ؟ فقال : أمّا الّذي اشترط عليهم فإنّه قال : « الحجّ أشهر معلومات فمن فرض فيهنّ الحجّ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال في الحجّ » وأمّا ما شرط لهم فإنّه قال : «فمن تعجّل في يومين فلا إثم عليه ومن تأخّر فلا إثم عليه لمن اتّقى » قال : يرجع لاذنب له . قال : قلت : أرأيت من ابتلي بالفسوق ماعليه ؟ قال : لم يجعل الله له حدّاً يستغفر الله ويلبّي . قلت : فمن ابتلي بالجدال ماعليه ؟ قال : إذا جادل فوق مرّتين فعلى المصيب دم يهريقه و على المخطىء بقرة .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن عبدالله بن سنان في قول الله عزَّ وجلَّ : «وأتمّوا الحجَّ والعمرة لله » قال : إتمامها أن لا رفث ولا فسوق ولا جدال في الحجِّ .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ؛ وابن أبي عمير جميعاً ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إذا أحرمت فعليك بتقوى الله وذكر الله كثيراً وقلّة الكلام إلّا بخير فإنَّ من تمام الحجِّ والعمرة أن يحفظ المرء لسانه إلّا من خير كما قال الله عزَّ وجلَّ فإنَّ الله عزَّ وجلَّ يقول : «فمن فرض فيهنَّ الحجَّ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال في الحجِّ» والرَّفث الجماع ، والفسوق الكذب والسباب ، والجدال قول الرَّجل لا والله ، وبلى والله .

٤ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليٍّ ، عن أبان بن عثمان ، عن أبي بصير ، عن أحدهما عليهما السلام قال : إذا حلف ثلاث أيمان متتابعات صادقاً فقد جادل وعليه دم وإذا حلف بيمين واحدة كاذباً فقد جادل وعليه دم .

٥ ـ أبو عليٍّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن عبدالله بن مسكان ، عن أبي بصير قال : سألته عن المحرم يريد أن يعمل العمل فيقول له صاحبه : والله لا تعمله فيقول : والله لأعملنّه ، فيخالفه مراراً أيلزمه ما يلزم [صاحب] الجدال ؟ قال : لا إنّما أراد بهذا إكرام أخيه إنّما ذلك ما كان [لله] فيه معصية .

٦ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن أبي المغرا ، عن سليمان بن خالد قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : في الجدال شاةٌ وفي السباب والفسوق بقرةٌ والرَّفث فساد الحجِّ .

باب ۸۱

مُحرم کو کیا کرنا چاہیئے

۱۔ فرمایا اس آیت کے متعلق حج معلوم چند مہینے ہیں پس جن مہینوں میں حج فرض ہے ان میں نہ زنا ہے نہ بداعمالی اور نہ لڑائی جھگڑا ، ایک شرط لوگوں کے لئے رکھی ہے اور ان کے متعلق رکھی ہے میں نے پوچھا لوگوں کے لئے اور

ان کے متعلق کیا ہے فرمایا شرط وہی ہے کہ حج میں نہ جماع کرے نہ بدگوئی اور نہ لڑائی جھگڑا، اور رعایت یہ ہے کہ اگر دو یوم پہلے کرے تو گناہ نہیں اور دو یوم بعد ہو تو گناہ نہیں، مرد متقی کے لئے اور وہ گناہوں سے پاک ہو کر پلٹے گا۔ میں نے کہا جو بدگوئی عمل میں لائے گا اس کے لئے کیا سزا ہے فرمایا اللہ نے اس کے لئے کوئی سزا نہیں رکھی ہاں وہ استغفار کرنے کے بعد تلبیہ کرے۔ میں نے کہا جو لڑائی جھگڑا کرے فرمایا اگر دو بار سے زیادہ لڑے تو جو حق پر ہو وہ ایک بکری ذبح کرے اور جو غلطی پر ہو وہ ایک گائے کی قربانی کرے۔ (حسن)

۲۔ میں نے اس آیت کے متعلق پوچھا واتموا الحج والعمرۃ الخ فرمایا اتمام حج یہ ہے کہ نہ تو جماع کرے نہ جھوٹ بولے اور نہ گالی دے اور نہ جھگڑا کرے (ص)

۳۔ فرمایا حضرت نے جب احرام باندھو تو تقویٰ کے ساتھ باندھو اور اللہ کا ذکر زیادہ کرو اور جو بات کرو نیکی پر مبنی ہو حج و عمرہ کا تمام ہونا موقوف ہے اس امر پر کہ آدمی اپنی زبان کی حفاظت کرے اور خیر کے سوا کچھ نہ کہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے جن پر حج فرض ہے وہ جماع نہ کریں جھوٹ نہ بولیں اور جدال نہ کریں۔ رفث کے معنی جماع کے ہیں فسوق کے معنی جھوٹ اور گالی ہیں اور جدال جھوٹی قسم لا واللہ دبلیٰ واللہ کہہ کر۔

۴۔ اگر کوئی تین قسمیں سچی کھائے تو اس نے جدال کیا اس پر قربانی ہے (بکری کی) اور اگر جھوٹی ایک قسم کھائی ہے تو اس پر ایک قربانی ہے۔ (ض)

۵۔ میں نے اس محرم کے متعلق پوچھا جو ارادہ کرتا ہے کسی عمل کا اس سے اس کا ساتھی کہتا ہے واللہ مت کر وہ کہتا ہے واللہ میں ضرور کروں گا اس طرح چند بار مخالفت ہوتی ہے تو کیا یہ جدال کی تعریف میں آتا ہے فرمایا نہیں اس نے اس سے اپنے بھائی اکرام کا ارادہ کیا ہے اس میں معصیت نہیں۔ (ص)

۶۔ فرمایا جدال میں ایک بکری کی قربانی ہے اور گالی اور بدکاری میں گلے کی اور جماع کرنا فساد حج ہے (ض)

﴿باب ۸۲﴾

(مايلبس المحرم من الثياب ومايكره له لباسه)

١ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن بعض أصحابنا عن بعضهم عليه السلام قال : أحرم رسول الله صلى الله عليه وآله في ثوبي كرسف .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان ثوبا رسول الله صلى الله عليه وآله الّذي أحرم فيهما يمانيين عبري وظفار وفيهما كفّن

٣ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال :

كلّ ثوب يصلّى فيه فلا بأس أن يحرم فيه .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن عبدالكريم بن عمرو ، عن أبي بصير قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام عن الخميصة سداها أبريسم ولحمتها من غزل ، قال : لا بأس بأن يحرم فيها إنّما يكره الخالص منه .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن شعيب أبي صالح ، عن خالد أبي العلاء الخفّاف قال : رأيت أبا جعفر عليه السلام وعليه برد أخضر وهو محرم .

٦ ـ محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن حنان بن سدير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كنت عنده جالساً فسئل عن رجل يحرم في ثوب فيه حرير فدعا بإزار قرقبيّ فقال : أنا أحرم في هذا وفيه حرير .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن يعقوب بن شعيب قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المحرم يلبس الطيلسان المزرور ، فقال : نعم ، وفي كتاب عليّ عليه السلام لا يلبس طيلسان حتّى ينزع إزراره فحدّثني أبي إنّما كره ذلك مخافة أن يزرّه الجاهل عليه .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام مثل ذلك وقال : إنّما كره ذلك مخافة أن يزرّه الجاهل فأمّا الفقيه فلا بأس أن يلبسه .

٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا تلبس ثوباً له إزرار و أنت محرم إلّا أن تنكسه ولا ثوباً تدرّعه ولا سراويلاً إلّا أن لا يكون لك إزار ولا خفّين إلّا أن لا يكون لك نعلان ؛ قال : وسألته عن المحرم يقارن بين ثيابه الّتي أحرم فيها و غيرها ، قال : لا بأس بذلك إذا كانت طاهرة .

١٠ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : لا بأس بأن يغيّر المحرم ثيابه ولكن إذا دخل مكّة لبس ثوبي إحرامه اللّذين أحرم فيهما وكره أن يبيعهما .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المحرم يتردّى بالثوبين ، قال : نعم و الثلاثة إن شاء يتّقي بها البرد والحرّ .

١٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد بن عثمان ، عن عبدالرحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن المحرم يلبس الخزّ ، قال : لا بأس .

١٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن أحمد بن عائذ ، عن الحسين بن مختار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : يحرم الرَّجل في الثوب الأسود ؟ قال : لا يحرم في الثوب الأسود ولا يكفّن به الميّت .

١٤ ـ أحمد ، عن ابن محبوب ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن الرَّجل يحرم في ثوب وسخ ؟ قال : لا ولا أقول : إنّه حرام ولكن اُحبُّ أن يطهّره وطهوره غسله ولا يغسل الرَّجل ثوبه الّذي يحرم فيه حتّى يحلّ وإن توسّخ إلّا أن يصيبه جنابة أو شيء فيغسله .

١٥ ـ أحمد ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن خلوق الكعبة للمحرم أيغسل منه الثّوب ؟ قال : لا هو طهور . ثمّ قال : إنّ بثوبي منه لطخاً .

١٦ ـ أحمد ، عن ابن فضّال ، عن المفضّل بن صالح ، عن ليث المراديّ قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الثّوب المعلم هل يحرم فيه الرَّجل ؟ قال : نعم إنّما يكره الملحم .

١٧ ـ أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن عبدالله بن هلال قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام عن الثّوب يكون مصبوغاً بالعصفر ثمّ يغسل ألبسه وأنا محرم ؟ قال : نعم ليس العصفر من الطيب ولكن أكره أن تلبس ما يشهرك به النّاس .

١٨ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الثّوب يصيبه الزَّعفران ثمّ يغسل فلا يذهب أيحرم فيه ؟ قال : لا بأس

به إذا ذهب ريحه ولو كان مصبوغاً كلّه إذا ضرب إلى البياض وغسل فلا بأس به

١٩ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن أبان ، عن إسماعيل بن الفضل قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المحرم يلبس الثوب قد أصابه الطيب ، قال : إذا ذهب ريح الطيب فليلبسه .

٢٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا بأس بأن يحرم الرَّجل في ثوب مصبوغ بمشق ولا بأس بأن يحوّل المحرم ثيابه ، قلت : إذا أصابها شيء يغسلها ؟ قال : نعم وإن احتلم فيها .

٢١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن عليّ ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار بن موسى قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرَّجل يلبس لحافاً ظهارته حمراء وبطانته صفراء قد أتى له سنة وسنتان ، قال : ما لم يكن له ريح فلا بأس وكلّ ثوب يصبغ و يغسل يجوز الإحرام فيه فإن لم يغسل فلا .

٢٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي نصر ، عن نجيح ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : لا بأس بلبس الخاتم للمحرم ؛ وفي رواية اُخرى لا يلبسه للزّينة .

باب ۸۲

لباس مُحرم

۱۔ فرمایا رسولؐ اللہ احرام باندھتے تھے دو سوتی کپڑوں سے (مرسل)

۲۔ رسولؐ اللہ کا احرام دو یمنی کپڑوں میں ہوتا عبری اور اطفار جن کے نام تھے اور ان ہی دونوں میں کفن دیا گیا تھا (حسن)

۳۔ فرمایا جس لباس میں نماز پڑھتا ہے اگر اسی کا احرام باندھے تو کوئی حرج نہیں (حسن)

۴۔ فرمایا وہ چادر جس کا تانا ریشم کا ہو اور بانا سوت کا اس کا احرام باندھنے میں کوئی مضائقہ نہیں خالص ریشم میں مکروہ ہے۔ (ض)

۵۔ میں نے دیکھا امام محمد باقر علیہ السلام بحالت احرام سبز چادر اوڑھے ہوئے تھے (مجہول)

۶۔ حضرت سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو ریشمی لباس احرام میں پہنے ہو جس میں کچھ ریشم ہو۔ آپ نے اپنا توبی زیرجا

منگوا کر فرمایا میں اس کا احرام باندھتا ہوں اس میں کچھ حریر شامل ہے۔ (م)

۷۔ میں نے پوچھا اس محرم کے متعلق جو عبائے (طیلسان وہ چادر جو سر سے کندھوں کو شامل کرتے ہوئے اوڑھی جائے)۔ منقش کو احرام میں استعمال کرے۔ فرمایا ہاں کتاب علی علیہ السلام میں ہے کہ طیلسان کو نہ پہنے جب تک ازار کو علیحدہ نہ کرے میرے والد نے فرمایا یہ اس اندیشہ سے ہے کہ جاہل اس پر ازار کو نہ پہنے۔ (م)

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کبھی یہی اور یہ بھی کہا کہ میں مکروہ جانتا ہوں اس امر کو کہ جاہل اسے بطور زیر جامہ استعمال کرے۔ ہاں تقیہ کی صورت میں مضائقہ نہیں۔ (حسن)

۹۔ فرمایا احرام میں ایسا لباس نہ پہنو جس میں ازار ہو مگر اس کو علیحدہ کرکے اور نہ ایسا لباس جسے زرہ بنایا ہو اور نہ پاجامہ مگر جبکہ لنگ نہ ہو اور نہ موزے مگر جبکہ جوتا نہ ہو، میں نے پوچھا اس محرم کے متعلق جو ان کپڑوں میں جن کا احرام باندھے ہے کوئی کپڑا ملائے فرمایا کیا مضائقہ ہے اگر پاک ہو (حسن)

۱۰۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اگر محرم اپنے لباس میں تبدیلی پیدا کرلے لیکن جب مکہ میں داخل ہو تو وہ دونوں کپڑے پہنے جس میں احرام باندھا ہے اور ان کو فروخت کرنا مکروہ ہے۔ (حسن)

۱۱۔ میں نے پوچھا اس محرم کے متعلق جو دو کپڑے پہنے ہوئے ہے فرمایا ہاں اگر سردی اور گرمی سے بچانے کے لئے چاہے تو تیسرا کپڑا اور استعمال کرے۔

۱۲۔ فرمایا اگر محرم ریشمی لباس پہنے تو کوئی مضائقہ نہیں (مگر جب مکہ میں داخل ہو تو سوتی کپڑا پہنے) (م)

۱۳۔ فرمایا سیاہ کپڑوں میں احرام نہ ہو اور نہ میت کو کفن دیا جائے۔ (ض)

۱۴۔ میں نے پوچھا کیا میلے کپڑے میں احرام ہو سکتا ہے فرمایا نہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ حرام ہے لیکن اسے طاہر کرنا میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اور طہارت سے مراد اس کا دھونا ہے احرام والے کپڑے کو محل ہونے تک دھویا نہ جائے۔ ہاں اگر جنابت ہو یا کوئی شے لگ جائے تو دھوئے (مجہول)

۱۵۔ میں نے پوچھا محرم کعبہ کے صابن سے کپڑا دھو سکتا ہے۔ فرمایا نہیں وہ طاہر ہوتا ہے پھر فرمایا اگر کوئی کپڑا ستھرا ہوا ہو تو خیر۔ (مجہول)

۱۶۔ میں نے پوچھا دھاری دار کپڑے میں احرام باندھا جا سکتا ہے فرمایا ہاں لیکن ریشمی تانے بانے کا نہ ہو (حسن)

۱۷۔ حضرت سے پوچھا گیا اس کپڑے کے متعلق جو زعفران میں رنگا گیا ہو کیا میں بحالتِ احرام اسے پہن لوں فرمایا ہاں زعفران خوشبو میں داخل نہیں لیکن میں ایسے لباس کو ناپسند کرتا ہوں جس سے انگشت نمائی ہو۔ (م)

۱۸۔ میں نے پوچھا اس کپڑے کے متعلق جس پر اثر زعفران ہو اور اسے دھویا جائے مگر وہ دور نہ ہو کیا اس میں احرام درست ہے فرمایا کیا مضائقہ ہے اگر اس کی خوشبو دور ہو جائے اگرچہ وہ کل زعفران سے رنگا ہوا ہو جب دھونے سے سفیدی

آجائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (حسن)

۱۹۔ میں نے پوچھا ایسا کپڑا احرام میں پہنا جائے جس میں خوشبو ہو، فرمایا جب اس کی خوشبو برطرف ہو جائے تو پہن لو۔ (موثق)۔

۲۰۔ فرمایا کوئی حرج نہیں ایسے کپڑے میں جو سرخ مٹی (گیرو) میں رنگا گیا ہو اور کوئی حرج نہیں اگر محرم اپنے کپڑوں کو پلٹ دے۔ میں نے کہا اگر کوئی شے لگ گئی ہو تو اسے دھو ڈالے فرمایا ہاں اگر اس میں احتلام ہوا ہو (مجہول)

۲۱۔ میں نے پوچھا ایک شخص کے پاس ایسا لحاف ہے جس کا اوپر کا حصہ سرخ ہے اور اندر کا حصہ زرد اور ایک یا دو سال اس پر گزر گئے۔ فرمایا اگر بو باقی نہیں تو کوئی حرج نہیں اور ہر رنگین کپڑا اگر دھو ڈالا جائے تو اس میں احرام صحیح ہے ورنہ نہیں۔

۲۲۔ کوئی حرج نہیں اگر محرم انگوٹھی پہنے رہے اور ایک روایت میں ہے کہ زینت کے لئے نہ پہنے۔

﴿ باب ۵۳ ﴾

(المحرم يشد على وسطه الهميان و المنطقة)

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن صفوان الجمّال قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنَّ معي أهلي وأنا اُريد أن أشدَّ نفقتي في حقوي ؟ فقال : نعم فإنَّ أبي عليه السلام كان يقول : من قوَّة المسافر حفظ نفقته .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النّضر بن سويد ، عن عاصم بن حميد ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المحرم يشدُّ على بطنه العمامة ، قال : لا ، ثمَّ قال : كان أبي يقول : يشدّ على بطنه المنطقة الّتي فيها نفقته يستوثق منها فإنّها من تمام حجّه .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان ، عن يعقوب بن شعيب قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن المحرم يصرُّ الدَّراهم في ثوبه قال : نعم ويلبس المنطقة والهميان .

باب ۸۳

محرم اپنی کمر سے ہمیانی باندھ سکتا ہے

۱۔ میں نے کہا میرے ساتھ میرے اہل وعیال بھی ہیں میں چاہتا ہوں کہ اپنی رقم کمر سے باندھوں فرمایا ہاں میرے والد ماجد فرماتے تھے مسافر کو اپنے نفقہ کی حفاظت بہت ضروری ہے (ض)

۲۔ میں نے پوچھا محرم اپنے پیٹ پر عمامہ لپیٹ لے فرمایا نہیں پھر فرمایا میرے والد نے فرمایا ہے کہ کمر پر پٹکا باندھے اور اس میں اپنی رقم رکھ لے کیونکہ یہ امر اتمام حج سے ہے (ح)

۳۔ فرمایا محرم اپنے کپڑوں میں درہم رکھ سکتا ہے اور اس کے اوپر پٹکا باندھ لے۔ (م)

﴿ باب ﴾

☆(مايجوز للمحرمة أن تلبسه من الثياب و الحلي ومايكره لها من ذلك)☆

١ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان ، عن عيص بن القاسم قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : المرأة المحرمة تلبس ماشاءت من الثياب غير الحرير والقفّازين وكره النقاب وقال : تسدل الثوب على وجهها . قلت : حدّ ذلك إلى أين ؟ قال : إلى طرف الأنف قدرما تبصر .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن منصور بن العبّاس ، عن إسماعيل ابن مهران ، عن النضر بن سويد ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن المرأة المحرمة أيّ شيء تلبس من الثياب ؟ قال : تلبس الثياب كلّها إلّا المصبوغة بالزّعفران والورس ولا تلبس القفّازين ولا حليّاً تتزيّن به لزوجها ولا تكتحل إلّا من علّة ولا تمسّ طيباً ولا تلبس حليّاً ولافرنداً ولابأس بالعلم في الثوب .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : مرّ أبو جعفر عليه السلام بامرأة متنقّبة وهي محرمة فقال : أحرمي وأسفري وأرخي ثوبك من فوق رأسك فإنّك إن تنقّبت لم يتغيّر لونك فقال رجل : إلى أين ترخيه ؟ فقال : تغطّي عينيها ، قال : قلت : يبلغ فمها ؟ قال : نعم ، وقال أبوعبدالله عليه السلام :

المحرمة لاتلبس الحليّ ولا الثياب المصبّغات إلّا صبغ لايردع .

٤ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن عبدالرَّحمن بن الحجّاج قال : سألت أباالحسن عليه السلام عن المرأة يكون عليها الحليّ والخلخال والمسكة والقرطان من الذَّهب والورق تحرم فيه وهو عليها وقد كانت تلبسه في بيتها قبل حجّها أتنزعه إذا أحرمت أو تتركه على حاله ؟ قال : تحرم فيه وتلبسه من غير أن تظهره للرِّجال في مركبها ومسيرها .

٥ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن أبي الحسن الأحمسيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن العمامة السّابريّة فيها علم حرير تحرم فيها المرأة ؟ قال : نعم إنّما كره ذلك إذا كان سداه ولحمته جميعاً حريراً ، ثمَّ قال أبوعبدالله عليه السلام : قد سألني أبو سعيد عن الخميصة سداها أبريسم أن ألبسها و كان وجد البرد فأمرته أن يلبسها .

٦ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، أوغيره ، عن داود بن الحصين ، عن أبي عيينة قال : سألت أباعبدالله عليه السلام مايحلُّ للمرأة أن تلبس وهي محرمة قال : الثّياب كلّها ماخلا القفّازين و البرقع والحرير ، قلت : تلبس الخزَّ ؟ قال : نعم ، قلت : فإنَّ سداه [ال]أبريسم وهو حرير ؟ قال : ما لم يكن حريراً خالصاً فلا بأس .

٧ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن عبدالله بن ميمون ، عن جعفر ، عن أبيه عليهما السلام قال : المحرمة لاتتنقّب لأنَّ إحرام المرأة في وجهها وإحرام الرَّجل في رأسه .

٨ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان ، عن إسماعيل بن الفضل قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن المرأة هل تصلح لها أن تلبس ثوباً حريراً وهي محرمة ؟ قال : لاولها أن تلبسه في غير إحرامها .

٩ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : مرَّ أبوجعفر عليه السلام بامرأة محرمة قد استترت بمروحة فأماط المروحة بنفسه عن وجهها .

١٠ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن صفوان ، عن حريز ، عن عامر بن جذاعة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : مصبّغات الثياب تلبسه المحرمة ؟ فقال : لا بأس به إلّا المفدم المشهور و القلادة المشهورة .

١١ ـ حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان ، عن محمّد الحلبيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن المرأة إذا أحرمت أتلبس السّراويل ؟ قال : نعم ، إنّما تريد بذلك السترة .

باب ۸۲

لباس محرمہ

۱۔ فرمایا حضرت نے محرمہ عورت جو چاہے پہنے سوائے ریشم کے اور دستانوں کے اور نقاب ڈالنا مکروہ ہے اور چہرہ پر کپڑا چھوڑے ۔ میں نے کہا کہاں تک فرمایا ناک کے کنارے تک تاکہ دیکھ سکے ۔ (م)

۲۔ میں نے پوچھا محرمہ عورت کے لباس کے متعلق فرمایا ہر قسم کا لباس پہن سکتی ہے مگر جو زعفران یا ورس (ایک قسم کی گھاس جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں) سے رنگے ہوں وہ نہ پہنے اور نہ دستانے اور نہ وہ زیور جو اپنے شوہر کے لئے زینت کی غرض سے ہو اور سرمہ نہ لگائے سوائے مرض کی حالت کے ۔ اور خوشبو کو مس نہ کرے اور زیور نہ پہنے اور قرمز ایک قسم کا کپڑا نہ پہنے اور کپڑا دھاری دار ہو تو مضائقہ نہیں ۔ (حسن)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ایک نقاب پوش محرمہ عورت کی طرف سے گزرے فرمایا احرام باندھ سفر کر اور اپنے کپڑے اپنے سر کے نیچے ڈال اگر تو نے نقاب ڈالی تو تیرا رنگ متغیر نہ ہوگا کسی نے پوچھا کتنا نیچا ڈالے فرمایا اتنا کہ آنکھوں کو ڈھانپ لے ۔ میں نے کہا اس کے منہ تک پہنچ جائے فرمایا ہاں اور حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا محرمہ زیور نہ پہنے ، رنگین اور خوشبودار بھی نہ ہو ۔ (حسن)

۴۔ میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے اس عورت کے متعلق پوچھا جو زیور پازیب ، کنگن اور گوشوارے سونے اور چاندی کے پہنے ہو اور محرمہ ہو اور یہ زیور وہ اپنے گھر میں بھی پہنے رہتی ہو حج سے پہلے آیا وہ بحالت احرام اتار دے یا بدستور پہنے رہے فرمایا پہنے رہے لیکن خواہ سوار ہو یا پیادہ وہ لوگوں پر اس زینت کو ظاہر نہ کرے ۔

۵۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا عمامہ سابری کے متعلق جس میں ریشم کی دھاری ہوتی ہے کیا عورت احرام میں استعمال کر سکتی ہے فرمایا ہاں لیکن مکروہ ہے اگر اس کا تانا بانا حریر کا ہو ۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے

کہ مجھ سے ابو سعید نے خمیصہ کپڑے کے متعلق پوچھا جس کا تانا ریشم کا ہوتا ہے کیا میں اسے پہن لوں درآنحالیکہ سردی ہو میں نے اسے پہننے کا حکم دیا۔(مجہول)

۶۔ میں نے پوچھا محرمہ عورت کے لئے کیسا لباس ہونا چاہیئے فرمایا ہر طرح کا کپڑا پہن سکتی ہے سوائے دستانوں کے برقع کے اور حریر کے، میں نے کہا خز پہن لے فرمایا ہاں چاہے اس کا تانا ریشم کا ہو، فرمایا اگر خالص ریشم نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔(ض)

۷۔ فرمایا عورت چہرہ پر نقاب نہ ڈالے کیونکہ احرام عورت اس کے چہرے میں ہے اور مرد کا اس کے سر میں۔(موثق)

۸۔ میں نے پوچھا احرام میں عورت ریشمی کپڑے پہن سکتی ہے فرمایا نہیں ہاں بغیر احرام پہن سکتی ہے(موثق)

۹۔ امام محمد باقر علیہ السلام ایک محرمہ عورت کی طرف سے گزرے تو پنکھے سے منہ چھپائے ہوئے تھی آپؑ نے اس کے چہرے سے پنکھا ہٹا دیا۔(حسن)

۱۰۔ میں نے پوچھا محرمہ عورت رنگین کپڑے پہن لے۔ فرمایا کیا مضائقہ ہے مگر مقدم مشہور اور قلادہ مشہورہ (حسن)

۱۱۔ میں نے اس محرمہ کے متعلق پوچھا جو پاجامہ پہنے ہو فرمایا ٹھیک ہے جبکہ اس کا مقصد ستر ہو (مرسل)

﴿باب ۵﴾

☆(المحرم يضطر الى مالايجوز له لبسه)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عليّ ابن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل هلكت نعلاه ولم يقدر على نعلين ، قال : له أن يلبس الخفّين إذا اضطرّ إلى ذلك و ليشقّه من ظهر القدم و إن لبس الطيلسان فلا يزرّه عليه .فإن اضطرّ إلى قباء من برد ولايجد ثوباً غيره فليلبسه مقلوباً ولا يدخل يديه في يدي القباء .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن رفاعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن المحرم يلبس الخفّين و الجوربين ، قال : إذا اضطرّ إليهما .

٣ـ سهل ، عن جعفر بن محمّد الأشعريّ ، عن عبدالله بن ميمون القدّاح ، عن جعفر عليه السلام أنّ عليّاً عليه السلام كان لايرى بأساً بعقد الثّوب إذا قصر ثمّ يصلّي[فيه]و إن كان محرماً .

٤ ـ سهل ، عن أحمد بن محمّد ، عن مثنّى ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : لا بأس بأن يحرم الرّجل وعليه سلاحه إذا خاف العدوّ .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن مثنّى الحنّاط ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من اضطرّ إلى ثوب وهو محرم و ليس معه إلّا قباء فلينكّسه وليجعل أعلاه أسفله و يلبسه ؛ وفي رواية أخرى يقلّب ظهره بطنه إذا لم يجد غيره .

٦ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد بن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان ، عن عبدالرحمن ، عن حمران ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : المحرم يلبس السّراويل إذا لم يكن معه إزار ويلبس الخفّين إذا لم يكن معه نعل .

باب ۸۵

لباس میں محرم کی اضطراری حالت

۱۔ پوچھا اس شخص کے بارے میں جس کی جوتی ٹوٹ گئی ہو اور نئی جوتی خریدنے کی طاقت نہ رکھتا ہو فرمایا وہ موزے پہن لے جبکہ اس طرف مضطر ہو اور پشت پا کے حصہ کو پھاڑ دے اور اگر طیلسان (لمبی چادر) پہنے ہو تو ازار نہ پہنے اور اگر سردی معلوم ہو اور دوسرا کپڑا نہ ہو، طیلسان کو الٹ کر پہنے لیکن اپنا ہاتھ قبا کی آستینوں میں نہ ڈالے (ض)

۲۔ میں نے پوچھا محرم موزے اور جرابیں پہن لے فرمایا بصورت اضطرار (ض)

۳۔ حضرت علی علیہ السلام کوئی اندیشہ نہ کرتے تھے اس میں کہ جب کپڑا چھوٹا ہوتا تو اسے کمر سے باندھ لیتے اگر محرم ہوتے (ض)

۴۔ فرمایا اگر کسی کو دشمن سے خوف ہو تو وہ حالت احرام میں ہتھیار باندھ سکتا ہے (ض)

۵۔ فرمایا جب کسی محرم کے پاس ایک ہی قبا ہو تو وہ اسے ادھیڑ کر نیچے کا حصہ اوپر کرے اور پہن لے۔ (حسن)

اور ایک روایت میں ہے کہ جب دوسرا لباس ہو تو اس کو الٹا کر کے پہنے یعنی اندر والا حصہ اوپر کرے۔

۶۔ فرمایا محرم لنگی باندھے اگر اس کے پاس ازار نہ ہو اور موزہ پہن لے اگر جوتا نہ ہو۔ (مرسل)

﴿باب ۸۶﴾

☆(مايجب فيه الفداء من لبس الثياب)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ و أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن عليّ بن رئاب ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : من لبس ثوباً لاينبغي له لبسه وهو محرم ففعل ذلك ناسياً أوساهياً أو جاهلاً فلاشيء عليه ومن فعله متعمّداً فعليه دم .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن ضروب من الثّياب مختلفة يلبسها المحرم إذا احتاج ما عليه ؛ قال : لكلّ صنف منها فداء .

باب ۸۶

فدیہ لباس

۱۔ اگر کوئی احرام میں ایسا لباس پہن لے جو اسے نہیں پہننا چاہیئے خواہ بھول کر یا سہو سے یا از روئے جہالت تو اس پر کوئی کفارہ نہیں اور اگر قصداً ایسا کرے تو اس کو قربانی دینا لازم ہوگا ۔ (حسن)

۲۔ میں نے کہا اگر محرم حسب ضرورت مختلف قسم کا لباس پہنے فرمایا ہر قسم کے لیے فدیہ دینا ہوگا (حسن)

﴿باب ۸۷﴾

☆(الرجل يحرم في قميص أو يلبسه بعد مايحرم)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ؛ و غير واحد ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل أحرم و عليه قميص ، قال : ينزعه ولايشقّه و إن كان لبسه بعد ما أحرم شقّه و أخرجه ممّايلي رجليه .

٢ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن خالد بن محمّد الأصمّ قال : دخل رجلٌ المسجد الحرام وهو محرم فدخل في الطواف وعليه قميص و

كساء فأقبل النّاس عليه يشقّون قميصه وكان صلباً فرآه أبوعبدالله عليه السلام وهم يعالجون قميصه يشقّونه ، فقال له : كيف صنعت ؟ فقال : أحرمت هكذا في قميصي وكسائي ، فقال : انزعه من رأسك ليس ينزع هذا من رجليه إنّما جهل ؛ فأتاه غير ذلك فسأله فقال : ما تقول في رجل أحرم في قميصه ؟ قال : ينزعه من رأسه .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : إن لبست ثوباً في إحرامك لا يصلح لك لبسه فلبّ وأعد غسلك وإن لبست قميصاً فشقّه وأخرجه من تحت قدميك .

باب ۸۴

قمیص میں احرام

۱۔ فرمایا اس شخص کے بارے میں جو بحالت احرام قمیص پہنے ہو فرمایا اسے اتار دے اور پھاڑے نہیں اور اگر بعد احرام اسے پہنے تو اسے پھاڑ دے اور پیروں کی طرف سے نکالے۔ (حسن)

۲۔ ایک شخص مسجد حرام میں بحالتِ احرام قمیص پہنے ہوئے آیا اور طواف کرنے لگا لوگوں نے اس کی قمیص اور چادر کو پھاڑنا شروع کیا اور وہ سخت تھی حضرت نے اسے دیکھا اور وہ قمیص کو اتار رہے تھے اور پھاڑ رہے تھے آپ نے اس سے کہا کیوں تو نے پہنی، اس نے کہا یہی قمیص پہننے کو تھی فرمایا اسے اتار اپنے سر کی طرف سے پیروں کی طرف سے نہیں وہ جاہل مسئلہ تھا اسے دوسری دی گئی۔ حضرت سے پوچھا آپ کیا فرماتے ہیں اس کے بارے میں جو احرام میں قمیص پہنے ہو فرمایا وہ اتارے سر کی طرف سے۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا جب تم احرام کا لباس پہنو اور وہ پہننے کے قابل نہ ہو تو تلبیہ کرو اور غسل دوبارہ کرو اور اگر دوسری قمیص نہ ہو تو اسے قدموں کے نیچے سے نکالو۔ (حسن)

﴿ باب ۸۵ ﴾

☆(المحرم يغطي رأسه أو وجهه متعمداً أو ناسياً)☆

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ وسهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن

ابن رئاب ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قلت : المحرم يؤذيه الذباب حين يريد النوم يغطّي وجهه ؟ قال : نعم ، ولا يخمر رأسه ؛ والمرأة عند النوم لا بأس بأن تغطّي وجهها كلّه عند النوم .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن سنان ، عن عبد الملك القمّي قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : المحرم يتوضّأ ثمّ يجلّل وجهه بالمنديل يخمره كلّه ، قال : لا بأس .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألته عن المحرم ينام على وجهه على زاملته قال : لا بأس [به]

٤ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان ، عن عبد الرّحمن قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن المحرم يجد البرد في اُذنيه يغطّيهما ؟ قال : لا .

باب ۸۸

مُحرم کا قصداً یا بھول کر اپنا چہرہ چھپانا

۱۔ میں نے کہا اگر سوتے وقت مُحرم کو مکھیاں اذیت دیں تو کیا وہ اپنا چہرہ ڈھانپ لے ۔ فرمایا ہاں لیکن سر کو نہ ڈھانپے البتہ عورت سوتے وقت اگر کل چہرہ اور سر ڈھانپ لے تو کوئی حرج نہیں ۔ (ع)

۲۔ پوچھا میں نے اگر کوئی مُحرم وضو کر کے اپنے کپڑے کے کنارے سے اپنا چہرہ صاف کرے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں ۔ (ض)

۳۔ میں نے پوچھا اگر کوئی اپنے بار برداری کے اونٹ پر چہرہ رکھ کر سو جائے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔ (حس)

۴۔ میں نے پوچھا اگر کسی مُحرم کے کانوں کو سردی لگے تو وہ ڈھک سکتا ہے فرمایا کچھ حرج نہیں ۔ (م)

﴿باب ۸۹﴾

☆(الظلال للمحرم)☆

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن جعفر بن المثنّى الخطيب ، عن محمّد بن الفضيل ؛ وبشر بن إسماعيل قال : قال لي محمّد [بن إسماعيل] : ألا أسرّك يا ابن مثنّى ؟

قال : قلت : بلى وقمت إليه ، قال : دخل هذا الفاسق آنفاً فجلس قبالة أبي الحسن عليه السلام ثمّ أقبل عليه فقال له : ياأبا الحسن ما تقول في المحرم أيستظلّ على المحمل ؟ فقال له : لا ، قال : فيستظلّ في الخباء ؟ فقال له : نعم ، فأعاد عليه القول شبه المستهزئ يضحك فقال : يا أبا الحسن فما فرق بين هذا وهذا ؟ فقال : يا أبا يوسف إنّ الدّين ليس بقياس كقياسكم أنتم تلعبون بالدّين إنّا صنعنا كما صنع رسول الله صلى الله عليه وآله وقلنا : كما قال رسول الله صلى الله عليه وآله : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يركب راحلته فلا يستظلّ عليها وتؤذيه الشمس فيستر جسده بعضه ببعض وربّما ستر وجهه بيده وإذا نزل استظلّ بالخباء وفيء البيت وفيء الجدار .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن الظلال للمحرم ، فقال : اضح لمن أحرمت له قلت : إنّي محرور وإنّ الحرّ يشتدّ عليّ ؟ قال : أما علمت أنّ الشمس تغرب بذنوب المحرمين .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن عليّ بن الرّيّان ، عن قاسم الصيقل قال : ما رأيت أحداً كان أشدّ تشديداً في الظلّ من أبي جعفر عليه السلام كان يأمر بقلع القبّة والحاجبين إذا أحرم .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : سألته عن المرأة يضرب عليها الظلال وهي محرمة ، قال : نعم قلت : فالرّجل يضرب عليه الظلال وهو محرم ، قال : نعم إذا كانت به شقيقة ويتصدّق بمدّ لكلّ يوم .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع قال : كتبت إلى الرّضا عليه السلام : هل يجوز للمحرم أن يمشي تحت ظلّ المحمل ؟ فكتب : نعم ، قال : وسأله رجل عن الظلال للمحرم من أذى مطر أو شمس وأنا أسمع فأمره أن يفدي شاة ويذبحها بمنى .

٦ ـ أحمد ، عن عليّ بن أحمد بن أشيم ، عن موسى بن عمر ، عن محمّد بن منصور ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن الظلال للمحرم ، قال : لا يظلّل إلّا من علّة مرض .

٧ ـ أحمد ، عن عثمان بن عيسى الكلابي قال : قلت لأبي الحسن الأوَّل عليه السلام : إنَّ عليَّ بن شهاب يشكو رأسه والبرد شديد ويريد أن يحرم ؟ فقال : إن كان كما زعم فليظلّل وأمّا أنت فاضح لمن أحرمت له .

٨ ـ أحمد بن محمد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن إسماعيل بن عبد الخالق قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام هل يستتر المحرم من الشمس ؟ فقال : لا ، إلّا أن يكون شيخاً كبيراً ـ أو قال ذاعلة ـ .

٩ ـ أحمد بن محمد ، عن إبراهيم بن أبي محمود قال : قلت للرِّضا عليه السلام : المحرم يظلّل على محمله ويفتدي إذا كانت الشمس و المطر يضرّان به ؟ قال : نعم ، قلت : كم الفداء ؟ قال : شاة .

١٠ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن الكاهليِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا بأس بالقبّة على النساء والصبيان وهم محرمون .

١١ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن يحيى الحلبيِّ ، عن المعلّى بن خنيس ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا يستتر المحرم من الشمس بثوب ولا بأس أن يستتر بعضه ببعض .

١٢ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن بكر بن صالح قال : كتبت إلى أبي جعفر عليه السلام : أنَّ عمّتي معي وهي زميلتي والحرُّ تشتدُّ عليها إذا أحرمت فترى لي أن اُظلّل عليَّ وعليها فكتب عليه السلام : ظلّل عليها وحدها .

١٣ ـ الحسين بن محمد ، عن معلّى بن محمد ، عن الحسن بن عليٍّ ، عن أبان ، عن زرارة قال : سألته عن المحرم أيتغطّى ؟ قال : أمّا من الحرِّ والبرد فلا .

١٤ ـ محمد بن يحيى ، عمّن ذكره ، عن أبي عليِّ بن راشد قال : سألته عن محرم ظلّل في عمرته ، قال : يجب عليه دم ، قال : وإن خرج إلى مكّة وظلّل وجب عليه أيضاً دم لعمرته ودم لحجّته .

١٥ ـ عليُّ بن محمد ، عن سهل بن زياد ، عن ابن أبي نجران ، عن محمد بن الفضيل قال : كنّا في دهليز يحيى بن خالد بمكّة و كان هناك أبو الحسن موسى عليه السلام و

أبو يوسف فقام إليه أبو يوسف و تربّع بين يديه فقال : ياأبا الحسن جعلت فداك المحرم يظلّل ؟ قال : لا ، قال : فيستظلّ بالجدار و المحمل و يدخل البيت و الخباء ؟ قال : نعم قال : فضحك أبو يوسف شبه المستهزىء فقال له أبو الحسن عليه السلام : ياأبا يوسف إنّ الدّين ليس بالقياس كقياسك و قياس أصحابك إنّ الله عزّ وجلّ أمر في كتابه بالطلاق وأكّد فيه بشاهدين ولم يرض بهما إلّا عدلين و أمر في كتابه بالتزويج و أهمله بلا شهود فأتيتم بشاهدين فيما أبطل الله وأبطلتم شاهدين فيما أكّدالله عزّ وجلّ وأجزتم طلاق المجنون و السكران ، حجّ رسول الله صلى الله عليه وآله فأحرم و لم يظلّل و دخل البيت و الخباء واستظلّ بالمحمل والجدار فعلنا كما فعل رسول الله صلى الله عليه وآله ، فسكت .

باب ۸۹

محرم کے لئے سایہ

۱۔ مجھ سے محمد بن اسمٰعیل نے کہا اے ابن مثنیٰ کیا میں تجھے خوش کروں میں نے کہا ہاں بس یہ فاسق مجھے ساتھ لئے امام علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور سامنے بیٹھ کر کہنے لگا۔ اے ابوالحسنؑ بتائیے کیا محرم محمل میں اپنے سر پر سایہ کر سکتا ہے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا اور خیمہ میں فرمایا کر سکتا ہے اس نے پھر یہی سوال کیا اور مسخرہ پن کے ساتھ کہنے لگا اے ابوالحسن پھر ان دونوں میں فرق کیا ہوا حضرت نے فرمایا اے ابو یوسف دین میں قیاس کو دخل نہیں تم دین کے ساتھ کھیلتے ہو اور ہم وہ کرتے ہیں جو رسول اللہ نے کیا حضرت سواری میں تھے جو سایہ کرنے والی چیز ہوتی اس کے سایہ میں نہ بیٹھتے، جب دھوپ سے اذیت ہوتی تو جسم کے ایک عضو سے دوسرے عضو کو چھپاتے مثلاً چہرہ کا ہاتھ رکھ لیتے اور جب سواری سے اترتے تو خیمہ میں یا گھر میں دیوار کے سایہ میں آجاتے۔ (ض)

۲۔ میں نے محرم کے سایہ میں جانے کے متعلق پوچھا فرمایا ذرا واضح بیان کرو، میں نے کہا میں گرم مزاج ہوں گرمی میرے اوپر زیادہ اثر کرتی ہے فرمایا تمھیں معلوم نہیں کہ دھوپ محرمین کے گناہ دور کر دیتی ہے۔ (حسن)

۳۔ میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے زیادہ کسی کو گرمی برداشت کرنے والا نہیں پایا احرام کی حالت میں حکم دیتے تھے قبہ اور پردوں کے برطرف کر دینے کا۔ (مجہول)

۴۔ میں نے پوچھا کیا عورت احرام میں زیر سایہ رہ سکتی ہے فرمایا ہاں، میں نے کہا اور مرد فرمایا اگر اسے درد

شقیقہ لاحق ہو اس صورت میں ہر روز کے لئے ایک مُد تصدق کرے۔ (ض)

۵۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا، آیا مُحرِم کے لئے جائز ہے کہ وہ محمل کے سایہ کے نیچے چلے آپ نے لکھا ہاں، ایک شخص نے پوچھا اگر مُحرِم کو بارش یا دھوپ اذیت دے۔ حضرت نے فرمایا ایک بکری بطور کفارہ منیٰ میں ذبح کرے (م)

۶۔ فرمایا مرض کی حالت میں سایہ میں آسکتا ہے (مجہول)

۷۔ میں نے کہا علی شہاب درد میں مبتلا ہے اور سخت سردی ہے اور احرام کا ارادہ رکھتا ہے فرمایا اگر یہ صورت ہے تو وہ سایہ میں چلا جائے۔ (موثق)

۸۔ میں نے پوچھا کیا مُحرِم سورج سے بچکر سایہ میں آجائے فرمایا نہیں، ہاں اگر زیادہ بوڑھا ہو یا بیمار ہو تو سایہ میں رہ سکتا ہے۔ (م)

۹۔ میں نے کہا کیا مُحرِم محمل کے سایہ میں رہ سکتا ہے اور فدیہ دے جبکہ دھوپ یا بارش اس کے لئے مضر ہو فرمایا ٹھیک ہے میں نے کہا فدیہ کیا ہے فرمایا ایک بکری (م)

۱۰۔ بحالت احرام عورتیں اور بچے تحت قبہ رہ سکتے ہیں۔ (حسن)

۱۱۔ فرمایا مُحرِم دھوپ سے بچنے کے لئے کپڑے سے سایہ نہ کرے اور کوئی حرج نہیں اگر بعض اعضاء کا بعض اعضاء سے سایہ کرے۔ (موثق)

۱۲۔ میں نے لکھا میری پھوپی بحالت احرام گرمی کی شدت سے سایہ چاہتی ہے آیا میں اپنے اور اس کے اوپر سایہ کروں فرمایا صرف اس کے ہی اوپر۔ (ض)

۱۳۔ میں نے پوچھا کیا مُحرِم اپنے کو ڈھانپ لے فرمایا گرمی اور سردی کی وجہ سے نہیں۔ (ض)

۱۴۔ میں نے کہا ایک مُحرِم عمرہ کے احرام میں سایہ میں آگیا فرمایا اسے قربانی کرنا ہوگی میں نے کہا اگر وہ مکہ سے نکل کر سایہ میں آئے۔ فرمایا ایک قربانی عمرہ کی اور ایک حج کی کرنا ہوگی۔ (مرسل)

۱۵۔ ہم یحییٰ بن خالد کے یہاں مکہ میں تھے اور وہاں امام موسیٰ کاظمؑ اور ابو یوسف تھے۔ ابو یوسف پالتی مار کر حضرت کے سامنے بیٹھا اور کہنے لگا اے ابوالحسن کیا مُحرِم سایہ میں بیٹھ جائے۔ فرمایا نہیں، اس نے کہا دیوار محمل کے سایہ میں اگر آجائے اور گھر اور خیمہ میں چلا جائے اس کے لئے جائز ہے فرمایا ہاں، اس نے از راہ تمسخر ہنس کر کہا یہ کیا بات ہوئی۔ فرمایا اے ابو یوسف دین کی بنیاد تمہارے اور تمہارے اصحاب کے قیاس پر نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے طلاق میں بتاکید دو گواہ عادل سننے والے ہوں اور تزویج میں گواہوں کی ضرورت نہیں رکھی پس تم دو گواہ لیتے ہو اس میں جس میں خدا نے گواہی کو باطل قرار دیا ہے اور نہیں ضرورت سمجھتے اس میں جہاں خدا نے تاکید کی ہے اور تم نے مجنون اور نشہ میں بے ہوش کی طلاق کو جائز قرار دیا ہے حالانکہ ایسا نہیں رسول اللہ نے احرام

حج باندھا تو سایہ میں نہیں گئے لیکن جب گھر میں داخل ہوئے یا خیمہ میں گئے اور محمل اور دیوار کے سایہ میں رہے پس ہم وہ کرتے ہیں جو رسول اللہ نے کیا یہ سن کر وہ چپ ہو گیا۔(ض)

﴿ باب ۹۰ ﴾

✡(ان المحرم لایرتمس فی الماء)✡

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا يرتمس المحرم في الماء .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان ، عن يعقوب بن شعيب ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا يرتمس المحرم في الماء ولا الصائم .

باب ۹۰

مُحرم پانی میں غوطہ نہ لگائے

۱۔ فرمایا مُحرِم پانی میں غوطہ نہ لگائے۔(مرسل)۔

۲۔ فرمایا حضرت نے مُحرِم اور روزہ دار پانی میں غوطہ نہ لگائے۔(ص)

﴿ باب ۹۱ ﴾

✡(الطيب للمحرم)✡

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن صفوان ؛ وابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا تمسّ شيئاً من الطيب ولا من الدُّهن في إحرامك واتّق الطيب في طعامك وأمسك على أنفك من الرَّائحة الطيّبة ولا تمسك عنه من الرِّيح المنتنة فإنّه لا ينبغي للمحرم أن يتلذَّذ بريح طيّبة .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله

عليه السلام قال: لايمسّ المحرم شيئاً من الطيب ولاالرّيحان ولا يتلذّذ به ولا بريح طيّبة فمن ابتلي بشيء من ذلك فليتصدّق بقدر ماصنع قدرسعته.

٣ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن عليّ، عن أبان بن عثمان، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: من أكل زعفراناً متعمّداً أوطعاماً فيه طيب فعليه دم، فإن كان ناسياً فلاشيء عليه ويستغفر الله عزّ وجلّ.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: المحرم يمسك على أنفه من الرّيح الطيّبة ولايمسك على أنفه من الرّيح المنتنة.

٥ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن إسماعيل قال: رأيت أباالحسن عليه السلام كشف بين يديه طيب لينظر إليه وهو محرم فأمسك على أنفه بثوبه من ريحه.

٦ ـ عليّ، عن أبيه، عن ابن أبي عمير؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن ابن أبي عمير، عن هشام بن الحكم مثله وقال: لابأس بالرّيح الطيّبة فيما بين الصّفا والمروة من ريح العطّارين ولايمسك على أنفه.

٧ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن عليّ، عن أبان بن عثمان، عن الحسن بن زياد، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قلت له: الاُشنان فيه الطيب اغسل به يديّ وأنا محرم؟ قال: إذا أردتم الإحرام فانظروا مزاودكم فاعزلوا الّذي لاتحتاجون إليه، وقال: تصدّق بشيء كفارة للاُشنان الّذي غسلت به يدك.

٨ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن بعض أصحابنا، عن أبي عبدالله عليه السلام في المحرم يصيب ثوبه الطيب قال: لابأس بأن يغسله بيد نفسه.

٩ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمّد، عن عبدالكريم، عن الحسن بن هارون قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنّي أكلت خبيصاً حتّى شبعت وأنا محرم، فقال: إذا فرغت من مناسكك وأردت الخروج من مكّة فابتع بدرهم تمراً فتصدّق به فيكون كفّارة لذلك ولما دخل في إحرامك ممّا لاتعلم.

١٠ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن إسماعيل، عن حنان بن سدير،

عن أبيه قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : ماتقول في الملح فيه زعفران للمحرم ؟ قال : لاينبغي للمحرم أن يأكل شيئاً فيه زعفران ولا شيئاً من الطيب .

١١ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن يحيى بن عمران الحلبيّ ، عن المعلّى أبي عثمان ، عن معلّى بن خنيس ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : كره أن ينام المحرم على فراش أصفر أو على مرفقة صفراء

١٢ - أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لاتمسّ ريحاناً وأنت محرم ولا شيئاً فيه زعفران ولاتطعم طعاماً فيه زعفران .

١٣ - صفوان ، عن أبي المغرا قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المحرم يغسل يده بالاُشنان ، قال : كان أبي يغسل يده بالحُرض الأبيض .

١٤ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن معاوية بن عمّار قال: لا بأس بأن تشمّ الإذخر والقيصوم والخزامى والشيح وأشباهه وأنت محرم .

١٥ - محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن عبدالله بن هلال ، عن عبدالله ابن جبلة ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المحرم يمسّ الطيب و هو نائم لايعلم ؛ قال : يغسله وليس عليه شيء ؛ و عن المحرم يدّهنه الحلال بالدّهن الطيب والمحرم لايعلم ماعليه ؟ قال يغسله أيضاً وليحذر .

١٦ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن العبّاس بن معروف ، عن عليّ بن مهزيار قال : سألت ابن أبي عمير ، عن التفاح والاُترج والنبق وماطاب ريحه ، قال : تمسك عن شمّه و تأكله .

١٧ - محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار بن موسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المحرم يأكل الاُترج ؟ قال : نعم ، قلت : له رائحة طيّبة ، قال : الاُترج طعام ليس هو من الطيب .

۱۸ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الحنّاء فقال : إنَّ المحرم ليمسّه ويداوي به بعيره وما هو بطيب ومابه بأس .

۱۹ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن الحسن بن عليّ الكوفيّ ، عن العبّاس بن عامر عن حمّاد بن عثمان قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي جعلت ثوبي إحرامي مع أثواب قد جمّرت فأجد من ريحها ، قال : فانشرها في الرّيح حتّى يذهب ريحها .

باب ۹۱

مُحرم اور خوشبو

۱۔ فرمایا مُحرِم خوشبو استعمال نہ کرے اور نہ تیل اور خوشبودار کھانے سے پرہیز کرو اور خوشبو بھی مت سونگھو اور نہ بدبودار چیز سونگھو، مُحرِم کے لئے زیبا نہیں کہ وہ خوشبو سے لذت حاصل کرے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا حضرت نے مُحرِم کسی طرح کی خوشبو کو مس نہ کرے اور نہ ریحان سے لذت حاصل کرے اور نہ کسی خوشبو سے اگر مجبور ہو کسی شے کے سونگھنے پر تو تصدق کرے بہ قدر اپنی حیثیت کے۔ (مرسل)

۳۔ فرمایا جو قصداً زعفران کھائے یا ایسی چیز جس میں خوشبو ہو تو اس کو قربانی دینا ہوگی اور اگر بھول کر کھایا ہے تو اس پر کچھ نہیں اللہ سے معافی مانگے۔ (ض)

۴۔ فرمایا مُحرِم ناک سے نہ کوئی خوشبو سونگھے نہ بدبو (حسن)

۵۔ فرمایا اگر مُحرِم کو کوئی خوشبو کھولنا پڑے تو ناک کو کپڑے سے بند کر لے۔ (ص)

۶۔ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر صفا و مروہ کے درمیان عطاروں کی دکانوں سے خوشبو کی لپٹ آئے البتہ اپنی ناک سے سونگھے نہیں۔ (حسن)

۷۔ میں نے کہا اگر اشنان گھاس سے جس میں خوشبو ہو میں بحالت احرام اپنے ہاتھ دھوؤں۔ فرمایا جب تم احرام کا ارادہ کرو تو اپنے زادِ راہ پر نظر ڈالو جس کی ضرورت نہ ہو اسے علیحدہ کر لو اور اگر اشنان سے ہاتھ دھوئے ہیں تو بطور کفارہ اس میں سے دو۔ (ض)

۸۔ فرمایا اگر کسی محرم کے کپڑوں کو خوشبو لگ جائے تو اسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ سے دھو ڈالے۔ (حسن)

۹۔ میں نے کہا میں نے شکم سیر خبص (وہ کھانا جس میں زعفران ہو) کھایا ہے بحالت احرام، فرمایا جب مناسک حج سے فارغ ہو تو ایک درہم کی کھجوریں خرید کر تصدق کر دو یہی کفارہ ہے جسے تم نہیں جانتے تھے۔ (م)

۱۰۔ پوچھا کیا محرم جس نمک میں زعفران ملا ہو کھائے فرمایا محرم کو نہیں چاہیئے کہ وہ زعفران ملی ہوئی کوئی شے کھائے (حسن)

۱۱۔ فرمایا مکروہ ہے محرم کے لیے زرد فرش یا تکیہ پر سونا۔ (مختلف فیہ)

۱۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے بحالت احرام خوشبو کو مس نہ کرو اور نہ اس کھانے کو کھاؤ جس میں زعفران ہو (م)

۱۳۔ فرمایا محرم اشنان سے ہاتھ نہ دھوئے میرے والد اشنان ابیض سے ہاتھ دھوتے تھے (یہ ایک قسم کی سفید گھاس ہے جس سے ہاتھ دھوتے ہیں) (م)

۱۴۔ اگر مذکورہ خوشبوؤں کو سونگھے تو کوئی حرج نہیں۔ (م)

۱۵۔ میں نے پوچھا محرم بہ حالت خواب لاعلمی میں خوشبو سونگھ لے۔ فرمایا اس کپڑے کو دھو ڈالے اس پر کوئی الزام نہیں، میں نے کہا اگر پاک خوشبودار تیل لگائے اور اسے معلوم نہ ہو کہ وہ کیا خوشبو ہے فرمایا اسے بھی دھوئے اور پرہیز کرے۔ (مجہول)

۱۶۔ میں نے پوچھا سیب، لیمو، بیر اور ہر اس چیز کے متعلق جس کی خوشبو اچھی ہو فرمایا کھاؤ سونگھو مت (م)

۱۷۔ میں نے کہا اگر محرم نارنگی کھائے اس کی خوشبو اچھی ہوتی ہے فرمایا اس کا شمار غذا میں ہے خوشبو میں نہیں (موثق)

۱۸۔ میں نے مہندی کے متعلق پوچھا فرمایا محرم اسے اونٹ کے بدن پر ملے وہ خوشبو نہیں اور نہ اس سے کوئی خوف ہے۔ (م)

۱۹۔ میں نے کہا۔ میں نے احرام کے کپڑے کو دھونی دی اور اس کی خوشبو لی فرمایا اس کپڑے کو ہوا میں ہلاؤ تاکہ اس کی خوشبو زائل ہو جائے۔ (م)

﴿باب ۹۲﴾

☆(مایکره من الزينة للمحرم)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لاتنظر في المرآة وأنت محرم لأنّه من الزّينة ولا تكتحل المرأة المحرمة بالسواد إنّ السواد زينة .

٢ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبو عبدالله

عليه السلام : لاينظر المحرم في المرآة لزينة فإن نظر فليلب .

٣ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الكحل للمحرم قال : أمّا بالسواد فلا ولكن بالصبر و الحضض .

٤ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليٍّ ، عن أبان ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا اشتكى المحرم عينيه فليكتحل بكحل ليس فيه مسك ولاطيب .

٥ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المحرم لايكتحل إلّا من وجع وقال : لابأس بأن تكتحل وأنت محرم بما لم يكن فيه طيب يوجد ريحه فأمّا للزّينة فلا .

باب ۹۲

کون سی زینت مکروہ ہے

۱۔ فرمایا مُحرِم مرد عورت کی طرف نظر نہ کرے کہ وہ زینت ہے اور مُحرِمہ عورت سیاہ سرمہ نہ لگائے کہ وہ زینت ہے (حسن)

۲۔ مرد مُحرِم عورت کی طرف زینت کی نظر سے نہ دیکھے اور اگر نظر پڑ جائے تو تلبیہ کرے۔ (حسن)

۳۔ میں نے پوچھا کیا مُحرِم سرمہ لگائے سیاہ سرمہ فرمایا نہیں چاہے وہ ایلوے اور رنگ سے بنایا گیا ہو (حسن)

۴۔ فرمایا جب مُحرِم کی آنکھ میں تکلیف ہو تو وہ ایسا سرمہ لگائے جس میں مشک اور خوشبو نہ ہو۔ (ض)

۵۔ فرمایا مُحرِم سرمہ نہ لگائے مگر جب آنکھ میں درد ہو اور فرمایا اگر سرمہ میں خوشبو نہ ہو تو لگائے ہاں زینت کے لئے نہیں۔ (حسن)

باب ۹۳

(العلاج للمحرم إذا مرض أو أصابه جرح او خراج أو علة)

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي الصباح الكنانيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا اشتكى المحرم فليتداو بما

يأكل وهو محرم .

٢ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : مرَّ رسول الله صلى الله عليه وآله على كعب بن عجرة والقمّل يتناثر من رأسه وهو محرم فقال له : أتؤذيك هوامّك ؟ فقال : نعم فأنزلت هذه الآية « فمن كان منكم مريضاً أو به أذى من رأسه ففدية من صيام أو صدقة أو نسك » فأمره رسول الله صلى الله عليه وآله أن يحلق وجعل الصيام ثلاثة أيّام والصدقة على ستّة مساكين لكلّ مسكين مدَّين والنسك شاة ؛ قال أبوعبدالله عليه السلام : وكلُّ شيء من القرآن « أو » فصاحبه بالخيار يختار ماشاء وكلُّ شيء من القرآن « فمن لم يجد كذا فعليه كذا » فالأولى الخيار .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن عبدالله بن يحيى الكاهليِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سأله رجلٌ ضرير البصر وأنا حاضر فقال : أكتحل إذا أحرمت ؟ قال : لا ولِمَ تكتحل ؟ قال : إنّي ضرير البصر فإذا أنا اكتحلت نفعني وإذا لم أكتحل ضرَّني ، قال : فاكتحل ، قال : فإنّي أجعل مع الكحل غيره ؟ قال : ماهو ؟ قال : آخذ خرقتين فاُربّعهما فأجعل على كلِّ عين خرقة وأعصبهما بعصابة إلى قفاي فإذا فعلت ذلك نفعني وإذا تركته ضرَّني قال : فاصنعه .

٤ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليٍّ ، عن أبان ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن رجل تشقّقت يداه ورجلاه وهو محرم أيتداوى ؟ قال : نعم ، بالسّمن والزَّيت وقال : إذا اشتكى المحرم فليتداو بما يحلُّ له أن يأكله وهو محرم .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المحرم يعصر الدُّمل ويربط على القرحة ، قال : لا بأس .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن خرج بالرَّجل منكم الخراج أو الدُّمل فليربطه وليتداو بزيت أو سمن .

٧ ـ أحمد ، عن عليِّ بن النعمان ، عن سعيد الأعرج قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن المحرم يكون به شجّة أيداويها أو يعصبها بخرقة ؟ قال : نعم وكذلك القرحة

تكون في الجسد .

٨ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن عمران الحلبيِّ قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام عن المحرم يكون به الجرح فيتداوي بدواء فيه زعفران ، قال : إن كان الغالب على الدَّواء فلا وإن كانت الأدوية الغالبة عليه فلا بأس .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن ناجية ، عن محمّد بن عليٍّ ، عن مروان بن مسلم ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المحرم يصيب اُذنه الرِّيح فيخاف أن يمرض هل يصلح له أن يسدَّ اُذنيه بالقطن ؟ قال : نعم لا بأس بذلك إذا خاف ذلك و إلّا فلا .

١٠ ـ أبو عليٍّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن معاوية بن وهب ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : لا بأس بأن يعصب المحرم رأسه من الصداع .

باب ۹۳

علاج مُحرم

۱۔ اگر مُحرِم کو کوئی بیماری لاحق ہو تو اس کا علاج کھانے سے کیا جائے (مجہول)

۲۔ فرمایا رسول اللہ گزرے کعب بن عجرہ کی طرف سے درآنحالیکہ ان کے سر سے بحالتِ احرام جوئیں گر رہی تھیں فرمایا یہ کیڑے تم کو اذیت دے رہے ہیں انھوں نے کہا ہاں پس یہ آیت نازل ہوئی "تم میں سے جو مریض ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو اس کا فدیہ تین روزے ہیں یا صدقہ یا عبادت" حضرت نے اسے حکم دیا سر منڈوانے کا اور روزہ رکھنے کا۔ میں نے کہا دنوں کے روزے اور صدقہ چھ مسکینوں کو، ہر مسکین کو دو مُد اور نسک یعنی بکری کی قربانی ابوعبداللہ نے فرمایا ہر شے قرآن میں ہے اور صاحب حج کو اختیار ہے کہ جونسی صورت چاہے اختیار کرے اور ہر شے قرآن میں ہے جو ایسا نہ کر سکے وہ ایسا کرے اختیار اولیٰ ہے۔ (مرسل)۔

۳۔ ایک کمزور بینائی والے نے کہا کیا بحالت احرام میں سرمہ لگا لوں، فرمایا نہیں تو سرمہ کیوں لگاتا ہے اس نے کہا نظر کی کمزوری کی وجہ سے، جب میں سرمہ لگاتا ہوں تو فائدہ دیتا ہے نہیں لگاتا تو نقصان پہنچتا ہے فرمایا تو لگا لو اس نے کہا میں سرمہ کے ساتھ کچھ اور بھی چاہتا ہوں فرمایا وہ کیا اس نے کہا کپڑے کی دو گدیاں چاہتا ہوں تاکہ ان کی

چار تھیں کرکے اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ لوں اور باندھ لوں ورنہ مجھے تکلیف ہوگی فرمایا ایسا کر لو۔ (حسن)

۴۔ ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا جس کے ہاتھ پاؤں پھٹ رہے ہوں اور وہ احرام میں ہو آیا وہ علاج کرے فرمایا ہاں گھی اور تیل سے اور فرمایا جب محرم کو کوئی شکایت ہو تو غذا سے جو حلال ہو اس کا علاج کرے۔ (ض)

۵۔ اگر کسی محرم کے دمل بہتا ہو اور زخم پر پٹی بندھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (حسن)

۶۔ اگر کسی کے زخم یا دمل سے مواد خارج ہو اور وہ پٹی باندھے تو تیل کا استعمال کر سکتا ہے۔ (م)

۷۔ مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔ (م)

۸۔ اگر زخم ہوا اور دوا میں زعفران ہو تو اگر دواؤں پر زعفران غالب ہو تو استعمال نہ کریں اور اگر نہ ہو تو کر لیں۔ (حسن)

۹۔ اگر کسی محرم کے کانوں کو ہوا تکلیف دیتی ہو اور کانوں میں روئی رکھ لے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

﴿باب﴾

☆(المحرم يحتجم او يقص ظفراً أو شعراً او شيئاً منه)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المحرم يحتجم ؟ قال : لا إلّا أن لا يجد بدّاً فليحتجم ولا يحلق مكان المحاجم .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن مثنّى بن عبد السّلام ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : لا يحتجم المحرم إلّا أن يخاف على نفسه أن لا يستطيع الصلاة .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المحرم تطول أظفاره أو ينكسر بعضها فيؤذيه ذلك قال : لا يقصّ منها شيئاً إن استطاع فإن كانت تؤذيه فليقصّها و ليطعم مكان كلّ ظفر قبضة من طعام .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عمّن أخبره ، عن أبي جعفر عليه السلام في محرم قلّم ظفراً قال : يتصدّق بكفّ من طعام ، قال : ظفرين ؟ قال :

كفّين ، قلت : ثلاثة ؟ قال : ثلاثة أكفّ ، قلت : أربعة ؟ قال : أربعة أكفّ ، قلت : خمسة قال : عليه دم يهريقه فإن قصّ عشرة أو أكثر من ذلك فليس عليه إلّا دم يهريقه .

٥ ـ حميد بن زياد ، عن حسن بن محمّد بن سماعة ، عن عليّ بن الحسن بن رباط ، عن هاشم بن المثنّى ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا قلّم المحرم أظفار يديه و رجليه في مكان واحد فعليه دم واحد وإن كانتا متفرّقتين فعليه دمان .

٦ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق ابن عمّار قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن رجل نسي أن يقلّم أظفاره عند إحرامه قال : يدعها ، قلت : فإنّ رجلاً من أصحابنا أفتاه بأن يقلّم أظفاره و يعيد إحرامه ففعل ، قال : عليه دم يهريقه .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا يأخذ المحرم من شعر الحلال .

٨ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ وسهل بن زياد جميعاً ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : من حلق رأسه أو نتف إبطه ناسياً أو ساهياً أو جاهلاً فلا شيء عليه ومن فعله متعمّداً فعليه دم .

٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن نتف المحرم من شعر لحيته وغيرها شيئاً فعليه أن يطعم مسكيناً في يده .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن المفضّل بن صالح ، عن ليث المراديّ قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يتناول لحيته وهو محرم فيعبث بها فينتف منها الطّاقات يبقين في يده خطأ أو عمداً قال : لا يضرّه .

١١ ـ أحمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن هشام بن سالم قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : إذا وضع أحدكم يده على رأسه أو لحيته وهو محرم فسقط شيء من الشعر فليتصدّق بكفّين من كعك أو سويق .

باب ۹۴

مُحرم کا حجامت کرانا ناخن کٹوانا اور بال ترشوانا

۱۔ میں نے پوچھا اس مُحرم کے متعلق جو پچھنے لگوائے فرمایا نہیں مگر جب مجبور ہو اور پچھنے لگنے کی جگہ بال نہ مونڈے (حسن)

۲۔ فرمایا مُحرم پچھنے نہ لگوائے جب تک یہ خوف نہ ہو کہ وہ نماز نہ پڑھ سکے گا۔ (حسن)

۳۔ میں نے اس مُحرم کے متعلق پوچھا جس کے ناخن بڑھ گئے ہوں یا کوئی حصہ ناخن کا ٹوٹ گیا ہو اور تکلیف دیتا ہو فرمایا جہاں تک ممکن ہو نہ کاٹے اگر تکلیف زیادہ ہو تو کاٹ دے اور ہر ناخن کے بدلے ایک مٹھی اناج دے۔ (حسن)

۴۔ فرمایا مُحرم اگر ناخن کاٹے تو ہر ایک کے بدلے میں ایک ایک مٹھی اناج تصدق کرے اور اگر چار سے زیادہ کاٹے یعنی پانچ تو ایک قربانی دے اور دس سے زیادہ کاٹے تو بھی ایک قربانی دے (مرسل)

۵۔ اگر مُحرم ایک ہی جگہ ہاتھ پاؤں کے ناخن کاٹے تو اس پر ایک قربانی اور اگر دو جگہ کاٹے تو دو قربانیاں (موثق)

۶۔ میں نے پوچھا ایک شخص وقت احرام ناخن قلم کرانا بھول گیا۔ فرمایا اسے چھوڑ دو، میں نے کہا ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص نے فتویٰ دیا کہ وہ ناخن ترشوالے اور احرام کا اعادہ کرے اس نے ایسا ہی کیا۔ فرمایا اس پر قربانی ہے (موثق)

۷۔ فرمایا مُحرم کو حلال شعر نہ پڑھنے چاہئیں (موثق)

۸۔ فرمایا اگر سر کے بال منڈوائے یا بغل کے بال نوچے نسیان سے یا سہو سے یا جہالت سے تب تو اس پر کچھ نہیں اور اگر عمداً ایسا کرے گا تو ایک قربانی کرنا ہوگی۔ (ص)

۹۔ فرمایا اگر کوئی اپنی داڑھی کے بال بحالت احرام نوچے یا اور جگہ سے تو اس کو چاہیئے کہ وہ ایک مسکین کو کھانا دے جو اس کے پاس ہو۔ (حسن)

۱۰۔ میں نے کہا ایک مُحرم اپنی داڑھی سے کھیلتا ہے اور ایک ایک کر کے بال نوچتا ہے خطاءً یا عمداً فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (م)

۱۱۔ اگر کوئی سر کے بال یا داڑھی ہاتھ میں لے اور اس سے کوئی بال گر جائے تو دو روٹیاں یا ستو صدقہ دے (م)

﴿ باب ۹۵ ﴾

☆(المحرم يلقي الدواب عن نفسه)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن أبان ، عن أبي الجارود قال : سأل رجل أبا جعفر عليه السلام عن رجل قتل قملة وهو محرم قال : بئس ما صنع ، قال : فما فداؤها ؟ قال : لا فداء لها .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : ما تقول في محرم قتل قملة ؟ قال : لا شيء عليه في القمل ولا ينبغي أن يتعمّد قتلها .

٣ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء ، عن أحمد بن عائذ ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : لا يرمي المحرم القملة من ثوبه ولا من جسده متعمّداً فإن فعل شيئاً من ذلك فليطعم مكانها طعاماً ، قلت : كم ؟ قال : كفّاً واحداً .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي نجران ، عن عبدالله بن سنان قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أرأيت إن وجدت عليَّ قراداً أو حلمة أطرحهما ؟ قال : نعم ، وصغار لهما إنّهما رقيا في غير مرقاهما .

باب ۹۵

جوں مارنا

۱۔ اگر بحالت احرام کوئی جوں مار دے تو اس نے برا کیا اس پر فدیہ نہیں ہے۔ (ض)

۲۔ میں نے پوچھا آپ کیا فرماتے ہیں ایک شخص نے جوں مار دی۔ فرمایا اس پر کفارہ تو نہیں لیکن عمداً اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ (مجہول)

۳۔ محرم کو نہیں چاہیے کہ اپنے کپڑے یا جسم سے جوں نکال کر پھینکے اور قصداً ایسا کرے گا تو ایک مٹھی اناج اسے دینا ہوگا (ض)

۴۔ میں نے پوچھا اگر میں اونٹ کے بدن پر چچڑی یا دوسرا چمڑے کا کیڑا دیکھوں تو اسے نوچ کر پھینک دوں۔ فرمایا ہاں لیکن چھوٹے کیڑے چھوڑ دیئے جائیں۔ (ح)

«باب ٩٦»

(ما يجوز للمحرم قتله وما يجب عليه فيه الكفارة)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : كلّ ما خاف المحرم على نفسه من السّباع والحيّات وغيرها فليقتله فإن لم يردك فلا ترده .

٢ ـ عليّ ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ؛ وصفوان ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : إذا أحرمت فاتّق قتل الدّوابّ كلّها إلّا الأفعي والعقرب والفارة فإنّها توهي السّقاء وتحرق على أهل البيت وأمّا العقرب فإنّ نبيّ الله صلى‌الله‌عليه‌وآله مدّ يده إلى الحجر فلسعته عقرب فقال : «لعنك الله لا برّاً تدعين ولا فاجراً» والحيّة إذا أرادتك فاقتلها فإن لم تردك فلا تردها والكلب العقور والسبع إذا أراداك [فاقتلهما] فإن لم يريداك فلا تردهما والأسود الغدر فاقتله على كلّ حال وارم الغراب رمياً والحدأة على ظهر بعيرك .

٣ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : يقتل في الحرم والإحرام الأفعي والأسود الغدر وكلّ حيّة سوء والعقرب والفارة وهي الفويسقة ويرجم الغراب والحدأة رجماً فإن عرض لك لصوص امتنعت منهم .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن يحيى ، عن غياث بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : يقتل المحرم الزنبور والنسر والأسود الغدر والذئب وما خاف أن يعدوا عليه ، وقال : الكلب العقور هو الذئب .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : سألته عن محرم قتل زنبوراً قال : إن كان خطأ فليس عليه شيء ، قلت : لا ، بل متعمّداً ؟ قال : يطعم شيئاً من طعام ، قلت : إنّه أرادني ؟ قال كلّ شيء أرادك فاقتله .

٦ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن مثنّى بن عبدالسلام ، عن زرارة ، عن أحدهما عليهما‌السلام قال : سألته عن المحرم يقتل البقّة والبرغوث إذا أراداه ؟ قال : نعم .

۷ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ وسهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب عن عليّ بن رئاب ، عن مسمع ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اليربوع و القنفذ و الضبّ إذا أماته المحرم فيه جدي و الجدي خير منه و إنّما قلت هذا كي ينكل عن صيد غيرها .

۸ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ القراد ليس من البعير والحلمة من البعير بمنزلة القمّلة من جسدك فلا تلقها والق القراد .

۹ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عليّ بن أبي حمزة عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المحرم يقرّد البعير قال : نعم ولا ينزع الحلمة .

۱۰ ـ أحمد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن عبدالرَّحمن بن العرزميِّ ، عن أبي عبدالله عن أبيه ، عن عليّ عليه السلام قال : يقتل المحرم كلَّ ما خشيه على نفسه .

۱۱ ـ أحمد ، عن ابن فضّال ، عن بعض أصحابنا ، عن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا بأس بقتل البرغوث والقمّلة والبقّة في الحرم .

۱۲ ـ أحمد بن محمّد ، عن أحمد القلانسيِّ ، عن أحمد بن الوليد ، عن أبان ، عن أبي الجارود قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : حككت رأسي وأنا محرم فوقعت قمّلة ، قال : لا بأس ، قلت : أيُّ شيء تجعل عليَّ فيها ؟ قال : و ما أجعل عليك في قمّلة ليس عليك فيها شيء .

باب ۹۹

مُحرِم کے لئے کس کا قتل جائز ہے

۱۔ فرمایا اگر کسی درندے یا سانپ کا خوف ہو تو مُحرِم اسے قتل کردے پس اگر وہ تمہیں ستانے کا ارادہ نہ کرے تو تم بھی اسے قتل کا ارادہ نہ کرو (مرسل)

۲۔ فرمایا بحالت احرام حشرات الارض میں سے کسی کو نہ مارو سوائے سانپ بچھو اور چوہے کے کیونکہ چوہا پانی خراب کرتا ہے اور

گھروں کو کھودتا ہے۔ رہا بچھو تو حضرت رسولؐ خدا نے ایک پتھر اٹھانے کو اپنا ہاتھ بڑھایا تو بچھو نے کاٹ لیا آپؐ نے فرمایا تیرے اوپر خدا کی لعن ہو تجھے نہ نیک دوست رکھے گا نہ اور بد۔ رہا سانپ اگر وہ تمہاری طرف کاٹنے کو بڑھے تو مار ڈالو ورنہ نہیں اور کٹ کھنے کتّے کو مارو اور درندہ جب تمہیں ستانے کو آئے ورنہ مت مارو اور کالے ناگ کو مار ڈالو ہر حالت میں اور کوّے کو تیر مارو جبکہ وہ تمہاری پس پشت بول رہا ہو۔ (حسن)

۳۔ فرمایا حرم میں ہو یا احرام کی حالت میں سانپ کو مار ڈالا جائے اور زہریلے کالے ناگوں کو اور مہلک سانپ کو اور بچھو کو اور چوہے کو کہ وہ تکلیف دہ ہے اور کنکری مارو کوّے کو اور نوچنے والے کوّے کو اور اگر چور تمہارے پیچھے ہوں گے تو ان کے لیے رک جائیں گے۔

۴۔ فرمایا قتل کرو بھڑ، اگدھ اور زہریلے کالے ناگ کو اور بھیڑیے کو اور جس سے حملے کا خطرہ ہو اور کٹ کھنا کتا جو مثل بھیڑیے کے ہو۔ (مجہول)

۵۔ میں نے پوچھا اس محرم کے متعلق جس نے بھڑ مار ڈالی ہو، فرمایا اگر عمداً نہیں ماری تو کوئی حرج نہیں میں نے کہا اگر قصداً ہو فرمایا تو تھوڑا سا کھانا دے دے۔ میں نے کہا اگر وہ میرے کاٹنے کا ارادہ کرے فرمایا تو مار ڈالو۔ (حسن)

۶۔ اگر محرم مچھر یا پسو مار دے تو حرج نہیں۔ (ض)

۷۔ فرمایا ہر لوح سیہی اور گوہ کو اگر محرم مار ڈالے تو ایک بھیڑ دے اور یہ اس لیے کہ وہ ان کے علاوہ کسی اور کا شکار نہ کرے۔ (ض)

۸۔ فرمایا چچڑی اونٹ کے اجزا میں نہیں اور حملہ (ایک قسم کی جوں) اور حلم (چمڑے کا کیڑا) بمنزلہ ابھری جگہ ہے تمہارے جسم میں اسے مت نوچو البتہ چچڑی کو علیحدہ کر دو۔ (ض)

۹۔ چچڑی کو نوچ دے اور حلمہ کو چھوڑ دے (ض)

۱۰۔ ہر چیز کو مار دے جس سے خطرہ ہو (م)

۱۱۔ کوئی مضائقہ نہیں اگر حرم میں پسو، جوں یا مچھر کو مار دے (مرسل)

۱۲۔ اگر سر کھجانے میں جوں گر جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (م)

باب ۹۷

(المحرم يذبح ويحتش لدابته)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المحرم يذبح البقر والإبل والغنم وكلّما لم يصفّ من الطير

وما احلّ للحلال أن يذبحه في الحرم وهو محرم في الحلّ والحرم.

۲ ـ محمد بن يحيى، عن محمد بن الحسين، عن موسى بن سعدان، عن عبدالله بن القاسم، عن عبدالله بن سنان قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: المحرم ينحر بعيره أو يذبح شاته؟ قال: نعم، قلت له: يحتشّ لدابّته وبعيره؟ قال: نعم، ويقطع ماشاء من الشجر حتّى يدخل الحرم فإذا دخل الحرم فلا.

باب ۹۱
مُحرِم کا ذبح کرنا

۱۔ فرمایا محرم ذبح کرے گائے اونٹ اور بکری اور ہر وہ پرندہ جو ہوا میں اڑتا نہیں (جیسے مرغی) اور جن کا ذبح کرنا حلال ہے مقام حل میں ہو یا حرم میں۔ (حسن)

۲۔ میں نے کہا محرم اپنا اونٹ نحر کرے اور اپنی بکری ذبح کرے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اپنے چوپایہ اونٹ کے لیے پتے جھاڑے فرمایا ہاں اور احرام سے پہلے درخت سے جو چاہے کاٹے (ض)

باب ۹۲
(ادب المحرم)

۱ ـ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن عليّ بن الحكم، عن علي بن أبي حمزة، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا حككت رأسك فحكّه حكّاً رفيقاً ولا تحكّن بالأظفار ولكن بأطراف الأصابع.

۲ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد، عن حريز، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا اغتسل المحرم من الجنابة يصبّ على رأسه و يميّز الشعر بأنامله بعضه من بعض.

۳ ـ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن ابن فضّال، عن بعض أصحابنا، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لابأس بأن يدخل المحرم الحمّام ولكن لايتدلّك.

٤ ـ محمد بن يحيى، عن محمد بن الحسين، عن محمد بن إسماعيل، عن حمّاد بن عيسى

عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس للمحرم أن يلبّي من دعاه حتّى يقضي إحرامه ، قلت : كيف يقول ؟ قال : يقول : ياسعد .

٥ ـ محمّد بن يحيى ؛ وأحمد بن إدريس ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار بن موسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المحرم يتخلّل ؟ قال : لابأس .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : المحرم يستاك ؟ قال : نعم ، قلت : فإن أدمى يستاك ؟ قال : نعم هو من السنّة ؛ وروي أيضاً لايستدمي .

٧ ـ حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان ، عن زرارة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام هل يحكّ المحرم رأسه ويغتسل بالماء ؟ قال : يحكّ رأسه مالم يتعمّد قتل دابّة ولابأس بأن يغتسل بالماء ويصبّ على رأسه مالم يكن ملبّداً ، فإن كان ملبّداً فلا يفيض على رأسه الماء إلّا من الاحتلام .

٨ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن حمّاد بن عثمان عن أبي عبدالله عليه السلام قال : يكره الإحتباء للمحرم ويكره في المسجد الحرام .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن حفص بن البختريّ عن أبي حلال الرازيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته ، عن رجلين اقتتلا وهما محرمان قال : سبحان الله بئس ماصنعا ، قلت : قد فعلا فما الّذي يلزمهما ؟ قال : على كلّ واحد منهما دم .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن العمركيّ بن عليّ ، عن عليّ بن جعفر عن أخيه أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن المحرم يصارع هل يصلح له ؟ قال : لايصلح له مخافة أن يصيبه جراح أو يقع بعض شعره .

١١ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن الحسن بن عليّ الكوفيّ ، عن العبّاس بن عامر ، عن عبدالله بن جبلة ، عن عبدالله بن سعيد قال : سأل أبو عبدالرّحمن أبا عبدالله عليه السلام عن المحرم يعالج دَبَر الجمل قال : فقال : يلقي عنه الدوابّ ولايدميه .

۱۲ ۔ محمدبن يحيى ، عن محمدبن أحمد ، عن أحمدبن الحسن ، عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة ، عن عمار بن موسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المحرم يكون به الجرب فيؤذيه ، قال : يحكه فإن سال منه الدم فلا بأس .

باب ۹۸

ادبِ مُحرِم

۱۔ مُحرِم کو چاہیئے کہ سر کو ناخن سے نہ کھجائے بلکہ انگلیوں کے پوروں سے۔
۲۔ مُحرِم جب غسل جنابت کرے تو سر پر پانی ڈلے اور انگلیوں سے بالوں میں پہنچائے۔ (حسن)
۳۔ حمام میں نہانے کا مضائقہ نہیں لیکن دوسرا بدن ملے نہیں۔
۴۔ جب تک احرام پورا نہ ہو جائے تلبیہ نہ کرے۔
۵۔ مُحرِم کے خلال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔
۶۔ پوچھا مُحرِم مسواک کرے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا دوا گا یعنی ہر روز فرمایا ہاں ایک روایت میں ہے کہ روز نہیں
۷۔ میں نے کہا آیا مُحرِم سر کھجائے اور پانی سے دھو ڈلے فرمایا سر کو کھجائے اور جوں وغیرہ مارنے کا ارادہ نہ ہو پانی سے دھونے میں کوئی مضائقہ نہیں اور سر پر پانی ڈالنے میں بھی اگر وہ گندے ہوئے اور چپکے ہوئے نہ ہوں اگر ایسا ہو تو پانی سر پر نہ ڈالے مگر احتلام کی صورت میں۔ (م)
۸۔ مکروہ ہے مُحرِم کے لئے پھل چننا خصوصاً مسجد الحرام میں۔ (حسن)
۹۔ اگر بحالت احرام دو آدمی قتال کریں تو یہ بہت بڑا کام ہے ان میں سے ہر ایک کو ایک قربانی دینی ہوگی۔ (م)
۱۰۔ بحالتِ احرام کشتی نہیں لڑنی چاہیئے تاکہ کہیں زخم نہ لگ جائے یا کوئی بال نہ گر جائے (م)
۱۱۔ ایک مُحرِم اونٹ کی دبر کا علاج کرتا ہے تو وہ کیڑے نکالے خون نہ نکالے (مرسل)
۱۲۔ اگر کسی کے خارش ہو اور وہ کھجائے اور خون نکل آئے تو مضائقہ نہیں (م)

﴿ باب ۹۹ ﴾

☆(المحرم يموت)☆

۱ ۔ عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمدبن محمد بن أبي نصر ، عن ابن

أبي حمزة ، عن أبي الحسن عليه السلام في المحرم يموت ، قال : يغسّل ويكفّن ويغطّى وجهه ولا يحنّط ولا يمسّ شيئاً من الطيب .

۳ ـ محمد ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب ، عن أبي مريم عن أبي عبدالله عليه السلام قال : توفّي عبدالرحمن بن الحسن بن علي بالأبواء وهو محرم ومعه الحسن والحسين وعبدالله بن جعفر وعبدالله وعبيدالله ابنا العبّاس فكفّنوه وخمّروا وجهه ورأسه ولم يحنّطوه ، وقال : هكذا في كتاب علي عليه السلام .

٤ ـ محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن محمد بن عبدالله بن هلال ، عن عبدالله ابن جبلة ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المرأة المحرمة تموت وهي طامث ، قال : لاتمسّ الطيب وإن كنّ معها نسوة حلال .

باب ۹۹

محرم کی موت

۱۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے محرم کی میت کے بارے میں کہ اسے غسل و کفن دیا جائے اور اس کا چہرہ ڈھانپ دیا جائے نہ تو حنوط کیا جائے اور نہ کسی خوشبو کا استعمال ہو۔ (ح)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ عبدالرحمٰن بن الحسن بن علی الابواء میں وفات پائی بحالت احرام ان کے ساتھ تھے امام حسنؑ و امام حسینؑ اور عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ و عبیداللہ پسران عباس، پس انھوں نے ان کو کفنایا اور ان کے چہرے اور سر کو ڈھانپ دیا اور حنوط نہ کیا اور حضرت نے فرمایا کتاب علی میں ایسا ہی ہے۔ (موثق)

۳۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا ایک محرمہ عورت بحالتِ حیض مر جاتی ہے فرمایا خوشبو اس سے مس نہ کرو اگرچہ اس کے ساتھ محل عورتیں ہوں۔ (مجہول)

باب ۱۰۰

(المحصور والمصدود وما عليهما من الكفارة)

۱ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن أبي نصر ، عن داود بن

سرحان ، عن عبدالله بن فرقد ، عن حمران ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله حين صدّ بالحديبية قصّر و أحلّ و نحر ثمّ انصرف منها ولم يجب عليه الحلق حتّى يقضي النّسك فأمّا المحصور فإنّما يكون عليه التقصير .

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن محرم انكسرت ساقه أيّ شيء يكون حاله وأيّ شيء عليه ؟ قال : هو حلال من كلّ شيء ، قلت : من النساء والثياب و الطيب ؟ فقال : نعم من جميع ما يحرم على المحرم ؛ وقال : أما بلغك قول أبي عبدالله عليه السلام : حلّني حيث حبستني لقدرك الّذي قدّرت عليّ ، قلت : أصلحك الله ما تقول في الحجّ ؟ قال : لابدّ أن يحجّ من قابل ، قلت : أخبرني عن المحصور و المصدود هما سواء ؟ فقال : لا ، قلت : فأخبرني عن النبيّ صلى الله عليه وآله حين صدّه المشركون قضى عمرته ؟ قال : لا ولكنّه اعتمر بعد ذلك .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن ابن أبي عمير ؛ وصفوان ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : المحصور غير المصدود المحصور المريض و المصدود الّذي يصدّه المشركون كما ردّوا رسول الله صلى الله عليه وآله و أصحابه ليس من مرض و المصدود تحلّ له النساء والمحصور لا تحلّ له النساء ؛ قال : وسألته عن رجل اُحصر فبعث بالهدي قال : يواعد أصحابه ميعاداً إن كان في الحجّ فمحلّ الهدي يوم النحر فإذا كان يوم النحر فليقصّ من رأسه ولا يجب عليه الحلق حتّى يقضي المناسك وإن كان في عمرة فلينظر مقدار دخول أصحابه مكّة والساعة الّتي يعدهم فيها فإذا كان تلك الساعة قصّر و أحلّ وإن كان مرض في الطريق بعد ما أحرم فأراد الرّجوع رجع إلى أهله و نحر بدنة أو أقام مكانه حتّى يبرأ إذا كان في عمرة و إذا برء فعليه العمرة واجبة و إن كان عليه الحجّ رجع أو أقام ففاته الحجّ فإنّ عليه الحجّ من قابل ؛ فإنّ الحسين بن عليّ صلوات الله عليهما خرج معتمراً فمرض في الطريق فبلغ عليّاً عليه السلام ذلك و هو في المدينة فخرج في طلبه فأدركه بالسقيا و هو مريض بها ، فقال : يا بنيّ ما تشتكي ؟ فقال : أشتكي رأسي

فدعا عليٌّ عليه السلام ببدنة فنحرها وحلق رأسه وردَّه إلى المدينة فلمّا برء من وجعه اعتمر قلت ، أرأيت حين برء من وجعه قبل أن يخرج إلى العمرة حلّت له النساء قال ، ؛ لا تحلّ له النساء حتّى يطوف بالبيت وبالصّفا والمروة ، قلت : فما بال رسول الله صلى الله عليه وآله حين رجع من الحديبية حلّت له النساء ولم يطف بالبيت قال : ليسا سواء كان النبيّ صلى الله عليه وآله مصدوداً والحسين عليه السلام محصوراً .

٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ و سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا اُحصر الرَّجل بعث بهديه فإذا أفاق و وجد من نفسه خفّة فليمض إن ظنَّ أنّه يدرك الناس فإن قدم مكّة قبل أن ينحر الهدي فليقم على إحرامه حتّى يفرغ من جميع المناسك و[ل]ينحر هديه ولاشيء عليه و إن قدم مكّة وقد نحر هديه فإنَّ عليه الحجَّ من قابل أو العمرة قلت : فإن مات وهو محرم قبل أن ينتهي إلى مكّة ؛ قال : يحجُّ عنه إن كانت حجّة الإسلام ويعتمر إنّما هو شيء عليه .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال في المحصور ولم يسق الهدي قال : ينسك ويرجع فإن لم يجد ثمن هدي صام .

٦ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن أبي نصر ، عن مثنّى ، عن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا اُحصر الرَّجل فبعث بهديه فآذاه رأسه قبل أن ينحر هديه فإنّه يذبح شاة في المكان الّذي اُحصر فيه أو يصوم أو يتصدَّق والصوم ثلاثة أيّام و الصدقة على ستّة مساكين نصف صاع لكلِّ مسكين .

٧ ـ سهل ، عن ابن أبي نصر ، عن رفاعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرَّجل يشترط وهو ينوي المتعة فيحصر هل يجزئه أن لا يحجَّ من قابل ؟ قال : يحجُّ من قابل و الحاجُّ مثل ذلك إذا اُحصر ، قلت : رجلٌ ساق الهدي ثمَّ اُحصر ؟ قال : يبعث بهديه ، قلت : هل يستمتع من قابل ؟ فقال : لا ولكن يدخل في مثل ما خرج منه .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الفضل بن يونس ، عن أبي الحسن عليه السلام قال :

سألته عن رجل عرض له سلطان فأخذه ظالماً له يوم عرفة قبل أن يعرّف فبعث به إلى مكة فحبسه فلمّا كان يوم النحر خلّى سبيله كيف يصنع؟ قال: يلحق فيقف بجمع ثمّ ينصرف إلى منى فيرمي و يذبح و يحلق ولا شيء عليه، قلت: فإن خلّى عنه يوم النفر كيف يصنع؟ قال: هذا مصدود عن الحجّ إن كان دخل مكّة متمتّعاً بالعمرة إلى الحجّ فليطف بالبيت اُسبوعاً ثمّ يسعى اُسبوعاً ويحلق رأسه ويذبح شاة فإن كان مفرداً للحجّ فليس عليه ذبح ولا شيء عليه.

٩ ـ حميد بن زياد، عن الحسن بن محمّد بن سماعة، عن أحمد بن الحسن الميثميّ عن أبان، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: المصدود يذبح حيث صدّ ويرجع صاحبه فيأتي النساء، والمحصور يبعث بهديه ويعدهم يوماً فإذا بلغ الهدي أحلّ هذا في مكانه، قلت له: أرأيت إن ردّوا عليه دراهمه ولم يذبحوا عنه و قد أحلّ فأتى النساء؟ قال: فليعد و ليس عليه شيء وليمسك الآن عن النساء إذا بعث.

باب

محصور و مصدود اور اُن کا کفّارہ

(اصطلاح فقہا میں محصر اور مصدود لفظ ہیں محصر کے معنی ہیں مرض کی وجہ سے افعال حج کو تمام نہ کر پانا اور صد کے معنی ہیں دشمن کی وجہ سے رکنا۔)

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ رسول اللہؐ نے حدیبیہ کے موقع پر قصر کیا اور محل ہو گئے اور نحر کرنے کے بعد پلٹ آئے اور جب تک مناسک ادا نہ ہو جائیں سر منڈوانا ہم پر واجب نہیں اور محصور کے اوپر صرف بال کٹانا ہے۔ (ض)

۲۔ میں نے پوچھا ایک محرم کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو وہ کیا کرے اس پر کیا کفارہ ہے فرمایا وہ محل ہے ہر شے سے، میں نے کہا عورتوں، خوشبو اور کپڑے سب کا استعمال کرے فرمایا ہاں جو چیزیں محرم پر حرام ہیں وہ سب حلال ہو جائیں گی! فرمایا کیا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا یا اللہ بحکم قضا و قدر جس طرح مجھے (کچھ چیزوں سے) باز رکھا ہے اسی طرح ان کو حلال کر دے۔ میں نے کہا اللہ آپ کی حفاظت کرے حج کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں فرمایا اسے اگلے سال حج کرنا چاہیئے۔ میں نے کہا آنحضرتؐ نے کیا کیا جب مشرکوں نے آپ کو روکا تھا کیا آپ نے عمرہ ادا کیا فرمایا نہیں بلکہ اس کے بعد عمرہ بجا لائے۔ (م)

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے محصور غیر مصدود ہے اور محصور مریض ہوتا ہے اور مصدود وہ ہے جس کو مشرکین نے حج سے روکا ہو جیسے کہ رسول اللہ کو روکا تھا اس کا تعلق مرض سے نہ تھا اور مصدود پر حلال ہیں عورتیں لیکن محصور پر حلال نہیں، میں نے پوچھا ایک شخص محصور ہے وہ ہدی کے ساتھ بھیجا گیا۔ فرمایا اس کے اصحاب کسی میعاد کا وعدہ کریں اگر وہ شخص حج میں ہے تو ہدی کا وقت یوم نحر ہے تو اس کو اپنے سر کے بال کٹوانے چاہییں، سر منڈانا واجب نہیں ہوتا جب تک مناسک حج پورے نہ ہوں اور اگر عمرہ میں ہے تو اسے دیکھنا چاہیئے اپنے اصحاب کے مکہ میں داخل ہونے کے وقت کو اور اس گھڑی جس میں انھوں نے وہاں پہنچنے کا وعدہ کیا ہے جب وقت آئے تو قصر کرکے محل ہو جاؤ اور اگر راستہ میں کچھ احرام باندھا تھا کہ بیمار ہو گیا تو اسے چاہیئے کہ اپنے اہل کی طرف لوٹ آئے اور قربانی نحر کرے اور اچھے ہونے تک اپنی جگہ پر رہے اگر عمرہ میں ہو تو اچھا ہوتے ہی عمرہ واجبہ بجالائے اور اگر حج کا ارادہ تھا تو لوٹ آئے اور ٹھہرے جب حج فوت ہوا ہے وہ اگلے سال بجالائے۔

حسین بن علی علیہ السلام عمرہ کرنے نکلے راستہ میں بیمار ہو گئے حضرت علیؑ کو خبر ملی جبکہ آپؑ مدینہ میں تھے آپؑ ان کی تلاش میں نکلے مقام سقیا میں جہاں بیمار ہوئے تھے مل گئے، پوچھا اے فرزند کیا شکایت ہے انھوں نے کہا درد سر ہے پس حضرت علیؑ نے قربانی منگائی اور اسے نحر کیا اور امام حسینؑ کا سر منڈوایا اور ان کو مدینہ لے آئے جب اچھے ہو گئے تو عمرہ بجالائے عورتیں ان پر حلال ہوئیں تندرست ہو گئے تھے تو عمرہ کے لیے جانے سے پہلے عورتیں ان کے لیے حلال ہو گئی تھیں فرمایا جب تک طواف بیت اور سعی خانہ کعبہ سے فارغ نہ ہوئے عورتیں ان پر حلال نہ ہوئیں میں نے کہا رسول اللہ کے لیے کیا صورت تھی جب حدیبیہ سے لوٹے۔ فرمایا یہ دونوں صورتیں برابر نہیں، رسول اللہ مصدود تھے اور حسینؑ محصور تھے۔ (حسن)

۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ جب کوئی بیمار ہو جائے تو اپنی ہدی بھیج دے جب افاقہ ہو جائے اور وہ ہلکا پن محسوس کرے تو چلا جائے اگر یہ خیال ہو کہ وہ ساتھیوں کو پالے گا اگر مکہ میں ہدی کے نحر ہونے سے پہلے پہنچ جائے تو اپنے احرام پر قائم رہے یہاں تک کہ تمام مناسک سے فارغ ہو اور پھر اپنی قربانی نحر کرے اس کے سوا اور کچھ اس پر نہیں اور اگر مکہ میں اس وقت پہنچے جبکہ قربانی ہو چکی ہو تو اس پر حج کرنا ہے اگلے سال یا عمرہ کرنا، میں نے کہا کہ اگر وہ حالت احرام مکہ پہنچنے سے پہلے مر جائے۔ فرمایا اگر حج یا عمرہ اس پر ہو تو اس کی طرف سے کرایا جائے۔

۵۔ فرمایا اگر مرض لاحق ہو جائے اور ہدی کو نہیں بھیجا ہے تو مناسک ادا کرکے لوٹ آئے اگر قربانی کے لیے روپیہ پاس نہ ہو تو روزہ رکھ لے۔ (حسن)

۶۔ فرمایا حضرت نے جب کوئی زمانہ حج میں بیمار ہو جائے اور وہ اپنی قربانی بھیج دے تو اگر قربانی کو نحر کرنے سے

پہلے اس کے سر میں تکلیف ہو تو جن ارکان حج میں وہ بیمار ہوا ہے ایک بکری ذبح کرے یا صدقہ دے، روزے تین دن رکھے اور صدقہ چھ مسکینوں کو کھانا دینا ہے ہر مسکین کو ایک صاع (سوا تین سیر) (موثق)

۷۔ فرمایا حضرت نے جب میں نے پوچھا ایک شخص حج تمتع کی نیت کرتا ہے وہ بیمار ہو جاتا ہے تو کافی ہوگا کہ وہ حج نہ کرے مگر اگلے سال۔ فرمایا اگلے سال حج کرے اور ہر حج کرنے والے کے لئے ایسا ہی ہے اگر بیمار ہو جائے۔ میں نے کہا ایک شخص قربانی بھیج دے اور پھر بیمار ہو جائے، فرمایا قربانی بھیج دے۔ میں نے کہا تو کیا حج تمتع اگلے سال کرے۔ (ض)

۸۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جسے بادشاہ جیسے معارضہ ہوا ایک ظالم کو روز عرفہ قبل عرفات میں جانے کے مکہ بھیج دے اور وہاں قید کر دے اور یوم نحر اسے آزاد کرے تو وہ کیا کرے فرمایا وہ حج سے روکا گیا ہے اگر مکہ میں آجائے تو حج تمتع بجالائے، سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کرے، سات بار سعی کرے اور سر منڈوائے اور ایک بکری ذبح کرے اور اگر حج مفرد ہو تو ذبح کی ضرورت نہیں اور اس پر اور کچھ نہیں، فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے مصدود ذبح کرے گا جس طرح وہ روکا گیا ہے اور جب اس کا ساتھی لوٹ آئے گا تو عورتوں کے پاس اسے جانا جائز ہوگا اور محصور جب قربانی بھیج دے اور کسی دن کا وعدہ کرے پس اگر قربانی اپنی جگہ پہنچ گئی تو یہ اپنی جگہ محل ہو جائے گا۔ میں نے کہا اگر لوگ اس کے پیسے واپس کر دیں اور اس کی طرف سے ذبح نہ کریں تو وہ محل ہو جائے گا اور عورتوں کے پاس جا سکے گا فرمایا وہ اعادہ کرے اور اس کے لئے کوئی اور رکاوٹ نہیں سوائے عورتوں کے پاس جانے کے جب وہ کسی کو قربانی کے لئے بھیجے۔ (موثق)

﴿باب ۱۱﴾

☆(المحرم يتزوج او يزوج ويطلّق ويشتري الجواري)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليٍّ ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المحرم لاينكح ولاينكح ولايخطب ولا يشهد النكاح و إن نكح فنكاحه باطلٌ .

٢ ـ أحمد ، عن صفوان بن يحيى ، عن حريز ، عن عبدالرحمن بن أبي عبدالله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ رجلاً من الأنصار تزوَّج وهو محرمٌ فأبطل رسول الله صلى الله عليه وآله نكاحه .

٣ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليٍّ ، عن ابن بكير ، عن إبراهيم بن الحسن ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ المحرم إذا تزوَّج وهو محرم فرِّق بينهما ثمَّ لا يتعاودان أبداً .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن صفوان ، عن معاوية بن عمّار قال : المحرم لايتزوَّج فإن فعل فنكاحه باطل .

٥ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ و سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن سماعة بن مهران ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لاينبغي للرَّجل الحلال أن يزوِّج محرماً وهو يعلم أنّه لايحلُّ له ، قلت : فإن فعل فدخل بها المحرم ؟ قال : إن كانا عالمين فإنَّ على كلِّ واحد منهما بدنة و على المرأة إن كانت محرمة بدنة و إن لم تكن محرمة فلا شيء عليها إلّا أن تكون قد علمت أنَّ الّذي تزوَّجها محرم فإن كانت علمت ثمَّ تزوَّجته فعليها بدنة .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن عاصم بن حميد ، عن أبي بصير قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : المحرم يطلّق ولا يتزوَّج .

٧ ـ أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن حمّاد بن عثمان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المحرم يطلّق ؟ قال : نعم .

٨ ـ أحمد بن محمّد ، عن البرقي ، عن سعد بن سعد ، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال : سألته عن المحرم يشتري الجواري و يبيع ؟ قال : نعم .

باب ۱۰۱

مردِ محرم کا تزویج کرنا اور طلاق دینا

۱۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے احرام والا نہ خود نکاح کرتا ہے نہ اس کا نکاح کیا جاتا ہے نہ وہ خطبہ کرتا ہے اور نہ نکاح کا گواہ بنتا ہے اگر وہ نکاح کرے تو باطل ہو جاتا ہے۔ (مرسل)

۲۔ فرمایا حضرت نے انصار میں سے ایک شخص نے بحالت احرام نکاح کیا تو رسول اللہ نے اسے باطل قرار دیا۔

۳۔ فرمایا اگر بحالت احرام تزویج کرلے تو ان دونوں کے درمیان جدائی کرائی جائے گی اور وہ کبھی نکاح نہ کرسکیں گے۔ (مجہول)

۴۔ مُحرِم نہ تزویج کرے گا نہ اس کی تزویج کی جائے گی اگر کرے تو اس کا نکاح باطل ہے (حسن)

۵۔ فرمایا نہیں لائق ہے مرد کے لئے کہ وہ بحالتِ احرام شادی کرے درآنحالیکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کے لئے حلال نہیں، میں نے کہا اگر کرے اور مُحرِم دخول بھی کرے۔ فرمایا اگر میاں بیوی دونوں کو علم تھا تو ہر ایک پر قربانی کا اونٹ ہے اور عورت پر اگر محرمہ ہو تو اونٹ قربانی کا ہے اور اگر محرمہ نہ ہو تو اس پر کوئی شے نہیں مگر اس صورت میں کہ جانتی ہو کہ جس سے تزویج کی ہے وہ مُحرِم ہے اگر جان کر تزویج کی تو اس صورت میں اس پر قربانی کا اونٹ ہوگا۔ (موثق)

۶۔ فرمایا مُحرِم طلاق دے سکتا ہے نکاح نہیں کر سکتا (موثق)

۷۔ میں نے پوچھا مُحرِم طلاق دے سکتا ہے فرمایا ہاں۔ (م)

۸۔ میں نے پوچھا مُحرِم کنیزیں خرید فروخت کر سکتا ہے فرمایا ہاں (م)

﴿باب ۱۰۲﴾

☆(المحرم يواقع امرأته قبل ان يقضي مناسكه اومحل يقع على محرمة)☆

١ - عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة قال : سألته عن محرم غشي امرأته وهي محرمة ؟ قال : جاهلين أو عالمين ؟ قلت : أجبني في الوجهين جميعاً ، قال : إن كانا جاهلين استغفرا ربّهما ومضيا على حجّهما وليس عليهما شيء وإن كانا عالمين فرّق بينهما من المكان الّذي أحدثا فيه و عليهما بدنة و عليهما الحجُّ من قابل فإذا بلغا المكان الّذي أحدثا فيه فرّق بينهما حتّى يقضيا نسكهما و يرجعا إلى المكان الّذي أصابا فيه ما أصابا ، قلت : فأيُّ الحجّتين لهما ؟ قال الأولى الّتي أحدثا فيها ما أحدثا والأُخرى عليهما عقوبة .

٢ - عليٌّ ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن أبان بن عثمان رفعه إلى أحدهما عليهما السلام قال : معنى يفرّق بينهما أي لايخلوان وأن يكون معهما ثالث .

٣ - عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن ابن أبي عمير ؛ و صفوان ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام في

المحرم يقع على أهله قال : إن كان أفضى إليها فعليه بدنة والحجّ من قابل و إن لم يكن أفضى إليها فعليه بدنة وليس عليه الحجّ من قابل ، قال : وسألته عن رجل وقع على امرأته و هو محرم قال : إن كان جاهلاً فليس عليه شيء و إن لم يكن جاهلاً فعليه سوق بدنة و عليه الحجّ من قابل فإذا انتهى إلى المكان الّذي وقع بها فرّق محملهما فلم يجتمعا في خباء واحد إلّا أن يكون معهما غيرهما حتّى يبلغ الهدي محلّه .

٤ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن أبان بن عثمان ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : رجل وقع على أهله وهو محرم ؟ قال : أجاهل أو عالم ؟ قال : قلت : جاهل ، قال : يستغفر الله ولا يعود ولا شيء عليه .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن محرم واقع أهله فقال : قد أتى عظيماً ، قلت : أفتني ، فقال : استكرهها ؟ أولم يستكرهها ؟ قلت : أفتني فيهما جميعاً ، فقال : إن كان استكرهها فعليه بدنتان و إن لم يكن استكرهها فعليه بدنة وعليها بدنة و يفترقان من المكان الّذي كان فيه ما كان حتّى ينتهيا إلى مكّة و عليهما الحجّ من قابل لابدّ منه ، قال : قلت : فإذا انتهيا إلى مكّة فهي امرأته كما كانت ؟ فقال : نعم هي امرأته كما هي ، فإذا انتهيا إلى المكان الّذي كان منهما ما كان افترقا حتّى يحلّا فإذا أحلّا فقد انقضى عنهما ، فإنّ أبي كان يقول ذلك .

و في رواية اُخرى فإن لم يقدر على بدنة فإطعام ستّين مسكيناً لكلّ مسكين مدّ فإن لم يقدر فصيام ثمانية عشر يوماً و عليها أيضاً كمثله إن لم يكن استكرهها .

٦ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي نصر ، عن صباح الحذّاء ، عن إسحاق بن عمّار قال : قلت لأبي الحسن موسى عليه السلام : أخبرني عن رجل محلّ وقع على أمة له محرمة ؟ قال : موسر أو معسر ؟ قلت : أجبني فيهما ، قال : هو أمرها بالإحرام أولم يأمرها أو أحرمت من قبل نفسها ؟ قلت : أجبني فيهما ، فقال : إن كان موسراً وكان عالماً أنّه لا ينبغي له وكان هو الّذي أمرها بالإحرام فعليه بدنة و إن شاء بقرة و إن شاء شاة و إن لم يكن أمرها بالإحرام فلا شيء عليه موسراً كان أو معسراً

و إن كان أمرها وهو معسر فعليه دم شاة أو صيام.

٧ ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن النضر بن سويد، عن هشام بن سالم، عن سليمان بن خالد، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن رجل باشر امرأته و هما محرمان ماعليهما؟ فقال: إن كانت المرأة أعانت بشهوة مع شهوة الرّجل فعليهما الهدي جميعاً و يفرّق بينهما حتّى يفرغا من المناسك و حتّى يرجعا إلى المكان الّذي أصابا فيه ما أصابا و إن كانت المرأة لم تعن بشهوة واستكرهها صاحبها فليس عليها شيء.

باب ۱۰۲

مناسک ادا کرنے سے پہلے محرم کا مجامعت کرنا

۱۔ میں نے پوچھا اگر محرم بی بی سے مجامعت کرے فرمایا دونوں جاہل مسئلہ ہیں یا عالم، اگر جاہل ہیں تو دونوں اپنے رب سے استغفار کریں اور اپنا حج کریں ان پر کوئی کفارہ نہیں اور اگر عالم مسئلہ ہیں تو ان دونوں کو مناسک حج ادا کرنے تک الگ الگ رکھا جائے اور وہ لوٹیں اس جگہ جہاں مباشرت کی تھی میں نے کہا کفارہ میں دو حج کی کیا صورت ہے فرمایا ایک تو اس واقعہ کی وجہ سے جو عمل میں آیا اور دوسرا اس عمل کی سزا ہے۔ (حسن)

۲۔ اور فرمایا جدا رکھے جانے سے مراد یہ ہے کہ وہ خلوت نہ کرسکیں گے ایک تیسرا آدمی ان کے ساتھ رہے گا۔ (مرفوع)

۳۔ میں نے پوچھا اس محرم کے متعلق جو اپنی زوجہ سے مجامعت کرے فرمایا اگر وہ عورت کی طرف خود بڑھا ہے تو اس پر اونٹ کی قربانی ہے اور اگلے سال پھر حج کرنا ہے اور اگر خود نہیں بڑھا تو اس پر بدنہ ہے اگلے سال حج نہیں اور دریافت کیا اس کے بارے میں جو بحالت احرام اپنی عورت سے جماع کرے فرمایا اگر جاہل مسئلہ ہے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں اور اگر جاہل نہیں ہے تو اس پر قربانی ہے جانا ہے اگلے سال حج نہیں، پس جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں مجامعت کی تھی تو دونوں ایک خیمہ میں جمع نہ ہوں گے اور ان کے ساتھ ایک تیسرا آدمی رہے گا جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے۔ (حسن)

۴۔ میں نے پوچھا ایک شخص نے بحالت احرام اپنی عورت سے مجامعت کی فرمایا وہ جاہل تھا یا عالم، میں نے کہا جاہل فرمایا اللہ سے استغفار کرے اور پھر ایسا نہ کرے اس پر کفارہ کچھ نہیں۔ (ض)

۵۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے اس محرم کے متعلق پوچھا جو اپنی زوجہ سے مقاربت کرے فرمایا اس نے گناہ عظیم کیا میں

نے کہا آپ مجھے فتویٰ دیجئے۔ فرمایا میں سمجھتا ہوں مرد نے عورت کو مجبور کیا ہوگا۔ میں نے کہا دونوں کے متعلق حکم فرمایئے۔ فرمایا اگر مرد نے اسے مجبور کیا ہے تو اس پر دو قربانیاں اونٹ کی ہیں اور اگر مجبور نہیں کیا ہے تو ایک اونٹ کی قربانی مرد پر ہے اور ایک کی عورت پر، اور وہ دونوں اس مقام پر جدا رکھے جائیں جہاں جماع کیا تھا یہاں تک کہ وہ مکہ پہنچیں پھر ان دونوں کو اگلے سال حج کرنا ضروری ہوگا۔ میں نے کہا مکہ پہنچ کر عورت ویسی ہی ہو جائے گی جیسی تھی فرمایا ہاں جب وہ اس جگہ پر پہنچیں جہاں یہ واقعہ ہوا تھا تو محل ہونے تک الگ رہیں جب وہ محل ہو جائیں تو ان دونوں کا معاملہ پورا ہوگیا میرے والد نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ (ض)

اور ایک روایت میں ہے کہ اگر اس پر قادر نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے ہر مسکین کو ایک مُد اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو تیرہ دن روزے رکھے۔

۵۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص نے اپنی مُحرِمہ کنیز سے جماع کیا فرمایا وہ مالدار ہے یا محتاج میں نے کہا دونوں کے متعلق فرمایئے فرمایا آیا اس نے احرام کا حکم دیا تھا یا نہیں یا وہ کنیز باختیار خود مُحرِمہ ہوئی۔ فرمایا مجھے دونوں صورتوں میں جواب دیجئے، فرمایا اگر وہ مالدار ہے اور واقف مسئلہ ہے تو اسے ایسا کرنا نہیں چاہیے تھا اور اگر اس احرام کا حکم دیا تھا تو اس کا کفارہ ایک اونٹ کی قربانی ہے اگر چاہے تو گائے کی دے اور اگر احرام کا حکم نہیں دیا تو کوئی کفارہ نہیں چاہے مالدار ہو یا غریب اور اگر حکم دیا ہے اور غریب ہے تو اس پر ایک قربانی ہے بکری کی یا پھر روزے رکھے (موثق)

۶۔ میں نے پوچھا ایک شخص نے مباشرت کی اپنی عورت سے اور وہ دونوں مُحرِم تھے تو ان پر کیا کفارہ ہے فرمایا اگر عورت نے مرد کی خواہش کے ساتھ اپنی خواہش بھی ظاہر کی تو دونوں پر ایک اونٹ کفارہ ہے اور ان دونوں کو مناسک حج ادا کرنے تک علیحدہ رکھا جائے گا جب تک وہ مقام مباشرت تک واپس آئیں اور اگر عورت نے اس خواہش میں مرد کی مدد نہیں کی اور مرد نے اسے مجبور کیا تو عورت پر کچھ نہیں۔ (م)

باب ۱۳۱

(المحرم يقبل امرأته و ينظر اليها بشهوة أو غير شهوة)

(أو ينظر الى غيرها)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ؛ و صفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن محرم نظر إلى امرأته فأمنى أو أمذى وهو محرم ؟ قال : لاشيء عليه ولكن ليغتسل

ويستغفر ربّه و إن حملها من غير شهوة فأمنى أوأمذى فلاشيء عليه و إن حملها أو مسّها بشهوة فأمنى أوأمذى فعليه دم ، وقال في المحرم ينظر إلى امرأته و ينزلها بشهوة حتّى ينزل ، قال : عليه بدنة .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المحرم يضع يده من غير شهوة على امرأته ؟ قال : نعم يصلح عليها خمارها ويصلح عليها ثوبها ومحملها ، قلت : أفيمسّها وهي محرمة ؟ قال: نعم، قلت : المحرم يضع يده بشهوة ؟ قال : يهريق دم شاة ، قلت : فإن قبّل ؟ قال : هذا أشدّ ينحر بدنة .

٣ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي الحسن عليه السلام قال: سألته عن رجل قبّل امرأته و هو محرم ، قال : عليه بدنةٌ و إن لم ينزل وليس له أن يأكل منها .

٤ ـ سهل بن زياد ؛ و محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن مسمع أبي سيّار قال : قال لي أبو عبدالله عليه السلام : يا أبا سيّار إنّ حال المحرم ضيّقة فمن قبّل امرأته على غير شهوة و هو محرم فعليه دم شاة ومن قبّل امرأته على شهوة فأمنى فعليه جزور ويستغفر ربّه ومن مسّ امرأته بيده وهو محرمٌ على شهوة فعليه دمُ شاة و من نظر إلى امرأته نظر شهوة فأمنى فعليه جزور و من مسّ امرأته أو لازمها من غير شهوة فلا شيء عليه .

٥ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان ، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن المحرم يعبث بأهله حتّى يمني من غير جماع أو يفعل ذلك في شهر رمضان ماذا عليهما ؟ قال : عليهما جميعاً الكفّارة مثل ما على الّذي يجامع .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان الخزّاز ، عن صباح الحذّاء ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قلت له : ماتقول في محرم عبث بذكره فأمنى ؟ قال : أرى عليه مثل ما على من أتى أهله وهو محرم بدنة والحجّ

من قابل .

٧ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل نظر إلى ساق امرأة فأمنى ؛ قال : إن كان موسراً فعليه بدنة و إن كان بين ذلك فبقرة و إن كان فقيراً فشاة ، أما إنّي لم أجعل ذلك عليه من أجل الماء و لكن من أجل أنّه نظر إلى مالا يحلّ له .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار في محرم نظر إلى غير أهله فأنزل قال : عليه دم لأنّه نظر إلى غير ما يحلّ له وإن لم يكن أنزل فليتّق الله ولا يعد وليس عليه شيء .

٩ ـ أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن أحمد النهديّ ، عن محمّد بن الوليد ، عن أبان بن عثمان ، عن الحسين بن حمّاد قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المحرم يقبّل اُمّه ، قال : لا بأس هذه قبلة رحمة إنّما يكره قبلة الشهوة .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن وهيب بن حفص ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل يسمع كلام امرأة من خلف حائط وهو محرم فتشهّى حتّى أنزل قال : ليس عليه شيء .

١٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام في المحرم تنعت له المرأة الجميلة الخلقة فيمني ، قال : ليس عليه شيء .

باب ۱۰۲

محرم کا بوسہ لینا

۱۔ میں نے کہا ایک محرم نے اپنی عورت کو دیکھا اس کی منی یا مذی نکل آئی ۔ فرمایا اس پر کچھ نہیں لیکن غسل کرے اور اپنے رب سے استغفار کرے اور اگر اسے بدون شہوت اٹھایا اور منی یا مذی نکل جائے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں اور

اگر از روئے شہوت اٹھایا ہو اور منی یا مذی نکل گئی تو اسے قربانی کرنا ہوگی اور فرمایا جو اپنی عورت کو خواہش سے دیکھے اور عورت کو انزال ہو جائے اور اسے بھی تو اس کو ایک اونٹ قربانی دینا ہوگا۔ (حسن)

۲۔ میں نے پوچھا اس محرم کے متعلق جو بغیر شہوت اپنی عورت پر ہاتھ رکھے فرمایا ہاں اس کی اوڑھنی یا کپڑا یا محمل درست کرنے کے لیے چھو سکتا ہے۔ میں نے کہا ایسی صورت میں بھی جبکہ عورت محرمہ ہو فرمایا ہاں میں نے کہا محرم مرد اگر شہوت کے ساتھ اپنا ہاتھ رکھے فرمایا ایک بکری ذبح کرنا ہوگی میں نے کہا بوسہ لے فرمایا یہ تو زیادہ سخت ہے ایک اونٹ نحر کرے (حسن)

۳۔ میں نے کہا بحالت احرام اپنی عورت کا بوسہ لے فرمایا اس پر ایک اونٹ ہے اگرچہ انزال نہ ہوا اور وہ اس قربانی کا گوشت نہ کھائے گا۔ (مو)

۴۔ فرمایا ابو سیار محرم کا حال تنگ ہے جو اپنی عورت کا بغیر شہوت بوسہ لے بحالت احرام تو کیا ہو فرمایا اس کا کفارہ ایک بکری کی قربانی ہے اور جو شہوت سے بوسہ لے اور منی نکل آئے تو اس کو ایک اونٹ قربان کرنا ہوگا اور اگر بدون شہوت ہے تو کچھ نہیں۔ (م)

۵۔ میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے کہا ایک شخص اپنی بی بی سے چھیڑ چھاڑ کرتا ہے اور اس کی منی نکل آتی ہے بغیر جماع یا یہی عمل وہ رمضان میں کرتا ہے فرمایا ان دونوں کا کفارہ وہی ہے جو مجامعت کرنے کا ہوتا (مجہول)

۶۔ میں نے پوچھا اگر کوئی اپنے عضو تناسل پر بحالت احرام مشت زنی کرے اور منی نکل آئے فرمایا اس کا وہی کفارہ ہے جو اپنی بی بی سے مجامعت کرنے کا ہے اور وہ ایک اونٹ ہے قربانی کا اور اگلے برس حج۔ (حسن)

۷۔ میں نے کہا اگر ایک شخص کسی عورت کی پنڈلی دیکھے اور اس کی منی نکل جائے فرمایا اگر مالدار ہے تو ایک اونٹ کفارہ میں ذبح کرے اگر درمیانی حیثیت کا ہے تو گائے اور فقیر ہے تو بکری قربانی دے۔ میں منی نکلنے کو وجہ قرار نہیں دیتا بلکہ اس وجہ سے کہ اس نے اس عورت کی ساق کو دیکھا کیوں جو اس کے لئے حلال نہ تھی۔ (موثق)

۸۔ میں نے کہا ایک شخص نے غیر عورت پر نگاہ ڈالی اور اسے انزال ہو گیا فرمایا ایک قربانی دے اس نے کیوں نامحرم عورت پر نظر کی اور اگر انزال نہ ہو تو اللہ سے ڈرے اور پھر ایسا نہ کرے۔ (حسن)

۹۔ میں نے کہا کوئی محرم اپنی ماں کو بوسہ دے فرمایا کیا مضائقہ ہے یہ تو رحمت کا بوسہ ہے نہ کہ شہوت کا۔ (مختلف فیہ)

۱۰۔ اگر کوئی بحالت احرام پس دیوار سے کسی عورت کا کلام سنے اور شہوت غالب ہو اور انزال ہو جائے۔ فرمایا اس پر کچھ نہیں۔ (مو)

۱۱۔ فرمایا اگر کوئی خوبصورت عورت اس کی مدح کرے اور اسے انزال ہو جائے تو اس پر کچھ نہیں۔ (موثق)

﴿ باب ﴾

(المحرم يأتي أهله وقد قضى بعض مناسكه)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيّوب الخزّاز ، عن سلمة بن مُحرز قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل وقع على أهله قبل أن يطوف طواف النساء ، قال : ليس عليه شيء فخرجت إلى أصحابنا فأخبرتهم فقالوا : اتّقاك ، هذا ميسّر قد سأله عن مثل ماسألت فقال له : عليك بدنة ، قال : فدخلت عليه فقلت : جعلت فداك إنّي أخبرت أصحابنا بما أجبتني فقالوا : اتّقاك هذا ميسّر قدسأله عمّا سألت فقال له : عليك بدنة ، فقال : إنّ ذلك كان بلغه فهل بلغك ؟ قلت : لا قال ليس عليك شيء .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن أبي خالد القمّاط قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل وقع على امرأته يوم النحر قبل أن يزور ، قال : إن كان وقع عليها بشهوة فعليه بدنة وإن كان غير ذلك فبقرة ، قلت : أو شاة ؟ قال : أو شاة .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن متمتّع وقع على أهله ولم يزر ، قال: ينحر جزوراً وقدخشيت أن يكون قدثلم حجّه إن كان عالماً وإن كان جاهلاً فلا شيء عليه . و سألته عن رجل وقع على امرأته قبل أن يطوف طواف النساء قال : عليه جزور سمينة وإن كان جاهلاً فليس عليه شيء ، قال : وسألته عن رجل قبّل امرأته وقد طاف طواف النساء ولم تطف هي قال : عليه دم يهريقه من عنده .

٤ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عيص ابن القاسم قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل واقع أهله حين ضحّى قبل أن يزور البيت ، قال : يهريق دماً .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا واقع المحرم امرأته قبل أن يأتي المزدلفة فعليه الحجّ من قابل .

٦ - عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ وسهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن حمران بن أعين ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن رجل كان عليه طواف النساء وحده فطاف منه خمسة أشواط ثمّ غمزه بطنه فخاف أن يبدره فخرج إلى منزله فنفض ثمّ غشي جاريته ، قال : يغتسل ثمّ يرجع فيطوف بالبيت طوافين تمام ما كان قد بقي عليه من طوافه و يستغفر الله ولا يعود و إن كان طاف طواف النساء فطاف منه ثلاثة أشواط ثمّ خرج فغشي فقد أفسد حجّه وعليه بدنة و يغتسل ثمّ يعود فيطوف أسبوعاً .

٧ - ابن محبوب ، عن عبد العزيز العبديّ ، عن عبيد بن زرارة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل طاف بالبيت اُسبوعاً طواف الفريضة ثمّ سعى بين الصفا و المروة أربعة أشواط ثمّ غمزه بطنه فخرج فقضى حاجته ثمّ غشي أهله ، قال : يغتسل ثمّ يعود فيطوف ثلاثة أشواط و يستغفر ربّه ولا شيء عليه ؛ قلت : فإن كان طاف بالبيت طواف الفريضة فطاف أربعة أشواط ثمّ غمزه بطنه فخرج فقضى حاجته فغشي أهله ، فقال : أفسد حجّه وعليه بدنة ويغتسل ثمّ يرجع فيطوف اُسبوعاً ثمّ يسعى و يستغفر ربّه ، قلت : كيف لم تجعل عليه حين غشي أهله قبل أن يفرغ من سعيه كما جعلت عليه هدياً حين غشي أهله قبل أن يفرغ من طوافه ، قال : إنّ الطواف فريضة و فيه صلاة و السعي سنّة من رسول الله صلّى الله عليه وآله ، قلت : أليس الله يقول : « إنّ الصفا و المروة من شعائر الله » قال : بلى ولكن قد قال فيهما : « و من تطوّع خيراً فإنّ الله شاكرٌ عليم » فلو كان السعي فريضة لم يقل : فمن تطوّع خيراً .

٨ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عليّ بن يقطين ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن رجل قال لامرأته أو لجاريته بعد ما حلق فلم يطف ولم يسع بين الصفا والمروة : اطرحي ثوبك ونظر إلى فرجها ، قال : لا شيء عليه إذا لم يكن غير النظر(٤) .

باب ۱۴۲

بعض مناسک ادا کرنے کے بعد زوجہ سے ہم بستر ہو

۱۔ میں نے کہا ایک شخص نے اپنی زوجہ سے مجامعت کی قبل طواف نساء بجالانے کے۔ فرمایا اس پر کچھ نہیں، میں نے اپنے

اصحاب سے یہ خبر بیان کی انھوں نے کہا اپنے کو اس سے بچایہ میسرہ موجود ہے یہی سوال اس نے کیا تھا تو فرمایا تھا تیرے اوپر ایک بدنہ ہے میں حضرت کے پاس پھر آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔

حضرت نے فرمایا اس کو یہ مسئلہ معلوم تھا اس لئے ایسا حکم دیا تھا کیا تم کو بھی معلوم تھا۔ میں نے کہا نہیں، فرمایا بس تو تم پر کوئی کفارہ نہیں۔ (مجہول)

۲۔ میں نے کہا ایک شخص نے جماع کیا اپنی عورت سے یوم نحر قبل طواف زیارت، فرمایا اگر یہ جماع باشہوت تھا اور عالم مسئلہ تھا تو اس پر ایک بدنہ ہے اور اگر ایسا نہ تھا تو ایک گائے ہے۔ میں نے کہا یا بکری، فرمایا یا بکری (حز)

۳۔ میں نے پوچھا کہ حج تمتع کرنے والے نے اپنی عورت سے جماع کیا اور طواف زیارت بجا نہ لایا فرمایا وہ اونٹ نحر کرے اور مجھے خوف ہے اس کا کہ اگر عالم تھا تو اس کا حج فاسد ہوا اور اگر جاہل تھا تو کچھ نہیں، میں نے پوچھا اگر قبل طواف نساء مجامعت کی فرمایا اس کا کفارہ موٹا تازہ اونٹ ہے اور اگر جاہل مسئلہ ہے تو اس پر کچھ نہیں، میں نے پوچھا اگر کوئی اپنی عورت کو بوسہ دے اور اس نے طواف نساء کرلیا ہے مگر عورت نے نہیں کیا، فرمایا اس پر اپنے خرچ سے قربانی کرنا ہے (ح)

۴۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص نے جماع کیا اپنی عورت سے قبل اس کے کہ وہ بیت اللہ کی زیارت کرے، فرمایا قربانی کرے۔ (م)

۵۔ فرمایا جو محرم اپنی عورت سے جماع کرے قبل مزدلفہ میں آنے کے تو اس کو اگلے سال حج کرنا ہوگا۔ (حسن)

۶۔ میں نے کہا ایک شخص پر طواف نساء فقط تھا اس نے پانچ چکر لگائے کہ اس کے پیٹ میں کھلبلی ہوئی اسے خوف ہوکہ پاخانہ نکل نہ جائے وہ اپنے گھر آیا حاجت رفع کی پھر اسے لونڈی نے ڈھانپ دیا۔ فرمایا وہ غسل کرے اور واپس ہوکر خانہ کعبہ کے باقی جو دو طواف ہیں وہ پورے کرے اور اللہ سے استغفار کرے اعادہ نہ کرے اور اگر طواف نساء کر رہا ہو اور تین طواف کرچکا ہو اور ڈھانپ دیا جائے تو حج ناقص ہوا اس پر ایک بدنہ ہے غسل کرے اور واپس آکر ساتواں طواف کرے (حسن)

۷۔ میں نے کہا ایک شخص نے بیت اللہ کے سات طواف کرلئے اور صفا و مروہ کے درمیان چار بار سعی کرچکا تھا کہ رفع حاجت کی ضرورت ہوئی وہ وہاں سے نکلا اور رفع حاجت کی اس کی بی بی نے اس پر کپڑا ڈال دیا، فرمایا وہ غسل کرے پھر جائے اور باقی تین چکر لگائے اور اپنے رب سے استغفار کرے اور اس پر کچھ نہیں، میں نے کہا اگر بیت کا طواف فریضہ کر رہا ہو اور چار طواف کے بعد یہ صورت پیش آئے فرمایا اس کا حج ناقص ہے اس پر ایک بدنہ دینا لازم ہے پھر غسل کرکے جائے اور ساتوں طواف کرے پھر سعی کرے اور اللہ سے استغفار کرے۔ میں نے کہا پہلے حکم میں اور

اس میں اختلاف کیوں ہے فرمایا طواف فریضہ ہے اس میں نماز ہے اور سعی سنت رسولؐ اللہ ہے (م)

میں نے کہا کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ صفا و مروہ اللہ کے شعایر میں ہے فرمایا ہاں فرمایا ہے لیکن ان کے بارے میں یہ بھی تو کہا ہے کہ جو بخوشی نیکی کرے تو اللہ شکر گزار اور جاننے والا ہے اگر سعی فریضہ ہوتی تو یہ نہ فرماتا۔ ومن تطوع خیراً ۔ (م)

۸۔ میں نے کہا ایک شخص نے سر منڈوانے کے بعد بغیر طواف کیے اور صفا و مروہ کے درمیان بغیر سعی کیے اپنی عورت یا لونڈی سے کہا کہ کپڑے اتار اور اس کی شرمگاہ پر نظر کرے۔ فرمایا اگر اس کے سوا کوئی اور امر نہ ہو تو اس پر کوئی کفارہ نہیں۔ (ح)

﴿أبواب الصيد﴾ ۱۰۵

﴿باب﴾

☆(النهي عن الصيد وما يصنع به اذا أصابه المحرم والمحل)☆
☆(في الحل و الحرم)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا تستحلّنّ شيئاً من الصّيد وأنت حرام ولا وأنت حلال في الحرم ولا تدلّنّ عليه محلّاً ولا محرماً فيصطادوه ولا تشر إليه فيستحلّ من أجلك فإنّ فيه فداء لمن تعمّده .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ، عن منصور بن حازم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المحرم لا يدلّ على الصّيد فإن دلّ عليه فقتل فعليه الفداء .

٣ ـ ابن أبي عمير ؛ وصفوان بن يحيى جميعاً ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا تأكل من الصّيد وأنت حرام وإن كان [الّذي] أصابه محلٌّ و ليس عليك فداء ما أتيته بجهالة إلّا الصّيد فإنّ عليك فيه الفداء بجهل كان أو بعمد .

٤ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي نصر ، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال : سألته عن المحرم يصيد الصّيد بجهالة ، قال : عليه كفّارة ، قلت : فإنّه

أصابه خطأ ، قال : و أيّ شيء الخطأ عندك ؟ قلت : يرمي هذه النخلة فيصيب نخلة اُخرى ، قال : نعم هذا الخطأ وعليه الكفّارة ، قلت : فإنّه أخذ طائراً متعمّداً فذبحه وهو محرم ؟ قال : عليه الكفّارة ، قلت : ألست قلت : إنّ الخطأ والجهالة والعمد ليسوا بسواء فلأيّ شيء يفضل المتعمّد الجاهل والخاطىء ؟ قال : إنّه أثم ولعب بدينه .

٥ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ و أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عليّ بن رئاب ، عن مسمع بن عبد الملك ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا رمى المحرم صيداً فأصاب اثنين فإنَّ عليه كفّارتين جزاؤهما .

٦ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ؛ وابن أبي عمير ، عن معاوية ابن عمّار قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : إذا أصاب المحرم الصيد في الحرم وهو محرم فإنّه ينبغي له أن يدفنه ولا يأكله أحدٌ وإذا أصابه في الحلّ فإنّ الحلال يأكله وعليه هو الفداء .

٧ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور بن حازم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل أصاب من صيد أصابه محرم وهو حلال ؟ قال : فليأكل منه الحلال وليس عليه شيء إنّما الفداء على المحرم .

٨ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز بن عبدالله ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن لحوم الوحش تهدى إلى الرَّجل ولم يعلم صيدها و لم يأمر به أيأكله ؟ قال : لا ، قال : و سألته أيأكل قديد الوحش محرم ؟ قال : لا .

٩ ـ أبوعليٍّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن جميل قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الصيد يكون عند الرَّجل من الوحش في أهله أو من الطّير يحرم وهو في منزله ؟ قال : لا بأس لا يضرُّه .

١٠ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : ما وطئته أو وطئه بعيرك وأنت محرمٌ فعليك فداؤه ، و قال : اعلم أنّه ليس عليك فداء شيء أتيته وأنت جاهلٌ به وأنت محرم في حجّك ولا في عمرتك إلّا الصيد فإنَّ عليك فيه الفداء بجهالة كان أو بعمد .

۱۱ - عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليِّ ، عن السكونيِّ ، عن جعفر ، عن آبائه عليهم السلام قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه في المحرم يصيب الصّيد فيدميه ثمَّ يرسله قال : عليه جزاؤه .

باب

شکار

۱۔ فرمایا حضرت نے شکار کی کوئی صورت بھی حلال نہیں بحالت احرام اور مُحِل ہونے کی صورت میں بھی حرم میں شکار کی اجازت نہیں اور نہ رغبت دلاؤ اس کی طرف خواہ محل ہو یا محرم ہو کہ لوگ شکار کریں اور نہ اس کا مشورہ دو ورنہ تمہاری وجہ سے حلال سمجھا جائے گا جو قصداً شکار کرے گا تو اسے فدیہ دینا ہوگا۔ (م)

۲۔ فرمایا حضرت نے احرام کی حالت میں شکار کی رہنمائی نہ کرے اور اگر کی اور جانور قتل ہو گیا تو فدیہ دینا لازم ہوگا۔ (حسن)

۳۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے بحالت احرام شکار کئے ہوئے جانور کا گوشت بھی نہ کھاؤ اگرچہ مُحِل ہی نے شکار کیا ہو۔ اگر جہالت سے کھا لیا ہے تو خیر لیکن شکار کرنے پر خواہ جہالت سے ہو یا عمداً قربانی ضرور دینی ہوگی۔ (حسن)

۴۔ میں نے کہا اگر محرم جہالت سے شکار کرے فرمایا اس پر کفارہ ہے میں نے کہا اگر غلطی سے جا لگے فرمایا غلطی سے کس طرح میں نے کہا ایک شخص ایک درخت پر تیر پھینکتا ہے اور وہ دوسرے درخت پر جا لگتا ہے فرمایا ہاں یہ خطا ہے۔ اور اس پر کفارہ ہے میں نے کہا اگر وہ قصداً طائر کو پکڑ کر ذبح کر دے بحالت احرام۔ فرمایا اس پہ کفارہ ہے میں نے کہا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ خطا، جہالت اور عمد برابر نہیں پس کیا چیز میں زیادتی رہی عمداً کرنے والے کو ایک جاہل و خاطی پر، فرمایا وہ گنہگار ہے اور اپنے دین سے کھیلتا ہے۔

۵۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے اگر کوئی ایک شکار کو تیر مارے اور اس کی زد میں دو جانور آ جائیں تو ان کے بدلے دو کفارے ہوں گے۔ (م)

۶۔ فرمایا اگر حرم میں کوئی محرم شکار کرے تو چاہیئے کہ اسے دفن کر دے اور کوئی اسے نہ کھائے اور اگر مقام حل میں شکار کیا تو بغیر احرام والا کھا تو سکے گا مگر اس کو قربانی دینا ہوگی۔ (حسن)

۷۔ فرمایا اگر کوئی اس شکار کو کھائے جس کو محرم نے شکار کیا ہو تو وہ حلال ہے اس پر جو محرم نہیں ہے اور اس پر

کوئی کفارہ نہیں، کفارہ تو محرم پر ہے۔ (حسن)

۸۔ میں نے حضرت سے کہا کہ وحشیوں کے گوشت کے متعلق جو کسی کو ہدیہ بھیجے اور وہ نہ بتائے اسے کہ یہ شکار ہے اور اس نے حکم بھی نہیں دیا۔ آیا وہ اسے کھائے۔ فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا آیا محرم وحشی جانور کا گوشت کھائے فرمایا نہیں۔ (م)

۹۔ میں نے کہا ایک شخص کے اہل کے پاس وحشی جانور کا گوشت ہے یا پرندہ کا ہے اور وہ اپنے گھر میں ہو تو کھالے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ (حسن)

۱۰۔ فرمایا جس گھاس کو تو روندے یا تیرا اونٹ، بحالت احرام تو تجھ پر اس کا کفارہ ہے اور فرمایا جان لے کہ تیرے اوپر کوئی کفارہ نہیں اگر نادانستگی میں ہو جبکہ حج کا احرام ہو اور نہ تیرے عمرہ میں مگر شکار کر اس پر تو کفارہ ہو ہی جائے گا چاہے جہالت سے ہو یا عمداً۔ (م)

۱۱۔ فرمایا امیر المومنین نے اگر بحالت احرام شکار کرے اور خون اس کے بدن سے نکل رہا ہو اور اس کو یونہی چھوڑ دے تو اس کو کفارہ دینا ہوگا۔ (حسن)

﴿باب﴾

☆(المحرم يضطر الى الصيد والميتة)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن المحرم يضطرُّ فيجد الميتة و الصّيد أيّهما يأكل؟ قال: يأكل من الصّيد ما يحبُّ أن يأكل من ماله؟ قلت: بلى، قال: إنّما عليه الفداء فليأكل وليفده.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن ابن فضّال، عن يونس بن يعقوب قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المضطرّ إلى الميتة وهو يجد الصيد قال: يأكل الصيد، قلت: إنّ الله قد أحلَّ له الميتة إذا اضطرّ إليها ولم يحلَّ له الصّيد، قال: تأكل من مالك أحبُّ إليك أو من ميتة؟ قلت: من مالي، قال: هو مالك لأنَّ عليك فداه، قلت: فإن لم يكن عندي مال؟ قال: تقضيه إذا رجعت إلى مالك.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسن بن محبوب، عن شهاب، عن

ابن بکیر ؛ وزرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل اضطر إلى ميتة و صيد وهو محرم ، قال : يأكل الصيد ويفدي .

باب ۱۰۹

بحالتِ احرام شکار یا مردار کی طرف مضطر ہونا

۱۔ میں نے پوچھا محرم اگر مضطر ہو اور وہ مردار یا شکار پالے تو ان میں سے کون سا کھائے فرمایا شکار کھائے لیکن وہ پسند کرے اس کا کھانا اپنے مال سے، میں نے کہا بے شک، فرمایا اس پر فدیہ ہوگا پس کھائے اور فدیہ دے۔ (حسن)

۲۔ میں نے پوچھا اس مضطر کے متعلق جو مردار کھانے پر مجبور ہو اور اسے شکار بھی ملتا ہو فرمایا پھر تو شکار ہی کھائے میں نے کہا اللہ نے حلال کر دیا ہے مردار کو جب مضطر ہو اور شکار کو حلال نہیں کیا۔ فرمایا یہ بتاؤ تم کو اپنے مال سے کھانا پسند ہوگا یا مردار کھانا۔ میں نے کہا اپنے مال سے کھانا۔ فرمایا جب تم نے فدیہ دے دیا تو وہ تمہارا ہی مال ہو گیا اور اگر نہ ہو تو اسے دے دینا جب تم اپنے مال کی طرف لوٹ آؤ۔ (موثق)

۳۔ فرمایا جو مردار اور شکار کھانے کی طرف مضطر ہو وہ شکار کھائے اور فدیہ دیدے۔ (م)

﴿ باب ﴾

(المحرم يصيد الصيد من أين يفديه و اين يذبحه)

۱ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ [ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل شاذان ، عن ابن أبي عمير] و صفوان ، عن معاوية بن عمّار قال : يفدي المحرم فداء الصيدمن حيث أصابه .

۲ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمدبن محمّد ، عن بعض رجاله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من وجب عليه هدي في إحرامه فله أن ينحره حيث شاء إلّا فداء الصيد فإنّ الله عزّ وجلّ يقول : «هدياً بالغ الكعبة » .

۳ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالله بن سنان قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : من وجب عليه فداء صيد أصابه و هو محرم فإن كان حاجّاً نحر هديه الّذي يجب عليه بمنى و إن كان معتمراً نحر بمكّة

قبالة الكعبة .

٤ ـ الحسين بن محمد ، عن معلّى بن محمد ، عن الحسن بن عليّ الوشاء ، عن أبان ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام أنّه قال في المحرم إذا أصاب صيداً فوجب عليه الفداء فعليه أن ينحره إن كان في الحجّ بمنى حيث ينحر الناس فإن كان في عمرة نحره بمكّة و إن شاء تركه إلى أن يقدم فيشتريه فإنّه يجزيء عنه .

باب

مُحرم کا شکار کرنا اور فدیہ دینا

۱۔ مُحرم کو شکار کا فدیہ دینا ہوگا چاہے کسی صورت سے شکار ہو۔ (حسن)

۲۔ فرمایا جس پر ہدی واجب ہوئی ہو احرام میں تو وہ شکار کے فدیہ میں جس طرح چاہے نحر کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہدی کعبہ کو پہنچنے والی ہو۔

۳۔ فرمایا جس پر فدیۂ شکار واجب ہو درآنحالیکہ اس نے احرام میں شکار کیا ہو اگر وہ احرام حج تھا تو منیٰ میں قربانی کرے اور اگر احرام عمرہ تھا تو مکہ میں کعبہ کے مقابل قربانی کرے۔ (م)

۴۔ فرمایا اگر مُحرم شکار کرے تو اس پر فدیہ دینا واجب ہے اگر اسے حج کرنا تھا تو قربانی کو نحر کرے منیٰ میں جہاں سب لوگ کرتے ہیں اور اگر عمرہ کرنا تھا تو مکہ میں قربانی کرے اور اگر چاہے تو اس کو مکہ یا منیٰ میں خرید کرکے نحر کرے یہ اس کے لیے کافی ہوگا۔ (ض)

﴿باب۱۰۸﴾

☆(كفارات ما اصاب المحرم من الوحش)☆

١ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عليّ بن أبي حمزة عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألته عن محرم أصاب نعامة أو حمار وحش قال : عليه بدنة قلت : فإن لم يقدر على بدنة ؟ قال : فليطعم ستّين مسكيناً ، قلت : فإن لم يقدر على أن يتصدّق ؟ قال : فليصم ثمانية عشر يوماً والصدقة مدٌّ على كلّ مسكين قال : وسألته عن محرم أصاب بقرة ، قال : عليه بقرة ، قلت : فإن لم يقدر على بقرة ؟

قال : فليطعم ثلاثين مسكيناً ، قلت : فإن لم يقدر على أن يتصدَّق ؛ قال : فليصم تسعة أيّام ، قلت : فإن أصاب ظبياً ؛ قال : عليه شاة ، قلت : فإن لم يقدر ؛ قال : فإطعام عشرة مساكين فإن لم يقدر على ما يتصدَّق به فعليه صيام ثلاثة أيّام .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن محمّد ، عن داود الرقّي ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرَّجل يكون عليه بدنة واجبة في فداء ، قال : إذا لم يجد بدنة فسبع شياه فإن لم يقدر صام ثمانية عشر يوماً .

٣ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليِّ بن فضّال ، عن ابن بكير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ : «أو عدل ذلك صياماً» قال : يثمّن قيمة الهدي طعاماً ثمَّ يصوم لكلِّ مدٍّ يوماً فإذا زادت الأمداد على شهرين فليس عليه أكثر منه .

٤ ـ أبو عليّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن يعقوب بن شعيب ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : المحرم يقتل نعامة قال : عليه بدنة من الإبل قلت : يقتل حمار وحش ؛ قال : عليه بدنة ، قلت : فالبقرة ، قال : بقرة .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن بعض أصحابنا عن أبي عبدالله عليه السلام في محرم قتل نعامة ، قال : عليه بدنة فإن لم يجد فإطعام ستّين مسكيناً وقال : إن كان قيمة البدنة أكثر من إطعام ستّين مسكيناً لم يزد على إطعام ستّين مسكيناً و إن كان قيمة البدنة أقلَّ من إطعام ستّين مسكيناً لم يكن عليه إلّا قيمة البدنة .

٦ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن عليِّ ابن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام في محرم رمى ظبياً فأصابه في يده فعرج منها قال : إن كان الظبي مشى عليها ورعى فعليه ربع قيمته وإن كان ذهب على وجهه فلم يدر ما صنع فعليه الفداء لأنّه لا يدري لعلّه قد هلك .

۷ ـ سهل بن زياد ، عن أحمدبن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ،عن أبي بصير قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل قتل ثعلباً قال : عليه دم قلت : فأرنباً ، قال : مثل ما على الثعلب

۸ ـ سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عليّ بن رئاب ، عن مسمع بن عبد الملك ، عن أبي عبدالله عليه السلام ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمدبن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن أحمدبن عليّ ، عن مسمع بن عبدالملك ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اليربوع و القنفذ والضبّ إذا أصابه المحرم فعليه جدي و الجدي خير منه وإنّما جعل عليه هذا كي ينكل عن صيد غيره .

۹ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمدبن محمّد ، عن ابن محبوب ؛ وعدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عليّ بن رئاب ، عن أبي عبيدة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أصاب المحرم الصيد ولم يجد ما يكفّر من موضعه الّذي أصاب فيه الصيد قوّم جزاؤه من النعم دراهم ثمّ قوّمت الدّراهم طعاماً لكلّ مسكين نصف صاع فإن لم يقدر على الطعام صام لكلّ نصف صاع يوماً .

۱۰ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمدبن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن رجل أصاب بيض نعامة وهو محرم ، قال : يرسل الفحل في الإبل على عدد البيض ؛ قلت : فإنّ البيض يفسد كلّه و يصلح كلّه ، قال : ماينتج من الهدي فهوهدي بالغ الكعبة وإن لم ينتج فليس عليه شيء فمن لم يجد إبلاً فعليه لكلّ بيضة شاة فإن لم يجد فالصدقة على عشرة مساكين لكلّ مسكين مدّ فإن لم يقدر فصيام ثلاثة أيّام .

۱۱ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمدبن محمّد ، عن ابن أبي عمير ،عن عليّ بن رئاب ، عن أبي عبيدة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن رجل اشترى لرجل محرم ، بيض نعامة فأكله المحرم قال : على الّذي اشتراه للمحرم فداء وعلى المحرم فداء ، قلت : وما عليهما ؟ قال : على المحلّ جزاء قيمة البيض لكلّ بيضة درهم و على المحرم الجزاء لكلّ بيضة شاة .

۱۲ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عليّ بن رئاب

عن أبي عبيدة مثله .

١٣ ـ محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن محمد بن إسماعيل بن بزيع ، عن صالح بن عقبة ، عن يزيد بن عبدالملك ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل مرّ وهو محرم فأخذ ظبية فاحتلبها وشرب لبنها قال : عليه دم وجزاء في الحرم .

١٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن يحيى بن المبارك ، عن عبدالله بن جبلة ، عن سماعة بن مهران ، عن أبي بصير قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن محرم كسر قرن ظبي ، قال . يجب عليه الفداء ، قال : قلت : فإن كسر يده ؟ قال : إن كسر يده ولم يرع فعليه دم شاة .

باب

وحشی جانور کے شکار کا کفّارہ

۱. میں نے کہا اگر کسی مُحرِم نے شتر مرغ یا وحشی گدھا شکار کیا ہو، فرمایا اس پر بدنہ ہے میں نے کہا اگر وہ بدنہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے، میں نے کہا اگر اس پر قادر نہ ہو تو فرمایا اٹھارہ دن روزے رکھے اور صدقہ ہر مسکین کے لیے ایک مُد ہے میں نے کہا اگر گائے ماری فرمایا تو اس کا کفارہ گائے ہے میں نے کہا اگر اس پر قادر نہ ہو تو فرمایا تیس مسکینوں کو کھانا کھلائے، میں نے کہا اگر اس پر قادر نہ ہو تو ۹ دن روزہ رکھے اور اگر ہرن مارے تو اس کا کفارہ ایک بکری ہے اگر یہ نہ کر سکے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر اس پر قادر نہ ہو تو تین روزے رکھے . (ض)

۲. فرمایا اگر کسی پر ایک بدنہ دینا واجب ہو فدیہ میں تو اگر بدنہ نہ ملے تو سات بکریاں ذبح کرے اور اگر اس پر قادر نہ ہو تو تین روزے رکھے (مختلف فیہ)

۳. فرمایا حضرت نے اس قول خدا کے متعلق «أو عدل ذلك صياماً» یا اس کے برابر روزے فرمایا ہدی کی قیمت کے برابر طعام دیا جائے اور ہر روزہ ایک دن کا ایک مُد کے بدلے میں رکھا جائے گا اور اگر مُد کی تعداد دو ماہ کے روزوں سے زیادہ ہو جائے تو اس سے زیادہ روزے نہ رکھے گا۔

۴. فرمایا مُحرِم اگر شتر مرغ کو قتل کرے تو کفارہ اونٹ کا بدنہ ہے اگر جنگلی گدھا مارے تو اس پر ایک بدنہ ہے اور اگر گائے مارے تو کفارہ گائے ہے (م)

۵۔ فرمایا جو کوئی شتر مرغ کو مار ڈالے تو اس پر ایک بدنہ ہے اگر بدنہ نہ ملے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اگر بدنہ کی قیمت ساٹھ مسکینوں کے کھانے سے زیادہ ہو تو ساٹھ آدمیوں سے زیادہ نہ کھلائے اور اگر بدنہ کی قیمت ساٹھ مسکینوں کے کھلانے سے کم ہو تو اس پر بدنہ ہی قیمت ہوگی۔ (مرسل)

۶۔ فرمایا اگر کوئی محرم ہرن کو تیر مارے اور اس کی ٹانگ زخمی ہو جائے اور لنگڑانے لگے فرمایا اگر وہ زمین پر چلتا اور چرتا ہے تو شکاری پر ہرن کی چوتھائی قیمت ہے اگر وہ غائب ہو اور پتہ نہ چلے کہ اس کا کیا حشر ہوا تو اس کو فدیہ دینا لازم ہوگا کیونکہ وہ نہیں جانتا شاید وہ مر ہی گیا ہو۔ (ض)

۷۔ اگر کوئی محرم لومڑی کو مار ڈالے تو اسے قربانی دینا ہوگی اور خرگوش کا کفارہ لومڑی کا سا کفارہ ہے۔ (ض)

۸۔ فرمایا سیہی اور گوہ کو اگر محرم زخمی کر دے تو کفارہ ایک بھیڑ ہے اور یہ اس لئے ہے کہ وہ ان کے علاوہ اور جانوروں کے شکار سے باز رہے۔ (ض)

۹۔ اگر محرم شکار کرے اور اس مقام پر کوئی چیز کفارہ دینے کے لئے نہ ہو تو درہموں میں اس کی قیمت کا تخمینہ کرے اور پھر درہموں کے لحاظ سے اتنے مساکین کو کھانا دے کہ ہر مسکین کو نصف صاع مل جائے اگر کھانا دینے کی استطاعت نہ ہو تو ہر نصف صاع کے بدلے ایک دن کا روزہ رکھے۔ (ض)

۱۰۔ میں نے کہا اگر ایک شخص شتر مرغ کے انڈے توڑ دے درآنحالیکہ محرم ہو فرمایا جتنے انڈے توڑے ہوں اتنی ہی بار اونٹ کو اونٹنی پر چھوڑے۔ میں نے کہا انڈے سب کے سب گندے بھی ہو جاتے ہیں اور اچھے بھی رہتے ہیں فرمایا جو ہری سے بچے پیدا ہوں وہ قربانی کے لئے کعبہ پہنچائے جائیں گے اور اگر اونٹ نہ ملے تو اس کو ہر انڈے کے بدلے ایک بکری کی قربانی دینی ہوگی اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو صدقہ دے دس مسکینوں کو، ہر مسکین کو ایک مد، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو تین دن روزہ رکھے۔ (ح)

۱۱۔ میں نے کہا ایک شخص نے مرد محرم کے لئے شتر مرغ کے انڈے خریدے اور محرم ان کو کھائے۔ فرمایا دونوں پر فدیہ ہے خریدنے والے پر ہر انڈے کی قیمت ایک درہم ہے اور محرم پر ہر انڈے کے بدلے ایک بکری۔ (ض)

۱۲۔ ابو عبیدہ نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے۔

۱۳۔ اگر ایک شخص بحالت احرام کسی طرف سے گزرے اور ہرنی کو پکڑ کر اسے دوہے اور اس کا دودھ پی لے تو اس کو قربانی کرنا ہوگی اور یہ بدلہ حرم میں دیا جائے گا۔ (ح)

۱۴۔ اگر کوئی محرم ہرن کا سینگ توڑ دے تو اسے فدیہ دینا ہوگا اور ٹانگ توڑ دے اور وہ چرے تہیں تو ایک بکری کی قربانی ہے (مجہول)

﴿ باب ﴾

(كفارة ماأصاب المحرم من الطير والبيض)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز بن عبدالله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المحرم إذا أصاب حمامة ففيها شاة وإن قتل فراخة ففيه حمل و إن وطىء البيض فعليه درهم .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي الصباح الكنانيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : في الحمامة وأشباهها إذا قتلها المحرم شاة وإن كان فراخاً فعدلها من الحملان وقال في رجل وطىء بيض نعامة ففدغها وهو محرم ، فقال : قضى فيه عليٌّ عليه السلام أن يرسل الفحل على مثل عدد البيض من الإبل فما لقح وسلم حتّى ينتج كان النّتاج هدياً بالغ الكعبة .

٣ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ وسهل بن زياد جميعاً ، عن أحمد بن محمّد ابن أبي نصر ، عن المفضّل بن صالح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا قتل المحرم قطاة فعليه حمل قد فطم من اللّبن ورعى من الشجر .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن سنان ، عن ابن مسكان ، عن منصور ابن حازم ، عن سليمان بن خالد قال : سألته عن محرم وطىء بيض قطاة فشدخه قال : يرسل الفحل في عدد البيض من الغنم كما يرسل الفحل في عدد البيض من النعام في الإبل .

٥ ـ أبو عليّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرَّحمن بن الحجّاج ، عن سليمان بن خالد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : في كتاب عليّ صلوات الله عليه في بيض القطاة بكارة من الغنم إذا أصابه المحرم مثل ما في بيض النعام بكارة من الإبل .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن عليِّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل قتل فرخاً وهو محرم في غير الحرم ، فقال : عليه حمل وليس عليه قيمة لأنّه ليس في الحرم .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن ياسين الضّرير ، عن حريز ، عمّن حدّثه ، عن سليمان بن خالد قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن قيمة ما في القمري والدّبسي والسّماني والعصفور والبلبل فقال : قيمته فإن أصابه وهو محرم بالحرم فقيمتان ليس عليه فيه دمٌ .

٨ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام في القبّرة والعصفور والصعوة يقتلهم المحرم قال : عليه مدٌّ من طعام لكلّ واحد .

٩ ـ محمّد بن جعفر ، عن محمّد بن عبدالحميد ، عن سيف بن عميرة ، عن منصور بن حازم ، عن سليمان بن خالد ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : في كتاب أمير المؤمنين عليه السلام من أصاب قطاة أو حجلة أو درّاجة أو نظيرهنّ فعليه دم .

١٠ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن حمّاد بن عثمان قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل أصاب طيرين واحد من حمام الحرم والآخر من حمام غير الحرم ؛ قال : يشتري بقيمة الّذي من حمام الحرم قمحاً فيطعمه حمام الحرم ويتصدّق بجزاء الآخر .

باب ۹۳

پرندوں اور انڈوں کا کفارہ

۱۔ فرمایا اگر محرم کبوتری کو مارے تو کفارہ ایک بکری ہے اور اگر چوزہ کو قتل کرے تو بھیڑ کا بچہ جو چار ماہ سے کم نہ ہو اور اگر انڈے کچل ڈالے تو ایک درہم ہے۔

۲۔ فرمایا کبوتر اور اس کی مثل کے مار ڈالنے کا کفارہ محرم پر ایک بکری ہے اور اگر بچے مار ڈالے ہیں تو ان کے برابر دو بھیڑ کے بچے ہوں گے اگر شتر مرغ کے انڈے کچل کر بحالت احرام توڑ دے تو حضرت علی نے فرمایا کہ انڈوں کی تعداد کے مطابق نر اونٹ کو اونٹنی پر چھوڑے تاکہ وہ گابھن ہو پس اس سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ ہدی کی صورت میں کعبہ لے جایا جائے گا۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا محرم اگر تیتر مار ڈالے تو اس پر بھیڑ کا اتنا بڑا بچہ ہے جس کا دودھ چھوٹ گیا ہو اور پیڑ چرنے لگا ہو۔ (م)

۴۔ میں نے کہا اگر محرم تیتر کے انڈے کچل ڈالے فرمایا انڈوں کی تعداد کے مطابق بکری پر اس طرح چھوڑے جیسے شتر مرغ کے انڈوں کے کفارہ میں اونٹ کو چھوڑنا۔ (ض)

۵۔ مضمون وہی ہے جو اوپر ہے (ض)

۶۔ اگر محرم حرم کے علاوہ پرندہ کا بچہ مار ڈالے تو اس پر ایک بھیڑ کا کفارہ ہے قیمت اس کی نہیں کیونکہ وہ حرم میں نہیں۔ (ض)

۷۔ میں نے پوچھا قمری، بٹیر، تیتر، چڑیا اور بلبل کی قیمت کے متعلق فرمایا اگر محرم نے حرم میں مارا ہے تو دوگنی قیمت دینی ہوگی قربانی نہیں۔ (مجہول)

۸۔ فرمایا اگر کوئی چنڈول، چڑیا یا ممولا مار ڈالے تو ہر ایک کے بدلے ایک مد طعام دے (مرسل)

۹۔ کتاب امیر المومنین میں ہے جو کوئی قطاۃ (تیتر کی ایک قسم) حجلہ (ایک پرندہ) اور بڑا تیتر اور ان کی مثل اور پرندے مارنے پر قربانی کرنی ہوگی۔ (مجہول)

۱۰۔ میں نے کہا ایک شخص نے دو پرندے مارے ایک کبوتر حرم کا اور دوسرا غیر حرم کا، فرمایا حرم کے کبوتر کی قیمت کا گیہوں خریدے اور وہ حرم کے کبوتروں کی قیمت کا صدقہ دے۔ (ض)

﴿باب﴾

☆(القوم يجتمعون على الصيد وهم محرمون)☆

١ - عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً عن ابن أبي عمير ؛ وصفوان بن يحيى جميعاً ، عن عبدالرَّحمن بن الحجّاج قال : سألت أباالحسن عليه السلام عن رجلين أصابا صيداً وهما محرمان الجزاء بينهما أوعلى كلّ واحد منهما جزاءٌ ؟ فقال : لابل عليهما أن يجزي كلُّ واحد منهما الصّيد ، قلت : إنَّ بعض أصحابنا سألني عن ذلك فلم أدرما عليه ، فقال : إذا أصبتم مثل هذا فلم تدروا فعليكم بالاحتياط حتّى تسألوا عنه فتعلموا .

٢ - عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا اجتمع قومٌ على صيد وهم محرمون في صيده أو أكلوا منه فعلى كلّ واحد منهم قيمته .

٣ - أبوعليّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن الحكم

ابن أيمن ، عن يوسف الطاطري قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام صيد أكله قوم محرمون ؟ قال : عليهم شاة و ليس على الّذي ذبحه إلّا شاة .

٤ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن قوم اشتروا صيداً فقالت : رفيقة لهم اجعلوا لي فيه بدرهم فجعلوا لها ، فقال : على كلّ إنسان منهم فداء .

٥ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي ولّاد الحنّاط قال : خرجنا ستّة نفر من أصحابنا إلى مكّة فأوقدنا ناراً عظيمة في بعض المنازل أردنا أن نطرح عليها الحماً ذكيّاً وكنّا محرمين فمرّ بنا طائر صافّ ـ قال : حمامة أو شبهها ـ فأحرقت جناحه فسقط في النار فمات فاغتممنا لذلك فدخلت على أبي عبدالله عليه السلام بمكّة فأخبرته وسألته فقال : عليكم فداء واحد دم شاة تشتركون فيه جميعاً لأنّ ذلك كان منكم على غير تعمّد ولو كان ذلك منكم تعمّداً ليقع فيها الصيد فوقع ألزمت كلّ رجل منكم دم شاة ؛ قال أبو ولّاد و كان ذلك منّا قبل أن ندخل الحرم .

٦ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن شهاب ، عن زرارة ، عن أحدهما عليهما السلام في محرمين أصابا صيداً ، فقال : على كلّ واحد منهما الفداء .

باب

چند آدمیوں کا مل کر شکار کرنا

۱۔ میں نے کہا اگر دو شخص مل کر شکار کریں تو کفارہ دونوں کو دینا ہوگا یا ایک کو، فرمایا دونوں میں سے ہر ایک کو دینا ہوگا میں نے کہا بعض لوگ ایسے مسائل پوچھا کرتے ہیں اور ہم جواب نہیں جانتے، فرمایا احتیاط سے کام لو اور بے پوچھے نہ بتاؤ۔ (حسن)

۲۔ فرمایا اگر چند آدمی بحالت احرام مل کر شکار کریں یا اس کا گوشت کھائیں تو ان میں سے ہر ایک کو اس کی قیمت دینا ہوگی۔ (حسن)

۳۔ اگر چند محرم ایک شکار کو کھائیں تو ان سب پر ایک ایک بکری ہے اور ذبح کرنے والے پر ایک سے زیادہ نہیں (مجہول)

۴۔ میں نے کہا ایک شکار کو بہت سے لوگوں نے کھایا ہے ان کی ایک ساتھی عورت نے کہا، اس میں سے ایک درہم کا مجھے

دینے دو) ان میں سے ہر ایک کو ایک بکری کی قربانی کرنا ہوگی۔ (ح ن)

۵۔ اولاد حناط نے بیان کیا کہ ہم چھ آدمی مکہ کو چلے راستہ میں ایک جگہ ہم نے آگ روشن کی تاکہ اس پر پاک گوشت ڈالیں اور ہم سب محرم تھے ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا کبوتر یا اس جیسا، اس کے دونوں بازو جل گئے اور وہ آگ میں گر کر مر گیا ہم کو صدمہ ہوا۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ فرمایا تم سب پر صرف ایک فدیہ ہے۔ ایک بکری سب کے اشتراک سے، یہ اس لئے ہے کہ بغیر ارادہ ایسا ہوا اور اگر ارادۃً ایسا ہوتا تو تم سے ہر ایک کو ایک بکری دینا ہوتی۔ ابو ولاد نے کہا یہ واقعہ ہمارے حرم میں داخل ہونے سے پہلے ہوا تھا۔ (ح)

۶۔ میں نے کہا دو احرام والوں نے شکار کیا۔ فرمایا ان میں سے ہر ایک پر فدیہ ہے۔ (م)

﴿باب ۱۱﴾

☆(فصل ما بين صيد البر والبحر وما يحل للمحرم من ذلك)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا بأس بأن يصيد المحرم السمك ويأكل مالحه وطريّه ويتزوَّد . وقال : «اُحلَّ لكم صيد البحر وطعامه متاعاً لكم » قال : مالحه الّذي يأكلون وفصل ما بينهما كلُّ طير يكون في الآجام يبيض في البرِّ ويفرخ في البرِّ فهو من صيد البرِّ وما كان من صيد البرِّ يكون في البرِّ ويبيض في البحر ويفرخ في البحر فهو من صيد البحر .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كلُّ شيء يكون أصله في البحر ويكون في البرِّ والبحر فلا ينبغي للمحرم أن يقتله فإن قتله فعليه الجزاء كما قال الله عزَّ وجلَّ .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن العلاء ابن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن محرم قتل جرادة قال : كفٌّ من طعام وإن كان كثيراً فعليه دم شاة .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام في محرم قتل جرادة ، قال : يطعم تمرة والتمرة خير من جرادة .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : اعلم أنَّ ما وطئت من الدَّبا أو وطئته بعيرك فعليك فداؤه .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : مرّ عليّ صلوات الله عليه على قوم يأكلون جراداً فقال : سبحان الله وأنتم محرمون ؟! فقالوا : إنّما هو من صيد البحر ، فقال لهم : ارموه في الماء إذاً .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أحدهما عليهما السلام قال : المحرم يتنكّب الجراد إذا كان على الطريق فإن لم يجد بدّاً فقتل فلا شيء عليه .

٨ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق ابن عمّار ، عن أبي بصير قال : سألته عن الجراد يدخل متاع القوم فيدوسونه من غير تعمّد لقتله أو يمرّون به في الطريق فيطأونه ، قال : إن وجدت معدلاً فاعدل عنه فإن قتلته غير متعمّد فلا بأس .

٩ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد بن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان ، عن الطيّار ، عن أحدهما عليهما السلام قال : لا يأكل المحرم طير الماء .

باب ۱۱

خشکی اور تری کے جانوروں کے شکار میں فرق

۱۔ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر محرم مچھلی کا شکار کر لے اور جو اجزاء کھانے کے ہیں وہ کھا لے اور جدائی بیان کی بری اور بحری جانوروں میں ، ہر وہ پرندہ جو جنگل میں رہے اور خشکی میں انڈے بچے دے وہ خشکی کا شکار کہلائے گا اور جو خشکی میں پایا جائے اور انڈے بچے دریا میں دے تو وہ شکار دریائی کہلائے گا (مرسل)

۲۔ جس جانور کی اصل دریا میں ہو لیکن وہ خشکی اور تری دونوں میں رہتا ہو تو محرم کو چاہیے اسے قتل نہ کرے اور اگر مار ڈالے گا تو اس پر بحکم خدا بدلہ دینا ہوگا۔ (حسن)

۳۔ اگر محرم کسی ٹڈی کو مار دے تو ارشاد فرمایا ایک مٹھی بھر کھانا دو ایک بہت سی ٹڈیاں ہوں تو ایک گوسفند کا کفارہ دے

۴۔ فرمایا اگر محرم ایک ٹڈی کو مار ڈالے گا تو ایک چھوہارہ کسی کو کھلائے اور چھوہارا ٹڈی سے بہتر ہے (مرسل)

۵۔ فرمایا اگر تم نے ریے والا بیرا کچل دیا یا تمہارے اونٹ نے پامال کر دیا ہو تو تم پر اس کا فدیہ دینا ہے (حسن)

۶۔ فرمایا حضرت نے کہ حضرت علی علیہ السلام کچھ لوگوں کی طرف سے گزرے جو بحالت احرام ٹڈیاں کھا رہے تھے فرمایا سبحان اللہ تم محرم ہو یہ تو دریائی شکار ہے ان کو پانی میں ڈال دو (م)

۷۔ فرمایا محرم جب راستہ میں ٹڈیاں پائے تو انھیں ہٹا دے اور اگر چارہ کار نہ ہو تو مار ڈالے اس پر کوئی کفارہ نہ ہوگا۔ (ض)

۸۔ میں نے کہا اگر لوگوں کے سامان میں ٹڈیاں ہوں اور انھوں نے ان کو بغیر ارادہ کچل دیا ہو یا راہ میں ان کو پامال کر دیں فرمایا اگر ان سے بچا جا سکے تو بچا جائے ورنہ ان کے قتل میں کوئی مضائقہ نہیں (موثق)

۹۔ فرمایا محرم آبی پرندہ نہ کھائے (مرسل)

﴿باب﴾

﴿(المحرم يصيب الصيد مراراً)﴾

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام في المحرم يصيد الطّير ، قال : عليه الكفّارة في كلِّ ما أصاب .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في محرم أصاب صيداً قال : عليه الكفّارة ، قلت : فإن أصاب آخر قال : إذا أصاب آخر فليس عليه كفّارة وهو ممّن قال الله عزَّ وجلَّ : « ومن عاد فينتقم الله منه » .

قال ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه : إذا أصاب المحرم الصيد خطأ فعليه أبداً في كلِّ ما أصاب الكفّارة وإذا أصابه متعمّداً فإنَّ عليه الكفّارة فإن عاد فأصاب ثانياً متعمّداً فليس عليه الكفّارة وهو ممّن قال الله عزَّ و جلَّ : « ومن عاد فينتقم الله منه » .

باب

محرم کا کئی بار شکار کرنا

۱۔ اگر محرم بار بار شکار کرے تو ہر بار اسے کفارہ دینا ہوگا۔ (حسن)

۲۔ فرمایا جو محرم شکار کرے اس پر کفارہ ہے اور اگر دوبارہ کرے تو اس پر کفارہ نہیں اور وہ ان میں سے ہے جن کے متعلق خدا نے فرمایا ہے اور جو دوبارہ کرے تو اللہ اس سے انتقام لے گا۔ ابن ابی عمیر نے حضرت کے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ غلطی سے محرم شکار کرے تو ہمیشہ جب شکار کرے گا تو اس پر کفارہ ہوگا اور اگر عمداً کرے گا تو کفارہ ہوگا اور اگر دوبارہ عمداً اعادہ کرے گا تو اس پر کفارہ نہیں بلکہ موافق قول باری تم ان لوگوں میں سے ہوگا جن سے اللہ انتقام لے گا۔ (حسن)

﴿باب ۱۳۱﴾

☆(المحرم يصيب الصيد في الحرم)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن قتل المحرم حمامة في الحرم فعليه شاة و ثمن الحمامة درهم أو شبهه ، يتصدّق به أو يطعمه حمام مكّة فإن قتلها في الحرم وليس بمحرم فعليه ثمنها .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن صالح بن عقبة ، عن الحارث بن المغيرة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن رجل أكل بيض حمام الحرم وهو محرم ، قال : عليه لكلّ بيضة دم وعليه ثمنها سدس أو ربع الدرهم ـ الوهم من صالح ـ ثمّ قال : إنّ الدماء لزمته لأكله وهو محرم وإنّ الجزاء لزمه لأخذه بيض حمام الحرم .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن صالح بن عقبة ، عن يزيد بن عبدالملك عن أبي عبدالله عليه السلام عن رجل محرم مرّ وهو في الحرم فأخذ عنق ظبية فاحتلبها وشرب من لبنها قال : عليه دم وجزاؤه في الحرم ثمن اللّبن .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن صفوان ؛ وابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن أصبت الصيد وأنت حرام في الحرم فالفداء مضاعف عليك وإن أصبته وأنت حلال في الحرم فقيمة واحدة و إن أصبته و أنت حرام في الحلّ فإنّما عليك فداء واحد .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن بعض رجاله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّما يكون الجزاء مضاعفاً فيما دون البدنة حتّى يبلغ البدنة

فإذا بلغ البدنة فلا تضاعف لأنّه أعظم ما يكون ، قال الله عزّ وجلّ : « ومن يعظّم شعائر الله فإنّها من تقوى القلوب » .

٦ - عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي ولّاد الحنّاط ، عن حمران بن أعين ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قلت له : محرم قتل طيراً فيما بين الصفا والمروة عمداً ؟ قال : عليه الفداء والجزاء ويعزّر ، قال : قلت : فإن فعله في الكعبة عمداً ؟ قال : عليه الفداء والجزاء ويضرب دون الحدّ ويقام للناس كي ينكل غيره .

باب ۱۴۳

حرم میں شکار کرنا

۱۔ فرمایا حضرت نے اگر محرم قتل کرے کبوتر کو حرم میں تو اس کا کفارہ بکری ہے اور کبوتر کی قیمت ایک درہم یا اس کی مثل تصدق کرے یا دانہ کھلائے حرم کے کبوتروں کو اور اگر قتل کیا ہے حرم میں اور محرم نہیں ہے تو اس کی قیمت دینا ہوگی۔ (حسن)

۲۔ پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جس نے حرم کے کبوتروں کے انڈے کھا لیے ہوں فرمایا اس کو ہر انڈے کے بدلے قربانی دینا ہوگی اور اس کو دینا ہوگا چھٹا یا چوتھائی حصہ درہم کا، یہ راوی صالح کا وہم ہے (چھٹا یا چوتھائی حصہ صاع میں ہے نہ کہ درہم میں) پھر فرمایا قربانی لازم ہوگی جب بحالت احرام کھایا ہو اور بدلہ دینا لازم ہوگا اگر اس نے حرم کے کبوتر کا انڈہ لیا ہے۔ (ض)

۳۔ اگر محرم حرم میں ہرنی کو پکڑ کر اس کا دودھ پی لے تو اس پر قربانی ہے اور دودھ کی قیمت حرم میں دینا ہوگی۔ (ض)

۴۔ فرمایا اگر بحالت احرام حرم میں شکار کیا ہے تو فدیہ دوگنا دینا ہوگا اور اگر محل ہو کر حرم میں شکار کیا ہے تو ایک فدیہ ہوگا اور اگر بحالت احرام مقام حل میں شکار کیا ہے تو ایک فدیہ ہوگا۔ (حسن)

۵۔ فرمایا بدلہ دوگنا ہوگا جبکہ کفارہ بدنہ تک نہ پہنچے اور جب پہنچ جائے تو دوگنا نہ ہوگا کیونکہ یہ سب سے بڑا کفارہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شعایر اللہ کی تعظیم کرے تو یہ نشان ہوگا اس کے دلی تقوے کا (اور بدنہ شعایر

اللہ میں سے ہے۔ (مرسل)

۶۔ میں نے کہا اگر کوئی پرندہ کو عمداً صفا و مروہ کے درمیان قتل کرے فرمایا اس پر فدیہ بھی ہے قیمت بھی اور سزا بھی، میں نے کہا اگر کعبہ میں ایسا کرے فرمایا اس پر فدیہ بھی، اس کی قیمت بھی اور اس پر حد شرعی بھی جاری کی جائے گی لوگوں کے سامنے تاکہ پھر کوئی ایسا نہ کرے۔ (حسن)

﴿باب النوادر﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ؛ وابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ : «ليبلونّكم الله بشيء من الصيد تناله أيديكم ورماحكم » قال : حشرت لرسول الله صلى الله عليه وآله في عمرة الحديبية الوحوش حتّى نالتها أيديهم ورماحهم .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن قول الله عزَّ وجلَّ : «يا أيّها الّذين آمنوا ليبلونّكم الله بشيء من الصيد تناله أيديكم ورماحكم» قال : حشر عليهم الصيد في كلّ مكان حتّى دنا منهم ليبلوهم الله به .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن إبراهيم بن عمر اليمانيّ عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن قول الله عزَّ وجلَّ «ذوا عدل منكم » قال : العدل رسول الله صلى الله عليه وآله والإمام من بعده ثمَّ قال : هذا ممّا أخطأت به الكتّاب .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، رفعه في قوله تعالى «تناله أيديكم ورماحكم» قال : ما تناله الأيدي البيض والفراخ وما تناله الرِّماح فهو مالاتصل إليه الأيدي .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن زرارة قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن قول الله عزَّ وجلَّ «يحكم به ذوا عدل منكم» قال : العدل رسول الله صلى الله عليه وآله والإمام من بعده ثمَّ قال : هذا ممّا أخطأت به الكتّاب .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن بعض أصحابه ، عن أبي جميلة ، عن زيد الشحّام ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ : «ومن عاد

فينتقم الله منه ، قال : إنّ رجلاً انطلق وهو محرمٌ فأخذ ثعلباً فجعل يقرّب النّار إلى وجهه وجعل الثعلب يصيح ويحدث من إسته وجعل أصحابه ينهونه عمّا يصنع ثمّ أرسله بعدذلك فبينما الرّجل نائمٌ إذجاءته حيّة فدخلت في فيه فلم تدعه حتّى جعل يحدث كما أحدث الثعلب ثمّ خلّت عنه .

٧ ـ محمّد بن يحيى رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل أكل من لحم صيد لا يدري ماهو وهو محرم ، قال : عليه دم شاة .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عليّ بن عقبة ، عن أبيه عقبة بن خالد عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن رجل قضى حجّه ثمّ أقبل حتّى إذا خرج من الحرم استقبله صيدٌ قريب من الحرم و الصيد متوجّه نحو الحرم فرماه فقتله ، ما عليه في ذلك ؟ قال : يفديه على نحوه .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن مهزيار قال : سألت الرّجل عن المحرم يشرب الماء من قربة أو سقاء اتّخذ من جلود الصيد هل يجوز ذلك أم لا ؟ فقال : يشرب من جلودها .

باب ۱۲۸

نوادر

۱۔ فرمایا اس قول باری تعالیٰ کے متعلق ہر دو تم کو آزمائے گا کچھ اس شکار کے متعلق جسے تمہارے ہاتھ اور نیزے پا لیں ؟ فرمایا عمرہ حدیبیہ کے وقت وحشی جانور حضرت رسولِ خدا کے پاس اس طرح جمع ہو گئے تھے کہ وہ ہاتھوں سے پکڑ سکتے تھے اور نیزوں سے مار سکتے تھے۔ (حسن)

۲۔ اس آیت کے متعلق پوچھا لیبلونکم اللہ الخ
فرمایا ہر طرف سے ان کے گرد وحشی جانور جمع ہو گئے تھے تاکہ ان کی وجہ سے اللہ ان کا امتحان لے (حسن)

۳۔ فرمایا آیہ ذوا عدل منکم کے متعلق کہ عدل سے مراد رسول اللہ ہیں ان کے بعد امام نے فرمایا۔ اس میں کتابت کرنے والے نے خطا کی ہے (یعنی اصل صورت یہ ہے۔ ذو عدل منکم نہ کہ ذوا عدل) (حسن)

۴۔ آیہ تنالہ ایدیکم ورماحکم، کے متعلق فرمایا کہ تنالہ ایدی سے مراد ہے جن چیزوں کو ہاتھ سے پکڑ سکتے ہوں جیسے انڈے اور بچے اور رماحکم سے مراد ہے وہ شکار جو ہاتھ سے نہ پکڑا جا سکے۔ (مرفوع)

۵۔ آیہ یحکم بہ ذوا عدل منکم، کے متعلق فرمایا کہ عدل رسول اللہ ہیں اور ان کے بعد امام، پھر فرمایا یہ آیت منجملہ ان آیتوں کے ہے جن میں لکھنے والوں نے خطا کی ہے۔

۶۔ فرمایا اس آیت کے متعلق فمن عاد الخ کہ ایک شخص نے لومڑی کو پکڑ کر آگ سے اس کا منہ جھلس دیا لومڑی چیخ چلا رہی تھی اور اس کی مقعد سے پاخانہ نکل رہا تھا اس شخص کے ساتھی ایسا کرنے سے اسے منع کر رہے تھے۔ اس کے بعد اسے چھوڑ دیا۔ پس جبکہ یہ شخص سو رہا تھا ایک سانپ آیا اور اس کے منہ میں گھس گیا یہاں تک اس کا پاخانہ نکل گیا جس طرح لومڑی ہگ رہی تھی اس کے بعد سانپ نے اسے چھوڑ دیا۔ (ضعیف)

۷۔ میں نے پوچھا ایک شخص محرم نے شکار کا گوشت کھایا اور وہ نہ جانتا تھا کہ ایسا نہ کرنا چاہیے فرمایا اس کو قربانی دینا ہوگی جانور کے لحاظ سے۔ (مرفوع)

۸۔ سوال کیا ایک شخص ارکان حج ادا کر کے چلا ناگاہ ایک شکار حرم کی طرف سے جاتا ہوا ملا اس نے تیر مار کر اسے قتل کر دیا اس پر کیا کفارہ ہے فرمایا اس جانور کے لحاظ سے قربانی۔ (حسن)

۹۔ میں نے کہا ایک محرم نے ایسی مشک یا پیالہ سے پانی پیا جو شکار کے چمڑے سے بنا ہوا ہے آیا یہ جائز ہے یا نہیں فرمایا پی سکتا ہے۔ (ح)

﴿باب ۱۱۵﴾

٭(دخول الحرم)٭

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن أبيه، عن القاسم بن إبراهيم عن أبان بن تغلب قال: كنت مع أبي عبدالله عليه السلام مزاملة فيما بين مكّة و المدينة فلمّا انتهى إلى الحرم نزل واغتسل وأخذ نعليه بيديه ثمَّ دخل الحرم حافياً فصنعت مثل ما صنع، فقال: يا أبان من صنع مثل ما رأيتني صنعت تواضعاً لله محى الله عنه مائة ألف سيئة وكتب له مائة ألف حسنة و بنى الله عزَّ و جلَّ له مائة ألف درجة وقضى له مائة ألف حاجة.

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن صالح بن السنديِّ، عن جعفر بن عيسى، عن حسين بن المختار، عن أبي عبيدة قال: زاملت أباجعفر عليه السلام فيما بين مكّة و المدينة فلمّا انتهى

إلى الحرم اغتسل وأخذ نعليه بيديه ثمّ مشى في الحرم ساعة.

محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن عليّ بن الحكم، عن الحسين بن المختار. مثله.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن عليّ بن أبي حمزة، عن أبي بصير قال: قال أبوعبدالله عليه السلام: إذا دخلت الحرم فتناول من الإذخر فامضغه وكان يأمر أُمّ فروة بذلك.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا دخلت الحرم فخذ من الإذخر فامضغه.

قال الكلينيُّ: سألت بعض أصحابنا عن هذا فقال: يستحبُّ ذلك ليطيب بها الفم لتقبيل الحجر

٥ ـ أبو عليّ الأشعريُّ، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن صفوان، عن ذريح قال: سألته عن الغسل في الحرم قبل دخوله أو بعد دخوله قال: لا يضرُّك أيُّ ذلك فعلت وإن اغتسلت بمكّة فلا بأس وإن اغتسلت في بيتك حين تنزل بمكّة فلا بأس.

باب

حرم میں داخلہ

۱۔ میں مدینہ سے مکہ تک حضرت کا ہمسفر تھا جب آپ حرم کے پاس پہنچے تو سواری سے اترے اور غسل کیا اور اپنے جوتے اپنے ہاتھوں میں لیے اور ننگے پاؤں حرم میں داخل ہوئے۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر فرمایا اے ابان جو کوئی اس طرح کرے گا جس طرح میں نے کیا ہے از روئے تواضع تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک لاکھ گناہ محو کرے گا اور اس کے نام ایک لاکھ نیکیاں لکھے گا اور ایک لاکھ درجات عطا کرے گا اور ایک لاکھ حاجتیں بر لائے گا (مجہول)

۲۔ میں مکہ اور مدینہ کے سفر میں حضرت کے ساتھ تھا جب حرم کے قریب پہنچے تو آپ نے غسل کیا اور جوتے ہاتھ میں لیے تب حرم میں داخل ہوئے۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا جب حرم میں داخل ہو تو اذخر گھاس لے کر چباؤ ام فروہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ (ض)

۴۔ فرمایا جب حرم میں داخل ہو تو اذخر گھاس چباؤ، کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے اپنے بعض اصحاب سے اس کی وجہ دریافت کی، فرمایا تاکہ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت منہ خوشبودار ہو۔ (حسن)

۵۔ میں نے پوچھا حرم میں داخلہ کے لیے غسل قبل داخلہ ہے یا بعد میں فرمایا اگر مکہ میں داخل ہو کر غسل کر لو تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر مکہ میں آکر اپنے گھر میں نہالو تو کوئی حرج نہیں۔

﴿باب ۱۱۶﴾

☆(قطع تلبية المتمتع)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً عن صفوان بن يحيى ؛ وابن أبي عمير ؛ وصفوان ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إذا دخلت مكّة وأنت متمتّع فنظرت إلى بيوت مكّة فاقطع التلبية وحدّ بيوت مكّة الّتي كانت قبل اليوم عقبة المدنيّين وإنَّ الناس قد أحدثوا بمكّة مالم يكن فاقطع التلبية وعليك بالتكبير و التهليل والتحميد والثناء على الله عزَّ وجلَّ بما استطعت .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن حنان بن سدير عن أبيه قال : قال أبو جعفر وأبو عبدالله عليهما السلام : إذا رأيت أبيات مكّة فاقطع التلبية .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المتمتّع إذا نظر إلى بيوت مكّة قطع التلبية .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن أبي الحسن الرِّضا عليه السلام أنّه سئل عن المتمتّع متى يقطع التلبية ، قال : إذا نظر إلى أعراش مكّة عقبة ذي طوى ، قلت: بيوت مكّة ؟ قال : نعم .

باب ۱۱۶
حج تمتع میں قطع تلبیہ

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب تمتع کے ارادہ سے تم مکہ میں داخل ہوا ور مکہ کے مکانات نظر آنے لگیں اور عقبۃ المدنیین ان کی حد ہے لیکن لوگوں نے جو بات نہ تھی وہ پیدا کر لی ہے پس اس وقت تلبیہ قطع کرو اور تکبیر، تہلیل و تحمید و ثنائے الٰہی بجا لاؤ جتنی زیادہ بجا لا سکتے ہو۔ (حسن)

۲۔ فرمایا جب تم مکہ کے گھر دیکھو تو تلبیہ بند کر دو (حسن)

۳۔ ترجمہ اوپر ہے۔ (حسن)

۴۔ مضمون وہی جو اوپر لکھا گیا

﴿باب ۱۱﴾

☆(دخول مكة)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ بن فضّال ، عن يونس ابن يعقوب قال : قلت : لأبي عبدالله عليه السلام : من أين أدخل مكّة و قد جئت من المدينة ؟ فقال : اُدخل من أعلى مكّة و إذا خرجت تريد المدينة فاخرج من أسفل مكّة .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن يحيى ، عن طلحة بن زيد ، عن جعفر ، عن أبيه ، عن عليّ عليهم السلام أنّه كان إذا قدم مكّة بدء بمنزله قبل أن يطوف .

٣ ـ حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان ، عن محمّد الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ الله عزّ وجلّ يقول في كتابه : «وطهّر بيتي للطّائفين والعاكفين والرُّكّع السجود» فينبغي للعبد أن لا يدخل مكّة إلّا وهو طاهر قد غسل عرقه والأذى وتطهّر .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا انتهيت إلى الحرم إن شاء الله فاغتسل حين تدخله وإن تقدّمت فاغتسل من بئر ميمون أو من فخّ أو من منزلك بمكّة .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ قال : أمرنا أبو عبدالله عليه السلام أن نغتسل من فخّ قبل أن ندخل مكّة .

٦ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن الحسن بن عليّ ، عن أبان بن عثمان ، عن عجلان أبي صالح قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إذا انتهيت إلى بئر ميمون أو بئر عبدالصمد فاغتسل واخلع نعليك وامش حافياً وعليك السكينة والوقار .

٧ - عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ وسهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قال لي : إن اغتسلت بمكّة ثمّ نمت قبل أن تطوف فأعد غسلك .

٨ - أبو عليّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرَّحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا إبراهيم عليه السلام عن الرجل يغتسل لدخول مكّة ثمَّ ينام فيتوضّأ قبل أن يدخل أيجزئه ذلك أو يعيد ؟ قال : لا يجزئه لأنّه إنّما دخل بوضوء .

٩ - عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنّه قال : من دخلها بسكينة غفر له ذنبه ، قلت : كيف يدخلها بسكينة ؟ قال : يدخل غير متكبّر ولا متجبّر .

١٠ - الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن أبان ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا يدخل مكّة رجل بسكينة إلّا غفر له ، قلت : ما السكينة ؟ قال : يتواضع .

باب

دخول مکّہ

۱۔ میں نے کہا مکّہ میں کدھر سے داخل ہوں مدینہ سے آتے ہوئے۔ فرمایا آتے ہوئے اونچے حصہ سے اور جاتے وقت نیچے سے۔ (موثق)

۲۔ حضرت علی علیہ السلام جب مکہ آتے تو شروع کرتے اس کی منزلت کا اظہار طواف سے قبل۔ (حسن)

۳۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے اے ابراہیم و اسماعیل میرے گھر کو صاف ستھرا رکھو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے، پس بندہ کو چاہیے کہ سرزمین مکہ پر نہ داخل ہو مگر پاک و طاہر ہو کر، اپنے پسینے کو دھوئے اور اپنے بدن کو پاک کرے۔ (مرسل)

۴۔ جب حرم کے پاس پہنچو انشاء اللہ تو داخلہ کے وقت غسل کرو اور شہر سے باہر ہو تو بئر میمون یا مقام فخ یا

مکہ کے پاس والی منزل پر سے غسل کرکے داخل ہو۔ (حسن)

۵۔ حضرت نے مجھے حکم دیا غسل کرنے کا مقام فخ سے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے۔ (حسن)

۶۔ فرمایا جب بئر میمون یا بئر عبدالصمد پہ پہنچو تو وہیں غسل کرو اور جوتے اتار کر ننگے پاؤں چلو اور سکینہ اور وقار سے چلو۔ (موثق)

۷۔ فرمایا جب مکہ کے داخلہ کے لئے غسل کرو اور طواف سے پہلے سو جاؤ تو غسل کا اعادہ کرو (ض)

۸۔ فرمایا اگر کوئی دخول مکہ کے لئے غسل کرے پھر سو جائے پھر داخلہ سے پہلے وضو کرے آیا یہ کافی ہوگا یا اعادہ غسل کرے فرمایا کافی نہیں کیونکہ اس نے وضو ہی تو کیا ہے۔ (ح)

۹۔ فرمایا جو مکہ میں سکینہ کے ساتھ داخل ہوگا تو اللہ اس کے گناہ بخش دے گا۔ میں نے کہا سکینہ سے کیا مراد فرمایا از راہ تکبر و تجبر داخل نہ ہو۔ (حسن)

۱۰۔ فرمایا مکہ میں جو کوئی سکینہ سے داخل ہوگا اللہ اس کے گناہ بخش دے گا۔ میں نے کہا سکینہ کیا ہے فرمایا تواضع اختیار کرے۔ (ض)

﴿باب ۱۱۸﴾

✿(دخول المسجد الحرام)✿

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ؛ وابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا دخلت المسجد الحرام فادخله حافياً على السكينة والوقار والخشوع ، وقال : ومن دخله بخشوع غفر الله له إن شاء الله ، قلت : ما الخشوع ؟ قال : السكينة ، لا تدخله بتكبّر فإذا انتهيت إلى باب المسجد فقم وقل : «السلام عليك أيّها النبيُّ و رحمة الله و بركاته بسم الله وبالله ومن الله وماشاء الله و السلام على أنبياء الله و رسله والسلام على رسول الله والسلام على إبراهيم والحمد لله ربِّ العالمين» فإذا دخلت المسجد فارفع يديك و استقبل البيت وقل : «اللّهمَّ إنّي أسألك في مقامي هذا في أوَّل مناسكي أن تقبل توبتي وأن تجاوز عن خطيئتي وتضع عنّي وزري ، الحمد لله الّذي بلّغني بيته الحرام ، اللّهمَّ إنّي أشهد أنَّ هذا بيتك الحرام الّذي جعلته مثابة للناس وأمناً مباركاً وهدى للعالمين ،

اللّٰهمّ إنّي عبدك والبلد بلدك والبيت بيتك جئت أطلب رحمتك و أؤمّ طاعتك ، مطيعاً لأمرك ، راضياً بقدرك ، أسألك مسألة المضطرّ إليك الخائف لعقوبتك ، اللّٰهمّ افتح لي أبواب رحمتك واستعملني بطاعتك ومرضاتك ».

وروى أبوبصير عن أبي عبدالله عليه السلام قال : تقول وأنت على باب المسجد : « بسم الله وبالله ومن الله وماشاء الله وعلى ملّة رسول الله صلّى الله عليه وآله وخير الأسماء لله والحمد لله والسلام على رسول الله صلّى الله عليه وآله ، السلام على محمّد بن عبدالله السلام عليك أيّها النبيّ ورحمة الله وبركاته السلام على أنبياء الله ورسله ، السلام على إبراهيم خليل الرّحمن السلام على المرسلين والحمد لله ربّ العالمين ، السلام علينا وعلى عبادالله الصالحين ، اللّٰهمّ صلّ على محمّد وآل محمّد وبارك على محمّد وآل محمّد وارحم محمّداً وآل محمّد كما صلّيت وباركت وترحّمت على إبراهيم وآل إبراهيم إنّك حميدٌ مجيد ، اللّٰهمّ صلّ على محمّد [وآل محمّد] عبدك ورسولك وعلى إبراهيم خليلك وعلى أنبيائك ورسلك وسلّم عليهم وسلام على المرسلين والحمد لله ربّ العالمين ، اللّٰهمّ افتح لي أبواب رحمتك واستعملني في طاعتك ومرضاتك واحفظني بحفظ الإيمان أبداً ما أبقيتني ، جلّ ثناء وجهك ، الحمد لله الّذي جعلني من وفده وزوّاره وجعلني ممّن يعمر مساجده وجعلني ممّن يناجيه ، اللّٰهمّ إنّي عبدك وزائرك في بيتك وعلى كلّ مأتيّ حقّ لمن أتاه وزاره وأنت خير مأتيّ وأكرم مزور فأسألك يا الله يا رحمن بأنّك أنت الله الّذي لا إله إلّا أنت وحدك لا شريك لك وبأنّك واحد أحد صمد لم تلد ولم تولد ولم يكن له كفواً أحد وأنّ محمّداً عبدك ورسولك صلّى الله عليه وعلى أهل بيته ياجواد يا كريم يا ماجد يا جبّار يا كريم ، أسألك أن تجعل تحفتك إيّاي بزيارتي إيّاك أوّل شيء تعطيني فكاك رقبتي من النّار ، اللّٰهمّ فكّ رقبتي من النّار - تقولها ثلاثاً - وأوسع عليّ من رزقك الحلال الطيّب وادرء عنّي شرّ شياطين الإنس والجنّ وشرّ فسقة العرب والعجم ».

باب ۱۱۵

مسجد الحرام میں داخلہ

۱۔ فرمایا جب مسجد الحرام میں داخل ہو تو ننگے پیر سکینہ و وقار و خشوع کے ساتھ اور فرمایا جو اس طرح

داخل ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔ میں نے کہا خشوع کیا ہے فرمایا سکینہ تکبر سے اس میں نہ جاؤ جب باب مسجد پر پہنچو تو کھڑے ہو کر کہو: السلام عليك أيها النبي و رحمة الله و بر كاته

بسم الله و بالله و من الله و ماشاء الله و السلام على أنبياء الله و رسله والسلام على رسول الله والسلام على إبراهيم والحمد لله رب العالمين

میرا سلام ہو اے نبی اور اللہ کی رحمت و برکت آپ پر بسم اللہ و باللہ و من اللہ ماشاء اللہ اور سلام ہو انبیا و مرسلین خدا پر اور سلام ہو رسول اللہ پر اور سلام ہو حضرت ابراہیمؑ اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جب مسجد میں داخل ہو تو اپنے ہاتھ بلند کرو اور خانۂ کعبہ کی طرف رخ کر کے کہو «اللهم إني أسألك في مقامي هذا في أول مناسكي أن تقبل توبتي وأن تجاوز عن خطيئتي وتضع عني وزري ، الحمد لله الذي بلغني بيته الحرام ، اللهم إني أشهد أن هذا بيتك الحرام الذي جعلته مثابة للناس وأمناً مباركاً وهدى للعالمين ، اللهم إني عبدك والبلد بلدك والبيت بيتك جئت أطلب رحمتك و أؤم طاعتك ، مطيعاً لأمرك ، راضياً بقدرك ، أسألك مسألة المضطر إليك الخائف لعقوبتك ، اللهم افتح لي أبواب رحمتك واستعملني بطاعتك و مرضاتك »

یا اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے اس مقام میں جو میری پہلی عبادت ہے کہ میری توبہ قبول کر اور میری خطا سے درگزر کر اور میرے گناہوں کے بوجھ کو مجھ سے ہٹا دے۔ حمد ہے اس ذات کے لئے جس نے مجھے اپنے حرمت والے گھر بھیجا۔ میں گواہی دیتا ہوں یہ تیرا صاحب حرمت والا گھر ہے جسے تو نے لوگوں کے لئے ثواب پانے کی جگہ بنایا ہے اور امن و برکت والا اور تمام عالموں کے لئے ہدایت، میں تیرا بندہ ہوں اور یہ شہر تیرا شہر ہے اور یہ گھر تیرا گھر ہے میں تیری رحمت کا طالب ہوں اور تیری اطاعت کا خواستگار، تیرے حکم کا مطیع اور تیری قدر پر راضی، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے مضطر ہو کر اور تیرے عذاب سے ڈر کر، یا اللہ میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے اور مجھ سے اپنی اطاعت اور مرضی کا عمل کرا، اور ابو بصیر سے روایت ہے کہ حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ یوں کہے جب مسجد کے دروازے پر پہنچے

« بسم الله وبالله ومن الله وماشاء الله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وآله وخير الأسماء لله والحمد لله والسلام على رسول الله صلى الله عليه وآله ، السلام على محمد بن عبدالله السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته السلام على أنبياء الله ورسله ، السلام على إبراهيم خليل الرحمن السلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين ، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين ، اللهم صل

على محمد و آل محمد و بارك على محمد و آل محمد وارحم محمداً و آل محمد كما صلّيت و باركت و ترحّمت على إبراهيم و آل إبراهيم إنّك حميدٌ مجيد، اللّهمّ صلّ على محمد [و آل محمد] عبدك و رسولك وعلى إبراهيم خليلك وعلى أنبيائك ورسلك وسلّم عليهم وسلام على المرسلين والحمدلله ربّ العالمين، اللّهمّ افتح لي أبواب رحمتك و استعملني في طاعتك ومرضاتك واحفظني بحفظ الإيمان أبداً ما أبقيتني، جلّ ثناء وجهك، الحمدلله الّذي جعلني من وفده وزوّاره و جعلني ممّن يعمر مساجده وجعلني ممّن يناجيه، اللّهمّ إنّي عبدك و زائرك في بيتك وعلى كلّ مأتيّ حقّ لمن آتاه وزاره وأنت خير مأتيّ وأكرم مزور فأسألك يا الله يا رحمن بأنّك أنت الله الّذي لا إله إلّا أنت وحدك لا شريك لك و بأنّك واحد أحدٌ صمدٌ لم تلد ولم تولد ولم يكن له كفواً أحد(۲) وأنّ محمداً عبدك ورسولك صلّى الله عليه و على أهل بيته يا جواد يا كريم يا ماجد يا جبّار يا كريم، أسألك أن تجعل تحفتك إيّاي بزيارتي إيّاك أوّل شيء تعطيني فكاك رقبتي من النّار، اللّهمّ فكّ رقبتي من النّار - تقولها ثلاثاً - وأوسع عليّ من رزقك الحلال الطيّب وادره عنّي شرّ شياطين الإنس و الجنّ و شرّ فسقة العرب والعجم».

بسم اللہ و باللہ و من اللہ و ما شاء اللہ اور ملت رسول اللہ پر اور بہترین اسماء اللہ ہی کے لئے ہیں اور حمد بھی اللہ ہی کے لئے ہے اور سلام ہو رسول خدا پر اور محمد بن عبداللہ پر اور سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت و برکت ہو سلام ہو تمام انبیاءؑ و مرسلین پر سلام ہو ابراہیم خلیل پر سلام ہو مرسلین پر اور حمد ہے اللہ کے لئے جو رب العالمین ہے اور سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر یا اللہ رحمت نازل کر محمدؐ و آل محمد پر اور برکت نازل کر محمد و آل محمد پر اور رحم کر محمد و آل محمد پر جیسے تو نے برکت و رحمت نازل کی ابراہیم و آل ابراہیم پر، تو حمید و مجید ہے یا اللہ رحمت نازل کر محمد و آل محمد پر، وہ محمد جو تیرے بندے اور تیرے رسولؐ ہیں اور ابراہیم پر جو تیرے خلیل ہیں اور اپنے انبیاء اور مرسلین پر اور سلام ہو ان پر اور مرسلین پر اور حمد کا سزاوار رب العالمین ہے یا اللہ میرے لئے ابواب رحمت کو کھول دے اور توفیق دے کہ تیری اطاعت اور مرضی کا عمل مجھ سے صادر ہو اور ایمان کی حفاظت کے ساتھ میری حفاظت کر اور یہ حمد ہے اس خدا کے لئے جس نے مجھے اپنے گھر بلایا اور اس کا زائر بنایا اور مجھے ان لوگوں میں سے قرار دیا جو مساجد کو آباد کرتے ہیں اور مناجات کرنے والوں میں سے بنایا یا اللہ میں تیرا بندہ ہوں تیرے گھر کا زائر ہوں اور تو ان میں سب سے بہتر ہے جس کے پاس آیا جائے تو مستحق ہے اس کا کہ بندہ تیرے

پاس آئے اور تیرے گھر کی زیارت کرے۔ میں سوال کرتا ہوں اسے رحمٰن اور اقرار کرتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیرا کوئی شریک نہیں تو واحد و احد و صمد ہے نہ تو کسی کو پیدا کیا نہ تجھے کسی نے پیدا کیا۔ کوئی تیرا کفو نہیں۔ محمدؐ تیرے عبد رسول ہیں اے جواد و کریم اے ماجد! ان پر اور ان کی آل پر صلوٰۃ ہو۔

اے جبار اے کریم میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے لیے قرار دے میری زیارت کو اپنا تحفہ اور سب پہلے عطا کر میری گردن کی آزادی نار جہنم سے اور میرے رزق حلال و طیّب میں وسعت دے اور دور رکھ مجھ کو شر شیاطین و انس و جن سے اور فاسقان عرب و عجم کے شر سے۔ (حسن)

﴿ باب ۱۱۹ ﴾

☆(الدعاء عند استقبال الحجر و استلامه)☆

۱ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن ابن أبي عمير ؛ و صفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا دنوت من الحجر الأسود فارفع يديك واحمد الله و اثن عليه و صلّ على النبيّ صلى الله عليه وآله و اسأل الله أن يتقبّل منك ثمّ استلم الحجر وقبّله فإن لم تستطع أن تقبّله فاستلمه بيدك فإن لم تستطع أن تستلمه بيدك فأشر إليه وقل : « اللّهمّ أمانتي أدّيتها وميثاقي تعاهدته لتشهدلي بالموافاة ، اللّهمّ تصديقاً بكتابك وعلى سنّة نبيّك أشهد أن لا إله إلّا الله وحده لا شريك له وأنّ محمّداً عبده و رسوله آمنت بالله و كفرت بالجبت والطاغوت و باللّات والعزّى وعبادة الشيطان و عبادة كلّ ندّ يدعى من دون الله » فإن لم تستطع أن تقول هذا كلّه فبعضه وقل : « اللّهمّ إليك بسطت يدي و فيما عندك عظمت رغبتي فاقبل سبحتي واغفرلي وارحمني ، اللّهمّ إنّي أعوذبك من الكفر والفقر و مواقف الخزي في الدّنيا والآخرة » .

٢ ـ وفي رواية أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا دخلت المسجد الحرام فامش حتّى تدنو من الحجر الأسود فتستقبله و تقول : « الحمدلله الّذي هدانا لهذا وما كنّا لنهتدي لولا أن هدانا الله سبحان الله والحمدلله ولا إله إلّا الله والله أكبر ، أكبر من خلقه وأكبر ممّن أخشى وأحذر ولا إله إلّا الله وحده لا شريك له ، له الملك وله الحمد يحيي و يميت ويميت ويحيي بيده الخير وهو على كلّ شيء قدير ، وتصلّي على النبيّ وآل النبيّ

[صلّى الله عليه وعليهم] و تسلّم على المرسلين كما فعلت حين دخلت المسجد ثمّ تقول :

« اللّهمّ إنّي اُومن بوعدك واُوفي بعهدك » ثمّ ذكر كما ذكر معاوية .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عمّن ذكره ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا دخلت المسجد الحرام وحاذيت الحجر الأسود فقل : «أشهد أن لا إله إلّا الله وحده لاشريك له وأشهد أنّ محمّداً عبده و رسوله آمنت بالله و كفرت بالطاغوت وباللاّت والعزّى وبعبادة الشيطان و بعبادة كلّ ندّ يدعى من دون الله » ثمّ ادن من الحجر واستلمه بيمينك ثمّ تقول : « بسم الله والله أكبر ، اللّهمّ أمانتي أدّيتها وميثاقي تعاهدته لتشهد عندك لي بالموافاة » .

باب ۱۱۹

دعائے استقبال حجر

۱۔ فرمایا جب حجر اسود سے قریب ہو تو ہاتھ اٹھا کر اللہ کی حمد و ثنا کرو اور نبی پر درود بھیجو اور اللہ سے سوال کرو کہ وہ تمہاری عبادت قبول کرے پھر حجر اسود کو بوسہ دو اور اگر ممکن نہ ہو تو ہاتھ سے بوسہ دو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اس کی طرف اشارہ کرو اور کہو یا اللہ میں نے اپنی امانت کو ادا کیا اور اپنے عہد کو پورا کیا تاکہ تو پورا ہونے کی گواہی دے یا اللہ میں تصدیق کرتا ہوں تیری کتاب کی اور میں تیرے نبی کی سنت پر ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور محمدؐ اس کے عبد و رسولؐ ہیں میں اللہ پر ایمان لایا ہوں اور میں نے انکار کیا ہے شیاطین لات و عزیٰ سے اور شیاطین کی عبادت سے اور ہر اس ذات کی عبادت سے جسے اللہ کے سوا پوجا جاتا ہے اور یہ سب کہنا ممکن نہ ہو تو کہو یا اللہ میں نے تیری بارگاہ میں ہاتھ پھیلایا ہے اور جو تیرے ید قدرت میں ہے اس کی طرف پوری رغبت کی ہے۔ پس تو میری تسبیح کو قبول کر اور مجھے بخش دے اور رحم کر۔ یا اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کفر و فقر سے اور ذلت کے مواقع سے دنیا و آخرت میں۔

۲۔ حضرت نے فرمایا جب مسجد الحرام میں داخل ہو پس چلو اور حجر اسود کے قریب آؤ اسے بوسہ دو اور کہو

الحمد لله الّذي هدانا لهذا وما كنّا لنهتدي لولا أن هدانا الله سبحان الله والحمد لله ولا إله إلّا الله والله أكبر ، أكبر من خلقه وأكبر ممّن أخشى وأحذر ولا إله إلّا الله وحده لاشريك له

، له الملك وله الحمد يحيي ويميت ويميت ويحيي بيده الخير وهو علی كل شيء قدير حمد ہے اس اللہ کی جس نے ہمیں ہدایت کی اور اگر وہ ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے ملک ہے اللہ اور سزاوار حمد ہے اللہ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکبر ہے اپنی مخلوق سے اور اکبر ہے ہر اس چیز سے جس نے اسے پیدا کیا وہ وحدہٗ لاشریک ہے ملک اسی کا ہے حمد کا سزاوار وہی ہے وہ جلاتا اور مارتا ہے اور مارتا اور جلاتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے اور درود بھیجو محمد و آل محمد پر اور سلام بھیجو مرسلین پر اس طرح جس طرح مسجد میں داخل ہوتے وقت بھیجا تھا پھر کہو یا اللہ میں تیرے وعدہ پر ایمان لایا ہوں تیرے عہد کو پورا کرتا ہوں پھر آپؑ نے ذکر کیا اس کا جو معاویہ ذکر کیا کرتا تھا۔ (مرسل)

۳۔ فرمایا حضرت نے جب تم مسجد الحرام میں داخل ہو اور محاذ حجر اسود میں پہنچو تو کہو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ ، میں اللہ پر ایمان لایا اور میں نے انکار کیا شیاطین اور لات و عزیٰ کا اور عبادت شیاطین کا اور ہر اس کی عبادت کا جس کو خدا کا مثل قرار دے کر پوجا جاتا ہے پھر حجر کے قریب جا کر داہنے ہاتھ سے مس کرو اور کہو بسم اللہ و باللہ واللہ اکبر۔ یا اللہ یہ میری امانت تھی جسے میں نے پورا کیا اور عہد تھا جسے میں نے پورا کیا تاکہ تو پورا ہونے کی گواہی دے۔ (مرسل)

﴿ باب ۱۲ ﴾

☆(الاستلام والمسح)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن يعقوب بن شعيب قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن استلام الرُّكن قال : استلامه أن تلصق بطنك به والمسح أن تمسحه بيدك .

باب ۱۲

چومنا اور چھونا

۱۔ میں نے استلام رکن کے متعلق پوچھا۔ فرمایا استلام کی صورت یہ ہے کہ اپنے شکم کو اس سے ملا دے اور مسح یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے اسے چھوئے۔

﴿ باب ۱۳ ﴾

☆(المزاحمة على الحجر الاسود)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال :

قال أبو عبدالله عليه السلام : كنّا نقول : لابدّ أن نستفتح بالحجر ونختم به فأمّا اليوم فقد كثر الناس .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ و محمّد بن إسماعيل عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ؛ وابن أبي عمير ، عن عبدالرحمن بن الحجّاج عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كنت أطوف وسفيان الثوري قريب منّي فقال : يا أباعبدالله كيف كان رسول الله صلى الله عليه وآله يصنع بالحجر إذا انتهى إليه ، فقلت : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يستلمه في كلّ طواف فريضة ونافلة ، قال : فتخلّف عني قليلاً فلمّا انتهيت إلى الحجر جزت ومشيت فلم أستلمه فلحقني فقال : يا أباعبدالله ألم تخبرني أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله كان يستلم الحجر في كلّ طواف فريضة ونافلة ؟ قلت : بلى ، قال : فقد مررت به فلم تستلم ؟ فقلت : إنّ الناس كانوا يرون لرسول الله صلى الله عليه وآله ما لا يرون لي و كان إذا انتهى إلى الحجر أفرجوا له حتّى يستلمه وإنّي أكره الزّحام .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن صفوان بن يحيى ، عن سيف التمار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أتيت الحجر الأسود فوجدت عليه زحاماً فلم ألق إلّا رجلاً من أصحابنا فسألته فقال : لابدّ من استلامه فقال : إن وجدته خالياً وإلّا فسلّم من بعيد .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل حجّ ولم يستلم الحجر ، فقال : هو من السنّة فإن لم يقدر فالله أولى بالعذر .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن يعقوب بن شعيب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي لا أخلص إلى الحجر الأسود فقال : إذا طفت طواف الفريضة فلا يضرّك .

٦ ـ حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان ، عن محمّد الحلبيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الحجر إذا لم أستطع مسّه وكثر الزّحام ؟ فقال: أمّا الشيخ الكبير والضعيف والمريض فمرخّص وما أحبّ أن تدع مسّه إلّا أن لا تجد بدّاً .

٧ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن أحمد بن محمّد بن

أبي نصر ، عن محمد بن عبيدالله قال : سئل الرِّضا عليه السلام عن الحجر الأسود وهل يقاتل عليه النّاس إذا كثروا ؟ قال : إذا كان كذلك فأوم إليه إيماء بيدك .

٨ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيّوب الخزّاز ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس على النساء جهر بالتلبية ولا استلام الحجر ولادخول البيت ولا سعي بين الصّفا والمروة ـ يعني الهرولة ـ .

٩ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أحمد بن موسى ، عن عليِّ ابن جعفر ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : استلموا الرُّكن فإنّه يمين الله في خلقه يصافح بها خلقه مصافحة العبد ـ أو الرَّجل ـ يشهد لمن استلمه بالموافاة .

١٠ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عليِّ بن النعمان ، عن سعيد الأعرج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن استلام الحجر من قبل الباب ، فقال : أليس إنّما تريد أن تستلم الرُّكن ؟ قلت : نعم ، قال : يجزئك حيث مانالت يدك .

باب ۱۲۱

مزاحمت حجر اسود پر

۱- حضرت نے فرمایا افتتاح حجر اسود سے کرو اور اسی پر ختم کرو لوگوں کی اب کثرت ہے۔ (صحیح)

۲- حضرت نے فرمایا میں طواف کر رہا تھا اور سفیان ثوری میرے قریب تھا مجھ سے کہنے لگا۔ اے ابو عبداللہ، رسول اللہ کا عمل حجر اسود کے پاس آکر کیا ہوتا تھا۔ میں نے کہا آنحضرت ہر طواف میں خواہ فریضہ ہو یا نافلہ استلام کرتے تھے یہ سن کر وہ مجھ سے کچھ دور ہٹ گیا جب میں حجر کے پاس گیا تو آگے بڑھ گیا استلام نہ کیا۔ اس نے کہا۔ اے ابو عبداللہ کیا آپ نے یہ نہیں بتایا کہ رسول اللہ ہر طواف کے بعد استلام حجر اسود کیا کرتے تھے نافلہ ہو یا فریضہ لیکن آپ بغیر استلام کے گزر گئے میں نے کہا ہاں ایسا ہی ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ رسول اللہ کے لئے جو روا رکھتے تھے ہمارے لئے روا نہیں رکھتے۔ جب حضرت حجر تک پہنچتے تھے لوگ ہٹ جاتے تھے اور آپ استلام کر لیتے تھے ہمیں اژدہام مانع ہے۔ (حسن)

۳- میں نے حضرت سے کہا جب میں حجر اسود کے پاس آیا تو میں نے بہت ہجوم پایا اپنے ایک دوست سے اس کے متعلق

پوچھا اس نے کہا استلام ضروری ہے فرمایا اگر خالی جگہ ہو تو کرو ورنہ دور سے بوسہ دے لو۔ (م)

۴۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص نے حج کیا استلام نہیں کیا۔ فرمایا وہ سنت ہے اگر قدرت نہ ہو تو اللہ بہتر عذر کا جاننے والا ہے۔

۵۔ میں نے کہا میں حجر اسود تک نہیں پہنچ سکا فرمایا جب تم نے طواف فریضہ ادا کر لیا تو کوئی حرج نہیں۔ (م)

۶۔ میں نے حضرت سے کہا اگر حجر کو مس کرنا ممکن نہ ہو اور ہجوم زیادہ ہو۔ فرمایا شیخ کبیر اور ضعیف اور مریض کے لئے اجازت ہے اور میں مس کرنے کے ترک کو پسند نہیں کرتا مگر جب چارہ کار نہ ہو۔ (مرسل)

۷۔ امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا حجر اسود کے بارے میں کہ آیا جب لوگوں کی کثرت ہو تو ان کو بزور پیچھے ہٹانے کے لئے لڑائی کی جائے فرمایا اگر ایسی صورت ہو تو ہاتھ سے اشارہ کیا جائے۔ (مجہول)

۸۔ فرمایا عورتیں باآواز بلند تلبیہ نہ کریں اور نہ استلام حجر کریں اور نہ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوں اور نہ سعی صفا و مروہ میں ہرولہ کریں۔ (حسن)

۹۔ حضرت نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے استلام حجر کرو کہ وہ بمنزلہ خدا کے داہنے ہاتھ کے ہے اس کی مخلوق میں جس سے وہ اپنی مخلوق سے مصافحہ کرتا ہے یہ مصافحہ بندہ کا خدا سے ہے یہ حجر اپنے استلام کرنے والے کے عہد پورا کرنے کی گواہی دے گا۔ (مجہول)

۱۰۔ میں نے استلام حجر کے متعلق پوچھا دروازہ کی طرف سے۔ فرمایا کیا ایسا نہیں کہ تم رکن کے استلام کا ارادہ رکھتے ہو۔ میں نے کہا ہاں ارادہ تو ہے فرمایا تو یہ کافی ہے اگر ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچتا۔ (م)

﴿ باب ۱۲۳ ﴾

☆(الطواف و استلام الاركان)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان عن ابن أبي عمير ؛ وصفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : طف بالبيت سبعة أشواط وتقول في الطواف : «اللّهمَّ إنّي أسألك باسمك الّذي يمشى به على طلل الماء كما يمشى به على جدد الأرض وأسألك باسمك الّذي يهتزُّ له عرشك وأسألك باسمك الّذي تهتزُّ له أقدام ملائكتك و أسألك باسمك الّذي دعاك به موسى من جانب الطور فاستجبت له وألقيت عليه محبّة منك وأسألك باسمك الّذي غفرت به لمحمد صلى الله عليه وآله ما تقدَّم من ذنبه وما تأخّر وأتممت عليه نعمتك أن تفعل بي كذا و

كذا - ما أحببت من الدُّعاء - ؛ وكلّما انتهيت إلى باب الكعبة فصلّ على النبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ و تقول فيما بين الركن اليمانيّ والحجر الأسود : «ربّنا آتنا في الدُّنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النّار» وقل في الطّواف : «اللّهمّ إنّي إليك فقير وإنّي خائف مستجير فلا تغيّر جسمي ولا تبدّل اسمي».

٢ - عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن محمّد بن سنان عن عبدالله بن مسكان قال : حدّثني أيّوب أخو اُديم ، عن الشيخ قال : قال لي أبي : كان أبي عَلَيْهِ السَّلَامُ إذا استقبل الميزاب قال : «اللّهمّ اعتق رقبتي من النّار وأوسع عليَّ من رزقك الحلال وادرء عنّي شرّ فسقة الجنّ والإنس وأدخلني الجنّة برحمتك».

٣ - أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن إبراهيم بن أبي البلاد ، عن عبدالسلام ابن عبدالرَّحمن بن نعيم قال : قلت لأبي عبدالله عَلَيْهِ السَّلَامُ : دخلت طواف الفريضة فلم يفتح لي شيء من الدُّعا إلّا الصلاة على محمّد وآل محمّد وسعيت فكان كذلك ؟ فقال : ما اُعطي أحد ممّن سأل أفضل ممّا أعطيت .

٤ - محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن يعقوب بن شعيب قال : قلت لأبي عبدالله عَلَيْهِ السَّلَامُ : ما أقول إذا استقبلت الحجر ؟ فقال : كبّر وصلّ على محمّد وآله ، قال : وسمعته إذا أتى الحجر يقول : «الله أكبر السلام على رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ».

٥ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن عاصم ، عن أبي عبدالله عَلَيْهِ السَّلَامُ قال : كان عليّ بن الحسين عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إذا بلغ الحجر قبل أن يبلغ الميزاب يرفع رأسه ثمّ يقول : «اللّهمّ أدخلني الجنّة برحمتك - وهو ينظر إلى الميزاب - و أجرني برحمتك من النار وعافني من السقم وأوسع عليَّ من الرِّزق الحلال وادرء عنّي شرّ فسقة الجنّ والإنس وشرّ فسقة العرب والعجم».

٦ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة قال : سمعت أباعبدالله عَلَيْهِ السَّلَامُ يقول لمّا انتهى إلى ظهر الكعبة حين يجوز الحجر : «ياذا المنّ والطول والجود والكرم إنّ عملي ضعيف فضاعفه لي وتقبّله منّي إنّك أنت السميع العليم».

٧ - عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن

سويد ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : يستحبّ أن تقول بين الرّكن والحجر : «اللّهمّ آتنا في الدّنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار» وقال : إنّ ملكاً موكّلاً يقول : آمين .

٨ ـ أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن يحيى ، عن غياث بن إبراهيم ، عن جعفر ، عن أبيه عليهما السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله لا يستلم إلّا الرّكن الأسود و اليمانيّ ثمّ يقبّلهما و يضع خدّه عليهما ورأيت أبي يفعله .

٩ ـ أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن صالح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كنت أطوف بالبيت فإذا رجل يقول : ما بال هذين الركنين يستلمان ولا يستلم هذان ؟ فقلت : إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله استلم هذين ولم يعرّض لهذين فلا تعرّض لهما إذا لم يعرّض لهما رسول الله صلى الله عليه وآله ؛ قال جميل : ورأيت أبا عبدالله عليه السلام يستلم الأركان كلّها .

١٠ ـ أحمد بن محمّد ، عن البرقيّ ، رفعه ، عن زيد الشحّام أبي أسامة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كنت أطوف مع أبي عبدالله عليه السلام وكان إذا انتهى إلى الحجر مسحه بيده وقبّله و إذا انتهى إلى الرّكن اليمانيّ التزمه فقلت : جعلت فداك تمسح الحجر بيدك وتلتزم اليمانيّ ؟ فقال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ما أتيت الرّكن اليمانيّ إلّا وجدت جبرئيل قد سبقني إليه يلتزمه .

١١ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن عليّ ، عن ربعيّ ، عن العلاء بن المقعد قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : إنّ الله عزّ وجلّ وكّل بالرّكن اليمانيّ ملكاً هجّيراً يؤمّن على دعائكم .

١٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن العلاء بن المقعد قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : إنّ ملكاً موكّلاً بالرّكن اليمانيّ منذ خلق الله السماوات و الأرضين ليس له هجّير إلّا التأمين على دعائكم فلينظر عبد بما يدعو ، فقلت له : ما الهجّير ؟ فقال : كلام من كلام العرب أي ليس له عمل . وفي رواية اُخرى ليس له عمل غير ذلك .

١٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية [بن عمّار] ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الرّكن اليمانيّ باب من أبواب الجنّة لم يغلقه الله منذ فتحه .

وفي رواية اُخرى بابنا إلى الجنّة الّذي منه ندخل .

١٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن عليٍّ بن النعمان ، عن إبراهيم بن سنان ، عن أبي مريم قال : كنت مع أبي جعفر عليه السلام أطوف فكان لايمرُّ في طواف من طوافه بالرُّكن اليمانيِّ إلّا استلمه ثمَّ يقول : اللّهمَّ تب عليَّ حتّى أتوب و اعصمني حتّى لاأعود .

١٥ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن أبي الفرج السنديِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كنت أطوف معه بالبيت فقال : أيُّ هذا أعظم حرمة؟ فقلت : جعلت فداك أنت أعلم بهذا منّي فأعاد عليَّ فقلت له : داخل البيت ، فقال : الرُّكن اليمانيُّ على باب من أبواب الجنّة مفتوح لشيعة آل محمّد ، مسدود عن غيرهم ، وما من مؤمن يدعو بدعاء عنده إلّا صعد دعاؤه حتّى يلصق بالعرش ، ما بينه و بين الله حجابٌ .

١٦ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ في هذا الموضع ـ يعني حين يجوز الرُّكن اليمانيَّ ـ ملكاً اُعطي سماع أهل الأرض فمن صلّى على رسول الله صلى الله عليه وآله حين يبلغه أبلغه إيّاه .

١٧ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليٍّ ـ أو غيره ـ عن حمّاد ابن عثمان قال : كان بمكّة رجل مولى لبني اُميّة يقال له : ابن أبي عوانة له عنادة و كان إذا دخل إلى مكّة أبوعبدالله عليه السلام أو أحدٌ من أشياخ آل محمّد عليهم السلام يعبث به و إنّه أتى أبا عبدالله عليه السلام وهو في الطواف فقال : يا أبا عبدالله ما تقول في استلام الحجر ؟ فقال: استلمه رسول الله صلى الله عليه وآله فقال له : ما أراك استلمته ، قال : أكره أن اُوذي ضعيفاً أو أتأذّى قال : فقال : قد زعمت أنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله استلمه ؟ قال : نعم ولكن كان رسول الله صلى الله عليه وآله إذا رأوه عرفوا له حقّه وأنا فلا يعرفون لي حقّي .

١٨ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليِّ ، عن السكونيِّ ، عن جعفر ، عن آبائه عليهم السلام أنَّ عليّاً صلوات الله عليه سئل كيف يستلم الأقطع الحجر ، قال : يستلم الحجر من حيث القطع فإن كانت مقطوعة من المرفق استلم الحجر بشماله .

۱۹ ـ محمد بن يحيى ، عمّن ذكره ، عن محمد بن جعفر النوفلي ، عن إبراهيم بن عيسى عن أبيه ، عن أبي الحسن عليه السلام أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله طاف بالكعبة حتّى إذا بلغ الرّكن اليماني رفع رأسه إلى الكعبة ثم قال : « الحمد لله الّذي شرّفك وعظّمك و الحمد لله الّذي بعثني نبيّاً وجعل عليّاً إماماً ، اللّهمّ اهدله خيار خلقك وجنّبه شرار خلقك » .

باب ۱۲۲

طواف و استلام ارکان

۱۔ فرمایا خانۂ کعبہ کا طواف سات بار کرو اور طواف میں کہو۔

یا اللہ میں تیرے اس نام سے سوال کرتا ہوں جس کی برکت سے پانی میں اور ناہموار زمین چلتے ہیں اور اس نام سے سوال کرتا ہوں جو عرش کو حرکت دیتا ہے اور عرش اس سے مجھ متلے ہے اور سوال کرتا ہوں تیرے اس نام سے جس سے ملائکہ وجد میں آتے ہیں اور دعا کرتا ہوں تیرے اس نام سے جس سے موسیٰ نے طور پر دعا کی تھی اور تو نے اس کو قبول کیا اور ان پر رحمت نازل کی اور دعا کرتا ہوں تیرے اس نام سے جس سے تو نے محمد مصطفیٰ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کیے اور نعمتوں کو ان پر تمام کیا۔ میرے ساتھ ایسا ایسا کر جو کچھ میری دعا سے تو پسند کرے اور جب دروازۂ کعبہ پہنچے تو درود بھیجو نبی پر اور ان کی آل پر اور رکن یمانی اور حجرۂ اسود کے درمیان کہے۔ اے ہمارے رب دنیا و آخرت دونوں میں نیکی دے اور عذاب دوزخ سے بچا اور طواف میں کہو یا اللہ میں تیری بارگاہ کا فقیر ہوں تجھ سے خائف ہوں اور تیری پناہ چاہنے والا میرا جسم متغیر نہ کرنا اور میرے نام کو نہ بدلنا۔ (حسن)

۲۔ فرمایا میرے والد ماجد جب پرنالۂ کعبہ کے سامنے آتے تو کہتے یا اللہ میری گردن نار سے آزاد کر اور اپنے رزق حلال کو میرے اوپر زیادہ کر اور فاسق جن و انس کے شر کو مجھ سے دور رکھ اور اپنی رحمت سے مجھے جنت میں داخل کر۔ (ضم)

۳۔ میں نے کہا میں نے طواف فریضہ ادا کیا لیکن سوائے محمد و آل محمد پر درود بھیجنے کے میں نے کوئی دعا نہیں پڑھی اسی طرح سعی کی فرمایا تمہیں سب سے بہتر اس کی جزا ملے گی۔ (حسن)

۴۔ میں نے کہا میں حجر اسود کے مقابل جاکر میں کیا کہوں فرمایا تکبیر کہو محمد و آل محمد پر درود بھیجو راوی کہتا ہے میں نے سنا کہ جب آپ حجر کے پاس آئے تو فرمایا اللہ اکبر اور سلام ہو رسول اللہ پر۔ (م)

۵۔ حضرت میزاب تک پہنچنے سے پہلے جب حجر کے پاس آئے تو آپ نے سر اٹھا کر فرمایا یا اللہ اپنی رحمت سے مجھے جنت میں

داخل کر اور آپ میزاب کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور مجھے نار دوزخ سے پناہ دے اور بیماری سے بچا اور رزق حلال میں زیادتی کر اور فاسق جن و انسان اور عرب و عجم کے شر سے بچائے۔ (ص)

۶۔ میں نے حضرت سے سنا جب آپ پشت کعبہ کی طرف آئے تو یہ دعا کی۔ اے صاحب احسان و طاقت حمد و کرم میرا عمل کمزور ہے اسے زیادہ کر اور مجھ سے قبول کر بے شک تو سمیع و علیم ہے (حسن)

۷۔ فرمایا مستحب ہے یہ کہنا رکن و حجر کے درمیان یا اللہ مجھے دنیا و آخرت میں نیکی دے اور عذاب نار سے بچائے فرمایا کہ اس کا ملک موکل آمین کہتا ہے۔ (ص)

۸۔ فرمایا کہ رسول اللہ استلام نہیں کرتے تھے مگر حجر اسود اور رکن یمانی کا پھر ان دونوں کو بوسہ دیتے اور اپنا رخسارہ اس پر رکھتے، میرے والد بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (موثق)

۹ فرمایا میں طواف کر رہا تھا کہ ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ کیا بات ہے کہ ان دونوں رکنوں کا استلام کرتے ہیں اور ان دو کا نہیں کرتے ہیں میں نے کہا حضرت رسول اللہ انہی دو کا استلام کرتے تھے پس تم بھی ان دو سے تعرض نہ کرو جبکہ رسول اللہ نے نہیں کیا۔ جمیل کہتا ہے میں نے دیکھا کہ حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام تمام ارکان کا استلام کرتے تھے (م)

۱۰۔ فرمایا راوی نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام کے ساتھ طواف کر رہا تھا جب آپ حجر کے پاس پہنچے تو آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا اور بوسہ دیا اور جب رکن یمانی کے پاس پہنچے تو اس سے چمٹ گئے میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں آپ نے حجر کو تو اپنے ہاتھ سے مس کیا اور رکن یمانی کو چمٹ گئے۔ فرمایا رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جب میں رکن یمانی کے پاس آیا تو جبرئیل نے مجھ سے آگے بڑھ کر اسے اپنے سے لپٹایا (؟)

۱۱۔ فرمایا حضرت نے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو رکن یمانی پر معین کیا ہے جو اس سے لپٹا ہوا ہے اور تمہاری دعاؤں پر آمین کہتا ہے۔ (موثق)

۱۲۔ فرمایا حضرت نے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو رکن یمانی پر معین کیا ہے جب سے اس نے آسمان و زمین کو خلق فرمایا ہے اس کا کام صرف یہ ہے کہ وہ صرف تمہاری دعاؤں پر آمین کہے لہٰذا بندہ کو سوچ سمجھ کر دعا کرنی چاہیے۔ میں نے کہا ہجر کیا ہے فرمایا یہ ایک کلام ہے کلام عرب سے یعنی اس کا کوئی عمل نہیں۔ (حسن)

۱۳۔ فرمایا رکن یمانی ایک دروازہ ہے جنت کے دروازوں سے جب سے خدا نے اسے کھولا ہے بند نہیں کیا اور ایک روایت میں ہے وہ ہمارا دروازہ ہے جنت کی طرف جس سے ہم داخل ہوں گے (حسن)

۱۴۔ میں امام باقر علیہ السلام کے ساتھ تھا حضرت ہر طواف میں جب رکن یمانی کی طرف سے گزرتے تو اس سے لپٹ جاتے پھر فرماتے یا اللہ جب میں توبہ کروں میری توبہ قبول کر اور بچا مجھے جب میں نہ لوٹوں۔ (ض)

۱۵۔ میں حضرت کے ساتھ طواف کر رہا تھا فرمایا خدا کی قسم یہ بڑی حرمت والا ہے میں نے کہا میں آپ کے فدا ہوں آپ اس کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں اس کا حضرت نے پھر اعادہ فرمایا میں نے کہا کیا اس سے داخل بیت مراد ہے فرمایا

رکن یمانی مراد ہے جو جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو کھلا ہوا ہے شیعان آل محمدؐ کے لیے نہ کہ ان کے غیر پر، جو بندۂ مومن اس کے پاس دعا کرتا ہے اس کی دعا عرش تک پہنچتی ہے اور اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا۔ (ض)

۱۶۔ فرمایا یہ ہے وہ جگہ یعنی جب رکن یمانی کسی فرشتہ کو گزرتا پاتا ہے تو جو اہل ارض سے سنتا ہے وہ اسے بتاتا ہے پس جو محمد و آل محمد پر درود بھیجتا ہے اور اس تک پہنچتا ہے تو وہ اس فرشتہ تک پہنچاتا ہے۔ (حسن)

۱۷۔ مکہ میں ایک شخص ابن ابی عوانہ نامے رہتا تھا جو بنی امیہ کا غلام تھا جبکہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام یا آل محمد میں سے کو[illegible]س آتے تو ان سے بحث کرتا وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آیا جبکہ آپ طواف میں تھے کہنے لگا۔ اے ابو عبداللہ آپ استلام حجر اسود کے متعلق کیا کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ نے اس کا استلام کیا اس نے کہا میں نے آپ کو تو استلام کرتے نہیں دیکھا۔ فرمایا میں نے اچھا نہ سمجھا کہ کسی کمزور کو ایذا دوں یا ایذا پاؤں اس نے کہا رسول اللہ تو استلام کرتے تھے فرمایا لیکن ان کا حق پہچانتے تھے اور میں ہوں کہ لوگ میرا حق نہیں پہچانتے۔

۱۸۔ میں نے کہا جس کا ہاتھ کٹ گیا ہو وہ استلام کیسے کرے۔ فرمایا اگر کہنی سے کٹ گیا ہے تو بائیں ہاتھ سے کرے۔ (ض)

۱۹۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے کعبہ کا طواف کیا جب رکن یمانی کے پاس پہنچے تو کعبہ کی طرف سر اٹھا کر فرمایا حمد ہے اس کی جس نے مجھے نبی اور علی کو امام بنایا یا اللہ اس کی طرف نیک بندوں کو بھیج اور شریر بندوں سے اسے بچا (مرسل)

﴿باب ۱۲۳﴾

☆(الملتزم و الدعاء عنده)☆

١ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمدبن محمّد بن أبي نصر ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّدبن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قلت له : من أين أستلم الكعبة إذا فرغت من طوافي ؟ قال : من دبرها .

٢ ـ محمّدبن يحيى ، عن أحمدبن محمّد ، عن محمّدبن إسماعيل ، عن محمّدبن الفضيل ، عن أبي الصّباح الكنانيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن استلام الكعبة فقال : من دبرها .

٣ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمدبن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضربن سويد ، عن عبدالله بن سنان قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إذا كنت في الطواف السابع فائت المتعوّذ وهو إذا قمت في دبر الكعبة بحذاء الباب فقل : « اللّهمّ البيت بيتك و

العبد عبدك و هذا مقام العائذ بك من النّار ، اللّهمّ من قبلك الرّوح والفرج » ثمّ استلم الرّكن اليمانيّ ثمّ ائت الحجر فاختم به .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه كان إذا انتهى إلى الملتزم قال لمواليه : أميطوا عنّي حتّى أقرّ لربّي بذنوبي في هذا المكان فإنّ هذا مكان لم يقرّ عبدٌ لربّه بذنوبه ثمّ استغفر الله إلّا غفرالله له .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن ابن أبي عمير ؛ وصفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : إذا فرغت من طوافك وبلغت مؤخّر الكعبة ـ وهو بحذاء المستجار دون الرّكن اليمانيّ بقليل ـ فابسط يديك على البيت وألصق بطنك وخدّك بالبيت و قل : « اللّهمّ البيت بيتك والعبد عبدك وهذا مكان العائذ بك من النّار » ثمّ أقرّ لربّك بما عملت فإنّه ليس من عبد مؤمن يقرّ لربّه بذنوبه في هذا المكان إلّا غفرالله له إن شاء الله و تقول : « اللّهمّ من قبلك الرّوح والفرج والعافية ، اللّهمّ إنّ عملي ضعيف فضاعفه لي و اغفرلي ما اطّلعت عليه منّي وخفي على خلقك » ثمّ تستجير بالله من النّار و تخيّر لنفسك من الدّعاء ثمّ استلم الرّكن اليمانيّ ثمّ ائت الحجر الأسود .

باب ۱۳

ملتزم اور اس کے قریب دعا

۱۔ میں نے پوچھا جب میں طواف کر چکوں تو استلام کہاں سے کروں فرمایا پیچھے کی طرف سے ۔ (ح)

۲۔ ترجمہ اوپر ہے ۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا جب تم ساتویں طواف میں ہو اور کعبہ کے پیچھے آؤ دروازہ کے مقابل تو کہو

اللّهمّ البيت بيتك و العبد عبدك و هذا مقام العائذ بك من النّار ، اللّهمّ من قبلك الرّوح والفرج

یا اللہ گھر تیرا ہی گھر ہے اور بندہ

تیرا بندہ ہے اور یہ جگہ ہے تجھ سے پناہ مانگنے کی دوزخ سے یا اللہ تیری طرف سے رُوح ہے فرحت ہے اس کے بعد رکن یمانی کا استلام کرے پھر حجر کے پاس آکر ختم کرے۔ (م)

۴۔ حضرت جب ملتزم کے پاس آتے تو اپنے غلاموں سے فرماتے میرے پاس سے ہٹ جاؤ تاکہ میں اپنے رب کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کروں اس جگہ، یہ وہ جگہ ہے کہ جس بندہ نے اپنے رب کے سامنے اقرار گناہ کیا اللہ نے اس کا گناہ بخش دیا۔ (حسن)

۵۔ فرمایا جب تم طواف سے فارغ ہو اور کعبہ کے موخر حصہ میں پہنچو جو مستجار کے مقابل ہے رکن یمانی کے علاوہ کچھ دور، پس اپنے ہاتھ کعبہ پر پھیلاؤ اور اپنا بدن اور رخسارے اس سے لگاؤ اور کہو

«اللّهمّ البيت بيتك والعبد عبدك وهذا مكان العائذ بك من النّار

یا اللہ گھر تیرا گھر ہے اور بندہ تیرا بندہ ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں بندہ نار دوزخ سے تیری پناہ چاہتا ہے پھر اپنے رب کے سامنے جو گناہ کئے ہیں ان کا اقرار کرو جو بندہ مومن ایسا کرے گا اللہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے انشاء اللہ اور کہو

اللّهمّ من قبلك الرّوح والفرج والعافية ، اللّهمّ إنّ عملي ضعيف فضاعفه لي و اغفرلي ما اطلعت عليه منّي وخفي على خلقك »

یا اللہ تیری طرف سے راحت ہے فرحت ہے عافیت ہے یا اللہ میرا عمل کمزور ہے اسے زیادہ کر اور مجھے بخش دے تو میرے ہر عمل پر مطلع ہے اور تیری مخلوق سے پوشیدہ ہے پھر نار دوزخ سے پناہ مانگ اور اپنے نفس کے لیے دعا کر پھر استلام رکن یمانی کر پھر حجر اسود کے پاس آ۔ (حسن)

باب ۱۲۴

(فضل الطواف)

١ - عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن الحسن بن يوسف ، عن ذكريّا المؤمن ، عن عليّ بن ميمون الصائغ قال : قدم رجل على عليّ بن الحسين عليهما السلام

فقال : قدمت حاجاً ؟ فقال : نعم ، فقال : أتدري ما للحاج ؟ قال : لا ، قال : من قدم حاجاً وطاف بالبيت وصلّى ركعتين كتب الله له سبعين ألف حسنة ومحى عنه سبعين ألف سيّئة و رفع له سبعين ألف درجة وشفّعه في سبعين ألف حاجة و كتب له عتق سبعين ألف رقبة قيمة كلّ رقبة عشرة آلاف درهم .

۲ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن إبراهيم بن عمر اليمانيّ عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان أبي يقول : من طاف بهذا البيت اُسبوعاً وصلّى ركعتين في أيّ جوانب المسجد شاء كتب الله له ستّة آلاف حسنة ومحى عنه ستّة آلاف سيّئة ورفع له ستّة آلاف درجة و قضى له ستّة آلاف حاجة ، فما عجّل منها فبرحمة الله وما أخّر منها فشوقاً إلى دعائه .

۳ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عمّن أخبره ، عن العبد الصالح عليه السلام قال : دخلت عليه وأنا اُريد أن أسأله عن مسائل كثيرة فلمّا رأيته عظم عليّ كلامه فقلت له : ناولني يدك أو رجلك اُقبّلها فناولني يده فقبّلتها فذكرت [قول] رسول الله صلى الله عليه وآله فدمعت عيناي فلمّا رآني مطأطئاً رأسي قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : مامن طائف يطوف بهذا البيت حين تزول الشمس حاسراً عن رأسه حافياً يقارب بين خطاه ويغضّ بصره ويستلم الحجر في كلّ طواف من غير أن يؤذي أحداً ولا يقطع ذكر الله عزّ وجلّ عن لسانه إلّا كتب الله عزّ وجلّ له بكلّ خطوة سبعين ألف حسنة ومحى عنه سبعين ألف سيّئة ورفع له سبعين ألف درجة وأعتق عنه سبعين ألف رقبة ثمن كلّ رقبة عشرة آلاف درهم وشفّع في سبعين من أهل بيته وقضيت له سبعون ألف حاجة إن شاء فعاجله و إن شاء فآجله .

باب ۱۲۴

فضیلت طواف

۱۔ ایک شخص علی بن الحسین علیہ السلام کے پاس آیا آپ نے اس سے پوچھا کیا تم حج کو آئے ہو اس نے کہا ہاں فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ حج کا کیا ثواب ہے اس نے کہا نہیں، فرمایا جو حج کے لئے آئے اور طواف بیت کرے اور دو رکعت نماز

پڑھے تو اللہ اس کے نام پر ستر ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور ستر ہزار برائیاں محو کرتا ہے اور ستر ہزار درجات بلند کرتا ہے اور ستر ہزار حاجتیں بر لاتا ہے اور ستر ہزار ایسے غلام آزاد کرنے کا ثواب دیتا ہے جن میں ایک غلام کی قیمت دس ہزار درہم ہو۔ (ض)

۲۔ فرمایا میرے والد ماجد نے فرمایا ہے جو اس گھر کے سات طواف کرے اور دو رکعت نماز مسجد کے کسی جانب پڑھے اللہ اس کے لئے چھ ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور چھ ہزار گناہ محو کرتا ہے اور چھ ہزار درجے بلند کرتا ہے اور چھ ہزار حاجتیں بر لاتا ہے پس جلدی کی جائے اللہ کی رحمت کے لئے اور زیادہ دیر ٹھہرا جائے شوق دعا میں (حسن)

۳۔ میں ایک دن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ چند مسائل دریافت کروں جب میں نے حضرت کو دیکھا تو ان کے کلام کی عظمت میرے دل میں قائم ہوئی۔ میں نے کہا اپنا ہاتھ یا پیر اٹھایئے تاکہ میں بوسہ دوں، حضرت نے ہاتھ بڑھایا میں نے بوسہ دیا پھر میں نے قول رسول ذکر کیا، میری آنکھوں میں آنسو تھے اور سر جھکا ہوا تھا حضرت نے فرمایا رسول اللہ نے فرمایا ہے جو اس گھر کا طواف کرے اس طرح کہ ننگے سر اور ننگے پیر ہو اور پاس پاس قدم رکھے اور آنکھیں جھکائے ہو اور ہر طواف میں استلام حجر کرے بغیر اس کے کہ کسی کو ایذا دے اور اپنی زبان پر ذکر خدا برابر جاری رکھے تو اللہ اس کے ہر قدم پر ستر ہزار حسنہ لکھتا ہے اور ستر ہزار گناہ محو کرتا ہے اور ستر ہزار درجے بلند کرتا ہے اور ستر ہزار ایسے غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب دیتا ہے جبکہ ہر غلام کی قیمت دس ہزار درہم ہوں اور شفاعت کرتا ہے اس کے خاندان کے ستر آدمیوں کے لئے ان کی ستر حاجتیں بر لاتا ہے خواہ جلد یا بدیر۔ (مرسل)

﴿ باب ۱۲۵ ﴾

[✿(ان الصلاة والطواف ايهما افضل)✿]

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من أقام بمكّة سنة فالطواف أفضل له من الصلاة ومن أقام سنتين خلط من ذا ومن ذا ومن أقام ثلاث سنين كانت الصلاة أفضل [له من الطواف] .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز بن عبدالله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الطواف لغير أهل مكّة أفضل من الصلاة و الصلاة لأهل مكّة أفضل .

۳ - عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن فضّال ، عن ابن القدّاح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : طواف قبل الحجّ أفضل من سبعين طواف بعد الحجّ .

باب ۱۲۵

صلوٰۃ وطواف دونوں میں کیا افضل ہے

۱۔ فرمایا جو اقامت کرے مکہ میں ایک سال تو اس کا طواف نماز سے افضل ہوگا اور جو دو سال قیام کرے تو برابر صورت ہوگی اور جو تین سال قیام کرے تو نماز افضل ہوگی (حسن)

۲۔ فرمایا جو لوگ ساکن مکہ نہیں ان کا طواف نماز سے افضل ہے اور اہل مکہ کی نماز افضل ہے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا طواف قبل حج افضل ہے ستر طوافوں سے بعد حج۔ (ض)

﴿ باب ۱۲۶ ﴾

(حد موضع الطواف)

۱ - محمّد بن يحيى ؛ وغيره ، عن محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن عيسى ، عن ياسين الضرير عن حريز بن عبدالله ، عن محمّد بن مسلم قال : سألته عن حدّ الطواف بالبيت الّذي من خرج منه لم يكن طائفاً بالبيت ، قال : كان الناس على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله يطوفون بالبيت والمقام وأنتم اليوم تطوفون ما بين المقام وبين البيت فكان الحدّ موضع المقام اليوم فمن جازه فليس بطائف والحدّ قبل اليوم واليوم واحد قدر ما بين المقام و بين البيت من نواحي البيت كلّها فمن طاف فتباعد من نواحيه أبعد من مقدار ذلك كان طائفاً بغير البيت بمنزلة من طاف بالمسجد لأنّه طاف في غير حدّ ولا طواف له .

باب ۱۲۶

حد موضع طواف

۱۔ میں نے پوچھا حد طواف بیت کے متعلق اس کے لیے جو اس سے نکلے بغیر طواف بیت کے فرمایا عہد رسول میں لوگ طواف

کرتے تھے بیت اور مقام ابراہیم کا اور اب تم طواف کرتے ہو درمیان مقام اور بیت کے۔ پس اب حد ہے جائے مقام جو اس سے تجاوز کرے اس کا حج نہیں اور حد آج سے پہلے کی ہے اور اب مابین مقام و بیت ہے تمام نواحی بیت سے، پس جس نے طواف کیا وہ دور ہوا اپنے نواحی سے اور اس کی دوری بقدر اس کے ہوگی اور وہ بیت کا طواف کرنے والا نہ ہوگا بلکہ مسجد الحرام کا طواف کرنے والا ہوگا کیونکہ وہ حد معین کے خلاف طواف کرے گا۔ پس اس کا طواف نہ ہوگا۔ (مجہول)

﴿ باب ۱۲۷ ﴾

✿(حد المشي في الطواف)✿

١ ـ عدةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن البرقيّ ، عن عبدالرَّحمن ابن سيابة قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الطواف فقلت : أسرع وأكثر أو أبطىء ؟ قال: مشي بين المشيين .

باب ۱۲۷

طواف میں چلنے کی حد

۱۔ میں نے پوچھا کہ طواف میں تیز دوڑے یا آہستہ چلے فرمایا دونوں کے درمیان چال ہو۔

﴿ باب ۱۲۸ ﴾

✿(الرجل يطوف فتعرض له الحاجة أو العلة)✿

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن أبان بن تغلب ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل طاف شوطاً أو شوطين ثمَّ خرج مع رجل في حاجة فقال : إن كان طواف نافلة بنى عليه وإن كان طواف فريضة لم يبن عليه .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أحدهما عليهما السلام في الرَّجل يحدث في طواف الفريضة وقد طاف بعضه قال : يخرج فيتوضّأ فإن كان

جاز النصف بنى على طوافه وإن كان أقلّ من النصف أعاد الطواف.

٣ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحسن بن فضّال عن حمّاد بن عيسى، عن عمران الحلبيّ قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل طاف بالبيت ثلاثة أشواط من الفريضة ثمّ وجد خلوة من البيت فدخله كيف يصنع؟ فقال: يقضي طوافه وقد خالف السنّة فليعد طوافه.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا طاف الرّجل بالبيت أشواطاً ثمّ اشتكى أعاد الطواف ـ يعني الفريضة ـ.

٥ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن الحسن بن محبوب، عن عليّ ابن رئاب، عن إسحاق بن عمّار، عن أبي الحسن عليه السلام في رجل طاف طواف الفريضة ثمّ اعتلّ علّة لا يقدر معها على تمام الطواف، فقال: إن كان طاف أربعة أشواط أمر من يطوف عنه ثلاثة أشواط فقد تمّ طوافه وإن كان طاف ثلاثة أشواط ولا يقدر على الطواف فإنّ هذا ممّا غلب الله عليه فلا بأس بأن يؤخّر الطواف يوماً و يومين فإن خلّته العلّة عاد فطاف اُسبوعاً وإن طالت علّته أمر من يطوف عنه اُسبوعاً ويصلّي هو ركعتين ويسعى عنه وقد خرج من إحرامه وكذلك يفعل في السعي و في رمي الجمار.

٦ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن عليّ بن عبد العزيز، عن أبي عزّة قال: مرّ بي أبو عبدالله عليه السلام وأنا في الشوط الخامس من الطواف فقال لي: انطلق حتّى نعوده ههنا رجلاً. فقلت له: إنّما أنا في خمسة أشواط فأتمّ اُسبوعي قال: اقطعه و احفظه من حيث تقطع حتّى تعود إلى الموضع الّذي قطعت منه فتبني عليه.

٧ ـ أحمد بن محمّد، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع، عن أبي إسماعيل السرّاج، عن سكين بن عمّار، عن رجل من أصحابنا يكنّى أبا أحمد قال: كنت مع أبي عبدالله عليه السلام في الطواف يده في يدي إذ عرض لي رجل له إليّ حاجة فأومأت إليه بيدي فقلت له: كما أنت حتّى أفرغ من طوافي، فقال لي أبو عبدالله عليه السلام: ما هذا؟ قلت: أصلحك الله

رجل جاءني في حاجة ، فقال لي : مسلم هو ؟ قلت : نعم ، فقال لي : اذهب معه في حاجته ، فقلت له : أصلحك الله فأقطع الطواف ؟ فقال : نعم ، قلت : و إن كنت في المفروض ؟ قال : نعم وإن كنت في المفروض ؛ قال : وقال أبوعبدالله عليه السلام : من مشى مع أخيه المسلم في حاجته كتب الله له ألف ألف حسنة و محى عنه ألف ألف سيئة ورفع له ألف ألف درجة .

باب ۱۲۸

اگر طواف میں کوئی حاجت یا بیماری ہو

۱۔ پوچھا اس شخص کے بارے میں جس نے طواف کا ایک چکر یا دو لگانے کے بعد وہ ایک شخص کے ساتھ کسی ضرورت سے باہر نکلے۔ فرمایا اگر طواف نافلہ تھا تو بقیہ شوط پورا کرے اور اگر فریضہ تھا تو شروع سے کرے۔ (حسن)

۲۔ کسی نے پوچھا اگر طواف فریضہ میں حدث صادر ہو جائے فرمایا باہر آ جائے اور وضو کرے اگر نصف سے زیادہ طواف کر چکا تھا تو باقی اور کر لے اور اگر نصف سے کم تھے تو از سر نو طواف کرے (حسن)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص نے طواف فریضہ میں سے تین شوط کئے تھے کہ اسے بیت اللہ خالی نظر آیا وہ اس میں داخل ہو گیا فرمایا طواف کا اعادہ کرے۔ (موثق)

۴۔ اگر طواف فریضہ میں چند شوط کے بعد کوئی شکایت پیدا ہو تو طواف کا اعادہ کرے۔ (حسن)

۵۔ پوچھا ایک شخص طواف فریضہ کر رہا تھا کہ بیمار ہو گیا اور اس قابل نہ رہا کہ طواف پورا کرے۔ فرمایا اگر چار شوط کر لئے تھے تو کسی سے کہے کہ اس کی طرف سے تین شوط کرے اس طرح اس کا طواف پورا ہو جائے گا اور اگر تین شوط کئے ہیں اور طواف پر قادر نہیں تو چونکہ یہ اللہ کی طرف رکاوٹ ہے لہذا کوئی مضائقہ نہیں، اگر ایک یا دو روز تاخیر سے بجالائے اگر بیماری دور ہو جائے تو اعادہ کرے اور سات شوط کرے اور بیماری اگر طول پکڑ جائے تو کسی اور سے طواف کرنے کو کہے اسے چاہیئے کہ دو رکعت نماز پڑھے اور اس کی طرف سے سعی کرے احرام کے ساتھ اسی طرح رمی الجمرات کرے۔ (ض)

۶۔ حضرت میری طرف سے گزرے جبکہ میں طواف کا پانچواں شوط کر رہا تھا فرمایا چلے آؤ تاکہ یہاں سے دوسرے شخص کو لوٹاؤ۔ میں نے کہا میں پانچواں شوط کر رہا ہوں سات پورے ہو جانے دیجئے۔ فرمایا قطع کرو اور یاد رکھو جہاں سے قطع کیا ہے تاکہ واپس آکر وہیں سے شروع کرو اور پہلے پر بنا رکھو (مجہول)

۱۰۔ میں حضرت کے ساتھ طواف میں تھا حضرت کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا کہ ایک شخص میرے سامنے آیا جس کی کوئی حاجت تھی میں نے کہا ٹھہرو تاکہ میں طواف سے فارغ ہو جاؤں حضرت نے پوچھا کیا معاملہ ہے میں نے کہا اس کی مجھ سے کوئی حاجت ہے فرمایا کیا یہ کوئی مسلمان ہے میں نے کہا ہاں، فرمایا تو اس کے ساتھ حاجت پوری کرنے جاؤ۔ میں نے کہا تو کیا میں طواف قطع کردوں فرمایا ہاں میں نے کہا چاہے طواف فریضہ ہو، فرمایا ہاں چاہے طواف فریضہ ہو اور حضرت نے فرمایا جو کوئی بندۂ مسلم کی حاجت براری کو جائے گا اللہ اس کے لئے ہزاروں حسنہ لکھے گا اور ہزاروں گناہ معاف کرے گا اور ہزارہا درجات بلند کرے گا۔

﴿ باب ۲۹ ﴾

(الرجل يطوف فيعيي أو تقام الصلاة أو يدخل عليه وقت الصلاة)

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن شهاب ، عن هشام عن أبي عبد الله عليه السلام أنّه قال في رجل كان في طواف فريضة فأدركته صلاة فريضة قال : يقطع طوافه ويصلّي الفريضة ثمّ يعود ويتمّ مابقي عليه من طوافه .

٢ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرحمن بن الحجّاج ، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يكون في الطواف قد طاف بعضه وبقي عليه بعضه فيطلع الفجر فيخرج من الطوف إلى الحجر أو إلى بعض المسجد إذا كان لم يوتر فيوتر ثمّ يرجع إلى مكانه فيتمّ طوافه أفترى ذلك أفضل أم يتمّ الطواف ثمّ يوتر وإن أسفر بعض الإسفار ؟ قال : ابدء بالوتر و اقطع الطواف إذا خفت ذلك ثمّ أتمّ الطواف بعد .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن عبد الله سنان قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل كان في طواف الفريضة فاُقيمت الصلاة ، قال : يصلّي معهم الفريضة فإذا فرغ بنى من حيث قطع .

٤ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عليّ بن رئاب قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : الرّجل يعيي في الطواف أله أن يستريح ؟ قال : نعم يستريح ثمّ يقوم فيبني على طوافه في فريضة أو غيرها و يفعل ذلك في سعيه و جميع

مناسكه .

٥ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء ، عن حمّاد بن عثمان ، عن ابن أبي يعفور ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن الرّجل يستريح في طوافه فقال : نعم أنا قد كانت توضع لي مرفقة فأجلس عليها .

باب ۲۹

وقت طواف وقت نماز آجانا

۱۔ فرمایا اگر کوئی طواف فریضہ کر رہا ہو اور نماز فریضہ کا وقت آجائے تو طواف کو قطع کر کے نماز ادا کرے اس کے بعد جو طواف باقی رہ گیا ہے اسے پورا کرے۔ (م)

۲۔ میں نے کہا ایک شخص نے طواف کر لیا ہے اور کچھ باقی ہے کہ صبح طلوع ہونے لگی اور وہ طواف سے باہر آکر حجر کی طرف یا کسی مسجد کی طرف جبکہ نماز وتر اس نے ادا نہ کی ہو پس ادا کرے پھر اپنی جگہ پر آکر طواف پورا کرے تو آیا آپ کے نزدیک یہ افضل ہے یا طواف کو ختم کر کے نماز وتر پڑھنا، فرمایا پہلے وتر پڑھے اور پھر طواف کرے اگر وقت جانے کا خوف ہو نماز کے بعد طواف پورا کرے۔ (م)

۳۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص طواف فریضہ ادا کر رہا ہے کہ نماز جماعت کے لئے اقامت ہونے لگی فرمایا لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے بعد نماز جہاں سے طواف قطع کیا تھا پورا کرے۔ (حسن)

۴۔ میں نے کہا ایک شخص طواف میں تھک جاتا ہے کیا جائز ہے کہ وہ آرام کرے۔ فرمایا ہاں کرے پھر جہاں سے چھوٹا ہے طواف بجالائے فریضہ ہو یا نافلہ، ایسا ہی سعی اور تمام مناسک میں کرے۔ (م)

۵۔ حضرت سے پوچھا گیا کیا طواف میں وقت تکان آرام کر سکتا ہے فرمایا ہاں۔ (م)

﴿ باب ۳۰ ﴾

☆(السهو في الطواف)☆

١ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور ابن حازم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل طاف طواف الفريضة فلم يدر ستّة

طاف أم سبعة ، قال : فليعد طوافه، قلت : ففاته ؟ قال : ماأرى عليه شيئاً والا عادةأحبّ إليّ و أفضل .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل لم يدر ستّة طاف أو سبعة ؟ قال : يستقبل .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ؛ وصفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمّار قال : سألته ، عمّن طاف بالبيت طواف الفريضة فلم يدر ستّة طاف أو سبعة ؟ قال : يستقبل ، قلت : ففاته ذلك ؟ قال : ليس عليه شيء .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عليّ بن أبي حمزة عن أبي بصير قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل شكّ في طواف الفريضة قال : يعيد كلّما شكّ ، قلت : جعلت فداك شكّ في طواف نافلة ؟ قال : يبني على الأقلّ .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن يحيى الحلبيّ ، عن هارون بن خارجة ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل طاف بالبيت ثمانية أشواط المفروض ، قال : يعيد حتّى يثبته .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن سماعة ابن مهران ، عن أبي بصير قال : قلت : رجل طاف بالبيت طواف الفريضة فلم يدر ستّة طاف أم سبعة أم ثمانية ؟ قال : يعيد طوافه حتّى يحفظ ، قلت : فإنّه طاف و هو متطوّع ثماني مرّات وهو ناس ؟ قال : فليتمّه طوافين ثمّ يصلّي أربع ركعات فأمّا الفريضة فليعد حتّى يتمّ سبعة أشواط .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن حنان بن سدير قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : ما تقول في رجل طاف فأوهم ـ فقال : طفت أربعة أو طفت ثلاثة ـ ؟ فقال أبوعبدالله عليه السلام : أيّ الطوافين كان طواف نافلة أم طواف فريضة ؟ قال : إن كان طواف فريضة فليلق ما في يده وليستأنف و إن كان طواف نافلة فاستيقن ثلاثة وهو في شكّ من الرّابع أنّه طاف فليبن على الثلاثة فإنّه يجوز له .

٨ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق ابن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل طاف بالبيت ثمّ خرج إلى الصفا فطاف بين الصفا والمروة فبينا هو يطوف إذ ذكر أنّه قد ترك بعض طوافه بالبيت ؟ قال : يرجع إلى البيت فيتمّ طوافه ثمّ يرجع إلى الصفا والمروة فيتمّ مابقي .

٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير عن الحسن بن عطيّة قال : سأله سليمان بن خالد و أنا معه عن رجل طاف بالبيت ستّة أشواط ، قال أبوعبدالله عليه السلام : وكيف يطوف ستّة أشواط ؟ قال : استقبل الحجر و قال : الله أكبر و عقد واحداً فقال أبوعبدالله عليه السلام : يطوف شوطاً ، قال سليمان : فإنّه فاته ذلك حتّى أتى أهله قال : يأمر من يطوف عنه .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن عليّ بن عقبة ، عن أبي كهمس قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل نسي فطاف ثمانية أشواط ، قال : إن ذكر قبل أن يبلغ الرّكن فليقطعه .

باب ۱۳

طواف میں سہو

۱۔ میں نے کہا ایک شخص نے طواف فریضہ ادا کیا لیکن یہ یاد نہ رہا کہ چھ شوط کئے ہیں یا سات فرمایا طواف کا اعادہ کرے۔ میں نے کہا وہ اگر ختم کر چکا ہو فرمایا اس پر کچھ نہیں لیکن میں اعادہ کو اچھا اور افضل سمجھتا ہوں (م)

۲۔ میں نے کہا ایک شخص نے طواف کیا مگر اسے شک ہوا کہ چھ شوط کئے ہیں یا سات، فرمایا اسے پورا کرے۔

۳۔ میں نے کہا ایک شخص، طواف فریضہ ادا کرتے کرتے بھول گیا کہ چھ شوط کئے ہیں یا سات فرمایا اسے چھ قرار دے کر پورا کرے میں نے کہا اگر ختم کر چکا۔ فرمایا تو کچھ نہیں۔ (حسن)

۴۔ میں نے کہا اگر طواف فریضہ میں کسی کو شک ہو۔ فرمایا جب شک ہو اعادہ کرے۔ میں نے کہا اگر طواف نافلہ میں شک ہو فرمایا کم پر بنا رکھے۔ (ض)

۵۔ میں نے کہا ایک شخص نے آٹھ شوط طواف واجب کے کئے فرمایا اعادہ کرے تاکہ طواف درست ہو جائے۔ (م)

۶۔ میں نے کہا ایک شخص نے طواف فریضہ ادا کیا لیکن بھول گیا کہ یہ شوط چھٹا ہے یا ساتواں یا آٹھواں فرمایا اپنے طواف کا اعادہ کرے اور یاد رکھے۔ میں نے کہا اگر طواف نافلہ ہو اور بھول کر آٹھ شوط کرلے فرمایا وہ طواف تمام کرے پھر چار رکعت نماز بجالائے اگر فریضہ ہو تو اعادہ کرے تاکہ سات شوط پورے ہوں۔ (مجہول)

۷۔ میں نے کہا ایک شخص کو طواف میں شک ہوا کہ چوتھا ہے یا تیسرا، فرمایا دو طوافوں میں سے کون سا طواف تھا طواف نافلہ یا طواف فریضہ، اگر طواف فریضہ تھا تو جو کچھ کرچکا ہے اُسے چھوڑے اور پھر سے طواف کرے اور اگر طواف نافلہ ہے تو یقین کرے کہ تیسرا ہے اور اس کے بعد چار طواف اور کرے یہ اس کے لئے جائز ہے۔ (موثق)

۸۔ میں نے کہا ایک شخص نے طواف کیا پھر صفا کی طرف گیا اور صفا و مروہ کا طواف اثنائے طواف میں یاد آیا کہ طواف بیت میں کچھ چھوٹ گیا ہے فرمایا پلٹ آئے اور طواف کو پورا کرے پھر صفا و مروہ کی طرف آئے اور باقی کو پورا کرے۔ (موثق)

۹۔ ایک شخص نے چھ شوط کئے حضرت نے فرمایا وہ ایک اور کرے اس نے کہا وہ ختم کرکے گھر چلا گیا فرمایا کسی سے کہے کہ اس کی طرف سے ایک طواف کردے۔ (حسن)

۱۰۔ میں نے کہا ایک شخص نے بھول کر آٹھ شوط کرلئے۔ فرمایا اگر رکن تک پہنچنے سے پہلے یاد آیا ہے تو اسے قطع کردے۔ (مجہول)

باب ۱۳۱

(الاقران بین الاسابیع)

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن محمّد بن سنان ، عن عبدالله بن مسكان ، عن زرارة قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : إنّما يكره أن يجمع الرَّجل بين الأسبوعين والطوافين في الفريضة فأمّا في النافلة فلا بأس.

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن أبي حمزة قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن الرَّجل يطوف يقرن بين اُسبوعين فقال : إن شئت رويت لك عن أهل مكّة ؛ قال : فقلت : لا والله مالي في ذلك من حاجة جعلت فداك ولكن اروِلي مايدين الله عزَّ وجلَّ به ، فقال : لا تقرن بين اُسبوعين كلّما طفت اُسبوعاً فصلِّ ركعتين و أمّا أنا فربّما قرنت الثلاثة و الأربعة ، فنظرت إليه ؛ فقال : إنّي مع هؤلاء .

٣ ـ أحمد بن محمد ، عن محمد بن أحمد النهدي ، عن محمد بن الوليد ، عن عمر بن يزيد قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : إنما يكره القران في الفريضة فأمّا النافلة فلا والله ما به بأس .

باب ۱۳

دو طوافوں کو ملانا

۱۔ فرمایا مکروہ ہے کہ کوئی دو طوافوں کو جو فریضہ ہوں بغیر دو رکعت بیچ میں پڑھے ملا دے۔ ہاں طواف نافلہ میں کوئی حرج نہیں۔ (ض)

۲۔ میں نے کہا ایک شخص طواف کرتا ہے اور دو سات شوطوں کو ملا دیتا ہے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تم سے عمل اہل مکہ بیان کروں میں نے کہا لا واللہ مجھے اس کی ضرورت نہیں، لیکن آپ مجھ سے بیان فرما دیں تاکہ معلوم ہو کہ حکم خدا کیا ہے فرمایا دو سات شوطوں کو مت ملاؤ جب سات شوط پورے کر لو تو دو رکعت نماز پڑھو لیکن ملا دیتا ہوں تین اور چار کو، یہ سن کر میں نے حضرت کی طرف دیکھا۔ فرمایا (مجبوراً) میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں (ض)

۳۔ میں نے حضرت سے سنا مکروہ ہے ملانا فریضہ میں لیکن نافلہ میں حرج نہیں۔ (مجہول)

﴿ باب ۱۳ ﴾

☆(من طاف واختصر في الحجر)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختري ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يطوف بالبيت [فاختصر] قال : يقضي ما اختصر من طوافه .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من اختصر في الحجر في الطواف فليعد طوافه من الحجر الأسود إلى الحجر الأسود .

باب ۱۳۲

جو طواف کو حجر تک مختصر کر دے

۱- فرمایا جو بیت کا طواف کرے وہ پورا کرے جو اس نے کم کیا ہے۔ (حسن)

۲- فرمایا جو مختصر کرے طواف حجر میں اس کا اعادہ کرنا چاہیئے حجر اسود سے حجر اسود تک۔ (حسن)

﴿ باب ۱۳۳ ﴾

✿(من طاف علی غیر وضوء)✿

١ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن مثنّى ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يطوف على غير وضوء أيعتدّ بذلك الطواف ؟ قال : لا .

٢ ـ سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر عليه السلام أنّه سئل أينسك المناسك و هو على غير وضوء ؟ فقال : نعم إلّا الطواف بالبيت فإنّ فيه صلاة .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن علاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أحدهما عليهما السلام عن رجل طاف طواف الفريضة و هو على غير طهور ، قال : يتوضّأ ويعيد طوافه وإن كان تطوّعاً توضّأ وصلّى ركعتين .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن العمركيّ بن عليّ ، عن عليّ بن جعفر ، عن أخيه أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن رجل طاف بالبيت وهو جنب فذكر وهو في الطواف قال : يقطع طوافه ولا يعتدّ بشيء ممّا طاف ؛ و سألته عن رجل طاف ثمّ ذكر أنّه على غير وضوء قال : يقطع طوافه ولا يعتدّ به .

باب ۱۳۳

بغیر وضو طواف کرنا

۱۔ میں نے کہا ایک شخص بغیر وضو طواف کرتا ہے کیا یہ طواف میں شمار ہوگا۔ فرمایا نہیں۔ (م)

۲۔ پوچھا گیا کیا مناسک حج بے وضو ادا کر سکتے ہیں فرمایا ہاں سوائے طواف بیت کے کہ اس میں نماز ہے (م)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص طواف بے وضو ادا کرتا ہے فرمایا وضو کر کے طواف کا اعادہ کرے اور اگر طواف نافلہ ہے تو وضو کرکے دو رکعت نماز نافلہ پڑھے۔ (ص)

۴۔ میں نے کہا ایک شخص نے بحالت جنابت طواف بیت کیا اور طواف میں ذکر کیا فرمایا وہ طواف کو قطع کرے اس کو کسی شمار میں نہ لایا جائے۔ میں نے کہا اگر کسی کو اثنائے طواف یاد آئے کہ اس نے وضو نہیں کیا ہے۔ فرمایا طواف قطع کرے وہ کسی شمار میں نہیں (ص)

باب ۱۳۴

✿(من بدأ بالسعي قبل الطواف أو طاف و أخر السعي)✿

١ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق بن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجلٌ طاف بالكعبة ثمّ خرج فطاف بين الصّفا والمروة فبينما هو يطوف إذ ذكر أنّه قد ترك من طوافه بالبيت قال : يرجع إلى البيت فيتمّ طوافه ثمّ يرجع إلى الصفا والمروة فيتمّ مابقي ، قلت : فإنّه بدء بالصفا والمروة قبل أن يبدء بالبيت ؟ فقال : يأتي البيت فيطوف به ثمّ يستأنف طوافه بين الصفا والمروة ، قلت : فما فرق بين هذين ؟ قال : لأنّ هذا قد دخل في شيء من الطواف وهذا لم يدخل في شيء منه .

٢ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور ابن حازم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل طاف بين الصفا والمروة قبل أن يطوف بالبيت ، فقال : يطوف بالبيت ثمّ يعود إلى الصفا والمروة فيطوف بينهما .

٣ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن

سويد، عن عبدالله بن سنان قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرَّجل يقدم حاجّاً وقد اشتدَّ عليه الحرُّ فيطوف بالكعبة ويؤخّر السعي إلى أن يبرد فقال: لا بأس به وربّما فعلته.

٤ ـ أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن فضالة بن أيّوب، عن رفاعة قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرَّجل يطوف بالبيت، فيدخل وقت العصر أيسعى قبل أن يصلّي أو يصلّي قبل أن يسعى؟ قال: لا بل يصلّي ثمَّ يسعى.

٥ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن صفوان بن يحيى، عن العلاء بن رزين قال: سألته عن رجل طاف بالبيت فأعيى أيؤخّر الطواف بين الصفا والمروة إلى غد؟ قال: لا.

باب ۱۳

سعی قبل طواف

۱۔ میں نے کہا ایک شخص نے کعبہ کا طواف کیا پھر وہاں سے نکل صفا و مروہ کے درمیان طواف کیا بحالت طواف یاد آیا کہ اس نے طواف بیت نہیں کیا فرمایا وہ بیت کی طرف لوٹ آئے اور اپنا طواف پورا کر کے صفا و مروہ کی طرف جائے اور باقی کو تمام کرے۔ میں نے کہا اس نے صفا و مروہ سے ابتدا کی قبل بیت فرمایا بیت کی طرف آئے اور طواف کرے پھر صفا و مروہ کے درمیان طواف شروع کرے میں نے کہا ان دونوں میں فرق کیا ہے فرمایا یہ داخل ہو چکا تھا طواف میں اور وہ داخل نہیں ہوا تھا۔ (موثق)

۲۔ فرمایا اگر کوئی قبل طواف بیت صفا و مروہ کا طواف کرے تو اسے پہلے طواف بیت کرنا چاہیے پھر صفا و مروہ کے درمیان طواف کرے۔ (مجہول)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص حج کو آرہا تھا گرمی کا اس پر اثر ہو گیا پس اس نے کعبہ کا طواف تو کر لیا مگر سعی میں گرمی کا اثر زائل ہونے تک تاخیر کی فرمایا کوئی مضائقہ نہیں کبھی میں بھی ایسا کرتا ہوں۔ (م)

۴۔ میں نے کہا ایک آدمی طواف بیت کر رہا ہے کہ وقت نماز عصر داخل ہو گیا آیا وہ نماز سے پہلے سعی کرے یا سعی سے پہلے نماز پڑھے فرمایا سعی سے پہلے نماز پڑھے۔ (م)

۵۔ میں نے کہا ایک شخص نے بیت کا طواف کیا اور تھک گیا تو کیا وہ کل سعی کر سکتا ہے فرمایا نہیں۔(م)

﴿باب ۱۳۵﴾

☼(طواف المريض ومن يطاف به محمولا من غير علة)☼

١ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل ، عن محمد بن الفضيل ، عن الرَّبيع بن خيثم قال : شهدت أباعبدالله عليه السلام و هو يطاف به حول الكعبة في محمل وهو شديد المرض فكان كلّما بلغ الرُّكن اليمانيَّ أمرهم فوضعوه بالأرض فأخرج يده من كوَّة المحمل حتّى يجرُّها على الأرض ثمَّ يقول : ارفعوني فلمّا فعل ذلك مراراً في كلِّ شوط قلت له : جعلت فداك يابن رسول الله إنَّ هذا يشقُّ عليك فقال : إنّي سمعت الله عزَّ وجلَّ يقول : « ليشهدوا منافع لهم » فقلت : منافع الدُّنيا أو منافع الآخرة فقال : الكلُّ .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبد الرَّحمن بن الحجّاج ومعاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المبطون والكسير يطاف عنهما ويرمى عنهما الجمار .

٣ ـ أبوعليٍّ الأشعريُّ ، عن محمد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : سألته عن المريض المغلوب يطاف عنه بالكعبة ؟ قال : لا ، ولكن يطاف به .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الصبيان يطاف بهم ويرمى عنهم ، قال : وقال أبوعبدالله عليه السلام : إذا كانت المرأة مريضة لا تعقل يطاف بها أو يطاف عنها .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن إبراهيم بن عمر اليمانيِّ عن إسماعيل بن عبدالخالق قال : كنت إلى جنب أبي عبدالله عليه السلام و عنده ابنه عبدالله وابنه الّذي يليه فقال له رجلٌ : أصلحك الله يطوف الرَّجل عن الرَّجل وهو مقيم بمكّة ليس به علّة ؟ فقال : لا ، لو كان ذلك يجوز لأمرت ابني فلاناً فطاف عنّي ـ سمّى الأصغر ـ وهما يسمعان .

باب ۱۳۵

طواف مریض

۱۔ میں حاضر خدمت حضرت ابوعبداللہ ہوا آپ محمل میں بیٹھے ہوئے کعبہ کے گرد طواف فرما رہے تھے اور سخت بیمار تھے جب رکن یمانی کے پاس پہنچے تو آپ نے حکم دیا کہ محمل کو زمین پر رکھو پھر آپ نے اپنا ہاتھ محمل کے روشندان سے نکالا اور اس کو زمین پر کھینچا پھر فرمایا مجھے اٹھاؤ جب چند بار ایسا ہی ہر شوط میں ہوا تو میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں یہ تو آپ کے لئے بڑا تکلیف دہ امر ہے فرمایا میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے چاہیئے کہ لوگ حاضر ہوں اپنے منافع کے لیے میں نے کہا منافع دنیا یا منافع آخرت فرمایا دونوں۔

۲۔ فرمایا استسقاء کا بیمار اور جس کے اعضاء شکست ہوگئے ہوں ان کی طرف سے دوسرا طواف و رمی جمرات کرے۔ (حسن)

۳۔ میں نے اس مریض کے متعلق جو مرض سے مغلوب ہو پوچھا کہ اس کی طرف سے طواف کیا جائے فرمایا نہیں بلکہ وہ خود کرے۔ (موثق)

۴۔ فرمایا جو عورت مریض ہو اور صاحب عقل کامل نہ ہو تو وہ خود کرے یا اس کی طرف سے کوئی کرے۔ (حسن)

۵۔ میں حضرت کے پہلو میں بیٹھا تھا اور میرے پاس آپ کے فرزند عبداللہ اور دوسرے فرزندان کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے آکر پوچھا کیا اس شخص کی طرف سے طواف کیا جا سکتا ہے جو مکہ میں مقیم ہو اور اس کو کوئی بیماری بھی نہ ہو فرمایا اگر یہ جائز ہوتا تو میں اپنے بیٹے فلاں کو حکم دیتا کہ وہ میری طرف سے طواف کرے بیٹے کا نام اصغر لیا اور وہ دونوں صاحبزادے سن رہے تھے۔ (حسن)

باب ۱۳۶

(ركعتي الطواف ووقتهما و القراءة فيهما والدعاء)

١ - عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ؛ وابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : إذا فرغت من طوافك فائت مقام إبراهيم عليه السلام فصلّ ركعتين واجعله أماماً واقرء في الاُولى منهما سورة التوحيد «قل هو الله أحد» وفي الثانية «قل يا أيّها الكافرون» ثمّ تشهّد و احمد الله و اثن عليه و صلّ على النبيّ صلى الله عليه وآله و اسأله أن يتقبّل منك و هاتان الركعتان هما الفريضة ليس يكره لك أن تصلّيهما في أيّ الساعات شئت ، عند طلوع

الشمس وعند غروبها ولا تؤخّرهما ساعة تطوف وتفرغ فصلّهما .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسين بن عثمان قال : رأيت أبا الحسن موسى عليه السلام يصلّي ركعتي طواف الفريضة بحيال المقام قريباً من ظلال المسجد .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز بن عبدالله ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن رجل طاف طواف الفريضة وفرغ من طوافه حين غربت الشمس قال : وجبت عليه تلك الساعة الرّكعتان فليصلّهما قبل المغرب .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن إبراهيم بن أبي محمود قال : قلت للرّضا عليه السلام : أُصلّي ركعتي طواف الفريضة خلف المقام حيث هو الساعة أو حيث كان على عهد رسول الله صلّى الله عليه وآله ؟ قال : حيث هو الساعة .

٥ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق ابن عمّار ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : ما رأيت الناس أخذوا عن الحسن والحسين عليهما السلام إلّا الصلاة بعد العصر وبعد الغداة في طواف الفريضة .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن بعض أصحابنا قال : قال أحدهما عليهما السلام : يصلّي الرّجل ركعتي الطواف طواف الفريضة والنافلة بقل هو الله أحد وقل يا أيّها الكافرون .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن رفاعة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يطوف الطواف الواجب بعد العصر أيصلّي الركعتين حين يفرغ من طوافه قال : نعم أما بلغك قول رسول الله صلّى الله عليه وآله : يا بني عبد المطلب لا تمنعوا الناس من الصلاة بعد العصر فتمنعوهم من الطواف .

٨ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن بعض أصحابنا ، عن أبان بن عثمان ، عن زرارة ، عن أحدهما عليهما السلام قال : لا ينبغي أن تصلّي ركعتي طواف الفريضة إلّا عند مقام إبراهيم عليه السلام فأمّا التطوّع فحيث شئت من المسجد .

٩ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد بن عثمان ،

عن يحيى الأزرق، عن أبي الحسن عليه السلام قال: قلت له: إنّي طفت أربعة أسابيع فأعييت أفأصلّي ركعاتها و أنا جالس؟ قال: لا، قلت: فكيف يصلّي الرّجل إذا اعتلّ و وجد فترة صلاة اللّيل جالساً و هذا لا يصلّي؟ قال: فقال: يستقيم أن تطوف وأنت جالس؟ قلت: لا، قال: فصلّ وأنت قائم.

باب ۳۶

دو رکعت طواف ان کا وقت اور ان میں قرأت

۱- فرمایا جب تم اپنے طواف سے فارغ ہو جاؤ تو مقام ابراہیم پر آؤ اور دو رکعت نماز پڑھو مقام کو سامنے رکھ کر رکعت اوّل میں سورۂ قل ہو اللہ اور رکعت ثانی میں قل یا ایہا الکافرون، پھر تشہد کے بعد حمد و ثنائے الٰہی کرو اور محمد و آل محمد پر درود بھیجو اور اللہ سے سوال کرو کہ وہ تمہارے عمل کو قبول کرے، یہ دونوں رکعتیں فرض ہیں کوئی مجبوری نہیں، جب چاہو طلوع فجر سے غروب تک پڑھ لو لیکن یہ خیال رہے کہ طواف سے فارغ ہوتے ہی ان کو پڑھا جائے۔ (حسن)

۲- میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا دو رکعت نماز طواف فریضہ کی پڑھتے ہوئے مقام جہاں میں ظلال المسجد کے قریب۔ (حسن)

۳- میں نے کہا ایک شخص نے طواف فریضہ ادا کیا، ادا کے بعد سورج غروب ہو گیا فرمایا اس پر واجب تھیں دو رکعت جو اسے قبل مغرب پڑھنی چاہیئے تھیں۔ (حسن)

۴- میں نے کہا طواف میں واجب کی دو رکعت پڑھتا ہوں خلاف مقام اس حیثیت سے کہ وہ وقت ہوتا ہے یا اس حیثیت سے کہ وہ عہد رسولؐ میں تھا فرمایا اس حیثیت سے کہ وہ اس کا وقت ہے۔ (ص)

۵- فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ لوگوں نے نہیں لیا امام حسن اور امام حسین علیہم السلام سے مگر بعد نماز عصر اور بعد نماز صبح طواف فریضہ میں۔ (موثق)

۶- فرمایا نماز طواف فریضہ ہو یا نافلہ سورۂ قل ہو اللہ اور قل یا ایہا الکافرون پڑھنی چاہیئے (مرسل)

۷- میں نے کہا ایک شخص طواف واجب کرتا ہے بعد عصر، کیا وہ دو رکعت طواف سے فارغ ہوتے ہی ادا کرے فرمایا ہاں، کیا تم تک رسول خدا کا یہ کلام نہیں پہنچا، آپ نے فرمایا اے اولاد عبد المطلب لوگوں کو نماز بعد عصر سے منع نہ کرو

اور ان کو طواف سے فائدہ اٹھانے دو۔(حسن)

۸۔ فرمایا طواف فریضہ کی نماز مقام ابراہیم کے پاس پڑھو اور نافلہ طواف کی جس مسجد میں چاہو پڑھ لو۔(ض)

۹۔ میں نے کہا میں نے سات شوط والے چار طواف کئے اور میں تھک گیا تو کیا ان کی رکعات بیٹھ کر پڑھ لوں فرمایا نہیں، میں نے کہا یہ کیسے جبکہ ایک بیمار آدمی جو سست پڑ گیا ہو نماز شب بیٹھ کر پڑھتا ہے اور یہ نہیں پڑھ سکتا۔ کیا تم طواف بیٹھ کر کر سکتے ہو۔ میں نے کہا نہیں فرمایا تو نماز بھی کھڑے ہو کر پڑھو۔(ض)

﴿باب ۱۳﴾

☼(السهو في ركعتي الطواف)☼

١ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل ، عن محمد بن الفضيل ، عن أبي الصباح الكناني قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل نسي أن يصلي الركعتين عند مقام إبراهيم عليه السلام في طواف الحج والعمرة ، فقال : إن كان بالبلد صلى ركعتين عند مقام إبراهيم عليه السلام فإن الله عز وجل يقول : «واتخذوا من مقام إبراهيم مصلى» وإن كان قد ارتحل فلا آمره أن يرجع

٢ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ و محمد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن ابن أبي عمير ؛ و صفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل نسي الركعتين خلف مقام إبراهيم عليه السلام فلم يذكر حتى ارتحل من مكة ؛ قال : فليصلهما حيث ذكر وإذا ذكرهما وهو في البلد فلا يبرح حتى يقضيهما .

٣ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن ابن بكير ، عن عبيد بن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل طاف طواف الفريضة و لم يصل الركعتين حتى طاف بين الصفا والمروة ثم طاف طواف النساء ولم يصل الركعتين حتى ذكر بالأبطح فصلى أربع ركعات ، قال : يرجع فيصلي عند المقام أربعاً .

٤ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن المثنى قال : نسيت ركعتي الطواف خلف مقام إبراهيم عليه السلام حتى انتهيت إلى منى فرجعت إلى مكة فصليتهما فذكرنا ذلك لأبي عبدالله عليه السلام ، فقال : ألا صلاهما حيث ذكر .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عيسى ، عمّن ذكره ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : في رجل طاف طواف الفريضة ونسي الركعتين حتّى طاف بين الصفا والمروة قال : يُعلم ذلك الموضع ثمّ يعود فيصلّي الركعتين ثمّ يعود مكانه .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سُئل عن رجل طاف طواف الفريضة ولم يصلّ الركعتين حتّى طاف بين الصفا والمروة وطاف بعد ذلك طواف النساء ولم يصلّ أيضاً لذلك الطواف حتّى ذكر بالأبطح ، قال : يرجع إلى مقام إبراهيم عليه السلام فيصلّي .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : سألته عن رجل دخل مكّة بعد العصر فطاف بالبيت وقد علّمناه كيف يصلّي فنسي فقعد حتّى غابت الشمس ثمّ رأى النّاس يطوفون فقام فطاف طوافاً آخر قبل أن يصلّي الركعتين لطواف الفريضة ، فقال : جاهل ؟ قلت : نعم ، قال : ليس عليه شيء .

٨ ـ أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن الحسين زعلان ، عن الحسين بن بشّار ، عن هشام بن المثنّى ، وحنان قالا : طفنا بالبيت طواف النساء ونسينا الركعتين فلمّا صرنا بمنى ذكرناهما فأتينا أباعبدالله عليه السلام فسألناه ، فقال : صلّياهما بمنى .

باب ۱۳

رکعات طواف میں سہو

۱۔ میں نے کہا طواف حج عمرہ کے بعد ایک شخص دو رکعت مقام ابراہیم پر پڑھنی بھول گیا۔ فرمایا اگر وہ شہر میں ہے تو دو رکعت مقام ابراہیم پر پڑھے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مقام ابراہیم پہ نماز پڑھو اور اگر چلا گیا ہے تو اسے لوٹنے کے لیے میں نہیں کہتا۔ (مجہول)

۲۔ میں نے کہا ایک شخص مقام ابراہیم پر نماز پڑھنا بھول گیا اور اسے یاد نہ آیا اور مکہ سے چلا گیا فرمایا جہاں یاد آئے

دو رکعت پڑھ لے اور اگر اس وقت یاد آئے جبکہ وہ شہر میں ہو تو جب ادا نہ کرے وہاں سے نہ جائے (حسن)

۳۔ فرمایا اگر کوئی طواف واجب کرے اور دو رکعت نماز نہ پڑھے پھر صفا و مروہ کے درمیان طواف کرے پھر طواف نساء بھی کرے اور دو رکعت نماز نہ پڑھے ابطح میں پہنچ کر یاد آئے تو چار رکعت نماز پڑھے تو اس کو چاہیئے کہ لوٹے اور چار رکعت مقام ابراہیم پر پڑھے۔ (موثق)

۴۔ راوی کہتا ہے مقام ابراہیم پر طواف کی دو رکعتیں پڑھنی بھول گیا اور منیٰ میں پہنچ گیا وہاں سے مکہ آیا اور دو رکعت پڑھیں اس کا ذکر ابوعبداللہ علیہ السلام سے ہم نے کیا۔ فرمایا جہاں یاد آتا وہیں پڑھ لیتے۔ (مجہول)

۵۔ فرمایا جو شخص طواف فریضہ کرے اور دو رکعت بھول جائے پھر طواف صفا و مروہ کرے تو اس کو اپنی جگہ یا در کھنی چاہیئے اور وہاں سے لوٹ کر آئے اور دو رکعت پڑھ کر پھر وہیں چلا جائے۔ (مرسل)

۶۔ پوچھا گیا ایک شخص نے طواف فریضہ کیا اور دو رکعت نماز نہ پڑھی پھر طواف صفا و مروہ کیا اور اس کے بعد طواف نساء کیا اور نماز نہ پڑھی طواف واجب کی مقام ابطح پر یاد آیا فرمایا وہ مقام ابراہیم پر پلٹ کر جائے اور نماز پڑھے (م)

۷۔ میں نے کہا ایک شخص بعد عصر مکہ میں داخل ہوا اور اس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور ہم نے اسے بتا دیا تھا کہ بعد طواف نماز پڑھنی ہے وہ بھول گیا اور بیٹھ رہا۔ سورج غروب ہو گیا۔ پھر اس نے لوگوں کو طواف کرتے دیکھا کھڑا ہوا اور دوسرا طواف کیا قبل اس کے کہ وہ دو رکعت نماز طواف فریضہ کی پڑھے فرمایا کیا وہ جاہل ہے میں نے کہا ہاں، فرمایا تو اس پر کچھ نہیں۔ (ض)

۸۔ ہم دونوں نے طواف بیت کیا اور دو رکعت نماز پڑھنا بھول گئے ہم نے ابوعبداللہ سے پوچھا۔ فرمایا منیٰ ہی میں پڑھ لو۔

﴿ باب ۱۳۸ ﴾

☆(نوادر الطواف)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ؛ و غيره ، عن أحمد بن [محمّد بن] هلال ، عن أحمد بن محمّد ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أوّل مايظهر القائم من العدل أن ينادي مناديه أن يسلّم صاحب النافلة لصاحب الفريضة الحجر الأسود والطواف .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن النعمان ، عن سعيد الأعرج قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الطّواف أيكتفي الرّجل باحصاء صاحبه ؟ فقال : نعم

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن عبدالكريم بن

عمرو ، عن أيّوب أخي اُديم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : القراءة وأنا أطوف أفضل أو أذكر الله تبارك وتعالى ؟ قال : القراءة ، قلت : فإن مرّ بسجدة وهو يطوف ؟ قال : يؤمي برأسه إلى الكعبة .

٤ ـ سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن مثنّى ، عن زياد بن يحيى الحنظليّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لاتطوفنّ بالبيت وعليك برطلّة (٤) .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبي الفرج قال : سأل أبان أبا عبدالله عليه السلام أكان لرسول الله صلى الله عليه وآله طواف يعرف به ؟ فقال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يطوف باللّيل والنّهار عشرة أسابيع ثلاثة أوّل اللّيل وثلاثة آخر اللّيل واثنين إذا أصبح واثنين بعد الظهر وكان فيما بين ذلك راحته .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن عليّ بن النعمان ، عن داود بن فرقد ، عن عبدالأعلى قال : رأيت اُمّ فروة تطوف بالكعبة عليها كساء متنكّرة فاستلمت الحجر بيدها اليسرى فقال لها رجل ممّن يطوف : يا أمة الله أخطأت السنّة ، فقالت : إنّا لأغنياء عن علمك .

٧ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد قال : قال أبو الحسن عليه السلام : أتدري لم سمّيت الطّائف ؟ قلت : لا ، قال : إنّ إبراهيم عليه السلام لمّا دعا ربّه أن يرزق أهله من الثمرات قطع لهم قطعة من الاُردن فأقبلت حتّى طافت بالبيت سبعاً ثمّ أقرّها الله في موضعها وإنّما سمّيت الطّائف للطواف بالبيت .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن زياد القنديّ قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : جعلت فداك إنّي أكون في المسجد الحرام وأنظر إلى النّاس يطوفون بالبيت وأنا قاعد فأغتمّ لذلك ، فقال : يا زياد لا عليك فإنّ المؤمن إذا خرج من بيته يؤمّ الحجّ لا يزال في طواف وسعي حتّى يرجع .

٩ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن هيثم التميميّ قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل كانت معه صاحبة لاتستطيع القيام على رجلها فحملها زوجها في محمل فطاف بها طواف الفريضة بالبيت وبالصفا والمروة أيجزئه

ذلك الطواف عن نفسه طوافه بها؛ فقال: إيهاً الله إذاً .

١٠ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن ابن أبي عمير، عن محمّد بن أبي حمزة، عن بعض أصحابنا، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: دع الطواف وأنت تشتهيه .

١١ ـ محمّد بن يحيى ؛ وغيره، عن محمّد بن أحمد، عن العبّاس بن معروف، عن موسى ابن عيسى اليعقوبيّ، عن محمّد بن ميسّر، عن أبي الجهم، عن أبي عبدالله، عن آبائه، عن عليّ عليه السلام أنّه قال في امرأة نذرت أن تطوف على أربع، قال: تطوف أسبوعاً ليديها وأسبوعاً لرجليها .

١٢ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن صفوان قال: سألته عن ثلاثة دخلوا في الطواف فقال واحد منهم لصاحبه: تحفّظوا الطواف فلمّا ظنّوا أنّهم قد فرغوا قال واحد: معي ستّة أشواط، قال: إن شكّوا كلّهم فليستأنفوا وإن لم يشكّوا وعلم كلُّ واحد: منهم مافي يده فليبنوا .

١٣ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حفص بن البختريّ، عن أبي عبدالله عليه السلام في المرأة تطوف بالصبيّ وتسعى به هل يجزىء ذلك عنها وعن الصبيّ؟ فقال: نعم .

١٤ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: يستحبّ أن تطوف ثلاثمائة وستّين أُسبوعاً عدد أيّام السنة فإن لم تستطع فثلاثمائة وستّين شوطاً فإن لم تستطع فما قدرت عليه من الطواف

١٥ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن ابن فضّال، عن يونس بن يعقوب قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: هل نشرب ونحن في الطواف؟ قال: نعم .

١٦ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن عبدالله بن يحيى الكاهليّ قال: سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول: طاف رسول الله صلّى الله عليه وآله على ناقته العضباء وجعل يستلم الأركان بمحجنه ويقبّل المحجن .

١٧ ـ أحمد بن محمّد، عن ابن أبي عمير، عن بعض أصحابه، عن أبي عبدالله عليه السلام: طواف في العشر أفضل من سبعين طوافاً في الحجّ .

١٨ - عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه في امرأة نذرت أن تطوف على أربع فقال: تطوف اُسبوعاً ليديها واُسبوعاً لرجليها

باب ۱۳۱

نوادر طواف

١- فرمایا سب سے پہلے جب ظہور قائم آل محمد ہوگا ایک منادی ندا کرے گا جس پر طواف نافلہ ہے وہ سلام کرے اس کو جس پر استلام حجر و طواف واجب ہے۔ (ضع)

٢- پوچھا گیا حضرت سے آیا یہ کافی ہے کہ طواف میں شوط کو اس کا ساتھی گنتا جائے فرمایا ہاں۔ (ضع)

٣- میں نے کہا طواف میں سوروں کی قرأت بہتر ہے یا ذکر خدا۔ فرمایا قرأت۔ میں نے کہا اگر طواف میں کوئی سجدہ (سجدہ) ہو (ضع) یا بنا بر تقیہ (کرے۔ فرمایا اپنے سر سے کعبہ کی طرف اشارہ کرے۔ (ضع)

٤- فرمایا طواف بیت میں اونچی مخروطی شکل کی قلندرانہ ٹوپی سر پر نہ رکھے۔ (ضع)

٥- میں نے کہا کیا رسول اللہ طواف کرتے تھے فرمایا رات اور دن میں دس مرتبہ سات سات شوط تین بار اول شب میں تین بار، آخر شب اور دو بار صبح کو اور دو بار بعد ظہر اور ان دونوں کے درمیان آپ آرام فرماتے تھے۔ (مجہول)

٦- میں نے دیکھا اُم فروہ (مادر امام جعفر صادقؑ) کعبہ کا طواف ایک بدنما چادر میں کرتی تھیں (تاکہ لوگ آپ کو نہ پہچانیں) پس آپ نے استلام حجر بائیں ہاتھ سے کیا۔ ایک شخص نے کہا اے کنیز خدا تم نے یہ طواف خلاف سنت کیا، فرمایا ہم تمہارے علم پر اعتماد نہیں کرتے۔ (حسن)

٧- فرمایا ابوالحسن علیہ السلام نے کیا تم جانتے ہو کہ طایف کا نام طایف کیوں ہوا میں نے کہا نہیں فرمایا ابراہیمؑ نے اپنے رب سے دعا کی کہ اہل کو ان کے ثمرات کا رزق دے پس خدا نے اردن (یہ جگہ شام میں ہے) کا قطع ان کے لیے معین کیا یہ سرزمین چلی اور طواف بیت کیا سات بار پھر خدا نے اس کو اس کی جگہ پر قرار دیا اس لیے اس کا نام طایف ہوا۔ (ضع)

٨- میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا میں آپ پر فدا ہوں میں مسجد الحرام میں ہوتا ہوں اور لوگوں کو طواف کرتے دیکھتا ہوں درآنحالیکہ میں بیٹھا ہوتا ہوں فرمایا اے زیاد یہ گناہ نہیں، جب بندۂ مومن بقصد حج گھر سے نکلتا ہے تو وہ واپسی تک طواف و سعی میں شمار ہوتا ہے۔ (حسن)

۹۔ میں نے کہا ایک شخص کے ساتھ اس کی بی بی ہے جو اپنے پیروں پر کھڑی نہیں ہو سکتی اس کے شوہر نے اسے محمل میں اٹھایا اور طواف فریضہ بیت و طواف صفا و مروہ ادا کیا آیا یہ اس کے لئے اپنی طرف سے طواف بھی کافی ہوگا فرمایا ہاں۔ (م)

۱۰۔ فرمایا طواف کو چھوڑ دو اگر لوگوں کی کثرت کی وجہ سے اسے پورا نہیں کر سکتے۔ (مرسل)

۱۱۔ میں نے کہا ایک عورت نے چار طواف کی نذر کی۔ فرمایا نہیں سات کی کرنی چاہیے سات اپنے ہاتھوں کے اور سات اپنے پیروں کے۔ (مجہول)

۱۲۔ میں نے کہا تین شخص طواف میں داخل ہوئے ایک نے ان میں سے اپنے ساتھی سے کہا طواف گنتے رہنا جب انھوں نے گمان کیا کہ وہ فارغ ہو گئے تو ان میں سے ایک نے کہا میرا شمار تو چھ شوط کا ہے حضرت نے فرمایا اگر سب نے شک کیا ہے تو پھر سے طواف کریں اور اگر سب نے شک نہیں کیا ہے اور ہر ایک کو اپنا شمار یاد ہے تو اسی پر بنا کریں۔ (حسن)

۱۳۔ میں نے کہا ایک عورت نے اپنے بچے کے ساتھ طواف وسعی کی یہ اس کے لئے اور بچہ کے لئے کافی ہے فرمایا ہاں۔ (حسن)

۱۴۔ فرمایا مستحب ہے کہ تین سو ساٹھ بار ایک سال کے دنوں کے برابر طواف کیا جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو تین سو ساٹھ شوط ہی کر لے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو جتنے زیادہ کر سکتا ہو کرے۔ (حسن)

۱۵۔ میں نے کہا کیا ہم اثنائے طواف میں پانی پی سکتے ہیں، فرمایا ہاں۔ (موثق)

۱۶۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ رسول اللہ نے ناقہ غضبار پر طواف کیا اور ارکان کا استلام اور بوسہ دیا محجن کو۔ (حسن)

۱۷۔ فرمایا کہ ذی الحجہ کے عشرۂ اولی میں افضل ہے طواف حج کے زمانہ میں ستر طوافوں سے (م)

۱۸۔ فرمایا حضرت نے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے اس عورت کے بارے میں جس نے چار شوط نذر کی ہو، فرمایا وہ سات کرے اپنے ہاتھوں کے لئے اور سات اپنے پیروں کے لئے۔ (ض)

باب ۱۳۹

(استلام الحجر بعد الركعتين وشرب ماء زمزم قبل الخروج الى)
(الصفا والمروة)

١ - عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ؛ وابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا فرغت من الركعتين فائت الحجر الأسود وقبّله واستلمه أو أشر إليه

فإنّه لابدّ من ذلك، وقال: إن قدرت أن تشرب من ماء زمزم قبل أن تخرج إلى الصفا فافعل وتقول حين تشرب: «اللّهمّ اجعله علماً نافعاً ورزقاً واسعاً وشفاء من كلّ داء و سقم» قال: وبلغنا أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال حين نظر إلى زمزم: «لولا أنّي أشقّ على اُمّتي لأخذت منه ذَنوباً أو ذَنوبين».

٢ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا فرغ الرّجل من طوافه وصلّى ركعتين فليأت زمزم وليستق منه ذَنوباً أو ذَنوبين وليشرب منه وليصبّ على رأسه وظهره وبطنه ويقول: «اللّهمّ اجعله علماً نافعاً و رزقاً واسعاً وشفاء من كلّ داء و سقم»، ثمّ يعود إلى الحجر الأسود.

٣ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن مهزيار قال: رأيت أبا جعفر الثاني عليه السلام ليلة الزّيارة طاف طواف النّساء وصلّى خلف المقام ثمّ دخل زمزم فاستقى منها بيده بالدّلو الّذي يلي الحجر وشرب منه وصبّ على بعض جسده ثمّ أطلع في زمزم مرّتين. وأخبرني بعض أصحابنا أنّه رآه بعد ذلك بسنة فعل مثل ذلك.

باب ۱۳۹

استلام حجر

۱- فرمایا جب طواف کی دو رکعتوں سے فارغ ہو تو حجر کے پاس آؤ اسے بوسہ دو اور اس سے لپٹو اور اس کی طرف اشارہ کرو یہ ضروری ہے اور فرمایا اگر یہ ممکن نہ ہو تو صفا جانے سے پہلے زمزم کا پانی پیو اور کہو یا اللہ میرے علم کو نافع قرار دے اور رزق کو واسع اور شفا قرار دے ہر درد و آزار سے صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا جبکہ آپ کی نظر زمزم پر گئی اگر میری امت پر میری یہ سنت شاق نہ ہوتی تو میں چاہِ زمزم سے ایک یا دو ڈول نکالتا۔ (حسن)

۲- فرمایا جب آدمی طواف سے فارغ ہو اور دو رکعت نماز پڑھ لے تو زمزم پر آئے ایک یا دو ڈول اس سے نکالے اور اس کو پیئے اور اپنے سر پشت اور شکم پر ڈالے اور کہے یا اللہ اس کو علم نافع، رزق واسع اور ہر درد

کی دو اقرار دے پھر حجر اسود کی طرف آئے۔ (حسن)

۳۸۔ میں نے شب زیارت میں امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا طواف نساء کرتے ہوئے اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے پھر آپ زمزم پر آئے اور آپ نے وہ ڈول جو حجر کے پاس تھا بھرا اور پانی پیا اور اپنے جسم پر چھڑکا دوبارہ پھر زمزم پر آئے۔ میرے ایک دوست نے خبر دی کہ چھ بار ایسا ہی کیا (م)

﴿باب﴾

﴿ الوقوف على الصفا والدعاء ﴾

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله حين فرغ من طوافه وركعتيه قال : أبدء بما بدء الله عزَّ وجلَّ به من إتيان الصفا ، إنَّ الله عزَّ وجلَّ يقول : « إنَّ الصفا والمروة من شعائر الله » . قال أبو عبدالله عليه السلام : ثمَّ اخرج إلى الصفا من الباب الّذي خرج منه رسول الله صلى الله عليه وآله وهو الباب الّذي يقابل الحجر الأسود حتّى تقطع الوادي وعليك السكينة والوقار فاصعد على الصفا حتّى تنظر إلى البيت وتستقبل الرُّكن الّذي فيه الحجر الأسود واحمد الله واثن عليه ثمَّ اذكر من آلائه وبلائه وحسن ما صنع إليك ما قدرت على ذكره ثم كبّر الله سبعاً و احمده سبعاً و هلّله سبعاً و قل : « لا إله إلّا الله وحده لا شريك له ، له الملك وله الحمد يحيي و يميت وهو حيٌّ لا يموت وهو على كلِّ شيء قدير » ثلاث مرَّات ، ثمَّ صلِّ على النبيِّ صلى الله عليه وآله وقل : « الله أكبر على ما هدانا والحمد لله على ما أولانا والحمد لله الحيِّ القيوم و الحمد لله الحيِّ الدَّائم » ثلاث مرَّات ، و قل : « أشهد أن لا إله إلّا الله وأشهد أنَّ محمّداً عبده ورسوله ، لا نعبد إلّا إيّاه مخلصين له الدِّين ولو كره المشركون » ثلاث مرَّات « اللّهمَّ إنّي أسألك العفو والعافية واليقين في الدُّنيا والآخرة » ثلاث مرَّات « اللّهمَّ آتنا في الدُّنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النّار » ثلاث مرّات ثم كبّر الله مائة مرَّة وهلّل مائة مرَّة واحمد مائة مرَّة وسبّح مائة مرَّة وتقول : « لا إله إلّا الله وحده أنجز وعده و نصر عبده وغلب الأحزاب وحده فله الملك وله الحمد وحده وحده اللّهمَّ بارك لي في الموت و

في ما بعد الموت ، اللّهمَّ إنّي أعوذبك من ظلمة القبر و وحشته ، اللّهمَّ أظلّني في ظلِّ عرشك يوم لاظلَّ إلّا ظلّك ، وأكثر من أن تستودع ربّك دينك ونفسك وأهلك ، ثمَّ تقول : « أستودع الله الرَّحمن الرَّحيم الّذي لايضيع ودائعه نفسي وديني وأهلي ، اللّهمَّ استعملني على كتابك وسنّة نبيّك وتوفّني على ملّته وأعذني من الفتنة » ثمَّ تكبّر ثلاثاً ثمَّ تعيدها مرَّتين ثمَّ تكبّر واحدة ثمَّ تعيدها فإن لم تستطع هذا فبعضه ؛ و قال أبوعبدالله عليه السلام . إنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله كان يقف على الصفا بقدرمايقرء سورة البقرة مترتّلاً .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن يعقوب بن شعيب قال : حدَّثني جميل قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : هل من دعاء موقّت أقوله على الصفا و المروة ؟ فقال : تقول إذا وقفت على الصفا : « لا إله إلّا الله وحده لاشريك له ، له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو على كلِّ شيء قدير » ثلاث مرّات .

٣ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن زرارة قال : سألت أبا جعفر عليه السلام كيف يقول الرَّجل على الصفا والمروة ؟ قال: يقول : « لا إله إلّا الله وحده لاشريك له ، له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو على كلِّ شيء قدير » ثلاث مرّات .

٤ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالحميد ابن سعيد قال : سألت أبا إبراهيم عليه السلام عن باب الصفا قلت : إنَّ أصحابنا قد اختلفوا فيه بعضهم يقول : الّذي يلي السقاية وبعضهم يقول : الّذي يلي الحجر ، فقال : هو الّذي يلي السقاية محدث صنعه داود وفتحه داود .

٥ ـ أحمد بن محمّد عن عليّ بن حديد ، عن عليِّ بن النعمان يرفعه قال : كان أمير المؤمنين عليه السلام إذا صعد الصفا استقبل الكعبة ثمَّ رفع يديه ثمَّ يقول : « اللّهمَّ اغفرلي كلَّ ذنب أذنبته قطُّ فإن عدت فعد عليَّ بالمغفرة فإنّك أنت الغفور الرَّحيم ، اللّهمَّ افعل بي ما أنت أهله فإنّك إن تفعل بي ما أنت أهله ترحمني وإن تعذِّبني فأنت غنيٌّ عن عذابي وأنا محتاجٌ إلى رحمتك فيا من أنا محتاجٌ إلى رحمته ارحمني ، اللّهمَّ لاتفعل بي

ما أنا أهله فإنّك إن تفعل بي ما أنا أهله تعذّبني و لم تظلمني ، أصبحت أتّقي عدلك ولا أخاف جورك فيا من هو عدل لايجور ارحمني .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن حمدان بن سليمان ، عن الحسن بن عليّ بن الوليد رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من أراد أن يكثر ماله فليطل الوقوف على الصفا والمروة .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن الحسن بن أبي الحسن ، عن صالح ابن أبي الأسود ، عن أبي الجارود ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : ليس على الصفا شيء موقّت .

٨ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن أسباط ، عن مولى لأبي عبدالله عليه السلام من أهل المدينة قال : رأيت أباالحسن عليه السلام صعد المروة فألقى نفسه على الحجر الّذي في أعلاها في ميسرتها واستقبل الكعبة .

٩ ـ عليّ بن محمّد ، عن صالح بن أبي حمّاد ، عن أحمد بن الجهم الخزّاز ، عن محمّد بن عمر بن يزيد ، عن بعض أصحابه قال : كنت وراء أبي الحسن موسى عليه السلام على الصفا ـ أو على المروة ـ وهو لايزيد على حرفين « اللّهمّ إنّي أسألك حسن الظنّ بك في كلّ حال وصدق النيّة في التوكّل عليك » .

باب ۱۴

کوہ صفا پر وقوف

۱۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب طواف اور اس کی دو رکعتوں سے فارغ ہوئے تو فرمایا میں ابتدا کرتا ہوں جن کے متعلق خدا نے فرمایا ہے صفا و مروہ شعائر اللہ ہیں فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے پھر نکلو صفا کی طرف اس دروازہ سے جس سے رسول اللہ نکلے تھے اور وہ دروازہ مقابل میں حجراسود کے ہے یہاں تک کہ تو وادی کو طے کرے اور سکینہ اور وقار کے ساتھ صفا پر چڑھو یہاں تک کہ خانہ کعبہ نظر آنے لگے اور استقبال کرو اس رکن کا جس میں حجراسود ہے اللہ کی حمد و ثنا کرو اور اس کی نعمتوں اور آزمائشوں کو یاد کرو اور ان کو جو تم پر احسانات کئے ہیں جس قدر تم میں قوت ہو اس کا ذکر کرو پھر سات تکبیریں کہو، سات بار الحمد للہ کہو، سات بار لا إله إلّا الله

وحده لاشريك له ، له الملك وله الحمد يحيي و يميت وهو حيّ لايموت وهوعلى كل شيء قدير پھر محمد و آل محمد پر درود بھیج کر کہو « الله أكبر على ماهدانا والحمدلله على ما أولانا والحمدلله الحيّ القيوم و الحمدلله الحيّ الدائم تین بار اور پھر کہو أشهد أن لا إله إلّا الله وأشهد أنّ محمّداً عبده ورسوله ، لانعبد إلّا إيّاه مخلصين له الدّين ولو كره المشركون» تین بار پھر کہو اللّهمّ إنّي أسألك العفو والعافية واليقين في الدّنيا والآخرة تین بار پھر « اللّهمّ آتنا في الدّنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النّار تین بار پھر الله اکبر سو بار ، لا اله الا الله سو بار ، الحمد لله سو بار ، تسبیح یعنی سبحان الله سو بار اور پھر «لا إله إلّا الله وحده أنجز وعده و نصر عبده وغلب الأحزاب وحده فله الملك وله الحمد وحده وحده اللّهمّ بارك لي في الموت و في ما بعد الموت ، اللّهمّ إنّي أعوذ بك من ظلمة القبر و وحشته پھر تکبیر کہے تین بار پھر دو مرتبہ یہ دعا پڑھے پھر ایک بار الله اکبر کہے پھر یہ دعا پڑھے ، اللّهمّ أظلّني في ظلّ عرشك يوم لاظلّ إلّا ظلّك » وأكثر من أن تستودع ربّك دينك ونفسك وأهلك ، پھر کہو أستودع الله الرّحمن الرّحيم الّذي لايضيع ودائعه نفسي وديني وأهلي ، اللّهمّ استعملني على كتابك وسنّة نبيّك وتوفّني على ملّته وأعذني من الفتنة اگر یہ سب نہ پڑھ سکے تو بعض پڑھے فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ کوہ صفا پر کھڑے ہوتے اور ترتیل کے ساتھ سورہ بقر کچھ پڑھتے ۔

۲۔ میں نے کہا کہ کوہ صفا پر پڑھنے کے لئے کوئی مخصوص دعا ہے فرمایا تین بار یہ دعا پڑھو لا إله إلّا الله وحده لاشريك له ، له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو على كلّ شيء قدير

۳۔ ترجمہ نمبر ۲ میں دیکھو۔ (م)

۴۔ میں نے پوچھا کس دروازہ سے صفا پر جایا جائے بعض کہتے ہیں جو متصل سقایہ ہے بعض کہتے ہیں متصل حجر ہے فرمایا جو متصل سقایہ ہے وہ جدید ہے جسے داؤد نے بنایا اور اسی نے کھولا ہے۔ (مجہول)

۵۔ فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام جب صفا پر چڑھتے تو کعبہ کی طرف رخ کرتے تو اپنے ہاتھ اٹھا کر فرماتے (م) اللّهمّ اغفرلي كلّ ذنب أذنبته قطّ فإن عدت فعد عليّ بالمغفرة فإنّك أنت الغفور الرّحيم ، اللّهمّ افعل بي ما أنت أهله فإنّك إن تفعل بي ما أنت أهله ترحمني وإن تعذّبني فأنت غنيّ عن عذابي وأنا محتاج إلى رحمتك فيا من أنا محتاج إلى رحمته ارحمني ، اللّهمّ لاتفعل بي ما أنا أهله فإنّك إن تفعل بي ما أنا أهله تعذّبني و لم تظلمني ، أصبحت أتّقي عدلك ولا أخاف جورك فيا من هو عدل لايجور ارحمني » .

۶۔ فرمایا جو مال کی زیادتی چاہتا ہو وہ صفا و مروہ پر زیادہ ٹھہرے۔ (مجہول)

۷۔ فرمایا صفا پر عمل کے لیے کوئی مخصوص چیز نہیں۔ (ضا)

۸۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ کوہ مروہ پر چڑھے اور اپنے کو اس پتھر پر گرایا جو اس کی چوٹی پر بائیں طرف تھا اور کعبہ کی طرف رخ کیا۔ (ض)

۹۔ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بیں پشت تھا صفا و مروہ پر آپ نے ان کلموں سے زیادہ نہ فرمایا۔ (ض)

اللّهمّ إنّي أسألك حسن الظنّ بك في كلّ حال وصدق النيّة في التوكّل عليك

﴿باب۱۴﴾

☆(السعي بين الصفا والمروة وما يقال فيه)☆

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن الحسن ، عن زرعة ، عن سماعة قال : سألته عن السعي بين الصفا والمروة ، قال : إذا انتهيت إلى الدّار الّتي على يمينك عند أوّل الوادي فاسع حتّى تنتهي إلى أوّل زقاق عن يمينك بعد ما تجاوز الوادي إلى المروة فإذا انتهيت إليه فكفّ عن السعي وامش مشياً وإذا جئت من عند المروة فابدء من عند الزّقاق الّذي وصفت لك فإذا انتهيت إلى الباب الّذي من قبل الصفا بعد ما تجاوز الوادي فاكفف عن السعي وامش مشياً فإنّما السعي على الرّجال و ليس على النساء سعي .

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن يحيى ، عن غياث بن إبراهيم ، عن جعفر ، عن أبيه عليه السلام قال : كان أبي يسعى بين الصفا والمروة ما بين باب ابن عباد إلى أن يرفع قدميه من المسيل لايبلغ زقاق آل أبي حسين .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن أسلم ، عن يونس ، عن أبي بصير قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : مامن بقعة أحبّ إلى الله من المسعى لأنّه يذلّ فيها كلّ جبّار . وروي أنّه سئل لم جعل السعي ؟ فقال : مذلّة للجبّارين .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد رفعه قال : ليس لله منسك أحبّ إليه من

السعي وذلك أنّه يذلّ فيه الجبّارين.

٥ ـ أحمد بن محمّد، عن التيمليّ، عن الحسين بن أحمد الحلبيّ، عن أبيه، عن رجل، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: جعل السعي بين الصفا والمروة مذلّة للجبارين.

٦ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: انحدر من الصفا ماشياً إلى المروة وعليك السكينة والوقار حتّى تأتي المنارة وهي على طرف المسعى فاسع ملأ فروجك وقل: «بسم الله والله أكبر وصلّى الله على محمّد وعلى أهل بيته، اللّهمّ اغفر وارحم وتجاوز عمّا تعلم وأنت الأعزّ الأكرم» حتّى تبلغ المنارة الأُخرى فإذا جاوزتها فقل: «ياذا المنّ والفضل والكرم والنعماء والجود اغفرلي ذنوبي إنّه لا يغفر الذّنوب إلّا أنت» ثمّ امش وعليك السكينة والوقار حتّى تأتي المروة فاصعد عليها حتّى يبدو لك البيت واصنع عليها كما صنعت على الصفا وطف بينهما سبعة أشواط تبدء بالصفا وتختم بالمروة.

٧ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن أسباط، عن مولى لأبي عبدالله عليه السلام من أهل المدينة قال: رأيت أبا الحسن عليه السلام يبتدىء بالسعي من دار القاضي المخزوميّ، قال: ويمضي كما هو إلى زقاق العطارين.

٨ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن معاوية بن حكيم، عن محمّد بن أبي عمير، عن الحسن بن عليّ الصيرفيّ، عن بعض أصحابنا قال: سئل أبو عبدالله عليه السلام عن السعي بين الصفا والمروة فريضة أم سنّة؟ فقال: فريضة، قلت: أوليس قال الله عزّ وجلّ: «فلا جناح عليه أن يطّوّف بهما» قال: كان ذلك في عمرة القضاء إنّ رسول الله صلّى الله عليه وآله شرط عليهم أن يرفعوا الأصنام من الصفا والمروة فتشاغل رجل وترك السعي حتّى انقضت الأيّام وأُعيدت الأصنام فجاؤوا إليه فقالوا: يا رسول الله إنّ فلاناً لم يسع بين الصفا والمروة وقد أُعيدت الأصنام فأنزل الله عزّ وجلّ: «فلا جناح عليه أن يطّوّف بهما» ـ أي وعليهما الأصنام ـ.

٩ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحسن بن محبوب، عن مالك بن عطيّة، عن سعيد الأعرج قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل ترك شيئاً من الرّمل

في سعيه بين الصفا والمروة ، قال : لاشيء عليه ، و روي أنّ المسعى كان أوسع ممّا هو اليوم ولكنّ الناس ضيّقوه .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل ترك السعي متعمّداً ، قال : عليه الحجّ من قابل .

باب ۱۴۱

سعی بین الصفا والمروہ

۱۔ میں نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کو پوچھا فرمایا جب تم اس گھر تک پہنچو جو تمہاری داہنی طرف مشرع وادی میں ہے تو سعی کرو، جب پہنچو اپنی داہنی طرف والے تنگ راستہ میں وادی سے گزر کر مروہ کی طرف تو سعی کو روک دو اور معمولی چال چلو جب مروہ کے پاس پہنچو تو شروع کرو اس تنگ راستہ سے جو میں نے بیان کیا جب اس دروازہ پر پہنچو جو صفا کی طرف ہے وادی سے گزرنے کے بعد تو سعی ختم کرو اور معمولی چال چلو، سعی مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں۔ (موثق)

۲۔ فرمایا میرے والد سعی کرتے تھے صفا و مروہ کے درمیان اور جو باب ابن عباد کے درمیان ہے یہاں تک کہ جب بڑھتے میل سے تو نہ پہنچتے تھے آل ابی حسین والے تنگ راستہ تک۔ (موثق)

۳۔ میں نے حضرت سے سنا کہ اللہ کو سعی سب سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ وہ ہر سرکش کو ذلیل کرتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت سے پوچھا گیا کہ سعی کس لئے ہے فرمایا جباروں کو ذلیل کرنے کے لئے۔ (ض)

۴۔ فرمایا ارکان حج میں اللہ کو سب سے زیادہ سعی محبوب ہے کہ اس سے سرکش لوگ ذلیل ہوتے ہیں۔ (ض)

۵۔ اللہ نے سعی کو اس لئے رکھا ہے کہ اس سے سرکش لوگ ذلیل ہوتے ہیں۔ (مرسل)

۶۔ فرمایا حضرت نے صفا سے مروہ کو جاتے ہوئے سکینہ و وقار سے چلو جب مینار تک آؤ تو وہاں سے سعی کرو اور کہو

بسم الله والله أكبر وصلّى الله على محمّد و على أهل بيته ، اللّهمّ اغفر وارحم وتجاوز عمّا تعلم وأنت الأعزّ الأكرم ، حتّى تبلغ المنارة الاُخرى فإذا جاوزتها فقل : «ياذا المنّ والفضل والكرم والنعماء والجود اغفرلي ذنوبي إنّه لايغفر الذّنوب إلّا أنت

پھر سکینہ و وقار سے چلو اور مروہ آؤ اور اس پر چڑھو یہاں تک کہ بیت اللہ نظر آنے لگے پس ویسا ہی عمل کرو جیسا صفا پر کیا تھا اور دونوں کے درمیان طواف کرو سات بار صفا سے شروع کرو اور مروہ پر ختم۔ (حسن)

۷۔ میں نے ابوالحسن علیہ السلام کو دیکھا کہ انھوں نے دار قاضی مخزومی سے سعی کی ابتدا کی اور وہ عطاروں کے کوچہ کی طرف سے گزرے۔ (م)

۸۔ میں نے پوچھا کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا فرض ہے یا سنت، فرمایا فرض ہے میں نے کہا آیت سے تو ایسا نہیں معلوم ہوتا اس میں تو یہ ہے کہ کوئی گناہ نہیں اس پر جو ان دونوں کا طواف کرے فرمایا یہ آیت عمرہ قضا کے متعلق ہے۔ رسول اللہ نے کفار مکہ سے شرط کی تھی کہ وہ صفا و مروہ سے بت ہٹا لیں، ایک مسلمان اور کام میں مشغول ہو گیا یہاں تک کہ ایام حج گزر گئے اور بت اپنی جگہ پر پھر آگئے۔ لوگوں نے رسول اللہ سے کہا فلاں نے صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی اور بت پھر اپنی جگہ پر رکھے گئے۔ پس اللہ نے یہ آیت نازل کی کہ نہیں ہے گناہ اس کے لئے جو دونوں کا طواف کرے در آنحالیکہ ان دونوں پر بت رکھے ہوئے ہوں۔ (مرسل)

۹۔ میں نے کہا ایک شخص سعی صفا و مروہ کے درمیان رمل (درمیانی چال) چھوڑ دے فرمایا اس پر کوئی گناہ نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ سعی میں پہلے آج سے زیادہ سہولت تھی لوگوں نے اسے تنگ بنا دیا ہے۔

۱۰۔ فرمایا اگر کوئی عمداً سعی کو ترک کر دے تو اس کو سال آئندہ پھر حج کرنا ہوگا۔ (حسن)

﴿باب ۱۴۲﴾

☆(من بدء بالمروة قبل الصفا او سهى فى السعى بينهما)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عليّ بن أبي حمزة قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل بدء بالمروة قبل الصفا ، قال : يعيد ألاترى أنّه لو بدء بشماله قبل يمينه في الوضوء ـ أراد أن يعيد الوضوء ـ .

٢ ـ أبو عليّ الاشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج ، عن أبي إبراهيم عليه السلام في رجل سعى بين الصفا والمروة ثمانية أشواط ما عليه ؟ فقال : إن كان خطأً أطرح واحداً واعتدّ بسبعة .

٣ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن جميل بن درّاج قال : حججنا ونحن صرورة فسعينا بين الصفا والمروة أربعة عشر شوطاً فسألت أبا عبدالله عليه السلام عن ذلك ، فقال : لا بأس سبعة لك وسبعة تطرح .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن عليّ الصائغ قال : سئل أبوعبدالله عليه السلام وأنا حاضر عن رجل بدء بالمروة قبل الصفا ، قال : يعيد ألا ترى أنّه لو بدء بشماله قبل يمينه كان عليه أن يبدء بيمينه ثمّ يعيد على شماله .

٥ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ وصفوان بن يحيى ، عن معاوية ابن عمّار قال : من طاف بين الصفا والمروة خمسة عشر شوطاً طرح ثمانية واعتدّ بسبعة وإن بدء بالمروة فليطرح وليبدء بالصفا .

باب ۱۴۲

مروہ سے ابتدا

۱۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا ایک شخص نے سعی کی ابتدا مروہ سے کی۔ فرمایا وہ دوبارہ سعی کرے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جو کوئی وضو میں بایاں ہاتھ داہنے سے پہلے دھولے اسے وضو دوبارہ کرنا چاہیے (ض)

۲۔ فرمایا اگر کسی نے غلطی سے بجائے سات بار کے آٹھ بار سعی کی ہے تو ایک کو نظر انداز کر کے سات ہی شمار کرے (م)

۳۔ ہم نے پہلی بار حج کیا اور صفا و مروہ کے درمیان ۱۴ بار سعی کی حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا فرمایا کوئی مضائقہ نہیں سات کو نظر انداز کرو

۴۔ ترجمہ نمبر ۱ میں دیکھو (م)

۵۔ فرمایا جو صفا و مروہ کے درمیان پندرہ شوط کرے تو آٹھ کو نظر انداز کر کے سات کو شمار کرے اور اگر ابتدا مروہ سے کی ہے تو صفا سے ابتدا کرے اور جو کر چکا ہے اسے نظر انداز کرے۔ (م)

باب ۱۴۳

(الاستراحة في السعي والركوب فيه)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن السعي بين الصفا والمروة على الدابّة ؛ قال : نعم وعلى المحمل .

۲ ـ معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يسعى بين الصفا والمروة راكباً ، قال : لابأس والمشي أفضل .

۳ ـ ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل يطوف بين الصفا والمروة أيستريح ؟ قال : نعم إن شاء جلس على الصفا والمروة وبينهما فيجلس .

٤ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن بعض أصحابنا ، عن أبان ، عن عبدالرحمن ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لايجلس بين الصفا و المروة إلّا من جهد .

٥ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج قال : سألت أباالحسن عليه السلام عن النساء يطفن على الإبل والدّواب أيجزئهنّ أن يقفن تحت الصفا والمروة ؟ قال : نعم بحيث يرين البيت .

٦ ـ وعنه ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس على الراكب سعي ولكن ليسرع شيئاً .

باب ۱۴۳

سعی میں استراحت

۱۔ میں نے کہا کیا مجبوری میں چوپایہ پر سعی کرسکتے ہیں فرمایا ہاں چوپایہ پر بھی اور محمل میں بھی۔ (حسن)

۲۔ فرمایا صفا و مروہ کے درمیان سعی سوار ہو کر ہوسکتی ہے لیکن چلنا افضل ہے۔ (حسن)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص صفا و مروہ کے درمیان طواف کرتا ہے وہ آرام چاہتا ہے کیا آرام کرے فرمایا ہاں اگر چاہے تو صفا و مروہ پر بیٹھ جائے یا ان دونوں کے درمیان۔ (حسن)

۴۔ فرمایا صفا و مروہ کے درمیان نہ بیٹھے مگر از راہِ جہالت۔ (ض)

۵۔ میں نے کہا کچھ عورتیں اونٹ یا چوپاؤں پر سعی کر رہی ہیں کیا ان کو اجازت ہے کہ وہ صفا و مروہ کے نیچے ٹھہر جائیں فرمایا ہاں بشرطیکہ کعبہ کو دیکھتی رہیں۔ (ص)

۶۔ فرمایا نہیں ہے راکب پر سعی مگر جبکہ جلدی ہو۔ (ص)

﴿باب ۱۴۴﴾

☆(من قطع السعي للصلاة أو غيرها والسعي بغير وضوء)☆

١ - عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرَّجل يدخل في السعي بين الصفا والمروة فيدخل وقت الصلاة أيخفّف أو يقطع ويصلّي ويعود أو يثبت كما هو على حاله حتّى يفرغ ؟ قال : أو ليس عليهما مسجد ؟ لا ، بل يصلّي ثمَّ يعود ، قلت : يجلس عليهما ؟ قال : أوليس هو ذا يسعى على الدَّوابّ .

٢ - عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد بن عثمان ، عن يحيى الأزرق ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قلت له : الرَّجل يسعى بين الصفا والمروة ثلاثة أشواط أو أربعة ثمَّ يبول أيتمُّ سعيه بغير وضوء ؟ قال : لابأس ولو أتمَّ نسكه بوضوء كان أحبَّ إليَّ .

باب ۱۴۴

نماز کے لئے سعی کو قطع کرنا

۱۔ میں نے کہا ایک شخص سعی کرنے لگا صفا و مروہ کے درمیان ناگاہ وقت نماز آگیا۔ کم کرے یا قطع کرے اور نماز پڑھ کر پھر لوٹ آئے یا بدستور سعی کرتا رہے فرمایا کیا دونوں پہاڑوں پر مسجد نہیں۔ اسے چاہیئے کہ نماز پڑھے پھر واپس آکر سعی کرے۔ میں نے کہا ان دونوں پر بیٹھ سکتا ہے فرمایا اگرچہ پایہ پر سعی نہیں کر رہا۔ (حسن)

۲۔ میں نے کہا ایک شخص صفا و مروہ کے درمیان تین چار شوط کر چکا ہے کہ اس نے پیشاب کیا، کیا بغیر وضو اپنی سعی پوری کرے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں لیکن وضو کے ساتھ مجھے زیادہ پسند ہے۔ (موثق)

﴿باب ۱۴۵﴾

☆(تقصير المتمتع وإحلاله)☆

١ - عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ؛ وابن أبي عمير ؛ وعدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد

عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ؛ و حمّاد بن عيسى جميعاً ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا فرغت من سعيك وأنت متمتّع فقصّر من شعرك من جوانبه ولحيتك وخذ من شاربك وقلّم أظفارك وابق منها لحجّك و إذا فعلت ذلك فقد أحللت من كلّ شيء يحلّ منه المحرم وأحرمت منه فطف بالبيت تطوّعاً ماشئت .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل قال : رأيت أبا الحسن عليه السلام أحلّ من عمرته وأخذ من أطراف شعره كلّه على المشط ثمّ أشار إلى شاربه فأخذ منه الحجّام ثمّ أشار إلى أطراف لحيته فأخذ منه ، ثمّ قام .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن رفاعة ابن موسى قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يطوف بالبيت ويسعى أيتطوّع بالطواف قبل أن يقصّر ؟ قال : ما يعجبني .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ؛ وحفص ابن البختريّ ؛ وغيرهما ، عن أبي عبدالله عليه السلام في محرم يقصّر من بعض ولا يقصّر من بعض ، قال : يجزئه .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن أسلم قال : لمّا أراد أبو جعفر ـ يعني ابن الرضا عليهما السلام ـ أن يقصّر من شعره للعمرة أراد الحجّام أن يأخذ من جوانب الرّأس فقال له : ابدء بالنّاصية فبدء بها .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، و صفوان بن يحيى ، عن معاوية ابن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن متمتّع قرض أظفاره وأخذ من شعر رأسه بمشقص ، قال : لا بأس ليس كلّ أحد يجد جلماً .

باب ۱۴۵
تقصیر متمتع

۱۔ فرمایا جب تم سعی سے فارغ ہو جاؤ حج تمتع میں تو ہر طرف سے اپنے سر کے بال کٹواؤ اور اپنی داڑھی اور مونچھوں

کے بال ترشواؤ اور ناخن کٹواؤ اور باقی رکھو ان کو اپنے حج کے لئے اور جب تم یہ کر چکو تو جو چیزیں احرام میں تم پر حرام ہو گئی تھیں وہ حلال ہو گئیں پس اب اپنی خوشی سے جتنی بار چاہو بیت اللہ کا طواف کرو۔ (حسن)

۲۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کو دیکھا جب عمرہ سے فارغ ہوئے تو پورے سر کے بال کنگھی سے کٹوائے پھر آپ نے اشارہ کیا مونچھوں کی طرف حجام نے ان کی اصلاح کی پھر داڑھی کے بال کٹوائے پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ (ص)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص طواف بیت کرتا ہے اور سعی کرتا ہے آیا قبل تقصیر وہ طواف مندوب کرے فرمایا مجھے تعجب (کراہت) قبل تقصیر طواف مندوب کرنا۔ (ص)

۴۔ میں نے کہا ایک محرم کچھ بال کٹواتا ہے اور کچھ نہیں کٹواتا۔ فرمایا کافی ہے (حسن)

۵۔ امام رضا علیہ السلام کے صاحبزادہ ابو جعفر نے عمرہ کے لئے جب بال کٹوانے چاہے تو حجام نے اطراف سر سے کاٹنے کا ارادہ کیا۔ فرمایا پیشانی سے ابتدا کرو اس نے ایسا ہی کیا۔ (مجہول)

۶۔ میں نے کہا ایک تمتع کرنے والے نے اپنے ناخن کاٹے اور سر کے بال تیر کے پیکاں سے کاٹے۔ فرمایا کیا حرج ہے ہر ایک کو تو قینچی نہیں ملتی۔ (حسن)

﴿ باب ۱۳۶ ﴾

✿(المتمتع ينسى أن يقصر حتى يهل بالحج أو يحلق رأسه أو يقع اهله)✿
✿(قبل ان يقصر)✿

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النّضر بن سويد ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام عن رجل متمتّع نسي أن يقصّر حتى أحرم بالحجّ ، قال : يستغفر الله .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن رجل أهلَّ بالعمرة ونسي أن يقصّر حتّى دخل في الحجّ قال : يستغفر الله ولاشيء عليه وتمّت عمرته .

٣ ـ أبوعليّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرَّحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا إبراهيم عليه السلام عن رجل تمتّع بالعمرة إلى الحجّ فدخل مكّة وطاف وسعى ولبس ثيابه و أحلَّ ونسي أن يقصّر حتّى خرج إلى عرفات ، قال : لابأس به يبني على العمرة وطوافها وطواف الحجّ على أثره .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل طاف بالبيت ثمّ بالصفا والمروة وقد تمتّع ثمّ عجّل فقبّل امرأته قبل أن يقصّر من رأسه ، فقال : عليه دم يهريقه وإن جامع فعليه جزور أو بقرة .

٥ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : سألت : أبا عبدالله عليه السلام عن متمتّع وقع على امرأته ولم يقصّر ؛ فقال : ينحر جزوراً وقد خفت أن يكون قد ثلم حجّه إن كان عالماً وإن كان جاهلاً فلا شيء عليه .

٦ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : جعلت فداك إنّي لما قضيت نسكي للعمرة أتيت أهلي ولم اُقصّر قال : عليك بدنة ، قال : قلت : إنّي لمّا أردت ذلك منها ولم تكن قصّرت امتنعت فلمّا غلبتها قرّضت بعض شعرها بأسنانها ، فقال : رحمها الله كانت أفقه منك عليك بدنة وليس عليها شيء .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن حديد ، عن جميل بن درّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن متمتّع حلق رأسه بمكّة ، قال : إن كان جاهلاً فليس عليه شيء وإن تعمّد ذلك في أوّل أشهر الحجّ بثلاثين يوماً منها فليس عليه شيء وإن تعمّد بعد الثلاثين الّتي يوفّر فيها الشعر للحجّ فإنّ عليه دماً يهريقه .

٨ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ، عن غير واحد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ينبغي للمتمتّع بالعمرة إلى الحجّ إذا أحلّ أن لا يلبس قميصاً وليتشبّه بالمحرمين .

باب ۱۴۷

حج تمتع میں تقصیر کا بھول جانا

۱۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو تمتع والا حج کر رہا ہو اور وہ بال کٹوانے بھول جائے اور حج کا احرام باندھ لے فرمایا وہ اللہ سے استغفار کرے۔ (م)

۲۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو عمرہ کرے اور بال کٹوانے بھول جائے اور حج کے مناسک میں داخل ہو فرمایا اللہ سے استغفار کرے اس پر کوئی الزام نہیں اس کا عمرہ پورا ہو گیا۔ (حسن)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص نے عمرۂ تمتع کیا اور مکہ میں داخل ہو کر طواف کیا اور سعی کی اور اپنا لباس پہنا اور محل ہو گیا اور تقصیر کرانا بھول گیا یہاں تک کہ وہ عرفات چلا گیا فرمایا کوئی حرج نہیں وہ اپنے طواف کی بنا ر عمرہ پر رکھے اور اس کے بعد طواف حج کرے۔ (ح)

۴۔ پوچھا ایک شخص نے طواف بیت کیا پھر صفا و مروہ میں سعی کی اور یہ عمرۂ تمتع تھا پھر جلد بازی سے کام لے کر اس نے اپنی بی بی کا بوسہ لیا قبل سر کے بال کٹوانے کے، فرمایا وہ قربانی دے اور اگر مجامعت کر لی ہے تو ایک اونٹ دے یا ایک گائے۔ (حسن)

۵۔ میں نے پوچھا اس تمتع کرنے والے کے متعلق جو مجامعت کرے اپنی عورت سے درآنحالیکہ اس نے بال نہیں کٹوائے فرمایا وہ ایک اونٹ نحر کرے اور مجھے ڈر ہے کہ وہ اگر عالم مسئلہ تھا تو اس کے حج میں رخنہ پڑ جائے گا اور اگر جاہل تھا تو کچھ نہیں۔ (حسن)

۶۔ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں میں نے عمرہ کے مناسک ادا کئے اور پھر بغیر تقصیر کے میں نے اپنی زوجہ سے مقاربت کی فرمایا تجھ پر ایک اونٹ کی قربانی ہے۔ میں نے کہا جب میں نے اس سے ایسا ارادہ کیا تو اس نے تقصیر نہیں کی تھی تو مجھے مقاربت سے منع کیا مگر میں اس پر غالب آیا اس نے اپنے کچھ بال اپنے دانتوں سے کاٹے۔ فرمایا اللہ اس پر رحم کرے وہ تجھ سے زیادہ فقیہہ ہے، تجھ پر ایک اونٹ ہے اس پر کچھ نہیں۔ (حسن)

۷۔ میں نے کہا ایک حج تمتع کرنے والے نے مکہ میں اپنا سر منڈوا دیا فرمایا اگر وہ جاہل تھا تو کچھ نہیں اور اگر عمداً حج کے مہینوں میں سے تیس دن کے اندر ایسا کیا ہے تو کچھ نہیں اور اگر تیس دن کے بعد ان ایام میں جن میں حج کے لئے بال منڈانا ضروری ہوتا ہے ایسا کیا ہے تو اس کو ایک قربانی دینا ہو گی۔ (م)

۸۔ فرمایا حج تمتع کا عمرہ کرنے والے کو چاہیئے کہ جب عمرہ سے محل ہو تو قمیص نہ پہنے اور حج کے ایام تک اپنے کو محرموں کے مشابہ رکھے

﴿ باب ۱۴۷ ﴾

☆(المتمتع تعرض له الحاجة خارجاً من مكة بعد احلاله)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من دخل مكة متمتعاً في أشهر الحجّ لم يكن له أن يخرج حتّى يقضي الحجّ فإن عرضت له

حاجة إلى عسفان أو إلى الطائف أو إلى ذات عرق خرج محرماً ودخل ملبّياً بالحجّ فلا يزال على إحرامه فإن رجع إلى مكّة رجع محرماً ولم يقرب البيت حتّى يخرج مع الناس إلى منى على إحرامه وإن شاء كان وجهه ذلك إلى منى، قلت: فإن جهل وخرج إلى المدينة أو إلى نحوها بغير إحرام ثمّ رجع في إبّان الحجّ في أشهر الحجّ يريد الحجّ أيدخلها محرماً أو بغير إحرام؟ فقال: إن رجع في شهره دخل بغير إحرام وإن دخل في غير الشهر دخل محرماً، قلت: فأيّ الإحرامين والمتعتين، متعة الأولى أو الأخيرة؟ قال: الأخيرة وهي عمرته وهي المحتبس بها الّتي وصلت بحجّته؟ قلت: فما فرق بين المفردة وبين عمرة المتعة إذا دخل في أشهر الحجّ؟ قال: أحرم بالعمرة وهو ينوي العمرة ثمّ أحلّ منها ولم يكن عليه دم ولم يكن محتبساً بها لأنّه لا يكون ينوي الحجّ.

٢ ـ أبو عليّ الأشعريّ، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن صفوان بن يحيى، عن إسحاق ابن عمّار قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن المتمتّع يجيىء فيقضي متعته ثمّ تبدو له الحاجة فيخرج إلى المدينة أو إلى ذات عرق أو إلى بعض المعادن، قال: يرجع إلى مكّة بعمرة إن كان في غير الشهر الّذي يتمتّع فيه لأنّ لكلّ شهر عمرة وهو مرتهن بالحجّ، قلت: فإن دخل في الشهر الّذي خرج فيه؟ قال: كان أبي مجاوراً ههنا فخرج متلقياً بعض هؤلاء فلمّا رجع بلغ ذات عرق، أحرم من ذات عرق بالحجّ ودخل وهو محرم بالحجّ.

٣ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يتمتّع بالعمرة إلى الحجّ يريد الخروج إلى الطائف قال: يهلّ بالحجّ من مكّة وما اُحبّ له أن يخرج منها إلّا محرماً ولا يتجاوز الطائف إنّها قريبة من مكّة.

٤ ـ ابن أبي عمير، عن حفص بن البختريّ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل قضى متعته ثمّ عرضت له حاجة أراد أن يخرج إليها، قال: فقال: فليغتسل للإحرام وليهلّ بالحجّ وليمض في حاجته وإن لم يقدر على الرجوع إلى مكّة مضى إلى عرفات.

٥ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عمّن ذكره، عن أبان، عمّن أخبره عن أبي عبدالله عليه السلام قال: المتمتّع [هو] محتبس لا يخرج من مكّة حتّى يخرج إلى الحجّ

إلاّ أن يأبق غلامه أو تضلّ راحلته فيخرج محرماً ولا يجاوز إلاّ على قدر مالا تفوته عرفة .

باب ۱۷

اگر حج تمتع کرنے والے کو مکہ سے باہر جانا پڑے

۱۔ فرمایا جو تمتع کرے لئے حج کے مہینوں میں داخل مکہ ہو تو حج کرنے سے پہلے اسے مکہ سے نہ جانا چاہیئے اگر کوئی ضرورت عسفان، طائف یا ذات العرق جانے کے لئے پیش آجائے تو احرام باندھ نکلے اور تلبیہ کرتا ہوا حج کے لئے آئے، احرام برابر جاری رہے اگر مکہ لوٹے تو بحالت احرام لوٹے اور بیت کے قریب نہ جائے جب تک وہ ان کے ساتھ بحالت احرام منیٰ کی طرف روانہ نہ ہو یا خود منیٰ کی طرف روانہ ہو۔ میں نے کہا اگر وہ جاہل ہو اور بغیر احرام مدینہ وغیرہ کی طرف چلا جائے اور پھر حج کے ارادہ سے حج کے مہینوں میں لوٹے تو آیا احرام سے داخل ہو یا بغیر احرام فرمایا اگر وہ لوٹا ہے حج کے مہینوں میں تو داخل ہو بغیر احرام اور اگر ماہائے حج کے علاوہ داخل ہو تو محرم داخل ہو، میں نے کہا ان دونوں احراموں اور دونوں تمتع میں کون ٹھیک سمجھا جائے۔ فرمایا آخر والا وہی اس کا عمرہ ہے اور وہی اس حج کے ساتھ والا عمرہ ہوگا، میں نے کہا کیا فرق ہے عمرہ مفردہ اور عمرہ تمتع میں جب وہ حج کے مہینوں میں داخل ہو فرمایا احرام عمرہ نیت عمرہ پر ہے پھر اس سے محل ہوا اگر حج کی نیت نہیں کرتا

۲۔ میں نے پوچھا ایک تمتع کرنے والے نے مکہ آکر عمرۂ تمتع کیا پھر اس کو کوئی ضرورت پیش آئی، وہ مدینہ یا ذات عرق یا بعض معادن کی طرف چلا گیا۔ فرمایا وہ مکہ عمرہ کے لئے لوٹے اگر وہ مہینہ علاوہ ان مہینوں کے ہے جس میں عمرہ تمتع کیا جاتا ہے ہر مہینہ کا عمرہ ہے اور وہ رہن ہے حج کے ساتھ، میں نے کہا اگر وہ اسی مہینہ میں آجائے جس میں وہ گیا تھا فرمایا میرے والد یہاں رہتے تھے وہ بعض لوگوں کی ملاقات کو باہر گئے جب وہ واپسی میں ذات عرق آئے تو وہاں سے انھوں نے احرام باندھا وہ اسی صورت سے مکہ آکر ارکان حج بجالائے۔ (موثق)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص عمرہ حج تمتع کرنا چاہتا ہے وہ طائف کی طرف چلا گیا فرمایا وہ حج کے لئے تکبیر کہے اور اسے نہیں چاہیئے تھا کہ بغیر احرام نکلے اور اسے طائف سے آگے نہ بڑھنا چاہیئے۔ وہ مکہ سے قریب ہے (حج کے فوت ہونے کا اندیشہ نہیں) (حسن)

۴۔ پوچھا ایک شخص نے عمرہ تمتع کیا پھر کسی ضرورت سے اسے وہاں سے جانا پڑا۔ فرمایا اسے چاہیئے کہ غسل کرے اور تکبیر حج کہے اور اپنی ضرورت کو جائے پھر اگر مکہ نہ آسکے تو عرفات چلا جائے۔ (حسن)

۵۔ فرمایا حج تمتع کرنے والا مکہ میں رہنے کا پابند ہے وہ حج کرنے تک مکہ سے نہ جائے مگر اس صورت میں کہ غلام بھاگ گیا ہو یا سواری کا جانور گم ہو گیا ہو اور جائے تو اتنی دور نہیں کہ عرفہ فوت ہو جائے۔ (ضعیف)

﴿باب ۱۴۸﴾

✿(الوقت الذی یفوت فیه المتعة)✿

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ؛ ومرازم وشعيب عن أبي عبدالله عليه السلام عن الرَّجل المتمتّع يدخل ليلة عرفة فيطوف و يسعى ثمَّ يحلُّ ثمَّ يحرم ويأتي منى ، قال : لا بأس .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن حمّاد بن عيسى ، عن محمّد بن ميمون قال : قدم أبو الحسن عليه السلام متمتّعاً ليلة عرفة فطاف و أحلَّ وأتى بعض جواريه ثمَّ أهلَّ بالحجِّ وخرج .

٣ ـ أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن بعض أصحابنا أنّه سأل أباعبدالله عليه السلام عن المتعة متى تكون ؟ قال : يتمتّع ما ظنَّ أنّه يدرك النّاس بمنى .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن يعقوب بن شعيب الميثميِّ قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : لابأس للمتمتّع إن لم يحرم من ليلة التروية متى ما تيسّر له مالم يخف فوت الموقفين .

٥ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام في متمتّع دخل يوم عرفة فقال : متعته تامّة إلى أن تقطع التلبية .

باب ۱۴۸

وقت فوت متعہ

۱۔ پوچھا ایک تمتع کرنے والا شخص عرفہ کی رات میں آتا ہے طواف وسعی کرتا ہے پھر احرام باندھ کر منیٰ میں آتا ہے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں ۔ (حسن)

۲۔ امام رضا علیہ السلام حج تمتع کرنے عرفہ کی رات کو آئے طواف کیا اور محل ہو گئے اور اپنی ایک کنیز سے ہم بستری کی پھر حج کی تکبیر کہی اور وہاں سے چلے آئے ۔ (مجہول)

۳۔ حضرت سے پوچھا تمتع کے متعلق کب تک ہوگا فرمایا جب لوگ منیٰ سے نہ جائیں۔ (مرسل)

۴۔ میں نے حضرت سے سنا کوئی حرج نہیں تمتع کرنے والے کے لئے اگر احرام نہ باندھے شب ترویہ سے جب تک اسے موقفین کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو۔ (مجہول)

۵۔ فرمایا حضرت نے تمتع کرنے والے کے متعلق جو یوم عرفہ آیا کہ اس نے تمتع پورا کیا یہاں تک کہ وہ تلبیہ کو قطع کرے (م)

﴿باب ۱۴۱﴾

(احرام الحائض والمستحاضة)

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الحائض تريد الإحرام ، قال : تغتسل و تستثفر و تحتشي بالكرسف وتلبس ثوباً دون ثياب إحرامها وتستقبل القبلة ولاتدخل المسجد و تهلّ بالحجّ بغير صلاة .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن عمر بن أبان الكلبيّ قال : ذكرت لأبي عبدالله عليه السلام المستحاضة فذكر أسماء بنت عميس فقال : إنّ أسماء ولدت محمّد بن أبي بكر بالبيداء و كان في ولادتها البركة للنساء لمن ولدت منهنّ أوطمثت فأمرها رسول الله صلى الله عليه وآله فاستثفرت وتنطّقت بمنطقة وأحرمت .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ،عن محمّد بن إسماعيل ،عن صفوان بن يحيى ،عن منصور بن حازم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : المرأة الحائض تحرم وهي لاتصلّي ؟ قال : نعم إذا [illegible]ت الوقت فلتحرم .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطّاب ، عن عليّ بن الحكم ، عن محمّد بن زياد ، عن محمّد بن مروان ، عن زيد الشحّام ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن امرأة حاضت وهي تريد الإحرام فتطمث قال : تغتسل وتحتشي بكرسف وتلبس ثياب الإحرام وتحرم فإذا كان اللّيل خلعتها ولبست ثيابها الآخر حتّى تطهر .

باب ۱۴۹

احرام حایض و مستحاضہ

۱۔ میں نے حضرت سے حایض عورت کے متعلق پوچھا جو احرام کا ارادہ کرتی ہے فرمایا وہ اپنا خون روئی سے صاف کرکے فرج کو لنگوٹ سے کس کر باندھے کہ خون باہر نہ آئے اور احرام کے لباس کے علاوہ اور کپڑے پہنے، روبقبلہ ہو اور مسجد الحرام میں داخل نہ ہو اور حج کے لئے ہلہلہ کرے۔ (موثق)

۲۔ میں نے حضرت سے مستحاضہ کے متعلق پوچھا آپ نے اس سلسلے میں ایک واقعہ اسماء بنت عمیس کا سنایا کہ جب محمد بن ابوبکر کو انھوں نے جنگل میں جنا اور اس ولادت میں برکت ہوئی جننے والی کو اور حیض والی عورتوں کے لئے مسئلہ معلوم ہونے سے حضرت نے ان کو حکم دیا کہ فرج کو صاف کرنے کے بعد کس کر باندھ لیں اور پھر انھوں نے احرام باندھا۔ (ح)

۳۔ میں نے کہا حیض والی عورت احرام باندھے در آنحالیکہ وہ نماز نہیں پڑھتی، فرمایا ہاں جب وقت آئے احرام باندھے۔ (ح)

۴۔ میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق جو حایض ہو اور احرام باندھنا چاہتی ہو اور اسے خون آجائے۔ فرمایا غسل کرے روئی باندھے اور احرام کا لباس پہنے جب رات آئے تو اسے اتار دے اور اپنے دوسرے کپڑے پہن لے جب تک طاہر ہو (ض)

﴿باب ۱۵۰﴾

☆(مايجب على الحائض في اداء المناسك)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن أبي عمير ، عن حفص ابن البختريّ ، عن العلاء بن صبيح ؛ و عبد الرحمن بن الحجّاج ؛ و علي بن رئاب ، و عبدالله بن صالح كلّهم يروونه عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المرأة المتمتّعة إذا قدمت مكّة ثمّ حاضت تقيم مابينها و بين التروية فإن طهرت طافت بالبيت وسعت بين الصفا و المروة وإن لم تطهر إلى يوم التروية اغتسلت واحتشت ثمّ سعت بين الصفا والمروة ثمّ خرجت إلى منى فإذا قضت المناسك وزارت البيت طافت بالبيت طوافاً لعمرتها ثمّ طافت طوافاً للحجّ ثمّ خرجت فسعت فإذا فعلت ذلك فقد أحلّت من كلّ شيء يحلّ منه المحرم إلّا فراش زوجها فإذا طافت اُسبوعاً آخر حلّ لها فراش زوجها .

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن درست الواسطيّ ، عن عجلان أبي صالح قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن امرأة متمتّعة قدمت مكّة فرأت الدّم ، قال : تطوف بين الصفا والمروة ثمّ تجلس في بيتها ، فإن طهرت طافت بالبيت و إن لم تطهر فإذا كان يوم التروية أفاضت عليها الماء وأهلّت بالحجّ من بيتها و خرجت إلى منى وقضت المناسك كلّها فإذا قدمت مكّة طافت بالبيت طوافين ثمّ سعت بين الصفا والمروة فإذا فعلت ذلك فقد حلّ لها كلّ شيء ماخلا فراش زوجها .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطّاب ، عن ابن رباط ، عن درست بن أبي منصور ، عن عجلان قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : متمتّعة قدمت فرأت الدّم كيف تصنع ؟ قال : تسعى بين الصفا والمروة وتجلس في بيتها فإن طهرت طافت بالبيت وإن لم تطهر فإذا كان يوم التّروية أفاضت عليها الماء وأهلّت بالحجّ وخرجت إلى منى فقضت المناسك كلّها فإذا فعلت ذلك فقد حلّ لها كلّ شيء ما عدا فراش زوجها ، قال : وكنت أنا و عبيد الله بن صالح سمعنا هذا الحديث في المسجد فدخل عبيدالله على أبي الحسن عليه السلام فخرج إليّ فقال : قد سألت أبا الحسن عليه السلام عن رواية عجلان فحدّثني بنحو ما سمعنا من عجلان .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطّاب ، عن عليّ بن الحسن ، عن عليّ بن رباط عن عبيدالله بن صالح ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قلت له : امرأة متمتّعة تطوف ثمّ طمثت قال : تسعى بين الصفا والمروة وتقضي متعتها .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عمّن حدّثه ، عن ابن أبي نجران ، عن مثنّى الحنّاط ، عن أبي بصير قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : في المرأة المتمتّعة إذا أحرمت وهي طاهر ثمّ حاضت قبل أن تقضي متعتها سعت ولم تطف حتّى تطهر ثمّ تقضي طوافها وقد قضت عمرتها و إن هي أحرمت وهي حائض لم تسع ولم تطف حتّى تطهر .

٦ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن عليّ بن أسباط ، عن درست عن عجلان أبي صالح أنّه سمع أباعبدالله عليه السلام يقول : إذا اعتمرت المرأة ثمّ اعتلّت قبل أن تطوف قدّمت السعي وشهدت المناسك فإذا طهرت و انصرفت من الحجّ قضت

طواف العمرة وطواف الحجّ وطواف النساء ثمّ أحلّت من كلّ شيء .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب ، عن رجل أنّه سمع أباعبدالله عليه السلام يقول وسئل عن امرأة متمتّعة طمثت قبل أن تطوف فخرجت مع الناس إلى منى [فقال] : أوليس هي على عمرتها و حجّتها فلتطف طوافاً للعمرة وطوافاً للحجّ .

٨ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن محمّد بن أبي حمزة ، عن بعض أصحابه ، عن أبي بصير قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : المرأة تجيء متمتّعة فطمثت قبل أن تطوف بالبيت فيكون طهرها يوم عرفة فقال : إن كانت تعلم أنّها تطهر و تطوف بالبيت و تحلّ من إحرامها و تلحق بالناس فلتفعل .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب عن معاوية بن عمّار قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن امرأة طافت بالبيت ثمّ حاضت قبل أن تسعى ، قال : تسعى ، قال : وسألته عن امرأة سعت بين الصفا و المروة فحاضت بينهما ، قال : تتمّ سعيها .

١٠ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن أبي نجران ، عن مثنّى الحنّاط ، عن أبي بصير قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول في المرأة المتمتّعة إذا أحرمت وهي طاهر ثمّ حاضت قبل أن تقضي متعتها سعت ولم تطف حتّى تطهر ثمّ تقضي طوافها وقد تمّت متعتها وإن هي أحرمت وهي حائض لم تسع ولم تطف حتّى تطهر .

باب ۱۵

ادائے مناسک میں حائض پر کیا واجب ہے

۱۔ فرمایا جو حج تمتع کرے اگر وہ مکہ میں آنے کے بعد حائض ہو قیام کرے ترویہ تک اگر طاہر ہو جائے تو بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور اگر طاہر نہ ہو یوم ترویہ تک تو غسل کرے فرج پر روئی باندھے پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے پھر منیٰ کی طرف جائے جب مناسک پورے کرے اور کعبہ کی زیارت کرے تو

بیت اللہ کا طواف عمرہ کرے۔ پھر طواف حج کرے پھر چلے اور سعی کرے جب یہ کر چکے تو اس کے لئے ہر وہ شے حلال ہو گئی جو محرم پر حرام تھی سوائے اپنے شوہر کے فرش پر جانے کے جب سات طواف کرے تو یہ بھی حلال ہو جائے گا۔ (ح)

۲۔ میں نے کہا ایک عورت حج تمتع کے لئے مکہ آئی تو اسے خون آنے لگا۔ فرمایا وہ صفا و مروہ کے درمیان طواف کرے پھر اپنے گھر بیٹھے۔ اگر پاک ہو جائے تو بیت اللہ کا طواف کرے اور اگر طاہرہ نہ ہو تو جب یوم ترویہ آئے تو اپنے اوپر پانی ڈالے اور قصد حج کرے اپنے گھر سے اور منیٰ کی طرف جائے اور کل مناسک ادا کرے جب مکہ آئے تو بیت اللہ کے دو طواف کرے پھر صفا و مروہ میں سعی کرے۔ جب یہ کر چکے تو سوائے شوہر کے پاس جانے کے ہر شے اس پر حلال ہے۔ (ضو)

۳۔ ترجمہ اوپر گزرا (ضو)

راوی کہتا ہے کہ میں نے اور عبید اللہ بن صالح نے یہ حدیث مسجد میں سنی عبید اللہ امام رضاؑ کی خدمت میں آیا اس نے میری طرف آ کر کہا میں نے امام علیہ السلام سے روایت عجلان (سابقہ نمبر۲) کے متعلق پوچھا۔ آپ نے وہی فرمایا جو روایت عجلان میں ہے۔

۴۔ میں نے کہا حج تمتع کرنے والی ایک عورت نے طواف کیا اس کے بعد اسے حیض آنے لگا فرمایا وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور پورا کرے تمتع کو۔ (ضو)

۵۔ حضرت نے فرمایا تمتع والی عورت اگر احرام بحالت طہارت باندھے۔ پھر تمتع سے پہلے حیض آنے لگے تو وہ سعی کرے اور پاک ہونے تک طواف نہ کرے، پھر طواف کرے عمرہ پورا ہو گیا اور اگر احرام کے ساتھ ہی حیض آئے تو سعی نہ کرے اور طہارت سے پہلے طواف نہ کرے۔ (مرسل)

۶۔ فرمایا جب عورت عمرہ کر رہی ہو اور اسے حیض آنے لگے طواف سے پہلے تو وہ سعی کرے اور مناسک میں موجود رہے جب طاہر ہو جائے اور حج سے لوٹے تو ادا کرے طواف عمرہ اور طواف حج اور طواف نساء پس ہر شے اس کے لئے حلال ہے۔ (ح)

۷۔ فرمایا تمتع والی عورت اگر طواف سے قبل حائض ہو تو وہ لوگوں کے ساتھ منیٰ کی طرف جائے گویا یہ اس کا عمرہ اور حج نہیں، اسے ایک طواف عمرہ کا اور ایک طواف حج کا کرنا چاہیے۔ (مرسل)

۸۔ میں نے کہا ایک عورت تمتع کے لئے آئی اور وہ طواف بیت سے پہلے حائض ہو گئی اور اس کا طہر یوم عرفہ ہو گا فرمایا اگر وہ اپنے طہر کو جانتی ہے تو کعبہ کا طواف کرے اور اپنا احرام ختم کرے اور لوگوں سے مل جائے اسے یہی کرنا چاہیے۔ (مرسل)

۹۔ میں نے کہا ایک عورت نے بیت کا طواف کیا۔ پھر سعی سے قبل حائض ہو گئی فرمایا سعی کرے۔ میں نے کہا جو عورت صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے حائض ہو جائے فرمایا اپنی سعی کو تمام کرے۔ (ح)

۱۰۔ فرمایا جو متمتع عورت بحالت طہارت احرام باندھے پھر حیض آنے لگے قبل تمتع پورا کرنے کے تو سعی تو کرے لیکن طاہر ہونے

تک کعبہ کا طواف نہ کرے پاک ہونے پر طواف کرے تو اس کا تمتع پورا ہوا اور طہارت سے پہلے طواف نہ کرے۔ (رض)

(باب)

(المرأة تحيض بعد ما دخلت في الطواف)

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي الصباح الكنانيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن امرأة طافت بالبيت في حجّ أو عمرة ثمّ حاضت قبل أن تصلّي الرّكعتين ، قال : إذا طهرت فلتصلّ ركعتين عند مقام إبراهيم عليه السلام وقد قضت طوافها .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطّاب ، عن عليّ بن الحسن ، عن عليّ بن أبي حمزة ؛ ومحمّد بن زياد ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا حاضت المرأة وهي في الطّواف بالبيت أو بين الصفا والمروة فجازت النصف فعلمت ذلك الموضع فإذا طهرت رجعت فأتمّت بقيّة طوافها من الموضع الّذي علمته فإن هي قطعت طوافها في أقلّ من النصف فعليها أن تستأنف الطّواف من أوّله .

٤ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن مسكان ، عن إسحاق بيّاع اللّؤلؤ قال : أخبرني من سمع أباعبدالله عليه السلام يقول : المرأة المتمتّعة إذا طافت بالبيت أربعة أشواط ثمّ رأت الدّم فمتعتها تامّة .

باب

طواف میں حیض آنا

۱۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اس عورت کے متعلق پوچھا جس نے حج یا عمرہ کا طواف کیا پھر حائض ہوگئی قبل اس کے کہ دو رکعت نماز طواف پڑھے فرمایا جب طاہر ہو جائے تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھے بس اس کا طواف پورا ہوگیا

۲۔ فرمایا عورت طواف بیت کر رہی ہو یا صفا و مروہ کے درمیان ہو اور نصف کر چکی ہو اور اسے معلوم ہو وہ جگہ تو پاک ہونے کے بعد وہاں آئے اور بقیہ طواف پورا کرے جہاں سے اسے حیض کا علم ہوا تھا پس اگر اس نے طواف کو نصف

اوّل میں قطع کیا تھا تو اسے چاہیے کہ ازسر نو طواف کرے۔ (ض)

۳۔ اگر کوئی عورت کعبہ کے چار طواف کرے اور پھر حائض ہو تو اس کا تمتع پورا ہو گیا۔ (مجہول)

﴿ باب ۱۵۲ ﴾

☆(ان المستحاضة تطوف بالبيت)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام أنَّ أسماء بنت عميس نفست بمحمّد بن أبي بكر فأمرها رسول الله صلى الله عليه وآله حين أرادت الإحرام من ذي الحليفة أن تحتشي بالكرسف والخرق وتهلَّ بالحجّ فلمّا قدموا مكّة و قد نسكوا المناسك و قد أتى لها ثمانيةعشرة يوماً فأمرها رسول الله صلى الله عليه وآله أن تطوف بالبيت وتصلّي ولم ينقطع عنها الدَّم ففعلت ذلك .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن أسلم ، عن يونس بن يعقوب ، عمّن حدَّثه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المستحاضة تطوف بالبيت وتصلّي ولا تدخل الكعبة .

باب ۱۵۲

طواف مستحاضہ

۱۔ فرمایا اسماء بنت عمیس کو خون نفاس آیا ولادت محمد بن ابی بکر میں پس جب انھوں نے احرام کا ارادہ کیا منزل ذی حلیفہ سے تو رسول اللہ نے حکم دیا کہ روئی سے صاف کر کے گدی باندھیں اور حج کا اہلال کریں۔ جب لوگ مکہ میں آئے اور مناسک ادا کرنے لگے تو بنت عمیس کو اٹھارہ دن ہو گئے تھے رسول اللہ نے حکم دیا کہ وہ طواف بیت کریں اور نماز پڑھیں حالانکہ خون بند نہ ہوا تھا انھوں نے ایسا ہی کیا۔ (حسن)

۲۔ فرمایا رسول اللہ نے کہ استحاضہ والی عورت طواف کرے کعبہ کا اور نماز پڑھے مگر کعبہ کے اندر داخل نہ ہو۔ (ض)

﴿ باب ۱۵۳ نادر ﴾

١ ـ أبو عليٍّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن

إسحاق بن عمّار قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن جارية لم تحض خرجت مع زوجها وأهلها فحاضت فاستحيت أن تعلم أهلها و زوجها حتّى قضت المناسك وهي على تلك الحال فواقعها زوجها ثمّ رجعت إلى الكوفة فقالت لأهلها : كان من الأمر كذا وكذا ، قال : عليها سوق بدنة وعليها الحجّ من قابل وليس على زوجها شيء .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطّاب ، عن عليّ بن الحسين ، عن محمّد بن زياد ، عن حمّاد ، عن رجل قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : إذا طافت المرأة الحائض ثمّ أرادت أن تودّع البيت فلتقف على أدنى باب من أبواب المسجد ولتودّع البيت .

٣ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج قال : أرسلت إلى أبي عبدالله عليه السلام أنّ بعض من معنا من صرورة النساء قد اعتللن فكيف تصنع ؟ فقال : تنتظر ما بينها وبين التروية فإن طهرت فلتهلّ وإلّا فلا تدخلنّ عليها التروية إلّا وهي محرمة .

٤ ـ حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان ، عن فضيل ابن يسار ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا طافت المرأة طواف النساء وطافت أكثر من النصف فحاضت نفرت إن شاءت .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيّوب الخزّاز قال : كنت عند أبي عبدالله عليه السلام فدخل عليه رجل ليلاً فقال : أصلحك الله امرأة معنا حاضت ولم تطف طواف النساء ؟ فقال : لقد سئلت عن هذه المسألة اليوم ، فقال : أصلحك الله أنا زوجها وقد أحببت أن أسمع ذلك منك ، فأطرق كأنّه يناجي نفسه وهو يقول : لا يقيم عليها جمّالها ولا تستطيع أن تتخلّف عن أصحابها ، تمضي وقد تمّ حجّها .

باب ۱۵۳

نادر

۱۔ امام رضا علیہ السلام سے میں نے کہا کہ ایک کنیز جس کو حیض نہیں آیا تھا اپنے شوہر اور گھر والوں کے ساتھ حج کو

چلی اور اسے حیض آنے لگا مگر شرم کی وجہ سے نہ تو اپنے گھر والوں سے کہا نہ اپنے شوہر سے اسی حال میں مناسک حج ادا کئے پھر وہ کوفہ آئی تب گھر والوں کو بتایا کہ معاملہ یہ ہے فرمایا وہ قربانی کا ایک اونٹ بھیجے اور اگلے سال دوبارہ حج کرے۔ اس کے شوہر پر کچھ نہیں۔ (موثق)

۲۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے جب عورت طواف کرے حیض میں پھر خانۂ کعبہ کو رخصت کرنا چاہے تو ابواب مسجد میں جو دروازہ سے زیادہ قریب ہو اس سے رخصت کریں۔ (ض)

۳۔ میں نے اس عورت کے متعلق پوچھا جسے حیض آرہا ہو فرمایا وہ انتظار کرے اس کے اور ترویہ کے درمیان اگر طاہر ہو جائے تو حج کرے ورنہ نہیں مگر جبکہ وہ محرمہ ہو۔ (م)

۴۔ فرمایا حضرت نے اگر عورت طواف نصف سے زیادہ کر چکی ہو اور وہ حائض ہو جائے۔ پس اگر وہ چاہے تو مکہ سے چلی جائے۔ (مرسل)

۵۔ میں حضرت کی خدمت میں تھا کہ رات کو ایک شخص آیا اور کہا اللہ آپ کی حفاظت کرے ایک عورت ہمارے ساتھ ہے وہ حائض ہو گئی ہے درانحالیکہ طواف نساء نہیں کر پائی تھی۔ فرمایا تم نے یہ مسئلہ آج پوچھا۔ اس نے کہا میں اس کا شوہر ہوں چاہتا ہوں کہ اس کا جواب آپ سے سنوں حضرت نے تھوڑی دیر تامل کے بعد فرمایا اگر اس کا اونٹ والا نہیں ٹھہر سکتا اور وہ اپنے ساتھیوں کو نہیں چھوڑ سکتی تو اس کا حج پورا ہو گیا۔ (حسن)

﴿باب ۱۵۴﴾

﴿علاج الحائض﴾

۱ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ـ أو غيره ـ عن الحسن بن عليّ بن يقطين ، عن أخيه الحسين قال : حججت مع أبي ومعه [ي] اُخت لي فلمّا قدمنا مكّة حاضت فجزعت جزعاً شديداً خوفاً أن يفوتها الحجّ فقال لي أبي : ائت أبا الحسن عليه السلام وقل له : إنّ أبي يقرئك السلام ويقول لك : إنّ فتاة لي قد حججت بها وقد حاضت وجزعت جزعاً شديداً مخافة أن يفوتها الحجّ فما تأمرها ؟ قال : فأتيت أبا الحسن عليه السلام وكان في المسجد الحرام فوقفت بحذاه فلمّا نظر إليّ أشار إليّ فأتيته وقلت له : إنّ أبي يقرئك السلام ـ وأدّيت إليه ما أمرني به أبي ـ فقال : أبلغه السلام و قل له فليأمرها أن تأخذ قطنة بماء اللّبن فلتستدخلها فإنّ الدّم سينقطع عنها و تقضي مناسكها كلّها ، قال : فانصرفت إلى أبي

فأدّيت إليه قال : فأمرها بذلك ففعلته فانقطع عنها الدّم وشهدت المناسك كلّها فلمّا أن ارتحلت من مكّة بعد الحجّ وصارت في المحمل عاد إليها الدّم .

باب ۱۵۵

علاج حایض

۱۔ میں اپنے باپ کے ساتھ حج کو گیا میرے ساتھ میری بہن تھی مکہ پہنچے تو وہ حایض ہوگئی وہ سخت مضطرب تھی اس خیال سے کہ اب وہ حج نہ کر سکے گی میرے باپ نے کہا ابوالحسن علیہ السلام کے پاس جاؤ اور یہ واقعہ بیان کرو اور پوچھو آپ کیا فرماتے ہیں۔ میں حضرت کے پاس گیا آپ مسجد الحرام میں تھے۔ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور جو کچھ میرے باپ نے کہا تھا بیان کیا۔ فرمایا اپنی بہن سے کہو روئی کو آب شیر میں بھگو کر رکھے خون بند ہو جائے گا اور وہ مناسک حج ادا کر سکے گی چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا خون بند ہو گیا اور اس نے سب مناسک ادا کئے۔ حج کے بعد جب مکہ سے نکلی اور محمل میں بیٹھی خون پھر جاری ہو گیا۔ (مرسل)

﴿ باب ۱۵۵ ﴾

(دعاء الدم)

١ - عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، وابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أشرفت المرأة على مناسكها وهي حائض فلتغتسل ولتحتش بالكرسف ولتقف هي ونسوة خلفها فيؤمّنّ على دعائها و تقول : «اللّهمّ إنّي أسألك بكلّ اسم هولك أو تسمّيت به لأحد من خلقك أو استأثرت به في علم الغيب عندك وأسألك باسمك الأعظم الأعظم وبكلّ حرف أنزلته على موسى وبكلّ حرف أنزلته على عيسى وبكلّ حرف أنزلته على محمّد صلى الله عليه وآله إلّا أذهبت عنّي هذا الدّم» وإذا أرادت أن تدخل المسجد الحرام أو مسجد الرّسول صلى الله عليه وآله فعلت مثل ذلك ، قال : وتأتي مقام جبرئيل عليه السلام وهو تحت الميزاب فإنّه كان مكانه إذا استأذن على نبيّ الله صلى الله عليه وآله قال : فذلك مقام لا تدعو الله فيه

حائض تستقبل القبلة وتدعو بدعاء الدّم إلّا رأت الطّهر إن شاء الله.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عمّن ذكره، عن ابن بكير، عن عمر بن يزيد قال: حاضت صاحبتي وأنا بالمدينة وكان ميعاد جمّالنا وإبّان مقامنا وخروجنا قبل أن تطهر ولم تقرب المسجد ولا القبر ولا المنبر فذكرت ذلك لأبي عبدالله عليه السلام فقال: مرها فلتغتسل ولتأت مقام جبرئيل عليه السلام فإنّ جبرئيل كان يجيء فيستأذن على رسول الله صلى الله عليه وآله وإن كان على حال لا ينبغي أن يأذن له قام في مكانه حتّى يخرج إليه وإن أذن له دخل عليه، فقلت: وأين المكان؟ فقال: حيال الميزاب الّذي إذا خرجت من الباب الّذي يقال له: باب فاطمة بحذاء القبر إذا رفعت رأسك بحذاء الميزاب والميزاب فوق رأسك والباب من وراء ظهرك وتجلس في ذلك الموضع وتجلس معها نساء ولتدع ربّها ويؤمّنّ على دعائها، قال: فقلت: وأيّ شيء تقول؟ قال: تقول: «اللّهمّ إنّي أسألك بأنّك أنت الله ليس كمثلك شيء أن تفعل لي كذا وكذا» قال: فصنعت صاحبتي الّذي أمرني فطهرت ودخلت المسجد، قال: وكان لنا خادم أيضاً فحاضت فقالت: يا سيّدي ألا أذهب أنا زادة فأصنع كما صنعت سيّدتي، فقلت: بلى، فذهبت فصنعت مثل ما صنعت مولاتها فطهرت ودخلت المسجد.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن سلمة بن الخطّاب، عن عليّ بن الحسن، عن عبدالله بن عثمان، عن عبدالله بن مسكان، عن بكر بن عبدالله الأزديّ شريك أبي حمزة الثماليّ قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: جعلت فداك إنّ امرأة مسلمة صحبتني حتّى انتهيت إلى بستان بني عامر فحرمت عليها الصلاة فدخلها من ذلك أمر عظيم فخافت أن تذهب متعتها فأمرتني أن أذكر ذلك لك وأسألك كيف تصنع، فقال: قل لها فلتغتسل نصف النهار وتلبس ثياباً نظافاً وتجلس في مكان نظيف وتجلس حولها نساء يؤمّنّ إذا دعت وتعاهد لها زوال الشمس فإذا زالت فمرها فلتدع بهذا الدّعاء وليؤمّنّ النساء على دعائها حولها كلّما دعت تقول: «اللّهمّ إنّي أسألك بكلّ اسم هو لك وبكلّ اسم تسمّيت به لأحد من خلقك وهو مرفوع مخزون في علم الغيب عندك وأسألك باسمك الأعظم الأعظم الّذي إذا سئلت به كان حقّاً عليك أن تجيب أن تقطع عنّي هذا الدّم فإن انقطع

الدم وإلّا دعت بهذا الدعاء الثاني فقل لها فلتقل: «اللّهم إنّي أسألك بكلّ حرف أنزلته على محمد ﷺ وبكلّ حرف أنزلته على موسى عليه السلام وبكلّ حرف أنزلته على عيسى عليه السلام وبكلّ حرف أنزلته في كتاب من كتبك وبكلّ دعوة دعاك بها ملك من ملائكتك أن تقطع عنّي هذا الدم» فإن انقطع فلم تريومها ذلك شيئاً وإلّا فلتغتسل من الغد في مثل تلك الساعة الّتي اغتسلت فيها بالأمس فإذا زالت الشمس فلتصلّ ولتدع بالدعاء وليؤمّن النسوة إذا دعت، ففعلت ذلك المرأة فارتفع عنها الدم حتّى قضت متعتها وحجّها وانصرفنا راجعين فلمّا انتهينا إلى بستان بني عامر عاودها الدم فقلت له: أدعو بهذين الدعائين في دبر صلاتي فقال: ادع بالأوّل إن أحببت وأمّا الآخر فلا تدع به إلّا في الأمر الفظيع ينزل بك.

باب ۱۵۱

دعائے دم

۱۔ فرمایا جب حج کے ایام عورت کو حیض آ ئے تو وہ غسل کرے اور اپنی گدی بدلے اور وہ ٹھہرے اور عورتیں اس کے پیچھے اس کی دعا پر آمین کہیں، وہ یوں دعا کرے۔ «اللّهم إنّي أسألك بكلّ اسم هو لك أو تسمّيت به لأحد من خلقك أو استأثرت به في علم الغيب عندك وأسألك باسمك الأعظم الأعظم وبكلّ حرف أنزلته على موسى وبكلّ حرف أنزلته على عيسى وبكلّ حرف أنزلته على محمد ﷺ

پھر وہ مقام جبرئیل پر آئے جو تحت میزاب ہے وہ جگہ ہے جہاں جبرئیل نے حضرت رسولؐ خدا سے آنے کی اجازت چاہی تھی حائض رو بقبلہ ہو کر یہاں خدا سے دعا کرے اور دعائے دم کرنے کے بعد اس کو طہر ہو جائے گا

۲۔ جب میں مدینہ میں تھا تو میری زوجہ حائض ہو گئی اور ہمارے اونٹ والے سے چلنے کا وقت مقرر تھا اور ہمارا ٹھہرنا اور چلنا اس کے طاہر ہونے سے پہلے ہونا تھا میں نے اس کا ذکر ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کیا۔ فرمایا اس سے کہو کہ غسل کرے اور مقام جبرئیل پر آئے۔ جبرئیل علیہ السلام جب آتے تھے تو رسول اللہ سے اذن طلب کرتے تھے اگر حضرت مشغول ہوتے تو

ان کو اذن نہ دیتے اور اپنے مقام پر ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ حضرتؑ کے پاس آتے اگر اذن مل جاتا تو داخل ہوتے، میں نے کہا وہ مقام کہاں ہے فرمایا میزاب کے پاس یہ وہ جگہ ہے کہ جب تم اس دروازے سے نکلو جو باب فاطمہ کہلاتا ہے مقابل قبر مبارک تو جب سر اٹھاؤ گے تو مقابل میزاب کے ہو گے اور میزاب تمہارے سر پر ہوگا اور دروازہ تمہاری پشت پر، پس عورت اس جگہ بیٹھے اور اس کے ساتھ کچھ اور عورتیں ہوں جو اس کی دعا پر آمین کہیں، میں نے کہا کیا کہے وہ کہے یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں تو اللہ ہے تیری مثل کوئی شے نہیں، پس تو میرے ساتھ ایسا ایسا کر، راوی کہتا ہے میری ساتھی نے ایسا ہی کیا اور وہ پاک ہوگئی اور وہ مسجد میں داخل ہوگئی اور ہمارے ساتھ ایک خادمہ بھی تھی وہ بھی حائض ہوگئی اس نے کہا اے میرے سردار میں بھی نہیں جا سکتی کیا میں بھی ایسا ہی کروں جیسا میری مالکہ نے کیا ہے۔ میں نے کہا ہاں پس اس نے بھی ایسا ہی کیا وہ بھی پاک ہوگئی اور داخل مسجد ہوئی۔ (مرسل)

۳۔ میں نے کہا ایک مسلمان عورت ہمارے ساتھ تھی جب بستان بنی عامر پہنچے تو وہ نماز سے محروم ہوگئی (حیض آنے لگا) اس سے اسے بڑا صدمہ ہوا اور یہ خوف ہوا کہ وہ حج تمتع نہ کر سکے گی اس نے مجھ سے کہا کہ اس کا ذکر میں آپ سے کروں اور پوچھوں کہ وہ کیا کرے۔ فرمایا اس سے کہو کہ وہ غسل کرے دوپہر کو اور پاک کپڑے پہنے اور پاک جگہ پر بیٹھے اور اس کے گرد آمین کہنے کے لئے کچھ عورتیں ہوں وہ زوال شمس تک انتظار کرے جب زوال پذیر ہو جائے تو اس طرح دعا کرے اور اس کے گرد والی عورتیں آمین کہیں۔

اللّهمّ إنّي أسألك بكلّ اسم هولك وبكلّ اسم تسمّيت به لأحد من خلقك وهو مرفوعٌ مخزونٌ في علم الغيب عندك وأسألك باسمك الأعظم الأعظم الّذي إذا سئلت به كان حقّاً عليك أن تجيب أن تقطع عنّي هذا الدّم

اگر خون بند ہو جائے تو خیر ورنہ یہ دوسری دعا کرے۔

اللّهم إنّي أسألك بكلّ حرف أنزلته على محمد صلى الله عليه وآله وبكلّ حرف أنزلته على موسى عليه السلام وبكلّ حرف أنزلته على عيسى عليه السلام وبكلّ حرف أنزلته في كتاب من كتبك وبكلّ دعوة دعاك بها ملك من ملائكتك أن تقطع عنّي هذا الدّم

اگر خون بند ہو جائے اور دن کچھ نہ دیکھے تو خیر ورنہ پھر دعا کرے اور عورتیں آمین کہیں اس نے ایسا ہی کیا خون بند ہو گیا اس نے حج تمتع کر لیا جب وہاں سے لوٹ کر ہم بستان بنی عامر میں آئے تو پھر جاری ہو گیا۔ میں نے حضرت سے کہا کیا نماز کے بعد میں بھی یہ دعا پڑھ لیا کروں فرمایا اگر چاہو تو پہلی دعا پڑھ لیا کرو، رہی تو اسے کسی سخت مصیبت کے وقت پڑھو

﴿باب ۵﴾

﴿ الاحرام يوم التروية ﴾

١ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن ابن أبي عمير ؛ وصفوان ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كان يوم التروية إن شاء الله فاغتسل و ألبس ثوبيك و ادخل المسجد حافياً وعليك السّكينة والوقار ، ثمّ صلّ ركعتين عند مقام إبراهيم عليه السلام أو في الحجر ثمّ اقعد حتّى تزول الشمس فصلّ المكتوبة ثمّ قل في دبر صلاتك كما قلت حين أحرمت من الشجرة وأحرم بالحجّ ، ثمّ امض وعليك السّكينة و الوقار فإذا انتهيت إلى الرفضاء دون الرّدم فلبّ فإذا انتهيت إلى الرّدم و أشرفت على الأبطح فارفع صوتك بالتلبية حتّى تأتي منى .

٢ - وفي رواية أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أردت أن تحرم يوم التروية فاصنع كما صنعت حين أردت أن تحرم وخذ من شاربك ومن أظفارك وأطل عانتك إن كان لك شعر وانتف إبطيك واغتسل والبس ثوبيك ثمّ ائت المسجد الحرام فصلّ فيه ستّ ركعات قبل أن تحرم وتدعو الله وتسأله العون وتقول : «اللّهمّ إنّي اُريد الحجّ فيسّره لي وحلّني حيث حبستني لقدرك الّذي قدّرت عليّ» وتقول : «أحرم لك شعري وبشري ولحمي ودمي من النساء والطّيب والثياب اُريد بذلك وجهك والدّار الآخر وحلّني حيث حبستني لقدرك الّذي قدّرت عليّ» ثمّ تلبّ من المسجد الحرام كما لبّيت حين أحرمت وتقول : «لبّيك بحجّة تمامها و بلاغها عليك» وإن قدرت أن يكون [في] رواحك إلى منى زوال الشمس و إلّا فمتى ما تيسّر لك من يوم التروية .

٣ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : سألته عن رجل أتى المسجد الحرام و قد أزمع بالحجّ يطوف بالبيت ؟ قال : نعم ما لم يحرم .

٤ - أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن أبي أحمد عمرو بن حريث الصيرفيّ قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : من أين اُهلّ بالحجّ ؟ فقال : إن شئت من رحلك و إن شئت من الكعبة وإن شئت من الطريق .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام من أيّ المسجد أحرم يوم التروية ؟ فقال : من أيّ المسجد شئت .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن سليمان بن محمّد ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : متى اُلبّي بالحجّ ؟ فقال : إذا خرجت إلى منى ، ثمّ قال : إذا جعلت شعب دبّ على يمينك و العقبة عن يسارك فلبّ بالحجّ .

باب ۱۵۶

احرام روزِ ترویہ

۱۔ فرمایا جب یوم ترویہ ہو تو غسل کرے دونوں کپڑے پہنے اور ننگے پاؤں مسجد میں داخل ہو اور سکینہ و وقار کے ساتھ آؤ اور مقام ابراہیم یا حجر کے پاس دو رکعت نماز پڑھو پھر زوال شمس تک بیٹھو پھر نماز فریضہ پڑھو اور نماز کے بعد وہی کہو جو شجرہ سے احرام باندھتے وقت اور احرام حج کے وقت کہا تھا پھر سکینہ و وقار سے چلو جب ردم کے قریب مقام رقطا پر پہنچو تو تلبیہ کرو اور جب ردم پر اور ابطح پر آؤ تو بلند آواز سے تلبیہ کرو یہاں تک کہ منیٰ پہنچو۔ (حسن)

۲۔ فرمایا اگر تم یوم ترویہ احرام باندھنا چاہو تو وہی کرو جو تم نے احرام کے وقت کیا تھا اپنی مونچھیں کترواؤ ناخن ترشواؤ بغلوں کے بال صاف کراؤ اور موئے زہار صاف کرو غسل کرو اور دونوں کپڑے پہنو اور مسجد حرام میں آؤ وہاں چھ رکعت نماز پڑھو قبل احرام کے اور اللہ سے دعا کر و مدد چاہو اور کہو

«اللّهمّ إنّي اُريد الحجّ فيسّره لي وحلّني حيث حبستني لقدرك الّذي قدّرت عليّ»

پھر کہو

«أحرم لك شعري وبشري ولحمي ودمي من النساء والطّيب والثياب اُريد بذلك وجهك والدّار الآخرة وحلّني حيث حبستني لقدرك الّذي قدّرت عليّ»

پھر تلبیہ کرو مسجد الحرام سے اسی طرح جیسے تلبیہ احرام کے وقت کیا تھا اور کہو:

لبّیك بحجّة تمامها و بلاغها عليك، وإن قدرت

اگر زوال آفتاب کے وقت منیٰ جا سکو تو جاؤ ورنہ جب ممکن ہو یوم ترویہ سے۔ (مرسل)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص مسجد الحرام میں آیا اور حج کا ارادہ رکھتا ہے وہ طواف بیت کرتا ہے تو یہ ٹھیک ہے فرمایا ہاں جب تک احرام نہ باندھے۔ (حسن)

۴۔ میں نے کہا کہاں سے لبیک کرے فرمایا اگر چاہے تو اپنی سواری سے اگر چاہے تو کعبہ سے اگر چاہے تو راستہ سے (م)

۵۔ میں نے کہا یوم ترویہ کس مسجد سے احرام باندھوں فرمایا جس مسجد سے چاہو۔ (موثق)

۶۔ میں نے کہا کب تلبیہ حج کروں فرمایا جب منیٰ کو چلو پھر فرمایا جب شعیب درب تمہارے داہنی طرف ہو اور عقبہ بائیں طرف تو حج کے لئے تلبیہ کرو۔ (مجہول)

﴿ باب ۵۵ ﴾

✿(الحج ماشياً وانقطاع مشي الماشي)✿

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن فضّال ، عن ابن بكير قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّا نريد أن نخرج إلى مكّة مشاة ؛ فقال لنا : لا تمشوا واخرجوا ركباناً قلت : أصلحك الله إنّه بلغنا عن الحسن بن عليّ صلوات الله عليهما أنّه كان يحجّ ماشياً فقال : كان الحسن بن عليّ عليهما السلام يحجّ ماشياً وتساق معه المحامل والرّحال .

٢ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن سيف التمّار قال : قلت لأبي عبدالله : إنّا كنّا نحجّ مشاة فبلغنا عنك شيء فماترى ؟ قال : إنّ النّاس ليحجّون مشاة ويركبون ، قلت : ليس عن ذلك أسألك ، قال : فعن أيّ شيء سألت ؟ قلت : أيّهما أحبّ إليك أن نصنع ؟ قال : تركبون أحبّ إليّ فإنّ ذلك أقوى لكم على الدّعاء والعبادة .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن المشي أفضل أو الرّكوب ؟ فقال : إذا كان

الرجل موسراً فمشى ليكون أقلّ لنفقته فالرّكوب أفضل .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن رفاعة ؛ وابن بكير ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن الحجّ ماشياً أفضل أو راكباً ، قال : بل راكباً فإنّ رسول الله صلى الله عليه وآله حجّ راكباً .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن رفاعة قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن مشي الحسن عليه السلام من مكّة أو من المدينة ، قال : من مكّة . وسألته إذا زرت البيت أركب أو أمشي ؟ فقال : كان الحسن عليه السلام يزور راكباً . وسألته عن الرّكوب أفضل أو المشي ؟ فقال : الركوب ، قلت : الرّكوب أفضل من المشي ؟ فقال : نعم لأنّ رسول الله صلى الله عليه وآله ركب .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن إسماعيل بن همام ، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال : قال أبو عبدالله عليه السلام في الّذي عليه المشي في الحجّ : إذا رمى الجمار زار البيت راكباً وليس عليه شيء .

باب ۱۵

پاپیادہ حج

۱۔ میں نے کہا ہم پاپیادہ مکہ جانا چاہتے ہیں فرمایا پیادہ نہ جاؤ سواری پر جاؤ، میں نے کہا ہم نے سنا ہے کہ امام حسنؑ پاپیادہ حج کیا کرتے تھے فرمایا ضرور ایسا تھا لیکن ان کے ساتھ محملیں ہوتی تھیں لوگ ہوتے تھے (موثق)

۲۔ میں نے کہا ہم پیادہ حج کرتے تھے ہم نے آپ کے متعلق کچھ سنا ہے تو آپ کی کیا رائے ہے فرمایا لوگ پیادہ بھی حج کرتے ہیں اور سوار ہو کر بھی۔ میں نے کہا میرا یہ سوال نہیں، فرمایا پھر کیا ہے میں نے کہا میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ آپ کے نزدیک کون سا طریقہ بہتر ہے فرمایا سوار ہو کر جانا تمہارے لئے یہی بہتر ہے تاکہ تم اچھی طرح دعا اور عبادت کر سکو۔ (حسن)

۳۔ میں نے کہا حج پیادہ کرنا افضل ہے یا سواری پر، فرمایا اگر وہ مالدار ہے تو پیدل چلے تاکہ اپنے خرچ میں کمی کرے اور سواری پر چلنا زیادہ بہتر ہے۔ (ض)

۴۔ میں نے پوچھا حج پیادہ کرنا افضل ہے یا سواری پر، فرمایا سواری پر، رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ حج سوار ہو کر کرے (حسن)

۵۔ میں نے کہا امام حسنؑ کا پیدل چلنا مکہ سے ہوتا تھا یا مدینہ سے فرمایا مکہ سے، میں نے کہا جب خانۂ کعبہ کی زیارت کرتے تھے تو سوار ہوتے تھے یا پیدل فرمایا سواری سے زیارت کرتے تھے۔ میں نے کہا سواری افضل ہے یا پیادہ چلنا، فرمایا سواری افضل ہے کیونکہ رسول اللہ سوار ہو کر جاتے تھے۔ (م)

۶۔ فرمایا رمی جمرات پیادہ کرے اور زیارت کعبہ سوار ہو کر تو کوئی گناہ نہیں

﴿باب ۱۵۸﴾

☆(تقديم طواف الحج للمتمتع قبل الخروج الى منى)☆

١ ـ أبوعليّ الأشعري، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن صفوان بن يحيى، عن إسحاق بن عمّار قال: سألت أباالحسن عليه السلام عن المتمتّع إذا كان شيخاً كبيراً أوامرأة تخاف الحيض تعجّل طواف الحجّ قبل أن تأتي منى؟ فقال: نعم من كان هكذا يعجّل. قال: وسألته عن الرّجل يحرم بالحجّ من مكّة ثمّ يرى البيت خالياً فيطوف به قبل أن يخرج عليه شيء؟ فقال: لا، قلت: المفرد بالحجّ إذا طاف بالبيت و بالصفا و المروة يعجّل طواف النساء؟ فقال: لا إنّما طواف النساء بعد ما يأتي منى.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن عليّ بن أبي حمزة قال: سألت أباالحسن عليه السلام عن رجل يدخل مكّة ومعه نساء قد أمرهنّ فتمتّعن قبل التروية بيوم أو يومين أو ثلاثة فخشي على بعضهنّ الحيض، فقال: إذا فرغن من متعتهنّ وأحللن فلينظر إلى الّتي يخاف عليها الحيض فيأمرها تغتسل وتهلّ بالحجّ من مكانها ثمّ تطوف بالبيت وبالصّفا والمروة فإن حدث بها شيء قضت بقيّة المناسك وهي طامث فقلت: أليس قد بقي طواف النساء؟ قال: بلى، قلت: فهي مرتهنة حتّى تفرغ منه؟ قال: نعم، قلت: فلم لاتتركها حتّى تقضي مناسكها؟ قال: يبقى عليها منسك واحد أهون عليها من أن تبقى عليها المناسك كلّها مخافة الحدثان، قلت: أبى الجمّال أن يقيم عليها و الرفقة؟ قال: ليس لهم ذلك تستعدي عليهم حتّى يقيم عليها حتّى تطهر و تقضي مناسكها.

٣ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن إسماعيل بن مرّار، عن يونس، عن عليّ بن أبي حمزة، عن أبي بصير [عن أبي عبدالله عليه السلام] قال: قلت: رجل كان متمتّعاً وأهلّ بالحجّ

قال : لايطوف بالبيت حتّى يأتي عرفات فإذا هوطاف قبل أن يأتي منى من غير علّة فلا يعتدّ بذلك الطواف .

۴ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن إسماعيل ابن عبدالخالق قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : لابأس أن يعجّل الشيخ الكبير والمريض والمرأة والمعلول طواف الحجّ قبل أن يخرج إلى منى .

باب ۱۵۸

منیٰ جانے سے پہلے طواف حج تمتع

۱۔ میں نے پوچھا اس متمتع کے متعلق جو بہت بوڑھا ہو یا وہ عورت جو حیض سے ڈر کر جلدی کرے طواف حج میں قبل منیٰ جانے کے، فرمایا ہاں جو ایسا ہو تو وہ جلدی کرسکتا ہے میں نے کہا حج کے لئے مکہ سے احرام باندھ آئے، پھر بیت اللہ کو خالی پا کر طواف کرتا ہے قبل اس کے کہ کچھ اور کرے فرمایا نہیں، میں نے کہا حج افراد میں طواف بیت کرے اور صفا و مروہ میں سعی کرے اور جلدی سے طواف نسا کرلے فرمایا ایسا نہ کرے طواف نسا منیٰ کے بعد ہے۔ (موثق)

۲۔ میں نے کہا ایک شخص مکہ میں داخل ہوا اس کے ساتھ کچھ عورتیں ہیں اس نے حکم دیا کہ وہ یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) سے ایک دن یا دو دن یا تین دن پہلے ارکان تمتع بجا لائیں کیوں کہ اسے بعض کے حائض ہونے کا خوف تھا فرمایا جب تمتع سے فارغ ہو کر محل ہو جائیں تو ان پر نظر کرے جن سے حیض آنے کا خوف تھا پس انھیں حکم دے کر غسل کرکے اپنی جگہ حج کا ہلہلہ کریں پھر طواف بیت کریں۔ اور صفا و مروہ کا اگر کوئی شے حادث ہو تو بحالت حیض بقیہ مناسک ادا کرے۔ میں نے کہا طواف نسا تو باقی رہ جائے گا۔ فرمایا ہاں میں نے کہا وہ تو فارغ ہونے تک پابند ہے فرمایا ہاں میں نے کہا تمام مناسک ادا کرنے تک اسے ترک کیوں نہ کرے فرمایا ایک ہی عبادت تو اس کی باقی رہ جائے گی جس کا ادا کرنا اس کے لئے آسان ہوگا بہ نسبت سب مناسک ادا کرنے کے، دونوں حدثوں کے خوف سے اگر بجا نہ لائے۔ میں نے کہا اگر اونٹ والا ٹھہرنا نہیں چاہتا اور مہربانی نہیں کرتا۔ فرمایا لوگ اسے مجبور نہیں کرسکتے کہ وہ عورت کے طاہر ہونے اور مناسک ادا کرنے تک رکے رہیں۔ (ض)

۳۔ میں نے کہا ایک تمتع والے نے ہلہلہ حج کیا۔ فرمایا جب تک عرفات نہ جائے طواف بیت نہ کرے اگر بغیر کسی علت کے منیٰ میں جانے سے پہلے طواف کرے گا تو وہ طواف شمار نہ ہوگا۔ (حسن)

۴۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اگر بوڑھا آدمی، بیمار آدمی، عورت یا مجبور منیٰ میں جانے سے پہلے طواف کرے۔ (ض)

﴿ باب ۵۹ ﴾

☆(تقديم الطواف للمفرد)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن زرارة قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن المفرد للحجّ يدخل مكّة يقدّم طوافه أو يؤخّره فقال: سواء .

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن صفوان بن يحيى ، عن حمّاد بن عثمان قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن مفرد الحجّ يقدّم طوافه أو يؤخّره ؛ فقال : هو والله سواء عجّله أو أخّره .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن ابن بكير ، عن زرارة قال: سألت أبا جعفر عليه السلام عن مفرد الحجّ يقدّم طوافه أو يؤخّره ، قال : يقدّمه فقال رجل إلى جنبه : لكنّ شيخي لم يفعل ذلك ، كان إذا قدم أقام بفخّ حتّى إذا رجع النّاس إلى منى راح معهم ، فقلت له : من شيخك ؟ قال : عليّ بن الحسين عليهما السلام ، فسألت عن الرّجل فإذا هو أخو عليّ بن الحسين عليهما السلام لامّه

باب ۵۹

تقدیم طواف برائے مفرد

۱۔ میں نے کہا حج مفرد کرنے والا مکہ میں آتا ہے اور طواف کو مقدم کرتا ہے یا موخر فرمایا برابر ہے (موثق)

۲۔ ترجمہ اوپر ہے۔

۳۔ میں نے حج مفرد کے متعلق پوچھا۔ طواف مقدم ہے یا موخر، فرمایا مقدم، ایک شخص جو پہلو میں بیٹھا تھا کہنے لگا لیکن میرا شیخ ایسا نہیں کرتا وہ مقام فخ میں رہتا ہے جب تک لوگ منیٰ جائیں وہ ان کے ساتھ جاتا ہے میں نے کہا تمہارا شیخ کون ہے کہا علی بن الحسینؑ میں نے کہا یہ شخص کون ہے۔ معلوم ہوا وہ حضرت علی بن الحسینؑ کے سوتیلے بھائی ہیں۔

﴿باب ۱۶۱﴾

(الخروج الى منى)

١ ـ أبوعليّ الأشعري، عن محمّد بن عبد الجبّار، عن صفوان بن يحيى، عن إسحاق بن عمّار، عن أبي الحسن عليه السلام قال: سألته عن الرّجل يكون شيخاً كبيراً أو مريضاً يخاف ضغاط النّاس وزحامهم يحرم بالحجّ ويخرج إلى منى قبل يوم التروية؟ قال: نعم، قلت: يخرج الرّجل الصحيح يلتمس مكاناً ويتروّح بذلك المكان؟ قال: لا، قلت: يعجّل بيوم؟ قال: نعم، قلت: بيومين؟ قال: نعم، قلت: ثلاثة؟ قال: نعم، قلت: أكثر من ذلك؟ قال: لا.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن جميل بن درّاج، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: على الإمام أن يصلّي الظهر بمنى ثمّ يبيت بها ويصبح حتّى تطلع الشمس ثمّ يخرج إلى عرفات.

٣ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمّد، عن رفاعة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته هل يخرج النّاس إلى منى غدوة؟ قال: نعم إلى غروب الشمس.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا توجّهت إلى منى فقل: «اللّهمّ إيّاك أرجو وإيّاك أدعو فبلّغني أملي وأصلح لي عملي».

باب ۱۶۱

منیٰ کو جانا

۱۔ میں نے کہا ایک شخص بہت بوڑھا ہے یا مریض ہے وہ لوگوں کے اژدہام اور کشمکش سے گھبراتا ہے احرام حج باندھتا ہے اور یوم ترویہ سے پہلے منیٰ جاتا ہے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا ایک تندرست آدمی مکان کی تلاش میں نکلتا ہے اور وہاں پہنچ جاتا ہے فرمایا نہیں میں نے کہا ایک دن کی تعجیل ہو سکتی ہے فرمایا ہاں میں نے کہا دو دن کی فرمایا ہاں میں نے کہا تین دن کی فرمایا ہاں میں نے کہا اس سے زیادہ فرمایا نہیں (موثق)

۲۔ فرمایا امام ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھتا ہے اور رات کو وہاں رہتا ہے صبح کو سورج نکلنے پر وہاں سے عرفات جاتا ہے۔ (حسن)

۳۔ میں نے کہا کیا لوگ بوقت صبح منیٰ جا سکتے ہیں فرمایا غروب شمس تک (مؤ)

۴۔ فرمایا منیٰ پہنچو تو کہو۔

اے اللہ میری امید تجھ سے ہے اور میری دعا تجھ سے ہے پس میری امید پوری کر اور میرے عمل کو درست کر۔ (حسن)

﴿ باب ١٦١ ﴾

☼(نزول منى وحدودها)☼

١ - عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، وابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إذا انتهيت إلى منى فقل : « اللّهمَّ هذه منى وهي ممّا مننت بها علينا من المناسك فأسألك أن تمنَّ علينا بما مننت به على أنبيائك ، فإنّما أنا عبدك وفي قبضتك » ثمَّ تصلّي بها الظّهر والعصر والمغرب والعشاء الآخرة والفجر والإمام يصلّي بها الظّهر لا يسعه إلّا ذلك ، وموسّع عليك أن تصلّي بغيرها إن لم تقدر ثمَّ تدركهم بعرفات ، قال : وحدُّ منى من العقبة إلى وادي محسّر .

باب ١٦١

نزول منیٰ اور اس کے حدود

۱۔ فرمایا جب منیٰ پہنچو تو کہو،

اللّهمَّ هذه منى وهي ممّا مننت بها علينا من المناسك فأسألك أن تمنَّ

علينا بما مننت به على أنبيائك ، فإنّما أنا عبدك وفي قبضتك

یا اللہ یہ منیٰ ہے اور اس سے تونے احسان کیا ہمارے اوپر مناسک کا، پس میں تجھ
سے سوال کرتا ہوں کہ ہم پر احسان کر جیسے تونے اس کی وجہ احسان کیا ہے اپنے انبیاء پر، میں تیرا بندہ ہوں اور
تیرے قبضے میں ہوں، پھر ظہر و عصر و مغرب و عشاء اور صبح کی نماز وہاں پڑھو اور امام وہاں ظہر کی نماز پڑھیں ان
کے لئے اس سے زیادہ کی وسعت نہیں تمہارے لئے توسیع ہے کہ اگر قدرت نہیں اس کے علاوہ پڑھنے کی تو نہ
پڑھو، پھر لوگوں سے عرفات میں مل جاؤ اور منیٰ کی حد وادی عقبہ سے وادی محسر تک ہے۔

﴿ باب ۱۶۲ ﴾

☆(الغدو الى عرفات وحدودها)☆

١ ـ حميد بن زياد، عن ابن سماعة، عمّن ذكره، عن أبان، عن إسحاق بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: من السنّة ألّا يخرج الإمام من منى إلى عرفة حتّى تطلع الشمس.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن النضر بن سويد، عن يحيى بن عمران الحلبي، عن عبد الحميد الطائي قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنّا مشاة فكيف نصنع؟ قال: أمّا أصحاب الرّحال فكانوا يصلّون الغداة بمنى وأمّا أنتم فامضوا حتّى تصلّوا في الطريق.

٣ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن ابن أبي عمير؛ وصفوان بن يحيى، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا غدوت إلى عرفة فقل: وأنت متوجّه إليها: «اللّهمّ إليك صمدت وإيّاك اعتمدت ووجهك أردت فأسألك أن تبارك لي في رحلتي وأن تقضي لي حاجتي وأن تجعلني اليوم ممّن تباهي به من هو أفضل منّي» ثمّ تلبّ وأنت غاد إلى عرفات فإذا انتهيت إلى عرفات فاضرب خباك بنمرة ـ ونمرة هي بطن عُرَنة دون الموقف ودون عرفة ـ فإذا زالت الشمس يوم عرفة فاغتسل وصلّ الظهر والعصر بأذان واحد وإقامتين وإنّما تعجّل العصر وتجمع بينهما لتفرغ نفسك للدّعاء فإنّه يوم دعاء ومسألة؛ قال: وحدُّ عرفة من بطن عُرَنة وثويّة ونمرة إلى ذي المجاز وخلف الجبل موقف.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: الغسل يوم عرفة إذا زالت الشمس وتجمع بين الظهر والعصر

باذان واقامتين .

٥ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ؛ وهشام ابن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قيل له : أيّما أفضل الحرم أو عرفة ؟ فقال : الحرم فقيل : وكيف لم تكن عرفات في الحرم ؟ فقال : هكذا جعلها الله عزّ وجلّ .

٦ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن عليّ بن النعمان عن ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : حدُّ عرفات من المأزمين إلى أقصى الموقف .

باب ۱۶۲

عرفات میں اگلا دن اور اس کے حدود

۱۔ فرمایا سنت ہے کہ امام منیٰ سے عرفات نہ جائے جب تک سورج نہ نکلے۔ (مرسل)

۲۔ میں نے کہا پیدل ہوں تو کیا کروں فرمایا جو سواریوں والے ہیں وہ صبح کی نماز منیٰ میں پڑھیں اور تم لوگ چلتے رہو اور نماز صبح راستہ میں پڑھو۔ (م)

۳۔ فرمایا جب عرفہ میں صبح کرو تو اس کی طرف متوجہ ہو کر کہو "اللّهم إليك صمدت وإياك اعتمدت ووجهك أردت فأسألك أن تبارك لي في رحلتي وأن تقضي لي حاجتي وأن تجعلني اليوم ممّن تباهي به من هو أفضل منّي"

پھر تلبیہ کرو صبح عرفات میں ہو جب عرفات پہنچو تو نمرہ میں ٹھہرو اور نمرہ بطن عرفہ میں ہے موقف کے پاس اور عرفہ کے نزدیک، جب عرفہ میں زوال شمس ہو جائے تو غسل کرو اور نماز ظہر و عصر ایک اذان اور دو اقامتوں سے پڑھو اور عصر کی نماز میں جلدی کرو اور دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھو تاکہ تم فارغ ہو جاؤ دعا کے لئے کیونکہ یہ دن دعا اور سوال کا ہے فرمایا حد عرفہ بطن عرنہ و ثُوَیہ و نمرہ سے ذی المجاز تک ہے اور پہاڑ کے عقب میں موقف ہے (حؔ)

۴۔ فرمایا یوم عرفہ غسل کرے جب زوال شمس ہو جائے تو ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھے ایک اذان اور دو اقامت سے (حسن)

۵۔ حضرت سے پوچھا گیا کون افضل ہے حرم یا عرفہ، فرمایا حرم، اس نے کہا عرفات حرم میں کیوں نہیں فرمایا اللہ نے اس

گوایسا ہی قرار دیا ہے۔ (حسن)

۴۔ فرمایا حد عرفات مازمین سے انتہائی موقف تک ہے (م)

﴿ باب ۱۶۳ ﴾

۞(قطع تلبية الحاج)۞

١ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام أنه قال : الحاج يقطع التلبية يوم عرفة زوال الشمس .

٢ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قطع رسول الله صلى الله عليه وآله التلبية حين زاغت الشمس يوم عرفة وكان علي بن الحسين عليهما السلام يقطع التلبية إذا زاغت الشمس يوم عرفة ؛ قال : أبو عبدالله عليه السلام : فإذا قطعت التلبية فعليك بالتهليل والتحميد والتمجيد والثناء على الله عز وجل .

باب ۱۶۳

قطع تلبیہ

۱۔ فرمایا حاجی زوال آفتاب کے بعد یوم عرفہ تلبیہ قطع کرے (م)

۲۔ فرمایا زوال آفتاب کے وقت رسول اللہ نے تلبیہ قطع کیا عرفہ کے دن اور علی بن الحسین علیہما السلام تلبیہ کو قطع کرتے تھے جب سورج ڈھلک جاتا عرفہ کے دن، حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا تلبیہ بند کرو تو اس کے بعد اللہ کی تہلیل و تحمید و تمجید و ثنا کرو۔ (حسن)

﴿ باب ۱۶۴ ﴾

۞(الوقوف بعرفة وحد الموقف)۞

١ ـ عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن مسمع ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : عرفات كلها موقف وأفضل الموقف سفح الجبل .

٢ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن عليّ بن أبي حمزة، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا وقفت بعرفات فادن عن الهضاب - و الهضاب هي الجبال - فإنّ النبيّ صلى الله عليه وآله قال: إنّ أصحاب الأراك لا حجّ لهم - يعني الّذين يقفون عند الأراك - .

٣ - عليّ بن أبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله في الموقف: ارتفعوا عن بطن عرنة؛ وقال: أصحاب الأراك لاحجّ لهم.

٤ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، و محمّد بن اسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن ابن أبي عمير؛ و صفوان بن يحيى، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قف في ميسرة الجبل فإنّ رسول الله صلى الله عليه وآله وقف بعرفات في ميسرة الجبل فلمّا وقف جعل النّاس يبتدرون إخفاف ناقته فيقفون إلى جانبه فنحّاها ففعلوا مثل ذلك فقال: أيّها النّاس إنّه ليس موضع إخفاف ناقتي الموقف و لكن هذا كلّه موقف [وأشار بيده إلى الموقف] و فعل مثل ذلك في المزدلفة؛ فإذا رأيت خللاً فسدّه بنفسك و راحلتك فإنّ الله عزّ و جلّ يحبّ أن تسدّ تلك الخلال و انتقل عن الهضاب و اتّق الأراك فإذا وقفت بعرفات فاحمد الله و هلّله و مجّده واثن عليه و كبّره مائة تكبيرة و اقره قل هوالله أحد مائة مرّة و تخيّر لنفسك من الدّعاء ما أحببت و اجتهد فإنّه يوم دعاء و مسألة و تعوّذ بالله من الشيطان فإنّ الشيطان لن يذهلك في موضع أحبّ إليه من أن يذهلك في ذلك الموضع و إيّاك أن تشتغل بالنظر إلى النّاس واقبل قبل نفسك وليكن فيما تقول: « اللّهمّ ربّ المشاعر كلّها فكّ رقبتي من النّار وأوسع عليّ من الرّزق الحلال وادرء عنّي شرّ فسقة الجنّ والإنس، اللّهمّ لاتمكر بي ولا تخدعني ولا تستدرجني يا أسمع السامعين ويا أبصر النّاظرين و يا أسرع الحاسبين و يا أرحم الرّاحمين أسألك أن تصلّي على محمّد و آل محمّد و أن تفعل بي كذا و كذا » وليكن فيما تقول و أنت رافع يديك إلى السّماء: «اللّهمّ حاجتي الّتي إن أعطيتها لم يضرّني ما منعتني و إن منعتنيها لم ينفعني ما أعطيتني أسألك خلاص رقبتي من النّار اللّهمّ إنّي عبدك و ملك يدك و ناصيتي بيدك و أجلي بعلمك أسألك أن توفّقني لما يرضيك عنّي وأن تسلم منّي مناسكي الّتي أريتها إبراهيم خليلك و دللت عليها حبيبك

محمداً صلى الله عليه وآله، وليكن فيما تقول: «اللّهمّ اجعلني ممّن رضيت عمله وأطلت عمره وأحييته بعد الموت حياة طيّبة».

٥ - عدّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن حمّاد بن عيسى، عن عبدالله بن ميمون قال: سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول: إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله وقف بعرفات فلمّا همّت الشمس أن تغيب قبل أن تندفع قال: «اللّهمّ إنّي أعوذ بك من الفقر ومن تشتّت الأمر ومن شرّ مايحدث باللّيل والنّهار أمسى ظلمي مستجيراً بعفوك وأمسى خوفي مستجيراً بأمانك وأمسى ذلّي مستجيراً بعزّك وأمسى وجهي الفاني مستجيراً بوجهك الباقي ياخير من سُئل ويا أجود من أعطى جلّلني برحمتك وألبسني عافيتك واصرف عنّي شرّ جميع خلقك»؛ قال عبدالله بن ميمون: وسمعت أبي يقول: «ياخير من سُئل ويا أوسع من أعطى ويا أرحم من استرحم» ثمّ سل حاجتك.

٦ - محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن الحسن بن عليّ، عن صالح بن أبي الأسود، عن أبي الجارود، عن أبي جعفر عليه السلام قال: ليس في شيء من الدّعاء عشيّة عرفة شيءٌ موقّت.

٧ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه قال: رأيت عبدالله بن جندب بالموقف فلم أر موقفاً كان أحسن من موقفه مازال مادّاً يديه إلى السّماء ودموعه تسيل على خدّيه حتّى تبلغ الأرض فلمّا انصرف النّاس قلت له: يا أبا محمّد ما رأيت موقفاً قطّ أحسن من موقفك، قال: والله مادعوت إلّا لإخواني وذلك أنّ أباالحسن موسى بن جعفر عليهما السلام أخبرني أنّه من دعا لأخيه بظهر الغيب نودي من العرش: ولك مائة ألف ضعف مثله، فكرهت أن أدع مائة ألف ضعف مضمونة لواحد لا أدري يستجاب أم لا.

٨ - عدّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن محمّد بن عيسى بن عبيد، عن ابن أبي عمير قال: كان عيسى بن أعين إذا حجّ فصار إلى الموقف أقبل على الدّعاء لإخوانه حتّى يفيض النّاس. قال: فقلت له: تنفق مالك وتتعب بدنك حتّى إذا صرت إلى الموضع الّذي تبثّ فيه الحوائج إلى الله عزّ وجلّ أقبلت على الدّعاء لإخوانك وتركت نفسك؟ قال: إنّي على ثقة من دعوة الملك لي وفي شكّ من الدّعاء لنفسي.

٩ - أحمد بن محمّد العاصميّ، عن عليّ بن الحسين السّلميّ، عن عليّ بن أسباط عن إبراهيم بن أبي البلاد - أو عبدالله بن جندب - قال: كنت في الموقف فلمّا أفضت لقيت

إبراهيم بن شعيب فسلّمت عليه و كان مصاباً بإحدى عينيه و إذا عينه الصّحيحة حمراء كأنّها علقة دم فقلت له : قد أصبت بإحدى عينيك و أنا والله مشفق على الاُخرى فلو قصرت من البكاء قليلاً ؟ فقال : والله يا أبا محمّد مادعوت لنفسي اليوم بدعوة ، فقلت : فلمن دعوت ؟ قال : دعوت لإخواني لأنّي سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : من دعا لأخيه بظهر الغيب وكّل الله به ملكاً يقول : ولك مثلاه ، فأردت أن أكون إنّما أدعو لإخواني و يكون الملك يدعو لي لأنّي في شكٍّ من دعائي لنفسي ولست في شكٍّ من دعاء الملك لي .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن النضر بن سويد ، عن عمرو بن أبي المقدام قال : رأيت أباعبدالله عليه السلام يوم عرفة بالموقف و هو ينادي بأعلى صوته : أيّها النّاس إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله كان الإمام ثمّ كان عليُّ بن أبي طالب ثمّ الحسن ثمّ الحسين ثمّ عليُّ بن الحسين ثمّ محمّد بن علي عليهما السلام ثمّ هه فينادي ثلاث مرّات لمن بين يديه و عن يمينه وعن يساره ومن خلفه اثني عشر صوتاً وقال عمرو : فلمّا أتيت منى سألت أصحاب العربيّة عن تفسير «هه» فقالوا : هه لغة بني فلان : أنا فسألوني . قال : ثمّ سألت غيرهم أيضاً من أصحاب العربيّة فقالوا مثل ذلك .

١١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن سماعة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إذا ضاقت عرفة كيف يصنعون ؟ قال : يرتفعون إلى الجبل .

باب ٦٧

عرفہ میں وقوف اور حد موقف

۱۔ فرمایا کوہ عرفات پورا موقف ہے اور افضل موقف زیریں جبل ہے (م ن)

۲۔ فرمایا جب عرفات میں وقوف ہو تو بہ نسبت پہاڑ سے قریب ہو رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ اصحاب کے لئے حج نہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو اراک کے پاس ٹھہرتے ہیں۔ (ق)

۳۔ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ بطن عرنہ سے بلندی پر رہو اور اصحاب اراک کا حج نہیں ہوتا۔ (حسن)

۴۔ فرمایا پہاڑ کی بائیں طرف ٹھہرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفات میں وقوف اسی طرح کیا تھا جب لوگ آپ کے ناقہ کو موزہ پہنانے میں جلدی کرنے لگے اور ٹھہرنے میں بھی اس کی ایک طرف پس ناقہ کو روکا لوگوں نے ایسا ہی کیا

تب آپ نے فرمایا لوگو یہ جگہ میرے ناقہ کو موزہ پہنانے کی نہیں ہے یہ سب کا سب موقف ہے اور موقف کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا یہ کل موقف ہے اور ایسا ہی مزدلفہ میں کیا اگر کوئی خلل دیکھو تو اپنی سواری کو روک لو، خدا پسند کرتا ہے اس روکنے کو پھر منتقل ہو ہضاب سے اور بچو اراک سے، جب عرفات میں ٹھہرو تو اللہ کی حمد کرو تہلیل و تمجید و ثنا کرو اور سو بار تکبیر کہو اور سو بار قل ہو اللہ پڑھو پھر جو دعا چاہو کرو اور دیر تک مانگو کیونکہ یہ دن دعا و سوال کا ہے شیطان سے پناہ مانگو کیونکہ شیطان ایسی جگہ تمہیں غافل نہ کردے جو خدا کے نزدیک زیادہ محبوب ہے اور اپنے کو اس سے بچاؤ کہ لوگوں کی طرف نظر کرو اور اپنے نفس کی طرف توجہ کرو اور یہ کہنا چاہیئے ۔

اللّهمّ ربّ المشاعر كلّها فكّ رقبتي من النّار وأوسع عليّ من الرّزق الحلال وادرء عنّي شرّ فسقة الجنّ والإنس ، اللّهمّ لاتمكربي ولا تخدعني ولا تستدرجني يا أسمع السامعين ويا أبصر النّاظرين ويا أسرع الحاسبين ويا أرحم الرّاحمين أسألك أن تصلّي على محمّد و آل محمّد و أن تفعل بي

اور یہ بھی کہنا چاہیئے درآنحالیکہ تمہارے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھے ہوں

اللّهمّ حاجتي الّتي إن أعطيتها لم يضرّني ما منعتني و إن منعتنيها لم ينفعني ما أعطيتني أسألك خلاص رقبتي من النّار اللّهمّ إنّي عبدك و ملك يدك و ناصيتي بيدك و أجلي بعلمك أسألك أن توفّقني لما يرضيك عنّي وأن تسلم منّي مناسكي الّتي أريتها إبراهيم خليلك و دللت عليها حبيبك محمّداً صلّى الله عليه وآله ،

اور یہ بھی کہنا چاہیئے ۔

اللّهمّ اجعلني ممّن رضيت عمله وأطلت عمره وأحييته بعد الموت حياة طيّبة ،

فرمایا کہ رسول اللہ نے جب عرفات میں قیام کیا تو سورج غروب ہونے سے ذرا پہلے کہا اللّهمّ إنّي أعوذ بك من الفقر ومن تشتّت الأمر ومن شرّ مايحدث باللّيل والنّهار أمسى ظلمي مستجيراً بعفوك و أمسى خوفي مستجيراً بأمانك و أمسى ذلّي مستجيراً بعزّك و أمسى وجهي الفاني مستجيراً بوجهك الباقي ياخير من سئل ويا أجود من أعطى جلّلني برحمتك وألبسني عافيتك واصرف عنّي شرّ جميع خلقك ،

اور عبداللہ بن میمون نے کہا۔ میں یہ کہتے

۶۔ فرمایا عرفات کی رات سے بہتر دعا کے لئے وقت نہیں۔ (م)

۷۔ میں نے عبداللہ بن جندب کو موقف میں دیکھا میں نے اس سے بہتر موقف میں کسی کو نہیں پایا اس کے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھے ہوئے تھے رخساروں سے آنسو ڈھلک کر زمین تک پہنچ گئے تھے جب لوگ چلے گئے تو میں نے کہا۔ اے ابو محمد میں نے تم سے بہتر موقف میں کسی کو نہیں پایا۔ انھوں نے کہا میری دعا صرف اپنے بھائیوں کے لئے تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؑ نے مجھے بتایا کہ انھوں نے شبانہ دعا اپنے بھائی کے لئے کی۔ تحت عرش سے ندا آئی تمہارے لئے لاکھوں اجر ہیں پس میں نے برا جانا اس امر کو کہ ایک دعا کے عوض اتنا کثیر ثواب جس کا ہوا سے ترک کر دوں میں نہیں جانتا کہ یہ دعا قبول ہوگی یا نہیں۔ (حسن)

۸۔ راوی نے کہا عیسیٰ بن اعین جب حج کرکے موقف میں آئے تو اپنے بھائیوں کے لئے دعا کرتے رہے جب تک لوگ وہاں رہے۔ میں نے کہا تم نے اپنا مال خرچ کیا اور اپنے بدن کو تکلیف دی، جب تم اس مقام پر آئے جہاں اللہ سے حاجتیں بیان کی جاتی ہیں تو تم اپنے بھائیوں کے لئے دعا مانگنے لگے اور اپنے لئے کوئی دعا نہیں مانگتے انھوں نے کہا مجھے دوسروں کے لئے دعا کے قبول ہونے کا یقین ہے اور اپنے میں شک ہے۔ (مو)

۹۔ میں موقف سے جب فارغ ہوا تو ابراہیم بن شعیب سے ملا، میں نے ان پر سلام کیا ان کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی اور صحیح آنکھ خون کے لوتھڑے کی طرح سرخ ہو رہی تھی، میں نے کہا آپ ایک آنکھ تو کھو بیٹھے، مجھے دوسری کا بھی ڈر ہے۔ بہتر ہوگا کہ آپ رونا کچھ کم کر دیں انھوں نے کہا واللہ اے ابو محمد میں اپنے نفس کے لئے کوئی دعا نہیں مانگتا میں نے کہا پھر کس کے لئے انھوں نے کہا اپنے بھائیوں کے لئے میں نے حضرت ابو عبداللہؑ سے سنا ہے جو اپنے بھائی کے لئے غائبانہ دعا کرتا ہے خدا ایک فرشتہ کو موکل کرتا ہے وہ کہتا ہے اس کا دوگنا تجھ کو ملے گا اس لئے میں نے اپنے بھائیوں کے لئے دعا کی اور ایک فرشتہ میرے لئے دعا کرتا ہے میں اپنے نفس کے لئے اپنی دعا کے قبول ہونے میں شک کرتا ہوں اور میرے لئے جو دعا فرشتہ کرتا ہے اس میں مجھے شک نہیں۔ (مجہول)

۱۰۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام کو روز عرفہ دیکھا کہ بلند آواز سے فرما رہے ہیں کہ رسول اللہ صلعم امام تھے ان کے بعد علی ابن ابی طالبؑ تھے ان کے بعد حسنؑ اور ان کے بعد حسینؑ ان کے بعد محمد بن علی ان کے بعد ھہ تین بار آپ نے یہی فرمایا سامنے اور داہنے اور بائیں طرف والوں سے بارہ مرتبہ پیچھے والوں سے عمرو نے کہا جب میں منیٰ میں آیا تو میں نے عرب کے لغت والوں سے لفظ ھہ کے معنی پوچھے ایک نے کہا بنی فلاں کی زبان میں اس کے معنی میں کے ہیں پھر میں نے اور لوگوں سے پوچھا۔ انھوں نے بھی یہی بتایا۔ (ض)

۱۱۔ میں نے کہا اگر وقت عرفہ تنگ ہو جائے تو لوگ کیا کریں فرمایا پہاڑ پر چڑھیں۔ (م)

﴿باب ٦٥﴾

✡(الافاضة من عرفات)✡

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : متى الإفاضة من عرفات ؟ قال : إذا ذهب الحمرة ـ يعني من الجانب الشرقيّ ـ .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : إنَّ المشركين كانوا يفيضون من قبل أن تغيب الشمس فخالفهم رسول الله صلى الله عليه وآله فأفاض بعد غروب الشّمس قال : وقال أبوعبدالله عليه السلام إذا غربت الشمس فأفض مع الناس وعليك السّكينة والوقار وأفض بالإستغفار فإنَّ الله عزَّ وجلَّ يقول : «ثمَّ أفيضوا من حيث أفاض الناس واستغفروا الله إنَّ الله غفورٌ رحيمٌ» فإذا انتهيت إلى الكثيب الأحمر عن يمين الطريق فقل : «اللّهمَّ ارحم موقفي وزد في علمي وسلّم لي ديني و تقبّل مناسكي» و إيّاك والوجيف الّذي يصنعه الناس فإنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال : أيّها الناس إنَّ الحجَّ ليس بوجيف الخيل ولا إيضاع الابل ولكن اتّقوا الله وسيروا سيراً جميلاً ، لاتوطئوا ضعيفاً ولاتوطئوا مسلماً وتوءَّدوا واقتصدوا في السير فإنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله كان يكفُّ ناقته حتّى يصيب رأسها مقدَّم الرَّحل ويقول أيّها الناس عليكم بالدَّعة فسنّة رسول الله صلى الله عليه وآله تتّبع ، قال معاوية : و سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : «اللّهمَّ أعتقني من النار» وكرَّرها حتّى أفاض ، فقلت : ألا تفيض فقد أفاض النّاس ؟ فقال : إنّي أخاف الزّحام و أخاف أن أشرك في عنت إنسان .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن عثمان بن عيسى ، عن هارون بن خارجة قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول في آخر كلامه حين أفاض : « اللّهمَّ إنّي أعوذ بك أن أظلم أو اُظلم أو أقطع رحماً أو أوذي جاراً » .

٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، و أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عليِّ بن رئاب ، عن ضريس الكناسيِّ ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن رجل أفاض من عرفات قبل أن تغيب الشمس ، قال : عليه بدنة ينحرها يوم النحر فان لم يقدر

صام ثمانية عشر يوماً بمكّة أو في الطريق أو في أهله .

٥ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : يوكّل الله عزّ وجلّ ملكين بمأزمي عرفة فيقولان : سلّم سلّم .

٦ ـ وعنه ، عن عليّ بن النّعمان ، عن سعيد الأعرج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ملكان يفرّجان للناس ليلة مزدلفة عند المأزمين الضيّقين .

باب ۱۶۵

عرفات سے چلنا

۱۔ میں نے حضرت سے کہا عرفات سے کب چلیں فرمایا جب مشرق کی سرخی غائب ہو جائے۔ (موثق)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب سورج غروب ہو جائے تو لوگوں کے ساتھ چل دو مگر سکینہ اور وقار کے ساتھ اور استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے چلو جس طرف لوگ چلیں اور اللہ سے استغفار کرو بے شک اللہ غفور و رحیم ہے۔ جب کثیب احمر پر پہنچو جو راستہ کے داہنی طرف ہے تو کہو خداوندا میرے موقف پر رحم کر، میرے علم میں زیادتی کر اور میرے دین کو سالم رکھ اور مناسک کو قبول کر، اور تیز چلانے سے اونٹوں کے بچو رسول اللہ نے فرمایا ہے لوگو حج نہ تو گھوڑوں کی دوڑ ہے نہ اونٹوں کی بھاگ بلکہ اللہ سے ڈرو اور چلو آہستہ آہستہ، نہ تو کسی ضعیف کو کچلو اور نہ کسی مسلمان کو پائمال کرو بلکہ درمیانی چال اختیار کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ناقہ کو اس طرح روکتے تھے کہ اس کا سر پیروں سے مل جاتا تھا اور فرماتے تھے لوگو ہلکی چال چلو، پس سنت رسولؐ کا اتباع کرنا چاہیے۔ معاویہ نے کہا حضرت ابوعبداللہ کو میں نے فرماتے سنا، یا اللہ مجھے نار سے آزاد کر، جب چلتے یہی فرماتے۔ میں نے کہا لوگ چلنے لگے آپ کیوں نہیں چلتے۔ فرمایا میں ہجوم سے ڈرتا ہوں مجھے خوف ہے کہ میں کسی انسان کو تکلیف دینے میں شریک نہ ہو جاؤں۔ (حسن)

۳۔ روانگی کے وقت میں نے آخر بار حضرت کو فرماتے سنا یا اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے اور قطع رحم کرنے یا کسی پڑوسی کو ستانے سے پناہ مانگتا ہوں۔ (موثق)

۴۔ میں نے کہا ایک شخص قبل غروب آفتاب عرفات سے چل پڑا۔ فرمایا اس کو ایک بدنہ قربانی کے دن نحر کرنا ہوگا اور اس کا مقدور نہ ہو تو اٹھارہ دن مکہ میں یا راستہ میں یا اپنے گھر جا کر روزے رکھے۔ (م)

۵۔ فرمایا اللہ تعالیٰ عرفات کے ایک تنگ مقام پر دو فرشتوں کو معین کرتا ہے جو کہتے ہیں سلامتی سے۔ (م)

۴۔ فرمایا دو فرشتے لوگوں کے لئے مزدلفہ کی رات میں کشادگی پیدا کرتے ہیں دو تنگ راستوں میں۔ (ع م)

﴿ باب ﴾ ۱۲۶

✿(ليلة المزدلفة والوقوف بالمشعر والافاضة منه و حدوده)✿

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية ؛ و حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : لا تصلِّ المغرب حتّى تأتي جمعاً فتصلّي بها المغرب والعشاء الآخرة بأذان واحد و إقامتين و أنزل ببطن الوادي عن يمين الطريق قريباً من المشعر و يستحبُّ للصرورة أن يقف على المشعر الحرام و يطأه برجله ولا يجاوز الحياض ليلة المزدلفة و يقول : « اللّهمَّ هذه جمع ، اللّهمَّ إنّي أسألك أن تجمع لي فيها جوامع الخير ، اللّهمَّ لا تؤيسني من الخير الّذي سألتك أن تجمعه لي في قلبي وأطلب إليك أن تعرّفني ماعرَّفت أولياءك في منزلي هذا وأن تقيني جوامع الشرِّ » وإن استطعت أن تحيي تلك اللّيلة فافعل فإنّه بلغنا أنَّ أبواب السماء لاتغلق تلك اللّيلة لأصوات المؤمنين ، لهم دويٌّ كدويِّ النّحل يقول الله جلّ ثناؤه : أنا ربّكم و أنتم عبادي أدّيتم حقّي وحقٌّ عليَّ أن أستجيب لكم فيحطُّ الله تلك اللّيلة عمّن أراد أن يحطَّ عنه ذنوبه و يغفر لمن أراد أن يغفر له .

٢ ـ أبوعليٍّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن ابن مسكان ، عن عنبسة بن مصعب قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرَّكعات الّتي بعد المغرب ليلة المزدلفة ، فقال : صلّها بعد العشاء أربع ركعات .

٣ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليٍّ ، عن أبان بن عثمان ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : يستحبُّ للصرورة أن يطأ المشعر الحرام و أن يدخل البيت .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ؛ و ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام : قال : أصبح على طهر بعد ماتصلّي الفجر فقف إن شئت قريباً من الجبل و إن شئت حيث شئت فإذا وقفت فاحمدالله و اثن عليه و اذكر من آلائه و بلائه ماقدرت عليه وصلِّ على النبيِّ صلى الله عليه وآله وليكن من قولك : « اللّهمَّ ربَّ المشعر الحرام فكَّ رقبتي

من النّار وأوسع عليّ من رزقك الحلال وادرء عنّي شرّ فسقة الجنّ والإنس ، اللّهمّ أنت خير مطلوب إليه و خير مدعوّ و خير مسؤول ولكلّ وافد جائزة فاجعل جائزتي في موطني هذا أن تقيلني عثرتي و تقبل معذرتي و أن تجاوز عن خطيئتي ثمّ اجعل التقوى من الدّنيا زادي، ثمّ أفض حين يشرق لك ثبير وترى الإبل موضع إخفافها .

٥ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق بن عمّار قال : سألت أبا إبراهيم عليه السلام أيّ ساعة أحبّ إليك أن أفيض من جمع؟ فقال : قبل أن تطلع الشّمس بقليل فهي أحبّ السّاعات إليّ ، قلت : فإن مكثنا حتّى تطلع الشمس ، قال : ليس به بأس .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا تجاوز وادي محسّر حتّى تطلع الشّمس .

باب ۱۶۶

شب مزدلفہ

۱۔ فرمایا حضرت نے مت ملاؤ مغرب کو جب تم تمام جمع ہو جاؤ تو مغرب و عشاء کی نماز ایک ساتھ ایک اذان اور دو اقامتوں سے پڑھو اور بطن وادی میں راستہ کے دائیں طرف مشعر کے قریب اترو اور ہر درہ کے لیے مستحب ہے کہ مشعر الحرام میں وقوف کرے اور اپنے پیروں سے اس پر چلے اور شب مزدلفہ تباخی سے آگے نہ بڑھے اور کہے یا اللہ یہ جمع ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے لیے نیکیوں کو جمع کر یا اللہ جس نیکی کا میں نے تجھ سے سوال کیا ہے اس سے مایوس نہ کر اور اس کو میرے دل میں جمع کر دیا تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے معرفت کرا مجھے اس منزل میں اس چیز کی جس کی معرفت کرائی ہے تو نے اپنے اولیاء کو اور مجھ کو بچا شر کی جمع کرنے والی چیز سے، اور حضرت نے فرمایا اگر طاقت ہو تو اس رات کو عبادت میں گزار دو، ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ اس رات کو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ان مومنین کی آوازوں کے لیے جن کی آوازوں کی گونج شہد کی مکھیوں کی طرح ہوتی ہے اور اللہ فرماتا ہے میرے اوپر فرض ہے کہ میں ان کی دعاؤں کو قبول کروں میں تمہارا رب ہوں تم نے میرا حق ادا کیا، پس اللہ گناہ معاف کرتا ہے اس کے جو گناہ معاف کرانا چاہے اور بخشتا ہے اسے جو بخشوانا چاہتا ہو۔ (م)

۲۔ میں نے کہا شب مزدلفہ بعد مغرب کتنی رکعتیں پڑھے فرمایا بعد عشاء چار رکعت۔ (ض)

۳۔ فرمایا صرورہ کے لیے مستحب ہے کہ مشعر الحرام میں چلے اور بیت اللہ میں داخل ہو۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا صبح کرو طہارت کے ساتھ نماز صبح پڑھنے کے بعد اور اگر چاہو تو قریب جبل ٹھہرو پھر جہاں چاہو، پس جب ٹھہرو تو اللہ کی حمد وثنا کرو اور اس کی نعمتوں اور بلاؤں کو یاد کرو جتنی تم میں طاقت ہو اور محمد وآل محمد پر درود بھیجو اور یہ کہنا چاہیے

اللّهم ربّ المشعر الحرام فكّ رقبتي من النّار وأوسع عليّ من رزقك الحلال وادرء عنّي شرّ فسقة الجنّ والانس ، اللّهم أنت خير مطلوب إليه و خير مدعوّ و خير مسؤول ولكلّ وافد جائزة فاجعل جائزتي في موطني هذا أن تقيلني عثرتي و تقبل معذرتي و أن تجاوز عن خطيئتي ثمّ اجعل التقوى من الدّنيا زادي

یا اللہ، اے مشعر الحرام کے رب میری گردن نار دوزخ سے آزاد کر اور رزق حلال کو زیادہ کر اور فاسق جن وانس کے شر کو مجھ سے دور رکھ، یا اللہ تو سب سے بہتر طلب کرنے والوں کو دینے والا ہے، سب سے بہتر دعاؤں کا سننے والا ہے، سب سے بہتر سوال کا پورا کرنیوالا ہے ہر آنیوالے کے لئے تیرے یہاں انعام ہے، میرے لئے بھی اس مقام پر انعام قرار دے اور میری لغزشوں کو دور کر اور میری معذرت قبول کر اور میری خطاؤں سے درگزر کر اور دنیا کا زادِ راہ میرے لئے تقویٰ کو قرار دے پھر چلو پھرو جب کوہ ثبیر دکھائی دے تو یہ جگہ اونٹوں کو موزہ پہنانے کی ہے (یعنی سفر کے لیے اونٹوں کو تیار کرنا) (حسن)

۵۔ میں نے کہا کونسا وقت آپ کے نزدیک چلنے کے لئے بہتر ہے فرمایا طلوع آفتاب سے پہلے میرے نزدیک یہ بہترین وقت ہے میں نے کہا اگر طلوع تک ٹھہر جائیں فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ (موثق)

۶۔ فرمایا وادی محسر سے مت گزرو جب تک طلوع شمس نہ ہو۔ (حسن)

﴿باب ۱۶۷﴾

☆(السعي في وادي محسر)☆

۱ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ؛ وغيره عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال لبعض ولده : هل سعيت في وادي محسّر فقال : لا ، قال : فأمره أن يرجع حتّى يسعى ، قال : فقال له ابنه : لا أعرفه ، فقال له : سل النّاس .

۲ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحجّال ، عن بعض أصحابنا قال : مرّ رجل بوادي محسّر فأمره أبوعبدالله عليه السلام بعد الانصراف إلى مكّة أن يرجع فيسعى .

۳ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن

ابن أبي عمير ، وصفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا مررت بوادي محسّر ـ وهو واد عظيم بين جمع ومنى وهو إلى منى أقرب ـ فاسع فيه حتّى تجاوزه فإنّ رسول الله صلى الله عليه وآله حرّك ناقته و قال : « اللّهمّ سلّم لي عهدي و اقبل توبتي و أجب دعوتي واخلفني فيمن تركت بعدي » .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : الحركة في وادي محسّر مائة خطوة .

٥ ـ محمّد بن يحيى ؛ و غيره ، عن أحمد بن محمّد ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن عليّ بن النعمان ، عن عبدالله بن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : حدّ المزدلفة من محسّر إلى المأزمين .

٦ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن حدّ جمع ، قال : ما بين المأزمين إلى وادي محسّر .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ؛ و عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد جميعاً ، عن ابن أبي نصر ، عن سماعة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إذا كثر النّاس بجمع وضاقت عليهم كيف يصنعون ؟ قال : يرتفعون إلى المأزمين .

٨ ـ أحمد بن محمّد العاصميّ ، عن عليّ بن الحسن التيمليّ ، عن عمرو بن عثمان الأزديّ ، عن محمّد بن عذافر عن عمر بن يزيد قال : الرَّمَل في وادي محسّر قدر مائة ذراع .

باب ۱۹۷

وادیٔ محسر میں سعی

۱۔ حضرت نے اپنے ایک لڑکے سے فرمایا تم نے وادیٔ محسر کی سعی کی انھوں نے کہا نہیں، فرمایا پلٹ کر جاؤ اور سعی کر کے آؤ صاحبزادہ نے کہا میں اس کو نہیں جانتا، فرمایا لوگوں سے پوچھ لینا۔

۲۔ ایک شخص وادیٔ محسر سے گزرا حضرت ابوعبداللہ نے اس کے مکہ میں آنے کے بعد فرمایا پلٹ کر جاؤ اور سعی کرو۔ (مرسل)

۳۔ فرمایا جب تم وادیٔ محسر سے گزرو تو سعی کرو یہ بہت بڑی وادی ہے جمع اور منیٰ کے درمیان، وہ منیٰ سے زیادہ قریب

ہے۔ رسول اللہ صلعم نے حرکت دی اپنے ناقہ کو اور فرمایا یا اللہ میرے عہد کو برقرار رکھ اور میری توبہ کو قبول کر اور میری دعا قبول کر اور میرا خلیفہ بنا جو میں نے چھوڑا ہے اپنے بعد (حسن)

۴۔ وادی محسر میں سو قدم چلے (حسن)

۵۔ فرمایا حد مزدلفہ محسر سے مازمین تک ہے۔ (م)

۶۔ فرمایا جمع کی حد مازمین سے وادی محسر تک ہے (موثق)

۷۔ میں نے کہا جب لوگ جمع میں زیادہ ہو جائیں اور جگہ تنگ ہو فرمایا مازمین پر چڑھ جائیں۔ (موثق)

۸۔ وادی محسر میں ریت سو ہاتھ تک ہے۔ (مجہول)

﴿باب ١٦٨﴾

✿(من جهل أن يقف بالمشعر)✿

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن حمّاد بن عثمان ، عن محمّد بن حكيم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرَّجل الأعجميّ والمرأة الضّعيفة يكونان مع الجمّال الأعرابيّ فإذا أفاض بهم من عرفات مرَّ بهم كما مرَّ بهم إلى منى و لم ينزل بهم جمعاً ، فقال : أليس قد صلّوا بها فقد أجزأهم ، قلت : و إن لم يصلّوا بها ؟ قال : ذكروا الله فيها فإن كانوا ذكروا الله فيها فقد أجزأهم .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : جعلت فداك إنَّ صاحبيَّ هذين جهلا أن يقفا بالمزدلفة ؟ فقال : يرجعان مكانهما فيقفان بالمشعر ساعة ، قلت : فإنّه لم يخبرهما أحدٌ حتّى كان اليوم وقد نفر النّاس ، قال : فنكس رأسه ساعة ثمَّ قال : أليسا قد صلّيا الغداة بالمزدلفة ؟ قلت : بلى ، فقال : أليسا قد قنتا في صلاتهما ؟ قلت : بلى ، فقال : تمَّ حجّهما ، ثمَّ قال : المشعر من المزدلفة والمزدلفة من المشعر و إنّما يكفيهما اليسير من الدُّعاء .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجلٌ أفاض من عرفات فمرَّ بالمشعر فلم يقف حتّى انتهى إلى منى ورمى الجمرة ولم يعلم حتّى ارتفع النّهار ؟ قال : يرجع إلى المشعر فيقف به ثمَّ يرجع فيرمي الجمرة .

٤ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن معاوية

ابن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : ماتقول في رجل أفاض من عرفات فأتى منى ؟ قال : فليرجع فيأتي جمعاً فيقف بها و إن كان النّاس قد أفاضوا من جمع .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن محمّد بن يحيى الخثعمي ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : في رجل لم يقف بالمزدلفة ولم يبت بها حتّى أتى منى فقال : ألم ير النّاس [و] لم ينكر منى حين دخلها ؟ قلت : فإن جهل ذلك ؟ قال : يرجع ، قلت : إنّ ذلك قد فاته ؟ فقال: لا بأس .

٦ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عليّ بن رئاب ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من أفاض من عرفات مع النّاس ولم يلبث معهم بجمع و مضى إلى منى متعمّداً أو مستخفّاً فعليه بدنة .

باب

جو وقوف مشعر سے ناواقف ہو

۱۔ میں نے کہا ایک عجمی مرد کے ساتھ ایک ضعیفہ تھی وہ دونوں ایک جمّال عربی کے ساتھ تھے جب عرفات سے چلے تو گزر گئے ان کے ساتھ جیسے منیٰ کی طرف گئے تھے مقام جمع میں نہ اُترے اگر انھوں نے نماز پڑھ لی تھی تو کافی ہے۔ میں نے کہا اگر نہیں پڑھی۔ فرمایا اگر ذکر خدا کر لیا ہے تو بھی کافی ہے۔ (ض)

۲۔ میں نے کہا میرے دو ساتھی مزدلفہ میں ٹھہرے، فرمایا وہ لوٹ کر جائیں اور مشعر میں کچھ دیر توقف کریں۔ میں نے کہا اگر ان کو کسی نے بتایا ہی نہ ہو تا اینکہ وہ دن گزر گیا اور لوگ وہاں سے چلے گئے۔ حضرت نے تھوڑی دیر سر جھکایا پھر انھوں نے صبح کی نماز مزدلفہ میں پڑھی تھی۔ میں نے کہا ہاں فرمایا تو ان دونوں کا حج پورا ہو گیا پھر فرمایا مزدلفہ اور مشعر ایک ہی ساتھ ہیں اور ان کو تھوڑی دیر دعا کرنا بھی کافی ہوتا۔ (ض)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص عرفات سے چلا، مشعر کی طرف سے گزرا مگر ٹھہرا نہیں اور منیٰ چلا گیا اور رمی جمرات کی اور اس کو علم نہ ہوا تا اینکہ دن چڑھ گیا فرمایا وہ لوٹ کر جائے اور وہاں ٹھہرے پھر لوٹ کر آئے اور رمی جمرات کرے (موثق)

۴۔ میں نے کہا ایک شخص عرفات سے چلا اور منیٰ آیا فرمایا وہ لوٹ جائے اور جمع میں آئے اور وہاں ٹھہرے اگرچہ لوگ جمع سے چلے گئے ہوں۔ (مجہول)

۵۔ ایک شخص نے مزدلفہ میں قیام نہ کیا اور وہاں شب باش نہ ہوا اور منیٰ چلا آیا۔ فرمایا کیا اس نے اور لوگوں کو جاتے نہیں دیکھا تھا اور اس نے منیٰ سے انکار نہیں کیا جب اس میں داخل ہوا۔ میں نے کہا وہ اس مسئلہ سے جاہل تھا۔ فرمایا وہ لوٹ جائے میں نے کہا

پر موقع تو اس سے جاتا رہا۔ فرمایا تو مضائقہ نہیں۔ (حسن)

۲۔ فرمایا جو شخص عرفات سے لوگوں کے ساتھ چلے اور ان کے ساتھ تو (جمع میں) نہ ٹھہرے اور ایسا عمداً یا استخفافاً کرے تو اس کا کفارہ ایک بدنہ ہے۔ (حسن)

﴿ باب ۱۶۹ ﴾

✡(من تعجل من المزدلفة قبل الفجر)✡

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عليّ بن رئاب ، عن مسمع ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل وقف مع الناس بجمع ثمّ أفاض قبل أن يفيض الناس قال : إن كان جاهلاً فلاشيء عليه و إن كان أفاض قبل طلوع الفجر فعليه دم شاة .

٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء ، عن أبان بن عثمان ، عن سعيد السمّان قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : إنّ رسول الله صلّى الله عليه وآله عجّل النساء ليلاً من المزدلفة إلى منى و أمر من كان منهنّ عليها هدي أن ترمي ولا تبرح حتّى تذبح ومن لم يكن عليها منهنّ هدي أن تمضي إلى مكّة حتّى تزور .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن بعض أصحابنا ، عن أحدهما عليهما السلام قال : لابأس بأن يفيض الرّجل بليل إذا كان خائفاً .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أحدهما عليهما السلام قال : أيّما امرأة أو رجل خائف أفاض من المشعر الحرام ليلاً فلابأس فليرم الجمرة ثمّ ليمض و ليأمر من يذبح عنه و تقصّر المرأة و يحلق الرجل ثمّ ليطف بالبيت وبالصفا و المروة ثمّ ليرجع إلى منى فإن أتى منى ولم يذبح عنه فلابأس أن يذبح هو وليحمل الشعر إذا حلق بمكّة إلى منى وإن شاء قصّر إن كان قد حجّ قبل ذلك .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن أبي المغراء ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : رخّص رسول الله صلّى الله عليه وآله للنساء و الصّبيان أن يفيضوا بليل ويرموا الجمار بليل وأن يصلّوا الغداة في منازلهم فإن خفن الحيض مضين إلى مكّة و وكّلن من يضحّي عنهنّ .

٦ ـ أحمد بن محمد ، عن محمد بن سنان ، عن عبد الله بن مسكان ، عن أبي بصير قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : لا بأس بأن تقدم النساء إذا زال الليل فيقفن عند المشعر الحرام ساعة ، ثم ينطلق بهن إلى منى فيرمين الجمرة ، ثم يصبرن ساعة ، ثم يقصرن و ينطلقن إلى مكة فيطفن إلا أن يكن يردن أن يذبح عنهن فإنهن يوكلن من يذبح عنهن .

٧ ـ وعنه ، عن علي بن النعمان ، عن سعيد الأعرج قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام: جعلت فداك معنا نساء فأفيض بهن بليل ؟ قال : نعم تريد أن تصنع كما صنع رسول الله صلى الله عليه وآله ؟ قال : قلت : نعم ، فقال : أفض بهن بليل ولا تفض بهن حتى تقف بهن بجمع ثم أفض بهن حتى تأتي بهن الجمرة العظمى فيرمين الجمرة فإن لم يكن عليهن ذبح فليأخذن من شعورهن ويقصرن من أظفارهن و يمضين إلى مكة في وجوههن ويطفن بالبيت ويسعين بين الصفا و المروة ثم يرجعن إلى البيت و يطفن أسبوعاً ، ثم يرجعن إلى منى وقد فرغن من حجهن ، و قال : إن رسول الله صلى الله عليه وآله أرسل معهن أسامة .

٨ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختري ، و غيره ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : رخص رسول الله صلى الله عليه وآله للنساء والضعفاء أن يفيضوا من جمع بليل وأن يرموا الجمرة بليل فإن أرادوا أن يزوروا البيت وكلوا من يذبح عنهم .

باب ٦٩

مزدلفہ سے قبل فجر چلنا

۱۔ جو لوگوں کے ساتھ جمع میں ٹھہرا اور لوگوں سے پہلے چل دیا پس اگر جاہل تھا تو اس پر کچھ نہیں اور اگر عالم ہو کر چلا گیا تو اس پر ایک بکرے کی قربانی ہے۔ (م)

۲۔ فرمایا کہ حضرت رسولؐ خدا جلدی کرتے تھے عورتوں کو مزدلفہ سے منیٰ لے جانے میں اور جن عورتوں پر ہدی ہوتی تھی ان کو حکم دیتے کہ وہ رمی نہ کریں جب تک قربانی نہ کرلیں اور جن پر قربانی نہ ہوتی ان کو حکم مکہ جانے کا دیتے تاکہ وہ زیارت کعبہ کریں۔ (م)

۳۔ فرمایا اگر کوئی خائف ہو تو کوئی حرج نہیں اگر وہ رات ہی کو چل دے۔ (مرسل)

۴۔ فرمایا اگر کوئی مرد یا عورت خائف ہو اور مشعر الحرام سے رات ہی میں چل دے تو کوئی حرج نہیں اور رمی جمرات کرے اور کسی سے کہے کہ وہ اس کی طرف سے ذبح کرے اور عورت بال کٹوائے اور مرد سر منڈوائے پھر طواف بیت کرے اور صفا و مروہ میں سعی کرے پھر منیٰ کی طرف آئے اگر منیٰ جا کر معلوم ہو کہ اس کی طرف سے ذبح نہیں کیا گیا تو خود ذبح کرے اور مشعر جائے جب سر منڈائے مکہ میں تو منیٰ جائے اور اگر چاہے تو بال کٹوائے اگر اس سے پہلے حج کر لیا ہے۔ (م)

۵۔ رسول اللہ نے اجازت دی ہے عورتوں اور بچوں کو کہ وہ رات ہی کو چل دیں اور رات ہی کو رمی جمرات کریں اور صبح کی نماز اپنی منزلوں میں پڑھیں اور عورتوں کو حیض کا خوف ہو تو وہ مکہ جائیں اور کسی کو اپنی طرف سے قربانی کے لیے معین کریں۔ (ض)

۶۔ فرمایا کوئی حرج نہیں جب رات قریب زوال ہو تو عورتوں کو آگے بھیج دیں وہ مشعر الحرام میں توقف کریں ایک گھڑی پھر وہاں سے منیٰ کی طرف جائیں رمی جمرات کریں پھر ذرا ٹھہریں بال کٹوائیں پھر مکہ کی طرف جائیں طواف کریں مگر ایسی صورت میں کہ چاہیں ان کی طرف سے کوئی قربانی کرے تو اسے اپنی طرف سے معین کر دے۔ (ض)

۷۔ میں نے کہا میرے ساتھ عورتیں ہیں میں رات کو ان کے ساتھ چل دیتا ہوں فرمایا تم ایسا ہی کرتے ہو جیسا رسول اللہ نے کیا تھا میں نے کہا صحیح ہے فرمایا ان کے ساتھ رات کو جاؤ لیکن ان کے ساتھ ٹھہرو نہیں، تم ان کے ساتھ جمع میں ٹھہرو، پھر ان کے ساتھ جمرۂ عقبیٰ پر آؤ وہ وہاں رمی جمرہ کریں اگر ان کو قربانی دینا نہیں ہے تو بال کٹوائیں، ناخن ترشیں اور مکہ چلی جائیں اور طواف بیت کریں اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کریں پھر بیت کی طرف آئیں اور سات بار طواف کریں پھر منیٰ کی طرف لوٹیں پس حج ان کا تمام ہو گیا۔ فرمایا رسول اللہ نے عورتوں کے ساتھ اسامہ کو بھیجا تھا۔ (م)

۸۔ فرمایا رسول اللہ نے اجازت دی ہے عورتوں اور کمزوروں کو کہ جمع سے رات ہی میں چلے جائیں اور رات ہی کو رمی جمرات کریں اور اگر بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ رکھتی ہوں تو اپنی طرف سے کسی کو قربانی کرنے کے لیے معین کریں۔ (حسن)

﴿باب﴾

﴿من فاته الحج﴾

١ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ وسهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب عن داود الرقّي قال : كنت مع أبي عبدالله عليه السلام بمنى إذ جاء رجل فقال : إنّ قوماً قدموا يوم النحر وقد فاتهم الحجّ فقال : نسأل الله العافية وأرى أن يهريق كلّ واحد منهم دم شاة ويحلّون وعليهم الحجّ من قابل إن انصرفوا إلى بلادهم وإن أقاموا

حتّى تمضي أيّام التشريق بمكة ثمّ يخرجوا إلى وقت أهل مكّة و أحرموا منه و اعتمروا فليس عليهم الحجّ من قابل .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ؛ وابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من أدرك جمعاً فقد أدرك الحجّ وقال : أيّما قارن أو مفرد أو متمتّع قدم وقد فاته الحجّ فليحلّ بعمرة وعليه الحجّ من قابل ؛ قال: و قال في رجل أدرك الإمام و هو بجمع فقال : إن ظنّ أنّه يأتي عرفات فيقف بها قليلاً ثمّ يدرك جمعاً قبل طلوع الشمس فليأتها وإن ظنّ أنه لا يأتيها حتّى يفيضوا فلا يأتها وليقم بجمع فقد تمّ حجّه .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من أدرك المشعر الحرام يوم النحر من قبل زوال الشمس فقد أدرك الحجّ .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن ابن فضّال ، عن عبدالله ابن المغيرة ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من أدرك المشعر الحرام وعليه خمسة من الناس قبل أن تزول الشمس فقد أدرك الحجّ .

٥ ـ أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : من أدرك المشعر الحرام و عليه خمسة من الناس فقد أدرك الحجّ .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : تدري لم جعل ثلاث هنا ؟ قال : قلت : لا قال : فمن أدرك شيئاً منها فقد أدرك الحجّ .

باب

جس کا حج فوت ہو جائے

١ ـ میں حضرت کے ساتھ تھا ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ کچھ لوگ قربانی کے دن آئے اور ان کا حج فوت ہو گیا فرمایا ہم اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو ایک بکری ذبح کر کے محل ہو جانا چاہیے اور اگلے سال حج کرنا چاہیے اگر وہ

اپنے شہروں کو پلٹ جائیں اور اگر قیام کریں تو یہاں تک کہ ایام تشریق (عید کے بعد تین دن) مکہ میں گزریں پھر وہ اہل مکہ کے وقت پر عمرہ کا احرام باندھیں اور عمرہ کریں تو ان پر اگلے سال حج نہ ہو گا۔ (مختلف فیہ)

۲۔ فرمایا جو جمع کو پہنچ جائے اس نے حج کو پالیا اور فرمایا جو حج قرآن یا حج مفرد یا حج تمتع کے لیے آئے اور حج فوت ہو جائے تو عمرہ کے بعد محل ہو جائے۔ اگلے سال اسے حج کرنا ہو گا اور اس کے بارے میں فرمایا جو ان دنوں کو پائے وہ جمع میں ہو فرمایا اگر اس کو یہ گمان ہو کہ وہ عرفات میں کچھ دیر ٹھہر سکے گا، پھر جمع میں آ جائے گا طلوع شمس سے پہلے تو آ جائے اور اگر یہ گمان ہو کہ وہ نہیں آ پائے گا تو وہاں نہ جائے لوگوں کے جانے تک تو جمع میں قیام کرے اس کا حج پورا ہو گیا۔ (حسن)

۳۔ فرمایا جو مشعر الحرام پہنچ گیا روز قربانی زوال آفتاب سے پہلے تو اس کا حج پورا ہو گیا (حسن)

۴۔ فرمایا جس نے مشعر الحرام کو پا لیا روز زوال آفتاب سے قبل پانچ آدمی بھی (حفاظت کے لیے) اس کے پاس ہوں تو اس نے حج کو پالیا۔ (موثق)

۵۔ ترجمہ نمبر ۳ میں ہے (م)

۶۔ فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ وقوف کے تین مقام کیوں رکھے گئے ہیں میں نے کہا نہیں، فرمایا ان میں سے جس نے تھوڑا سا ٹھہراؤ بھی پالیا اس نے حج کو پالیا۔ (حسن)

﴿باب ۱۷۱﴾

☆(حصى الجمار من أين تؤخذ ومقدارها)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : خذ حصى الجمار من جمع وإن أخذته من رحلك بمنى أجزأك .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن مثنّى الحنّاط عن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الحصى الّتي يرمى بها الجمار ، فقال : تؤخذ من جمع و تؤخذ بعد ذلك من منى .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن ربعيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : خذ حصى الجمار من جمع وإن أخذته من رحلك بمنى أجزأك .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : التقط الحصى ولا تكسرنّ منهنّ

شيئاً .

٥ - عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : حصى الجمار إن أخذته من الحرم أجزأك و إن أخذته من غير الحرم لم يجزئك ، قال : وقال : لاترمي الجمار إلّا بالحصى .

٦ - ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبد الله عليه السلام في حصى الجمار قال : كره الصمَّ منها وقال : خذ البرش .

٧ - عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : حصى الجمار تكون مثل الأنملة ولاتأخذها سوداء ولا بيضاء ولاحمراء خذها كحلية منقطة تخذفهنَّ خذفاً و تضعها على الإبهام و تدفعها بظفر السبّابة و ارمها من بطن الوادي و اجعلهنَّ عن يمينك كلّهنَّ و لاترم على الجمرة و تقف عند الجمرتين الاُوليين ولا تقف عند جمرة العقبة .

٨ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن حنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : يجوز أخذ حصى الجمار من جميع الحرم إلّا من المسجد الحرام و مسجد الخيف .

٩ - محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن عيسى ، عن ياسين الضّرير ، عن حريز ، عمّن أخبره ؛ عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته من أين ينبغي أخذ حصى الجمار قال : لاتأخذه من موضعين : من خارج الحرم و من حصى الجمار ولا بأس بأخذه من سائر الحرم .

باب ۱۱۱

جمار کے سنگریزے کہاں سے لئے جائیں

۱- جمار کی کنکریاں مقام حرم سے لی جائیں اور اگر تم نے حرم میں ترک کیں تو کافی ہے (حسن)

۲- ترجمہ اوپر ہے۔ (حسن)

۳- مضمون واحد (حسن)

۴۔ کنکریاں چنو اور اس کا کوئی حصہ توڑو نہیں (م)

۵۔ فرمایا اگر کنکریاں حرم سے لی گئی ہیں تو کافی ہیں ورنہ نہیں اور فرمایا جمار کو سنگسار نہ کرو مگر کنکریوں سے (حسن)

۶۔ فرمایا سوخت کنکریاں مکروہ ہیں اور فرمایا نقطہ دار لو (حسن)

۷۔ فرمایا کنکریاں مثل انگلی کے پوروں کے ہوں۔ کالی، سفید اور سرخ نہ لو، نقطہ دار ہوں انگوٹھے پر رکھو اور انگشت سبابہ کے ناخن سے مارو۔ اوپر جمرہ کے نہ جاؤ بلکہ بطن وادی سے مارو، تمام کنکریاں داہنے ہاتھ سے مارو اور جمرہ پر جاکر نہ مارو، پہلے دو جمروں کے پاس کھڑے ہو جمرہ عقبہ کے پاس نہ کھڑے ہو۔ (موثق)

۸۔ فرمایا جائز ہے کنکریاں لینا تمام حرم سے مگر مسجد الحرام اور مسجد خیف سے نہ لی جائیں (موثق)

۹۔ فرمایا دو جگہوں سے کنکریاں نہ لو اوّل حرم کے باہر سے دوسرے جمروں پر سے، باقی تمام حرموں سے لے سکتے ہو (مجہول)

﴿ باب ﴾

☆(يوم النحر ومبدء الرمي وفضله)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: خذحصى الجمار ثمّ ائت الجمرة القصوى الّتي عند العقبة فارمها من قبل وجهها ولا ترمها من أعلاها وتقول والحصى في يدك : «اللّهمّ هؤلاء حصياتي فاحصهنّ لي وارفعهنّ في عملي » ثمّ ترمي و تقول مع كلّ حصاة : « الله أكبر ، اللّهمّ ادحر عنّي الشيطان اللّهمّ تصديقاً بكتابك و على سنّة نبيّك صلى الله عليه وآله ، اللّهمّ اجعله حجّاً مبروراً و عملاً مقبولاً وسعياً مشكوراً و ذنباً مغفوراً » وليكن فيما بينك و بين الجمرة قدر عشرة أذرع أوخمسة عشر ذراعاً فإذا أتيت رحلك و رجعت من الرّمي فقل : « اللّهمّ بك وثقت و عليك توكّلت فنعم الرّبّ ونعم المولى و نعم النصير » . قال : و يستحبّ أن يرمي الجمار على طهر .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن حديد ، عن جميل بن درّاج ، عن زرارة ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن رمي الجمرة يوم النحر مالها ترمى وحدها ولا ترمى من الجمار غيرها يوم النحر ؟ فقال : قدكنّ يرمين كلّهنّ و لكنّهم تركوا ذلك ، فقلت له : جعلت فداك فأرميهنّ ؟ قال : لا ترميهنّ أما ترضى أن تصنع مثل مانصنع .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن زرارة ،

عن حمران قال: سألت أباجعفر عليه السلام عن رمي الجمار فقال: كنّ يرمين جميعاً يوم النحر، فرميتها جميعاً بعد ذلك، ثمّ حدّثته فقال لي: أما ترضى أن تصنع كما كان عليّ عليه السلام يصنع؟ فتركته.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن جميل، عن زرارة، عن أحدهما عليهما السلام؛ وعن ابن أُذينة، عن ابن بكير قال: كانت الجمار ترمى جميعاً، قلت: فأرميها؟ فقال: لا أما ترضى أن تصنع كما أصنع.

٥ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن سنان، عن ابن مسكان، عن سعيد الرّومي قال: رمى أبوعبدالله عليه السلام الجمرة العظمى فرأى النّاس وقوفاً فقام وسطهم ثمّ نادى بأعلى صوته: أيّها النّاس إنّ هذا ليس بموقف ـ ثلاث مرّات ـ ففعلت.

٦ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسن بن محبوب، عن عليّ بن رئاب، عن محمّد بن قيس، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله لرجل من الأنصار: إذا رميت الجمار كان لك بكلّ حصاة عشر حسنات تكتب لك لما تستقبل من عمرك.

٧ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن أبي عبدالله، عن أبيه، عن حمّاد، عن حريز، عن أبي عبدالله عليه السلام في رمي الجمار قال: له بكلّ حصاة يرمي بها تحطّ عنه كبيرة موبقة.

باب ۱۷۲

یوم نحر

۱۔ فرمایا کنکریاں لو اور جمرۂ قصوی کے پاس آؤ جو عقبہ کے پاس ہے پس اسے سامنے کی طرف سے سنگسار کرو اس کے اوپر سے نہیں اور ہاتھ میں کنکریاں لے کر کہو «اللّهمّ هؤلاء حصياتي فاحصهنّ لي وارفعهنّ في عملي»

ثمّ ترمي و تقول مع كلّ حصاة: «الله أكبر، اللّهمّ ادحر عنّي الشيطان اللّهمّ تصديقاً بكتابك و على سنّة نبيّك صلى الله عليه وآله، اللّهمّ اجعله حجّاً مبروراً و عملاً مقبولاً وسعياً مشكوراً و ذنباً مغفوراً» وليكن فيما بينك و بين الجمرة قدر عشرة أذرع أو خمسة عشر ذراعاً فإذا أتيت رحلك و رجعت من الرمي فقل: «اللّهمّ بك وثقت و عليك توكّلت فنعم

الرّب ونعم المولی و نعم النصیر یا اللہ یہ میری کنکریاں پس ان کو (شیطان سے) میری حفاظت قرار دے اور میرے علم میں ان کو بلند کر، پھر مارو اور کہو ہر کنکری پر اللہ اکبر یا اللہ دور رکھ مجھ سے شیطان کو یا اللہ تیری کتاب کی تصدیق کرتا ہوں اور میں تیرے نبی کے طریقہ پر ہوں یا اللہ میرے حج کو بر اور میرے عمل کو مقبول اور میری سعی کو مشکور قرار دے اور میرے گناہوں کو بخش دے اور تیرے اور جمرہ کے درمیان دس یا پندرہ ہاتھ کا فاصلہ ہو جب سواری کی طرف آؤ اور رمی سے لوٹو تو کہو یا اللہ میں نے تجھ پر اعتماد کیا ہے اور تجھ پر بھروسہ کیا تو کیا اچھا رب اور کیا اچھا مولا ہے اور کیا اچھا مددگار ہے اور مستحب ہے کہ رمی طہارت سے ہو۔ (حسن)

۲۔ میں نے کہا یوم نحر کیا ایک ہی جمرہ کو رمی کرے اور اس کے سوا وہاں دوسرے جمروں کو رمی نہ کرے وہ سب رمی کو ملاتے تھے لیکن لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ میں نے کہا پھر میں رمی کروں فرمایا نہیں وہی کرو جو ہم کرتے ہیں۔ (م)

۳۔ سوال کیا گیا رمی جمار سے فرمایا یوم نحر سب کو رمی کیا جاتا تھا پس میں نے اس کے بعد سب کو رمی کیا اور حضرت نے بیان کیا فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم وہ کرو جو حضرت علیؑ نے کیا۔ پس میں نے ترک کیا۔ (موثق)

۴۔ فرمایا یوم تمام جمروں کو رمی کیا جاتا تھا۔ میں نے کہا تو میں ان کو رمی کروں فرمایا نہیں وہی کرو جو ہم کرتے ہیں (حسن)

۵۔ حضرت ابوعبداللہ نے جمرۂ عقبیٰ کو رمی کیا اور لوگوں کو وہاں ٹھہرا ہوا پایا آپ نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر کہا بلند آواز سے لوگو یہ موقف نہیں ہے پس میں نے ایسا ہی کیا۔ (م)

۶۔ رسول اللہ نے ایک مرد انصار سے جو رمی کر رہا تھا فرمایا ہر کنکری پر دس حسنہ تیرے نام پر تیری باقی عمر تک لکھے جائیں گے۔ (ض)

۷۔ فرمایا رمی الجمار کے متعلق کہ ہر کنکری پر ایک سخت گناہ کبیرہ محو کیا جاتا ہے (م)

باب ۱۳۲

(رمي الجمار في أيام التشريق)(*)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ؛ و ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ارم في كلّ يوم عند زوال الشمس وقل كما قلت حين رميت جمرة العقبة فابدء بالجمرة الأولى فارمها عن يسارها في بطن المسيل وقل كما قلت يوم النحر، قم عن يسار الطريق فاستقبل القبلة فاحمدالله واثن عليه وصلّ على النبي صلى الله عليه وآله ثمّ تقدّم

قليلاً فتدعو وتسأله أن يتقبّل منك ثمّ تقدّم أيضاً ثمّ افعل ذلك عندالثانية واصنع كما صنعت بالأولى وتقف و تدعوالله كما دعوت ثمّ تمضي إلى الثّالثة و عليك السّكينة والوقار فارم ولاتقف عندها .

٢ ـ محمّدبن يحيى ، عن محمّدبن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن يعقوب بن شعيب قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الجمار ، فقال : قم عند الجمرتين ولا تقم عند جمرة العقبة ، قلت : هذا من السنّة ؟ قال : نعم ، قلت : ماأقول إذا رميت ؟ فقال : كبّر مع كلّ حصاة .

٣ ـ محمّدبن يحيى ، عن أحمدبن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : خذحصى الجمار بيدك اليسرى و ارم باليمنى .

٤ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّدبن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي بصير ؛ و صفوان ، عن منصور بن حازم جميعاً ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : رمي الجمار من طلوع الشمس إلى غروبها .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمربن أذينة ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام أنّه قال للحكم بن عتيبة : ما حدّ رمي الجمار ؟ فقال الحكم : عند زوال الشمس ، فقال أبوجعفر عليه السلام : أرأيت لو أنّهما كانا رجلين فقال أحدهما لصاحبه : احفظ علينا متاعنا حتّى أرجع أكان يفوته الرّمي ؟ هو والله مابين طلوع الشمس إلى غروبها .

٦ ـ محمّدبن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : رخّص رسول الله صلى الله عليه وآله لرعاة الإبل إذا جاؤوا بالّليل أن يرموا .

٧ ـ أحمد بن محمّد ، عن إسماعيل بن همّام قال : سمعت أبا الحسن الرّضا عليه السلام يقول : لاترمي الجمرة يوم النحر حتّى تطلع الشمس ؛ وقال : ترمي الجمار من بطن الوادي و تجعل كلّ جمرة عن يمينك ثمّ تنفتل في الشقّ الآخر إذا رميت جمرة العقبة .

٨ ـ أحمدبن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن أبان ، عن محمّد الحلبيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الغسل إذا أراد أن يرمي ، فقال : ربّما اغتسلت فأمّا من السنّة فلا .

۹ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الغسل إذا رمى الجمار ، فقال : ربّما فعلت وأمّا [من] السنّة فلا ولكن من الحرّ والعرق .

۱۰ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن الجمار ، فقال : لاترم الجمار إلّا وأنت على طهر .

باب ۱۷۳

ایّام تشریق میں رمی الجمار

۱۔ فرمایا ہر روز زوال شمس کے وقت رمی کرو اور وہی کہو جو جمرۃ العقبہ کی رمی کے وقت کہا تھا جمرہ اولیٰ سے ابتدا کرو بائیں طرف سے اس کے رمی کرو بطن مسیل میں اور وہی کہو جو یوم نحر کہا تھا راستہ کے بائیں جانب رو بقبلہ کھڑے ہو حمد وثنائے خدا کرو، محمد وآل محمد پر درود بھیجو پھر تھوڑا آگے بڑھو، دعا کرو اور سوال کرو کہ وہ تمہاری دعا قبول کرے، پھر آگے بڑھو اور وہی کرو جو دوسرے جمرہ پر کیا تھا اور وہ کرو جو پہلے پر کیا تھا اور ٹھہر کر اللہ سے دعا کرو جیسے دعا کی تھی پھر سکینہ و وقار سے تیسرے کے پاس جاؤ، رمی کرو اور اس کے پاس ٹھہرو نہیں (حسن)

۲۔ میں نے حضرت سے جمار کے متعلق پوچھا فرمایا دونوں جمروں کے قریب کھڑے ہو جمرۂ عقبہ کے قریب نہ کھڑے ہو میں نے کہا کیا یہ سنت ہے فرمایا ہاں، میں نے کہا رمی کے وقت کیا کہوں فرمایا ہر کنکری پر تکبیر کہو۔ (ح)

۳۔ فرمایا کنکریاں بائیں ہاتھ میں رکھو اور داہنے سے پھینکو۔ (ق)

۴۔ فرمایا رمی جمرات کا وقت طلوع شمس سے غروب تک ہے (موثق)

۵۔ فرمایا حضرت نے رمی کی حد زوال کے نزدیک ہے، فرمایا حضرت نے اگر دو شخص ہوں ان میں سے ایک دوسرے سے کہے جب تک میں لوٹوں تم میرے سامان کی حفاظت کرنا اگر طلوع شمس سے غروب تک وہ لوٹے تو اس کی رمی فوت نہ ہوگی (حسن)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے رسول خدا نے اونٹوں کے چرواہوں سے کہا کہ جب وہ رات میں آئیں تو رمی کریں۔ (ح)

۷۔ فرمایا روز قربانی طلوع فجر سے پہلے جمرہ کو رمی نہ کرو اور فرمایا جمار کو رمی کرو بطن وادی سے اور ہر جمرہ کو داہنی طرف لو کیسہ منتقل ہو دوسری طرف جب جمرہ عقبہ پر رمی کرو۔ (ح)

۸۔ میں نے کہا کیا رمی کا ارادہ کرے تو غسل کرے فرمایا سنت نہیں ہے لیکن اکثر غسل کرلیتا ہوں (موثق)

۹۔ میں نے غسل کے متعلق سوال کیا رمی جمرات کے لیے فرمایا میں اکثر ایسا کرتا ہوں لیکن یہ سنت نہیں ہے لیکن گرمی اور پسینہ کے لیے کرلیا جائے۔ (حسن)

۱۰۔ میں نے پوچھا جمار کے لیے غسل کرنے کے متعلق فرمایا جمار بغیر طہارت نہ کرو۔ (ضعیف)

﴿باب ۱۷﴾

☆(من خالف الرمي أو زاد أو نقص)☆

١ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ و أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن مسمع ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل نسي رمي الجمار يوم الثاني فبدء بجمرة العقبة ثمّ الوسطى ثمّ الاُولى يؤخّر مارمى بما رمى ويرمي الجمرة الوسطى ثمّ جمرة العقبة .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ؛ و حمّاد ، عن الحلبيِّ جميعاً ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل يرمي الجمار منكوسة ، قال : يعيد على الوسطى و جمرة العقبة .

٣ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن عبدالكريم بن عمرو ؛ عن عبدالأعلى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : رجل رمى الجمرة بستّ حصيات و وقعت واحدة في الحصى ، قال : يعيدها إن شاء من ساعته وإن شاء من الغد إذا أراد الرّمي ولا يأخذ من حصى الجمار ؛ قال : و سألته عن رجل رمى جمرة العقبة بستّ حصيات ووقعت واحدة في المحمل ، قال : يعيدها .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن عليِّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : ذهبت أرمي فإذا في يدي ستّ حصيات فقال: خذ واحدة من تحت رجلك .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : في رجل أخذ إحدى و عشرين حصاة فرمى بها فزاد واحدة فلم يدر من أيّتهنّ نقصت ، قال : فليرجع فليرم كلّ واحدة بحصاة ، فإن سقطت من رجل حصاة فلم يدر أيّتهنّ هي ؟ قال : يأخذ من تحت قدميه

حصاة فيرمي بها ، قال : و إن رميت بحصاة فوقعت في محمل فأعد مكانها فإن هي أصابت إنساناً أو جملاً ثمّ وقعت على الجمار أجزأك ؛ وقال في رجل رمى [الجمار فرمى] الاُولى بأربع والأخيرتين بسبع سبع قال : يعود فيرمي الاُولى بثلاث وقد فرغ و إن كان رمى الاُولى بثلاث ورمى الأخيرتين بسبع سبع فليعد و ليرمهنّ جميعاً بسبع سبع و إن كان رمى الوسطى بثلاث ثمّ رمى الاُخرى فليرم الوسطى بسبع و إن كان رمى الوسطى بأربع رجع فرمى بثلاث ؛ قال : قلت : الرّجل ينكس في رمي الجمار فيبدء بجمرة العقبة ثمّ الوسطى ثمّ العظمى ؛ قال : يعود فيرمي الوسطى ثمّ يرمي جمرة العقبة و إن كان من الغد .

باب

رمی خلاف کرنا یا کم وزیادہ کرنا

۱۔ میں نے کہا ایک شخص یوم ثانی رمی جمرات بھول گیا پس اس نے ابتدا کی جمرہ عقبہ سے پھر درمیانی پھر اول فرمایا نہیں رمی کی ، اس نے جو رمی کی وہ رمی کرے جمرہ وسطی سے پھر رمی کرے جمرۂ عقبہ پر (م)

۲۔ ایک شخص نے الٹی رمی کی فرمایا وہ لوٹے وسطی کی طرف ، پھر عقبہ پر آئے۔ (حسن)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص رمی جمرات کرتا ہے چھ کنکریوں سے اور ایک رہ جاتی ہے فرمایا اعادہ کرے چاہے اس کے وقت میں چاہے دوسرے روز اور جب رمی کرنا چاہے تو جمرہ پر پڑی ہوئی کنکریاں نہ لے۔ میں نے کہا ایک شخص نے جمرۂ عقبہ پر چھ کنکریاں ماریں اور ایک رہ گئی اور محمل میں جائے۔ فرمایا اس کا اعادہ کرے۔ (م)

۴۔ میں نے کہا میں رمی کرنے گیا دیکھا تو میرے ہاتھ میں چھ کنکریاں تھیں فرمایا ایک پیروں کے نیچے سے اٹھالے۔ (ض)

۵۔ جو شخص اکیس کنکریاں لے اور رمی کرے تو ایک زیادہ معلوم ہوا اور یہ نہ جانے کہ کس جمرہ پر ایک کم لگا فرمایا لوٹے اور ہر ایک پر ایک ایک کنکری اور مارے اگر کسی سے ایک کنکری گر جائے اور نہ جانے کہ کہاں کم مارے تو اپنے پیروں کے نیچے سے ایک کنکری اٹھالے اور اسے مارے اگر کوئی کنکری محمل میں رہ جائے تو اس کا اعادہ کرے اگر کسی انسان کو جا لگے یا محمل میں لگ کر جمرہ پر جا پڑے تو کافی ہے فرمایا اس شخص کے متعلق جو جمرہ اول پر چار کنکریاں مارے اور دوسرے دو پر سات سات تو وہ لوٹے اور جمرۂ اول پر تین اور مارے ، پس رمی پوری ہوئی اور اگر تین ماری ہیں اول پر اور سات سات دوسروں پر تو سب پر سات سات مارے اور اگر درمیانی پر تین ماری ہیں پھر آخر پر ماری ہیں

تو درمیانی پر سات مارے اور درمیانی پر سات ماری ہیں تو لوٹے اور رمی کرے۔ میں نے کہا ایک شخص نے الٹی رمی کی اس نے جمرہ عقبہ سے شروع کیا پھر درمیانی پر پھر بڑے پر، فرمایا لوٹے اور دوبارہ مارے اول، وسطیٰ پر پھر عقبہ پر اگرچہ دوسرے دن ہو۔ (حسن)

﴿ باب ۱۷۵ ﴾

☆(من نسي رمي الجمار أوجهل)☆

١ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له رجل نسي أن يرمي الجمار حتّى أتى مكّة قال : يرجع فيرميها يفصل بين كلّ رميتين بساعة ، قلت : فاته ذلك وخرج ؟ قال : ليس عليه شيء ؟ قال : قلت : فرجل نسي السّعي بين الصّفا والمروة ؟ فقال : يعيد السعي ، قلت : فاته ذلك حتّى خرج ؟ قال : يرجع فيعيد السعي إنّ هذا ليس كرمي الجمار إنّ الرّمي سنّة والسعي بين الصفا والمروة فريضة .

٢ - عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ؛ و غيره ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل أفاض من جمع حتّى انتهى إلى منى فعرض له عارض فلم يرم الجمرة حتّى غابت الشمس قال : يرمي إذا أصبح مرّتين إحداهما بكرة و هي للأمس و الأُخرى عند زوال الشّمس و هي ليومه .

٣ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن زرارة ؛ ومحمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال في الخائف : لابأس بأن يرمي الجمار باللّيل و يضحّي باللّيل ويفيض باللّيل .

٤ - وعنه ، عن فضالة بن أيّوب ، عن معاوية بن عمّار قال : سألت أباعبدالله عليه السلام ماتقول في امرأة جهلت أن ترمي الجمار حتّى نفرت إلى مكّة ؟ قال : فلترجع و لترم الجمار كما كانت ترمي والرّجل كذلك .

٥ - عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه الحسن ، عن زرعة ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه كره رمي الجمار باللّيل و رخّص للعبد والرّاعي في رمي الجمار ليلاً .

باب ۱۷۱

رمی الجمار بھول جائے

۱۔ میں نے کہا ایک شخص رمی جمرات بھول گیا اور مکہ چلا آیا فرمایا لوٹ جائے اور رمی کرے اور دونوں رمیوں کے درمیان ایک گھڑی کا فرق ہو، میں نے کہا وقت جاتا رہا؟ فرمایا اس پر کچھ نہیں میں نے کہا وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی بھول گیا فرمایا اعادہ کرے میں نے کہا اس کا وقت جاتا رہا، کہا لوٹے اور دوبارہ سعی کرے یہ رمی جمرات کی طرح نہیں رمی سنت ہے اور سعی واجب ہے (حسن)

۲۔ فرمایا اس شخص کے بارے میں جو جمع سے چلے اور منیٰ پہنچے پھر کوئی عارضہ ہو جائے وہ رمی جمرہ نہ کرے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور فرمایا جب صبح ہو تو دوبارہ رمی کرے ایک صبح کو کل کے بدلے میں اور دوسرا زوال آفتاب کے وقت آج کے بدلے (م)۔

۳۔ خائف کے لیے فرمایا وہ رات ہی میں رمی کرے۔ رات میں ذبح کرے اور رات ہی میں چلا جائے۔ (حسن)

۴۔ اگر کوئی عورت رمی جمرات کرنا بھول جائے اور مکہ چلی جائے فرمایا وہ لوٹے اور رمی جمار کرے اور مرد کے لیے بھی یہی ہے (م)

۵۔ حضرت مکروہ جانتے تھے رات کو رمی جمار کرنے کو اور اجازت دی ہے رمی کرنے کی رات کو غلام اور چرواہے کو (موثق)

﴿باب﴾

﴿ الرمي عن العليل والصبيان والرمي راكباً ﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ؛ و عبدالرحمن بن الحجّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الكسير و المبطون يرمى عنهما قال : والصبيان يرمى عنهم .

٢ ـ أبوعليٍّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق ابن عمّار قال : سألت أبا إبراهيم عليه السلام عن المريض يرمى عنه الجمار ، قال : نعم يحمل إلى الجمرة و يرمى عنه .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن عاصم بن حميد ، عن عنبسة بن مصعب قال : رأيت أباعبدالله عليه السلام بمنى يمشي

جبکہ مسجد منیٰ کے سامنے آئے تھے اپنی سواری سے کہ دور کو ملتا [illegible] حضرت علی بن الحسین

باب ۱۸۸

ہدی کی کم سے کم صورت

۱۔ فرمایا حضرت نے حج تمتع میں ہدی کی کم سے کم صورت بکری ہے (م)

۲۔ ترجمہ اوپر ہے۔ (حسن)

﴿باب ۱۸۹﴾

☆(من يجب عليه الهدي و أين يذبحه)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن سعيد الأعرج قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : من تمتّع في أشهر الحجّ ثمّ أقام بمكّة حتّى يحضر الحجّ من قابل فعليه شاة ومن تمتّع في غير أشهر الحجّ ثمّ جاور حتّى يحضر الحجّ فليس عليه دم إنّما هي حجّة مفردة و إنّما الأضحى على أهل الأمصار .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن الأضحى أواجب على من وجد لنفسه و عياله ؟ فقال : أمّا لنفسه فلا يدعه و أمّا لعياله إن شاء تركه .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ وأحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن إبراهيم الكرخيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل قدم بهديه مكّة في العشر فقال : إن كان هدياً واجباً فلا ينحره إلّا بمنى و إن كان ليس بواجب فلينحره بمكّة إن شاء و إن كان قد أشعره وقلّده فلا ينحره إلّا يوم الأضحى .

٤ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : الرّجل يخرج من حجّته شيئاً يلزمه منه دم يجزئه أن يذبحه إذا رجع إلى أهله ؟ فقال : نعم ، وقال ـ فيما أعلم ـ : يتصدّق به ، قال : إسحاق : و قلت لأبي إبراهيم عليه السلام : الرّجل يخرج من حجّته ما يجب عليه الدّم ولا يهريقه حتّى يرجع إلى أهله ؟ فقال : يهريقه في أهله و يأكل منه الشيء .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب ، عن

شعيب العقرقوفي قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: سقت في العمرة بدنة أين أنحرها؟ قال: بمكة، قلت: أي شيء أعطي منها؟ قال: كل ثلثاً واهد ثلثاً وتصدق بثلث.

٦ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمار قال: قلت: لأبي عبدالله عليه السلام: إن أهل مكة أنكروا عليك أنك ذبحت هديك في منزلك بمكة فقال: إن مكة كلها منحر.

باب ۱۷

ہدی کس پر واجب ہے اور کہاں ذبح کرے

۱۔ فرمایا جو عمرہ تمتع حج کے مہینوں میں کرے پھر مکہ میں اقامت کرے اور اگلے سال حج کو آئے تو اس پر ایک بکری ہے اور جو حج کے مہینوں کے علاوہ عمرہ تمتع کرے وہ چند سال بعد حج کو آئے تو اس پر کوئی قربانی نہیں یہ حج مفرد ہے قربانی شہر والوں پر ہے۔ (ح)

۲۔ حضرت سے قربانی کے متعلق پوچھا گیا آیا واجب ہے اس پر جو اپنے اہل و عیال کے لئے تفقد رکھتا ہو۔ فرمایا اپنے لئے تو کرے اہل و عیال کے لئے اختیار ہے اگر چاہے نہ کرے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا جو قربانی کو مکہ میں دس دن کے اندر لے آئے اور قلادہ بھی ڈال دے تو اس کو وہ یوم قربانی ہی ذبح کرے (مجہول)

۴۔ میں نے کہا ایک حج کر چکا ہے اور اس پر قربانی کا کفارہ ہے تو کیا اپنے گھر آجانے کے بعد ذبح کرے فرمایا ہاں۔

اسحٰق نے ابو ابراہیم علیہ السلام سے کہا۔ ایک حج کرتا ہے اور اس پر کفارہ میں قربانی واجب ہے اور اس نے وہ قربانی نہیں کی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر آگیا کیا اب وہ قربانی کرے فرمایا ہاں ذبح کرے اور اس سے کچھ کھائے بھی۔ (موثق)

۵۔ میں نے کہا میں عمرہ میں ہدی کو لے گیا پس کہاں ذبح کروں فرمایا مکہ میں، میں نے کہا کیسے تقسیم کروں فرمایا ایک ثلث کھاؤ ایک ثلث ہدیہ دو اور ایک ثلث تصدق کرو۔ (موثق)

۶۔ میں نے کہا آپ نے جو مکہ کے اندر اپنے گھر میں قربانی کی تو اہل مکہ نے اسے برا سمجھا فرمایا مکہ کل کا کل جائے نحر ہے (حسن)

باب ۱۸

☆(ما يستحب من الهدي وما يجوز منه وما لا يجوز)☆

١ - الحسين بن محمد، عن معلى بن محمد، عمن حدثه، عن حماد بن عثمان قال:

سألت أباعبدالله عليه السلام عن أدنى ما يجزىء من أسنان الغنم في الهدي فقال: الجذع من الضأن، قلت: فالمعز؟ قال: لا يجزىء الجذع من المعز، قلت: ولم؟ قال: لأن الجذع من الضأن يلقح والجذع من المعز لا يلقح.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن الإبل و البقر أيّهما أفضل أن يضحّى بها؟ قال: ذوات الأرحام، فسألته عن أسنانها، فقال: أمّا البقر فلا يضرك بأيّ أسنانها ضحّيت و أمّا الإبل فلا يصلح إلّا الثنيّ فمافوق.

٣ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي نجران، عن محمّد بن حمران، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: أسنان البقر تبيعها ومسنّها في الذّبح سواء.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ قال: حدّثني من سمعه يقول: ضحّ بكبش أسود أقرن فحل فإن لم تجد أسود فأقرن فحل يأكل في سواد ويشرب في سواد وينظر في سواد.

٥ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن عليّ بن أبي حمزة، عن أبي بصير قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن النعجة أحبّ إليك أم الماعز، قال: إن كان الماعز ذكراً فهو أحبّ إليّ وإن كان الماعز اُنثى فالنعجة أحبّ إليّ، قال: قلت: فالخصيّ يضحّى به؟ قال: لا إلّا أن لا يكون غيره؛ و قال: يصلح الجذع من الضّأن فأمّا الماعز فلا يصلح، قلت: الخصيّ أحبّ إليك أم النعجة؟ قال: المرضوض أحبّ إليّ من النعجة و إن كان خصيّاً فالنعجة.

٦ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا اشترى الرّجل البدنة مهزولة فوجدها سمينة فقد أجزأت عنه و إن اشتراها مهزولة فوجدها مهزولة فإنّها لا تجزىء عنه.

٧ ـ حميد بن زياد، عن ابن سماعة، عن غير واحد، عن أبان بن عثمان، عن سلمة أبي حفص، عن أبي عبدالله، عن أبيه عليهما السلام قال: كان عليّ عليه السلام يكره التشريم في الآذان والخرم ولا يرى به بأساً إن كان ثقب في موضع الوسم و كان يقول: يجزىء من البدن الثنيّ و من المعز الثنيّ و من الضأن الجذع.

٨ ـ أبان، عن عبدالرحمن، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال: الكبش في أرضكم أفضل

من الجزور .

٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل يشتري هدياً وكان به عيب ـ عور أو غيره ـ فقال : إن كان نقد ثمنه فقد أجزء عنه و إن لم يكن نقد ثمنه ردّه و اشترى غيره ؛ قال : و قال أبوعبدالله عليه السلام : اشترفحلاً سميناً للمتعة فإن لم تجدفموجوء فإن لم تجد فمن فحولة المعز فإن لم تجدفنعجة فإن لم تجد فما استيسر من الهدي ، قال : و يجزىء في المتعة الجذع من الضأن ولايجزىءجذع المعز ، قال : وقال أبوعبدالله عليه السلام في رجل اشترى شاة ثمّ أراد أن يشتري أسمن منها ، قال : يشتريها فإذا اشتراها باع الاُولى . قال : ولاأدري : شاة قال أو بقرة .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ عن جعفر ، عن أبيه ، عن آبائه عليهم السلام قال : قال رسول‌الله صلى الله عليه وآله : صدقة رغيف خير من نسك مهزولة .

١١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الضحيّة تكون الاُذن مشقوقة فقال : إن كان شقّها وسماً فلابأس و إن كان شقّاً فلايصلح .

١٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن جعفر ، عن أبيه ، عن آبائه عليهم السلام قال : قال النبيّ صلى الله عليه وآله : لاتضحّى بالعرجاء بيّن عرجها ولابالعجفاء ولا بالجرباء ولا بالخرقاء ولا بالحذّاء ولابالعضباء .

١٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الاُضحيّة يكسر قرنها قال : إذا كان القرن الداخل صحيحاً فهو يجزىء .

١٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن ابن أبي عمير؛ وصفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : إذا رميت الجمرة فاشتر هديك إن كان من البدن أو من البقر و إلّا فاجعل كبشاً سميناً فحلاً فإن لم تجد فموجوء من الضأن فإن لم تجدفتيساً فحلاً فإن لم تجد فما [اس]تيسر عليك وعظّم شعائرالله عزّ و جلّ فإنّ رسول‌الله صلى الله عليه وآله ذبح عن اُمّهات المؤمنين بقرة بقرة و نحر بدنة .

١٥ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن

عيص بن القاسم، عن أبي عبدالله عليه السلام في الهرم الّذي وقعت ثناياه أنّه لابأس به في الأضاحي، و إن اشتريته مهزولاً فوجدته سميناً أجزأك و إن اشتريت مهزولاً فوجدته مهزولاً فلايجزىء.

١٧- عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن إبراهيم بن محمّد، عن السلمي، عن داود الرّقي قال: سألني بعض الخوارج عن هذه الآية «من الضأن اثنين و من المعز اثنين قل آلذّكرين حرّم أم الأُنثيين» «ومن الإبل اثنين ومن البقر اثنين» ما الّذي أحلّ الله من ذلك وما الّذي حرّم؟ فلم يكن عندي شيء، فدخلت على أبي عبدالله عليه السلام و أنا حاجّ فأخبرته بما كان فقال: إنّ الله عزّ وجلّ أحلّ في الأُضحية بمنى الضأن والمعز الأهليّة و حرّم أن يضحّى بالجبليّة وأمّا قوله: «ومن الإبل اثنين ومن البقر اثنين» فإنّ الله تبارك وتعالى أحلّ في الأُضحية الأبل العراب وحرّم فيها البخاتي وأحلّ البقر الأهليّة أن يضحّى بها و حرّم الجبليّة، فانصرفت إلى الرّجل فأخبرته بهذا الجواب، فقال: هذا شيء حملته الإبل من الحجاز.

باب ۱۸

ہدی میں کیا مستحب ہے

۱۔ میں نے کہا ہدی میں کم سے کم کس عمر کا ہو فرمایا بھیڑ دو سال کی۔ میں نے کہا اور بکری، فرمایا بکری دو سال کی کافی نہیں کیونکہ دو سال کی بھیڑ گابھن ہو جاتی ہے اور بکری نہیں۔ (م)

۲۔ میں نے پوچھا کہ آیا اونٹ کی قربانی افضل ہے یا بیل کی، فرمایا دونوں مادہ ہوں میں نے پوچھا دانتوں کے متعلق فرمایا گائے میں کوئی نقصان نہیں کتنے ہی دانتوں کی ہو مگر اونٹ دو یا زیادہ دانتوں کا ہو۔ (حسن)

۳۔ فرمایا گائے دو سال کی ہو یا تین سال کی ذبح کے لئے برابر ہے (مجہول)

۴۔ فرمایا قربانی کرو ایسے مینڈھے کی جو کالا ہو یا بے سینگ ہو یا نر ہو، اگر کالا ہو تو بے سینگ کا نر ہو اچھی طرح چرنے والا ہو تا کہ تازہ اور تندرست ہو۔ (مرسل)

۵۔ میں نے کہا بھیڑ آپ کو زیادہ پسند ہے یا بکری، فرمایا بکرا میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے اگر بکری ہو تو بھیڑ بہتر ہے میں نے کہا خصی کی قربانی کی جائے فرمایا نہیں مگر دریں صورت کہ دوسرا جانور نہ ملے فرمایا بھیڑ کا بچہ بہتر ہے اور

بکری مناسب نہیں، میں نے کہا خصّی زیادہ بہتر ہے یا بھیڑ، فرمایا مرضوض (چھوٹے خصیہ والا) بہتر ہے بھیڑ سے اور اگر خصی ہو تو بھیڑ بہتر ہے۔ (ض)

۶۔ فرمایا اگر کوئی دبلا اونٹ خریدے اور وہ موٹا ہو جائے تو کافی ہے اور اگر دبلا خریدے اور دبلا ہی رہے تو کافی نہیں (حسن)

۷۔ حضرت ابوعبداللہ نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام مکروہ جانتے تھے قربانی کن پھٹے اور کن کٹے کی اور نہیں برا جانتے تھے اگر داغ دینے کی جگہ سوراخ ہو اور فرمایا بدنہ کا سن دو سال کا اور بھیڑ کا دو سال کا ہونا کافی ہے۔ (مجہول)

۸۔ فرمایا مینڈھا تمہارے شہروں میں افضل ہے کتری ہوئی اون والی بھیڑ سے۔ (مرسل)

۹۔ فرمایا اگر کوئی قربانی کا جانور خریدے اور وہ کانا وغیرہ ہو تو اگر قیمت دے چکا ہے تو خیر ورنہ اسے واپس کر کے دوسرا خریدنا چاہیے نر موٹا تازہ تمتع والے کو اگر نہ ملے تو کم ور اگر اونٹ ایسا نہ ملے تو بکرا اگر نہ ملے تو بھیڑ اگر یہ بھی نہ ملے تو جو میسر آجائے۔ تمتع میں کافی ہے بھیڑ کا بچہ نہ کہ بکری کا بچہ اور اگر کوئی بکری خریدے پھر اس سے زیادہ موٹی پائے تو پہلی کو فروخت کر کے دوسری خرید لے۔ راوی نے کہا نہیں (جانتا) بکری کہا تھا یا گائے۔ (مرسل)

۱۰۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا ایک روٹی صدقہ میں دینا بہتر ہے دبلی قربانی سے۔ (حسن)

۱۱۔ فرمایا قربانی پر اگر داغ دینے سے اگر کھال جلی ہے تو مضائقہ نہیں اور اگر ویسے پھٹ گئی ہے تو قربانی نہ کرے۔ (حسن)

۱۲۔ فرمایا رسولؐ اللہ نے قربانی نہ کی جائے ایسے جانور کی جو لنگڑا ہو، دبلا ہو، خارشتی ہو، سینگ ٹوٹا ہو۔ (ض)

۱۳۔ فرمایا سینگ ٹوٹے کی قربانی نہ ہوگی ہاں اگر داخلی حصہ صحیح ہے تو ہو سکتی ہے۔ (حسن)

۱۴۔ فرمایا رمی جمرہ کے بعد اپنی قربانی خرید لو خواہ اونٹ ہو یا گائے ورنہ موٹا مینڈھا نر اگر نہ ملے تو دبلا بھیڑ اگر نہ ملے تو نیس نر (ہرن) اور بکری کے ملنے سے جو بچہ پیدا ہو) اگر نہ ملے تو جو میسر آئے، شعائر اللہ کی تعظیم کرو رسول اللہ ام امہات المومنین کی طرف سے ایک ایک گائے قربان کرتے اور اپنی طرف سے اونٹ نحر کرتے تھے۔ (ض)

۱۵۔ فرمایا قربانی ہو سکتی ہے ایسے بوڑھے جانور کی جس کے اگلے دو دانت گر گئے ہوں اگر تم نے دبلا جانور خریدا اور وہ موٹا ہو گیا تو کافی ہے اور اگر دبلا خریدا اور دبلا ہی رہا تو کافی نہیں۔ (م)

۱۶۔ مجھ سے ایک خارجی نے اس آیت کا مطلب پوچھا۔ بھیڑ کا جوڑا (نر اور مادہ) بکری کا جوڑا ان سے کہو آیا حرام کیے ہیں یا مادہ اور اونٹ کا جوڑا اور گائے کا جوڑا۔ پس بتاؤ اللہ نے ان میں سے کس کو حلال کیا ہے اور کس کو حرام؟ میرے پاس اس کا جواب نہ تھا میں حضرت ابوعبداللہ کی خدمت میں آیا۔

میں حج کر رہا تھا حضرت کو میں نے یہ سوال بتایا، فرمایا اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے قربانی کے لئے منیٰ میں بھیڑ اور بکری پالتو اور حرام کی ہیں پہاڑی اونٹ اور گائے یعنی اللہ نے قربانی کے لئے حلال کیا ہے پالتو اونٹ کو اور حرام کیا ہے

بچا تی نسل کو اور دہلی گاؤں کو حلال کیا ہے اور پہاڑی کو حرام، یہ سن کر میں اس شخص کے پاس گیا اور یہ جواب بیان کیا ہے اس نے کہا یہ جواب حجاز سے اونٹوں پر آیا ہے۔ (مجہول)

﴿ باب ۱۸۱ ﴾

☆(الهدى ينتج او يحلب او يركب)☆

۱ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي الصّباح الكنانيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : « لكم فيها منافع إلى أجل مسمّى » قال : إن احتاج إلى ظهرها ركبها من غير أن يعنف عليها و إن كان لها لبنٌ حلبها حلاباً لا ينهكها .

۲ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النّضر بن سويد ، عن هشام بن سالم ، عن سليمان بن خالد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن نتجت بدنتك فاحلبها ما لا يضرّ بولدها ثمّ انحرهما جميعاً ، قلت : أشرب من لبنها و أسقي ؟ قال : نعم ، وقال : إنّ عليّاً أمير المؤمنين عليه السلام كان إذا رأى [أ]ناساً يمشون قد جهدهم المشي حملهم على بدنه ؛ و قال : إن ضلّت راحلة الرّجل أو هلكت و معه هدي فليركب على هديه .

۳ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن العلاء ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن البدنة تنتج أنحلبها ؟ قال : احلبها حلباً غير مضرّ بالولد ثمّ انحرهما جميعاً ، قلت : يشرب من لبنها ؟ قال : نعم و يسقي إن شاء .

باب ۱۸۱

ہدی کا دودھ دوہنا اور اس پر سوار ہونا

۱۔ فرمایا اس آیت کے متعلق "ایک وقت معین تک تمہارے لئے ان سے نفع حاصل کرنا ہے" اگر ضرورت ہو تو اس کی پشت پر سواری کرلے بغیر اس پر ظلم کئے اور اگر دودھ والی ہو تو دودھ لے مگر اتنا کہ اس کا بچہ دودھ سے محروم نہ رہے۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اگر تمہارے بدنہ کے بچہ پیدا ہو تو اس کا دودھ دوھ لو لیکن اس کے بچہ کو کوئی نقصان نہ پہنچے اسے نحر کردو، میں نے کہا میں اس کا دودھ پی لوں اور دوسروں کو پلاؤں فرمایا ہاں، اور فرمایا امیرالمومنینؑ جب راستہ میں کسی کو تھکا ہوا دیکھتے تو اپنے بدنہ پر بٹھا لیتے اور حضرت نے فرمایا اگر کسی کی سواری کا اونٹ کھو جائے یا مر جائے اور اس کے ساتھ ہدی ہو تو اس پر سوار ہو جائے (م)

۳۔ میں نے کہا اگر بدنہ نے بچہ دیا ہے آیا اس کا دودھ لیا جائے فرمایا دودھ لو مگر اس کے بچہ کو نقصان نہ پہنچے پھر دونوں کو نحر کردو، میں نے کہا اس کا دودھ پی لے اور پلائے فرمایا ہاں اگر چاہے۔ (م)

﴿باب ۱۸۲﴾

☆(الهدي يعطب او يهلك قبل ان يبلغ محله والاكل منه)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كلُّ من ساق هدياً تطوّعاً فعطب هديه فلاشيء عليه ينحره ويأخذ نعل التقليد فيغمسها في الدَّم و يضرب به صفحة سنامه ولابدل عليه و ما كان من جزاء صيد أو نذر فعطب فعل مثل ذلك و عليه البدل وكلُّ شيء إذا دخل الحرم فعطب فلا بدل على صاحبه تطوّعاً أوغيره .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ عن ابن أبي عمير ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن صفوان بن يحيى جميعاً ، عن معاوية بن عمّار قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل اشترى اُضحيّة فماتت أوسرقت قبل أن يذبحها ، فقال : لابأس وإن أبدلها فهو أفضل و إن لم يشتر فليس عليه شيء .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن رجل قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن البدنة يهديها الرَّجل فتكسر أو تهلك ، فقال : إن كان هدياً مضموناً فإنَّ عليه مكانه و إن لم يكن مضموناً فليس عليه شيء ؛ قلت : أو يأكل ؛ منه قال : نعم .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الهدي الواجب إذا أصابه كسر أوعطب أيبيعه صاحبه ويستعين بثمنه على هدي آخر ؟ قال : يبيعه ويتصدَّق بثمنه و يهدي هدياً آخر .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء بن

رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : إذا وجد الرّجل هدياً ضالاً فليعرّفه يوم النحر واليوم الثاني واليوم الثالث ثمّ يذبحه عن صاحبه عشيّة يوم الثالث ؛ وقال في الرّجل يبعث بالهدي الواجب فيهلك الهدي في الطّريق قبل أن يبلغ و ليس له سعة أن يهدي ، فقال : الله سبحانه أولى بالعذر إلّا أن يكون يعلم أنّه إذا سأل اُعطي .

٦ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرَّحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا إبراهيم عليه السلام عن رجل اشترى هدياً لمتعته فأتى به أهله و ربطه ثمّ انحلّ وهلك هل يجزئه أو يعيد ؟ قال : لايجزئه إلّا أن يكون لاقوّة به عليه .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألته عن رجل اشترى كبشاً فهلك منه ؛ قال : يشتري مكانه آخر ، قلت : فإن اشترى مكانه آخر ثمّ وجد الأوّل ؟ قال : إن كانا جميعاً قائمين فليذبح الأوّل وليبع الآخر وإن شاء ذبحه وإن كان قد ذبح الآخر فليذبح الأوّل معه .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ، عن منصور بن حازم ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يضلّ هديه فيجده رجل آخر فينحره فقال : إن كان نحره بمنى فقد أجزء عن صاحبه الّذي ضلّ منه وإن كان نحره في غير منى لم يجز عن صاحبه .

٩ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن حديد ، عن جميل ، عن بعض أصحابنا ، عن أحدهما عليهما السلام في رجل اشترى هدياً فنحره فمرّ به رجل فعرفه فقال : هذه بدنتي ضلّت منّي بالأمس وشهد له رجلان بذلك ، فقال : له لحمها ولا يجزىء عن واحد منهما ، ثمّ قال : و لذلك جرت السنّة بإشعارها و تقليدها إذا عرفت .

باب ۱۸۲

اگر ہدی اپنی جگہ پہنچنے سے پہلے تھک جائے یا مر جائے

۱۔ فرمایا جب کوئی استحباباً ہدی کو لے کر چلے اور وہ ہدی ہلاک ہو جائے تو اس کا نحر لازم نہیں، قلادہ کے جوتے لے اور اس کے خون میں ڈبوئے اور اس کے کوہان پر مارے اور کوئی دلیل وجوب نحر کی اس پر نہیں اگر وہ ہدی بدلہ شکار کا ہو یا نذر ہو اور یہی صورت واقع ہو تو اس پر بدل ہوگا اور اگر حرم میں داخل ہونے کے بعد مر جائے تو اس پر بدل نہیں استحباباً ہو یا وجوباً۔ (مرسل)

۲۔ میں نے کہا ایک شخص نے قربانی کے لئے جانور خریدا وہ مر گیا یا چوری ہو گیا ذبح کرنے سے پہلے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر بدل کر دے تو بہتر ہے اور اگر نہ خریدے تو لازم نہیں۔ (حسن)

۳۔ پوچھا گیا کہ ایک شخص قربانی لے کر چلا پس اس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا یا ہلاک ہو گیا فرمایا اگر وہ کسی دوسرے کا تھا تو اس کا بدلہ کرنا ہوگا اور اگر نہیں تھا تو اس پر کچھ نہیں میں نے کہا (نحر کرے) اس کا گوشت کھائے فرمایا ہاں (مرسل)

۴۔ میں نے کہا ایک شخص ہدی واجب لے کر چلا ناگاہ اس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا یا وہ تھک کر بیٹھ رہا تو کیا اس کا مالک اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے دوسرا جانور خرید لے، فرمایا اس کی قیمت تصدق کر دے اور دوسری ہدی لیجائے۔ (حسن)

۵۔ فرمایا اگر کوئی گم کردہ ہدی کو پائے تو اس کا تعارف کرائے قربانی کے پہلے دن اور دوسرے دن اور تیسرے دن (اگر پتہ نہ چلے تو) تیسرے دن کی شام کو اس کی طرف سے نحر کرے اور اس کے بارے میں فرمایا جو ہدی واجب بھیجے راستہ میں ہدی ہلاک ہو جاتی ہے اور اپنے مقام تک نہیں پہنچتی اور اس کے پاس دوسرا جانور خریدنے کے لئے پیسہ نہیں، فرمایا اللہ عذر کا قبول کرنے والا ہے۔ (م)

۶۔ میں نے کہا ایک شخص نے حج تمتع کے لئے ہدی کو خریدا اسے لے کر گھر آیا اور باندھا وہ کھل گئی اور لاپتہ ہو گئی آیا یہ کافی ہے فرمایا نہیں کافی مگر اس صورت میں کہ اسے قدرت نہ ہو۔

۷۔ میں نے کہا ایک شخص نے ایک مینڈھا خریدا وہ گم ہو گیا فرمایا اس کی جگہ دوسرا خرید لے، میں نے کہا اگر وہ دوسرا خریدے اور پھر پہلا مل جائے۔ فرمایا اگر وہ دونوں ملیں تو پہلے کو ذبح کرے اور دوسرے کو بیچ ڈالے اور اگر دوسرے کو ذبح کیا ہے تو پہلے کو بھی ذبح کرے۔ (ق)

۸۔ فرمایا اگر کسی کی ہدی گم ہو گئی ہے اور دوسرے نے اسے پا لیا ہے اور اسی نے نحر کیا ہے فرمایا اگر اس نے منیٰ میں نحر کیا ہے تو قربانی اس کے لئے کافی ہو گی جس نے اسے گم کیا تھا اور اگر منیٰ کے علاوہ کہیں اور نحر کیا ہے تو کافی نہ ہو گی۔ (حسن)

۹۔ فرمایا اگر کوئی بڑی خریدے اور کوئی اسے پہچان کر کہے یہ میرا بدنہ ہے جو کل کھو گیا تھا اور دو آدمی گواہی بھی دیں فرمایا گوشت اس کے لئے ہوگا لیکن دونوں میں سے ایک کے لئے بھی یہ قربانی کافی نہ ہوگی اسی لئے تو اعلان کرنے اور پٹہ ڈالنے کا حکم ہے کہ پہچان ہو سکے۔ (فو)

﴿ باب ۸۳ ﴾

(البدنة و البقرة عن كم تجزيء)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبد الله بن سنان قال : كان رسول الله ﷺ يذبح يوم الأضحى كبشين أحدهما عن نفسه و الآخر عمّن لم يجد من اُمّته ؛ و كان أمير المؤمنين عليه السلام يذبح كبشين أحدهما عن رسول الله ﷺ و الآخر عن نفسه .

٢ ـ أبو عليٍّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرَّحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا إبراهيم عليه السلام عن قوم غلت عليهم الأضاحيُّ وهم متمتّعون و هم مترافقون و ليسوا بأهل بيت واحد وقد اجتمعوا في مسيرهم و مضربهم واحد ، ألهم أن يذبحوا بقرة ؟ فقال : لا اُحبُّ ذلك إلّا من ضرورة .

٣ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليٍّ ، عن رجل يسمّى سوادة قال : كنّا جماعة بمنى فعزَّت الأضاحيُّ فنظرنا فإذا أبو عبدالله عليه السلام واقف على قطيع يساوم بغنم ويماكسهم مكاساً شديداً فوقفنا ننتظر فلمّا فرغ أقبل علينا فقال : أظنّكم قد تعجّبتم من مكاسي ؟ فقلنا : نعم ، فقال : إنَّ المغبون لا محمود ولا مأجور ألكم حاجة ؟ فقلنا : نعم أصلحك الله إنَّ الأضاحيَّ قد عزَّت علينا ، قال : فاجتمعوا فاشتروا جزوراً ، فيما بينكم ، قلنا : و لا تبلغ نفقتنا ، قال : فاجتمعوا و اشتروا بقرة فيما بينكم فاذبحوها ، قلنا : ولا تبلغ نفقتنا ، قال : فاجتمعوا فاشتروا فيما بينكم شاة فاذبحوها فيما بينكم ، قلنا : تجزيء عن سبعة ؟ قال : نعم وعن سبعين .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن حمران قال : عزَّت البدن سنة بمنى حتّى بلغت البدنة مائة دينار فسئل أبو جعفر عليه السلام عن ذلك فقال : اشتركوا فيها ، قال : قلت : كم ؟ قال : ماخفّ هو أفضل ، قلت : عن كم تجزيء ؟

قال : عن سبعين .

باب ۱۸۳

بدنہ اور بقر میں کتنے شریک ہوں

۱۔ رسول اللہ یوم نحر دو مینڈھے ذبح کرتے تھے ایک اپنی طرف سے دوسرا اپنی امت کے ان لوگوں کی طرف سے جو قربانی نہیں کر سکتے۔ اور امیر المومنینؑ دو مینڈھے ذبح کرتے تھے ایک اپنی طرف سے دوسرا رسول اللہ کی طرف سے۔ (حسن)

۲۔ میں نے کہا کچھ لوگوں کو بسلسلۂ حج تمتع قربانی کرنا ہے اور وہ رفیق و مدارات سے پیش آنے والے ہیں لیکن ایک خاندان سے نہیں ہیں بلکہ راہ میں ایک جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں کیا وہ سب مل کر ایک گائے کر لیں فرمایا میں یہ پسند نہیں کرتا مگر بوقت ضرورت۔ (م)

۳۔ ہماری ایک جماعت منیٰ میں تھی قربانی کے جانوروں کی قیمت بہت گراں تھی ہم کھڑے تک رہے تھے ناگاہ حضرت ابو عبداللہؑ کو بکریوں کے گلہ کے پاس کھڑے دیکھا اور ان پر سخت ٹیکس لگانیوالوں کے پاس جب آپ فارغ ہوگئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم تعجب کر رہے ہو ٹیکسوں پر، ہم نے کہا جی ہاں فرمایا مغبون (خرید و فروخت میں دھوکا دینے والا) پسندیدہ نہیں اور نہ اسے اجر ملے گا۔ کیا تمہاری کوئی حاجت ہے ہم نے کہا ہاں، اللہ آپ کی حفاظت کرے۔ قربانی کے جانوروں کی قیمت بہت گراں ہے فرمایا مل کر ایک اونٹ خرید لو اور نحر کر کے اپنے درمیان بانٹ لو میں نے کہا زاد راہ اتنا نہیں فرمایا تو مل کر ایک گائے خرید لو فرمایا اس کی بھی گنجائش نہیں، فرمایا سب مل کر ایک بکری خرید لو اور اسے ذبح کر کے تقسیم کر لو، میں نے کہا کیا سات آدمیوں کی شرکت ہو سکتی ہے فرمایا ہاں بلکہ ستر تک کی۔ (مجہول)

۴۔ ایک سال اونٹوں کی قیمت منیٰ میں بہت زیادہ ہو گئی حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے اس کے متعلق سوال کیا گیا فرمایا قربانی میں شریک ہو جاؤ میں نے کہا کتنے لوگ ہوں فرمایا جتنے کم ہوں اچھا ہے میں نے کتنے ہو سکتے ہیں فرمایا ستر۔ (حسن)

﴿ باب ۱۸۴ الذبح ﴾

١ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن مُحمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالله ابن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : « فاذكروا اسم الله عليها صوافّ » قال : ذلك حين تصفّ للنّحر تربط يديها مابين الخفّ إلى الركبة و وجوب جنوبها إذا وقعت على الأرض .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي الصباح الكنانيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام كيف تنحر البدنة ؟ فقال تنحر وهي قائمة من قبل اليمين .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : النحر في اللّبة والذّبح في الحلق .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : لايذبح لك اليهوديّ ولا النصرانيّ اُضحيّتك فإن كانت امرأة فلتذبح لنفسها وتستقبل القبلة و تقول : « وجّهت وجهي للّذي فطر السّماوات و الأرض حنيفاً ، اللّهمّ منك ولك » .

٥ ـ وعنه ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان عليّ بن الحسين عليهما السلام يجعل السكّين في يد الصبيّ ثمّ يقبض الرّجل على يد الصبيّ فيذبح .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان وابن أبي عمير قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : إذا اشتريت هديك فاستقبل به القبلة وانحره أو اذبحه وقل : « وجّهت وجهي للّذي فطر السماوات والأرض حنيفاً وما أنا من المشركين ، إنّ صلوتي و نسكي و محياي و مماتي لله ربّ العالمين لاشريك له و بذلك اُمرت وأنا من المسلمين ، اللّهمّ منك ولك بسم الله والله أكبر اللّهمّ تقبّل منّي » ثمّ أمرّ السكّين ولاتنخعها حتّى تموت .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن موسى بن جعفر البغداديّ ، عن جميل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : تبدء بمنى بالذّبح قبل الحلق و في العقيقة بالحلق قبل الذّبح .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عبدالرّحمن بن أبي هاشم البجليّ ، عن أبي خديجة قال : رأيت أباعبدالله عليه السلام وهو ينحر بدنته معقولة يدها اليسرى ثمّ يقوم من جانب يدها اليمنى و يقول : « بسم الله والله أكبر ، اللّهمّ هذا منك ولك ، اللّهمّ تقبّله منّي » ثمّ يطعن في لبّتها ثمّ يخرج السكّين بيده فإذا وجبت قطع موضع الذّبح بيده .

باب ۱۸۴

ذبح

۱۔ فرمایا اس آیت کے متعلق جب نحر کے لئے لٹایا جائے اس کے پیر کھروں سے لیکر گھٹنوں تک باندھ دیئے جائیں اور جب وہ زمین پر لیٹ جائے تب اس کے پہلو چاک کئے جائیں۔ (م)

۲۔ پوچھا حضرت سے کیسے نحر کیا جائے فرمایا نحر کرو اس کے کھڑے ہونے کی حالت میں اور نحر کرنے والا داہنی طرف کھڑا ہو (مجہول)

۳۔ فرمایا نحر ہوتا ہے لبہ (گردن کا گڑھا) اور ذبح ہوتا ہے حلق میں۔ (حسن)

۴۔ فرمایا یہودی یا نصرانی نحر نہ کرے اگر عورت ہے تو ذبح اپنے لئے رو بقبلہ ہو کر کرے اور کہے (حسن)

«وجّهت وجهي للّذي فطر السّماوات و الأرض حنيفاً ، اللّهمّ منك ولك»

۵۔ فرمایا کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام لڑکے کے ہاتھ میں چھری دیتے تھے پھر ایک شخص اس کے ہاتھ کو پکڑ کر ذبح کر دیتا تھا۔ (حسن)

۶۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے جب قربانی کا جانور خرید و تو اسے قبلہ رخ کر کے نحر یا ذبح کرو اور کہو (حسن)

«وجّهت وجهي للّذي فطر السماوات والأرض حنيفاً وما أنا من المشركين ، إنّ صلوتي و نسكي و محياي و مماتي لله ربّ العالمين لاشريك له و بذلك أمرت وأنا من المسلمين ، اللّهمّ منك ولك بسم الله والله أكبر اللّهمّ تقبّل منّي»

پھر چھری چلا دو اور جب تک مر نہ جائے اُسے ادھیڑو مت۔

۷۔ فرمایا منیٰ میں حلق سے پہلے ذبح کرو۔ اور عقیقہ میں ذبح سے پہلے حلق ہو۔ (مجہول)

۸۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام کو بدنہ نحر کرتے دیکھا اس کا بایاں اگلا پیر بندھا ہوا تھا آپ اس کے داہنی طرف کھڑے ہوئے اور فرمایا

بسم الله والله أكبر ، اللّهمّ هذا منك ولك ، اللّهمّ تقبّله منّي

پھر آپ نے اس کے لبہ پر جا تو مارا پھر اپنے ہاتھ سے چھری نکالی اور اس کے ذبح کرنے کی جگہ کو اپنے ہاتھ سے کاٹا۔

﴿باب ۸۹﴾

(الاكل من الهدى الواجب والصدقة منها و اخراجه من منى)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن ابن أبي عمير ؛ و صفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أمر رسول الله صلى الله عليه وآله حين نحر أن تؤخذ من كلّ بدنة حذوة من لحمها ثمّ تطرح في بُرمة ثمّ تطبخ و أكل رسول الله صلى الله عليه وآله و عليّ عليه السلام منها و حسيا من مرقها .

٢ ـ حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان ، عن عبدالرَّحمن بن أبي عبدالله ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله تعالى : «فإذا وجبت جنوبها (قال : إذا وقعت على الأرض) فكلوا منها و أطعموا القانع والمعترَّ» قال : القانع الّذي يرضى بما أعطيته ولا يسخط ولا يكلح ولا يلوي شدقه غضباً والمعترُّ المارُّ بك لتطعمه .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن محمّد بن الفضيل عن أبي الصباح الكنانيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن لحوم الأضاحيّ ، فقال : كان عليُّ بن الحسين و أبوجعفر عليهما السلام يتصدَّقان بثلث على جيرانهم وثلث على السؤَّال وثلث يمسكونه لأهل البيت .

٤ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ؛ و حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن غير واحد جميعاً ، عن أبان بن عثمان ، عن عبدالرَّحمن بن أبي عبدالله قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الهدي ما يأكل منه الّذي يهديه في متعته وغير ذلك ، فقال : كما يأكل من هديه .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن فداء الصيد يأكل صاحبه من لحمه فقال : يأكل من اُضحيّته و يتصدَّق بالفداء .

٦ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ : « فإذا وجبت

جنوبها فكلوا منها وأطعموا القانع والمعترّ » قال : القانع الّذي يقنع بما أعطيته والمعترّ الّذي يعتريك والسائل الّذي يسألك في يديه والبائس هو الفقير .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن إخراج لحوم الأضاحيّ من منى فقال : كنّا نقول : لا يخرج منها شيء لحاجة النّاس إليه فأمّا اليوم فقد كثر النّاس فلا بأس بإخراجه .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير قال : سألته عن رجل أهدى هدياً فانكسر فقال : إن كان مضموناً ـ و المضمون ما كان في يمين يعني نذراً أو جزاءً ـ فعليه فداؤه قلت : أيأكل منه ؟ فقال : لا إنّما هو للمساكين ، فإن لم يكن مضموناً فليس عليه شيء ، قلت : أيأكل منه ؟ قال : يأكل منه .

و روي أيضاً أنّه يأكل منه مضموناً كان أو غير مضمون .

٩ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن أسباط ، عن مولى لأبي عبدالله عليه السلام قال : رأيت أبا الحسن الأوّل عليه السلام دعا ببدنة فنحرها فلمّا ضرب الجزّارون عراقيبها فوقعت إلى الأرض وكشفوا شيئاً عن سنامها قال : اقطعوا وكلوا منها [وأطعموا] فإنّ الله عزّ وجلّ يقول : « فإذا وجبت جنوبها فكلوا منها وأطعموا » .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن حنان بن سدير ، عن أبي جعفر عليه السلام ؛ و عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي الصباح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قالا : نهانا رسول الله صلى الله عليه وآله عن لحوم الأضاحيّ بعد ثلاث ثمّ أذن فيها وقال : كلوا من لحوم الأضاحيّ بعد ثلاث وادّخروا .

باب ۱۸۱

ہدی واجب کا کھانا

١ - نحر کے بعد رسول اللہ نے حکم دیا کہ ہر قربانی کا تھوڑا تھوڑا گوشت دیں اور اس کو ہانڈی میں ڈال کر پکائیں رسول اللہ

نے اور حضرت علیؑ نے اس میں سے کچھ کھایا اور شوربا پیا۔ (حسن)

۲۔ آیہ فاذا وجبت جنوبھا الخ فرمایا جب اس کا گوشت کاٹ لیا جائے تو اس میں سے قانع اور معتر دونوں قسم کے محتاجوں کو دیا جائے۔ قانع وہ ہے کہ جو کچھ تم اسے دے دو وہ نہ اس پر غصہ کرے اور نہ دل گرفتہ ہو اور نہ غصہ میں ہونٹ چڑھائے اور معتر پیشہ ور فقیر ہے (مرسل)

۳۔ میں نے قربانی کے گوشت کے متعلق سوال کیا فرمایا حضرت علی بن الحسین اور امام محمد باقر علیہ السلام تصدق کرتے تھے ایک تہائی پڑوسیوں کو اور ایک تہائی سوال کرنے والوں کو اور ایک تہائی رکھتے تھے اپنے اہل بیت کے لیے۔

۴۔ میں نے کہا حج تمتع وغیرہ میں جو گوشت ہدیہ میں آئے تو اس سے کیا کھائے فرمایا جیسے اپنی ہدی سے کھائے (موثق)

۵۔ میں نے پوچھا شکار کے بدلہ کی قربانی کے متعلق کیا قربانی کرنے والا اس کا گوشت کھائے۔ فرمایا وہ اپنی قربانی کا کھائے اور فدیہ والی کا گوشت تصدق کر دے۔ (حسن)

۶۔ آیہ فاذا وجبت الخ کے متعلق فرمایا قانع وہ ہے کہ جسے تم دے دو اس پر قانع ہو اور معتر وہ پیشہ ور فقیر ہے جو زیادہ لینے پر بحث کرے اور سائل وہ ہے جو سوال کرے اس کا ہاتھ اس کے سامنے ہے اور بائس فقیر ہے۔ (حسن)

۷۔ میں نے سوال کیا منیٰ میں قربانی کے گوشت نکالنے کا۔ فرمایا پہلے ہم کہتے تھے اس سے کچھ نہ نکالا جائے کیونکہ لوگوں کو اس کی احتیاج ہے لیکن اب حاجیوں کی کثرت ہے اس کے نکالنے میں کوئی حرج نہیں۔ (حسن)

۸۔ میں نے کہا اگر کوئی ہدی بھیجے اور وہ مر جائے۔ فرمایا اگر وہ نذر یا فدیہ ہے تو اس پر اس کا بدلہ ہے میں نے کہا کیا اس سے کھائے فرمایا نہیں وہ حق مساکین ہے (مجہول)

۹۔ ایک روایت میں ہے کوئی حالت ہو کھانا جائز ہے۔

۱۰۔ میں نے امام موسیٰ کاظمؑ کو دیکھا کہ آپ نے بدنہ منگایا اور اس کو نحر کیا جب اونٹوں کے ضرب لگائی تو ان کی گردن کے موٹے پٹھے کٹ گئے اور کوہان کا کچھ حصہ کھل گیا۔ فرمایا اسے کاٹو اور کھاؤ۔ اللہ فرماتا ہے جب اس کے دست و بازو کاٹ چکو تو خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔ (ض)

۱۱۔ فرمایا امامینؑ نے کہ رسولؐ اللہ نے منع کیا ہم کو قربانی کا گوشت کھانے سے تین دن کے بعد پھر اجازت دی تین دن کے بعد کھانے کی اور ذخیرہ کرنے کی۔ (موثق)

باب ۱۸

(جلود الهدی)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختري ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : نهى رسول الله صلى الله عليه وآله أن يعطى الجزّار من جلود الهدي و أجلالها

شيئاً

٢ ـ و في رواية معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ينتفع بجلد الأُضحيّة و يشترى به المتاع و إن تصدّق به فهو أفضل وقال : نحر رسول الله صلى الله عليه وآله بدنة ولم يعط الجزّارين جلودها ولا قلائدها ولاجلالها ولكن تصدّق به ولا تعط السلّاخ منها شيئاً ولكن أعطه من غير ذلك .

باب ۱۸۲

ہدی کی کھال

۱۔ فرمایا رسول اللہ نے منع کیا ہے کہ قصاب کو ہدی کی کھال اس کی جھول سے کچھ بھی دینے کو، ایک روایت میں ہے کہ قربانی کی جلدوں سے سامان خریدا جائے اور اگر صدقہ میں دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ فرمایا رسول اللہ نے بدنہ نحر کیا اور قصابوں کو نہ تو کھالیں دیں نہ قلادے نہ جھولیں بلکہ ان کا صدقہ دیا اور نہ کھال اتارنے والے کو اس میں سے کچھ دیا

﴿ باب ١٨٣ ﴾

(الحلق والتقصير)

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن الحسن ، عن إبراهيم بن مسلم ، عن أبي شبل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ المؤمن إذا حلق رأسه بمنى ثمَّ دفنه جاء يوم القيامة وكلُّ شعرة لها لسان طلق تلبّي باسم صاحبها .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن مفضّل بن صالح ، عن أبان بن تغلب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : للرَّجل أن يغسل رأسه بالخطميِّ قبل أن يحلقه ؟ قال : يقصّر و يغسله .

٣ ـ حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان ، عن عبدالرَّحمن بن أبي عبدالله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يوم النّحر يحلق رأسه ويقلّم أظفاره ويأخذ من شاربه ومن أطراف لحيته .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن عليِّ بن أبي حمزة ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : إذا اشتريت أُضحيّتك ووزنت ثمنها وصارت في رحلك فقد

بلغ الهدي محلّه فإن أحببت أن تحلق فاحلق.

٥ ـ و بإسناده، عن علي بن أبي حمزة، عن أبي بصير قال: سألته عن رجل جهل أن يقصّر من رأسه أو يحلق حتّى ارتحل من منى قال: فليرجع إلى منى حتّى يحلق بها شعره أو يقصّر وعلى الصّرورة أن يحلق.

٦ ـ علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: ينبغي للصّرورة أن يحلق و إن كان قد حجّ فإن شاء قصّر وإن شاء حلق، قال وإذا لبّد شعره أو عقصه فإنّ عليه الحلق و ليس له التقصير.

٧ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمّد، عن علي بن أبي حمزة، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: على الصرورة أن يحلق رأسه ولا يقصّر و إنّما التقصير لمن حجّ حجّة الإسلام.

٨ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن إسماعيل، عن محمّد بن الفضيل، عن أبي الصباح الكناني قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل نسي أن يقصّر من شعره و هو حاجّ حتّى ارتحل من منى، قال: ما يعجبني أن يلقي شعره إلّا بمنى، و قال: في قول الله عزّ وجلّ: «ثمّ ليقضوا تفثهم» قال: هو الحلق و ما في جلد الإنسان.

٩ ـ علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حفص بن البختري، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل يحلق رأسه بمكّة، قال يردّ الشعر إلى منى.

١٠ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن يحيى، عن غياث بن إبراهيم، عن جعفر، عن آبائه، عن علي عليه السلام قال: السنّة في الحلق أن يبلغ العظمين.

١١ ـ أحمد بن محمّد، عن ابن أبي عمير، عن بعض أصحابنا، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: تقصّر المرأة من شعرها لعمرتها قدر أنملة.

١٢ ـ أحمد بن محمّد، عن ابن أبي نصر قال: قلت لأبي الحسن الرضا عليه السلام: إنّا حين نفرنا من منى أقمنا أيّاماً ثمّ حلقت رأسي طلب التلذّذ فدخلني من ذلك شيء؟ فقال: كان أبو الحسن صلوات الله عليه إذا خرج من مكّة فأتي بثيابه حلق رأسه؛ قال: و قال في قول الله عزّ وجلّ: «ثمّ ليقضوا تفثهم وليوفوا نذورهم» قال: التفث تقليم الأظفار وطرح

الوسخ و طرح الإحرام .

۱۳ ـ محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن محمد بن عيسى ، عن ياسين الضرير ، عن حريز ، عن زرارة أنّ رجلاً من أهل خراسان قدم حاجّاً و كان أقرع الرأس لا يحسن أن يلبّي فاستفتي له أبوعبدالله عليه السلام فأمر أن يلبّى عنه و يمرّ الموسى على رأسه فانّ ذلك يجزي عنه .

باب ۱۸۰

حلق و تقصیر

۱۔ فرمایا جو مومن منیٰ میں سر منڈوائے گا اور دفن ہوگا تو روز قیامت اس کا ہر بال صاف زبان میں تلبیہ کرے گا اس کا نام لے کر۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا مرد کو چاہیئے اپنا سر خطمی سے دھوئے قبل سر منڈوانے کے اور فرمایا بال کٹوائے اور غسل کرے۔ (ح)

۳۔ رسول اللہ یوم نحر سر منڈواتے تھے ناخن کٹواتے تھے مونچھیں ترشواتے تھے اور داڑھی کے اطراف کو کٹواتے تھے (مرسل)

۴۔ فرمایا جب تم قربانی کا جانور خرید لو اور قیمت دے دو اور وہ تمہاری سواری کے ساتھ ہو اور ہدی اپنے مقام پہ پہنچ جائے تو اگر چاہو تو سر منڈالو (ح)

۵۔ میں نے کہا ایک شخص نہیں جانتا کہ بال کٹوائے یا سر منڈوائے اور منیٰ سے چل دیتا ہے فرمایا وہ لوٹے سر منڈوائے یا بال کٹوائے اور صرورہ کو بال منڈانے چاہئیں۔ (ح)

۶۔ فرمایا صرورہ کو بال منڈوانے چاہئیں اور اگر حج کر لیا ہے تو اختیار ہے چاہے کٹوائے یا منڈوائے اور فرمایا جس کے بال بڑے ہوئے ہوں گچھے دار ہوں اس کو منڈوانے چاہئیں نہ کہ کٹوائے۔ (حسن)

۷۔ فرمایا صرورہ کو سر منڈوانا چاہیئے کٹوائے نہیں، کٹوانا اس کے لئے ہے جو حج کرے۔

۸۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو حج میں اپنے بال کٹوانے بھول جائے یہاں تک کہ وہ منیٰ سے کوچ کر جائے فرمایا کس قدر مجھے تعجب ہوتا ہے کہ وہ منیٰ کے علاوہ بال کٹوائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چاہیئے وہ اپنی کثافت دور کریں اور وہ سر منڈوانا اور جلد بدن کا میل صاف کرنا ہے۔

۹۔ فرمایا جو کوئی مکہ میں سر منڈوائے وہ منیٰ میں بھی منڈوائے۔ (حسن)

۱۰۔ حضرت علیؑ نے فرمایا سنت ہے دو کانوں کی جڑوں تک سر منڈوائے۔ (موثق)

۱۱۔ فرمایا عمرہ میں عورت بقدر ایک انگل کے بال کٹوائے ۔(ح)

۱۲۔ امام رضا علیہ السلام جب مکہ سے نکلتے تو اپنے کپڑے پہنے ہوتے اور سر منڈا ہوا ہوتا اور یہ آیت پڑھتے لیقضوا تفثهم وليوفوا نذورهم، قال: التفث تقليم الأظفار وطرح الوسخ و طرح الإحرام فرمایا حضرت نے تفث سے مراد ہے ناخن کٹوانا، میل دور کرنا اور احرام اتارنا ۔(مجہول)

۱۳۔ ایک شخص خراسان سے حج کرنے آیا اس کے سر پہ بال نہ تھے اور اچھی طرح تلبیہ نہیں کر سکتا تھا حضرت سے اس کے متعلق پوچھا گیا آپ نے حکم دیا کہ کوئی اس کی طرف سے تلبیہ کرے اور اس کے سر پہ استرا پھرا دینا کافی ہے۔

﴿باب ۱۸۸﴾

✿(من قدم شيئاً أو أخره من مناسكه)✿

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درَّاج قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرَّجل يزور البيت قبل أن يحلق ، قال : لاينبغي إلّا أن يكون ناسياً ثمَّ قال : أنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله أتاه أناس يوم النَّحر فقال بعضهم : يارسول الله إنّي حلقت قبل أن أذبح و قال بعضهم : حلقت قبل أن أرمي فلم يتركوا شيئاً كان ينبغي لهم أن يؤخّروه إلّا قدَّموه ، فقال : لا حرج .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر قال : قلت لأبي جعفر الثاني عليه السلام : جعلت فداك إنَّ رجلاً من أصحابنا رمى الجمرة يوم النحر و حلق قبل أن يذبح فقال : إنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله لمّا كان يوم النّحر أتاه طوائف من المسلمين فقالوا : يا رسول الله ذبحنا من قبل أن نرمي و حلقنا من قبل أن نذبح ، ولم يبق شيء ممّا ينبغي لهم أن يقدّموه إلّا أخّروه ولاشيء ممّا ينبغي لهم أن يؤخّروه إلّا قدَّموه ، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : لاحرج لاحرج .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ و سهل بن زياد جميعاً ، عن ابن محبوب ، عن أبي أيّوب الخزَّاز ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام في رجل زار البيت قبل أن يحلق ، فقال : إن كان زار البيت قبل أن يحلق وهو عالم أنَّ ذلك لاينبغي له فإنَّ عليه دم شاة .

٤ ـ أبو عليٍّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن معاوية

ابن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل نسي أن يذبح بمنى حتّى زار البيت فاشترى بمكّة ثمّ ذبح ، قال : لا بأس قد أجزء عنه .

باب ۱۸۸

مناسک میں مقدّم و موخّر کرنا

۱۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو خانۂ کعبہ کی زیارت کرے قبل حلق فرمایا نہیں اسے چاہئے تھا بھول ہو جائے تو خیر پھر فرمایا یوم نحر رسولؐ اللہ کے پاس کچھ لوگ آئے ایک نے کہا رسولؐ اللہ میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا ایک نے کہا میں نے رمی سے پہلے حلق کرا لیا انھوں نے ہر شے جو موخر تھی مقدم کر دیا ۔ فرمایا کوئی حرج نہیں (حن)

۲۔ میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے کہا میں آپ پر فدا ہوں ہمارا ایک ساتھی ہے جس نے رمی جمرہ کی یوم نحر اس کے پاس کچھ مسلمان آئے انھوں نے کہا یا رسولؐ اللہ ہم نے رمی سے پہلے ذبح کر لیا اور ذبح سے پہلے سر منڈوا لیا کوئی چیز ایسی نہ رہی جو مقدم تھی اسے موخر کر دیا ہو اور جو موخر تھی اسے مقدم نہ کر دیا ہو حضرت نے فرمایا کوئی حرج نہیں کوئی حرج نہیں ۔ (ص)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص نے حلق سے پہلے بیت اللہ کی زیارت کی ۔ فرمایا اگر عالم مسئلہ تھا اور اس نے ایسا کیا تو ایک بکری ذبح کرے ۔ (م)

۴۔ فرمایا اس شخص کے بارے میں جو بھول گیا منا میں ذبح کرنا اور اس نے کعبہ کی زیارت کی پھر اس نے مکہ میں جانور خرید کرکے ذبح کیا فرمایا کافی ہے (م)

﴿ باب ۱۸۹ ﴾

☆(مايحلّ للرجل من اللباس والطيب اذا حلق قبل أن يزور)☆

۱ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن سعيد ابن يسار قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن المتمتّع إذا حلق رأسه قبل أن يزور البيت يطليه بالحنّاء قال : نعم الحنّاء والثياب و الطيب وكلّ شيء إلّا النّساء ـ ردّدها عليّ مرّتين أوثلاثة ـ قال : وسألت أباالحسن عليه السلام عنها فقال : نعم الحنّاء والثياب والطيب و كلّ شيء إلّا النساء .

۲ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب قال : سألت أباعبدالله عليه السلام فقلت : المتمتّع يغطّي رأسه إذا حلق ؟ فقال : يا بنيّ حلق رأسه

أعظم من تغطيته إيّاه .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ بن يقطين ، عن يونس مولى عليّ ، عن أبي أيّوب الخزّاز قال : رأيت أبا الحسن عليه السلام بعد ماذبح حلق ثمّ ضمّد رأسه بمسك وزار البيت و عليه قميص و كان متمتّعاً .

عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن أبي أيّوب نحوه .

٤ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج قال : ولد لأبي الحسن عليه السلام مولود بمنى فأرسل إلينا يوم النحر بخبيص فيه زعفران وكنّا قد حلقنا ، قال عبدالرّحمن : فأكلت أنا و أبى الكاهليّ و مرازم أن يأكلا و قالا : لم نزر البيت فسمع أبوالحسن عليه السلام كلامنا فقال لمصادف وكان هو الرسول الّذي جاءنا به ـ : في أيّ شيء كانوا يتكلّمون قال : أكل عبدالرّحمن وأبى الآخران وقالا : لم نزر بعد ، فقال : أصاب عبدالرّحمن ثمّ قال : أما يذكر حين اُتينا به في مثل هذا اليوم فأكلت أنا منه وأبى عبدالله أخي أن يأكل منه فلمّا جاء أبي حرّشه عليّ فقال : يا أبه إنّ موسى أكل خبيصاً فيه زعفران ولم يزر بعد ، فقال أبي : هو أفقه منك أليس قد حلقتم رؤوسكم .

٥ ـ صفوان ، عن إسحاق بن عمّار قال : سألت أبا إبراهيم عليه السلام عن المتمتّع إذا حلق رأسه ما يحلّ له ؛ فقال : كلّ شيء إلّا النّساء .

باب ۱۸۹

مرد کے لئے کیا لباس ہو

۱۔ میں نے پوچھا تمتع کرنے والے کے لئے جب زیارت سے پہلے اپنا سر منڈوا لے مہندی لگانا جائز ہے فرمایا حنا، لباس اور خوشبو اور ہر شے سوائے عورتوں کے دو یا تین بار حضرت نے یہ فرمایا میں نے امام رضا علیہ السلام سے اس کے متعلق پوچھا فرمایا ہاں حنا کپڑے اور خوشبو سب جائز ہے عورتوں کے سوا ۔ (۱۰)

۲۔ میں کہا تمتع کرنے والا حلق کے بعد اپنا سر ڈھانپے فرمایا لے لڑکے حلق راس اعظم ہے بہ نسبت سر چھپانے کے (موثق)

۳۔ میں نے ابوالحسن علیہ السلام کو دیکھا ذبح کے بعد حلق کرایا پھر سر پر مشک کا ضماد کیا اور بیت اللہ کی زیارت کی ایک

قمیض پہنے ہوئے حج تمتع میں کی ۔ (۴)

ابوایوب نے بھی یہی روایت کی ہے ۔

۴۔ راوی نے کہا امام رضا علیہ السلام کے منیٰ میں ایک لڑکا پیدا ہوا ۔ حضرت نے ہمارے لئے اس کے گوشت کا ایک کھانا پکوا کر بھیجا جس میں زعفران تھا اور ہم سر منڈوا چکے تھے عبد الرحمٰن راوی نے بیان کیا میں نے تو کھایا کاہلی اور مرازم نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم نے ابھی بیت اللہ کی زیارت نہیں کی ۔ ابوالحسن علیہ السلام نے ہمارا کلام سنا ، مصادف نے جو حضرت کی طرف سے کھانا لایا تھا ہم سے یہ کہا یہ کس امر پر گفتگو کر رہے ہیں ۔ عبد الرحمٰن نے کہا کہ اسکے بعد زیارت نہ ہوگی اس نے کہا کیا وہ دن یاد نہیں جب ہم لائے تھے حضرت کی طرف سے فلاں دن تو میں نے اس میں سے کھایا تھا اور مبشر کھائی عبد اللہ نے انکار کیا تھا اس کے کھانے سے ، جب ابی حضرت آیا تو اس نے کہا بابا جان موسیٰ نے وہ کھانا کھالیا جس میں زعفران تھا اور اس نے بعد میں زیارت بیت نہ کی ۔ میرے باپ نے کہا وہ تجھ سے زیادہ فقیہ ہے کیا تم نے اپنے سر نہیں منڈوا لیے تھے ۔ (موثق)

۵ ۔ فرمایا تمتع کرنے والا جب سر منڈوا لے تو اس پر ہر شے سوائے عورتوں کے حلال ہو جاتی ہے (موثق)

﴿ باب ۹۱ ﴾

(صوم المتمتع اذا لم يجد الهدى)

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ و سهل بن زياد جميعاً ، عن رفاعة بن موسى قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن المتمتّع لايجد الهدي ، قال : يصوم قبل التروية بيوم و يوم التّروية ويوم عرفة ، قلت : فإنّه قدم يوم التروية ؟ قال : يصوم ثلاثة أيّام بعد التشريق، قلت : لم يقم عليه جمّاله ؟ قال : يصوم يوم الحصبة و بعده يومين ، قال : قلت : و ما الحصبة ؟ قال : يوم نفره ، قلت : يصوم وهو مسافر ؟ قال : نعم أليس هو يوم عرفة مسافراً إنّا أهل بيت نقول ذلك لقول الله عزَّ وجلَّ : « فصيام ثلاثة أيّام في الحجِّ » يقول في ذي الحجّة .

٢ ـ أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن عبدالكريم بن عمرو ، عن زرارة ، عن أحدهما عليهما السلام أنّه قال : من لم يجد هدياً و أحبَّ أن يقدّم الثلاثة الأيّام في أوَّل العشر فلا بأس .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن

صفوان بن يحيى؛ وابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن متمتّع لم يجد هدياً قال: يصوم ثلاثة أيّام في الحجّ يوماً قبل التروية و يوم التروية و يوم عرفة، قال: قلت: فإن فاته ذلك؟ قال: يتسحّر ليلة الحصبة و يصوم ذلك اليوم و يومين بعده، قلت: فإن لم يقم عليه جمّاله أيصومها في الطريق؟ قال: إن شاء صامها في الطريق و إن شاء إذا رجع إلى أهله.

٤ ـ أبوعليّ الأشعريّ، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن صفوان بن يحيى، عن عيص بن القاسم، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن متمتّع يدخل يوم التروية وليس معه هدي، قال: فلايصوم ذلك اليوم ولايوم عرفة ويتسحّر ليلة الحصبة فيصبح صائماً وهو يوم النفر و يصوم يومين بعده.

٥ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن بعض أصحابه، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال: قلت له رجلٌ: تمتّع بالعمرة إلى الحجّ في عيبته ثياب له يبيع من ثيابه ويشتري هديه؟ قال: لا هذا يتزيّن به المؤمن، يصوم ولايأخذ شيئاً من ثيابه.

٦ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن أبي عبدالله عليه السلام في متمتّع يجد الثمن ولايجد الغنم قال: يخلّف الثمن عند بعض أهل مكّة ويأمر من يشتري له و يذبح عنه وهو يجزىء عنه فإن مضى ذوالحجّة أخّر ذلك إلى قابل من ذي الحجّة.

٧ ـ أبوعليّ الأشعريّ، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن صفوان بن يحيى، عن يحيى الأزرق قال: سألت أباالحسن عليه السلام عن متمتّع كان معه ثمن هدي وهو يجد بمثل ذلك الّذي معه هدياً فلم يزل يتوانى و يؤخّر ذلك حتّى إذا كان آخر النهار غلت الغنم فلم يقدر أن يشتري بالّذي معه هدياً، قال: يصوم ثلاثة أيّام بعد أيّام التشريق.

٨ ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر، عن عبدالكريم، عن أبي بصير قال: سألته عن رجل تمتّع فلم يجد هدياً فصام الثلاثة الأيّام فلمّا قضى نسكه بدا له أن يقيم بمكّة، قال: ينتظر مقدم أهل بلاده فإذا ظنّ أنّهم قد دخلوا فليصم السبعة الأيّام.

٩ ـ أحمد بن محمّد بن أبي نصر، عن عبدالكريم، عن أبي بصير، عن أحدهما عليهما السلام

قال : سألته عن رجل تمتّع فلم يجد ما يهدي [به] حتّى إذا كان يوم النفر وجد ثمن شاة أيذبح أو يصوم ؟ قال : بل يصوم فإنّ أيّام الذّبح قد مضت .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ، عن منصور ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من لم يصم في ذي الحجّة حتّى يهلّ هلال المحرّم فعليه دم شاة وليس له صوم و يذبحه بمنى .

١١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن عبدالله بن بحر ، عن حمّاد بن عثمان قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن متمتّع صام ثلاثة أيّام في الحجّ ثمّ أصاب هدياً يوم خرج من منى ، قال : أجزأه صيامه .

١٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن معاوية بن عمّار قال : من مات ولم يكن له هدي لمتعته فليصم عنه وليّه .

١٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن رجل يتمتّع بالعمرة إلى الحجّ ولم يكن له هدي فصام ثلاثة أيّام في الحجّ ثمّ مات بعد ما رجع إلى أهله قبل أن يصوم السبعة الأيّام أعلى وليّه أن يقضي عنه ؟ قال : ما أرى عليه قضاء .

١٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن عبدالله بن هلال ، عن عقبة بن خالد قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل تمتّع و ليس معه ما يشتري به هدياً فلمّا أن صام ثلاثة أيّام في الحجّ أيسر أيشتري هدياً فينحره أو يدع ذلك و يصوم سبعة أيّام إذا رجع إلى أهله ؟ قال : يشتري هدياً فينحره و يكون صيامه الّذي صامه نافلة له .

١٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه رفعه في قوله عزّ وجلّ : «فمن لم يجد فصيام ثلاثة أيّام في الحجّ و سبعة إذا رجعتم تلك عشرة كاملة» قال : كمالها كمال الأضحية .

١٦ ـ بعض أصحابنا ، عن محمّد بن الحسين ، عن أحمد بن عبدالله الكرخيّ قال : قلت للرّضا عليه السلام : المتمتّع يقدم وليس معه هدي أيصوم ما لم يجب عليه ؟ قال : يصبر إلى يوم النحر فإن لم يصب فهو ممّن لم يجد .

باب ۱۹۱
تمتع کرنے والے کا روزہ

۱۔ میں نے حضرت سے اس حج تمتع کرنے والے کے متعلق پوچھا جو قربانی نہ کر سکا فرمایا وہ تین روزے رکھے ایک قبل ترویہ (۸ ذی الحجہ) اور ایک روز ترویہ اور ایک روز عرفہ، میں نے کہا اگر وہ آیا ہی روز ترویہ ہو، فرمایا پھر تین دن یوم تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) میں رکھے۔ میں نے کہا اس کا اونٹ والا اتنا نہیں ٹھہرتا فرمایا پھر ایک یوم حصبہ اور دو دن اس کے بعد، میں نے کہا حصبہ کیا ہے فرمایا تمہارے چلنے کا دن، میں نے کہا کیا سفر میں روزہ رکھے فرمایا ہاں کیا یوم عرفہ وہ مسافر نہیں تھا اور ہم اہلبیت، یہ اس آیت کے مطابق کہتے ہیں پس حج میں (یعنی ذی الحجہ میں) تین دن کے روزے ہیں۔ (ص)

۲۔ فرمایا جو ہدی نہ پاسکے تو میرے نزدیک یہ پسندیدہ ہے کہ اول عشرہ میں تین دن مقدم رکھے۔ (موثق)

۳۔ میں نے اس متمتع کے متعلق سوال کیا جو ہدی کو نہ پاسکے فرمایا وہ حج میں تین دن روزہ رکھے ایک دن قبل ترویہ ایک دن ترویہ کا اور ایک یوم عرفہ، میں نے کہا اگر یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے فرمایا چلنے کی رات کو سحری کھائے اور اس دن روزہ رکھے اور دو دن اس کے بعد، میں نے کہا اگر اس کا اونٹ والا نہ ٹھہرے۔ فرمایا اگر چاہے تو راستہ میں روزہ رکھے ورنہ گھر جا کر۔ (حسن)

۴۔ میں نے متمتع کے متعلق پوچھا کہ وہ یوم ترویہ داخل ہوتا ہے اور اس کے پاس ہدی نہیں ہے فرمایا وہ اس روز روزہ رکھے، عرفہ کے دن نہیں اور کوچ کی رات کو سحری کھائے اور اس دن کہ کوچ کرے، روزہ رکھے اور دو دن بعد میں۔ (ص)

۵۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا ایک شخص حج تمتع کا عمرہ کرتا ہے اس کی گٹھری میں کپڑے ہیں اسے بیچ کر ہدی خریدتا ہے۔ فرمایا مومن کی زینت ان چیزوں سے نہیں ہوتی وہ روزہ رکھتا ہے اور اپنے کپڑوں سے کچھ نہیں لیتا۔ (مرسل)

۶۔ فرمایا اس متمتع کے بارے میں جس کے پاس قیمت تو ہو لیکن بکری نہ ملے۔ فرمایا وہ قیمت کو کسی اہل مکہ کو دے اور اسے بکری خریدنے کو کہے اور یہ کہ وہ اس کی طرف سے ذبح کر دے تو یہ اس کی طرف سے کافی ہوگا اور فرمایا اور یہ کام وہ گزشتہ ذی الحجہ سے آخری ذی الحجہ تک کر دے۔ (حسن)

۷۔ میں نے کہا اس متمتع کے لئے جس کے پاس ہدی کی قیمت ہو اور اسے اس قیمت کی ہدی مل بھی رہی ہو لیکن وہ خریدنے میں تاخیر کرے اور دن کے آخری حصہ میں بکری کی قیمت گراں ہو جائے اور وہ اس رقم سے جو اس کے پاس ہے نہ خرید سکے تو

فرمایا ایام تشریق کے بعد تین دن روزے رکھے۔ (م)

۸۔ میں نے اس تمتع کرنے والے کے متعلق پوچھا جسے ہدی نہیں ملی اس نے تین دن روزے رکھے جب وہ اپنے مناسک ادا کر چکا تو اسے مکہ میں قیام کرنا پڑا فرمایا وہ اپنے شہر والے لوگوں کے آنے کا انتظار کرے جب معلوم ہو کہ وہ آگئے تو سات روزے رکھے۔ (ض)

۹۔ میں نے کہا ایک تمتع کرنے والے نے ہدی نہ پائی جب چلنے لگا تو بکری کی قیمت اس کے پاس آگئی تو آیا وہ ذبح کرے یا روزے رکھے فرمایا روزہ رکھے کیونکہ ذبح کا وقت تو گزر گیا۔ (موثق)

۱۰۔ فرمایا جو ذی الحج میں روزے نہ رکھے اور محرم کا چاند نظر آجائے تو اس کا کفارہ ایک بکری ذبح کرنا ہے اس کے روزہ نہیں اسے منیٰ میں لے جا کر ذبح کرے۔ (حسن)

۱۱۔ میں نے کہا ایک شخص نے تین روزے رکھ لئے پھر اسے ہدی مل گئی جس دن وہ منیٰ سے چلا فرمایا روزے کافی ہیں (ض)

۱۲۔ فرمایا جو مر جائے اور قربانی نہ کی ہو تو اس کے ولی کو چاہیئے کہ روزہ رکھے۔ (م)

۱۳۔ میں نے پوچھا ایک شخص نے عمرہ حج تمتع کیا لیکن قربانی نہ کی اس نے ذی الحج میں تین روزے رکھے پھر مر گیا اس کے بعد وہ اپنے گھر آیا وہ سات روزے نہ رکھ پایا تو کیا اس کے ولی پر قضا ہے فرمایا میرے نزدیک قضا نہیں۔ (حسن)

۱۴۔ میں نے کہا ایک شخص نے حج تمتع کیا لیکن ہدی خریدنے کو اس کے پاس پیسہ نہیں پس آیا تین دن روزہ رکھنا اس کے لئے آسان ہے یا ہدی خرید کر ذبح کرنا یا ان دونوں کو چھوڑ کر سات دن روزے رکھنا اپنے گھر جا کر، فرمایا ہدی کو خرید کر نحر کرنا اور جو روزے رکھے ہوں گے وہ نافلہ قرار پائیں گے۔ (مجہول)

۱۵۔ اس آیت کے متعلق فرمایا کمال قربانی میں ہے

«فمن لم يجد فصيام ثلاثة أيام في الحج و سبعة إذا رجعتم تلك عشرة كاملة»

من منى ، فقال : أنا أغتسل من منى ثمّ أزور البيت .

٢ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن إسحاق بن عمّار قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن غسل الزّيارة يغتسل الرّجل باللّيل ويزور في اللّيل بغسل واحد أيجزئه ذلك ؟ قال: يجزئه مالم يحدث [مايوجب] وضوءاً فإن أحدث فليعد غسله باللّيل .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ينبغي للمتمتّع أن يزور البيت يوم النحر أو من ليلته ولا يؤخّر ذلك .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ؛ و صفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام في زيارة البيت يوم النحر قال : زره فإن شغلت فلايضرّك أن تزور البيت من الغد ولا تؤخّره أن تزور من يومك فإنّه يكره للمتمتّع أن يؤخّره و موسّع للمفرد أن يؤخّره فإذا أتيت البيت يوم النحر فقمت على باب المسجد قلت : « اللّهمّ أعنّي على نسكك و سلّمني له وسلّمه لي أسألك مسألة العليل الذليل المعترف بذنبه أن تغفرلي ذنوبي وأن ترجعني بحاجتي ، اللّهمّ إنّي عبدك والبلد بلدك والبيت بيتك جئت أطلب رحمتك و أؤمّ طاعتك متّبعاً لأمرك راضياً بقدرك أسألك مسألة المضطرّ إليك المطيع لأمرك المشفق من عذابك الخائف لعقوبتك أن تبلّغني عفوك و تجيرني من النّار برحمتك » ثمّ تأتي الحجر الأسود فتستلمه و تقبّله ، فإن لم تستطع فاستلمه بيدك و قبّل يدك ، فإن لم تستطع فاستقبله و كبّر وقل كما قلت حين طفت بالبيت يوم قدمت مكّة ثمّ طف بالبيت سبعة أشواط كما وصفت لك يوم قدمت مكّة ثمّ صلّ عند مقام إبراهيم عليه السلام ركعتين تقرء فيهما بقل هوالله أحد وقل يا أيّها الكافرون ثمّ ارجع إلى الحجر الأسود فقبّله إن استطعت و استقبله وكبّر ثمّ اخرج إلى الصّفا فاصعد عليه واصنع كما صنعت يوم دخلت مكّة ثمّ ائت المروة فاصعد عليها وطف بينهما سبعة أشواط ، تبدء بالصّفا و تختم بالمروة فإذا فعلت ذلك فقد أحللت من كلّ شيء أحرمت منه إلّا النساء ثمّ ارجع إلى البيت وطف به اُسبوعاً آخر ثمّ صلّ ركعتين عند مقام إبراهيم عليه السلام ثمّ أحللت من كلّ شيء و فرغت من حجّك كلّه وكلّ شيء أحرمت منه .

۵ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عمّن ذكره قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام :
جعلت فداك متمتّع زار البيت فطاف طواف الحج ثمّ طاف طواف النساء ثمّ سعى ؛ فقال :
لا يكون السعي إلّا قبل طواف النساء ، فقلت : عليه شيء ؟ فقال : لا يكون السعي إلّا
قبل طواف النساء .

باب ۱۹۱

زیارت

۱۔ میں نے پوچھا خانۂ کعبہ کی زیارت کے لیے منیٰ میں غسل کیا جائے فرمایا میں منیٰ میں غسل کرکے زیارت کرتا ہوں ۔ (ح)

۲۔ میں نے غسل زیارت کے متعلق سوال کیا ، مرد غسل کرے رات کو اور زیارت کرے رات میں ایک غسل سے تو کیا یہ کافی ہے
فرمایا کافی ہے جب تک ناقض وضو حدث صادر نہ ہو اگر ہو جائے تو رات میں پھر غسل کرے (موثق)

۳۔ فرمایا متمتع کو چاہیے کہ روز قربانی زیارت بیت کرے یا اسی رات میں اور اس میں تاخیر نہ کرے (حسن)

۴۔ فرمایا یوم نحر بیت اللہ کی زیارت کرو اگر ہجوم کی وجہ سے رات کو موقع نہ ملے تو صبح کو ۔ اور تاخیر نہ کرو اور زیارت کرو اسی
روز کیونکہ متمتع کے لیے تاخیر مکروہ ہے اور توسیع ہے حج مفرد والے کے لیے اگر وہ تاخیر کرے اور جب یوم نحر بیت اللہ کے پاس آؤ
تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہو۔ « اللّهمّ أعنّي على نسكك و

سلّمني له وسلّمه لي أسألك مسألة العليل الذليل المعترف بذنبه أن تغفرلي ذنوبي وأن
ترجعني بحاجتي ، اللّهمّ إنّي عبدك والبلد بلدك والبيت بيتك جئت أطلب رحمتك و
أؤمّ طاعتك متّبعاً لأمرك راضياً بقدرك أسألك مسألة المضطرّ إليك المطيع لأمرك
المشفق من عذابك الخائف لعقوبتك أن تبلّغني عفوك و تجيرني من النّار برحمتك »

پھر حجر اسود کے پاس آؤ اسے چھاتی سے لگاؤ اسے بوسہ دو اور اگر یہ نہ کر سکو تو اس کا استلام اپنے ہاتھ سے کرکے
اپنے ہاتھ کو بوسہ دو اور تکبیر کہو اور وہی کہو جو مکہ آنے کے دن طواف بیت کرتے وقت کہا تھا پھر سات بار طواف
بیت کرو، جیسا میں نے بتایا تھا اس دن جب تم مکہ آئے تھے ، پھر مقام ابراہیم پر نماز پڑھو دو رکعت قل ھو اللہ
اور قل یا ایہا الکافرون کے ساتھ ، پھر حجر کی طرف آؤ اور اس کا استلام کرو، بوسہ دو اور تکبیر کہو پھر صفا کی
طرف آؤ اور اس پر چڑھو اور وہی کرو جو مکہ آتے وقت کیا تھا پھر مروہ پر چڑھو اور ان کے درمیان چھ بار طواف کرو

صفا سے ابتدا کرو اور مروہ پر ختم ، اس کے بعد وہ سب چیزیں تم پر حلال ہو گئیں جو حرام ہو گئی تھیں سوائے عورتوں کے ، پھر خانۂ کعبہ کی طرف آؤ اور سات بار آخری طواف کرو پھر دو رکعت نماز پڑھو مقام ابراہیم پر ، اب تم پر ہر شے حلال ہو گئی اور تم حج سے فارغ ہو گئے (حسن)

۵۔ میں نے کہا تمتع کرنے والے نے بیت اللہ کی زیارت کی اور طواف حج کیا پھر طواف نساء کیا اب کچھ اور باقی ہے فرمایا نہیں سعی ہوئی مگر قبل طواف نساء کے ۔ (مرسل)

﴿ باب ۱۹۲ ﴾

☆(طواف النساء)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد قال : قال أبو الحسن عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ : « وليطّوّفوا بالبيت العتيق » قال : طواف الفريضة طواف النّساء .

٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن بعض أصحابه ، عن حمّاد بن عثمان ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ : «وليوفوا نذورهم وليطّوّفوا بالبيت العتيق» قال : طواف النساء .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء ، عن عبدالله بن سنان ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لولا ما منَّ الله عزَّ وجلَّ على النّاس من طواف النّساء لرجع الرَّجل إلى أهله و ليس يحلُّ له أهله .

٤ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ بن يقطين ، عن أخيه الحسين بن عليّ بن يقطين قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن الخصيان و المرأة الكبيرة أعليهم طواف نساء ؟ قال : نعم عليهم الطواف كلّهم .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجلٌ نسي طواف النساء حتّى دخل أهله قال : لاتحلُّ له النّساء حتّى يزور البيت ؛ و قال : يأمر أن يقضي عنه إن لم يحجَّ فإن توفّي قبل أن يطاف عنه فليقض عنه وليّه أو غيره .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن

الحلبيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن المرأة المتمتّعة تطوف بالبيت و بالصفاوالمروة للحجّ ثمّ ترجع إلى منى قبل أن تطوف بالبيت ، فقال : أليس تزور البيت ؟ قلت : بلى ، قال : فلتطف .

٧ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق بن عمّار ، عن سماعة ، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : سألته عن رجل طاف طواف الحجّ و طواف النساء قبل أن يسعى بين الصفا والمروة ، فقال : لايضرّه يطوف بين الصفا والمروة وقد فرغ من حجّه .

باب ۱۹۲

طواف النساء

۱۔ فرمایا اس آیت کے متعلق طواف کرو بیت عتیق کا ۔ اس مراد طواف واجبہ نساء ہے ۔ (ض)

۲۔ ترجمہ اوپر ہے ۔ (ض)

۳۔ فرمایا اگر اللہ کا احسان نہ ہوتا طواف نساء کے متعلق تو مرد اپنے گھر کی طرف اس حال میں لوٹتا کہ اس کی بی بی اس پر حلال نہ ہوتی ۔ (موثق)

۴۔ میں نے کہا خصی مرد اور بوڑھی عورت پر بھی طواف نساء ہے فرمایا ہاں ان پر تمام طواف ہیں (م)

۵۔ میں نے کہا ایک شخص طواف نساء بھول گیا اور اپنے گھر آ گیا فرمایا جب تک زیارت کعبہ نہ کرے گا عورتیں اس پر حلال نہ ہوں گی اس کو چاہیے کہ کسی دوسرے سے یہ طواف کرائے اگر بغیر طواف کرائے وہ مرجائے تو اس کے ولی وغیرہ پر طواف کرانا لازم ہوگا ۔ (حسن)

۔ میں نے کہا ایک تمتع کرنے والی عورت نے طواف بیت کیا، طواف صفا و مروہ کیا پھر منیٰ کی طرف چلی گئی قبل بیت کا طواف کرنے کے ۔ فرمایا کیا اس نے زیارت بیت نہیں کی ۔ میں نے کہا ہاں، فرمایا اسے طواف کرنا چاہیے ۔ (ض)

۷۔ میں نے کہا ایک شخص نے طواف حج اور طواف نساء طواف صفا و مروہ کی سعی سے پہلے کر لیا ۔ فرمایا کوئی حرج نہیں، صفا و مروہ کے درمیان طواف کرے حج پورا ہو گیا ۔ (موثق)

﴿ باب ۱۹۳ ﴾

✿(من بات عن منى في لياليها)✿

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان ؛ و ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لاتبت ليالي التشريق إلّا بمنى فإن بتّ في غيرها فعليك دمٌ و إن خرجت أوّل اللّيل فلاينتصف لك اللّيل إلّا و أنت بمنى إلّا أن يكون شغلك بنسكك [أ]وقدخرجت من مكّة وإن خرجت نصف اللّيل فلا يضرّك أن تصبح بغيرها ؛ قال : وسألته عن رجل زار عشاء فلم يزل في طوافه ودعائه وفي السعي بين الصفا والمروة حتّى يطلع الفجر ، قال : ليس عليه شيء كان في طاعة الله .

٢ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عيص ابن القاسم قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الزّيارة من منى ، قال : إن زار بالنّهار أو عشاء فلاينفجر الفجر إلّا وهو بمنى وإن زار بعد نصف اللّيل وأسحر فلابأس أن ينفجر الفجر وهو بمكّة .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن بعض أصحابنا في رجل زار البيت فنام في الطريق قال : إن بات بمكّة فعليه دمٌ و إن كان قدخرج منها فليس عليه شيءٌ ولو أصبح دون منى .

و في رواية أُخرى عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يزور فينام دون منى قال : إذا جاز عقبة المدنيّين فلا بأس أن ينام .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا زار الحاجّ من منى فخرج من مكّة فجاوز بيوت مكّة فنام ثمّ أصبح قبل أن يأتي منى فلاشيء عليه .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن ابن بكير ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : لاتدخلوا منازلكم بمكّة إذا زرتم ـ يعني أهل مكّة .

باب ۱۹۳

منیٰ میں شب باشی

۱۔ فرمایا حضرت نے ایام تشریق میں شب باشی منیٰ میں ہونا چاہیئے اگر کہیں اور رہ گئے تو ایک بکری قربانی دینا ہوگی اور اگر تم اول رات میں نکلو تو آدھی رات نہ ہونے پائے مگر یہ کہ تم منیٰ میں ہو مگر یہ کہ تم مناسک کی ادائیگی میں مصروف ہو اور تم مکہ سے چل دیئے ہو اور اگر نصف شب میں چلے ہو تو کوئی حرج نہیں اگر تم اس کے علاوہ کہیں سفر کرو، میں نے پوچھا ایک شخص عشاء کے بعد دیر تک طواف و دعا و سعی صفا و مروہ میں مشغول رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی، فرمایا اس کے اوپر کچھ نہیں کیونکہ وہ طاعت خدا میں تھا۔ (حسن)

۲۔ میں نے پوچھا زیارت منیٰ کے متعلق، فرمایا دن میں جائے یا رات میں مگر صبح منیٰ میں طلوع ہونی چاہیئے اور اگر نصف شب کو جائے اور صبح وہاں کرے تو کوئی مضائقہ نہیں اگر صبح ہی مکہ آجائے۔ (ض)

۳۔ ایک شخص نے بیت اللہ کی زیارت کی اور راستہ میں سو گیا، فرمایا اگر اس نے مکہ میں شب باشی کی ہے تو اس کو قربانی دینا ہوگی اور اگر وہاں سے نکل گیا ہے تو اس پر کچھ نہیں اگرچہ صبح منیٰ کے قریب کی ہو اور ایک روایت میں ابو عبداللہ سے مروی ہے کہ جو زیارت کرنے والا ہو اور منیٰ میں سو جائے پس جب عقبہ مدنیین سے گزر جائے تو کوئی حرج نہیں اگر وہ سو جائے۔ (مرسل)

۴۔ جب حج کرنے والا منیٰ کے لئے مکہ سے چلے اور مکہ کے گھروں سے آگے نکل جائے اور سو جائے اور منیٰ پہنچنے سے پہلے صبح ہو جائے تو اس پر الزام نہیں۔ (حسن)

۵۔ فرمایا مت داخل ہو اپنے مکہ کے گھروں میں جب اہل مکہ تم سے ملنے آئیں۔ (مرسل)

﴿باب ۱۹۴﴾

﴿ اتيان مكة بعد الزيارة للطواف ﴾

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن المفضّل بن صالح ، عن ليث المراديّ قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يأتي مكّة أيّام منى بعد فراغه من زيارة البيت فيطوف بالبيت تطوّعاً ، فقال : المقام بمنى أفضل و أحبّ إليّ .

٢ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن

عیص بن القاسم قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الزّيارة بعد زيارة الحجّ في أيّام التشريق ، فقال : لا .

باب ۱۹۴

بعد زیارت طواف کو مکہ آنا

۱۔ میں نے کہا ایام منیٰ میں بعد فراغت زیارت بیت ایک شخص منیٰ میں آتا ہے اور استحباباً طواف بیت کرتا ہے فرمایا اس کا منیٰ میں ٹھہرنا افضل ہے۔ (م)

۲۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا زیارت کے متعلق ایام تشریق کے بعد، فرمایا نہیں۔ (م)

﴿باب ۱۹۵﴾

﴿التكبير أيام التشريق﴾

۱ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن قول الله عزّ وجلّ : « واذكروا الله في أيّام معدودات » قال : التكبير في أيّام التشريق من صلاة الظهر من يوم النحر إلى صلاة الفجر من يوم الثالث و في الأمصار عشر صلوات ، فإذا نفر بعد الاُولى أمسك أهل الأمصار ومن أقام بمنى فصلّى بها الظهر والعصر فليكبّر .

۲ ـ حمّاد بن عيسى ، عن حريز بن عبدالله ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : التكبير في أيّام التشريق في دبر الصلوات ؟ فقال : التكبير بمنى في دبر خمسة عشر صلاة و في سائر الأمصار في دبر عشر صلوات و أوّل التكبير في دبر صلاة الظهر يوم النحر يقول فيه : « الله أكبر ، الله أكبر ، لا إله إلّا الله والله أكبر ، الله أكبر ، ولله الحمد ، الله أكبر على ما هدانا ، الله أكبر على ما رزقنا من بهيمة الأنعام » و إنّما جعل في سائر الأمصار في دبر عشر صلوات لأنّه إذا نفر النّاس في النفر الأوّل أمسك أهل الأمصار عن التكبير وكبّر أهل منى ماداموا بمنى إلى النفر الأخير .

۳ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن

منصور بن حازم ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : « و اذكروا الله في أيّام معدودات » قال : هي أيّام التشريق ، كانوا إذا أقاموا بمنى بعد النحر تفاخروا ، فقال الرجل منهم : كان أبي يفعل كذا وكذا ، فقال الله جلّ ثناؤه : « فإذا أفضتم من عرفات فاذكروا الله كذكركم آباءكم أو أشدّ ذكراً » قال : و التكبير « الله أكبر ، الله أكبر ، لا إله إلّا الله والله أكبر ، الله أكبر ، ولله الحمد ، الله أكبر على ما هدانا ، الله أكبر على ما رزقنا من بهيمة الأنعام » .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ؛ و ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : التكبير أيّام التشريق من صلاة الظهر يوم النحر إلى صلاة العصر من آخر أيّام التشريق إن أنت أقمت بمنى و إن أنت خرجت فليس عليك التكبير و التكبير أن تقول : « الله أكبر ، الله أكبر ، لا إله إلّا الله والله أكبر ، الله أكبر ، ولله الحمد ، الله أكبر على ما هدانا . الله أكبر على ما رزقنا من بهيمة الانعام ، والحمد لله على ما أبلانا » .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن رجل فاتته ركعة مع الإمام من الصلاة أيّام التشريق ، قال : يتمّ صلاته ثمّ يكبّر ؛ قال : و سألته عن التكبير بعد كلّ صلاة ، فقال : كم شئت ، إنّه ليس شيء موقّت ـ يعني في الكلام ـ .

باب ۱۹

ایام تشریق میں تکبیر

۱. میں نے حضرت سے اس قول خدا کے متعلق پوچھا اللہ کو یاد کرو گنتی کے چند دن ، فرمایا یہ تکبیر ایام تشریق کے متعلق ہے اور نماز ظہر سے یوم نحر صبح کی نماز تک تیسرے دن اور شہروں میں دس صلوات کے متعلق ، جب چلے پہلے روز تو شہر والوں کو اور ان کو جو منیٰ میں مقیم ہوں رو گئے اور ان کے ساتھ ظہر و عصر کی نماز پڑھے اور تکبیر کے رحن

۲. میں نے پوچھا ایام تشریق میں نمازوں کے بعد تکبیروں کی کیا صورت ہے فرمایا منیٰ میں پندرہ نمازوں کے بعد اور تمام

شہروں میں پندرہ نمازوں کے بعد اور پہلی تکبیر روز نحر بعد نماز ظہر ہے یوں کہے۔

الله أكبر ، الله أكبر ، لاإله إلّا الله والله أكبر ، الله أكبر ، و لله الحمد ، ألله أكبر على ما هدانا ، ألله أكبر على مارزقنا من بهيمة الأنعام

اور یہ قرار دیا ہے تمام شہروں میں بعد دس نمازوں کے کیونکہ جب اوّل نفر میں اہل امصار کوچ کریں تو ان کو تکبیر سے روکو اور تکبیر کہیں اہل منیٰ جب تک وہ منیٰ میں رہیں کوچ کے آخر دن تک۔ (حسن)

۳۔ فرمایا اس قول خدا کے بارے میں اللہ کا ذکر دگنتی کے چند دن، فرمایا وہ ایام تشریق ہیں جب منیٰ میں لوگ بعد نحر ٹھہرے ہوئے تھے آپس میں فخر کرنے لگے ایک نے ان میں سے کہا میرا باپ ایسا کرتا ہے۔ حضرت نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ جب تم عرفات سے چلو تو اللہ کا ذکر کرو اسی طرح جیسے تم اپنے آبا کا ذکر کرتے ہو بلکہ اس سے کہیں زیادہ اور فرمایا تکبیر یوں کہو۔ (م)

الله أكبر ، الله أكبر، لا إله إلّا الله والله أكبر ، الله أكبر ، ولله الحمد ، الله أكبر على ماهدانا ، الله أكبر على ما رزقنا من بهيمة الأنعام »

۴۔ فرمایا تکبیر ایام تشریق میں ہے یوم نحر کی نماز ظہر سے عصر تک آخر ایام تشریق میں اگر تم منیٰ میں ٹھہرے ہو اور اگر چل دیئے ہو تو تمہیں تکبیر نہیں کہنی اور تکبیر یہ ہے:

الله أكبر ، الله أكبر ، لاإله إلّا الله والله أكبر ، الله أكبر ، ولله الحمد ، الله أكبر على ماهدانا . الله أكبر على مارزقنا من بهيمة الانعام ، والحمدلله على ما أبلانا » .

۵۔ میں نے کہا ایک شخص ایام تشریق کی نماز میں ایک رکعت امام کے ساتھ نہ پڑھ سکا۔ فرمایا نماز کو تمام کرے پھر تکبیر کہے۔ میں نے پوچھا ہر نماز کے بعد کتنی تکبیریں کہی جائیں فرمایا جتنی چاہو کوئی حد نہیں۔ (م)

﴿ باب ١٩ ﴾

☆(الصلوة في مسجد منى ومن يجب عليه التقصير والتمام بمنى)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : [إنّ]أهل مكّة إذا زاروا البيت و دخلوا منازلهم أتمّوا و إذا لم يدخلوا منازلهم قصّروا .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ أهل مكّة إذا خرجوا حجّاجاً قصّروا و إذا زاروا و رجعوا

إلى منازلهم أتمّوا .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : حجّ النبيُّ صلى الله عليه وآله فأقام بمنى ثلاثاً يصلّي ركعتين ثمَّ صنع ذلك أبوبكر و صنع ذلك عمر ثمَّ صنع ذلك عثمان ستّة سنين ثمَّ أكملها عثمان أربعاً فصلّى الظهر أربعاً ثمَّ تمارض ليشدَّ بذلك بدعته فقال للمؤذِّن : اذهب إلى عليٍّ فقل له فليصلِّ بالناس العصر ، فأتى المؤذِّن عليّاً عليه السلام فقال له : إنَّ أمير المؤمنين عثمان يأمرك أن تصلّي بالناس العصر فقال : إذن لا اُصلّي إلّا ركعتين كما صلّى رسول الله صلى الله عليه وآله فذهب المؤذِّن فأخبر عثمان بما قال عليٌّ عليه السلام ، فقال : اذهب إليه فقل له : إنّك لست من هذا في شيء ، اذهب فصلِّ كما تؤمر ، قال عليٌّ عليه السلام : لا والله لا أفعل فخرج عثمان فصلّى بهم أربعاً فلمّا كان في خلافة معاوية و اجتمع الناس عليه و قتل أمير المؤمنين عليه السلام حجّ معاوية فصلّى بالناس بمنى ركعتين الظهر ثمَّ سلّم فنظرت بنو اُميّة بعضهم إلى بعض وثقيف و من كان من شيعة عثمان ، ثمَّ قالوا : قد قضى على صاحبكم و خالف وأشمت به عدوَّه فقاموا فدخلوا عليه فقالوا : أتدري ما صنعت مازدت على أن قضيت على صاحبنا و أشمت به عدوَّه و رغبت عن صنيعه و سنّته ، فقال : ويلكم أما تعلمون أنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله صلّى في هذا المكان ركعتين و أبوبكر وعمر وصلّى صاحبكم ستَّ سنين كذلك فتأمروني أن أدع سنّة رسول الله صلى الله عليه وآله وما صنع أبوبكر وعمر وعثمان قبل أن يحدث ؟! فقالوا : لا والله ما نرضى عنك إلّا بذلك ، قال : فأقيلوا فانّي مشفّعكم وراجع إلى سنّة صاحبكم فصلّى العصر أربعاً فلم يزل الخلفاء والاُمراء على ذلك إلى اليوم .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : صلِّ في مسجد الخيف وهو مسجد منى و كان مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله على عهده عند المنارة الّتي في وسط المسجد وفوقها إلى القبلة نحواً من ثلاثين ذراعاً وعن يمينها وعن يسارها وخلفها نحواً من ذلك قال : فتحرَّ ذلك فإن استطعت أن يكون مصلّاك فيه فافعل فإنّه قد صلّى فيه ألف نبيٍّ وإنّما سمّي الخيف لأنّه مرتفع عن الوادي و ما ارتفع عنه يسمّى خيفاً .

٥ ـ معاوية بن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنَّ أهل مكّة يتمّون الصلاة

بعرفات ، فقال : ويلهم - أو ويحهم - وأيّ سفر أشدّ منه ، لا لايتمّ .

٦ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : صلّ ستّ ركعات في مسجد منى في أصل الصومعة

باب ۱۹۶

مسجد منیٰ میں نماز

۱۔ فرمایا اہل مکہ جب زیارت بیت کر کے اپنے گھروں میں داخل ہو جائیں تو ان کا حج تمام ہوا اور جب تک داخل نہ ہوں تقصیر کریں (بال کٹوائیں) (حسن)

۲۔ فرمایا اہل مکہ جب حج کے لیے اپنے گھروں سے نکلیں تو قصر کریں اور جب زیارت کعبہ کریں اور گھروں کو واپس آئیں تو حج ختم ہوا۔ (حسن)

۳۔ حضرت نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے حج کیا تین دن قیام فرمایا منیٰ میں آپ دو رکعت نماز پڑھتے تھے پھر ابو بکرؓ و عثمانؓ نے ایسا کیا عثمانؓ نے چھ سال ایسا ہی کیا اس کے بعد عثمانؓ نے ظہر کی پوری چار رکعت پڑھیں، پھر بہ تکلف مریض بن گئے۔ کیونکہ اپنی بدعت سخت معلوم ہوئی، موذن سے کہا علیؑ کے پاس جاؤ اور کہو کہ لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائیں۔ موذن نے آکر کہا امیر المومنین عثمانؓ نے آپ کو نماز عصر پڑھانے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا کہہ دو میں تو اسی طرح دو رکعت پڑھاؤں گا جیسے رسول اللہ پڑھتے تھے موذن نے یہی جا کر بیان کر دیا۔ عثمانؓ نے کہا پھر جاؤ اور کہو کہ آپ کا اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں جیسا حکم دیا گیا ہے بجا لایئے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا واللہ میں ایسا ہرگز نہ کروں گا پس عثمانؓ نے چار ہی رکعت پڑھا دیں جب معاویہ کی حکومت کا زمانہ آیا اور امیر المومنینؑ قتل کر دیئے گئے تو معاویہ حج کے لیے آیا اور اس نے منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی ظہر کی اور سلام پر ختم کر دی۔ بنی امیہ، بنی ثقیف اور شیعیان عثمانؓ نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر کہنے لگے تمہارے صاحب نے غلطی کی ہے اور خلاف عثمانؓ کیا اور دشمن کو شماتت کا موقع دیا، وہ سب معاویہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ نے کیا کیا۔ آپ نے خلاف عمل عثمانؓ کیا دشمن کو شماتت کا موقع دیا ان کے عمل اور سنت سے نفرت کی۔ معاویہ نے کہا تمہارا برا ہو کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہؐ نے اسی جگہ دو رکعت پڑھی تھی اور ابو بکرؓ اور عمرؓ نے بھی اور قبل اس بدعت کے عثمانؓ نے بھی۔ انھوں نے کہا خدا کی قسم ہم تم سے راضی نہ ہوں گے مگر اس عمل کے بعد۔ معاویہ نے کہا اچھا آؤ میں تمہاری سفارش کروں گا اور تمہارے صاحب کی سنت کو پورا کروں گا اس کے بعد عصر کی چار رکعت پڑھا دیں اس کے بعد خلفاء

اور ائمہ آج تک اسی سنت پر قائم ہیں (حسن)

۴۔ حضرت ابوعبداللہ نے مسجد خیف میں نماز پڑھی اور وہ مسجد منیٰ ہے اور حضرت رسول خدا نے بھی یہاں نماز پڑھی ہے اس منارہ کے پاس جو وسط مسجد میں ہے اور اس کے اوپر قبلہ کی طرف تقریباً بائیس ہاتھ اور دا ہنے بائیں اور پیچھے بھی اتنا ہی پس وہاں جاؤ اور اگر طاقت ہو تو اس میں نماز پڑھو کیونکہ اس میں ایکہزار نبی نے نماز پڑھی ہے اس کا نام خیف اس لئے ہے کہ یہ بلند ہے وادی سے اور جو بلند ہو اس کو خیف کہتے ہیں۔ (حسن)

۵۔ میں نے کہا اہل مکہ نماز کو عرفات میں تمام کر دیتے ہیں فرمایا وائے ہو ان پر کون سا سفر اس سے زیادہ سخت ہے الا کی نماز تمام نہیں ہوتی۔ (حسن)

۶۔ فرمایا چھ رکعت نماز مسجد منیٰ میں پڑھو اصلی عبادت گاہ میں۔ (ض)

﴿ باب ۱۹۷ ﴾

☆(النفر من منى الاول و الاخر)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن داود بن النعمان عن أبي أيّوب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّا نريد أن نتعجّل السير ـ و كانت ليلة النفر حين سألته ـ فأيُّ ساعة ننفر ؟ فقال لي : أمّا اليوم الثاني فلا تنفر حتّى تزول الشمس و كانت ليلة النفر وأمّا اليوم الثالث فإذا ابيضّت الشمس فانفر على بركة الله فإنَّ الله جلَّ ثناؤه يقول : «فمن تعجّل في يومين فلا إثم عليه ومن تأخّر فلا إثم عليه» فلو سكت لم يبق أحدٌ إلّا تعجّل ولكنّه قال : «و من تأخّر فلا إثم عليه» .

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن أبي الفرج ، عن أبان بن تغلب قال : سألته أيقدِّم الرَّجل رحله و ثقله قبل النفر ؟ فقال : لا أما يخاف الّذي يقدِّم ثقله أن يحبسه الله تعالى ؟ قال : ولكن يخلّف منه ماشاء لايدخل مكّة ، قلت : أفأ تعجّل من النسيان أقضي مناسكي وأنا اُبادر به إهلالاً وإحلالاً ؟ قال : فقال : لابأس .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أردت أن تنفر في يومين فليس لك أن تنفر حتّى تزول الشمس وإن تأخّرت إلى آخر أيّام التشريق و هو يوم النفر الأخير فلا عليك أيَّ ساعة نفرت و رميت قبل الزَّوال أو بعده .

فإذا نفرت وانتهيت إلى الحصبة وهي البطحاء فشئت أن تنزل قليلاً فإنّ أباعبدالله عليه السلام قال: كان أبي ينزلها ثمّ يحمل فيدخل مكّة من غير أن ينام بها.

٤ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار، وعن حمّاد عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: من تعجّل في يومين فلا ينفر حتّى تزول الشمس فإن أدركه المساء بات ولم ينفر.

٥ - عليّ، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: يصلّي الإمام الظهر يوم النفر بمكّة.

٦ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن جميل بن درّاج، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لا بأس أن ينفر الرّجل في النفر الأوّل ثمّ يقيم بمكّة.

٧ - محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن صفوان بن يحيى، عن معاوية ابن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا نفرت في النفر الأوّل فإن شئت أن تقيم بمكّة وتبيت بها فلا بأس بذلك؛ قال: وقال: إذا جاء اللّيل بعد النفر الأوّل فبت بمنى وليس لك أن تخرج منها حتّى تصبح.

٨ - محمّد بن يحيى، عن عبدالله بن جعفر، عن أيّوب بن نوح قال: كتبت إليه: أنّ أصحابنا قد اختلفوا علينا فقال بعضهم: إنّ النفر يوم الأخير بعد الزّوال أفضل، وقال بعضهم: قبل الزّوال؟ فكتب: أما علمت أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله صلّى الظهر والعصر بمكّة ولا يكون ذلك إلّا وقد نفر قبل الزّوال.

٩ - عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن منصور بن العبّاس، عن عليّ بن أسباط، عن سليمان بن أبي زينبة، عن إسحاق بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كان أبي يقول: لو كان لي طريق إلى منزلي من منى ما دخلت مكّة.

١٠ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ وعليّ بن محمّد القاساني جميعاً، عن القاسم بن محمّد عن سليمان بن داود المنقريّ، عن سفيان بن عيينة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سأل رجل أبي بعد منصرفه من الموقف فقال: أترى يخيّب الله هذا الخلق كلّه؟ فقال أبي: ما وقف بهذا الموقف أحد إلّا غفر الله له مؤمناً كان أو كافراً إلّا أنّهم في مغفرتهم على ثلاث منازل مؤمن غفر الله له ما تقدّم من ذنبه وما تأخّر وأعتقه من النار وذلك قوله عزّ وجلّ «ربّنا آتنا في الدّنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار * أولئك لهم نصيب ممّا

كسبوا والله سريع الحساب » ومنهم من غفر الله له ما تقدّم من ذنبه و قيل له : أحسن فيما بقي من عمرك وذلك قوله عزّ و جلّ : «فمن تعجل في يومين فلاإثم عليه ومن تأخّر فلا إثم عليه» يعني من مات قبل أن يمضي فلا إثم عليه و من تأخّر فلا إثم عليه لمن اتّقى الكبائر وأمّا العامّة فيقولون : فمن تعجّل في يومين فلا إثم عليه يعني في النفر الأوّل ومن تأخّر فلاإثم عليه يعني لمن اتّقى الصيد أفترى أنّ الصيد يحرّمه الله بعدما أحلّه في قوله عزّ وجلّ : «وإذا حللتم فاصطادوا » وفي تفسير العامّة معناه وإذا حللتم فاتّقوا الصيد . و كافر وقف هذا الموقف زينة الحياة الدّنيا غفر الله له ماتقدّم من ذنبه إن تاب من الشرك فيما بقي من عمره وإن لم يتب وفّاه أجره ولم يحرمه أجر هذا الموقف وذلك قوله عزّ وجلّ : «من كان يريد الحيوة الدّنيا وزينتها نوفّ إليهم أعمالهم فيها وهم فيها لا يبخسون ۞ أولئك الّذين ليس لهم في الآخرة إلّا النّار وحبط ما صنعوا فيها وباطل ما كانوا يعملون » .

١١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن محمّد بن المستنير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من أتى النساء في إحرامه لم يكن له أن ينفر في النفر الأوّل .

وفي رواية اُخرى الصيد أيضاً .

١٢ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد بن سماعة ، عن أحمد بن الحسن الميثمي ، عن معاوية بن وهب ، عن إسماعيل بن نجيح الرماح قال : كنّا عند أبي عبدالله عليه السلام بمنى ليلة من اللّيالي فقال : مايقول هؤلاء في «فمن تعجّل في يومين فلا إثم عليه ومن تأخّر فلا إثم عليه» ؛ قلنا : ما ندري ، قال : بلى يقولون : من تعجّل من أهل البادية فلا إثم عليه ومن تأخّر من أهل الحضر فلا إثم عليه ، وليس كما يقولون قال الله جلّ ثناؤه : « فمن تعجّل في يومين فلا إثم عليه ألا لا إثم عليه ومن تأخّر فلا إثم عليه ألا لا إثم عليه لمن اتّقى إنّما هي لكم والناس سواد وأنتم الحاج .

باب ۱۹۶

منیٰ سے روانگی

۱۔ میں نے کہا ہمیں جلد سفر کرنا ہے اور رجب میں نے پوچھا وہ سفر کی رات تھی پس کس وقت کوچ کیا جائے فرمایا دوسرے

روز تو سفر نہ کرو جب تک زوال نہ ہو جائے اور کوچ رات کو ہونا چاہیئے ہاں تیسرے دن جب سورج چمک جائے تو برکت خدا کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو دو دن میں جلدی کرے تو اس پر بھی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے پس اگر ٹھہرے اور ہر ایک جلدی میں ہو مگر وہ رک جائے تو اس تاخیر میں گناہ نہیں۔ (ح)

۲۔ میں نے کہا کیا کوئی چلنے سے پہلے اپنی سواری اور سامان بھیج دے فرمایا نہیں کیا وہ اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ اسے روک دے لیکن کچھ بھیج دے خود مکہ میں داخل نہ ہو اگر ہم بھول جلدی کریں اور ہم نے مناسک کو پورا کر لیا محض عظمت شان کے لئے جلدی کی۔ فرمایا حرج نہیں۔ (مجہول)۔

۳۔ فرمایا اگر تم دو دن میں پہلے چلنے کا ارادہ کرو تو زوال سے پہلے نہیں اور اگر ایام تشریق کے آخر تک رہو کہ یہ کوچ کا آخری دن ہے تو پھر جس وقت چاہو چلدو، قبل زوال ہو یا بعد زوال، جب تم چلو اور حصبہ یعنی بطحا پہنچو تو اگر چاہو تو وہاں تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ۔ حضرت نے فرمایا میرے والد یہاں اترتے تھے پھر سوار ہو کر مکہ میں آتے تھے بغیر اس کے کہ مقام حصبہ میں سوئیں۔

۴۔ فرمایا جو دو دن کے اندر ہی چلے تو زوال شمس سے پہلے نہ چلے اگر شام ہو جائے تو وہیں شب باش ہو۔ وہاں سے چلے نہیں۔ (حسن)۔

۵۔ فرمایا امام نماز روانگی کے دن پڑھ کر چلے۔ (حسن)

۶۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اگر کوئی سب سے پہلے چل دے اور پھر مکہ میں قیام کرے۔ (ح)

۷۔ جب پہلے ہی چلو تو چاہو مکہ میں قیام کرو اور وہاں رات کو رہو تو کوئی حرج نہیں اور فرمایا جب کوچ کے بعد رات آئے تو منیٰ میں شب باش ہو اور نہیں جائز ہے کہ صبح سے پہلے منیٰ سے چلو (مجہول)۔

۸۔ میں نے حضرت کو لکھا کہ ہمارے اصحاب میں اختلاف ہو گیا ہے بعض کہتے ہیں کہ چلنا آخر دن ہے بعد زوال اور یہ افضل ہے بعض کہتے ہیں قبل زوال چلنا چاہیے حضرت نے لکھا کیا تم کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ نے نماز ظہر و عصر مکہ میں پڑھی پس یہ نہیں ہو سکتا جب تک قبل زوال نہ چلا جائے۔ (ح)

۹۔ فرمایا کہ میرے والد نے فرمایا اگر منیٰ سے میرے گھر تک کوئی راستہ ہوتا تو میں مکہ نہ جاتا۔ (ح)

۱۰۔ فرمایا ایک شخص نے میرے پدر بزرگوار سے پوچھا موقف سے لوٹنے پر، کیا اللہ اپنی تمام مخلوق کو ثواب سے محروم کرتا ہے میرے والد نے فرمایا نہیں ٹھہرا اس جگہ کوئی مگر اللہ نے اس کے گناہ بخش دیئے مومن ہو یا کافر مگر ان کی مغفرت کی تین صورتیں ہیں مومن کے مقدم و موخر گناہ بخش دیئے جائیں گے جیسا کہ اس آیت میں ہے،

«ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار ۞ أولئك لهم نصيب مما كسبوا والله سريع الحساب» اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں

بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی، اور ہم کو عذاب نار سے بچا لے یہ ان کا حصہ ہے اس چیز سے جو انھوں نے حاصل کیا اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے اور دوسرے وہ لوگ ہیں جن کے اگلے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ اپنی بقیہ عمر میں نیکی کر اور یہ ہے اس قول باری میں «فمن تعجل في يومين فلا إثم عليه ومن تأخّر فلا إثم عليه» يعني من مات قبل أن يمضي فلا إثم عليه و من تأخّر فلا إثم عليه لمن اتّقى الكبائر

کہ جو دو دن کے اندر ہی چل دے تو اس پر الزام نہیں اور جو تاخیر کرے اس پر الزام نہیں، جو چلنے سے پہلے مر جائے اس پر الزام نہیں اور نہیں ہے الزام تاخیر میں اس شخص پر جو گناہان کبیرہ سے بچے۔ اہل سنت کہتے ہیں جو دو دن کے اندر چل دے تو اس پر سب سے پہلے چلنے پر کوئی الزام نہیں اور جو تاخیر سے چلے تو اس کے لیے گناہ نہیں اگر وہ شکار کرنے سے بچا رہے۔ کیا تم غور نہیں کرتے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے محل ہونے کے بعد شکار کو حرام نہیں کیا۔ جیسا کہ فرماتا ہے

وإذا حللتم فاصطادوا جب محل ہو جاؤ تو شکار کرو۔ اہلسنت کی تفسیر اس آیت کے متعلق یہ ہے کہ جب محل ہو جاؤ تو بھی شکار سے بچو اب رہا کافر والا معاملہ اگر وہ اس موقف پر ٹھہرے گا تو زینت حیات دنیا مل جائے گی اور مقدم و موخر گناہ بخشے جائیں گے بشرطیکہ وہ اپنی بقیہ عمر میں شرک سے توبہ کرے اور اگر توبہ نہ کرے گا تو مال دنیا اجر میں مل جانے سے اس جگہ قیام کرے وہ اجر سے محروم نہ رہا۔ یہی خبر اس آیت میں ہے جو حیات دنیا اور اس کی زینت چاہتا ہے تو ان کو ان کے اعمال کے لحاظ سے ہم بدلہ پورا کر دیں گے اور وہ نقصان میں نہ رہیں گے یہ ایسے لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور جو کچھ انھوں نے عمل کیا ہے وہ سب حبط ہو جائے گا۔ (حسن)

۱۱۔ فرمایا جو احرام میں عورت کے پاس جائے گا وہ پہلے چلنے والوں میں نہیں ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ شکار بھی نہ کریگا (مجہول)

۱۲۔ ہم حضرت ابوعبداللہؑ کے ساتھ منیٰ میں تھے فرمایا یہ لوگ اس آیت کے متعلق کیا کہتے ہیں "جو دو یوم کے اندر چل دے اس پر گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے اس پر بھی گناہ نہیں"۔ ہم نے کہا ہمیں معلوم نہیں فرمایا وہ کہتے ہیں جو صحرائی جلدی چلنے میں کرے اس پر گناہ نہیں اور جو شہری تاخیر سے جائے اس پر گناہ نہیں، ایسا نہیں جیسا وہ کہتے ہیں۔ اللہ نے جو فرمایا ہے اس پر گناہ نہیں جو جلدی کرے اور نہ اس پر جو تاخیر کرے تو ضرور گناہ نہیں مگر اس پر جو گناہ سے بچے، یہ آیت تم سے متعلق ہے نہ کہ سواد اعظم سے حاجی تم ہو۔ (مجہول)

﴿ باب ۹۸ ﴾

٭(نزول الحصبة)٭

۱ ـ الحسين بن محمد ، عن معلّى بن محمد ، عن الحسن بن عليّ ، عن أبان ، عن

أبي مريم ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنه سئل عن الحصبة ، فقال : كان أبي ينزل الأبطح قليلاً ثمَّ يجيء ، ويدخل البيوت من غير أن ينام بالأبطح ؛ فقلت له : أرأيت أن تعجّل في يومين إن كان من أهل اليمن عليه أن يحصّب قال : لا .

باب ۱۹۸

حصبہ میں نزول

۱۔ حضرت سے حصبہ کے متعلق پوچھا گیا فرمایا میرے والد ابطح میں تھوڑی دیر کے لئے اترتے تھے پھر آتے تھے اور گھروں میں داخل ہوتے تھے بغیر اس کے کہ ابطح میں سوئیں۔ میں نے کہا اگر اہل یمن دو دن میں چلیں تو کیا وہ حصبہ میں اتریں فرمایا نہیں۔ (۶)

﴿ باب ۱۹۹ ﴾

☼(اتمام الصلاة في الحرمين)☼

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ؛ وسهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن إبراهيم بن شيبة قال : كتبت إلى أبي جعفر عليه السلام أسأله عن إتمام الصلاة في الحرمين فكتب إليَّ : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يحبُّ إكثار الصلاة في الحرمين فأكثر فيهما وأتمَّ .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن إتمام الصلاة والصيام في الحرمين فقال : أتمَّها ولو صلاة واحدة .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرَّار ، عن يونس ، عن عليِّ بن يقطين قال : سألت أبا إبراهيم عليه السلام عن التقصير بمكّة فقال : أتمَّ وليس بواجب إلّا أنّي أُحبُّ لك ما أُحبُّ لنفسي .

٤ ـ يونس ، عن زياد بن مروان قال : سألت أبا إبراهيم عليه السلام عن إتمام الصلاة في الحرمين فقال : أُحبُّ لك ما أُحبُّ لنفسي أتمَّ الصلاة .

٥ ـ يونس ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام إنَّ من المذخور الإتمام في الحرمين .

٦ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن الحسين بن المختار

عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : قلت له : إنّا إذا دخلنا مكّة و المدينة نتمّ أو نقصّر ؟ قال : إن قصّرت فذاك وإن أتممت فهو خير يزداد .

۷ ـ حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان ، عن مسمع عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : كان أبي يرى لهذين الحرمين مالا يراه لغيرهما ويقول : إنّ الإتمام فيهما من الأمر المذخور .

۸ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ و أحمد بن محمّد جميعاً ، عن عليّ بن مهزيار قال : كتبت إلى أبي جعفر عليه السلام : أنّ الرّواية قد اختلفت عن آبائك عليهم السلام في الإتمام والتقصير في الحرمين فمنها بأن يتمّ الصلاة ولو صلاة واحدة ومنها أن يقصّر مالم ينو مقام عشرة أيّام ولم أزل على الإتمام فيها إلى أن صدرنا في حجّنا في عامنا هذا فإنّ فقهاء أصحابنا أشاروا عليّ بالتقصير إذ كنت لا أنوي مقام عشرة أيّام فصرت إلى التقصير وقد ضقت بذلك حتّى أعرف رأيك ؟ فكتب إليّ بخطّه : قد علمت يرحمك الله فضل الصلاة في الحرمين على غيرهما فإنّي أحبّ لك إذا دخلتهما أن لا تقصّر وتكثر فيهما الصلاة ؛ فقلت له بعد ذلك بسنتين مشافهة : إنّي كتبت إليك بكذا وأجبتني بكذا فقال : نعم ، فقلت : أيّ شيء تعني بالحرمين ؟ فقال : مكّة و المدينة .

باب ۱۹۹

حرمین میں اتمام نماز

۱۔ میں نے حضرت کو لکھا کہ حرمین میں اتمام نماز کرے جواب میں لکھا کہ رسول اللہ دوست رکھتے تھے حرمین میں زیادہ نمازوں کو اور وہاں زیادہ پڑھتے تھے۔ (مجہول)

۲۔ میں نے پوچھا حرمین میں اتمام نماز کے متعلق فرمایا تمام پڑھو اگرچہ ایک ہی نماز ہو (موثق)

۳۔ میں نے پوچھا کیا مکہ میں نماز قصر پڑھی جائے فرمایا پوری پڑھو واجب تو نہیں لیکن میں تمہارے لئے وہی دوست رکھتا ہو جو اپنے لئے۔ (موثق)

۴۔ ترجمہ اوپر ہے (مجہول)

۵۔ فرمایا تقیہ حرمین میں اتمام نماز ہے (مجہول)

۶۔ میں نے کہا جب ہم مکہ یا مدینہ میں داخل ہوں تو پوری نماز پڑھیں یا قصر فرمایا اگر قصر پڑھو تو ٹھیک ہے اور اگر تمام پڑھو تو

باعث ثواب ہے۔ (مرسل)

۷۔ فرمایا ہاں ان مقاموں میں وہ دیکھتا ہوں جو ان کے غیر میں نہیں فرمایا ان دونوں میں اتمام از تقیہ سے ہے (مرسل)

۸۔ میں نے حضرت سے کہا آپ کے آباء سے حرمین میں نماز کے اتمام و قصر کے متعلق مختلف روایتیں ہیں بعض میں یہ ہے کہ نماز تمام پڑھو اگرچہ ایک ہی نماز ہو اور بعض میں یہ ہے قصر کرو جب تک دس دن کے قیام کی نیت نہ ہو، میں تو برابر اتمام ہی کرتا ہوں جب تک ہم حج کے لیے نکلیں ہمارے اصحاب میں جو فقہا ہیں انھوں نے مجھ سے قصر کے لیے کہا جبکہ میری نیت دس دن قیام کی نہ تھی میں نے قصر نماز پڑھی، اس مسئلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں حضرت نے اپنے قلم سے مجھے لکھا خدا تم پر رحم کرے، تم کو معلوم ہے کہ حرمین میں نماز افضل ہے بہ نسبت دیگر مقامات کے، میں تمہارے لیے یہ پسند کرتا ہوں کہ جب تم ان دو مقامات میں داخل ہو تو قصر نہ کرو اور زیادہ نمازیں پڑھو، دو سال بعد میں نے دو در رو حضرت سے کہا میں نے آپ کو ایسا لکھا تھا آپ نے ایسا جواب دیا تھا فرمایا ہاں۔ میں نے کہا حرمین سے کیا مراد ہے فرمایا مکہ اور مدینہ۔ (م)

﴿باب ۷﴾

(فضل الصلاة في المسجد الحرام وأفضل بقعة فيه)

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن ابن فضّال، عن الحسن بن الجهم قال: سألت أبا الحسن الرِّضا عليه السلام عن أفضل موضع في المسجد يصلّى فيه، قال: الحطيم ما بين الحجر وباب البيت، قلت: والّذي يلي ذلك في الفضل فذكر أنّه عند مقام إبراهيم عليه السلام قلت: ثمَّ الّذي يليه في الفضل؟ قال: في الحِجر، قلت: ثمَّ الّذي يلي ذلك؟ قال كلّما دنى من البيت.

٢ ـ أبو عليٍّ الأشعريُّ، عن محمّد بن عبد الجبّار، عن صفوان بن يحيى، عن أبي أيّوب الخزّاز، عن أبي عبيدة قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: الصلاة في الحرم كلّه سواء؟ فقال: يا أبا عبيدة ما الصلاة في المسجد الحرام كلّه سواء، فكيف يكون في الحرم كلّه سواء قلت: فأيُّ بقاعه أفضل؟ قال: ما بين الباب إلى الحجر الأسود.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن ابن فضّال، عن يونس قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الملتزم لأيِّ شيء يلتزم وأيُّ شيء يذكر فيه؟ فقال: عنده نهر من أنهار الجنّة تلقى فيه أعمال العباد عند كلِّ خميس.

٤ ـ أحمد بن محمّد، عن عليِّ بن الحكم، عن الكاهليِّ قال: كنّا عند أبي عبد الله عليه السلام

فقال: أكثروا من الصلاة والدُّعاء في هذا المسجد أما إنَّ لكلّ عبد رزقاً يجاز إليه جوزاً.

٥ ـ أحمد بن محمّد، عن عليّ بن أبي حمزة، عن هارون بن خارجة، عن صامت، عن أبي عبدالله، عن آبائه عليهم السلام قال: الصلاة في المسجد الحرام تعدل مائة ألف صلاة.

٦ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن النوفليّ، عن السكونيّ، عن أبي عبدالله، عن آبائه عليهم السلام قال: الصلاة في المسجد الحرام تعدل مائة ألف صلاة.

٧ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: أقوم اُصلّي بمكّة والمرأة بين يديّ جالسة أو مارّة؟ فقال: لا بأس إنّما سمّيت بكّة لأنّها تبكّ فيها الرِّجال والنساء.

٨ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن جميل بن درّاج قال: قال له الطيّار وأنا حاضر: هذا الّذي زيد هو من المسجد؟ فقال: نعم إنّهم لم يبلغوا بعد مسجد إبراهيم وإسماعيل صلّى الله عليهما.

٩ ـ عدَّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن فضالة بن أيّوب، عن أبان، عن زرارة قال: سألته عن الرَّجل يصلّي بمكّة يجعل المقام خلف ظهره وهو مستقبل القبلة، فقال: لا بأس يصلّي حيث شاء من المسجد بين يدي المقام أو خلفه وأفضله الحطيم و الحجر وعند المقام والحطيم حذاء الباب.

١٠ ـ فضالة بن أيّوب، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: حقّ إبراهيم عليه السلام بمكّة ما بين الحزورة إلى المسعى فذلك الّذي [illegible] عليه السلام يعني المسجد.

١١ ـ عدَّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر، عن أبي الحسن عليه السلام قال: سألته عن الرَّجل يصلّي في جماعة في منزله بمكّة أفضل أو وحده في المسجد الحرام؟ فقال: وحده.

١٢ ـ أبو عليّ الأشعريّ، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن ابن فضّال، عن ثعلبة، عن معاوية قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الحطيم، فقال: هو ما بين الحجر الأسود وبين الباب؛ وسألته لم سمّي الحطيم؟ فقال: لأنَّ الناس يحطم بعضهم بعضاً هناك.

باب ۱۰۲

فضیلت نماز مسجد الحرام میں

۱۔ میں نے حضرت سے سوال کیا کہ نماز کے لئے سب سے زیادہ فضیلت کس مقام کو ہے فرمایا حطیم کو جو حجر اسود اور باب البیت کے درمیان ہے میں نے کہا اس کے بعد فرمایا مقام ابراہیم کے پاس، میں نے کہا پھر فرمایا حجر کے پاس، میں نے کہا پھر فرمایا جو جگہ بیت سے زیادہ قریب ہو۔ (موثق)

۲۔ میں نے کہا کیا مسجد الحرام میں ہر جگہ نماز پڑھنا برابر ہے فرمایا اے ابو عبیدہ ایسا نہیں ہے میں نے کہا پھر کونسی جگہ زیادہ فضیلت کی ہے فرمایا باب اور حجر کے درمیان (م)

۳۔ میں نے حضرت سے ملتزم کے متعلق پوچھا کس وجہ سے اسے فضیلت ہے اور کہا وہاں پڑھا جائے فرمایا اس کے قریب جنت کی نہروں میں سے ایک نہر ہے جس میں ہر پنجشنبہ کو لوگوں کے اعمال ڈالے جاتے ہیں۔ (موثق)

۴۔ حضرت نے فرمایا مسجد الحرام میں بہت زیادہ نماز پڑھو اور دعا کرو، ہر بندہ کے لئے رزق ہے جو اس کی طرف آتا ہے یعنی تجارت وغیرہ کے مشغلہ میں ترک نہ کرو (حسن)

۵۔ فرمایا مسجد الحرام میں ایک نماز برابر ہے ایک لاکھ نمازوں کی۔ (مجہول)

۶۔ ترجمہ اوپر ہے۔ (م)

۷۔ میں نے کہا میں مکہ میں نماز پڑھ رہا تھا ایک عورت سامنے بیٹھی تھی یا گزر رہی تھی فرمایا کوئی حرج نہیں اس کا نام بکہ ہے جہاں سرکش مردوں اور عورتوں کی گردنیں جھکتی ہیں۔ (حسن)

۸۔ طیار نے میری موجودگی میں کہا یہ جگہ مسجد میں زیادہ کی گئی ہے فرمایا ہاں، لوگ نہیں پہنچے بعد مسجد ابراہیم اور اسماعیل کے یعنی زاید کو بھی فضیلت ہے کیونکہ یہ جگہ ان دونوں کے زمانہ میں نہ تھی اور مسجد تھی (حسن)

۹۔ میں نے کہا ایک شخص مکہ میں مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے اور وہ رو بقبلہ ہو، فرمایا کوئی حرج نہیں جہاں چاہے مسجد الحرام میں نماز پڑھے، مقام ابراہیم کے چاہے سامنے ہو یا پیچھے اور افضل حطیم و حجر و مقام ابراہیم کے پاس ہے اور حطیم مقابل دروازہ کے ہے۔

۱۰۔ فرمایا حضرت نے کہ حضرت ابراہیم کی مسجد مکہ میں حزورہ کے درمیان تھی یہ وہ جگہ ہے جہاں ابراہیم نے مسجد کا خط دیا تھا۔ (م)

۱۱۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو مکہ میں اپنے گھر کے اندر جماعت سے نماز پڑھتا ہے آیا یہ افضل ہے یا مسجد الحرام

میں تنہا پڑھنا فرمایا تنہا پڑھنا۔ (م)

۱۲۔ میں نے پوچھا حطیم کہاں ہے فرمایا حجر اسود اور باب کے درمیان، میں نے کہا حطیم کیوں نام ہوا۔ فرمایا اس لئے کہ وہاں لوگوں کی بھیڑ رہتی ہے (موثق)

﴿ باب ۲۰ ﴾

﴿دخول الكعبة﴾

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن عمرو بن عثمان ، عن عليِّ ابن خالد ، عمّن حدَّثه ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان أبي يقول : الدّاخل الكعبة يدخل والله راض عنه ويخرج عطلاً من الذُّنوب .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن ابن فضّال ، عن ابن القدّاح ، عن جعفر ، عن أبيه عليهما السلام قال : سألته عن دخول الكعبة ، قال : الدُّخول فيها دخول في رحمة الله والخروج منها خروج من الذُّنوب ، معصوم فيما بقي من عمره مغفورٌ له ماسلف من ذنوبه .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن صفوان ؛ وابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أردت دخول الكعبة فاغتسل قبل أن تدخلها ولا تدخلها بحذاء و تقول : إذا دخلت : «اللّهمَّ إنّك قلت : «ومن دخله كان آمناً» فآمنّي من عذاب النّار» ثمّ تصلّي ركعتين بين الاُسطوانتين على الرُّخامة الحمراء تقرء في الرّكعة الاُولى حم السجدة و في الثانية عدد آياتها من القرآن وتصلّي في زواياه وتقول : « اللّهمَّ من تهيّأ أو تعبّأ . أو أعدَّ أو استعدَّ لوفادة إلى مخلوق رجاء رفده وجائزته ونوافله وفواضله فإليك يا سيّدي تهيئتي وتعبئتي وإعدادي واستعدادي رجاء رفدك ونوافلك وجائزتك فلا تخيّب اليوم رجائي يا من لا يخيب عليه سائل ولا ينقصه نائل فإنّي لم آتك اليوم بعمل صالح قدَّمته ولا شفاعة مخلوق رجوته ولكنّي أتيتك مقرّاً بالظلم والإساءة على نفسي فإنّه لا حجّة لي ولا عذر فأسألك يا من هو كذلك أن تعطيني مسألتي وتقيلني عثرتي وتقلبني برغبتي ولا تردَّني مجبوهاً ممنوعاً ولا خائباً ، يا عظيم يا عظيم يا عظيم أرجوك للعظيم

أسألك يا عظيم أن تغفر لي الذّنب العظيم ، لا إله إلّا أنت» قال : ولا تدخلها بحذاء ولا تبزق فيها ولا تمتخط فيها ولم يدخلها رسول الله صلّى الله عليه وآله إلّا يوم فتح مكّة .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام و ذكرت الصلاة في الكعبة قال : بين العمودين تقوم على البلاطة الحمراء ـ فإنّ رسول الله صلّى الله عليه وآله صلّى عليها ثمّ أقبل على أركان البيت وكبّر إلى كلّ ركن منه .

٥ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن معاوية بن عمّار قال : رأيت العبد الصالح عليه السلام دخل الكعبة فصلّى ركعتين على الرّخامة الحمراء ثمّ قام فاستقبل الحائط بين الرّكن اليمانيّ و الغربيّ فوقع يده عليه و لزق به و دعا ، ثمّ تحوّل إلى الرّكن اليمانيّ فلصق به ودعا ثمّ أتى الرّكن الغربيّ ثمّ خرج .

٦ ـ وعنه ، عن عليّ بن النعمان ، عن سعيد الأعرج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لابدّ للصرورة أن يدخل البيت قبل أن يرجع فإذا دخلته فادخله بسكينة ووقار ثمّ ائت كلّ زاوية من زواياه ثمّ قل : «اللّهمّ إنّك قلت : «ومن دخله كان آمناً» فآمنّي من عذاب يوم القيامة» وصلّ بين العمودين اللّذين يليان على الرّخامة الحمراء و إن كثر الناس فاستقبل كلّ زاوية في مقامك حيث صلّيت و ادع الله واسأله .

٧ ـ وعنه ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن عبدالله بن سنان قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام وهو خارج من الكعبة وهو يقول : «الله أكبر الله أكبر» حتّى قالها ثلاثاً ثمّ قال : «اللّهمّ لا تجهد بلاءنا ربّنا ولا تشمت بنا أعداءنا فإنّك أنت الضارّ النافع» ثمّ هبط فصلّى إلى جانب الدّرجة جعل الدّرجة عن يساره مستقبل الكعبة ليس بينها وبينه أحد ثمّ خرج إلى منزله .

٨ ـ وعنه ، عن إسماعيل بن همّام قال : قال أبو الحسن عليه السلام : دخل النبيّ صلّى الله عليه وآله الكعبة فصلّى في زواياها الأربع ، صلّى في كلّ زاوية ركعتين .

٩ ـ وعنه ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب قال : رأيت أبا عبدالله عليه السلام قد دخل الكعبة ثمّ أراد بين العمودين فلم يقدر عليه فصلّى دونه ثمّ خرج فمضى حتّى خرج من المسجد .

١٠ - وعنه ، عن ابن فضّال ، عن يونس قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إذا دخلت الكعبة كيف أصنع ؟ قال : خذ بحلقتي الباب إذا دخلت ثمّ امض حتّى تأتي العمودين فصلّ على الرّخامة الحمراء ، ثمّ إذا خرجت من البيت فنزلت من الدّرجة فصلّ عن يمينك ركعتين .

١١ - وعنه ، عن صفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمّار في دعاء الولد قال : أفض عليك دلواً من ماء زمزم ثمّ ادخل البيت فإذا قمت على باب البيت فخذ بحلقة الباب ثمّ قل : « اللّهمّ إنّ البيت بيتك و العبد عبدك و قد قلت : « ومن دخله كان آمناً » فآمنّي من عذابك و أجرني من سخطك » ثمّ ادخل البيت فصلّ على الرّخامة الحمراء ركعتين ثمّ قم إلى الأسطوانة الّتي بحذاء الحجر وألصق بها صدرك ثمّ قل : « يا واحد يا أحد يا ماجد يا قريب يا بعيد يا عزيز يا حكيم لا تذرني فرداً و أنت خير الوارثين هب لي من لدنك ذرّيّة طيّبة إنّك سميع الدّعاء » ثمّ در بالأسطوانة فألصق بها ظهرك وبطنك و تدعو بهذا الدّعاء فإن يرد الله شيئاً كان .

باب ۲۰۱

دخولِ کعبہ

۱۔ فرمایا جب کوئی کعبہ میں داخل ہوتا ہے تو اللہ اس سے راضی ہوتا ہے اور جب باہر نکلتا ہے تو گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ (مرسل)

۲۔ میں نے دخولِ کعبہ کے متعلق پوچھا فرمایا اس میں داخل ہونا اور وہاں سے نکلنا گناہوں سے باہر آجانا ہے اس کی باقی عمر کے گناہ اور جو پہلے ہو چکا ہے وہ سب بخشے جاتے ہیں۔ (موثق)

۳۔ فرمایا جب کعبہ میں داخل ہو تو پہلے غسل کرو اور سے داخل نہ ہو اور وقت دخول کہو۔

« ومن دخله كان آمناً فآمنّي من عذاب النّار »

یا اللہ تو نے کہا ہے جو اس میں داخل ہوا امن سے رہا پس مجھے عذابِ نار سے امان دے پھر دونوں ستونوں کے درمیان رخامہ حمراء پر نماز پڑھو پہلی رکعت میں حم سجدہ اور دوسری میں قرآن کی چند آیات اور اس کے چاروں کونوں میں نماز پڑھو اور کہو اللّهمّ من تهيّأ أو تعبّأ .

أو أعدّ أو استعدّ لوفادة إلى مخلوق رجاء رفده وجائزته ونوافله وفواضله فإليك يا

سيّدي تهيئتي وتعبئتي وإعدادي واستعدادي رجاء رفدك ونوافلك وجائزتك فلا تخيّب اليوم رجائي يا من لا يخيب عليه سائل ولا ينقصه نائل فإنّي لم آتك اليوم بعمل صالح قدّمته ولا شفاعة مخلوق رجوته ولكنّي أتيتك مقرّاً بالظلم والإساءة على نفسي فإنّه لا حجّة لي ولا عذر فأسألك يا من هو كذلك أن تعطيني مسألتي وتقيلني عثرتي وتقبلني برغبتي ولا تردّني مجبوهاً ممنوعاً ولا خائباً ، يا عظيم يا عظيم يا عظيم أرجوك للعظيم أسألك يا عظيم أن تغفر لي الذّنب العظيم ، لا إله إلّا أنت:

اور فرمایا جوتے پہن کر داخل نہ ہو وہاں تھوکو نہیں آب بینی نہ ڈالو، رسول اللہ کعبہ میں یوم فتح مکہ داخل ہوئے تھے۔ (حسن)

۴۔ میں نے حضرت سے کعبہ کے اندر نماز کا ذکر کیا۔ فرمایا دونوں ستونوں کے درمیان سرخ پتھر پر کھڑے ہو رسول اللہ نے اس پر نماز پڑھی تھی پھر ارکان بیت کی طرف آؤ اور ہر رکن پر تکبیر کہو۔ (حسن)

۵۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ کعبہ میں داخل ہوئے اور رخامہ حمراء پر دو رکعت نماز پڑھی پھر اس دیوار کی طرف رُخ کیا جو رکن یمانی اور غربی کے درمیان ہے آپ نے اس پر ہاتھ رکھ کر ملا اور دعا کی، پھر رکن یمانی سے لپٹ کر دعا کی پھر رکن غربی کی طرف آئے، اس کے بعد باہر نکل آئے۔ (م)

۶۔ فرمایا صرورہ کے لئے ضروری ہے کہ کعبہ کے اندر جائے قبل لوٹنے کے جب داخل ہو تو سکینہ و وقار سے داخل ہو پھر ہر گوشہ میں جاؤ اور یہ کہو۔

«اللّهمّ إنّك قلت : «ومن دخله كان آمناً» فآمنّي من عذاب يوم القيامة»

پھر دونوں ستونوں کے درمیان نماز پڑھو جو متصل باب ہیں رخام حمرا پر اگر لوگ زیادہ ہوں تو ہر زاویہ کی طرف رُخ کرکے دعا کرو اور خدا سے سوال کرو۔ (م)

۷۔ حضرت بیرون کعبہ فرمار ہے اللہ اکبر (تین بار) پھر فرمایا

«اللّهمّ لا تجهد بلاءنا ربّنا ولا تشمت بنا أعداءنا فإنّك أنت الضارّ النافع

پھر جانب درجہ اپنے بائیں طرف روبقبلہ ہو کر نماز پڑھی درآنحالیکہ ان کے اور اس کے درمیان کوئی نہ تھا پھر وہاں سے اپنی منزل کی طرف گئے۔ (زینہ سیڑھی) (م)

۸۔ حضرت رسول خدا نے کعبہ میں داخل ہو کر اس کے گوشہ میں دو رکعت نماز پڑھی۔ (م)

۹۔ حضرت کعبہ میں داخل ہوئے آپ نے دونوں ستونوں کے درمیان آنا چاہا لیکن ممکن نہ ہوا پس آپ نے اس کے قریب نماز پڑھی پھر باہر نکل آئے۔ (موثق)

۱۰۔ میں نے کہا جب کعبہ کے اندر داخل ہوں تو کیا کروں فرمایا کعبہ کے حلقہ در کو پکڑو اور جب اندر جاؤ تو عمودین تک پہنچو اور رخامہ حمراء پر نماز پڑھو اور جب نکل کر سیڑھیوں پر آؤ تو داہنی طرف دو رکعت نماز پڑھو۔ (موثق)

۱۱۔ دعائے ولد کے متعلق فرمایا آب زمزم سے ایک ڈول پر کرو پھر کعبہ میں داخل ہو جب دروازہ پہ پہنچو تو حلقۂ در کو پکڑو اور کہو اللّٰہم إنّ البیت بیتك و العبد عبدك و قد قلت : « ومن دخله کان آمناً » فآمنّي من عذابك و أجرني من سخطك» یا اللہ یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ بندہ تیرا بندہ ہے تو نے فرمایا ہے جو اس گھر میں داخل ہوا اسے امان ملی پس اپنے عذاب سے مجھے نجات دے۔ اور اپنے غصہ سے پناہ دے اور کعبہ کے اندر داخل ہو کر رخامہ حمراء پر دو رکعت نماز پڑھو پھر کھڑے ہو اس ستون کے پاس جو حجرہ کے مقابل ہے اور اسے سینہ سے لپٹالو اور کہو یاواحد یا أحد یاماجد یاقریب یابعید یا عزیز یاحکیم لاتذرني فرداً و أنت خیرالوارثین هب لي من لدنك ذرّیّة طیّبة إنّك سمیع الدّعاء اے واحد واحد، اے قریب و بعید اے عزیز و حکیم مجھے اکیلا نہ رکھ تو سب سے بہتر وارث ہے مجھے ایک پاک نفس کا لڑکا دے جو دعاؤں کا سننے والا ہو پھر اسطوا نہ کے پاس آؤ اور اپنی پشت اور بطن کو اس سے ملائے اور یہی دعا کرو اگر اللہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ہو جاتی ہے (م)

﴿ باب ۲۰۲ ﴾
☆(وداع البیت)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ؛ و ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أردت أن تخرج من مكّة وتأتي أهلك فودّع البيت وطف بالبيت اُسبوعاً و إن استطعت أن تستلم الحجر الأسود والرُّكن اليمانيّ في كلّ شوط فافعل و إلّا فافتتح به واختم به فإن لم تستطع ذلك فموسّع عليك ، ثمّ تأتي المستجار فتصنع عنده كما صنعت يوم قدمت مكّة و تخيّر لنفسك من الدُّعاء ، ثمّ استلم الحجر الأسود ثمّ ألصق بطنك بالبيت تضع يدك على الحجر و الاُخرى ممّا يلي الباب واحمدالله وأثن عليه وصلّ على النبيّ صلى الله عليه وآله ثمّ قل : «اللّهمّ صلّ على محمّد عبدك ورسولك و نبيّك و أمينك و حبيبك ونجيّك وخيرتك من خلقك اللّهمّ كما بلّغ رسالاتك وجاهد في سبيلك وصدع بأمرك و اُوذي في جنبك و عبدك حتّى أتاه اليقين ، اللّهمّ اقلبني مفلحاً منجحاً مستجاباً لي

بأفضل ما يرجع به أحدٌ من وفدك من المغفرة والبركة والرَّحمة والرِّضوان والعافية ، اللّهمَّ إن أمتّني فاغفرلي و إن أحييتني فارزقنيه من قابل ، اللّهمَّ لاتجعله آخر العهد من بيتك ، اللّهم إنّي عبدك و ابن عبدك و ابن أمتك ، حملتني على دوابّك و سيّرتني في بلادك حتّى أقدمتني حرمك و أمنك وقدكان في حسن ظنّي بك أن تغفرلي ذنوبي فإن كنت قد غفرت لي ذنوبي فازدد عنّي رضاً و قرّبني إليك زلفى و لا تباعدني و إن كنت لم تغفر لي فمن الآن فاغفرلي قبل أن تنأى عن بيتك داري فهذا أوان انصرافي إن كنت أذنت لي غير راغب عنك ولا عن بيتك ولا مستبدل بك و لا به ، اللّهمَّ احفظني من بين يديَّ و من خلفي وعن يميني و عن شمالي حتّى تبلّغني أهلي فإذا بلّغتني أهلي فاكفني مؤونة عبادك و عيالي فإنّك وليُّ ذلك من خلقك و منّي » .

ثمَّ ائت زمزم فاشرب من مائها ثمَّ اخرج وقل : « آئبون تائبون عابدون لربّنا حامدون إلى ربّنا راغبون إلى الله راجعون إن شاء الله » ; قال : وإنَّ أبا عبدالله عليه السلام لمّا ودَّعها و أراد أن يخرج من المسجد الحرام خرَّ ساجداً عند باب المسجد طويلاً ثمَّ قام فخرج .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن إبراهيم بن أبي محمود قال : رأيت أبا الحسن عليه السلام ودَّع البيت فلمّا أراد أن يخرج من باب المسجد خرَّ ساجداً ثمَّ قام فاستقبل الكعبة فقال : « اللّهمَّ إنّي أنقلب على ألّا إله إلّا أنت » .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ; وأبو عليٍّ الأشعريُّ ، عن الحسن بن عليٍّ الكوفيِّ ، عن عليِّ بن مهزيار قال : رأيت أبا جعفر الثاني عليه السلام في سنة خمس و عشرين ومائتين ودَّع البيت بعد ارتفاع الشمس و طاف بالبيت ، يستلم الرُّكن اليمانيَّ في كلِّ شوط فلمّا كان في الشوط السابع استلمه واستلم الحجر و مسح بيده ثمَّ مسح وجهه بيده ثمَّ أتى المقام فصلّى خلفه ركعتين ثمَّ خرج إلى دبر الكعبة إلى الملتزم فالتزم البيت و كشف الثوب عن بطنه ثمَّ وقف عليه طويلاً يدعو ثمَّ خرج من باب الحنّاطين وتوجّه ; قال : فرأيته في سنة سبع عشرة ومائتين ودَّع البيت ليلاً يستلم الرُّكن اليمانيَّ والحجر الأسود في كلِّ شوط فلمّا كان في الشوط السابع التزم البيت في دبر الكعبة قريباً من الرُّكن اليمانيِّ و فوق الحجر المستطيل و كشف الثوب عن

بطنه ، ثمّ أتى الحجر فقبّله و مسحه وخرج إلى المقام فصلّى خلفه ثمّ مضى ولم يعد إلى البيت و كان وقوفه على الملتزم بقدر ماطاف بعض أصحابنا سبعة أشواط و بعضهم ثمانية .

٤ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن أبان ، عن أبي إسماعيل قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : هوذا أخرج جعلت فداك فمن أين اُودّع البيت ؟ قال : تأتي المستجار بين الحجر والباب فتودعه من ثَمّ ثمّ تخرج فتشرب من زمزم ثمّ تمضي ، فقلت : أصبّ على رأسي ؟ فقال : لاتقرب الصبّ .

٥ ـ الحسين بن محمّد ، عن محمّد بن أحمد النهديّ ، عن يعقوب بن يزيد ، عن عبدالله بن جبلة ، عن قثم بن كعب قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إنّك لتدمن الحجّ ؟ قلت : أجل ، قال : فليكن آخر عهدك بالبيت أن تضع يدك على الباب وتقول : « المسكين على بابك فتصدّق عليه بالجنّة » .

باب ۱۵۲

وداع بیت

۱۔ فرمایا جب مکہ سے جانا ہو تو کعبہ کو اس طرح رخصت کرو کہ سات بار طواف کرو اور اگر ممکن ہو تو استلام حجر کرو اور ہر رکن کا ہر شوط پر، ورنہ جہاں سے شروع کرو وہیں پر ختم کرو پھر مستجار آؤ اور وہی کرو جو مکہ آنے کے دن کیا تھا اور اپنے لیے دعا کرو اور استلام حجر کرو اور اپنا شکم بیت سے ملو، اپنا ہاتھ حجر پر رکھو اور دوسرا باب سے ملے ہوئے حصہ پر، خدا کی حمد وثنا اور درود کے بعد کہو۔

«اللّهمّ صلّ على محمّد عبدك ورسولك و نبيّك و أمينك و حبيبك ونجيّك وخيرتك من خلقك اللّهمّ كما بلّغ رسالاتك وجاهد في سبيلك وصدع بأمرك و اُوذي في جنبك و عبدك حتّى أتاه اليقين ، اللّهمّ اقلبني مفلحاً منجحاً مستجاباً لي بأفضل ما يرجع به أحدٌ من وفدك من المغفرة والبركة والرّحمة والرّضوان والعافية ، اللّهمّ إن أمتّني فاغفرلي و إن أحييتني فارزقنيه من قابل ، اللّهمّ لاتجعله آخر العهد من بيتك ، اللّهمّ إنّي عبدك و ابن عبدك و ابن أمتك ، حملتني على دوابّك و سيّرتني

في بلادك حتّى أقدمتني حرمك و أمنك وقد كان في حسن ظنّي بك أن تغفر لي ذنوبي فإن كنت قد غفرت لي ذنوبي فازدد عنّي رضا و قرّبني إليك زلفى و لا تباعدني و إن كنت لم تغفر لي فمن الآن فاغفر لي قبل أن تنأى عن بيتك داري فهذا أوان انصرافي إن كنت أذنت لي غير راغب عنك ولا عن بيتك ولا مستبدل بك و لا به ، اللّهمّ احفظني من بين يديّ و من خلفي و عن يميني و عن شمالي حتّى تبلّغني أهلي فإذا بلّغتني أهلي فاكفني مؤونة عبادك و عيالي فإنّك ولي ذلك من خلقك و منّي » .

پھر زمزم پر آؤ اس کا پانی پیو پھر چلتے ہوئے کہو

آئبون تائبون عابدون لربّنا حامدون إلى ربّنا راغبون إلى الله راجعون إن شاء الله

حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام جب کعبہ کو رخصت کر کے مسجد الحرام سے نکلتے تو برشوط مسجد کے پاس دیر تک سجدہ میں رہتے پھر کھڑے ہوتے اور وہاں سے نکلتے۔ (حسن)

۲۔ میں نے دیکھا امام رضا علیہ السلام کو کہ جب وداع کر کے باب مسجد سے نکلتے تو سجدہ میں جاتے پھر کعبہ کی طرف منہ کر کے کہتے

« اللّهمّ إنّي أنقلب على ألّا إله إلّا أنت

۳۔ میں نے حضرت کو ۲۲ھ میں کعبہ وداع کرتے ہوئے بلندیٔ آفتاب کے وقت دیکھا کہ آپ نے بیت کا طواف کیا رکن یمانی کو ہر شوط کے بعد آغوش میں لیا ساتویں شوط پر اسے بھی آغوش میں لیا اور حجر اسود کو بھی اور ہاتھ سے مسح کر کے ہاتھ منہ پر پھیرا پھر مقام ابراہیم پر آئے اس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی پھر پشت کعبہ پر ملتزم کے پاس آئے اور اپنے شکم پر سے کپڑا ہٹا کر کعبہ کو لپٹ گئے پھر وہاں کھڑے طویل عرصہ تک دعا کرتے رہے پھر باب الحناطین سے نکلے میں نے ۱۷ھ میں یہ دیکھا۔ حضرت نے بیت کو رات میں رخصت کیا رکن یمانی کو آغوش میں لیا اور حجر مستطیل کو اوپر سے لیا شکم مبارک کو کھولا اور حجر کے پاس آ کر بوسہ دیا اور مس کیا پھر مقام ابراہیم پر آ کر دو رکعت نماز اس کے پیچھے پڑھی پھر چلے اور بیت کی طرف لوٹے نہیں، آپ کا قیام ملتزم پر اتنی دیر تھا جتنی دیر سات یا آٹھ بار طواف کیا جائے (م)

۴۔ میں نے کہا بیت کو کہاں سے رخصت کیا جائے فرمایا مستجار کے پاس آؤ جو حجر اور باب کے درمیان ہے یہاں سے رخصت کرو پھر زمزم پر آؤ اس کا پانی پیو، میں نے کہا سر پر بھی چھڑک لوں فرمایا نہیں (م)

۵۔ فرمایا تم دوبارہ حج چاہتے ہو میں نے کہا ہاں فرمایا تو حج تمام کرنے کے بعد سب سے آخر میں یہ کرو کہ اپنا ہاتھ دروازہ پر رکھ کر کہو مسکین بندہ تیرے دروازہ پر ہے پس اسے جنت عطا کر (مجہول)

﴿باب ۲۰۳﴾

☆(ما يستحب من الصدقة عند الخروج من مكة)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبي، عن معاوية بن عمّار، و حفص بن البختريّ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال: ينبغي للحاجّ إذا قضى نسكه و أراد أن يخرج أن يبتاع بدرهم تمراً يتصدّق به فيكون كفّارة لما لعلّه دخل عليه في حجّه من حكّ أو قملة سقطت أو نحو ذلك.

٢ ـ حميد بن زياد، عن ابن سماعة، عمّن ذكره، عن أبان، عن أبي بصير قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: إذا أردت أن تخرج من مكّة فاشتر بدرهم تمراً فتصدّق به قبضة قبضة، فيكون لكلّ ما كان منك في إحرامك وما كان منك بمكّة.

باب ۲۰۳

مکّہ سے چلتے وقت کیا صدقہ دیا جائے

۱۔ فرمایا حج کرنے والا جب ارکان حج ادا کر چکے اور چلنے کا ارادہ ہو تو ایک درہم کے خرمے خریدے اور تصدق کر دے یہ کفارہ ہے اس کوتاہی کا جو حج میں واقع ہوگئی ہو، جیسے بدن کو کھجانا، جوں کا بدن سے گر جانا وغیرہ (حسن)

۲۔ فرمایا جب مکہ سے چلنے کا ارادہ ہو تو ایک درہم کے خرمے خریدو اور ایک ایک مٹھی صدقہ دو تاکہ احرام میں یا مکہ کے قیام میں اگر کوئی چوک ہوگئی ہو تو اس کا کفارہ ہو جائے (مرسل)

﴿باب ۲۰۴﴾

☆(ما يجزىء من العمرة المفروضة)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا استمتع الرّجل بالعمرة فقد قضى ما عليه من فريضة العمرة.

٢ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن العمرة أواجبة هي؟ قال: نعم، قلت: فمن تمتّع يجزىء عنه؟ قال: نعم.

باب ۲۰۴

عمرۂ مفروضہ میں کیا کافی ہے

۱۔ فرمایا جب حج تمتع کا عمرہ پورا ہو گیا تو فریضۂ عمرہ سے جو اس پر واجب ہے وہ پورا ہو گیا۔ (حسن)

۲۔ میں نے کہا کیا عمرہ واجب ہے فرمایا ہاں میں نے کہا جو حج تمتع کرے اس کے لئے یہ عمرہ کافی ہو گا فرمایا ہاں (م)

«باب ٢٠٥»

☆(العمرة المبتولة)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : إنّ عليّاً عليه السلام كان يقول : في كلّ شهر عمرة .

٢ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : في كتاب عليّ عليه السلام : في كلّ شهر عمرة .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن عليّ بن أبي حمزة قال : سألت أباالحسن عليه السلام عن رجل يدخل مكّة في السنة المرّة أو المرّتين أو الأربعة كيف يصنع ؟ قال : إذا دخل فليدخل ملبّياً و إذا خرج فليخرج محلّاً ؛ قال : ولكلّ شهر عمرة ، فقلت : يكون أقلّ ؟ قال : لكلّ عشرة أيّام عمرة ، ثمّ قال : و حقّك لقد كان في عامي هذه السنة ستّ عمر ، قلت : لم ذاك ؟ فقال : كنت مع محمّد بن إبراهيم بالطائف فكان كلّما دخل دخلت معه .

باب ۲۰۵

وہ عمرہ جو حج سے علیحدہ کیا جائے

۱۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے ہر مہینے میں عمرہ ہو سکتا ہے۔ (م)

۲۔ فرمایا کتاب علی میں ہے کہ ہر ماہ میں عمرہ ہے۔ (م)

۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص مکہ میں داخل ہوتا ہے ایک سال کے اندر ایک بار دو بار یا چار بار

تو وہ کیا کرے۔ فرمایا داخل ہو لبیک کہہ کر اور نکلے محل ہو کر اور فرمایا ہر مہینہ عمرہ ہے۔ میں نے کہا اس سے کم مدت بھی ہے فرمایا دس دن میں ایک عمرہ پھر فرمایا تیرے حق کی قسم میں نے چھ عمرے کئے ہیں میں نے کہا وہ کیسے فرمایا میں محمد بن ابراہیم کے ساتھ طائف میں تھا جب وہ مکہ آیا میں بھی اس کے ساتھ آیا۔ (م و)

﴿باب ۲۰۶﴾

☆(العمرة المبتولة في أشهر الحج)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لابأس بالعمرة المفردة في أشهر الحجّ ثمَّ يرجع إلى أهله .

٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لابأس بالعمرة المفردة في أشهر الحجّ ثمَّ يرجع إلى أهله إن شاء .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حمّاد بن عيسى ، عن إبراهيم بن عمر اليمانيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن رجل خرج في أشهر الحجّ معتمراً ثمَّ رجع إلى بلاده ، قال : لابأس و إن حجَّ في عامه ذلك و أفرد الحجَّ فليس عليه دم فإنَّ الحسين بن عليّ عليهما السلام خرج قبل التروية بيوم إلى العراق وقد كان دخل معتمراً .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرَّار ، عن يونس ، عن معاوية ابن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : من أين افترق المتمتّع و المعتمر ؟ فقال : إنَّ المتمتّع مرتبط بالحجّ والمعتمر إذا فرغ منها ذهب حيث شاء وقد اعتمر الحسين بن عليّ عليهما السلام في ذي الحجّة ثمَّ راح يوم التروية إلى العراق والناس يروحون إلى منى ولابأس بالعمرة في ذي الحجّة لمن لايريد الحجَّ .

باب ۲۰

عمرہ مقطوعہ ماہ حج میں

۱۔ فرمایا اگر ماہ حج میں صرف عمرہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں عمرہ کے بعد اپنے گھر لوٹ آئے۔ (م)

۲۔ ترجمہ اوپر ہے (ض)

۳۔ میں نے پوچھا ایک شخص حج کے مہینے میں عمرہ کرتا ہے اور پھر اپنے شہر کو لوٹ جاتا ہے فرمایا کچھ حرج نہیں اگر اسی سال حج کرے اور علیحدہ حج کرے تو اس پر قربانی نہیں۔ امام حسین علیہ السلام یوم ترویہ سے ایک دن قبل عازم عراق ہوئے اور آپ عمرہ بجا لائے۔ (حسن)

۴۔ میں نے کہا کہاں سے افتراق ہوتا ہے، متمتع اور معتمر میں، فرمایا تمتع کرنے والا مرتبط ہے حج سے اور عمرہ کرنے والا فارغ ہو کر جہاں چاہے جا سکتا ہے امام حسین علیہ السلام نے عمرہ کیا ذی الحجہ میں پھر یوم ترویہ راہی عراق ہوئے رجوع کا ارادہ نہ کرے وہ ذی الحجہ میں عمرہ بجا لائے تو کوئی حرج نہیں۔ (مجہول)

﴿باب ۲۰﴾

✡(الشهور التي تستحب فيها العمرة ومن أحرم في شهر وأحل في اخر)✡

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الوليد بن صبيح قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : بلغنا أنَّ عمرة في شهر رمضان تعدل حجّة ، فقال : إنّما كان ذلك في امرأة وعدها رسول الله صلى الله عليه وآله فقال لها : اعتمري في شهر رمضان فهي لك حجّة .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ و أحمد بن محمّد جميعاً ، عن عليِّ بن مهزيار ، عن عليِّ بن حديد قال : كنت مقيماً بالمدينة في شهر رمضان سنة ثلاث عشرة و مائتين فلمّا قرب الفطر كتبت إلى أبي جعفر عليه السلام أسأله عن الخروج في عمرة شهر رمضان أفضل أو اُقيم حتّى ينقضي الشهر واُتمّ صومي ؛ فكتب إليَّ كتاباً قرأته بخطّه سألت رحمك الله عن أيِّ العمرة أفضل عمرة شهر رمضان أفضل يرحمك الله .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن عيسى

الفرّاء، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا أهلّ بالعمرة في رجب وأحلّ في غيره كانت عمرته لرجب وإذا أهلّ في غير رجب وطاف في رجب فعمرته لرجب.

٤ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن عليّ، عن حمّاد بن عثمان قال: كان أبوعبدالله عليه السلام إذا أراد العمرة انتظر إلى صبيحة ثلاث وعشرين من شهر رمضان ثمّ يخرج مهلاً في ذلك اليوم.

٥ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حفص بن البختريّ، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل أحرم في شهر وأحلّ في آخر فقال: يكتب له في الّذي قد نوى أو يكتب له في أفضلهما.

٦ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن صفوان بن يحيى، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: المعتمر يعتمر في أيّ شهور السنة شاء وأفضل العمرة عمرة رجب.

٧ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن عليّ الوشّاء، عن أبان بن عثمان، عن عبدالرّحمن بن أبي عبدالله، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قلت له: العمرة بعد الحجّ؟ قال: إذا أمكن الموسى من الرأس.

باب ۲۰

عمرہ کے مہینے

۱۔ میں نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ماہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے فرمایا یہ تھا اس عورت کے لئے جس سے رسول اللہ نے وعدہ کیا تھا اور فرمایا تھا کہ تو ماہ رمضان میں عمرہ کر وہ تیرے ایک حج کے برابر ہوگا۔ (ض)

۲۔ میں ماہ رمضان میں سنہ ۲۱۳ھ میں مدینہ میں مقیم تھا جب عید الفطر کا وقت قریب آیا تو میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو لکھا میں ماہ رمضان میں عمرہ جا کر کروں یا عید تک یہیں رو کر روزے پورے کروں کون ان میں افضل ہے حضرت نے اپنے قلم سے تحریر کیا کہ شہر رمضان کے عمرہ سے افضل کون سا عمرہ ہو سکتا ہے۔ (ض)

۳۔ فرمایا جب رجب میں عمرہ کا اہلال کرے اور محل ہو اس کے غیر میں تو اس کا عمرہ رجب میں شامل ہوگا اور اگر اہلال غیر رجب میں کرے اور طواف کرے رجب میں تو عمرہ رجب ہوگا۔ (مجہول)

۴۔ حضرت جب عمرہ کا ارادہ کرتے تو ۲۳ ویں رمضان کا انتظار کرتے پھر تشریف لے جاتے۔ (مو)

۵۔ پوچھا حضرت سے اس شخص کے متعلق جو احرام باندھے ایک مہینے میں اور کھولے دوسرے مہینے میں، فرمایا لکھا جائے گا اس مہینہ میں جس میں نیت کی ہے یا اس میں جو افضل ہوگا۔ (حسن)

۶۔ فرمایا عمرہ جس ماہ میں چاہے کرے مگر افضل وہ ہے جو رجب میں ہو۔

۷۔ میں نے کہا عمرہ (مفردہ) حج کے بعد کرے جب سر کے لئے استرہ مل جائے۔ (مو)

﴿باب ۲۸﴾

(قطع تلبية المحرم وما عليه من العمل)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن مرازم، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: يقطع صاحب العمرة المفردة التلبية إذا وضعت الإبل أخفافها في الحرم.

٢ ـ حميد بن زياد، عن ابن سماعة، عن غير واحد، عن أبان، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: يقطع تلبية المعتمر إذا دخل الحرم.

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن صفوان بن يحيى، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: من اعتمر من التنعيم فلايقطع التلبية حتّى ينظر إلى المسجد.

٤ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن عليّ، عن أبان بن عثمان، عن زرارة قال: سمعت أباجعفر عليه السلام يقول: إذا قدم المعتمر مكّة وطاف وسعى فإن شاء فليمض على راحلته وليلحق بأهله.

٥ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن سنان، عن ابن مسكان، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: العمرة المبتولة يطوف بالبيت وبالصفا والمروة ثمّ يحلّ فإن شاء أن يرتحل من ساعته ارتحل.

٦ ـ أبوعليّ الأشعريّ، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن صفوان بن يحيى، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرَّجل يجيء معتمراً عمرة مبتولة قال: يجزئه إذا طاف بالبيت وسعى بين الصفا والمروة وحلق أن يطوف طوافاً واحداً بالبيت ومن شاء أن يقصّر قصّر.

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن إبراهيم بن عبدالحميد ، عن عمر أوغيره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المعتمر يطوف ويسعى و يحلق قال : ولابدّ له بعد الحلق من طواف آخر .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن إسماعيل بن رياح ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن مفرد العمرة عليه طواف النساء ؟ قال : نعم .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن عيسى قال : كتب أبوالقاسم مخلّد بن موسى الرّازيّ إلى الرّجل يسأله عن العمرة المبتولة هل على صاحبها طواف النساء و العمرة الّتي يتمتّع بها إلى الحجّ فكتب أمّا العمرة المبتولة فعلى صاحبها طواف النساء و أمّا الّتي يتمتّع بها إلى الحجّ فليس على صاحبها طواف النساء .

باب ۲۱۸

قطع تلبیہ محرم

۱۔ فرمایا عمرہ مفردہ والا تلبیہ کو قطع کرے حرم میں پہنچ کر اونٹ کے چمڑے کے موزے اتار لئے جائیں (حسن)

۲۔ فرمایا جب عمرہ کرنے والا حرم میں داخل ہو تو تلبیہ قطع کرے

۳۔ جو عمرہ کا احرام منزل تنعیم سے باندھے جب تک اسے مسجد الحرام نظر نہ آئے تلبیہ کو قطع نہ کرے۔ (حسن)

۴۔ جب عمرہ کے لئے مکہ آئے اور طواف و سعی کرلے تو پھر چاہے تو اپنی سواری لیکر اور اپنے اہل و عیال سے جا ملے (م)

۵۔ عمرہ مفردہ والا طواف بیت و سعی صفا و مروہ کے بعد محل ہو جاتا ہے اگر چاہے تو چلا جائے۔ (م)

۶۔ جو عمرہ مفردہ کے لئے آئے تو اس کے لئے کافی ہے طواف بیت اور سعی صفا و مروہ اور سر منڈوانا اور بیت کا ایک طواف اگر چاہے تو تقصیر کرے۔ (ص)

۷۔ عمرہ والا طواف کرے سعی کرے سر منڈوائے اور اس کے بعد طواف آخر کرنا ضروری ہے۔ (مجہول)

۸۔ میں نے کہا عمرہ مفردہ والا طواف نساء کرے فرمایا ہاں۔ (مجہول)

۹۔ فرمایا عمرہ مفردہ والے پر طواف نساء ہے اور عمرۂ تمتع والے پر نہیں۔ (م)

﴿باب ۹﴾

☆(المعتمر يطأ أهله وهو محرم والكفارة في ذلك)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أحمد بن أبي عليٍّ ، عن أبي جعفر عليه السلام في رجل اعتمر عمرة مفردة فوطىء أهله و هو محرمٌ قبل أن يفرغ من طوافه وسعيه قال : عليه بدنة لفساد عمرته وعليه أن يقيم بمكّة حتّى يدخل شهر آخر فيخرج إلى بعض المواقيت فيحرم منه ثمّ يعتمر .

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عليّ بن رئاب ، عن مسمع ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يعتمر عمرة مفردة ويطوف بالبيت طواف الفريضة ثمّ يغشي أهله قبل أن يسعى بين الصفا والمروة ، قال : قد أفسد عمرته و عليه بدنة و يقيم بمكّة محلاً حتّى يخرج الشهر الّذي اعتمر فيه ثمّ يخرج إلى الوقت الّذي وقّته رسول الله صلى الله عليه وآله لأهل بلاده فيحرم منه و يعتمر .

٣ ـ حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان ، عن زرارة قال : قال : من جاء بهدي في عمرة في غير حجّ فلينحره قبل أن يحلق رأسه .

٤ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن معاوية ابن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المعتمر إذا ساق الهدي يحلق قبل أن يذبح .

٥ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن الحسن بن عليّ الكوفيّ ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فضالة بن أيّوب ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : من ساق هدياً في عمرة فلينحره قبل أن يحلق و من ساق هدياً و هو معتمر نحر هديه بالمنحر و هو بين الصفا والمروة وهي الحزورة ، قال : و سألته عن كفّارة العمرة أين تكون ؟ فقال : بمكّة إلّا أن يؤخّرها إلى الحجّ فيكون بمنى و تعجيلها أفضل و أحبّ إليّ .

باب ۲۹

کفارہ اس عمرہ والے کا جو احرام میں جماع کرے

۱۔ فرمایا اگر عمرہ مفردہ کرنے والا اپنی اہلیہ سے مجامعت کرے بحالت احرام قبل طواف و سعی سے فارغ ہونے تو اس

کا کفارہ ایک بدنہ ہے عمرہ کے فاسد ہونے کی وجہ سے اور اسے لازم ہے کہ دوسرے مہینوں کے داخل ہونے تک مکہ میں قیام کرے پھر بعض مواقیت کے لئے نکلے اور احرام کے ساتھ عمرہ کرے۔ (مجہول)

۲- فرمایا جو کوئی عمرہ مفردہ کرے اور طواف فریضہ کرنے کے بعد اپنی بی بی سے مباشرت کرے سعی سے پہلے تو اس کا عمرہ فاسد ہو گیا اس کا کفارہ ایک بدنہ ہے اور وہ محل ہو کر مکہ میں رہے اور جو وقت رسولؐ خدا نے اہل شہر کے لئے عمرہ کا معین کیا ہے اس میں مکہ سے نکلے احرام باندھے اور عمرہ بجالائے۔ (ق)

۳- جو بغیر حج کے عمرہ کے لئے ہدی لے کر آئے تو اسے چاہیئے کہ حلق راس سے پہلے نحر کرے۔ (مرسل)

۴- فرمایا جو عمرہ کے لئے ہدی لائے وہ ذبح سے پہلے سر منڈوائے (مجہول)

۵- فرمایا جو عمرہ کے لئے ہدی لے کر آئے تو سر منڈوانے سے پہلے اس کو نحر کرے اور جو عمرہ میں ہدی لائے وہ اس کو صفا و مروہ کے درمیان تروہ کے نام سے جو مذبح ہے وہاں نحر کرے، میں نے کہا عمرہ کا کفارہ کہاں ہو، فرمایا مکہ میں مگر حج کے وقت تک اسے روکے رکھے اور منیٰ میں ہو اور اس میں جلدی کرنا افضل ہے اور مجھے پسند ہے (ح)

﴿ باب ۲۱ ﴾

☆(الرجل يبعث بالهدي تطوعا ويقيم في أهله)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن . . بن الفضيل ، عن أبي الصباح الكنانيّ قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل بعث بهدي مع قوم و واعدهم يوم يقلّدون فيه هديهم و يحرمون فيه ، فقال : يحرم عليه مايحرم على المحرم في اليوم الّذي واعدهم حتّى يبلغ الهدي محلّه ؛ فقلت : أرأيت إن اخلفوا في ميعادهم و أبطلوا في السير عليه جناح في اليوم الّذي واعدهم ؟ قال : لا ويحلّ في اليوم الّذي واعدهم .

٢ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد بن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان ، عن سلمة ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّ عليّاً عليه السلام كان يبعث بهديه ثمّ يمسك عمّا يمسك عنه المحرم غير أنّه لا يلبّي و يواعدهم يوم ينحر فيه بدنة فيحلّ .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يبعث بالهدي تطوّعاً ليس بواجب ، قال : يواعد أصحابه يوماً فيقلّدونه فإذا كانت تلك الساعة اجتنب

ما يجتنب المحرم إلى يوم النحر فإذا كان يوم النحر أجزء عنه .

٤ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن هارون بن خارجة قال : إنّ مراداً بعث ببدنة وأمر أن تقلّد و تشعر في يوم كذا وكذا فقلت له : إنّما ينبغي أن لايلبس الثياب فبعثني إلى أبي عبدالله عليه السلام بالحيرة فقلت له : إنّ مراداً صنع كذا وكذا و إنّه لايستطيع أن يترك الثياب لمكان زياد ، فقال : مره أن يلبس الثياب وليذبح بقرة يوم الأضحى عن نفسه .

باب ۲۱

ہدی کو تطوعاً بھیجنا

۱۔ میں نے کہا ایک شخص نے کچھ لوگوں کے ساتھ ہدی بھیجی اور ان سے وعدہ لیا کہ فلاں روز وہ ہدی کے قلادہ ڈالیں اور احرام باندھیں فرمایا وہ اپنے اوپر حرام کریں ہر اس چیز کو جو محرم پر حرام ہوتی ہے اور جب تک ہدی اپنے مقام پر پہنچے وہ احرام میں رہیں میں نے کہا اگر وہ اس وعدہ کے خلاف کریں اور چلنے میں تاخیر کریں تو کیا وعدہ کے دن نہ پہنچنے کا اس پر کفارہ ہوگا فرمایا نہیں، وہ محل ہوگا اس دن جس کا وعدہ اس نے ان سے کیا ہوگا۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا حضرت نے کہ حضرت علی علیہ السلام ہدی بھیجتے تھے اور باز رہتے تھے ان تمام چیزوں سے جن سے ایک محرم باز رہتا ہے سوائے اس کے کہ تلبیہ نہیں کرتے تھے اور لے جانے والوں سے وعدہ لیتے تھے کہ روز نحر، نحر کر کے محل ہو۔ (مجہول)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص استحباباً ہدی بھیجنا چاہتا ہے فرمایا وہ اپنے اصحاب سے وعدہ لے کہ یوم معین پر اس کی گردن میں قلادہ ڈالے، جب وہ وقت آئے تو ان تمام چیزوں سے پرہیز کرے جن سے ایک محرم پرہیز کرتا ہے روز نحر تک، جب روز نہر ذبح ہو جائے تو اس کی طرف سے کافی ہوگا۔ (حسن)

۴۔ راوی نے کہا مراد نے بدنہ بھیجا اور کہا فلاں فلاں دن اس کے پٹہ ڈالا جائے اور اشعار کیا جائے، میں نے کہا کیا وہ لباس نہ پہنے اس نے مجھے ابو عبداللہ کے پاس حیرہ بھیجا میں نے ان سے کہا مراد نے ایسا ایسا کیا وہ مکان زیاد میں ہونے کی وجہ سے کپڑے نہیں اتار سکتا۔ فرمایا اسے حکم دو کہ وہ کپڑے پہنے رہے اور روز قربانی اپنی طرف سے گائے ذبح کرے۔ (م)

باب ۲۲ النوادر

۱ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن أصرم بن حوشب ، عن عيسى بن

عبدالله ، عن جعفر بن محمّد عليهما السلام قال : أودية الحرم تسيل في الحلّ وأودية الحلّ لاتسيل في الحرم .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن أبان بن تغلب قال : كنت مع أبي جعفر عليه السلام في ناحية من المسجد الحرام وقوم يلبّون حول الكعبة فقال : أترى هؤلاء الّذين يلبّون والله لأصواتهم أبغض إلى الله من أصوات الحمير .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل لبّى بحجّة أوعمرة وليس يريدالحجّ ، قال : ليس بشيء ولاينبغي له أن يفعل .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال في هؤلاء الّذين يفردون الحجّ إذا قدموا مكّة وطافوا بالبيت أحلّوا وإذا لبّوا أحرموا فلايزال يحلّ ويعقد حتّى يخرج إلى منى بلاحجّ ولاعمرة .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن منصور بن العبّاس ، عن الحسن ابن عليّ بن يقطين ، عن حفص المؤذّن قال : حجّ إسماعيل بن عليّ بالناس سنة أربعين ومائة فسقط أبوعبدالله عليه السلام عن بغلته فوقف عليه إسماعيل فقال له أبوعبدالله عليه السلام : سر فإنّ الإمام لايقف .

٦ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالله ابن مسكان ، عن الحسن بن سريّ قال : قلت له : ماتقول في المقام بمنى بعدما ينفر الناس قال : إذاقضى نسكه فليقم ماشاء وليذهب حيث شاء .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سأله رجل في المسجد الحرام من أعظم الناس وزراً ؟ فقال : من يقف بهذين الموقفين عرفة والمزدلفة وسعى بين هذين الجبلين ثمّ طاف بهذا البيت وصلّى خلف مقام إبراهيم عليه السلام ثمّ قال : في نفسه أوظنّ أنّ الله لم يغفر له فهو من أعظم الناس وزراً .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن صالح بن السنديّ ، عن بعض رجاله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كنّا عنده نذكر الماء في طريق مكّة و ثقله فقال : الماء لايثقل إلّا أن ينفرد به الجمل فلايكون عليه إلّا الماء .

٩ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن السندي بن الربيع ، عن محمد بن القاسم بن الفضيل ، عن فضيل بن يسار ، عن أحدهما عليهما السلام قال : من حج ثلاث سنين متوالية ثم حج أو لم يحج فهو بمنزلة مدمن الحج ؛ وروي أن مدمن الحج الذي إذا وجد الحج حج كما أن مدمن الخمر الذي إذا وجده شربه .

١٠ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض رجاله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من ركب راحلة فليوص .

١١ - محمد بن يحيى ، عن بعض أصحابه ، عن العباس بن عامر ، عن أحمد بن رزق الغشاني ، عن عبدالرحمن بن الأشل بياع الأنماط ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كانت قريش تلطخ الأصنام التي كانت حول الكعبة بالمسك و العنبر وكان يغوث قبال الباب و كان يعوق عن يمين الكعبة وكان نسر عن يسارها و كانوا إذا دخلوا خروا سجداً ليغوث ولا ينحنون ثم يستديرون بحيالهم إلى يعوق ثم يستديرون بحيالهم إلى نسر ثم يلبون فيقولون : «لبيك اللهم لبيك لبيك لاشريك لك إلا شريك هو لك تملكه وما ملك» قال : فبعث الله ذباباً أخضر له أربعة أجنحة فلم يبق من ذلك المسك والعنبر شيئاً إلا أكله و أنزل الله تعالى : « يا أيها الناس ضرب مثل فاستمعوا له إن الذين يدعون من دون الله لن يخلقوا ذباباً ولو اجتمعوا له و إن يسلبهم الذباب شيئاً لايستنقذوه منه ضعف الطالب والمطلوب » .

١٢ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الحسن بن علي الوشاء ، عن حماد بن عثمان ، عن عمر بن يزيد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لايلي الموسم مكي .

١٣ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن الحسن بن موسى ، عن غياث بن كلوب عن إسحاق بن عمار ، عن جعفر ، عن آبائه عليهم السلام أن علياً صلوات الله عليه كان يكره الحج والعمرة على الإبل الجلالات .

١٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن علي بن محمد بن شيرة ، عن علي بن سليمان قال : كتبت إليه أسأله عن الميت يموت بعرفات يدفن بعرفات أو ينقل إلى الحرم فأيهما أفضل ؟ فكتب : يحمل إلى الحرم و يدفن فهو أفضل .

١٥ - حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله جل ثناؤه : « ثم ليقضوا تفثهم » قال : هو ما يكون من

الرّجل في إحرامه فإذا دخل مكّة فتكلّم بكلام طيّب كان ذلك كفّارة لذلك الّذي كان منه .

١٦ ـ أحمد بن محمّد ، عمّن حدّثه ، عن محمّد بن الحسين ، عن وهيب بن حفص ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ القائم عليه السلام إذا قام ردّ البيت الحرام إلى أساسه و مسجد الرّسول إلى أساسه و مسجد الكوفة إلى أساسه . وقال أبو بصير : إلى موضع التمّارين من المسجد .

١٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالرحمن بن حمّاد ، عن إبراهيم بن عبدالحميد قال : سمعته يقول : من خرج من الحرمين بعد ارتفاع النهار قبل أن يصلّي الظهر والعصر نودي من خلفه لاصحبك الله .

١٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن بنان بن محمّد ، عن موسى بن القاسم ، عن عليّ بن جعفر ، عن أخيه أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن رجل جعل جاريته هدياً للكعبة كيف يصنع ؟ فقال : إنّ أبي أتاه رجلٌ قد جعل جاريته هدياً للكعبة فقال له : قوّم الجارية أو بعها ثمّ مر منادياً يقوم على الحجر فينادي : ألا من قصرت به نفقته أو قطع به أو نفد طعامه فليأت فلان بن فلان ومره أن يعطي أوّلاً فأوّلاً حتّى ينفد ثمن الجارية .

١٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن عبدالله بن هلال ، عن عقبة بن خالد ، عن أبي عبدالله عليه السلام في المرأة تلد يوم عرفة كيف تصنع بولدها أيطاف عنه أم كيف يصنع به ؟ قال : ليس عليه شيءٌ .

٢٠ ـ محمّد بن يحيى ؛ وغيره ، عن محمّد بن أحمد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن يحيى بن المبارك ، عن عبدالله بن جبلة ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قلت : جعلت فداك كان عندي كبش سمين لاُضحّي به فلمّا أخذته و أضجعته نظر إليّ فرحمته و رققت عليه ثمّ إنّي ذبحته ، قال : فقال لي : ما كنت اُحبّ لك أن تفعل ، لا تربّينّ شيئاً من هذا ثمّ تذبحه .

٢١ ـ محمّد بن يحيى ، عن حمدان بن سليمان ، عن الحسن بن محمّد بن سلام ، عن أحمد بن بكر بن عصام ، عن داود الرقّي قال : دخلت على أبي عبدالله عليه السلام ولي على رجل مال قد خفت تواه فشكوت إليه ذلك فقال لي : إذا صرت بمكّة فطف عن عبدالمطّلب طوافاً وصلّ ركعتين عنه وطف عن أبي طالب طوافاً وصلّ عنه ركعتين وطف عن عبدالله

طوافاً وصلّ عنه ركعتين وطف عن آمنة طوافاً و صلّ عنها ركعتين وطف عن فاطمة بنت أسد طوافاً و صلّ عنها ركعتين ثمّ ادع أن يردّ عليك مالك ، قال : ففعلت ذلك ثمّ خرجت من باب الصفا و إذا غريمي واقف يقول : يا داود حبستني تعال اقبض مالك .

٢٢ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن عمر قال : كنّا بمكّة فأصابنا غلاء من الأضاحيّ فاشترينا بدينار ثمّ بدينارين ثمّ لم نجد بقليل ولا كثير فرقّع هشام المكاريّ رقعة إلى أبي الحسن عليه السلام وأخبره بما اشترينا ثمّ لم نجد بقليل ولا كثير ، فوقّع : انظروا الثمن الأوّل والثاني والثالث ثمّ تصدّقوا بمثل ثلثه .

٢٣ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسين بن عثمان ؛ و محمّد بن أبي حمزة ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يحجّ عن آخر فاجترح في حجّه شيئاً يلزمه فيه الحجّ من قابل أو كفّارة ؟ قال : هي للأوّل تامّة و على هذا ما اجترح .

٢٤ - عليّ بن إبراهيم ، عن صالح بن السنديّ ، عن جعفر بن بشير ، عن أبان ، عن أبي الحسن ، عن أبي عبدالله عليهما السلام قال : جاء رجل إلى أبي جعفر عليه السلام فقال : إنّي أهديت جارية إلى الكعبة فأعطيت خمسمائة دينار فما ترى ؟ قال : بعها ثمّ خذ ثمنها ثمّ قم على هذا الحائط - حائط الحجر - ثمّ ناد و أعط كلّ منقطع به وكلّ محتاج من الحاجّ .

٢٥ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ؛ و الحجّال ، عن ثعلبة ، عن أبي خالد القمّاط ، عن عبدالخالق الصيقل قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن قول الله عزّ وجلّ : « ومن دخله كان آمناً » فقال : لقد سألتني عن شيء ما سألني أحد إلّا من شاء الله قال : من أمّ هذا البيت و هو يعلم أنّه البيت الّذي أمره الله عزّ وجلّ به و عرفنا أهل البيت حقّ معرفتنا كان آمناً في الدّنيا والآخرة .

٢٦ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن إسماعيل الخثعميّ قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّا إذا قدمنا مكّة ذهب أصحابنا يطوفون و يتركوني أحفظ متاعهم ؟ قال : أنت أعظمهم أجراً .

٢٧ - بإسناده ، عن ابن أبي عمير ، عن مرازم بن حكيم قال : زاملت محمّد بن مصادف فلمّا دخلنا المدينة اعتللت فكان يمضي إلى المسجد و يدعني وحدي فشكوت ذلك إلى

مصادف فأخبر به أباعبدالله عليه السلام فأرسل إليه قعودك عنده أفضل من صلاتك في المسجد .

۲۸ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن فضّال ، عن سفيان بن إبراهيم الجريريِّ ، عن الحارث بن الحصيرة الأسدي ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كنت دخلت مع أبي الكعبة فصلّى على الرُّخامة الحمراء بين العمودين فقال : في هذا الموضع تعاقد القوم إن مات رسول الله صلى الله عليه وآله أوقتل ألّا يردُّوا هذا الأمر في أحد من أهل بيته أبداً ، قال : قلت : ومن كان ؟ قال : كان الأوَّل والثانيُ وأبوعبيدة بن الجرّاح و سالم ابن الحبيبة .

۲۹ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل أميرالمؤمنين صلوات الله عليه عن إساف و نائلة و عبادة قريش لهما ، فقال : نعم كانا شابّين صبيحين وكان بأحدهما تأنيث وكانا يطوفان بالبيت فصادفا من البيت خلوة فأراد أحدهما صاحبه ففعل فمسخهما الله فقالت قريش : لولا أنَّ الله رضي أن يعبد هذان معه ماحوَّلهما عن حالهما .

۳۰ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليِّ بن أسباط ، عن عليِّ بن أبي عبدالله ، عن الحسين بن يزيد قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول ـ وقد قال له أبوحنيفة ـ : عجب الناس منك أمس وأنت بعرفة تماكس ببدنك أشدَّ مكاساً يكون ، قال : فقال له أبوعبدالله عليه السلام : وما لله من الرِّضا أن اُغبن في مالي ، قال : فقال أبوحنيفة : لا والله ماللهِ في هذا من الرِّضا قليل و لا كثير و ما نجيئك بشيء إلّا جئتنا بما لا مخرج لنا منه .

۳۱ ـ سهل ، عن عليِّ بن أسباط ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لاينبغي لأحد أن يحتبي قبالة الكعبة .

۳۲ ـ سهل ، عن منصور بن العبّاس ، عن ابن أبي نجران ـ أوغيره ـ عن حنان، عن أبيه ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : شكت الكعبة إلى الله عزَّ وجلَّ ماتلقى من أنفاس المشركين ، فأوحى الله إليها قرّي كعبة فإنّي مبدِّلك بهم قوماً يتنظّفون بقضبان الشجر فلمّا بعث الله محمّداً صلى الله عليه وآله أوحى إليه مع جبرئيل عليه السلام بالسواك و الخلال .

۳۳ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن بعض

أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت : نكون بمكّة أو بالمدينة أو الحيرة أو المواضع الّتي يرجى فيها الفضل فربّما خرج الرّجل يتوضّأ فيجيء آخر فيصير مكانه قال : من سبق إلى موضع فهو أحقّ به يومه وليلته .

٣٤ - عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن يحيى بن المبارك ، عن عبدالله ابن جبلة ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من أماط أذى عن طريق مكّة كتب الله له حسنة ومن كتب له حسنة لم يعذّبه .

٣٥ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لايزال العبد في حدّ الطواف بالكعبة مادام حلق الرأس عليه .

٣٦ - أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن إبراهيم التيمليّ ، عن عليّ بن أسباط ، عن رجل من أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كان أيّام الموسم بعث الله عزّ وجلّ ملائكة في صور الآدميّين يشترون متاع الحاجّ والتجّار ، قلت : فمايصنعون به ؟ قال : يلقونه في البحر .

٣٧ - محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن الحسين بن مسلم ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : يوم الأضحى في اليوم الّذي يصام فيه ويوم العاشوراء في اليوم الّذي يفطر فيه .

باب ۱۱۲

نوادر

۱۔ فرمایا حرم کی زمین بلند ہونے کی وجہ سے پانی بہتا ہے حل کی طرف اور حل کا پانی بہہ حرم کی طرف نہیں آتا (حسن)
علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مراۃ العقول میں اس حدیث کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح مقام حرم کو مقام حل پر صوری بلندی حاصل ہے اسی طرح محمد و آل محمد کو عوام الناس پر فوقیت و برتری حاصل ہے۔ (حسن)

۲۔ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں مسجد الحرام کے ایک طرف حاضر تھا اور بہت سے لوگ کعبہ کے گرد تلبیہ کر رہے تھے حضرت نے فرمایا تم ان لوگوں کو دیکھ رہے ہو جو تلبیہ کر رہے ہیں خدا کے نزدیک ان کی آواز گدھے کی آواز سے بھی زیادہ بری ہے۔ (حسن)

۳۔ میں نے کہا ایک شخص بغیر ارادہ حج، حج یا عمرہ کا تلبیہ کرے فرمایا بیکار ہے اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ (حسن)

۴۔ فرمایا ان لوگوں کے متعلق جو حج افراد کریں کہ جب مکہ آئیں اور بیت کا طواف کریں تو محل ہوئے اور جب تلبیہ کریں تو احرام میں ہوئے اسی طرح کبھی کشادگی کبھی بندش یہاں تک کہ وہ منیٰ کی طرف جائیں بغیر حج و عمرہ کے۔ (حسن)

۵۔ محمد بن اسماعیل نے سنہ۱۷۰ھ میں لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام اپنے خچر سے گر پڑے اسمٰعیل ٹھہر ٹھہر گئے حضرت نے فرمایا تم چلو امام توقف نہیں کرتا۔ (ض)

۶۔ میں نے کہا آپ فرماتے ہیں منیٰ میں قیام کے متعلق جبکہ لوگ چلدیں فرمایا جب مناسک ادا کر لے تو جب تک چاہو ٹھہرو جب چاہو چل دو۔ (مجہول)

۷۔ ایک شخص نے مسجدالحرام میں حضرت سے پوچھا سب سے زیادہ گنہگار کون ہے فرمایا جو ان دونوں موقفوں عرفہ و مزدلفہ میں وقوف کرے اور ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سعی کرے اور بیت اللہ کا طواف کرے اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھے پھر اپنے دل میں کہے یا گمان کرے کہ اللہ اس کے گناہ نہیں بخشے گا یہ سب سے بڑا گنہگار ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتا ہے۔ (مرسل)

۸۔ ہم ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس تھے لوگوں نے پانی کا ذکر کیا مکہ کے راستہ میں اور اس کے وزن کا۔ فرمایا اتنا بار ہلکا ہو کہ اگر جداگانہ اونٹ پر لادا جائے کہ پانی کے سوا اور کچھ اس پر نہ ہو۔ (مجہول)

۹۔ فرمایا جو آدمی تین سال پے درپے حج کرلے تو پھر حج کرے یا نہ کرے وہ بمنزلہ دوامی حج کرنے والوں کے ہوجاتا ہے اور مدمن الحج سے مراد وہ ہے کہ جب موقع پائے حج کرلے جیسے دائم الخمر کہ جب اسے کہیں شراب ملے پی لے۔ (مجہول)

۱۰۔ فرمایا جو سواری پر بیٹھے اسے چاہیئے کہ وصیت کرے۔ (م)

۱۱۔ فرمایا قریش ان بتوں پر جو کعبہ کے گرد تھے مشک و عنبر ملتے تھے یغوث بت دروازۂ بیت کے سامنے تھا یعوق کعبہ کے داہنی طرف اور نسر بائیں طرف تھا۔

اور جب حرم میں داخل ہوتے تو یغوث کو سجدہ کرتے اس کے سامنے جھکتے نہ تھے پھر نسر کی طرف آکر کہتے لبیک لبیک الخ خدا نے ایک مکھی کو بھیجا جو سبز رنگ کی اور چار پیروں والی تھی وہ سارا مشک و عنبر چاٹ گئی، اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

اے لوگو یہ ایک مثال ہے اسے کان لگا کر سنو! اللہ کے سوا وہ جن کو پکارتے ہیں انھوں نے تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کی۔ اگر وہ سب جمع ہو کر بھی چاہیں تو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ مکھی اگر ان کی کوئی چیز لے اڑے تو وہ اس کو اس سے لے نہیں سکتے کتنے کمزور ہیں طالب و مطلوب (ض)

۱۲۔ موسم حج کی امیری امیر حاج سے متعلق ہے نہ امیر مکہ سے (ض)

۱۳۔ حضرت ابوعبداللہ نجاست خور اونٹوں پر حج وعمرہ کرنا مکروہ جانتے تھے (ض)

۱۴۔ جو شخص عرفات میں مر جائے اسے حرم میں لا کر دفن کرنا افضل ہے (ض)

۱۵۔ فرمایا اس آیت کے متعلق "ثم لیقضوا تفثہم پھر اپنی نجاست دور کریں" یعنی جب تک احرام میں ہے ناخن کٹوانا بدن کے زیادہ بال صاف کروانا وغیرہ اور جب مکہ میں آئے تو ذکر الٰہی کرے تاکہ ان فروگزاشتوں کا کفارہ ہو جائے جو بحالت احرام ہو گئی ہوں۔ (مرسل)

۱۶۔ فرمایا حضرت نے جب قائم آل محمد ظہور فرمائیں گے تو کعبہ کو مسجد رسولؐ اور مسجد کوفہ کو اس کی اصل بنیادوں پر لائیں گے ابوبصیر نے کہا اس جگہ تک جو مسجد سے متعلق تھی۔ (مرسل)

۱۷۔ فرمایا جو کوئی حرمین سے سورج بلند ہونے کے بعد قبل نماز ظہر وعصر پڑھنے کے چل دے اسے پیچھے سے پکارنے والا کہے گا اللہ تیرا بھلا نہ کرے۔ (مجہول)

۱۸۔ میں نے کہا ایک شخص نے اپنی کنیز تحفہ میں دیا تو وہ کیا کرے فرمایا میرے والد (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کے پاس ایک شخص آیا جس نے اپنی کنیز کعبہ کی نذر کی تھی حضرت نے فرمایا چاہیے اس کی قیمت خود دے یا بیچ ڈالے۔ پھر اس سے کہو کہ حجر کے پاس کھڑے ہو کر ندا کرے، جس کے پاس نفقہ نہ رہا ہو یا راستہ میں لٹ گیا ہو یا کھانا ختم ہو گیا ہو وہ فلاں بن فلاں کے پاس آئے پس پہلے آنے والوں کو دیا جائے تا اینکہ جاریہ کی قیمت ختم ہو جائے۔ (مجہول)

۱۹۔ پوچھا ایک عورت یوم عرفہ بچہ جنتی ہے تو کیا کرے آیا اس کی طرف سے طواف کرے۔ فرمایا کچھ نہیں کرنا۔ (مجہول)

۲۰۔ میں نے کہا میرے پاس ایک موٹا تازہ مینڈھا ذبح کرنے کے لئے تھا میں نے اسے پکڑ کر لٹایا تو دیکھنے لگا مجھے اس پر رحم آیا اور دل میں نرمی پیدا ہوئی مگر میں نے اسے ذبح کر دیا۔ فرمایا میں تمہارے لئے اسے اچھا نہیں سمجھتا کسی پالتو جانور کو ذبح نہ کرو۔ (مجہول)

۲۱۔ میں نے کہا میرا ایک شخص کے پاس مال ہے اور اس کا پتہ نہیں فرمایا جب تم مکہ پہنچو تو حضرت عبدالمطلب، حضرت ابوطالب حضرت عبداللہ، حضرت آمنہ، حضرت فاطمہ بنت اسد ہر ایک کے نام سے طواف کرو اور ہر ایک طواف کے بعد ان کی طرف سے دو رکعت نماز پڑھو پھر خدا سے دعا مانگو روپیہ مل جائے گا۔

راوی کہتا ہے میں نے یہ عمل کیا پھر جب میں باب صفا سے نکلا تو میرا قرضدار ہی کھڑا ہوا تھا اس نے کہا اے داؤد میں تمہاری وجہ سے رکا ہوا ہوں آؤ اپنا مال لے لو۔ (مجہول)

۲۲۔ ہم مکہ میں تھے کہ قربانی کے جانور گراں ہو گئے۔ ہم نے پہلے ایک دینار میں خریدا پھر دو میں پھر نہ کم میں ملا نہ زیادہ میں۔ کرایہ والا ہشام نامی میرا خط امام رضا علیہ السلام کے پاس لے گیا حضرت نے تحریر فرمایا پہلی اور دوسری قیمت دیکھو پھر تیسری قیمت تصدق کر دو۔ (مجہول)

۲۳۔ میں نے کہا ایک شخص دوسرے کی طرف سے حج کو جاتا ہے اور اس کے حج میں کوئی ایسی چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے سال آئندہ حج کرنا لازم ہو جاتا ہے یا کفارہ دینا پڑتا ہے فرمایا پہلے شخص کا حج تو پورا ہو گا اور جو غلطی ہوئی ہے اس کا ذمہ دار اجیر ہے۔ (حسن)

۲۴۔ میں نے کہا میں نے ایک کنیز کعبہ کو نذر دی مجھے اس کی قیمت ملتی ہے فرمایا بیچ ڈالو اور اس کی قیمت لے کر حجر کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور ندا کرو اور جو حاجی ضرورتمند ہو اسے دو۔ (مجہول)

۲۵۔ میں نے آیہ من دخلہ کان آمنا کے معنی پوچھے۔ فرمایا تم نے ایسا سوال کیا جو کسی نے نہیں پوچھا۔ سنو جو شخص جو کوئی اس گھر میں یہ جان کر آئے کہ یہ وہ گھر ہے کہ جس میں آنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ہم اہلبیت کو اس طرح پہچانے جو حق معرفت ہے تو وہ دنیا و آخرت میں امن سے رہے گا۔ (مجہول)

۲۶۔ میں نے کہا ہم مکہ آئے میرے ساتھی طواف کرنے لگے اور مجھے اپنے سامان کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا فرمایا تیرا اجر ان سے زیادہ ہے۔ (مجہول)

۲۷۔ میں محمد بن مصادف کا ہمسفر تھا جب ہم پہنچے تو میں بیمار ہو گیا وہ مجھے اکیلا چھوڑ کر مسجد میں چلا گیا اس کی اطلاع ابوعبداللہ کو دی گئی آپ نے اس کو کہلا بھیجا کہ تمہارا اس کے پاس بیٹھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر تھا۔ (م)

۲۸۔ فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے میں اپنے والد کے ساتھ کعبہ میں آیا انھوں نے دونوں ستونوں کے درمیان رخامۃ الحمراء پر نماز پڑھی اور فرمایا یہی وہ جگہ ہے جہاں قوم نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ اگر رسولؐ مر جائیں تو امر خلافت کو ہرگز اہلبیت میں سے کسی کی طرف ہرگز نہ جانے دینا میں نے کہا وہ کون لوگ تھے فرمایا اول و ثانی اور ابوعبیدہ بن جراح اور سالم بن حبیبہ۔ (ض)

۲۹۔ فرمایا کسی نے امیرالمومنین علیہ السلام سے اساف اور نائلہ کے متعلق پوچھا اور یہ کہ قریش ان کی پوجا کیوں کرتے تھے فرمایا وہ دو جوان تندرست تھے اور ان میں سے ایک مخنث تھا یہ دونوں طواف بیت کر رہے تھے اور اس وقت وہاں کوئی نہ تھا پس ایک نے اپنے ساتھی سے خلوت کی پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو مسخ کر دیا۔ قریش نے کہا اللہ اگر اس پر راضی نہ ہوتا کہ اس کی عبادت کی جائے تو ان کو اس حالت میں کیوں لاتا۔ (ض)

۳۰۔ حضرت نے فرمایا کہ ابوحنیفہ نے کہا کل جبکہ آپ عرفات میں تھے آپ کے ایک امر نے لوگوں کو تعجب میں ڈالا۔ آپ نے اپنے بدنہ خریدنے میں قیمت کم کرانے کے لئے بڑا جھگڑا کیا حضرت نے فرمایا اللہ اس سے راضی نہیں ہوتا کہ میں اپنے مال میں بے پروائی کروں ابوحنیفہ نے کہا واللہ اس میں اللہ کی مرضی نہیں کم ہو یا زیادہ، ہم آپ کے پاس وہی چیز لاتے ہیں جو ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ (ض)

۳۱۔ فرمایا جائز نہیں کسی کے لئے کہ پشت اور پنڈلیاں کھولے ہوئے کعبہ کے سامنے آئے۔ (ض)

۳۲۔ فرمایا کعبہ نے (بزبان حال) اللہ سے شکایت کی مشرکین کی نجس سانسوں کی، خدا نے وحی کی میں ان کو بدل دوں گا ایسے لوگوں سے جو دانتوں کو صاف کریں گے درخت کی شاخ سے، جب اللہ نے حضرت رسول خدا کو مبعوث کیا تو خدا نے جبرئیل علیہ السلام کو مسواک اور خلال کے ساتھ بھیجا۔ (ض)

۳۳۔ میں نے کہا اگر ہم مکہ مدینہ، حیرہ یا کوئی اور فضیلت والی جگہ ہوں اور ایک شخص وہاں وضو کر رہا ہو دوسرا شخص اس کی جگہ پر آ کر بیٹھ جائے۔ فرمایا جو پہلے بیٹھا ہے حق اسی کا ہے دن ہو یا رات۔

۳۴۔ فرمایا جو کسی تکلیف دہ امر کی وجہ سے مجبوراً راہ مکہ سے ہٹ گیا ہو اس کے نام پر خدا نیکی لکھتا ہے اور جس کے نام پر نیکی لکھی جائے وہ معذب نہ ہوگا۔ (ض)

۳۵۔ فرمایا جب تک حلق راس نہ ہو جائے طواف کعبہ سے نہ ہٹے۔ (حسن)

۳۶۔ فرمایا موسم حج میں اللہ ملائکہ کو انسانی صورت میں بھیجتا ہے تاکہ وہ حاجیوں اور تاجروں کا سامان خریدیں (مکہ اور منیٰ میں تجارت کے فروغ کے لیے) میں نے کہا وہ کیا کرتے ہیں فرمایا دریا میں ڈال دیتے ہیں)۔ (مجہول)

۳۷۔ فرمایا یوم اضحیٰ ان دنوں میں سے ہے جن میں روزہ رکھا جاتا ہے اور یوم عاشورہ ان ایام میں سے ہے جن میں روزہ افطار کیا جاتا ہے۔

﴿ ابواب الزيارات ﴾

﴿باب ۲۲۱﴾

(زيارة النبي صلى الله عليه وآله)

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن ابن أبي نجران قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : جعلت فداك ما لمن زار رسول الله صلى الله عليه وآله متعمّداً ؟ فقال : له الجنّة .

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن حريز ، عن فضيل بن يسار قال : إنّ زيارة قبر رسول الله صلى الله عليه وآله و زيارة قبور الشهداء و زيارة قبر الحسين عليه السلام تعدل حجّة مع رسول الله صلى الله عليه وآله .

٣ ـ أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن أبان ، عن السدوسي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من أتاني زائراً كنت شفيعه يوم القيامة .

٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن عثمان بن عيسى ، عن المعلّى أبي شهاب قال : قال الحسين عليه السلام لرسول الله صلى الله عليه وآله : يا أبتاه ما لمن زارك ؟ فقال رسول الله

صلى الله عليه وآله : يا بنيّ من زارني حيّاً أو ميّتاً أو زار أباك أو زار أخاك أو زارك كان حقّاً عليّ أن أزوره يوم القيامة وأخلّصه من ذنوبه .

٥ ـ عليّ بن محمّد بن بندار ، عن إبراهيم بن إسحاق ، عن محمّد بن سليمان الدّيلمي عن أبي حجر الأسلمي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من أتى مكّة حاجّاً ولم يزرني إلى المدينة جفوته يوم القيامة ومن أتاني زائراً وجبت له شفاعتي ومن وجبت له شفاعتي وجبت له الجنّة ومن مات في أحد الحرمين مكّة والمدينة لم يعرض ولم يحاسب ومن مات مهاجراً إلى الله عزّ وجلّ حشر يوم القيامة مع أصحاب بدر .

باب ۱۲۱

زیارت نبی صلعم

۱۔ جو رسولؐ کی زیارت کرے اس کے لئے جنت ہے۔ (م)

۲۔ زیارت قبر رسولؐ، قبور شہداء اور قبر امام حسینؑ کا ثواب برابر ہے اس حج کے ثواب کے جو رسول اللہ کے ساتھ ہو۔ (موثق)

۳۔ فرمایا حضرت رسولؐ خدا نے جو میری قبر کی زیارت کو آئے گا تو میں روز قیامت اس کی شفاعت کروں گا۔ (مجہول)

۴۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت رسول خدا سے پوچھا جو آپ کی زیارت کرے۔ فرمایا اے فرزند جو زندگی یا مرنے پر میری زیارت کرے یا تمہارے باپ، بھائی اور تمہاری زیارت کرے تو روز قیامت میں اس سے ملوں گا اور گناہوں سے اسے نجات دلاؤں گا۔ (مجہول)

۵۔ رسول اللہ نے فرمایا جو حج کرنے مکہ آئے اور مدینہ آکر میری زیارت نہ کرے تو میں روز قیامت اس سے الگ رہوں گا اور جو میری زیارت کو آئے گا تو میری شفاعت اس کے لئے واجب ہوگی اور میری شفاعت پر اس کے لئے جنت واجب ہوگی اور جو حرمین میں کسی جگہ مکہ یا مدینہ میں مرے گا تو روز قیامت اس سے محاسبہ نہ ہوگا اور جو راہ خدا میں ہجرت کرکے آئے گا وہ اصحاب بدر کے ساتھ محشور ہوگا۔ (م)

باب ۱۲۲

(اتباع الحج بالزيارة)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن زرارة ،

عن أبي جعفر عليه السلام قال: إنّما اُمر الناس أن يأتوا هذه الأحجار فيطوفوا بها ثمّ يأتونا فيخبرونا بولايتهم و يعرضوا علينا نصرهم.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن محمّد بن سنان، عن عمّار بن مروان، عن جابر، عن أبي جعفر عليه السلام قال: تمام الحجّ لقاء الإمام.

٣ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن عليّ بن أسباط، عن يحيى بن يسار قال: حججنا فمررنا بأبي عبدالله عليه السلام فقال: حاجّ بيت الله و زوّار قبر نبيّه صلى الله عليه وآله و شيعة آل محمّد! هنيئاً لكم.

٤ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن سليمان، عن زياد القنديّ، عن عبدالله بن سنان، عن ذريح المحاربيّ قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنّ الله أمرني في كتابه بأمر فأحبّ أن أعمله، قال: و ما ذاك؟ قلت: قول الله عزّ وجلّ: «ثمّ ليقضوا تفثهم و ليوفوا نذورهم» قال: ليقضوا تفثهم لقاء الإمام و ليوفوا نذورهم تلك المناسك، قال: عبدالله بن سنان فأتيت أبا عبدالله عليه السلام فقلت: جعلت فداك قول الله عزّ وجلّ: «ثمّ ليقضوا تفثهم وليوفوا نذورهم» قال: أخذ الشارب وقصّ الأظفار وما أشبه ذلك، قال: قلت: جعلت فداك إنّ ذريح المحاربيّ حدّثني عنك بأنّك قلت له: «ليقضوا تفثهم» لقاء الإمام وليوفوا نذورهم تلك المناسك، فقال: صدق ذريح وصدقت إنّ للقرآن ظاهراً و باطناً و من يحتمل ما يحتمل ذريح؟!

باب ۲۱۳

لقاء امام

۱۔ فرمایا لوگ ان پتھر کی جگہوں میں آئیں اور طواف کریں پھر ہمارے پاس آئیں اور اپنی ولایت و نصرت کی خبر دیں۔ (حسن)

۲۔ فرمایا تمام حج موقوف ہے لقاء امام پر (ض)

۳۔ راوی کہتا ہے ہم نے حج کیا اور حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس گئے آپ نے فرمایا اے بیت اللہ کے حاجیو، قبر نبی کے زایرو اور آل محمد کے شیعو، مبارک ہو تمہیں۔ (ض)

۴۔ میں نے کہا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے اپنی کتاب میں ایک امر کا پس میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں فرمایا وہ کیا ہے میں نے کہا اللہ نے فرمایا ہے اپنی کثافت کو دور کرو اور اپنی نذروں کو وفا کرو فرمایا کثافت دور کرنے سے مراد ہے لقاء امام اور

نذریں وفا کرنے سے مراد ہے مناسک کا ادا کرنا۔ عبداللہ بن سنان نے کہا میں حضرت کے پاس آیا اور اس آیت کا مطلب پوچھا فرمایا کثافت دور کرنے سے مراد ہے مونچھیں کٹوانا، ناخن کٹوانا اور جزان سے مشابہ ہیں میں نے کہا میں نے ذریح المحاربی سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ کثافت دور کرنے سے لقاء امام مراد ہے اور نذور سے مراد مناسک ہیں فرمایا ذریح نے سچ کہا اور میں نے بھی سچ کہا، قرآن کے دو بطن ہیں ظاہر اور باطن اور کون طاقت رکھتا ہے اس امر کے اٹھانے کی جو ذریح نے اٹھایا ہے۔(م)

﴿باب ۲۱۴﴾

☆(فضل الرجوع الى المدينة)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن المثنّى ، عن سدير ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : ابدؤوا بمكّة واختموا بنا .

٢ ـ عليٌّ بن محمّد بن عبدالله ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، قال : سألت أباجعفر عليه السلام أبدء بالمدينة أو بمكّة ؟ قال : ابدء بمكّة واختم بالمدينة فإنّه أفضل .

باب ۲۱۴

مدینہ جانے کی فضیلت

۱۔ فرمایا مکہ سے شروع کرو اور ہم پر ختم کرو۔ (مجہول)

۲۔ میں نے کہا مدینہ سے شروع کروں یا مکہ سے فرمایا مکہ سے شروع کرو کیونکہ یہ افضل ہے۔ (مجہول)

﴿باب ۲۱۵﴾

☆(دخول المدينة و زيارة النبي صلى الله عليه والدعاء عند قبره)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن صفوان ؛ و ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا دخلت المدينة فاغتسل قبل أن تدخلها أو حين تدخلها ثمَّ تأتي قبر النبيِّ صلى الله عليه وآله ثمَّ تقوم فتسلّم على رسول الله صلى الله عليه وآله ثمَّ تقوم عند الأُسطوانة المقدَّمة من جانب القبر الأيمن عند رأس القبر عند زاوية القبر و أنت مستقبل القبلة و منكبك الأيسر إلى جانب القبر ومنكبك الأيمن ممّا يلي المنبر ، فإنّه موضع رأس رسول الله صلى الله عليه وآله وتقول :

« أشهد أن لا إله إلّا الله وحده لا شريك له و أشهد أنّ محمّداً عبده و رسوله و أشهد أنّك رسول الله ، و أشهد أنّك محمّد بن عبد الله ، و أشهد أنّك قد بلّغت رسالات ربّك و نصحت لاُمّتك ، و جاهدت في سبيل الله ، و عبدت الله [مخلصاً] حتّى أتاك اليقين بالحكمة و الموعظة الحسنة و أدّيت الّذي [عليك] من الحقّ و أنّك قد روفت بالمؤمنين و غلظت على الكافرين فبلغ الله [بك أفضل] شرف محلّ المكرّمين ، الحمد لله الّذي استنقذنا بك من الشرك و الضلالة ، اللّهمّ فاجعل صلواتك و صلوات ملائكتك المقرّبين و عبادك الصالحين و أنبيائك المرسلين و أهل السماوات والأرضين و من سبّح لك يا ربّ العالمين من الأوّلين والآخرين على محمّد عبدك و رسولك و نبيّك و أمينك و نجيّك و حبيبك و صفيّك و خاصّتك و صفوتك و خيرتك من خلقك ، اللّهمّ أعطه الدّرجة و الوسيلة من الجنّة وابعثه مقاماً محموداً يغبطه به الأوّلون و الآخرون ، اللّهمّ إنّك قلت : « ولو أنّهم إذظلموا أنفسهم جاؤك فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول لوجدوا الله توّاباً رحيماً » و إنّي أتيت نبيّك مستغفراً تائباًمن ذنوبي وإنّي أتوجّه بك إلى الله [ربّي] و ربّك ليغفر لي ذنوبي » .

٢ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن الحسين بن عليّ الكوفيّ ، عن عليّ بن مهزيار ، عن الحسن بن عليّ بن عثمان بن عليّ بن الحسين بن عليّ بن أبي‌طالب ، عن عليّ بن جعفر ، عن أخيه أبي‌الحسن موسى ، عن أبيه ، عن جدّه عليه السلام قال : كان أبي عليّ بن الحسين عليهما السلام يقف على قبر النبيّ صلى الله عليه وآله فيسلّم عليه و يشهد له بالبلاغ و يدعو بما حضره ثمّ يسند ظهره إلى المروة الخضراء الدّقيقة العرض [ممّا يلي القبر] ويلتزق بالقبر و يسند ظهره إلى القبر و يستقبل القبلة فيقول : « اللّهمّ إليك ألجأت ظهري و إلى قبر محمّد عبدك و رسولك أسندت ظهري و القبلة الّتي رضيت لمحمّد صلى الله عليه وآله استقبلت ، اللّهمّ إنّي أصبحت لا أملك لنفسي خيرما أرجو ولا أدفع عنها شرّ ما أحذر عليها و أصبحت الاُمور بيدك فلافقير أفقر منّي إنّي لما أنزلت إليّ من خيرفقير ، اللّهمّ اردد‌ني منك بخير فإنّه لارادّ لفضلك ، اللّهمّ إنّي أعوذ بك من أن تبدّل اسمي أوتغيّر جسمي أوتزيل نعمتك عنّي ، اللّهمّ كرّمني بالتقوى و جمّلني بالنعم و اغمرني بالعافية وارزقني شكر العافية .

۳ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : كيف السلام على رسول الله صلى الله عليه وآله عند قبره ؟ فقال : قل : « السلام على رسول الله ، السلام عليك يا حبيب الله ، السلام عليك يا صفوة الله ، السلام عليك يا أمين الله أشهد أنّك قد نصحت لاُمّتك و جاهدت في سبيل الله و عبدته حتّى أتاك اليقين فجزاك الله أفضل ما جزى نبيّاً عن اُمّته ، اللّهمّ صلّ على محمّد و آل محمّد أفضل ما صلّيت على إبراهيم و آل إبراهيم إنّك حميد مجيد » .

٤ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن الحسن بن عليّ الكوفيّ ، عن عليّ بن مهزيار ، عن حمّاد بن عيسى ، عن محمّد بن مسعود قال : رأيت أبا عبدالله عليه السلام انتهى إلى قبر النبيّ صلى الله عليه وآله فوضع يده عليه وقال : « أسأل الله الّذي اجتباك واختارك و هداك وهدى بك أن يصلّي عليك » ثمّ قال : « إنّ الله وملائكته يصلّون على النبيّ يا أيّها الّذين آمنوا صلّوا عليه وسلّموا تسليماً » .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد بن عثمان ، عن إسحاق بن عمّار أنّ أباعبدالله عليه السلام قال لهم : مرّوا بالمدينة فسلّموا على رسول الله صلى الله عليه وآله من قريب وإن كانت الصلاة تبلغه من بعيد .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن صفوان بن يحيى قال : سألت أبا الحسن عليه السلام(٢) عن المرّ في مؤخّر مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله ولا اُسلّم على النبيّ صلى الله عليه وآله ، فقال : لم يكن أبو الحسن عليه السلام يصنع ذلك ، قلت : فيدخل المسجد فيسلّم من بعيد لا يدنو من القبر ؟ فقال : لا ، قال : سلّم عليه حين تدخل وحين تخرج ومن بعيد .

٧ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن معاوية بن وهب قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : صلّوا إلى جانب قبر النبيّ صلى الله عليه وآله وإن كانت صلاة المؤمنين تبلغه أينما كانوا .

٨ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن حسّان ، عن بعض أصحابنا قال : حضرت أبا الحسن الأوّل عليه السلام و هارون الخليفة و عيسى بن جعفر و جعفر بن يحيى بالمدينة قد جاؤوا إلى قبر النبيّ صلى الله عليه وآله فقال : هارون لأبي الحسن عليه السلام : تقدّم فأبى فتقدّم هارون فسلّم وقام ناحية وقال عيسى بن جعفر لأبي الحسن عليه السلام : تقدّم فأبى فتقدّم عيسى فسلّم ووقف مع هارون ، فقال : جعفر لأبي الحسن عليه السلام : تقدّم فأبى فتقدّم

جعفر فسلّم ووقف مع هارون وتقدّم أبوالحسن عليه السلام فقال : السلام عليك يا أبه أسأل الله الّذي اصطفاك واجتباك وهداك وهدى بك أن يصلّي عليك ، فقال : هارون لعيسى : سمعت ماقال ؟ قال : نعم ، فقال هارون : أشهد أنّه أبوه حقّاً

باب

دخول مدینہ و زیارت نبی

۱۔ فرمایا جب مدینہ میں داخل ہو تو داخلہ سے پہلے غسل کرو یا داخلہ کے وقت پھر قبر نبی کے پاس جاکر سلام کرو پھر اس ستون کے قریب کھڑے ہو جو قبر کے داہنی طرف ہے قبر کے سرہانے قبر کے گوشہ کے پاس اور رو بقبلہ ہو، تمہارا بایاں کندھا جانب قبر ہو اور داہنا متصل قبر، کیونکہ سر اقدس رسول اللہ کی یہی جگہ ہے اور کہو۔

« أشهد أن لا إله إلّا الله وحده لا شريك له و أشهد أنّ محمّداً عبده و رسوله و أشهد أنّك رسول الله ، و أشهد أنّك محمّد بن عبد الله ، و أشهد أنّك قد بلّغت رسالات ربّك و نصحت لاُمّتك ، و جاهدت في سبيل الله ، و عبدت الله [مخلصاً] حتّى أتاك اليقين بالحكمة و الموعظة الحسنة و أدّيت الّذي عليك من الحقّ و أنّك قد روفت بالمؤمنين و غلظت على الكافرين فبلغ الله بك أفضل شرف محلّ المكرّمين ، الحمد لله الّذي استنقذنا بك من الشرك و الضّلالة ، اللّهمّ فاجعل صلواتك و صلوات ملائكتك المقرّبين و عبادك الصالحين و أنبيائك المرسلين و أهل السماوات والأرضين و من سبّح لك يا ربّ العالمين من الأوّلين والآخرين على محمّد عبدك و رسولك و نبيّك و أمينك و نجيّك و حبيبك و صفيّك و خاصّتك و صفوتك و خيرتك من خلقك ، اللّهمّ أعطه الدّرجة و الوسيلة من الجنّة وابعثه مقاماً محموداً يغبطه به الأوّلون و الآخرون ، اللّهمّ إنّك قلت : « ولو أنّهم إذظلموا أنفسهم جاؤك فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول لوجدوا الله توّاباً رحيماً » و إنّي أتيت نبيّك مستغفراً تائباً من ذنوبي وإنّي أتوجّه بك إلى الله ربّي و ربّك ليغفر لي ذنوبي » .

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور یہ کہ محمد خدا کے عبد و رسول ہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے

رسولؐ ہیں اور پسر عبداللہ ہیں اور یہ کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنی امت کو نصیحت کر دی اور راہ خدا میں جہاد کیا اور مرتے وقت تک اللہ کی عبادت کی اور حکمت اور موعظہ حسنہ سے کام لیا اور جو حق ادا کرنے کا تھا اس طرح ادا کیا اور آپ مومنین پر مہربان ہیں اور کافروں پر سخت اللہ تعالیٰ نے تمام صاحب کرامت انبیاء پر آپ کو شرف بخشا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ آپ کی وجہ سے ہم شرک سے بچ گئے یا اللہ تیری صلوات ہو، تیری، تیرے ملائکہ مقربین کی تیرے عباد مخلصین کی تیرے انبیاء مرسلین کی اور اہل سموات و ارض کی اور ان سب کی جو تیری تسبیح کرتے ہیں اولین سے ہوں یا آخرین سے، محمد اپنے عبد و رسول و نبی و امین و نجی و حبیب و صفی و خاصہ و صاحب صفوت اور تمام مخلوق میں اپنے بہتر بندہ پر یا اللہ ان کو جنت میں اعلیٰ درجہ و وسیلہ عطا کر اور اس مقام محمود کو عطا کر جو باعث غبطہ ہو اولین و آخرین کے لیے، یا اللہ تو نے فرمایا ہے اگر وہ لوگ جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے تمہارے پاس آئیں اور اللہ سے استغفار کریں اور رسولؐ بھی سفارش کریں تو اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے یا اللہ میں تیرے نبی کے پاس استغفار اور توبہ کرتا ہوا آیا ہوں اپنے گناہوں سے، اے رسول میں اپنے اور آپ کے رب اللہ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ آپ کے واسطہ میرے گناہ بخش دے۔

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ میرے والد علی بن الحسین علیہ السلام قبر نبی پر آئے اور سلام کیا اور گواہی دی ان کی تبلیغ کی اور پھر اپنی پیٹھ مروہ خضرا پتھر سے لگائی جو متصل قبر تھا اور قبر سے پیٹ گئے اور اپنی پشت کو قبر سے لگا کر اور رو بقبلہ ہو کر فرمایا

اللّهمّ إليك ألجأت ظهري و إلى قبر محمّد عبدك و رسولك أسندت ظهري و القبلة الّتي رضيت لمحمّد ﷺ استقبلت ، اللّهمّ إنّي أصبحت لا أملك لنفسي خير ما أرجو ولا أدفع عنها شرّ ما أحذر عليها و أصبحت الأمور بيدك فلا فقير أفقر منّي إنّي لما أنزلت إليّ من خير فقير ، اللّهمّ اردني منك بخير فإنّه لا رادّ لفضلك ، اللّهمّ إنّي أعوذ بك من أن تبدّل اسمي أو تغيّر جسمي أو تزيل نعمتك عنّي ، اللّهمّ كرّمني بالتقوى و جمّلني بالنعم و اغمرني بالعافية وارزقني شكر العافية .

یا اللہ اپنی پشت کو جھکایا ہے تیری طرف اور تیرے بندے اور رسول محمدؐ کی طرف اور اس قبلہ کی طرف جس سے تو نے محمدؐ کو راضی کیا یا اللہ میرا حال یہ ہے کہ میں اپنے نفس پر قابو نہیں رکھتا جو میں امید کرتا ہوں اور اس شر کو دفع نہیں کر سکتا میرے معاملات تیرے ہاتھ میں ہیں مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں، یا اللہ نیکی کو میری طرف لوٹا، تیرے فضل کا کوئی رد کرنے والا نہیں یا اللہ میں پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میرا نام بدل جائے یا میرے جسم میں تغیر پیدا ہو جائے یا تیری نعمت زائل ہو جائے یا اللہ مجھے تقویٰ دے اور مجھے نعمتوں سے لاد دے اور عافیت سے بھرپور کر اور شکر عافیت کی توفیق

ہے۔ (مجہول)

۳۔ میں نے کہا قبر رسول پر سلام کیسے کریں، فرمایا کہو۔

«السلام علی رسول الله ، السلام علیك یا حبیب الله ، السلام علیك یا صفوة الله ، السلام علیك یا أمین الله أشهد أنّك قد نصحت لأُمّتك و جاهدت في سبیل الله و عبدته حتّی أتاك الیقین فجزاك الله أفضل ما جزی نبیّاً عن أُمّته ، اللّهمّ صلّ علی محمّد و آل محمّد أفضل ما صلّیت علی إبراهیم و آل إبراهیم إنّك حمیدٌ مجیدٌ » .

اے رسول خدا آپ پر سلام، اے حبیب خدا آپ پر سلام، اے صفوۃ اللہ آپ پر سلام، سلام ہو آپ پر، اے امین خدا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اپنی امت کو نصیحت کی اور آپ نے فی سبیل اللہ جہاد کیا اور مرتے دقت تک اللہ کی عبادت کی پس اللہ آپ کو ہر نبی سے بہتر جزا دے یا اللہ رحمت نازل کر محمد و آل محمد پر جیسے تو نے رحمت نازل کی ابراہیمؑ اولاد ابراہیم پر۔ (م)

۴۔ میں نے حضرت کو دیکھا کہ قبر نبی پر آئے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور فرمایا میں سوال کرتا ہوں اللہ سے جس نے آپ کو منتخب و برگزیدہ کیا اور آپ کو ہدایت کی اور آپ کی وجہ سے ہدایت کی کہ وہ آپ پر رحمت نازل کرے، پھر فرمایا اللہ اور اس کے ملائکہ درود بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو تم بھیجو اور پورا پورا سلام۔ (مجہول)

۵۔ فرمایا مدینہ جاؤ تو سلام بھیجو رسولؐ پر قریب سے اگرچہ صلوات ان تک دور سے بھی پہنچتی ہے۔ (ح)

۶۔ میں نے اس راستہ کے متعلق سوال کیا جو مسجد کے موخر حصہ میں ہے میں وہاں سے سلام نہیں کرتا فرمایا ابوالحسن ایسا نہیں کرتا۔ میں نے کہا تو پھر مسجد میں داخل ہو کر دور سے سلام کرے اور قبر کے پاس نہ جائے فرمایا نہیں سلام کرو حضرت پر جب داخل ہو اور جب نکلو دور سے۔ (م)

۷۔ فرمایا درود بھیجو قبر نبی کی جانب سے اگرچہ حضرت تک درود پہنچ جاتا ہے جہاں کہیں سے بھی بھیجا جائے۔ (م)

۸۔ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا ہارون خلیفہ و عیسیٰ بن جعفر اور جعفر بن یحییٰ مدینہ میں تھے وہ سب قبر نبی پر آئے۔ ہارون نے امام علیہ السلام سے کہا آپ آگے بڑھیے۔ حضرت نے انکار کیا۔ ہارون آگے بڑھا اور سلام کر کے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ پھر عیسیٰ نے حضرت سے کہا آپ بڑھیے حضرت نے انکار کیا وہ بڑھا اور سلام کر کے ہارون کے پاس جا کھڑا ہوا پھر جعفر بڑھا اور اس نے حضرت سے کہا آپ بڑھیے حضرت نے انکار کیا وہ بڑھا اور سلام کر کے ہارون کے پاس جا کھڑا ہوا، امام علیہ السلام آگے بڑھے اور فرمایا سلام ہو آپ پر بابا جان، میں سوال کرتا ہوں اس خدا سے جس نے آپ کو برگزیدہ کیا اور آپ کا انتخاب کیا کہ درود بھیجے آپ پر، ہارون نے عیسیٰ سے کہا تو نے سنا جو انہوں نے کہا اس نے کہا ہاں، ہارون نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حقیقتاً رسول ان کے باپ تھے۔ (م)

﴿ باب ۲۱۶ ﴾

(المنبر والروضة ومقام النبي صلى الله عليه وآله)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ؛ وصفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمار قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : إذا فرغت من الدُّعاء عند قبر النبيِّ صلى الله عليه وآله فائت المنبر فامسحه بيدك وخذ برمّانتيه وهما السفلاوان و امسح عينيك ووجهك به فإنّه يقال : إنّه شفاء العين وقم عنده فاحمدالله وأثن عليه و سل حاجتك فإنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال : مابين منبري و بيتي روضة من رياض الجنّة ومنبري على ترعة من ترع الجنّة ـ والترعة هي الباب الصغير ـ ثمَّ تأتي مقام النبيِّ صلى الله عليه وآله فتصلّي فيه ما بدالك فإذا دخلت المسجد فصلِّ على النبيِّ صلى الله عليه وآله وإذاخرجت فاصنع مثل ذلك وأكثر من الصلاة في مسجد الرَّسول صلى الله عليه وآله

٢ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن معاوية بن وهب قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : لما كان سنة إحدى و أربعين أراد معاوية الحجَّ فأرسل نجّاراً وأرسل بالآلة وكتب إلى صاحب المدينة أن يقلع منبر رسول الله صلى الله عليه وآله ويجعلوه على قدر منبره بالشام فلمّا نهضوا ليقلعوه انكسفت الشمس وزلزلت الأرض فكفّوا وكتبوا بذلك إلى معاوية فكتب عليهم يعزم عليهم لمّا فعلوه ففعلوا ذلك فمنبر رسول الله صلى الله عليه وآله المدخل الّذي رأيت .

٣ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضّال ، عن جميل ، عن أبي بكر الحضرميِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : مابين بيتي و منبري روضة من رياض الجنّة و منبري على ترعة من ترع الجنّة وقوائم منبري رتبت في الجنّة قال : قلت : هي روضة اليوم ؟ قال : نعم إنّه لو كشف الغطاء لرأيتم .

٤ ـ محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء بن رزين عن محمد بن مسلم قال : سألته عن حدِّ مسجد الرَّسول صلى الله عليه وآله فقال : الاُسطوانة الّتي عند رأس القبر إلى الاُسطوانتين من وراء المنبر عن يمين القبلة و كان من وراء المنبر طريق تمرُّ فيه الشاة و يمرُّ الرَّجل منحرفاً و كان ساحة المسجد من البلاط إلى الصحن .

٥ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن حديد ، عن مرازم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عمّا يقول الناس في الرّوضة ، فقال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : فيما بين بيتي و منبري روضة من رياض الجنّة ومنبري على ترعة من ترع الجنّة ، فقلت له : جعلت فداك فما حدّ الرّوضة ؟ فقال : بُعد أربع أساطين من المنبر إلى الظّلال ، فقلت : جعلت فداك من الصحن فيها شيء ؟ قال : لا .

٦ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن عليّ بن النعمان عن عبدالله بن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : حدّ الروضة في مسجد الرّسول صلى الله عليه وآله إلى طرف الظلال وحدّ المسجد إلى الاُسطوانتين عن يمين المنبر إلى الطريق ممّا يلي سوق اللّيل .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن إسماعيل ، عن محمّد بن عمرو بن سعيد ، عن موسى بن بكر ، عن عبدالأعلى مولى آل سام قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : كم كان مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله ؟ قال : كان ثلاثة آلاف وستّمائة ذراع مكسّراً .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن معاوية بن وهب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : هل قال رسول الله صلى الله عليه وآله ما بين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنّة ؟ فقال : نعم وقال : بيت عليّ وفاطمة عليهما السلام ما بين البيت الّذي فيه النبيّ صلى الله عليه وآله إلى الباب الّذي يحاذي الزّقاق إلى البقيع قال : فلو دخلت من ذلك الباب والحائط مكانه أصاب منكبك الأيسر ، ثمّ سمّى سائر البيوت وقال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الصلاة في مسجدي تعدل ألف صلاة في غيره إلّا المسجد الحرام فهو أفضل .

٩ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء ؛ وعدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن حمّاد بن عثمان ، عن القاسم بن سالم قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول إذا دخلت من باب البقيع فبيت عليّ صلوات الله عليه على يسارك قدر ممرّ عنز من الباب وهو إلى جانب بيت رسول الله صلى الله عليه وآله و باباهما جميعاً مقرونان .

١٠ ـ سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن حمّاد بن عثمان ، عن جميل بن درّاج قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ما بين منبري و بيوتي روضة

من رياض الجنّة و منبري على ترعة من ترع الجنّة وصلاة في مسجدي تعدل ألف صلاة فيما سواه من المساجد إلّا المسجد الحرام ؛ قال جميل : قلت له : بيوت النبيّ صلى الله عليه وآله وبيت عليّ منها ؛ قال : نعم وأفضل .

١١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبي سلمة ، عن هارون بن خارجة قال : الصلاة في مسجد الرّسول صلى الله عليه وآله تعدل عشرة آلاف صلاة .

١٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الصلاة في بيت فاطمة عليها السلام أفضل أو في الرّوضة ؛ قال : في بيت فاطمة عليها السلام .

١٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أيّوب بن نوح ، عن صفوان ؛ و ابن أبي عمير ، وغير واحد ، عن جميل بن درّاج قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الصلاة في بيت فاطمة عليها السلام مثل الصلاة في الرّوضة ؛ قال : وأفضل .

باب ۲۱۶

منبر و روضہ اور مقام نبیؐ

۱۔ فرمایا جب دعا سے قبر نبیؐ کے پاس فارغ ہو تو منبر کے پاس آؤ اور اپنے ہاتھ سے اس کا مسح کرو اور نیچے والے دونوں درجوں پر آنکھیں اور منہ کو ملو، کہا جاتا ہے کہ یہ آنکھوں کے لئے شفا ہے اور وہاں کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی کرو اور اپنی حاجت طلب کرو کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے میرے منبر اور میرے گھر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر جنت کے ترعہ پر ہے اور ترعہ اور مقام مرتفع پر جنت کا چھوٹا دروازہ ہے پھر مقام نبی پر آؤ اور جتنا ممکن ہو وہاں نماز پڑھو جب مسجد میں داخل ہو تو درود بھیجو اور جب نکلو تب بھی اور مسجد رسول میں بکثرت صلوٰۃ بھیجو۔

۲۔ حضرت نے فرمایا ۱۷۰ھ میں معاویہ نے حج کا ارادہ کیا اس نے ایک بڑھئی مع اوزاروں کے بھیجا اور حاکم مدینہ کو لکھا کہ رسول اللہ کے منبر کو ہٹا کر شام بھیج دے اور ویسا ہی بنوا کر وہاں رکھ دے چنانچہ جب وہ اکھاڑنے لگے تو سورج کو گہن لگا اور زمین میں زلزلہ آ گیا وہ رک گئے اور معاویہ کو یہ حال لکھ بھیجا۔ معاویہ نے لکھا جو حکم دیا گیا ہے اسے پورا کرو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا پس منبر رسولؐ اس داخلہ کی جگہ تھا جو تم نے دیکھی (م)

۳۔ فرمایا رسول اللہ نے میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ جنت کے ایک بلند

مقام پر میرے منبر کے پائے جنت میں ہیں۔ میں نے کہا وہ اب بھی ہے فرمایا اگر پردے ہٹا دیئے جائیں تو تم دیکھ لو گے (حسن)

۴۔ میں نے مسجد رسولؐ کی حد پوچھی فرمایا اس ستون سے جو قبر کے پاس ہے سرہانے کی طرف ان دو ستونوں تک جو منبر سے باہر ہے قبلہ کے داہنی طرف اور منبر کے باہر ایک راستہ تھا جس سے بکریاں گزرتی تھیں اور لوگ بچ کر نکلتے تھے اور مسجد کی وسعت بلاط سے صحن تک تھی۔ (م)

۵۔ میں نے پوچھا اس کے متعلق جو روضہ کے بارے میں لوگ کہتے ہیں فرمایا حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے جو جنت کے مرتفع مقام پر ہے میں نے پوچھا اس روضہ کی حد کیا ہے فرمایا چار ستونوں کی دوری منبر سے ٹیسلہ تک، میں نے کہا صحن بھی کچھ ہے فرمایا نہیں۔ (ض)

۶۔ فرمایا روضہ کی حد مسجد رسولؐ میں طرف طلال ہے اور حد مسجد دونوں ستون ہیں منبر کے داہنی طرف سے اس راستہ تک جو سوق لیل سے ملا ہوا ہے (ض)

۷۔ میں نے حد مسجد رسول پوچھی فرمایا تین ہزار چھ سو مکسر گز (ض)

۸۔ میں نے کہا کیا رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کا ایک باغ ہے فرمایا ہاں اور حضرت نے فرمایا علی و فاطمہ کا گھر حضرت رسول خدا کے گھر اور اس دروازہ کے درمیان تھا جو بقیع والے کوچہ کے مقابل ہے فرمایا اگر تم اس دروازہ اور اس مکان کی دیوار کے درمیان سے داخل ہو تو وہ تمہارے بائیں کندھے کی طرف ہوگا پھر آپ نے اور گھروں کے نام لیے اور فرمایا حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ میری مسجد میں ایک نماز اور مسجدوں کی ہزار نمازوں کے برابر ہے سوائے مسجد الحرام کے کہ وہ افضل ہے۔ (ض)

۹۔ فرمایا جب تم باب البقیع سے داخل ہو حضرت علی کا گھر بائیں طرف ہوگا بقدر گزرنے ایک بکری کے دروازہ سے جو بیت رسول کی جانب ہے دونوں دروازے ملے ہوئے تھے۔ (م)

۱۰۔ حضرت نے فرمایا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے منبر اور میرے گھروں کے درمیان جنت کا ایک باغ ہے اور وہ جنت بلندیوں میں سے ایک بلندی پر ہے میری مسجد میں ایک نماز اور مسجدوں کی ہزار نمازوں کی برابر ہے سوائے مسجد الحرام کے۔ جمیل کہتے ہیں میں نے کہا رسول اللہ کے گھروں میں ہی سے بیت علی ہے فرمایا ہاں اور وہ افضل ہے۔ (ض)

۱۱۔ فرمایا کہ مسجد رسول میں ایک نماز دس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (مجہول)

۱۲۔ میں نے کہا بیت فاطمہ افضل ہے یا روضہ فرمایا بیت فاطمہ۔ (موثق)

۱۳۔ میں نے کہا بیت فاطمہ میں نماز افضل ہے یا روضہ میں فرمایا بیت فاطمہ میں۔ (ض)

﴿ باب ۲۱۷ ﴾

(مقام جبرئيل عليه السلام)

١ - عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن معاوية بن عمّار جميعاً قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : ائت مقام جبرئيل عليه السلام وهو تحت الميزاب فإنّه كان مقامه إذا استأذن على رسول الله صلى الله عليه وآله وقل : «أي جواد أي كريم أي قريب أي بعيد أسألك أن تصلّي على محمّد و أهل بيته و أسألك أن تردَّ عليَّ نعمتك» قال : وذلك مقام لاتدعو فيه حائض تستقبل القبلة ثمَّ تدعو بدعاء الدَّم إلّا رأت الطهر إن شاء الله .

باب ۲۱۷

مقامِ جبرئیل

ا۔ فرمایا تم مقام جبرئیل پر آؤ اور وہ تحت میزاب ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں سے جبرئیل حضرت رسول خدا سے آنے کی اجازت چاہتے تھے۔ یہاں کہو «أي جواد أي كريم أي قريب أي بعيد أسألك أن تصلّي على محمّد و أهل بيته و أسألك أن تردَّ عليَّ نعمتك» اے جواد و کریم اے قریب و بعید میں تجھ سے سوال کرتا ہوں محمد و آل محمد پر درود بھیجنے کا اور میں سوال کرتا ہوں کہ اپنی نعمت کو مجھ پہ لوٹا اور فرمایا یہ وہ مقام ہے کہ اگر حیض والی عورت یہاں دعا کرے تو حیض آنا بند ہو جائیگا

﴿ باب ۲۱۸ ﴾

(فضل المقام بالمدينة والصوم والاعتكاف عند الاساطين)

١ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن الحسن بن جهم قال : سألت أبا الحسن عليه السلام : أيّما أفضل المقام بمكّة أو بالمدينة ؟ فقال : أيُّ شيء تقول أنت ؟ قال : فقلت : وما قولي مع قولك ؟ قال : إنَّ قولك يردُّك إلى قولي ، قال : فقلت له : أمّا أنا فأزعم أنَّ المقام بالمدينة أفضل من المقام بمكّة ، قال : فقال : أما لئن قلت ذلك لقد قال أبو عبدالله عليه السلام ذاك يوم فطر وجاء إلى رسول الله صلى الله عليه وآله فسلّم عليه في المسجد ثمَّ قال :

قد فضّلنا الناس اليوم بسلامنا على رسول الله صلى الله عليه وآله .

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن حديد ، عن مرازم قال : دخلت أنا وعمّار وجماعة على أبي عبدالله عليه السلام بالمدينة فقال : ما مقامكم ؟ فقال عمّار : قد سرّحنا ظهرنا وأمرنا أن نؤتى به إلى خمسة عشر يوماً فقال : أصبتم المقام في بلد رسول الله صلى الله عليه وآله والصلاة في مسجده و اعملوا لآخرتكم و أكثروا لأنفسكم إنّ الرجل قد يكون كيّساً في الدنيا فيقال : ما أكيس فلاناً وإنّما الكيّس كيّس الآخرة .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن عمرو الزيّات ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من مات في المدينة بعثه الله في الآمنين يوم القيامة منهم يحيى بن حبيب وأبو عبيدة الحذّاء وعبدالرحمن بن الحجّاج .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا دخلت المسجد ، فإن استطعت أن تقيم ثلاثة أيّام الأربعاء و الخميس والجمعة فصلّ ما بين القبر و المنبر يوم الأربعاء عند الأسطوانة الّتي تلي القبر فتدعو الله عندها وتسأله كلّ حاجة تريدها في آخرة أو دنيا و اليوم الثاني عند اُسطوانة التوبة و يوم الجمعة عند مقام النبيّ صلى الله عليه وآله مقابل الأسطوانة الكثيرة الخلوق فتدعو الله عندهنّ لكلّ حاجة وتصوم تلك الثلاثة الأيّام .

٥ ـ ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : صم الأربعاء والخميس والجمعة وصلّ ليلة الأربعاء و يوم الأربعاء عند الأسطوانة الّتي تلي رأس النبيّ صلى الله عليه وآله وليلة الخميس ويوم الخميس عند اُسطوانة أبي لبابة وليلة الجمعة ويوم الجمعة عند الاُسطوانة الّتي تلي مقام النبيّ صلى الله عليه وآله و ادع بهذا الدُّعاء لحاجتك وهو «اللّهمّ إنّي أسألك بعزّتك وقوّتك و قدرتك وجميع ما أحاط به علمك أن تصلّي على محمّد وآل محمّد وأن تفعل بي كذا وكذا » .

باب ۲۱۸

فضیلت قیام مدینہ

۱۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کہا مکہ میں قیام افضل ہے یا مدینہ میں، فرمایا تم کیا کہتے ہو، میں نے کہا میرا کہنا تو آپ

ہی کا قول ہوگا فرمایا تمہارا قول میرے قول کی طرف نہیں لوٹے گا۔ میں نے کہا میرا گمان یہ ہے کہ مدینہ میں قیام کیسے افضل ہے فرمایا جو تم کہتے ہو ایسا ہی فرمایا ہے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے۔ عید الفطر کے دن وہ قبر رسولؐ پر آئے اور مسجد میں حضرت پر سلام کیا پھر فرمایا آج کے دن ہمیں فضیلت ہے لوگوں پر بہ سبب سلام کرنے پر رسولؐ اللہ پر۔ (موثق)

۲۔ ہم حضرت کی خدمت میں مدینہ میں داخل ہوئے فرمایا تمہارے قیام کی کیا صورت ہے عمار نے کہا ہم ظہر کے وقت پہنچے ہیں اور ہم پندرہ روز قیام کریں گے فرمایا شہر رسولؐ میں تمہارا قیام اچھا ہے حضرت کی مسجد میں نماز پڑھو اپنی آخرت کے لئے عمل کرو اور اپنے نفسوں کے لئے بکثرت عبادت کرو تو تم دنیا کے عقلمندوں میں شمار ہو گے کسی نے پوچھا کیس (عقلمند) سے کیا مراد ہے فرمایا فلاں شخص عقلمند نہیں عقلمند ہے آخرت کو مدنظر رکھنے والا (ض)

۳۔ فرمایا جو مدینہ میں مر گیا تو اللہ روز قیامت اس کو امان پانے والوں میں سے اٹھائے گا ان میں سے یحیٰی بن حبیب ابو عبیدہ حذاء اور عبدالرحمٰن بن الحجاج ہوں گے۔ (ض)

۴۔ فرمایا جب تم مسجد میں داخل ہو تو اگر ہو سکے تو تین روز قیام کرو چہارشنبہ، پنجشنبہ اور جمعہ، چہارشنبہ کو قبر اور منبر کے درمیان قبر سے ملے ہوئے ستون کے پاس نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو اور دنیا و آخرت کی جو حاجت ہو طلب کرو دوسرے روز ستون توبہ کے پاس اور روز جمعہ مقام نبی کے پاس مقابل میں اسطوانہ کثیر الخلوق کے اور اللہ سے دعا کرو اور اپنی حاجت طلب کرو اور ان تین دن روزہ رکھو (حسن)

۵۔ فرمایا بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھو اور بدھ کی رات اور بدھ کے دن قبر نبی کے سرہانے کے پاس والے ستون کے قریب نماز پڑھو اور پنجشنبہ کی رات اور دن میں ستون ابولبابہ کے پاس اور جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن مقام نبی کے متصل ستون کے پاس نماز پڑھو اور خدا سے دعا کرو، حاجت طلب کرو اور کہو

«اللّهمّ إنّي أسألك بعزّتك وقوّتك و قدرتك وجميع ما أحاط به علمك أن تصلّي على محمّد وآل محمّد وأن تفعل بي

« باب ۲۱۹ »

☆(زيارة من بالبقيع)☆

إذا أتيت القبر الّذي بالبقيع فاجعله بين يديك ثمّ تقول: «السلام عليكم أئمّة الهدى، السلام عليكم أهل التقوى، السلام عليكم الحجّة على أهل الدّنيا، السلام عليكم القوّام في البريّة بالقسط، السلام عليكم أهل الصفوة، السلام عليكم أهل النجوى، أشهد أنّكم قد بلّغتم ونصحتم وصبرتم في ذات الله و كذّبتم وأُسيء إليكم فعفوتم و

أشهد أنّكم الأئمّة الرّاشدون المهديّون وأنّ طاعتكم مفروضة وأنّ قولكم الصدق وأنّكم دعوتم فلم تجابوا وأمرتم فلم تطاعوا وأنّكم دعائم الدّين وأركان الأرض ولم تزالوا بعين الله ينسخكم في أصلاب كلّ مطهّر وينقلكم في أرحام المطهّرات لم تدنّسكم الجاهليّة الجهلاء ولم تشرك فيكم فتن الأهواء ، طبتم وطاب منبتكم ، منّ بكم علينا ديّان الدّين فجعلكم في بيوت أذن الله أن ترفع ويذكر فيها اسمه و جعل صلواتنا عليكم رحمة لنا وكفّارة لذنوبنا إذ اختاركم لنا وطيّب خلقنا بما منّ به علينا من ولايتكم وكنّا عنده مسمّين بفضلكم معترفين بتصديقنا إيّاكم وهذا مقام من أسرف وأخطأ و استكان وأقرّ بما جنى ورجا بمقامه الخلاص وأن يستنقذه بكم مستنقذ الهلكى من الرّدى فكونوا لي شفعاء فقد وفدت إليكم إذ رغب عنكم أهل الدّنيا واتّخذوا آيات الله هزواً واستكبروا عنها ، يامن هو قائم لايسهو ودائم لايلهو ومحيط بكلّ شيء لك المنّ بما وفّقتني وعرّفتني عمّا ائتمنتني عليه إذ صدّ عنهم عبادك وجهلوا معرفتهم واستخفّوا بحقّهم ومالوا إلى سواهم فكانت المنّة منك عليّ مع أقوام خصّصتهم بما خصّصتني به فلك الحمد إذ كنت عندك في مقامي [هذا] مذكوراً مكتوباً ولا تحرمني ما رجوت ولا تخيّبني فيما دعوت ، وادع لنفسك بما أحببت .

باب ۲۱۹

اہل بقیع کی زیارت

۱۔ جب جنّت البقیع کی کسی قبر کے پاس آؤ تو اسے سامنے رکھ کر کہو، «السلام عليكم أئمّة الهدى ، السلام عليكم أهل التقوى ، السلام عليكم الحجّة على أهل الدّنيا ، السلام عليكم القوّام في البريّة بالقسط ، السلام عليكم أهل الصفوة ، السلام عليكم أهل النجوى ، أشهد أنّكم قد بلّغتم ونصحتم وصبرتم في ذات الله و كذّبتم وأُسيء إليكم فغفرتم و أشهد أنّكم الأئمّة الرّاشدون المهديّون وأنّ طاعتكم مفروضة وأنّ قولكم الصدق وأنّكم دعوتم فلم تجابوا وأمرتم فلم تطاعوا وأنّكم دعائم الدّين وأركان الأرض ولم تزالوا بعين الله ينسخكم في أصلاب كلّ مطهّر وينقلكم في أرحام المطهّرات لم تدنّسكم

الجاهليّة الجهلاء ولم تشرك فيكم فتن الأهواء ، طبتم وطاب منبتكم ، منّ بكم علينا ديّان الدّين فجعلكم في بيوت أذن الله أن ترفع ويذكر فيها اسمه و جعل صلواتنا عليكم رحمة لنا وكفّارة لذنوبنا إذا اختاركم لنا وطيّب خلقنا بما منّ به علينا من ولايتكم وكنّا عنده مسمّين بفضلكم معترفين بتصديقنا إيّاكم وهذا مقام من أسرف وأخطأ و استكان وأقرّ بما جنى ورجا بمقامه الخلاص وأن يستنقذه بكم مستنقذ الهلكى من الرّدى فكونوا لي شفعاء فقد وفدت إليكم إذا رغب عنكم أهل الدّنيا واتّخذوا آيات الله هزواً واستكبروا عنها ، يامن هو قائم لايسهو ودائم لايلهو ومحيط بكلّ شيء لك المنّ بما وفّقتني وعرّفتني ممّا ائتمنتني عليه إذ صدّ عنهم عبادك وجهلوا معرفتهم واستخفّوا بحقّهم ومالوا إلى سواهم فكانت المنّة منك عليّ مع أقوام خصّصتهم بما خصّصتني به فلك الحمد إذ كنت عندك في مقامي [هذا] مذكوراً مكتوباً ولا تحرمني ما رجوت ولا تخيّبني فيما دعوت وادع لنفسك بما أحببت . اے آئمہ ہدایت تم پر سلام، اے صاحبانِ تقویٰ تم پر سلام، اے دنیا والوں پر حجت تم پر سلام، تم پر سلام ہو آپ پر جو لوگوں میں عدل قائم کرنے والے ہیں، سلام ہو صفا باطنوں پر، سلام ہو خدا سے مناجات کرنے والوں پر بے شک آپ لوگوں نے تبلیغ کی اور لوگوں کو نصیحت اور خدا کی راہ میں صبر کیا، لوگوں نے تمہیں جھٹلایا اور تم سے برائی کی تم نے انہیں معاف کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم آئمہ راشدین ہو ہدایت یافتہ ہو، تمہاری اطاعت فرض ہے تمہارا قول سچا ہے تم نے لوگوں کو دعوت الی الحق دی مگر انھوں نے قبول نہ کی، تم نے حکم دیا انھوں نے نہ مانا بے شک تم دین کے ستون ہو، زمین کے ارکان ہو، تم ہمیشہ عین اللہ رہے، اللہ نے تم کو اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل کیا اور جاہلیت کی نجاست کو تم سے دور رکھا اور خواہشات بد کے فتنوں کو تمہارے اندر جگہ نہ دی تم بھی پاک تمہاری آرزوئیں بھی پاک، تمہاری وجہ سے خدا نے ہم پر دین پرستی کا احسان کیا اور تم کو ایسے گھروں میں قرار دیا جو باذن خدا بلند مرتبہ والے ہیں اور جن میں ذکر الٰہی ہوتا ہے اور تمہارے اوپر ہماری صلوٰات بھیجنے کو ہمارے لیے رحمت قرار دیا اور ہمارے گناہوں کا کفارہ بنایا تم کو ہمارے لیے منتخب کیا اور خلقت کو پاک کیا، تمہاری ولایت کا ہمارے اوپر احسان رکھ کر ہم خدا کے نزدیک تمہاری فضیلت کے ساتھ موسوم ہیں ہم معترف ہیں تمہاری تصدیق کے اور یہ مقام ہے کہ جس نے اس میں نشر و گذاشت کی اور تم سے علیحدہ رہا تو وہ ہلاک ہوا آپ میرے شفیع ہو جیئے میں آپ کے پاس آیا ہوں جبکہ دنیا والے آپ کی طرف رغبت نہیں کر رہے اور انھوں نے آیات خدا کا مذاق اڑایا ہے اور تکبر کیا ہے اے وہ خدا جو قائم ہے سہو نہیں کرتا اور دائم ہے، غافل نہیں ہر شے کا احاطہ کرنے والا ہے تیرا احسان ہے کہ تو نے مجھے موفق کیا اور تو نے معرفت دی اس چیز کی جس کی بنا پر تو نے مجھ پر احسان کیا اور روکا اپنے بندوں کو اس سے

وہ ان لوگوں کی معرفت سے جاہل ہیں اور ان کے حق کو ہلکا جانتے ہیں ان کے سوا دوسروں کی طرف مائل ہیں یہ تیرا مجھ پر احسان ہے کہ اپنے مخصوص بندوں سے مجھے مخصوص کیا۔ پس حمد ہے تیرے لئے کہ میں اس مقام میں موجود ہوں اور جو میں نے امید کی ہے اس سے محروم نہ کر اور میری دعا کو قبول کر۔

﴿باب ۲۴﴾

☆(إتيان المشاهد و قبور الشهداء)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ؛ وابن أبي عمير جميعاً ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : لا تدع إتيان المشاهد كلّها مسجد قباء فإنّه المسجد الّذي اُسّس على التقوى من أوَّل يوم و مشربة اُمّ إبراهيم ، ومسجد الفضيخ وقبور الشهداء و مسجد الأحزاب وهو مسجد الفتح . قال : وبلغنا أنَّ النبيَّ صلى الله عليه وآله كان إذا أتى قبور الشهداء قال : «السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدّار» وليكن فيما تقول عند مسجد الفتح «يا صريخ المكروبين ويا مجيب [دعوة] المضطرّين اكشف همّي وغمّي و كربي كما كشفت عن نبيّك همّه وغمّه و كربه وكفيته هول عدوّه في هذا المكان» .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن عبدالله بن هلال ، عن عقبة بن خالد قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام أنّا نأتي المساجد الّتي حول المدينة فبأيّها أبدء ؟ فقال : ابدء بقباء فصلِّ فيه وأكثر فإنّه أوَّل مسجد صلّى فيه رسول الله صلى الله عليه وآله في هذه العرصة ثمَّ ائت مشربة اُمّ إبراهيم فصلِّ فيها وهي مسكن رسول الله صلى الله عليه وآله ومصلاّه ثمَّ تأتي مسجد الفضيخ فتصلّي فيه فقد صلّى فيه نبيّك فإذا قضيت هذا الجانب أتيت جانب اُحد فبدأت بالمسجد الّذي دون الحرَّة فصلّيت فيه ثمَّ مررت بقبر حمزة بن عبدالمطّلب فسلّمت عليه ثمَّ مررت بقبور الشهداء فقمت عندهم فقلت : «السلام عليكم يا أهل الدِّيار أنتم لنا فرط وإنّا بكم لاحقون» ثمَّ تأتي المسجد الّذي كان في المكان الواسع إلى جنب الجبل عن يمينك حين تدخل اُحداً فتصلّي فيه فعنده خرج النبيُّ صلى الله عليه وآله إلى اُحد حين لقي المشركين فلم يبرحوا حتّى حضرت الصلاة فصلّى فيه ، ثمَّ مرَّ أيضاً حتّى ترجع فتصلّي عند قبور الشهداء ما كتب الله لك ، ثمَّ امض على وجهك حتّى تأتي مسجد الأحزاب فتصلّي فيه وتدعو الله فيه فإنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله دعا فيه يوم الأحزاب وقال : «يا صريخ المكروبين

ويا مجيب [دعوة] المضطرين ويا مغيث المهمومين اكشف همّي وكربي وغمّي فقد ترى حالي وحال أصحابي ».

۳ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : عاشت فاطمة سلام الله عليها بعد رسول الله صلى الله عليه وآله خمسة وسبعين يوماً لم تر كاشرة ولا ضاحكة تأتي قبور الشهداء في كلِّ جمعة مرَّتين الاثنين والخميس فتقول : ههنا كان رسول الله صلى الله عليه وآله وههنا كان المشركون .

وفي رواية اُخرى أبان ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّها كانت تصلّي هناك وتدعو حتّى ماتت عليها السلام .

۴ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن المفضّل بن صالح ، عن ليث المراديِّ قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن مسجد الفضيخ لم سمّي مسجد الفضيخ ؟ فقال : لنخل يسمّى الفضيخ فلذلك سمّي مسجد الفضيخ .

۵ ـ أبو عليٍّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن مسكان ، عن الحلبيِّ قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : هل أتيتم مسجد قباء أو مسجد الفضيخ أو مشربة اُمّ إبراهيم ؟ قلت : نعم ، قال : أما إنّه لم يبق من آثار رسول الله صلى الله عليه وآله شيءٌ إلّا وقد غيّر غير هذا .

۶ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن موسى بن جعفر ، عن عمر بن سعيد ، عن الحسن بن صدقة ، عن عمّار بن موسى قال : دخلت أنا و أبو عبدالله عليه السلام مسجد الفضيخ فقال : يا عمّار ترى هذه الوهدة ؟ قلت : نعم ، قال : كانت امرأة جعفر الّتي خلّف عليها أمير المؤمنين عليه السلام قاعدة في هذا الموضع و معها ابناها من جعفر فبكت فقال لها ابناها : ما يبكيك يا اُمّه ؟ قالت : بكيت لأمير المؤمنين عليه السلام فقالا لها : تبكين لأمير المؤمنين ولا تبكين لأبينا ؟ قالت : ليس هذا هكذا ولكن ذكرت حديثاً حدَّثني به أمير المؤمنين عليه السلام في هذا الموضع فأبكاني ، قالا : وما هو ؟ قالت : كنت أنا وأمير المؤمنين في هذا المسجد فقال لي : ترين هذه الوهدة ؟ قلت : نعم قال : كنت أنا ورسول الله صلى الله عليه وآله قاعدين فيها إذ وضع رأسه في حجري ثمَّ خفق حتّى غطّ وحضرت صلاة العصر فكرهت أن اُحرِّك رأسه عن فخذي فأكون قد آذيت رسول الله

صلى الله عليه وآله حتى ذهب الوقت وفاتت فانتبه رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: يا علي صليت؟ قلت: لا، قال: ولم ذلك؟ قلت: كرهت أن أوذيك قال: فقام واستقبل القبلة ومد يديه كلتيهما وقال: اللهم رد الشمس إلى وقتها حتى يصلي علي فرجعت الشمس إلى وقت الصلاة حتى صليت العصر ثم انقضت انقضاض الكوكب.

باب ۲۱

مشاہد اور قبور شہدا پر جانا

۱۔ فرمایا تمام مشاہد پر آنا ترک نہ کرو۔ مسجد قبا، وہ ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر پہلے ہی دن سے رکھی ہوئی ہے۔ مشربہ ام ابراہیم، مسجد فضیخ، قبور شہداء، مسجد احزاب جو مسجد فتح کہلاتی ہے۔ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ حضرت رسولِ خدا جب قبور شہداء پر آتے تھے تو فرماتے سلام ہو تم پر اس بنا پر کہ تم نے صبر کیا، تمہارا دارِ آخرت کیا اچھا ہے اور مسجد فتح کے پاس تم کو کہنا چاہیئے:

"يا صريخ المكروبين ويا مجيب [دعوة] المضطرين اكشف همي وغمي وكربي كما كشفت عن نبيك همه وغمه وكربه وكفيته هول عدوه في هذا المكان.

اے مضطرب لوگوں کی فریاد سننے والے، اے بے چینوں کی دعا قبول کرنے والے میرے ہم و غم و کرب کو اسی طرح دور کر دے جیسے تو نے اپنے نبی کے ہم و غم و کرب کو دور کیا تھا اور اس جگہ ان کو دشمنوں کے شر سے بچایا تھا۔ (حسن)

۲۔ میں نے کہا ہم ان مساجد کی زیارت کرتے ہیں جو مدینہ کے گرد ہیں تو ہم ابتدا کہاں سے کریں فرمایا مسجد قبا سے اس میں زیادہ نماز پڑھو وہ پہلی مسجد ہے جس میں رسول اللہ نے اس میدان میں نماز پڑھی پھر مشربہ ام ابراہیم پر آؤ یہاں نماز پڑھو یہ رسول اللہ کا مسکن ہے اور حضرت کا مصلا ہے پھر مسجد فضیخ میں آؤ اور نماز پڑھو کہ رسول اللہ نے اس میں نماز پڑھی ہے جب ادھر نمٹو تو جانب احد آؤ ابتدا کرو اس مسجد سے جو مقام حرہ کے قریب ہے یہاں نماز پڑھو پھر قبر حمزہ کے پاس آؤ ان پر سلام کرو پھر قبور شہداء پر آؤ ان پر سلام کرو اور کہو السلام عليكم يا أهل الديار أنتم لنا فرط وإنا بكم لاحقون۔ اے اس دیار میں بسنے والو تم آگے چلے گئے ہم تم سے ملنے والے ہیں پھر اس مسجد میں آؤ جو ایک وسیع جگہ پہاڑ کے پہلو میں تمہارے داہنی جانب ہے جب احد میں داخل ہو یہاں نماز پڑھو اس کے نزدیک سے رسول اللہ احد کی طرف سے مشرکین سے لڑنے کے لئے نکلے تھے جب وہ نہ ہٹے اور نماز کا وقت آگیا تو رسول اللہ نے یہاں نماز پڑھی، پھر لوٹو اور قبور شہدا پر نماز پڑھو پھر سامنے کی طرف چلو پھر مسجد احزاب میں آؤ اور کہو

«يا صريخ المكروبين ويا مجيب [دعوة] المضطرين ويا مغيث المهمومين اكشف همّي وكربي وغمي فقد ترى حالي وحال أصحابي».

اے کرب والوں کے کرب مٹانے والے، اے بے چینوں کی دعا قبول کرنے والے اور بے کسوں کے فریاد رس میرے رنج و غم کو دور کر دے تو میرا اور میرے اصحاب کے حال کا جاننے والا ہے۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا حضرت فاطمہ رسول خدا کے بعد ۷۵ دن زندہ رہیں اس مدت میں کسی نے ان کو مسکراتے یا ہنستے نہ دیکھا وہ قبور شہدا پر روز جمعہ دو مرتبہ اور دوشنبہ اور پنجشنبہ کو آتیں اور فرماتیں یہاں رسول اللہ تھے اور یہاں مشرک (م)
ایک اور روایت میں ہے کہ وہاں نماز پڑھتیں اور دعا کرتیں اور یہ معمول رہا مرتے دم تک۔

۴۔ میں نے کہا مسجد فضیخ یہ نام کیوں ہوا، فرمایا ایک کھجور کا درخت اس نام کا تھا اسی سے یہ مسجد منسوب ہوئی (مرسل)

۵۔ حضرت نے فرمایا تم مسجد قبا یا مسجد فضیخ یا مشربہ اُم ابراہیم پر گئے ہو ہم نے کہا ہاں۔ فرمایا آثار رسول اللہ میں کوئی چیز ایسی نہ رہی جس میں تغیر نہ کر دیا گیا ہو۔ (ض)

۶۔ میں اور ابو عبداللہ علیہ السلام مسجد فضیخ میں داخل ہوئے آپ نے فرمایا اے عمار تم اس زمین پست کو دیکھ رہے ہو، میں نے کہا ہاں، ایک بار زوجہ جعفر یہاں بیٹھی تھیں اور جعفر کے دو لڑکے ان کے ساتھ تھے لڑکوں نے کہا آپ کو کس چیز نے رلایا انھوں نے کہا میں امیرالمومنین کے لیے روتی ہوں انھوں نے کہا آپ امیرالمومنین کو روتی ہیں ہمارے باپ کو نہیں روتیں انھوں نے کہا یہ معاملہ ایسا ہی ہے میں ایک حدیث بیان کرتی ہوں اسی جگہ مجھ سے امیرالمومنین نے بیان کی تھی اسی نے مجھے رلایا لڑکوں نے کہا وہ کیا بات تھی انھوں نے کہا میں اور امیرالمومنین اسی مسجد میں تھے مجھ سے فرمایا تم یہ پست زمین دیکھتی ہو میں نے کہا ہاں، فرمایا میں رسول اللہ کے ساتھ یہاں بیٹھا تھا حضرت نے اپنا سر میری آغوش میں رکھا اور سو گئے خراٹے لینے لگے اور نماز عصر کا وقت آگیا، میں نے یہ گوارا نہ کیا کہ حضرت کے سر کو اپنی ران سے ہٹاؤں اور رسول اللہ کو اذیت دوں وقت گزر گیا اور نماز فوت ہو گئی، رسول اللہ بیدار ہوئے اور فرمایا اے علی تم نے نماز پڑھ لی، میں نے کہا نہیں فرمایا کیوں میں نے کہا میں نے آپ کو اذیت دینی گوارا نہ کی پس حضرت اٹھے اور رو بقبلہ ہو کر دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور فرمایا یا اللہ سورج کو لوٹا دے تاکہ علی نماز پڑھ لیں پس سورج لوٹ آیا اور میں نے عصر کی نماز پڑھ لی، پھر غروب ہو گیا۔ (م)

﴿ باب ۲۳۱ ﴾

☆(وداع قبر النبي صلى الله عليه وآله)☆

١ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قال

أبوعبدالله عليه السلام : إذا أردت أن تخرج من المدينة فاغتسل ثمّ ائت قبر النبيّ صلى الله عليه وآله بعد ماتفرغ من حوائجك واصنع مثل ماصنعت عند دخولك وقل : « اللّهمّ لاتجعله آخر العهد من زيارة قبر نبيّك فإن توفّيتني قبل ذلك فإنّي أشهد في مماتي على ماشهدت عليه في حياتي أن لا إله إلّا أنت و أنّ محمّداً عبدك و رسولك » .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن وداع قبر النبيّ صلى الله عليه وآله قال : تقول : « صلّى الله عليك السلام عليك لاجعله الله آخر تسليمي عليك » .

باب ۲۱

وداع قبر نبی

۱۔ فرمایا جب تم مدینہ سے چلنے لگو تو غسل کرو اور قبر نبی پر آؤ جبکہ تم حوائج ضروریہ سے فارغ ہو جاؤ اور وہی عمل کرو جو داخلہ کے وقت کیا تھا اور کہو اللّهمّ لاتجعله آخر العهد من زيارة قبر نبيّك فإن توفّيتني قبل ذلك فإنّي أشهد في مماتي على ماشهدت عليه في حياتي أن لا إله إلّا أنت و أنّ محمّداً عبدك و رسولك » .

یا اللہ زیارت قبر نبی کا یہ آخری موقع قرار نہ دینا اگر اس سے پہلے مجھے موت دے تو میں اپنے مرنے پر بھی وہی گواہی دوں گا جو زندگی میں دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ تیرے عبد و رسول ہیں۔ (حسن)

۲۔ میں نے وداع قبر نبی کے متعلق پوچھا فرمایا کہو اللہ کا درود تم پر ہو آپ پر میرا سلام ہو اور اللہ میرا یہ سلام آخری قرار نہ دے۔ (موثق)

باب ۲۲

(تحريم المدينة)

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن سيف بن عميرة عن حسّان بن مهران قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : مكّة حرم الله و المدينة حرم رسول الله صلى الله عليه وآله و الكوفة حرمي لايريدها جبّار بحادثة إلّا قصمه الله .

۲ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد بن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان ، عن أبي العبّاس قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : حرّم رسول الله صلى الله عليه وآله المدينة ؟ قال : نعم حرّم بريداً في بريد ، عضاها ، قال : قلت : صيدها ؟ قال : لا ، يكذب النّاس .

۳ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن مسكان ، عن الحسن الصيقل قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : كنت عند زياد بن عبدالله و عنده ربيعة الرأي فقال زياد : ما الّذي حرّم رسول الله صلى الله عليه وآله من المدينة ؟ فقال له : بريد في بريد ، فقال لربيعة : و كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله أميال ، فسكت و لم يجبه فأقبل عليّ زياد فقال : يا أبا عبدالله ماتقول أنت ؟ فقلت : حرّم رسول الله صلى الله عليه وآله من المدينة مابين لابتيها ، قال : ومابين لابتيها ؟ قلت : ما أحاطت به الحرار ، قال : وماحرّم من الشجر ؟ قلت : من عير إلى وعير .

قال صفوان : قال ابن مسكان : قال الحسن : فسأله إنسان و أنا جالس فقال له : ومابين لابتيها ؟ [ف]قال : مابين الصورين إلى الثنيّة .

٤ ـ و في رواية ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : حدّ ما حرّم رسول الله صلى الله عليه وآله من المدينة من ذباب إلى و اقم و العريض و النقب من قبل مكّة

٥ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن الحسن بن عليّ الكوفيّ ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فضالة ابن أيّوب ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إنّ مكّة حرم الله حرّمها إبراهيم عليه السلام و إنّ المدينة حرمي مابين لابتيها حرم لايعضد شجرها وهو مابين ظلّ عائر إلى ظلّ وعير وليس صيدها كصيد مكّة يؤكل هذا ولا يؤكل ذاك وهو بريد .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : قال رسول الله صلى الله عليه وآله من أحدث بالمدينة حدثاً أو آوى محدثاً فعليه لعنة الله ، قلت : وما الحدث ؟ قال : القتل .

باب ۲۲۲

تحریم مدینہ

۱۔ فرمایا حضرت نے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مکہ حرم خدا ہے اور مدینہ حرم رسول اور کوفہ میرا حرم ہے نہیں جانے کا ارادہ کرے گا وہاں جبّار خبیث مگر یہ کہ اللہ اس کی سرکشی کو توڑ دے گا (م)

۲۔ میں نے حرم رسول کے متعلق پوچھا کہ وہ مدینہ میں ہے فرمایا ہاں وہ صحرا در صحرا ہے درختوں والا میں نے کہا اس میں شکار ہو سکتا ہے فرمایا لوگ تکذیب نہ کریں (یعنی اس کی کہ وہاں شکار نہیں کرنا چاہیے۔) (مرسل)

۳۔ میں زیاد بن عبد اللہ کے پاس تھا اور اس کے پاس ربیعۃ الرائی بھی تھا زیاد نے کہا حرم رسول مدینہ سے کہاں تک ہے اس نے کہا صحرا در صحرا ربیعہ نے کہا عہد رسول میں چند میل تھا وہ چپ رہا اور کوئی جواب نہ دیا پھر کہا اے ابو عبد اللہ آپ کیا کہتے ہیں میں تو کہتا ہوں کہ حرم رسول مدینہ سے لابتین تک ہے اس نے کہا لابتین کا درمیان کیا ہے میں نے کہا جس کو حرار احاطہ کیے ہوئے ہے کیا شجر سے حرم نہیں میں نے کہا ذہیر سے وعیر تک ہے۔ صفوان نے کہا ابن مسکان نے کہا کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ حسن سے ایک نے بھی سوال کیا اس نے کہا لابتین کے بیچ میں ہے اس نے کہا صورین اور ثنیہ کے بیچ میں ہے۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا حضرت نے کہ حرم رسول کی حد مدینہ میں رباب سے کر قالم تک اور مکہ کی طرف سے عریض سے نقب تک ہے (م)

۵۔ حضرت نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ مکہ حرم خدا ہے جس کی حرمت قرار دی ابراہیم نے اور مدینہ میرا حرم ہے جس کا درخت نہیں کاٹا جائے گا اور اس کی حد عایر پہاڑ کے سایہ سے عیر پہاڑ کے سایہ تک ہے اس کا شکار مکہ کے شکار کی طرح نہیں۔ اس پر پابندی ہے اس پر پابندی نہیں۔ (ح)

۶۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا جو مدینہ میں حدث کرے گا یا حدث والے کو پناہ دے گا اس پر اللہ کی لعنت ہو گی میں نے کہا حدث کیا ہے فرمایا قتل۔ (حسن)

باب ۲۲۳

(معرس النبي صلى الله عليه و آله)

۱ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ؛ و ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إذا انصرفت من مكة إلى المدينة و انتهيت إلى ذي الحليفة و أنت راجع إلى المدينة من مكة فائت معرّس النبيّ صلى الله عليه و آله فإن كنت في وقت صلاة مكتوبة أو نافلة فصلّ فيه

و إن كان في غير وقت صلاة مكتوبة فانزل فيه قليلاً فإنّ رسول الله صلّى الله عليه وآله قد كان يعرّس فيه و يصلّي .

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحجّال ؛ و الحسن بن عليّ ، عن عليّ بن أسباط ، عن بعض أصحابنا أنّه لم يعرّس فأمره الرّضا عليه السلام أن ينصرف فيعرّس .

٣ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن الحسن بن عليّ الكوفيّ ، عن عليّ بن أسباط ، عن محمّد بن القاسم بن الفضيل قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : جعلت فداك إنّ جمّالنا مرّ بنا ولم ينزل المعرّس ، فقال : لابدّ أن ترجعوا إليه ، فرجعت إليه .

٤ ـ وعنه ، عن ابن فضّال قال : قال عليّ بن أسباط لأبي الحسن عليه السلام ونحن نسمع : إنّا لم نكن عرّسنا فأخبرنا ابن القاسم بن الفضيل أنّه لم يكن عرّس و أنّه سألك فأمرته بالعود إلى المعرّس فيعرّس فيه ؛ فقال : نعم فقال له : فإنّا انصرفنا فعرّسنا فأيّ شيء نصنع ؟ قال : تصلّي فيه وتضطجع ، و كان أبوالحسن عليه السلام يصلّي بعد العتمة فيه فقال له محمّد : فإن مرّ به في غير وقت صلاة مكتوبة ؟ قال : بعد العصر قال : سئل أبو الحسن عليه السلام عن ذا فقال : ما رخّص في هذا إلّا في ركعتي الطواف فإنّ الحسن بن عليّ عليهما السلام فعله ، وقال : يقيم حتّى يدخل وقت الصلاة ، قال : فقلت له : جعلت فداك فمن مرّ به بليل أو نهار يعرّس فيه أو إنّما التعريس باللّيل ؟ فقال : إن مرّ به بليل أو نهار فليعرّس فيه .

باب ۲۳۱

معرس النبی

(معرس اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں لوگ آخر شب کچھ دیر آرام کرنے کے لیے اتریں اور پھر وہاں سے چل دیں)

۱۔ فرمایا تم مکہ سے مدینہ کی طرف لوٹو اور لوٹتے ہوئے منزل ذی الحلیفہ پہنچو تو معرس میں آؤ، اگر نماز واجب یا نافلہ کا وقت ہو تو وہاں نماز پڑھو اور اگر وقت نہ ہو تو تھوڑی دیر کے لیے وہاں اترو کیونکہ رسول اللہ یہاں ٹھہرے تھے اور نماز پڑھی تھی۔ (حسن)

۲۔ ایک شخص وہاں نہیں اترا تھا تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا واپس جاؤ اور وہاں ٹھہرو۔ (مرسل)

۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا ہمارا جمال معرس پہ نہیں ٹھہرا اور بڑھتا چلا آیا فرمایا لوٹ کر جاؤ چنانچہ میں گیا (موثق)

۴۔ علی بن الاسباط نے امام رضا علیہ السلام سے کہا اور ہم مسن رہے تھے کہ ہم معرس نہیں گئے اور قسم بن الفضیل نے بتایا کہ وہ بھی نہیں گیا اس نے آپ سے دریافت کیا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ وہ لوٹ جائے ہم وہاں گئے فرمایا ہاں میں نے کہا تھا اس نے کہا جب ہم وہاں لوٹ کر جائیں تو کیا کریں فرمایا نماز پڑھو اپنا بیقراری کرو میرے والد حسن علیہ السلام نے بعد عشاء وہاں نماز پڑھی، محمد نے کہا اگر ہم نماز واجب کے وقت کے علاوہ پہنچیں فرمایا بعد عصر پہنچو اس نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا فرمایا اس امر میں اجازت نہیں ہے مگر دو رکعت طواف کی۔ امام حسن علیہ السلام نے یہی کیا۔ فرمایا وہاں اتنا ٹھہرے کہ وقت نماز آجائے اگر کوئی چاہے رات میں پہنچے یا دن میں وہاں ٹھہرے حالانکہ تعریس تو رات میں ہے فرمایا دن ہو یا رات وہاں تھوڑی دیر ٹھہرے۔ (موثق)

باب

مسجد غدیر خم

١ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا إبراهيم عليه السلام عن الصلاة في مسجد غدير خمّ بالنهار وأنا مسافر ، فقال : صلّ فيه فإنّ فيه فضلاً وقد كان أبي يأمر بذلك .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن الحسّال ، عن عبدالصمد بن بشير ، عن حسّان الجمّال قال : حملت أباعبدالله عليه السلام من المدينة إلى مكّة فلمّا انتهينا إلى مسجد الغدير نظر إلى ميسرة المسجد فقال : ذلك موضع قدم رسول الله صلى الله عليه وآله حيث قال : من كنت مولاه فعليّ مولاه ثمّ نظر إلى الجانب الآخر فقال : ذلك موضع فسطاط أبي فلان وفلان و سالم مولى أبي حذيفة و أبي عبيدة الجرّاح فلمّا أن رأوه رافعاً يديه قال بعضهم لبعض : انظروا إلى عينيه تدور كأنّهما عينا مجنون فنزل جبرئيل عليه السلام بهذه الآية : « و إن يكاد الّذين كفروا ليزلقونك بأبصارهم لمّا سمعوا الذكر و يقولون إنّه لمجنون ٭ و ما هو إلّا ذكر للعالمين » .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن أبان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : يستحبّ الصلاة في مسجد الغدير لأنّ النبيّ صلى الله عليه وآله أقام فيه أمير المؤمنين عليه السلام وهو موضع أظهر الله عزّ وجلّ فيه الحقّ .

باب ۲۲۴

مسجد غدیر خم

۱۔ میں نے کہا کیا (رسول اللہ نے) مسافرت دن میں مسجد خم میں نماز پڑھوں فرمایا جس کی فضیلت کی وجہ سے پڑھو میرے باپ نے اس کا حکم دیا ہے۔

۲۔ حسان اونٹ والا راوی ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام کو مدینہ سے مکہ لے جا رہا تھا جب مسجد غدیر کے پاس پہنچے تو آپ نے مسجد کے بائیں طرف نظر کر کے فرمایا یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ نے فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی (مولاہ) پھر دوسری طرف دیکھ کر فرمایا یہ فلاں فلاں کے خیمہ کی جگہ ہے یہاں سالم غلام ابو حذیفہ کا خیمہ تھا اور یہاں ابو عبیدہ بن جراح کا۔ جب ان لوگوں نے حضرت رسول خدا کو ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو ایک نے دوسرے سے کہا ان کی آنکھوں کو دیکھو ایسے گھما رہے ہیں جیسے دیوانہ گھماتا ہے پس جبرئیل یہ آیت لے کر آئے "و إن يكاد الّذين كفروا ليزلقونك بأبصارهم لمّا سمعوا الذكر و يقولون إنّه لمجنون" یہ کافر تمہیں نظروں سے گرانا چاہتے ہیں جب ذکر سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ دیوانہ ہے حالانکہ اس میں دونوں جہان کا بھلا ہے۔ (۲۰)

۳۔ فرمایا حضرت نے مسجد غدیر میں نماز مستحب ہے کیونکہ یہاں رسول اللہ نے امیر المومنین کو کھڑا کیا تھا اور اسی جگہ حق کو ظاہر کیا تھا۔ (۲۰)

﴿ باب ۲۲۴ ﴾

١ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن زياد بن أبي الحلال ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : مامن نبيّ ولا وصيّ نبيّ يبقى في الأرض أكثر من ثلاثة أيّام حتّى ترفع روحه و عظمه و لحمه إلى السماء و إنّما تؤتى مواضع آثارهم و يبلّغونهم من بعيد السلام ويسمعونهم في مواضع آثارهم من قريب .

٢ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن عبدالله بن موسى ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء قال : سمعت الرّضا عليه السلام يقول : إنّ لكلّ إمام عهداً في عنق أوليائه و شيعته و إنّ من تمام الوفاء بالعهد وحسن الأداء زيارة قبورهم فمن زارهم رغبة في زيارتهم و تصديقاً بما رغبوا فيه كان أئمّتهم شفعاءهم يوم القيامة .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أبي هاشم الجعفري قال : بعث إليَّ أبو الحسن عليه السلام في مرضه و إلى محمّد بن حمزة فسبقني إليه محمّد بن حمزة وأخبرني محمّد مازال يقول : ابعثوا إلى الحير ، ابعثوا إلى الحير ، فقلت لمحمّد : ألا قلت له : أنا أذهب إلى الحير ، ثمَّ دخلت عليه وقلت له : جعلت فداك : أنا أذهب إلى الحير ؟ فقال : انظروا في ذاك ، ثمَّ قال لي : إنَّ محمّداً ليس له سرٌّ من زيد بن عليّ و أنا أكره أن يسمع ذلك ، قال : فذكرت ذلك لعليِّ بن بلال فقال : ما كان يصنع [با]لحير وهو الحير فقدمت العسكر فدخلت عليه فقال لي : اجلس حين أردت القيام فلمّا رأيته أنس بي ذكرت له قول عليِّ ابن بلال فقال لي : ألا قلت له : إنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله كان يطوف بالبيت ويقبّل الحجر و حرمة النبيّ والمؤمن أعظم من حرمة البيت و أمره الله عزَّ وجلَّ أن يقف بعرفة وإنّما هي مواطن يحبُّ الله أن يذكر فيها فأنا أُحبُّ أن يدعى [الله] لي حيث يحبُّ الله أن يدعى فيها و ذكر عنه أنّه قال : ولم أحفظ عنه ، قال : إنّما هذه مواضع يحبُّ الله أن يتعبّد [له] فيها فأنا أُحبُّ أن يدعى لي حيث يحبُّ الله أن يعبد . هلّا قلت له كذا [و كذا] ؟ قال : قلت : جعلت فداك لو كنت أحسن مثل هذا لم أردَّ الأمر عليك ـ هذه ألفاظ أبي هاشم ليست ألفاظه ـ .

باب ۲۲

متفرقات

۱۔ فرمایا جب کوئی نبی یا وصی نبی مرجاتا ہے تو تین دن سے زیادہ روئے زمین پر نہیں رہتا ان کی روح ان کی ہڈیوں اور گوشت کو آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے ان کے آثار باقی رہتے ہیں اور انھیں دور سے سلام پہنچتا ہے اور آثار میں قریب سے سن لیتے ہیں۔ (ص)

۲۔ فرمایا ہر امام کا ایک عہد ہوتا ہے ان کے اولیا اور شیعوں کی گردن پر، اس عہد کی وفا اور حسن ادا یہ ہے کہ ان کی قبور کی زیارت کی جائے جو برغبت قلبی ان کی زیارت کرے گا اور ان کی امامت کی تصدیق کرے گا تو وہ روز قیامت اس کی شفاعت کریں گے (مجہول)

۳۔ راوی کہتا ہے امام رضا علیہ السلام نے بحالت مرض ایک شخص کو میرے پاس بھیجا اور محمد بن حمزہ کے پاس بھی

محمد مجھ سے پہلے حضرت کے پاس پہنچ گئے۔ محمد نے مجھ سے کہا کہ خیر کی طرف بھیجو خیر کی طرف بھیجو (یعنی میرے لئے دعا کرنے کو کربلا وغیرہ) میں نے محمد سے کہا تم نے یہ کیوں نہ کہا میں خیر کی طرف جاؤں گا اس کے بعد میں بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا میں آپ فدا ہوں میں نیکی کی طرف جاؤں گا حضرت نے فرمایا تم اس معاملہ میں غور و تامل کر دپھر مجھ سے فرمایا محمد اور زید بن علی (اس زمانہ کا ایک شخص جو زیدیہ عقیدہ کا تھا) کے درمیان کوئی راز نہیں، میں بڑا سمجھتا ہوں اس بات کو بھی کہ وہ سنے۔ میں نے یہ ذکر علی بن بلال سے کر دیا اس نے کہا نیکی جو بھی کی جائے وہ نیکی ہے میں مقام عسکر میں آیا اور حضرت سے ملا اور علی بن بلال کا قول نقل کیا (یعنی یہ عقیدہ کہ آئمہ کے مشاہد قابل تعظیم نہیں) فرمایا تم نے یہ جواب نہ دیا کہ رسول اللہ بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اور حجر کو بوسہ دیتے تھے درآنحالیکہ نبی کی اور بندۂ مومن کی عزت کعبہ سے زیادہ ہے اسی طرح خدا نے حکم دیا ہے عرفہ میں قیام کا۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں خدا کو اپنا ذکر پسند ہے لہذا میں بھی چاہتا ہوں کہ جہاں خدا کو اپنا ذکر پسند ہے وہیں میرے لئے دعا کی جائے۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت نے کچھ فرمایا جو مجھے یاد نہیں رہا اس کے سوا کہ یہ وہ مقامات ہیں جہاں خدا چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور پھر کہا تم نے اس سے ایسا کیوں نہ کہا۔ میں نے کہا اگر ایسا جواب میرے ذہن میں ہوتا تو بات میں آپ کے سامنے پیش نہ کرتا۔ (ض)

﴿ باب ۲۲۶ ﴾

﴿(مايقال عند قبر أمير المؤمنين عليه السلام)﴾

١ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن أورمة ، عمّن حدّثه ، عن الصادق أبي الحسن الثالث عليه السلام قال : يقول : « السلام عليك يا وليّ الله أنت أوّل مظلوم و أوّل من غصب حقّه صبرت و احتسبت حتّى أتاك اليقين فأشهد أنّك لقيت الله و أنت شهيد عذّب الله قاتلك بأنواع العذاب و جدّد عليه العذاب جئتك عارفاً بحقّك مستبصراً بشأنك معادياً لأعدائك ومن ظلمك ، ألقي على ذلك ربّي إن شاء الله يا وليّ الله إنّ لي ذنوباً كثيرة فاشفع لي إلى ربّك فإنّ لك عندالله مقاماً [محموداً] معلوماً وإنّ لك عندالله جاهاً وشفاعة وقدقال تعالى : «ولا يشفعون إلّا لمن ارتضى »

محمّد بن جعفر الرازي ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي الحسن الثالث عليه السلام مثله .

باب ۱۶۱

قبر امیر المومنینؑ پر کیا کہا جائے

۱۔ فرمایا قبر امیر المومنین پر کہیے۔ السلام عليك يا وليّ الله أنت أوّل مظلوم و أوّل من غصب حقّه صبرت و احتسبت حتّى أتاك اليقين فأشهد أنّك لقيت الله و أنت شهيد عذّب الله قاتلك بأنواع العذاب و جدّد عليه العذاب جئتك عارفاً بحقّك مستبصراً بشأنك معادياً لأعدائك ومن ظلمك ، ألقى على ذلك ربّي إن شاء الله يا وليّ الله إنّ لي ذنوباً كثيرة فاشفع لي إلى ربّك فإنّ لك عندالله مقاماً [محموداً] معلوماً وإنّ لك عندالله جاهاً وشفاعة وقدقال تعالى : «ولا يشفعون إلّا لمن ارتضى (۲)» .

سلام ہو آپ پر یا ولیٔ خدا آپ پہلے مظلوم ہیں اور پہلے وہ ہیں جن کا حق غصب کیا گیا۔ آپ نے صبر کیا اور ضبط کیا مرتے دم تک، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے شہید ہو کر اللہ سے ملاقات کی، خدا آپ کے قاتل پر طرح طرح کے عذاب نازل کرے اور تجدید عذاب کرے۔ میں آپ کے حق کا عارف ہو کر اور آپ کی شان کو پہچان کر آیا ہوں میں آپ کے دشمنوں کا دشمن ہوں اور آپ کے ظالموں کا، خدا ان کو جہنم نصیب کرے، اے ولی خدا میرے بہت سے گناہ ہیں میری سفارش اللہ سے کیجیے، آپ کو عنداللہ حق سفارش حاصل ہے اللہ نے فرمایا ہے نہیں سفارش کریں گے مگر وہ جنھیں اللہ نے برگزیدہ بنایا ہے (۲)

۲۔ ابو الحسن ثالث علیہ السلام نے یہی بیان کیا ہے۔

(دعاء آخر) باب ۱۶۲

(عند قبر امير المؤمنين عليه السلام)

تقول : «السلام عليك يا وليّ الله ، السلام عليك يا حجّة الله ، السلام عليك يا خليفة الله ، السلام عليك يا عمود الدّين ، السلام عليك يا وارث النبيّين ، السلام عليك يا قسيم الجنة والنّار وصاحب العصا والميسم ، السلام عليك يا أمير المؤمنين أشهد أنّك كلمة التقوى وباب الهدى والعروة الوثقى والحبل المتين والصراط المستقيم و أشهد أنّك حجة الله على خلقه وشاهده على عباده وأمينه على علمه وخازن سرّه و

موضع حكمته وأخو رسوله عليه السلام وأشهد أنّ دعوتك حقّ وكلّ داع منصوب دونك باطل مدحوض، أنت أوّل مظلوم وأوّل مغصوب حقّه فصبرت واحتسبت، لعن الله من ظلمك واعتدى عليك وصدّ عنك لعناً كثيراً يلعنهم به كلّ ملك مقرّب وكلّ نبيّ مرسل وكلّ عبد مؤمن ممتحن، صلّى الله عليك يا أمير المؤمنين وصلّى الله على روحك وبدنك أشهد أنّك عبدالله وأمينه بلّغت ناصحاً وأدّيت أميناً وقتلت صدّيقاً ومضيت على يقين لم تؤثر عمى على هدى ولم تمل من حقّ إلى باطل، أشهد أنّك قد أقمت الصلاة وآتيت الزّكاة وأمرت بالمعروف ونهيت عن المنكر واتّبعت الرّسول ونصحت للأمّة وتلوت الكتاب حقّ تلاوته وجاهدت في الله حقّ جهاده ودعوت إلى سبيله بالحكمة والموعظة الحسنة حتى أتاك اليقين، أشهد أنّك كنت على بيّنة من ربّك ودعوت إليه على بصيرة وبلّغت ما اُمرت به وقمت بحقّ الله غير واهن ولا موهن فصلّى الله عليك صلاة متتابعة متواصلة مترادفة يتبع بعضها بعضاً لا انقطاع لها ولا أمد ولا أجل والسلام عليك ورحمة الله وبركاته وجزاك الله من صدّيق خيراً عن رعيّته، أشهد أنّ الجهاد معك جهاد وأنّ الحقّ معك وإليك وأنت أهله ومعدنه وميراث النبوّة عندك فصلّى الله عليك وسلّم تسليماً وعذّب الله قاتلك بأنواع العذاب، أتيتك يا أمير المؤمنين عارفاً بحقّك مستبصراً بشأنك معادياً لأعدائك موالياً لأوليائك بأبي أنت واُمّي أتيتك عائذاً بك من نار استحقّها مثلي بما جنيت على نفسي أتيتك زائراً أبتغي بزيارتك فكاك رقبتي من النّار، أتيتك هارباً من ذنوبي الّتي احتطبتها على ظهري أتيتك وافداً لعظيم حالك ومنزلتك عند ربّي فاشفع لي عند ربّك فإنّ لي ذنوباً كثيرة وإنّ لك عندالله مقاماً معلوماً وجاهاً عظيماً وشأناً كبيراً وشفاعة مقبولة وقد قال الله عزّ وجلّ: «ولا يشفعون إلّا لمن ارتضى» اللّهمّ ربّ الأرباب صريخ الأحباب إنّي عذت بأخي رسولك معاذاً ففكّ رقبتي من النّار آمنت بالله وما اُنزل إليكم وأتولّى آخركم بما تولّيت [به] أوّلكم وكفرت بالجبت والطاغوت واللات والعزّى.

باب ۱۲۶

دعائے آخر قبر امیرالمومنین کے پاس

۱۔ کہو،

«السلام عليك يا وليّ الله ، السلام عليك يا حجّة الله ، السلام عليك يا خليفة الله ، السلام عليك يا عمود الدّين ، السلام عليك يا وارث النبيّين ، السلام عليك يا قسيم الجنة والنّار وصاحب العصا والميسم ، السلام عليك يا أمير المؤمنين أشهد أنّك كلمة التقوى وباب الهدى والعروة الوثقى والحبل المتين والصراط المستقيم و أشهد أنّك حجة الله على خلقه وشاهده على عباده وأمينه على علمه وخازن سرّه و موضع حكمته وأخو رسوله ﷺ وأشهد أنّ دعوتك حقّ وكلّ داع منصوب دونك باطل مدحوض ، أنت أوّل مظلوم وأوّل مغصوب حقّه فصبرت واحتسبت ، لعن الله من ظلمك واعتدى عليك وصدّ عنك لعناً كثيراً يلعنهم به كلّ ملك مقرّب وكلّ نبيّ مرسل وكلّ عبد مؤمن ممتحن ، صلّى الله عليك يا أمير المؤمنين وصلّى الله على روحك وبدنك أشهد أنّك عبد الله وأمينه بلّغت ناصحاً وأدّيت أميناً وقتلت صدّيقاً ومضيت على يقين لم تؤثر عمى على هدى ولم تمل من حقّ إلى باطل ، أشهد أنّك قد أقمت الصلاة وآتيت الزّكاة وأمرت بالمعروف ونهيت عن المنكر واتّبعت الرّسول ونصحت للاُمّة وتلوت الكتاب حقّ تلاوته وجاهدت في الله حقّ جهاده ودعوت إلى سبيله بالحكمة والموعظة الحسنة حتّى أتاك اليقين ، أشهد أنّك كنت على بيّنة من ربّك ودعوت إليه على بصيرة وبلّغت ما اُمرت به وقمت بحقّ الله غير واهن ولا موهن فصلّى الله عليك صلاة متّبعة متواصلة مترادفة يتبع بعضها بعضاً لا انقطاع لها ولا أمد ولا أجل والسلام عليك ورحمة الله وبركاته وجزاك الله من صدّيق خيراً عن رعيّته ، أشهد أنّ الجهاد معك جهاد وأنّ الحقّ معك وإليك وأنت أهله ومعدنه وميراث النبوّة عندك فصلّى الله عليك وسلّم تسليماً وعذّب الله قاتلك بأنواع العذاب ، أتيتك يا أمير المؤمنين عارفاً بحقّك مستبصراً بشأنك معادياً لأعدائك موالياً لأوليائك بأبي أنت واُمّي أتيتك عائذاً بك من نار استحقّها

مثلي بما جنيت على نفسي أتيتك زائراً أبتغي بزيارتك فكاك رقبتي من النار، أتيتك هارباً من ذنوبي التي احتطبتها على ظهري أتيتك وافداً لعظيم حالك ومنزلتك عند ربي فاشفع لي عند ربك فإن لي ذنوباً كثيرة وإن لك عند الله مقاماً معلوماً وجاهاً عظيماً وشأناً كبيراً وشفاعة مقبولة وقد قال الله عزّ وجلّ: «ولا يشفعون إلّا لمن ارتضى» اللّهم ربّ الأرباب صريخ الأحباب إنّي عذت بأخي رسولك معاذاً ففكّ رقبتي من النار آمنت بالله وما أنزل إليكم وأتولّى آخركم بما تولّيت [به] أوّلكم وكفرت بالجبت والطاغوت واللات والعزّى.

سلام ہو آپ پر اے ولی خدا اے حجت خدا، سلام ہو آپ پر اے خلیفۃ اللہ، سلام ہو آپ پر اے دین کے ستون، سلام ہو آپ پر اے نبیوں کے وارث، سلام ہو آپ پر اے جنت و نار کے تقسیم کرنے والے، اے صاحب عصا و میسم، اے امیر المومنین میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کلمہ تقویٰ ہے آپ باب ہدایت ہیں آپ عروۃ الوثقیٰ ہیں آپ حبل متین اور صراط مستقیم ہیں آپ خلق خدا پر اللہ کی حجت ہیں اور خدا کی طرف سے اس کے بندوں پر گواہ ہیں اور اس کے علم کے امین ہیں اور رازہائے خدا کے آپ خزینہ دار ہیں اس کی حکمت کا مقام ہیں رسول اللہ کے بھائی ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی دعوت حق ہے اور آپ کے خلاف دعوت دینے والا باطل اور مردود ہے آپ مظلوم اول ہیں اور سب سے پہلے آپ کا حق غصب کیا گیا۔ آپ نے صبر و ضبط سے کام لیا۔ آپ پر ظلم کرنے والے آپ پر تقدم کرنے والے پر آپکے برکات ڈھانے والے پر لعن کثیر ہو لعنت ہو ملائکہ مقربین کی ہر نبی مرسل کی ہر بندہ مومن کی جس کا امتحان لیا گیا ہو، رحمت خدا ہو آپ پر، آپ کی روح اور بدن پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے امین ہیں آپ نے ناصحانہ تبلیغ کی امانت کا حق ادا کیا اور آپ قتل کئے گئے، درآنحالیکہ آپ صدیق تھے اور آپ یقین پر رہے اور آپ نے ہدایت میں گمراہی اختیار نہ کی اور حق سے باطل کی طرف مائل نہ ہوئے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ کو ادا کیا اور امر بالمعروف کیا اور نہی عن المنکر اور آپ نے رسولؐ کا اتباع کیا اور امت کو نصیحت کی اور کتاب کی تلاوت کی جو تلاوت کا حق ہے اور راہ خدا میں جہاد کیا جو حق جہاد ہے اور لوگوں کو دعوت دی حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ مرتے دم تک، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اپنے رب کی طرف سے گواہی لائے اور خدا کی طرف بصیرت سے اور جیسا حکم دیا گیا تھا آپ نے اسے پورا کیا اور حق خدا پر آپ قائم رہے آپ نے ذرا بھی سستی نہ کی، پس آپ پر درود ہو پے در پے جس کے لیے انقطاع نہ ہو نہ کوئی مدت ہو اور سلام و رحمت و برکت ہو آپ پر اور جزا دے اللہ آپ کو کہ اپنی رعیت سے بھلائی کرتے رہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے ساتھ جہاد جہاد تھا حق آپ کے ساتھ تھا اور آپ اس کے اہل تھے اور اس کی کان تھے میراث نبوت آپ کے پاس تھی آپ پر اللہ کا درود و

سلام ہو اور آپ کے قاتل پر طرح طرح کا عذاب ہو۔ اے امیر المومنین میں آپ کے حق کا عارف ہو کر اور آپ کی شان کو سمجھ کر آپ کے پاس آیا ہوں آپ کے دشمن کا دشمن کا ہوں آپ کے دوست کا دوست، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں آیا ہوں پناہ لینے نار جہنم سے جس کا میں مستحق ہوں، میں نے گناہ کیا ہے آپ کا زائر ہوں آپ کی زیارت کے صدقہ میں نار سے رہائی چاہتا ہوں میں اپنے ان گناہوں سے بھاگ کر آیا ہوں جن کا بوجھ میری پشت پر ہے آپ کی پیش رب بڑی منزلت ہے آپ خدا سے میری سفارش کیجیے میرے گناہ بہت ہیں۔ اور آپ کے لئے عند اللہ مقام معلوم ہے اور مرتبہ عظیم اور شان کبیر ہے آپ کی شفاعت مقبول ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے شفاعت نہ کریں گے مگر وہی جن کو اللہ نے منتخب کیا ہے اے رب الارباب اے دوستوں کے فریاد رس میں تیرے رسول کے بھائی کے وسیلہ سے پناہ مانگتا ہوں میری گردن نار جہنم سے آزاد کر، میں اللہ پر ایمان لایا ہوں اور جو تم پر نازل ہوا ہے تمہارے اولین و آخرین پر اور جبت و طاغوت و لات و عزیٰ کا انکار کرتا ہوں۔

﴿باب ۲۲۸﴾

☆(موضع رأس الحسين عليه السلام)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن يحيى بن زكريا، عن يزيد بن عمر بن طلحة قال: قال لي أبو عبدالله عليه السلام وهو بالحيرة: أما تريد ما وعدتك، قلت: بلى ـ يعني الذهاب إلى قبر أمير المؤمنين صلوات الله عليه ـ قال: فركب وركب إسماعيل وركبت معهما حتّى إذا جاز الثويّة وكان بين الحيرة والنجف عند ذكوات بيض نزل ونزل إسماعيل ونزلت معهما فصلّى وصلّى إسماعيل وصلّيت فقال لإسماعيل: قم فسلّم على جدّك الحسين عليه السلام، فقلت: جعلت فداك أليس الحسين بكربلا، فقال: نعم ولكن لمّا حمل رأسه إلى الشام سرقه مولى لنا فدفنه بجنب أمير المؤمنين عليه السلام.

٢ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن إبراهيم بن عقبة، عن الحسن

باب ۲۲۸

موضع راس الحسین

۱۔ فرمایا حضرت نے جب وہ حیرہ میں تھے کیا میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اس کے پورا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ میں نے کہا ضرور

یعنی قبر امیر المومنین کی طرف چلنا۔ پس حضرت سوار ہوئے اور اسمٰعیل اور میں بھی۔ جب ہم حیرہ اور نجف کے درمیان ذکرات بیض کے پاس پہنچے تو حضرت اور ہم اترے۔ حضرت نے نماز پڑھی اور ہم دونوں نے بھی۔ حضرت نے اسمٰعیل سے فرمایا سلام کرو اپنے جد حسینؑ پر، میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں، کیا حسینؑ کربلا میں نہیں فرمایا کربلا ہی میں ہیں لیکن جب ان کا سر شام لے کر جا رہے تھے تو ہمارے ایک غلام نے چرا کر امیر المومنین کے پہلو میں دفن کر دیا۔ (مجہول)

﴿ باب ۲۲۹ ﴾

☆(زيارة قبر ابى عبدالله الحسين بن على عليهما السلام)☆

١ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن فضالة بن أيّوب، عن نعيم بن الوليد، عن يونس الكناسيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا أتيت قبر الحسين عليه السلام فائت الفرات واغتسل بحيال قبره و توجّه إليه و عليك السكينة و الوقار حتّى تدخل إلى القبر من الجانب الشرقيّ وقل حين تدخله: «السلام على ملائكة الله المنزلين، السلام على ملائكة الله المردفين، السلام على ملائكة الله المسوّمين، السلام على ملائكة الله الّذين هم في هذا الحرم مقيمون» فإذا استقبلت قبر الحسين عليه السلام فقل: «السلام على رسول الله، السلام على أمين الله على رسله وعزائم أمره والخاتم لما سبق والفاتح لما استقبل والمهيمن على ذلك كلّه والسلام عليه ورحمة الله وبركاته» ثمّ تقول: «اللّهمّ صلّ على أمير المؤمنين عبدك وأخي رسولك الّذي انتجبته بعلمك وجعلته هادياً لمن شئت من خلقك والدّليل على من بعثته برسالاتك وديّان الدّين بعدلك وفصل قضائك بين خلقك والمهيمن على ذلك كلّه والسلام عليه ورحمة الله وبركاته [اللّهمّ صلّ على الحسن بن عليّ عبدك و ابن الّذي انتجبته بعلمك و جعلته هادياً لمن شئت من خلقك و الدّليل على من بعثته برسالاتك و ديّان الدّين بعدلك و فصل قضائك بين خلقك و المهيمن على ذلك كلّه و السلام عليه و رحمة الله و بركاته]». ثمّ تصلّي على الحسين وسائر الأئمّة عليهم السلام كما صلّيت و سلّمت على الحسن عليه السلام ثمّ تأتي قبر الحسين عليه السلام فتقول: «السلام عليك يا ابن رسول الله، السلام عليك يا ابن أمير المؤمنين صلّى الله عليك يا أبا عبدالله أشهد أنّك قد بلّغت عن الله عزّ وجلّ ما اُمرت به ولم تخش أحداً غيره وجاهدت في سبيله وعبدته صادقاً حتّى أتاك اليقين، أشهد أنّك كلمة التقوى وباب الهدى والعروة الوثقى والحجّة

على من يبقى و من تحت الثرى ، أشهد أنّ ذلك سابق فيما مضى و ذلك لكم فاتح فيما بقي أشهد أنّ أرواحكم وطينتكم طيّبة طابت وطهرت هي بعضها من بعض منّاً من الله ورحمة وأُشهد الله وأُشهدكم أنّي بكم مؤمن ولكم تابع في ذات نفسي وشرائع ديني وخاتمة عملي ومنقلبي ومثواي وأسأل الله البرّ الرّحيم أن يتمّ ذلك لي ، أشهد أنّكم قد بلّغتم عن الله ما أمركم به ولن تخشوا أحداً غيره وجاهدتم في سبيله وعبدتموه حتّى أتاكم اليقين ، لعن الله من قتلكم ولعن الله من أمر به ولعن الله من بلغه ذلك منهم فرضي به أشهد أنّ الّذين انتهكوا حرمتكم وسفكوا دمكم ملعونون على لسان النبيّ الأُمّي ﷺ».

ثمّ تقول : «اللّهمّ العن الّذين بدّلوا نعمتك و خالفوا ملّتك ورغبوا عن أمرك واتّهموا رسولك وصدّوا عن سبيلك ، اللّهمّ احش قبورهم ناراً وأجوافهم ناراً واحشرهم وأشياعهم إلى جهنّم زرقاً ، اللّهمّ العنهم لعناً يلعنهم به كلّ ملك مقرّب و كلّ نبيّ مرسل وكلّ عبد مؤمن امتحنت قلبه للإيمان ، اللّهمّ العنهم في مستسرّ السرّ وفي ظاهر العلانية ، اللّهمّ العن جوابيت هذه الأُمّة والعن طواغيتها والعن فراعنتها والعن قتلة أمير المؤمنين والعن قتلة الحسين وعذّبهم عذاباً لا تعذّب به أحداً من العالمين ، اللّهمّ اجعلنا ممّن ينصره وتنتصر به وتمنّ عليه بنصرك لدينك في الدّنيا والآخرة».

ثمّ اجلس عند رأسه فقل : «صلّى الله عليك أشهد أنّك عبد الله وأمينه بلّغت ناصحاً وأدّيت أميناً وقتلت صدّيقاً ومضيت على يقين لم تؤثر عمى على هدى ولم تمل من حقّ إلى باطل أشهد أنّك قد أقمت الصّلاة و آتيت الزّكاة وأمرت بالمعروف و نهيت عن المنكر واتّبعت الرّسول وتلوت الكتاب حقّ تلاوته ودعوت إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة صلّى الله عليك وسلّم تسليماً وجزاك الله من صدّيق خيراً عن رعيّتك وأشهد أنّ الجهاد معك جهاد وأنّ الحقّ معك و إليك وأنت أهله ومعدنه وميراث النبوّة عندك وعند أهل بيتك صلّى الله عليك وسلّم تسليماً ، أشهد أنّك صدّيق الله وحجّته على خلقه وأشهد أنّ دعوتك حقّ و كلّ داع منصوب غيرك فهو باطل مدحوض وأشهد أنّ الله هو الحقّ المبين». ثمّ تحوّل عند رجليه وتخيّر من الدّعاء وتدعو لنفسك .

ثم تحول عند رأس علي بن الحسين عليهما السلام

وتقول : «سلام الله و سلام ملائكته المقرّبين وأنبيائه المرسلين يا مولاي وابن مولاي و

رحمة الله و بركاته عليك، صلّى الله عليك و على أهل بيتك و عترة آبائك الأخيار الأبرار الّذين أذهب الله عنهم الرّجس و طهّرهم تطهيراً.

ثمّ تأتي قبور الشّهداء و تسلّم عليهم و تقول: «السّلام عليكم أيّها الرّبّانيّون أنتم لنا فرط و نحن لكم تبع و نحن لكم خلف و أنصار أشهد أنّكم أنصار الله و سادة الشّهداء في الدّنيا و الآخرة فإنّكم أنصار الله كما قال الله عزّ و جلّ: «و كأيّن من نبيّ قاتل معه ربّيّون كثير فما وهنوا لما أصابهم في سبيل الله و ما ضعفوا و ما استكانوا» و ما ضعفتم و ما استكنتم حتّى لقيتم الله على سبيل الحقّ و نصرة كلمة الله التّامّة، صلّى الله على أرواحكم و أبدانكم و سلّم تسليماً. أبشروا بموعد الله الّذي لا خلف له إنّه لا يخلف الميعاد و الله مدرك لكم بثار ما وعدكم أنتم سادة الشّهداء في الدّنيا و الآخرة أنتم السّابقون و المهاجرون و الأنصار أشهد أنّكم قد جاهدتم في سبيل الله و قتلتم على منهاج رسول الله ﷺ و ابن رسول الله صلّى الله عليه و آله و سلّم تسليماً. الحمد لله الّذي صدقكم و عده و أراكم ما تحبّون».

باب ۲۲۲

زیارت قبر امام حسین علیہ السلام

فرمایا جب قبر امام حسینؑ کے پاس آؤ تو فرات میں غسل کرو اور پھر قبر کی طرف آؤ اور سکینہ و وقار سے چلو اور مشرق کی طرف قبر کے پاس آؤ اور داخل ہوتے ہوئے کہو: «السلام على ملائكة الله المنزلين، السلام على ملائكة الله المردفين، السلام على ملائكة الله المسوّمين، السلام على ملائكة الله الّذين هم في هذا الحرم مقيمون» سلام ہو اللہ نے ان ملائکہ پر جو یہاں پر نازل ہوتے ہیں اور سلام ہو ان ملائکہ پر جو آگے پیچھے چلے آتے ہیں اور سلام ہو ان ملائکہ پر جو نشانات رکھتے ہیں اور سلام ہو ان ملائکہ پر جو اس حرم میں مقیم ہیں جب قبر حسینؑ کے سامنے آؤ تو کہو: «السلام على رسول الله، السلام على أمين الله على رسله و عزائم أمره و الخاتم لما سبق و الفاتح لما استقبل و المهيمن على ذلك كلّه و السّلام عليه و رحمة الله و بركاته»

سلام ہو خدا کے رسول پر جو اس کے رسولوں کی تعلیم کے اور اس کے حکم محکم کے امانت دار تھے اور انبیاء میں سب سے آخر تھے اور مستقبل کے فاتح ہیں اور احکام الہٰی کے محافظ ہیں اور ان پر سلام و رحمت و برکت ہو پھر کہو

«اللّهمّ صلّ على امير المؤمنين

عبدك وأخي رسولك الّذي انتجبته بعلمك وجعلته هادياً لمن شئت من خلقك والدّليل على من بعثته برسالاتك وديّان الدّين بعدلك وفصل قضائك بين خلقك والمهيمن على ذلك كلّه والسلام عليه ورحمة الله وبركاته

یا اللہ رحمت نازل کر امیر المومنین پر جو تیرے بندے اور تیرے رسول کے بھائی ہیں جن کو تو نے اپنے علم کے لئے منتخب کیا اور اپنی مخلوق پر ہادی بنایا اور لوگوں کے لئے رہنما بنایا اپنی رسالت کے ساتھ اور اپنے عدل کے ساتھ دین کا بدلہ دینے والا اور تیری مخلوق کے درمیان تیرے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے والا اور وہ سب احکام کے محافظ ہیں اور ان پر سلام رحمت و برکت ہو پھر درود بھیجو امام حسین پر اور تمام آئمہ پر پھر آؤ قبر حسین کے پاس اور کہو

السلام عليك

يا ابن رسول الله ، السلام عليك يا ابن أمير المؤمنين صلّى الله عليك يا أبا عبدالله أشهد أنّك قد بلّغت عن الله عزّ وجلّ ما اُمرت به ولم تخش أحداً غيره وجاهدت في سبيله وعبدته صادقاً حتّى أتاك اليقين ، أشهد أنّك كلمة التقوى وباب الهدى والعروة الوثقى والحجّة على من يبقى و من تحت الثّرى ، أشهد أنّ ذلك سابقٌ فيما مضى و ذلك لكم فاتح فيما بقي أشهد أنّ أرواحكم وطينتكم طيّبة طابت وطهرت هي بعضها من بعض منّاً من الله ورحمةً وأُشهد الله وأُشهدكم أنّي بكم مؤمن ولكم تابع في ذات نفسي وشرائع ديني وخاتمة عملي ومنقلبي ومثواي وأسأل الله البرّ الرّحيم أن يتمّ ذلك لي ، أشهد أنّكم قد بلّغتم عن الله ما أمركم به ولن تخشوا أحداً غيره وجاهدتم في سبيله وعبدتموه حتّى أتاكم اليقين ، لعن الله من قتلكم ولعن الله من أمر به ولعن الله من بلغه ذلك منهم فرضي به أشهد أنّ الّذين انتهكوا حرمتكم وسفكوا دمكم ملعونون على لسان النبيّ الأُمّي صلّى الله عليه وآله» .

سلام ہو آپ پر اے فرزند رسول سلام ہو آپ پر، اے فرزند امیر المومنین اللہ کی رحمت ہو آپ پر، اے ابو عبداللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے آپ کو جو حکم دیا تھا وہ آپ نے پہنچا دیا اور سوائے خدا کے کسی سے ڈرے نہیں اور آپ نے راہ خدا میں جہاد کیا اور مرتے دم تک سچے دل سے عبادت کی اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ کلمہ تقویٰ اور باب ہدایت اور عروۃ الوثقیٰ ہیں اور حجت ہو ان لوگوں پر جو موجود ہیں اور جو زمین کے اندر گئے جو ہو چکا اس میں سابق رہے اور جو باقی ہے اس کے فاتح ہیں آپ کی ارواح اور آپ کی طینت پاک ہے طاہر ہے اور طہارت ملی ہم میں

سے بعض کو بعض سے اور میں اللہ اور آپ کو گواہ کرتا ہوں اس پر کہ آپ پر ایمان لایا ہوں اور آپ کا تابع ہوں اور احکام دین اور خاتمہ عمل قلبی، میرا جانا اور رہنا سب آپ کے تابع ہے اور نیکی دینے والے اور رحم کرنے والے خدا سے دعا ہے کہ وہ ان کو میرے لیے پورا کرے اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے ان احکام کی تبلیغ کی جو اللہ نے آپ کو ان کے لیے حکم دیا تھا۔ اور تم خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے اور راہ خدا میں جہاد کیا اور مرتے دم تک اس کی عبادت کی، اللہ کی لعنت ہو جنھوں نے تم کو قتل کیا یا قتل کا حکم دیا یا قتل کی خبر سن کر خوش ہوئے میں گواہی دیتا ہوں کہ ان لوگوں نے آپ کی تہتک حرمت کی آپ کا خون بہایا بزبان رسول یہ لوگ ملعون ہیں پھر کہو

«اللّهمّ العن الّذين بدّلوا نعمتك و خالفوا ملّتك ورغبوا عن أمرك واتّهموا رسولك وصدّوا عن سبيلك ، اللّهمّ احش قبورهم ناراً وأجوافهم ناراً واحشرهم وأشياعهم إلى جهنّم زرقاً ، اللّهمّ العنهم لعناً يلعنهم به كلّ ملك مقرّب و كلّ نبيّ مرسل و كلّ عبد مؤمن امتحنت قلبه للإيمان ، اللّهمّ العنهم في مستسرّ السرّ وفي ظاهر العلانية ، اللّهمّ العن جوابيت هذه الاُمّة والعن طواغيتها والعن فراعنتها والعن قتلة أمير المؤمنين والعن قتلة الحسين وعذّبهم عذاباً لاتعذّب به أحداً من العالمين ، اللّهمّ اجعلنا ممّن ينصره وتنتصر به وتمنّ عليه بنصرك لدينك في الدّنيا والآخرة».

اور لعنت کر ان لوگوں پر جنھوں نے یا اللہ تیری نعمتوں کو بدلا اور تیری ملت میں تفرقہ ڈالا اور تیرے حکم سے نفرت کی اور تیرے رسول پر تہمت لگائی اور تیرے راستے سے لوگوں کو روکا یا اللہ ان کی اور ان کے تابعین کی قبروں کو نار جہنم سے بھر دے یا اللہ ان پر لعنت کر اور لعنت کریں ان پر تمام مقرب فرشتے اور ہر نبی مرسل اور ہر وہ مومن جس کے قلب کا امتحان اللہ نے کر لیا ہو یا اللہ لعنت کر ان پر سراً و علانیۃً یا اللہ لعنت کر اس امت کے شیاطین پر اور لعنت کر امت کے سرکشوں فرعونوں اور امیر المومنین کے قاتلوں پر اور قاتلان حسینؑ پر اور ان کو ایسی سخت سزا دے جو عالمین میں کسی کو نہ دی ہو یا اللہ مجھے ان لوگوں میں قرار دے جو ناصران حسینؑ ہیں اور احسان کر اس پر دنیا و آخرت میں اپنی نصرت کا پھر سر کی طرف بیٹھو اور کہو

«صلّى الله عليك أشهد أنّك عبدالله وأمينه بلّغت ناصحاً وأدّيت أميناً وقتلت صدّيقاً ومضيت على يقين لم تؤثر عمى على هدى ولم تمل من حقّ إلى باطل أشهد أنّك قد أقمت الصّلاة و آتيت الزّكاة وأمرت بالمعروف و نهيت عن المنكر واتّبعت الرّسول وتلوت الكتاب حقّ تلاوته ودعوت إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة صلّى الله عليك وسلّم تسليماً وجزاك الله من صدّيق خيراً عن رعيّتك

وأشهد أنّ الجهاد معك جهادٌ وأنّ الحقّ معك و إليك وأنت أهله ومعدنه وميراث النبوّة عندك وعند أهل بيتك صلّى الله عليك وسلّم تسليماً ، أشهد أنّك صدّيق الله وحجّته على خلقه وأشهد أنّ دعوتك حقّ وكلّ داعٍ منصوبٍ غيرك فهو باطل مدحوض وأشهد أنّ الله هو الحقّ المبين».

اللہ کی آپ پر رحمت ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے امین بندے ہیں آپ نے نامساعد تبلیغ کی اور حق تبلیغ امانت سے ادا کیا اور صدیق ہو کر آپ قتل کیے گئے اور یقین پر مرے آپ کی ہدایت پر جہالت کا اثر نہ ہوا اور حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف مائل نہ ہوئے آپ نے نماز کو قائم کیا زکوٰۃ کو دیا امر بالمعروف کیا اور نہی عن المنکر اور رسول کا اتباع کیا اور کتاب اللہ کی اچھی طرح تلاوت کی اور حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ لوگوں کو دعوت دی آپ پر رحمت خدا ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جہاد آپ کے ساتھ جہاد ہے اور حق آپ کے ساتھ اور آپ کی طرف ہے اور آپ اس کے اہل اور اس کی کان ہیں آپ کے لئے میراث نبوت ہے اور آپ کے اہل بیت کے پاس بھی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کی تصدیق کرنے والے ہیں خلق پر اس کی حجت ہیں گواہی دیتا ہوں آپ کی دعوت حق ہے اور آپ کے غیر کی باطل اور مردود اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کھلا ہوا حق ہے پھر پیروں کی طرف آؤ اور اپنے لئے دعا کرو پھر حضرت علی اکبر کے سر کے پاس آؤ اور کہو

سلام الله و سلام ملائكته المقرّبين وأنبيائه المرسلين يامولاي وابن مولاي و رحمة الله و بركاته عليك ، صلّى الله عليك وعلى أهل بيتك وعترة آبائك الأخيار الأبرار الّذين أذهب الله عنهم الرّجس و طهّرهم تطهيراً».

آپ پر سلام ہو اللہ کا ملائکہ مقربین اور انبیائے مرسلین کا اے میرے مولا کے میرے مولا کے فرزند آپ پر اللہ کی رحمت و برکت ہو اور آپ کے خاندان والوں پر اور آپ کے آباء کی اولاد و اخیار و ابرار پر جن سے اللہ نے ہر قسم کی نجاست کو دور رکھا ہے اور پوری طرح پاک کر دیا ہے پھر قبور شہداء کی طرف آؤ ان کو سلام کرو اور کہو۔ السّلام عليكم أيّها الرّبّانيّون أنتم لنا فرط ونحن لكم تبع ونحن لكم خلف وأنصار أشهد أنّكم أنصار الله وسادة الشّهداء في الدّنيا والآخرة فإنّكم أنصار الله كما قال الله عزّ وجلّ : «وكأيّن من نبيّ قاتل معه ربّيّون كثير فما وهنوا لما أصابهم في سبيل الله وما ضعفوا وما استكانوا» وما ضعفتم و ما استكنتم حتّى لقيتم الله على سبيل الحقّ ونصرة كلمة الله التامّة ، صلّى الله على أرواحكم وأبدانكم وسلّم تسليماً . أبشروا بموعد الله الّذي لاخلف له إنّه لايخلف الميعاد والله مدرك

لكم بشارما وعدكم أنتم سادة الشهداء في الدنيا و الآخرة أنتم السابقون والمهاجرون والأنصار أشهد أنكم قد جاهدتم في سبيل الله وقتلتم على منهاج رسول الله ﷺ وابن رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم تسليماً . الحمد لله الذي صدقكم وعده وأراكم ما تحبون» .

سلام ہو تم پر اے اللہ والو تم ہمارے پیشوا ہو ہم تمہارے تابع ہیں ہم تمہارے پیچھے ہیں تمہارے انصار ہیں

کتاب الجہاد

بسم الله الرحمن الرحيم

كتاب الجهاد

﴿ باب ﴾

☼(فضل الجهاد)☼

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عمر بن أبان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : الخير كلّه في السيف وتحت ظلّ السيف ولا يقيم النّاس إلاّ السيف والسيوف مقاليد الجنّة والنّار .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : للجنّة باب يقال له : باب المجاهدين ، يمضون إليه فإذا هو مفتوح وهم متقلّدون بسيوفهم والجمع في الموقف والملائكة ترحّب بهم ، ثمَّ قال: فمن ترك الجهاد ألبسه الله عزَّ وجلَّ ذلاًّ و فقراً في معيشته و محقاً في دينه ، إنّ الله عزّ وجلّ أغنى اُمّتي بسنابك خيلها ومراكز رماحها .

٣ ـ وبإسناده قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : خيول الغزاة في الدُّنيا خيولهم في الجنّة وإنّ أردية الغزاة لسيوفهم .

و قال النبيّ صلّى الله عليه وآله : أخبرني جبرئيل عليه السلام بأمر قرَّت به عيني و فرح به قلبي قال : يا محمّد من غزا من اُمّتك في سبيل الله فأصابه قطرة من السّماء أو صداع كتب الله عزّ وجلّ له شهادة .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب ، عن بعض أصحابه قال : كتب أبو جعفر عليه السلام في رسالة إلى بعض خلفاء بني اُميّة : ومن ذلك ما ضيّع الجهاد الّذي فضّله الله عزّ وجلّ على الأعمال وفضّل عامله على العمّال تفضيلاً في الدَّرجات والمغفرة و الرَّحمة لأنّه ظهر به الدِّين وبه يدفع عن الدِّين وبه اشترى الله من المؤمنين أنفسهم وأموالهم بالجنّة بيعاً مفلحاً منجحاً ، اشترط عليهم فيه حفظ الحدود أوّل ذلك الدُّعاء إلى طاعة الله عزّ و جلّ من طاعة العباد وإلى عبادة الله من عبادة العباد وإلى ولاية الله من ولاية العباد ، فمن دعي إلى الجزية فأبى قتل وسبي أهله وليس الدُّعاء

من طاعة عبد إلى طاعة عبد مثله ومن أقرّ بالجزية لم يتعدّ عليه ولم تخفر ذمّته وكلّف دون طاقته وكان الفيء للمسلمين عامّة غير خاصّة وإن كان قتال وسبي سير في ذلك بسيرته و عمل في ذلك بسنّته من الدّين ثمّ كلّف الأعمى والأعرج الّذين لا يجدون ما ينفقون على الجهاد بعد عذر الله عزّ وجلّ إيّاهم ويكلّف الّذين يطيقون ما لا يطيقون و إنّما كانوا أهل مصر يقاتلون من يليه بعدل بينهم في البعوث، فذهب ذلك كلّه حتّى عاد النّاس رجلين أجير مؤتجر بعد بيّ الله ومستأجر صاحبه غارم و بعد عذر الله وذهب الحجّ فضيّع وافتقر النّاس فمن أعوج ممّن عوّج هذا ومن أقوم ممّن أقام هذا فردّ الجهاد على العباد وزاد الجهاد على العباد، إنّ ذلك خطأ عظيم.

٥ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن خالد، عن بعض أصحابه، عن عبدالله ابن عبدالرّحمن الأصمّ، عن حيدرة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: **الجهاد أفضل الأشياء بعد الفرائض.**

٦ ـ **أحمد بن محمّد بن سعيد، عن جعفر بن عبدالله العلويّ؛ و أحمد بن محمّد الكوفيّ، عن عليّ بن العبّاس، عن إسماعيل بن إسحاق جميعاً، عن أبي روح فرج بن قرّة، عن مسعدة بن صدقة قال: حدّثني ابن أبي ليلى، عن أبي عبدالرّحمن السّلميّ قال: قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه: أمّا بعد فإنّ الجهاد باب من أبواب الجنّة، فتحه الله لخاصّة أوليائه وسوّغهم كرامة منه لهم ونعمة ذخرها، والجهاد هو لباس التّقوى ودرع الله الحصينة وجنّته الوثيقة، فمن تركه رغبة عنه ألبسه الله ثوب الذّلّ وشمله البلاء وفارق الرّضا وديّث بالصّغار والقماءة، وضرب على قلبه بالأسداد وأديل الحقّ منه بتضييع الجهاد وسيم الخسف ومنع النّصف، ألا وإنّي قد دعوتكم إلى قتال هؤلاء القوم ليلاً ونهاراً وسرّاً وإعلاناً وقلت لكم: اغزوهم قبل أن يغزوكم فوالله ما غزي قوم قطّ في عقر دارهم إلاّ ذلّوا، فتواكلتم وتخاذلتم حتّى شنّت عليكم الغارات وملكت عليكم الأوطان هذا أخو غامد، قد وردت خيله الأنبار وقتل حسّان بن حسّان البكري وأزال خيلكم عن مسالحها وقد بلغني أنّ الرّجل منهم كان يدخل على المرأة المسلمة والأخرى المعاهدة فينتزع حجلها وقلبها وقلائدها و رعاثها ما تمنع منه إلاّ بالاسترجاع و الاسترحام، ثمّ انصرفوا وافرين ما نال رجلاً منهم كلم و لا أريق له دم فلو أنّ امرءاً مسلماً مات من بعد هذا أسفاً ما كان به ملوماً بل كان عندي به جديراً، فيا عجباً**

عجباً والله يميت القلب ويجلب الهمّ من اجتماع هؤلاء على باطلهم و تفرّقكم عن حقكم فقبحاً لكم وترحاً حين صرتم غرضاً يرمى ، يغار عليكم ولاتغيرون وتغزون ولا تغزون و يعصى الله و ترضون ، فإذا أمرتكم بالسّير إليهم في أيّام الحرّ قلتم : هذه حمارّة القيظ أمهلنا حتّى يسبخ عنّا الحرّ و إذا أمرتكم بالسير إليهم في الشتاء قلتم : هذه صبارّة القرّ أمهلنا حتّى ينسلخ عنّا البرد ، كلّ هذا فراراً من الحرّ و القرّ ، فإذا كنتم من الحرّ و القرّ تفرّون فأنتم والله من السّيف أفرّ ؛

ياأشباه الرّجال ولا رجال حلوم الأطفال وعقول ربّات الحجال لوددت أنّي لم أركم و لم أعرفكم معرفة والله جرّت ندماً وأعقبت ذمّاً ، قاتلكم الله لقد ملأتم قلبي قيحاً و شحنتم صدري غيظاً و جرّعتموني نغب التهمام أنفاساً و أفسدتم عليّ رأيي بالعصيان و الخذلان حتّى لقد قالت قريش : إنّ ابن أبي طالب رجل شجاع ولكن لاعلم له بالحرب ، لله أبوهم وهل أحدٌ منهم أشدّ لها مراساً وأقدم فيها مقاماً منّي لقد نهضت فيها وما بلغت العشرين وها أنا قد ذرّفت على السّتّين ولكن ، لا رأي لمن لايطاع .

۷ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبي حفص الكلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ الله عزّ وجلّ بعث رسوله بالإسلام إلى النّاس عشر سنين فأبوا أن يقبلوا حتّى أمره بالقتال ، فالخير في السّيف وتحت السّيف والأمر يعود كما بدء .

۸ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن أبي البختريّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إنّ جبرئيل أخبرني بأمر قرّت به عيني وفرح به قلبي قال : يا محمّد من غزا غزاة في سبيل الله من اُمّتك فما أصابه قطرة من السّماء أو صداع إلاّ كانت له شهادة يوم القيامة .

۹ ـ وبهذا الإسناد قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من بلّغ رسالة غاز كان كمن أعتق رقبة وهو شريكه في ثواب غزوته .

۱۰ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال النبيّ صلى الله عليه وآله : من اغتاب مؤمناً غازياً أو آذاه أو خلفه في أهله بسوء نصب له يوم القيامة فيستغرق حسناته ثمّ يركس في النّار إذا كان الغازي في طاعة الله عزّ وجلّ .

۱۱ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن محبوب رفعه قال : قال أمير المؤمنين عليه السلام : إنّ الله عزّ وجلّ فرض الجهاد وعظّمه وجعله نصره وناصره . والله ماصلحت دُنيا ولا دين إلاّ به .

۱۲ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال النبيُّ صلى الله عليه وآله : اغزوا تورّثوا أبناءكم مجداً .

۱۳ ـ وبهذا الإسناد أنّ أبادجانة الأنصاريّ اعتمّ يوم أحد بعمامة له و أرخى عذبة العمامة[۲] بين كتفيه حتّى جعل يتبختر ، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : إنّ هذه لمشية يبغضها الله عزّ وجلّ إلاّ عند القتال في سبيل الله .

۱۴ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن النّوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : جاهدوا تغنموا .

۱۵ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحجّال ، عن ثعلبة ، عن معمر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : الخير كلّه في السّيف وتحت السّيف وفي ظلّ السّيف ؛ قال : وسمعته يقول : إنّ الخير كلّ الخير معقود في نواصي الخيل إلى يوم القيامة .

باب

فضیلت جہاد

۱۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے تلواروں میں پوری خیر ہے تلوار کے سایہ میں خیر ہے لوگ قائم نہیں رہ سکتے مگر تلوار سے تلواریں جنت و نار کی کنجیاں ہیں۔ (ص)

۲۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام باب المجاہدین ہے لوگ اس کی طرف جائیں گے وہ کھلے گا ان لوگوں پر جو اپنی تلواریں لٹکائے ہوں گے موقف میں جمع ہو گا ملائکہ ان کو مرحبا کہتے ہوں گے پھر فرمایا جس نے جہاد کو ترک کیا اللہ اس کی معیشت میں ذلت اور فقر کا لباس پہنائے گا اللہ نے میری امت کو غنی بنایا ہے گھوڑوں کی ٹاپوں اور نیزوں کے مرکزوں سے۔ (ض)

۳۔ فرمایا رسول اللہ نے غازیوں کے گھوڑے دنیا میں ان کے گھوڑے ہوں گے جنت میں غازیوں کی ردائیں ان کی تلواریں ہیں حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے ایسی بات بتائی ہے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور دل خوش ہو گیا۔

انھوں نے کہا اے محمد آپ کی امت میں جو کوئی بھی سبیل اللہ جہاد کرے گا تو اگر ذرا سا خون اس کا بہے گا یا درد سر ہو جائے گا تو اللہ اس کو شہادت کا مرتبہ دے گا۔ (فو)

۴۔ حضرت نے اپنے خط میں لکھا بنی امیہ کے کسی خلیفہ کو۔ اللہ تعالیٰ نے جہاد کو فضیلت دی ہے اعمال پر اور اس کے عامل کو عمال پر، یہ فضیلت درجات و مغفرت و رحمت میں ہے کیونکہ اس کی وجہ سے دین قوی ہوتا ہے اور دشمنوں کے دین پر حملوں کو دفع کیا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے اللہ مومنوں کی جانیں خریدتا ہے اور یہ بیع مومنین کے لئے باعث فلاح و نجات ہوتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ حدود شریعت کی حفاظت ہو اس میں سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ بجائے لوگوں کی اطاعت کے اللہ کی اطاعت کی طرف دعوت دی جائے اور بجائے بندوں کی حکومت کے اقرار کے اللہ کی حکومت کا اقرار لیا جائے۔ پس جس کو جزیہ کی دعوت دی جائے اور وہ قبول نہ کرے تو اسے قتل کیا جائے اور اس کے اہل و عیال کو قید کر لیا جائے۔ یہ اسلامی دعوت نہیں کہ بندوں کی اطاعت سے بندوں کی اطاعت کی طرف بلایا جائے اور جو لوگ جزیہ کا اقرار کریں تو ان کو نہ ستایا جائے ان کے ذمہ کو توڑا نہ جائے یعنی ان کی حفاظت کی ذمہ داری لی جائے خراج اور مال غنیمت میں سب مسلمانوں کا حصہ ہے صرف خاص لوگوں کا ہی نہیں اور اگر لڑائی ہو اور قیدی بنائے جائیں تو سیرت اور سنت رسولؐ پر عمل کیا جائے اور جنگ کے لئے ان اندھوں اور لنگڑوں کو بھی اس زمانہ میں تکلیف دی جاتی ہے جو جہاد کی تیاری کے لئے پیسہ نہیں رکھتے حالانکہ اللہ نے ان کو معذور قرار دیا ہے اور جو طاقت رکھتے ہیں ان پر اتنا بار ڈالا جاتا ہے کہ وہ اس کو برداشت نہیں کر سکتے حالانکہ قاعدہ یہ تھا کہ شہر والے ان محاذوں پر بھیجے جاتے تھے جو ان کے شہر سے قریب ہوتے تھے اور ان کو باری باری بھیجا جاتا تھا تاکہ ان کے درمیان انصاف رہے افسوس ہے کہ جہاد کی یہ سب صورتیں ختم ہو گئیں اب دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو اللہ سے معاملہ بیع کر چکے اور دوسرے وہ ہیں جو مال دنیا کو جہاد کا اجر جانتے ہیں اور دوسروں کو کچھ نہیں دیتے جس سے غریب لوگ حج کرنے کے قابل نہ رہے اور محتاج ہو کر رہ گئے جس نے ٹیڑھا راستہ دکھایا وہ خود گمراہ ہوا اور جس نے صحیح راستہ دکھایا وہ درست رہا اہل استطاعت نے لوگوں پر جہاد کا بار رکھا یہ بہت بڑی خطا ہے۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا فرض (نماز روزہ وغیرہ) کے بعد جہاد سب سے بہتر ہے۔ (فو)

۶۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جہاد ایک دروازہ ہے جنت کے دروازوں میں سے، جس کو اللہ نے اپنے خاص اولیاء کے لئے کھولا ہے اور اس میں ان کے لئے کرامت ہے اور نعمتوں کا ذخیرہ ہے اور جہاد تقویٰ کا لباس ہے اور خدا کی ایک مضبوط زرہ ہے اور قابل اعتماد سپر ہے جس نے از راہ نفرت اس کو ترک کیا تو اللہ اس کو ذلت کا لباس پہنائے گا اور بلاؤں کی ردا اڑھائے گا اور اپنی مرضی سے اسے الگ کر دے گا اور گھیر لے گا اس کو ذلتوں اور رسوائیوں میں اور سلامتی کی راہیں اس پر بند کر دے گا اور حق کو اس سے ہٹا دے گا جہاد کو ضائع کرنے کی وجہ سے اور ذلت کو اس

پر مسلط کرے گا اور انصاف کو اس سے روک دے گا۔

(اپنی فوج سے) آگاہ ہو میں نے تم کو اس قوم (فوج شام) سے رات دن چھپ کر اور ظاہر ہو کر لڑنے کی دعوت دی میں نے تم سے کہا کہ ان پر حملہ کرو ان کے حملہ کرنے سے پہلے، قسم خدا کی جن لوگوں نے اپنے گھر کے اندر رہ کر (باہر نہ جا کر) لڑنا چاہا وہ ذلیل ہوئے پس تم ایک دوسرے کی باتوں میں آگئے اور میری نصرت ترک کی نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن تم پر چڑھ آیا اور جبراً تمہارے وطن تم سے چھین لئے یہ قبیلہ یمن کا سردار سفیان بن عوف بن المغفل کثیر لشکر لے کر آ گیا اور اس نے عامل انبار حسان بن حسان البکری کو قتل کر دیا اور تم مصلحت اندیشی ہی میں رہے میں نے سنا ہے کہ ان میں ایک شخص ایک مسلمان اور ایک ذمیہ عورت کے پاس آیا اور اس کا خلخال، کنگن، گلوبند اور گوشوارے اُچک لے گیا اور اس سے اسے نہ روکا گیا مگر التجا کر کے اور رحم کی درخواست کر کے وہ بہت سامال لے کر پلٹ گئے ان میں سے کسی ایک کو نہ زخم آیا اور نہ کسی کا خون بہایا گیا اگر کوئی مرد مسلمان اس موقع پر مر جاتا تو اس پر ملامت نہ ہوتی بلکہ میرے نزدیک وہ اس پر قابل تعریف ہوتا۔

تمہاری یہ حالت سخت تعجب خیز ہے اللہ جن قلوب کو مردہ کر دیتا ہے اور ہم و غم کو کھینچ لیتا ہے اس مجمع سے جو باطل پر ہوں تم اپنے حق سے جدا ہو گئے تمہارا برا ہو تم غم نصیب رہو۔ افسوس کہ تم نے اپنے کو دوسروں کے تیروں کا نشانہ بنایا، لوٹے گئے لیکن تمہاری حالت نہ بدلی اور نہ تم نے جنگ کی اللہ کی نافرمانی پر تم راضی رہے جب میں نے ان لوگوں کی طرف جانے کو کہا تو کہا زمانہ تو شدید گرمی کا ہے گرمی ذرا کم ہو جانے دیجئے، یہ تمہارا گرمی اور سردی سے بھاگنا درحقیقت تلوار سے بھاگنا ہے تم نے یہ غور کیا، تم مردوں سے مشابہ ہو مرد نہیں ہو، تم میں بچوں کی سی عقل ہے اور عورتوں کی سی سمجھ، میں تم میں معرفت کا نشان نہیں پاتا۔ خدا کی قسم تمہاری اس حالت نے ندامت کو کھینچا اور ندمت اس کا نتیجہ ہوا۔ اللہ تمہیں قتل کرے، تم نے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا اور میرے سینے کو غیظ سے پُر کر دیا۔ تم نے مجھے گھونٹ گھونٹ دوامی غم بار بار پلایا اور تم نے میری رائے کو عصیان اور خذلان سے منسوب کر دیا یہاں تک کہ قریش کہنے لگے۔ علی ابن ابی طالب شجاع تو ہیں لیکن علم حرب سے واقف نہیں، خدا ان سے سمجھے کیا ان میں کوئی مجھ سے زیادہ ثابت قدم رہنے والا اور آگے بڑھنے والا ہے میں تو لڑائیوں میں اس وقت سے لگا ہوا ہوں جب میں ۲۰ سال کا تھا اور اب تو ساٹھ سال کا ہوں لیکن جو اطاعت نہ کرے اس کی رائے کیا۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ساتھ رسولؐ کو بھیجا آنحضرتؐ نے دس سال تبلیغ کی لیکن انھوں نے اس کو قبول نہ کیا پھر اللہ نے قتال کا حکم دیا پس خیر تلوار میں ہے تلوار کے نیچے ہے پس یہ امر جیسے شروع ہوا ہے ویسے ہی لوٹے گا۔ (م)

۸۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جبرئیل نے مجھے ایک ایسے امر کی خبر دی جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور دل خوش ہوا۔ فرمایا اے محمد جو فی سبیل اللہ ایک جہاد کرے گا آپ کی امت میں سے تو اگر آسمان سے ایک قطرہ بھی

اس پر گرے گا یا درد سر ہوگا تو روز قیامت اس کا شمار شہیدوں میں ہوگا

۹۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے جو کسی غازی کا خط پہنچائے گا تو ایسا ہے کہ اس نے ایک غلام آزاد کر دیا اور اس کے جہاد کے ثواب میں شریک ہوگا۔ (م)

۱۰۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے جو کسی غازی مومن کی غیبت کرے گا یا اسے ستائے گا اور اس کے پیچھے اس کے اہل سے بدی کرے گا تو روز قیامت اللہ اس کے حسنات کو غرق کر دے گا اور اسے جہنم میں اوندھے منہ ڈال دے گا کیونکہ غازی اللہ کی اطاعت میں ہوتا ہے۔ (ض)

۱۱۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ اللہ نے فرض کیا ہے جہاد کو اور اس کو معظم قرار دیا ہے اور اس کو مدد اور مددگار بنایا ہے دین کی اصلاح نہ ہوگی بلکہ دین نہ ہوگا مگر اس سے۔ (مرفوع)

۱۲۔ فرمایا حضرت رسولؐ خدا نے جہاد کرو اور اپنی اولاد کو بزرگی کا مالک بناؤ۔ (ض)

۱۳۔ ابو دجانہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمامہ باندھا اور عمامہ کا چھورا اپنے دونوں کندھوں کے درمیان پھیلا دیا حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا یہ روش اللہ کو بری معلوم ہوتی ہے ہاں قتال فی سبیل اللہ میں ٹھیک ہے۔ (ض)

۱۴۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے جہاد کرو اور مال غنیمت لو۔ (ض)

۱۵۔ فرمایا پوری پوری خیر تلوار میں ہے تلوار کے نیچے ہے تلوار کے سایہ میں ہے اور یہ بھی فرمایا پوری خیر وابستہ ہے گھوڑوں کی پیشانیوں سے روز قیامت تک۔ (م)

﴿ باب۲ ﴾

☆(جهاد الرجل والمرأة)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن أبي الجوزاء ، عن الحسين بن علوان ، عن سعد بن طريف ، عن الأصبغ بن نباتة قال : قال أمير المؤمنين عليه السلام : كتب الله الجهاد على الرّجال والنّساء فجهاد الرّجل بذل ماله و نفسه حتّى يقتل في سبيل الله وجهاد المرأة أن تصبر على ماترى من أذى زوجها وغيرته

باب۲

جہاد مرد و عورت

۱۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جہاد، مرد و عورت دونوں پر واجب ہے مرد کا جہاد یہ ہے کہ اپنے مال اور

جان کو دے دے یہاں تک کہ قتل ہو جائے راہِ خدا میں، عورت کا جہاد یہ ہے کہ شوہر کو جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرے اور غیرت دلائے۔

﴿ باب ۳ ﴾

(وجوه الجهاد)

١ - عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ وعليٌّ بن محمّد القاسانيّ جميعاً، عن القاسم بن محمّد عن سليمان بن داود المنقريّ، عن فضيل بن عياض قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الجهاد سنّة أم فريضة؟ فقال: الجهاد على أربعة أوجه فجهادان فرض وجهاد سنّة لا يقام إلّا مع الفرض، فأمّا أحد الفرضين فمجاهدة الرَّجل نفسه عن معاصي الله عزَّ وجلَّ وهو من أعظم الجهاد. و مجاهدة الّذين يلونكم من الكفّار فرض. و أمّا الجهاد الّذي هو سنّة لا يقام إلّا مع فرض فإنَّ مجاهدة العدوِّ فرض على جميع الاُمّة ولو تركوا الجهاد لأتاهم العذاب وهذا هو من عذاب الاُمّة و هو سنّة على الإمام وحده أن يأتي العدوَّ مع الاُمّة فيجاهدهم. وأمّا الجهاد الّذي هو سنّة فكلُّ سنّة أقامها الرَّجل وجاهد في إقامتها وبلوغها وإحيائها فالعمل والسّعي فيها من أفضل الأعمال لأنّها إحياء سنّة وقد قال رسول الله صلى الله عليه وآله: من سنَّ سنّة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها إلى يوم القيامة من غير أن ينقص من اُجورهم شيء.

٢ - وبإسناده، عن المنقريّ، عن حفص بن غياث، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سأل رجلٌ أبي صلوات الله عليه عن حروب أمير المؤمنين عليه السلام وكان السّائل من محبّينا فقال له أبو جعفر عليه السلام: بعث الله محمّداً صلى الله عليه وآله بخمسة أسياف ثلاثة منها شاهرة فلا تغمد حتّى تضع الحرب أوزارها ولن تضع الحرب أوزارها حتّى تطلع الشّمس من مغربها. فإذا طلعت الشّمس من مغربها آمن النّاس كلّهم في ذلك اليوم فيومئذ لا ينفع نفساً إيمانها لم تكن آمنت من قبل أو كسبت في إيمانها خيراً؛ وسيف منها مكفوفٌ وسيفٌ منها مغمود سلّه إلى غيرنا وحكمه إلينا.

وأمّا السّيوف الثلاثة الشاهرة:

فسيف على مشركي العرب قال الله عزَّ وجلَّ: «فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم وخذوهم واحصروهم واقعدوا لهم كلَّ مرصد فإن تابوا (يعني آمنوا) وأقاموا الصّلوة وآتوا

الزّكوة » « فإخوانكم في الدّين » فهؤلاء لا يقبل منهم إلاّ القتل أو الدّخول في الإسلام وأموالهم وذراريهم سبي على ما سنّ رسول الله صلى الله عليه وآله فإنّه سبى وعفى و قبل الفداء .

والسّيف الثّاني على أهل الذمّة ، قال الله تعالى : « وقولوا للنّاس حسناً » نزلت هذه الآية في أهل الذمّة ثمّ نسخها قوله عزّوجلّ : « قاتلوا الّذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر ولا يحرّمون ما حرّم الله ورسوله ولا يدينون دين الحقّ من الّذين أُوتوا الكتاب حتّى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون » فمن كان منهم في دار الإسلام فلن يقبل منهم إلاّ الجزية أو القتل وما لهم فيء وذراريهم سبي وإذا قبلوا الجزية على أنفسهم حرّم علينا سبيهم وحرمت أموالهم و حلّت لنا مناكحتهم و من كان منهم في دار الحرب حلّ لنا سبيهم وأموالهم ولم تحلّ لنا مناكحتهم ولم يقبل منهم إلاّ الدّخول في دار الإسلام أو الجزية أو القتل .

والسّيف الثالث سيفٌ على مشركي العجم يعني التّرك والدّيلم والخزر ، قال الله عزّوجلّ في أوّل السورة الّتي يذكر فيها « الّذين كفروا » فقصّ قصّتهم ثمّ قال : « فضرب الرّقاب حتّى إذا أثخنتموهم فشدّوا الوثاق فإمّا منّاً بعد وإمّا فداء حتّى تضع الحرب أوزارها » فأمّا قوله : « فإمّا منّاً بعد » يعني بعد السّبي منهم « و إمّا فداء » يعني المفاداة بينهم و بين أهل الإسلام فهؤلاء لن يقبل منهم إلّا القتل أو الدّخول في الإسلام ولا يحلّ لنا مناكحتهم ما داموا في دار الحرب .

وأمّا السّيف المكفوف فسيفٌ على أهل البغي والتّأويل قال الله عزّوجلّ : « وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فأصلحوا بينهما فإن بغت إحديهما على الاُخرى فقاتلوا الّتي تبغي حتّى تفيء إلى أمر الله » فلمّا نزلت هذه الآية قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إنّ منكم من يقاتل بعدي على التأويل كما قاتلت على التنزيل ، فسئل النبيّ صلى الله عليه وآله من هو ؟ فقال : خاصف النّعل يعني أمير المؤمنين عليه السلام ، فقال عمّار بن ياسر : قاتلت بهذه الرّاية مع رسول الله صلى الله عليه وآله ثلاثاً و هذه الرّابعة و الله لو ضربونا حتّى يبلغوا بنا السّعفات من هجر لعلمنا أنّا على الحقّ وأنّهم على الباطل . وكانت السّيرة فيهم من أمير المؤمنين عليه السلام ما كان من رسول الله صلى الله عليه وآله في أهل مكّة يوم فتح مكّة فإنّه لم يسب لهم ذرّيّة و قال : من أغلق بابه فهو آمن ومن ألقى سلاحه فهو آمن و كذلك قال : أمير المؤمنين صلوات الله عليه يوم البصرة نادى فيهم لا تسبوا لهم ذرّيّة ولا تجهزوا على جريح ولا تتبعوا مدبراً

ومن أغلق بابه وألقى سلاحه فهو آمن .

وأمّا السّيف المغمود فالسّيف الّذي يقوم به القصاص قال الله عزّ وجلّ : «النفس بالنّفس والعين بالعين » فسلّه إلى أولياء المقتول وحكمه إلينا فهذه السّيوف الّتي بعث الله بها محمّداً صلى الله عليه وآله فمن جحدها أو جحد واحداً منها أو شيئاً من سيرها و أحكامها فقد كفر بما أنزل الله على محمّد صلى الله عليه وآله .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّ النّبيّ صلى الله عليه وآله بعث بسريّة فلمّا رجعوا قال : مرحباً بقوم قضوا الجهاد الأصغر وبقي الجهاد الأكبر ، قيل : يارسول الله وما الجهاد الأكبر ؟ قال : جهاد النفس .

باب ۳

وجوہ جہاد

۱۔ پوچھا حضرت سے کہ جہاد سنت ہے یا فرض، فرمایا جہاد کی چار صورتیں ہیں دو جہاد فرض ہیں اور ایک جہاد سنت ہے لیکن وہ فرض کے ساتھ چلتا ہے اور ایک جہاد سنت ہے لیکن دو فریضوں میں ایک ہے انسان کا جہاد کرنا اپنے نفس سے معصیت سے بچانے میں اور یہ سب سے بڑا جہاد ہے اور دوسرا جہاد کفار سے فرض ہے تیسرا جہاد جو سنت ہے اور فرض کے ساتھ قائم ہوتا ہے وہ دشمن سے لڑنا فرض ہے تمام امت پر اگر وہ جہاد کو ترک کر دیں گے تو ان پر اللہ کا عذاب ہوگا اور امت کا عذاب یہی ہے لیکن اگر لوگ جمع نہ ہوں تو امام کے لئے سنت ہے درآنحالیکہ وہ اکیلا ہو اور اگر امت کے ساتھ دشمن کا سامنا ہو تو جہاد کرنا واجب ہے اور جو جہاد سنت ہے پس وہ ہر سنت ہے جس کو کوئی قائم کرے اور اس کے باقی رکھنے میں جہاد کرے اس میں عمل اور افضل اعمال ہے کیونکہ وہ سنت رسولؐ کا احیاء ہے اور رسول اللہ نے فرمایا ہے جس نے سنت حسنہ قائم کی اسکے لئے اجر ہے اور اس کے لئے بھی جو اس پر عمل کرے، روز قیامت تک اجر لے گا بغیر اس کے کہ ان کے اجر میں کوئی کمی ہو (من)

۲۔ فرمایا ایک شخص نے جو ہمارے محبوں میں سے تھا میرے والد سے امیر المومنینؑ کی لڑائیوں کے متعلق پوچھا حضرت نے فرمایا کہ اللہ نے حضرت رسول خدا کو پانچ تلواروں کے ساتھ بھیجا تین ان میں سے کھلی ہوئی تھیں جو نیام میں نہیں جائیں گی جب تک لڑائی اپنے ہتھیار نہ رکھ دے اور لڑائی بند نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے اور جب سورج مغرب سے نکلے گا تو لوگ امن سے ہو جائیں گے اور اس روز نفع نہ دے گا ایمان لانا جب تک پہلے سے ایمان

نہ لایا ہو اور اپنے ایمان سے نیکی حاصل کی ہو اور ان میں سے ایک تلوار رکی ہوئی ہے اور ایک ان میں نیام میں ہے جو ہمارے غیر پر کھنچے گی اور اس کا حکم ہماری طرف ہوگا لیکن تین مشہور ہوا جیسے اول وہ تلوار جو مشرکین عرب کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے «اقتلوا المشركين حيث وجدتموهم وخذوهم واحصروهم واقعدوا لهم كلّ مرصد فإن تابوا (يعني آمنوا) وأقاموا الصّلوة وآتوا الزّكوة فإخوانكم في الدّين»

مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو، انھیں پکڑ لو، انھیں محصور کرو اور ہر گھات کی جگہ ان کے لئے بیٹھو اور اگر وہ توبہ کریں یعنی ایمان لائیں اور نماز پڑھیں زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور جو لوگ اسلام قبول نہ کریں تو قتل کے سوا ان کی کوئی سزا نہیں، ان کے اموال لے لئے جائیں اور ان کی ذریت کو قید کر لیا جائے موافق سنت رسولؐ کے، کہ حضرت نے ان کو قید کیا معاف کیا اور فدیہ لیا اور دوسری تلوار اہل ذمہ کے لئے ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا وقولوا للنّاس حسناً

ان لوگوں سے نرم لہجہ میں بات کرو، یہ آیت اہل ذمہ کے متعلق نازل ہوئی پھر اس آیت سے منسوخ ہوگئی «قاتلوا الّذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر ولا يحرّمون ما حرّم الله ورسوله ولا يدينون دين الحقّ من الّذين أُوتوا الكتاب حتّى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون»

قتال کرو ان لوگوں سے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں لائے اور نہیں حرام جانتے اس کو جو اللہ اور رسول نے حرام کیا ہے اور دین حق کو نہیں مانتے یہ وہ لوگ ہیں جن کو کتاب دی گئی یہاں تک قتال کرو کہ یہ ذلیل ہو کر جزیہ دینے لگیں اور جو ان میں سے دار اسلام میں ہوں تو ان سے جزیہ ہی قبول کیا جائے ورنہ پھر قتل اور ان کا مال غنیمت ہوگا اور ان کے اہل و عیال کو قید کیا جائے اور جب جزیہ قبول کر لیں تو پھر ان کو قید کرنا حرام ہے اور ان کے اموال حرام ہیں اور ان سے مناکحت حلال ہے اور ان میں سے جو دار حرب میں ہوں تو ان کو قید کرنا حلال ہے اور ان کے اموال لینا بھی لیکن ان سے مناکحت حلال نہیں اور سوائے مسلمان ہونے یا جزیہ دینے یا قتل کرنے کے اور کوئی بات ان کے لئے قبول نہ ہوگی۔

اور تیسری تلوار ہے مشرکین عجم یعنی ترک و دیلم و خزر کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس سورہ کے اول میں جس میں ذکر کافروں کا اور ان کا قصہ بیان کیا ہے فرماتا ہے «فضرب الرّقاب حتّى إذا أثخنتموهم فشدّوا الوثاق فإمّا منّاً بعد وإمّا فداء حتّى تضع الحرب أوزارها» ان کی گردنیں مارو جب تم ان پر غالب آ گئے ان کی مشکیں کس لو بعد میں یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے لو یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے اور یہ جو فرمایا

ہے پس بعد میں احسان یعنی انھیں قید کرنے کے بعد یعنی ان کے اور اہل اسلام کے درمیان جو فدیہ طے ہو۔ اگر وہ دار الحرب والے ہیں تو قتل کے سوا یا مسلمان ہونے کے سوا ان سے کوئی چیز نہ قبول کی جائے اور نہ ان سے مناکحت حلال ہوگی۔

جو تلوار رکی ہے وہ وہ ہے جو باغیوں اور تاویل کرنے والوں کے لئے ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے

:"وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فأصلحوا بينهما فان بغت إحديهما على الأُخرى

فقاتلوا الّتي تبغي حتّى تفيىء إلى أمر الله.

اگر مومنوں کے دو گروہ باہم قتال کریں تو ان کے درمیان صلح کراؤ اور اگر کوئی سرکشی کرے تو بغاوت کرنے والے کو قتل کرو یہاں تک کہ حکم خدا کی طرف رجوع ہو جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا نے فرمایا تم میں سے ایک وہ ہے جو تاویل قرآن پر اسی طرح جہاد کرے گا جیسے میں نے تنزیل پر کیا ہے کسی نے پوچھا وہ کون ہے فرمایا وہ ہے جو میرا جوتا ٹانک رہا ہے یعنی امیر المومنین علیہ السلام، عمار یاسر نے کہا ہے میں نے مقاتلہ کیا ۔۔۔اس رایت کے ساتھ رسول اللہ کے ہمراہ تین بار اور یہ چوتھی بار ہے واللہ اگر یہ مجھے مارتے ہوئے ہجر (بحرین میں ایک مقام) کے نخلستان تک لے جائیں تب بھی میں یہی کہوں گا کہ میں حق پر ہوں اور یہ لوگ باطل پر ہیں علی علیہ السلام نے ان کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا تھا جیسا رسول اللہ کا روز فتح مکہ اہل مکہ کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ نے حکم دیا تھا کہ ان کے بال بچوں کو قید نہ کرو جو دروازہ بند کرلے وہ امان میں ہے جو ہتھیار ڈال دے وہ بھی امان میں ہے۔ اسی طرح جنگ جمل میں حضرت علی کیا ندا کرا دی، کوئی ان کے بال بچوں کو قید نہ کرے، زخمی کے پیچھے نہ جائے، بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرے، جو دروازہ بند کرلے یا ہتھیار ڈال دے وہ امان میں ہے۔

لیکن وہ تلوار جس سے قصاص لیا جاتا ہے اللہ نے فرمایا ہے جان کے بدلے جان ہے آنکھ کا بدلہ آنکھ ہے اولیاء مقتول کی طرف سے کھینچی جائے گی پس ان پانچ تلواروں کے ساتھ اپنے رسول کو بھیجا۔ جس نے ان کا انکار کیا یا ان میں سے ایک کا یا حضرت کی سیرت میں سے کسی بات کا بھی تو اس نے انکار کیا ان تمام چیزوں سے جو رسول پر نازل ہوئیں۔

۳۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے کچھ فوج بھیجی گئی جب وہ لوگ لوٹ کر آئے تو فرمایا مرحبا ان لوگوں کے لئے جو جہاد اصغر کرکے آئے اور جہاد اکبر باقی رہا۔ کسی نے پوچھا جہاد اکبر کیا ہے فرمایا جہاد نفس۔

﴿ باب ﴾

﴿ من يجب عليه الجهاد ومن لا يجب ﴾

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن بكر بن صالح ، عن القاسم بن بريد ، عن أبي عمرو الزّبيري ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : أخبرني عن الدّعاء إلى الله والجهاد في سبيله أهو لقوم لا يحلّ إلاّ لهم و لا يقوم به إلاّ من كان منهم أم هو مباح لكلّ من وحّد الله عزّ و جلّ وآمن برسوله صلى الله عليه وآله و من كان كذا فله أن يدعو إلى الله عزّ وجلّ و إلى طاعته وأن يجاهد في سبيله ؟ فقال : ذلك لقوم لا يحلّ إلاّ لهم ولا يقوم بذلك إلاّ من كان منهم ، قلت : من اُولئك ؟ قال : من قام بشرائط الله عزّ و جلّ في القتال و الجهاد على المجاهدين فهو المأذون له في الدّعاء إلى الله عزّ و جلّ و من لم يكن قائماً بشرائط الله عزّ وجلّ في الجهاد على المجاهدين فليس بمأذون له في الجهاد ، و لا الدّعاء إلى الله حتّى يحكم في نفسه ما أخذ الله عليه من شرائط الجهاد . قلت : فبيّن لي يرحمك الله ، قال : إنّ الله تبارك وتعالى أخبر [نبيّه] في كتابه الدّعاء إليه و وصف الدّعاة إليه فجعل ذلك لهم درجات يعرّف بعضها بعضاً و يستدلّ ببعضها على بعض فأخبر أنّه تبارك وتعالى أوّل من دعا إلى نفسه و دعا إلى طاعته و اتّباع أمره فبدأ بنفسه فقال : « و الله يدعو إلى دار السّلام ويهدي من يشاء إلى صراط مستقيم » ثمّ ثنّى برسوله فقال : « ادع إلى سبيل ربّك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالّتي هي أحسن » يعني بالقرآن ولم يكن داعياً إلى الله عزّ وجلّ من خالف أمر الله ويدعو إليه بغير ما أمر [به] في كتابه والّذي أمر أن لا يدعى إلاّ به ؛ وقال : في نبيّه صلى الله عليه وآله : « وإنّك لتهدي إلى صراط مستقيم » يقول : تدعو ؛ ثمّ ثلّث بالدّعاء إليه بكتابه أيضاً فقال تبارك و تعالى : « إنّ هذا القرآن يهدي للّتي هي أقوم (أي يدعو) ويبشّر المؤمنين » ثمّ ذكر من أذن له في الدّعاء إليه بعده وبعد رسوله في كتابه فقال : « ولتكن منكم اُمّة يدعون إلى الخير و يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر واُولئك هم المفلحون » ثمّ أخبر عن هذه الاُمّة وممّن هي وأنّها من ذرّيّة إبراهيم ومن ذرّيّة إسماعيل من سكّان الحرم ممّن لم يعبدوا غير الله قطّ الّذين وجبت لهم الدّعوة ، دعوة إبراهيم وإسماعيل من أهل المسجد الّذين أخبر عنهم في كتابه أنّه أذهب عنهم الرّجس وطهّرهم تطهيراً الّذين وصفناهم قبل هذا في صفة

أُمّة إبراهيم عليه السلام الّذين عناهم الله تبارك وتعالى في قوله: «أدعوا إلى الله على بصيرة أنا ومن اتّبعني» يعني أوّل من اتّبعه على الإيمان به و التّصديق له بما جاء به من عند الله عزّ وجلّ من الاُمّة الّتي بعث فيها ومنها وإليها قبل الخلق ممّن لم يشرك بالله قطّ ولم يلبس إيمانه بظلم وهو الشّرك؛ ثمّ ذكر أتباع نبيّه صلّى الله عليه وآله وأتباع هذه الاُمّة الّتي وصفها في كتابه بالأمر بالمعروف والنّهي عن المنكر وجعلها داعية إليه وأذن لها في الدّعاء إليه فقال: «يا أيّها النبيّ حسبك الله ومن اتّبعك من المؤمنين» ثمّ وصف أتباع نبيّه صلّى الله عليه وآله من المؤمنين فقال عزّ وجلّ: «محمّد رسول الله و الّذين معه أشدّاء على الكفّار رحماء بينهم تراهم ركّعاً سجّداً يبتغون فضلاً من الله ورضواناً سيماهم في وجوههم من أثر السّجود ذلك مثلهم في التّورية ومثلهم في الإنجيل» وقال: «يوم لا يخزي الله النّبيّ والّذين آمنوا معه نورهم يسعى بين أيديهم و بأيمانهم» يعني اُولئك المؤمنين؛ وقال: «قد أفلح المؤمنون» ثمّ حلاّهم و وصفهم كيلا يطمع في اللّحاق بهم إلاّ من كان منهم فقال فيما حلاّهم به ووصفهم: «الّذين هم في صلاتهم خاشعون * والّذين هم عن اللّغو معرضون - إلى قوله - : اُولئك هم الوارثون * الّذين يرثون الفردوس هم فيها خالدون» و قال في صفتهم وحليتهم أيضاً: «الّذين لا يدعون مع الله إلهاً آخر ولا يقتلون النّفس الّتي حرّم الله إلاّ بالحقّ ولا يزنون ومن يفعل ذلك يلق أثاماً * يضاعف له العذاب يوم القيمة ويخلد فيه مهاناً» ثمّ أخبر أنّه اشترى من هؤلاء المؤمنين ومن كان على مثل صفتهم «أنفسهم وأموالهم بأنّ لهم الجنّة يقاتلون في سبيل الله فيقتلون و يُقتلون وعداً عليه حقّاً في التّوراة والإنجيل والقرآن» ثمّ ذكر وفاءهم له بعهده ومبايعته فقال: «ومن أوفى بعهده من الله فاستبشروا ببيعكم الّذي بايعتم به وذلك هو الفوز العظيم» فلمّا نزلت هذه الآية: «إنّ الله اشترى من المؤمنين أنفسهم وأموالهم بأنّ لهم الجنّة» قام رجل إلى النّبيّ صلّى الله عليه وآله فقال: يا نبيّ الله أرأيتك الرّجل يأخذ سيفه فيقاتل حتّى يقتل إلاّ أنّه يقترف من هذه المحارم أشهيد هو؟ فأنزل الله عزّ وجلّ على رسوله: «التّائبون العابدون الحامدون السّائحون الراكعون السّاجدون الآمرون بالمعروف والنّاهون عن المنكر والحافظون لحدود الله وبشّر المؤمنين» ففسّر النّبيّ صلّى الله عليه وآله المجاهدين من المؤمنين الّذين هذه صفتهم وحليتهم بالشّهادة والجنّة وقال: التّائبون من الذّنوب، العابدون الّذين لا يعبدون إلاّ الله ولا يشركون به شيئاً الحامدون الّذين يحمدون الله على كلّ حال في الشدّة والرّخاء، السّائحون و هم

الصّائمون الرّاكمون السّاجدون الّذين يواظبون على الصّلوات الخمس والحافظون لها والمحافظون عليها بركوعها وسجودها وفي الخشوع فيها وفي أوقاتها الآمرون بالمعروف بعد ذلك والعاملون به والنّاهون عن المنكر والمنتهون عنه قال : فبشّر من قتل و هو قائمٌ بهذه الشروط بالشّهادة و الجنّة ثمّ أخبر تبارك وتعالى أنّه لم يأمر بالقتال إلاّ أصحاب هذه الشّروط فقال عزّ وجلّ : «اُذن للّذين يقاتلون بأنّهم ظلموا وأنّ الله على نصرهم لقدير * الّذين اُخرجوا من ديارهم بغير حقّ إلاّ أن يقولوا ربّنا الله» .

وذلك أنّ جميع ما بين السماء و الأرض لله عزّ و جلّ و لرسوله ولأتباعهما من المؤمنين من أهل هذه الصفة ، فما كان من الدّنيا في أيدي المشركين والكفّار والظلمة والفجّار من أهل الخلاف لرسول الله صلّى الله عليه وآله والمولّي عن طاعتهما ممّا كان في أيديهم ظلموا فيه المؤمنين من أهل هذه الصفات وغلبوهم عليه ممّا أفاء الله على رسوله فهو حقّهم أفاء الله عليهم وردّه إليهم وإنّما معنى الفيىء كلّ ما صار إلى المشركين ثمّ رجع ممّا كان قد غلب عليه أو فيه . فما رجع إلى مكانه من قول أو فعل فقد فاء مثل قول الله عزّ و جلّ : «للّذين يؤلون من نسائهم تربّص [أربعة أشهر] فإن فاؤا فإنّ الله غفور رحيم» أي رجعوا ، ثمّ قال : «و إن عزموا الطلاق فإنّ الله سميع عليم» وقال : «وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فأصلحوا بينهما فإن بغت إحديهما على الاُخرى فقاتلوا الّتي تبغي حتّى تفيىء إلى أمر الله (أي ترجع) فإن فاءت (أي رجعت) فأصلحوا بينهما بالعدل وأقسطوا إنّ الله يحبّ المقسطين» يعني بقوله : «تفيىء» ترجع فذلك الدّليل على أنّ الفيىء كلّ راجع إلى مكان قد كان عليه أو فيه .

و يقال للشمس إذا زالت : قد فاءت الشمس حين يفيىء الفيىء عند رجوع الشمس إلى زوالها و كذلك ما أفاء الله على المؤمنين من الكفّار فإنّما هي حقوق المؤمنين رجعت إليهم بعد ظلم الكفّار إيّاهم فذلك قوله : «اُذن للّذين يقاتلون بأنّهم ظلموا» ما كان المؤمنون أحقّ به منهم وإنّما اُذن للمؤمنين الّذين قاموا بشرائط الإيمان الّتي وصفناها وذلك أنّه لا يكون مأذوناً له في القتال حتّى يكون مظلوماً ولا يكون مظلوماً حتّى يكون مؤمناً و لا يكون مؤمناً حتّى يكون قائماً بشرائط الإيمان الّتي اشترط الله عزّ وجلّ على المؤمنين و المجاهدين فإذا تكاملت فيه شرائط الله عزّ وجلّ كان مؤمناً وإذا كان مؤمناً كان مظلوماً وإذا كان مظلوماً كان مأذوناً له في الجهاد لقوله عزّ وجلّ : «اُذن للّذين يقاتلون بأنّهم ظلموا وأنّ الله على نصرهم لقدير» وإن لم يكن مستكملاً لشرائط الإيمان فهو ظالم ممّن يبغي

ويجب جهاده حتّى يتوب وليس مثله مأذوناً له في الجهاد والدُّعاء إلى الله عزَّ و جلَّ لأنّه ليس من المؤمنين المظلومين الّذين اُذن لهم في القرآن في القتال ، فلمّا نزلت هذه الآية : «اُذن للّذين يقاتلون بأنّهم ظلموا » في المهاجرين الّذين أخرجهم أهل مكّة من ديارهم وأموالهم أحلَّ لهم جهادهم بظلمهم إيّاهم واُذن لهم في القتال .

فقلت : فهذه نزلت في المهاجرين بظلم مشركي أهل مكّة لهم فما بالهم في قتالهم كسرى وقيصر ومن دونهم من مشركي قبائل العرب ؟ فقال : لوكان إنّما اُذن لهم في قتال من ظلمهم من أهل مكّة فقط لم يكن لهم إلى قتال جموع كسرى وقيصر و غير أهل مكّة من قبائل العرب سبيل لأنَّ الّذين ظلموهم غيرهم وإنّما اُذن لهم في قتال من ظلمهم من أهل مكّة لإخراجهم إيّاهم من ديارهم و أموالهم بغير حقٍّ ولو كانت الآية إنّما عنت المهاجرين الّذين ظلمهم أهل مكّة كانت الآية مرتفعة الفرض عمّن بعدهم إذ[ا] لم يبق من الظالمين والمظلومين أحد وكان فرضها مرفوعاً عن النّاس بعدهم [إذا لم يبق من الظالمين و المظلومين أحد] وليس كما ظننت ولا كما ذكرت ولكنَّ المهاجرين ظُلموا من جهتين ظلمهم أهل مكّة بإخراجهم من ديارهم وأموالهم فقاتلوهم بإذن الله لهم في ذلك و ظلمهم كسرى وقيصر ومن كان دونهم من قبائل العرب والعجم بما كان في أيديهم ممّا كان المؤمنون أحقَّ به منهم فقد قاتلوهم بإذن الله عزَّ وجلَّ لهم في ذلك و بحجّة هذه الآية يقاتل مؤمنوا كلِّ زمان و إنّما أذن الله عزَّ وجلَّ للمؤمنين الّذين قاموا بما وصف[ها] الله عزَّ وجلَّ من الشرائط الّتي شرطها الله على المؤمنين في الإيمان والجهاد ومن كان قائماً بتلك الشرائط فهو مؤمن وهو مظلوم ومأذون له في الجهاد بذلك المعنى ومن كان على خلاف ذلك فهو ظالم وليس من المظلومين وليس بمأذون له في القتال ولا بالنهي عن المنكر والأمر بالمعروف لأنّه ليس من أهل ذلك ولا مأذون له في الدعاء إلى الله عزَّ وجلَّ لأنّه ليس يجاهد مثله وأمر بدعائه إلى الله ولا يكون مجاهداً من قد اُمر المؤمنون بجهاده وحظر الجهاد عليه ومنعه منه ولا يكون داعياً إلى الله عزَّ وجلَّ من اُمر بدعاء مثله إلى التوبة والحقِّ والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ولا يأمر بالمعروف من قد امر أن يؤمر به ولا ينهى عن المنكر من قد امر أن ينهى عنه ، فمن كانت قد تمّت فيه شرائط الله عزَّ و جلَّ الّتي وصف بها أهلها من أصحاب النبيِّ ﷺ وهو مظلوم فهو مأذون له في الجهاد كما اُذن لهم في الجهاد لأنَّ حكم الله عزَّ وجلَّ في الأوَّلين و الآخرين وفرائضه عليهم سواء إلّا من علّة أو حادث

يكون والأوّلون والآخرون أيضاً في منع الحوادث شركاء والفرائض عليهم واحدة يسأل الآخرون عن أداء الفرائض عمّا يسأل عنه الأوّلون و يحاسبون عمّا به يحاسبون و من لم يكن على صفة من أذن الله له في الجهاد من المؤمنين فليس من أهل الجهاد وليس بمأذون له فيه حتّى يفيء بما شرط الله عزّ وجلّ عليه فإذا تكاملت فيه شرائط الله عزّ وجلّ على المؤمنين والمجاهدين فهو من المأذونين لهم في الجهاد فليتّق الله عزّ وجلّ عبد ولا يغترّ بالأماني الّتي نهى الله عزّ وجلّ عنها من هذه الأحاديث الكاذبة على الله الّتي يكذّبها القرآن ويتبرّأ منها ومن حملتها ورواتها ولا يقدم على الله عزّ وجلّ بشبهة لا يعذر بها فإنّه ليس وراء المتعرّض للقتل في سبيل الله منزلة يؤتى الله من قبلها وهي غاية الأعمال في عظم قدرها فليحكم امرءٌ لنفسه وليرها كتاب الله عزّ وجلّ و يعرضها عليه فإنّه لا أحد أعرف بالمرء من نفسه فإن وجدها قائمة بما شرط الله عليه في الجهاد فليقدم على الجهاد ، و إن علم تقصيراً فليصلحها و ليقمها على ما فرض الله عليها من الجهاد ثمّ ليقدم بها وهي طاهرة مطهّرة من كلّ دنس يحول بينها وبين جهادها ولسنا نقول لمن أراد الجهاد وهو على خلاف ما وصفنا من شرائط الله عزّ وجلّ على المؤمنين والمجاهدين : لا تجاهدوا ولكن نقول : قد علّمنا كم ما شرط الله عزّ وجلّ على أهل الجهاد الّذين بايعهم واشترى منهم أنفسهم و أموالهم بالجنان فليصلح امرءٌ ما علم من نفسه من تقصير عن ذلك وليعرضها على شرائط الله فإن رأى أنّه قد وفى بها و تكاملت فيه فإنّه ممّن أذن الله عزّ و جلّ له في الجهاد فإن أبى أن لا يكون مجاهداً على ما فيه من الإصرار على المعاصي و المحارم و الإقدام على الجهاد بالتخبيط و العمى و القدوم على الله عزّ وجلّ بالجهل والروايات الكاذبة ، فلقد لعمري جاء الأثر فيمن فعل هذا الفعل «أنّ الله عزّ وجلّ ينصر هذا الدّين بأقوام لا خلاق لهم» فليتّق الله عزّ و جلّ امرءٌ وليحذر أن يكون منهم ، فقد بيّن لكم ولا عذر لكم بعد البيان في الجهل ، ولا قوّة إلّا بالله وحسبنا الله عليه توكّلنا و إليه المصير .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحكم بن مسكين ، عن عبدالملك بن عمرو قال : قال لي أبو عبدالله عليه السلام : يا عبدالملك مالي لا أراك تخرج إلى هذه المواضع الّتي يخرج إليها أهل بلادك ؟ قال : قلت : وأين ؟ فقال : جُدّة وعبّادان والمصيصة وقزوين فقلت : انتظاراً لأمركم و الاقتداء بكم ؛ فقال : أي والله لو كان خيراً ما سبقونا إليه ؟ قال : قلت له : فإنّ الزّيدية يقولون : ليس بيننا و بين جعفر خلاف إلّا أنّه لا يرى

الجهاد ، فقال : أنا لا أراه ؟! بلى والله إنني لأراه ولكن أكره أن أدع علمي إلى جهلهم .

باب ۴

جہاد کس پر واجب ہے

۱- میں نے کہا مجھے دعوت الی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے متعلق بتایئے وہ کیا ہے اس قوم کے لئے کہ نہیں جائز ہے مگران کے لئے اور نہیں قائم نگران کی ذات سے جو اُن میں سے ہو آیا وہ مباح ہے ہر اس کے لئے جو اللہ کو واحد جانے اور رسول کی رسالت پر ایمان لائے جو ایسا ہو تو کیا وہ دعوت الی اللہ دے سکتا ہے اس کی اطاعت کی طرف بلا سکتا ہے اور جہاد فی سبیل اللہ بھی، فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جن کے سوا دوسروں کے لئے جائز نہیں اور نہ ان کے سوا اور لوگوں سے یہ کام بن سکتا ہے میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں فرمایا جو ان شرائط پر قائم ہوں جو مجاہدین قتال وجہاد کے لئے اللہ کی طرف سے ہیں پس ان کو اللہ کی طرف دعوت دینے کی اجازت ہے اور جو ان شرائط پر قائم نہ ہوں تو ان کو نہ جہاد کی اجازت ہے نہ دعوت الی اللہ کی جب تک وہ شرائط جہاد پوری کرنے کے لئے اپنے نفس پر قابو نہ رکھیں۔

میں نے کہا وہ شرائط بیان فرمایئے، فرمایا اللہ نے خبر دی ہے اپنے نبی کو اپنی کتاب میں اپنی طرف دعوت دینے اور وصیت والوں کی اور ان کے لئے درجات قائم کئے ہیں تاکہ ایک دوسرے کو پہچانیں اور دلیل بنے ایک سے دوسرے کو اور اللہ نے خبر دی بندوں کو اپنی ذات کے دعوت دینے اور اپنی اطاعت کی طرف بلانے کی اور اپنے حکم کے اتباع کی اس نے اپنی ذات سے اس طرح ابتدا کی، فرمایا اللہ بلاتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف اور جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے صراط مستقیم کی۔ پھر اپنے رسول کے لئے فرماتا ہے دعوت دو اپنے رب کے راستہ کی طرف، حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ اور ان سے بحث کرو بہترین طریقہ سے یعنی قرآن سے اور داعی الی اللہ نہیں ہو سکتا جو امر الٰہی کی مخالفت کرے اور جو اللہ کی کتاب میں ہے اس کے خلاف دعوت دے اور ان کے خلاف جو امور دعوت کے لئے ضروری ہیں اور اپنے نبی کے بارے میں فرمایا ہے تم ہدایت کرتے ہو صراط مستقیم کی طرف، فرماتا ہے تین باتیں ہیں اس کی کتاب میں اللہ کی طرف بلانے کی۔ فرماتا ہے یہ قرآن ہدایت کرتا ہے اس راستہ کی طرف جو سب سے زیادہ صحیح ہے یعنی دعوت دیتا ہے اور بشارت دیتا ہے مومنین کو، اس کے بعد ذکر کرتا ہے کہ کس کو دعوت کی اجازت ہے اس کے بعد اور اس کے بعد۔

فرماتا ہے چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ایسا ہو جو نیکی کی طرف بلائے نیک باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے روکے یہی فلاح پانے والے ہیں پھر خبر دی کہ یہ امت کس کی طرف منسوب ہے اور کس کی اولاد ہے فرمایا کہ یہ ذریت ابراہیم

اور ذریت اسمٰعیل ہے جو حرم کے ساکن تھے اور جنہوں نے کبھی غیر خدا کی عبادت نہیں کی یہ وہ ہیں جن پر دعوت دینا واجب تھا ابراہیم و اسمٰعیل نے دعوت دی ان اہل مسجد کو جن کے متعلق اللہ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ اللہ نے ان سے ہر نجاست کو دور رکھا ہے اور پاک کر دیا ہے جو حق ہے پاک کرنے کا ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کا وصف ہم نے صفت امت ابراہیم میں پہلے ہی بیان کر دیا ہے اور اللہ نے اپنے اس قول میں انہی لوگوں کو مراد لیا ہے میں تم کو خدا کی طرف بصیرت کی روشنی میں بلاتا ہوں میں بھی اور وہ بھی جس نے میرا اتباع کیا اور اس سے مراد ہے وہ جس نے حضرت کا اتباع ایمان لانے میں کیا اور تصدیق کی ہر اس چیز کی جو آنحضرت خدا کی طرف سے اس امت کے لئے لائے جس میں وہ مبعوث ہوئے اور جن میں سے تھے اور جن کی طرف ہدایت کو آئے تھے اور حضرت نے کبھی شرک باللہ نہیں کیا اور کبھی ظلم یعنی شرک کا لباس نہیں پہنا اس کے بعد اللہ نے ذکر کیا حضرت کے تابعین کا جو اس امت میں سے ہیں اور ان کا وصف اپنی کتاب میں یوں بیان کیا ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے ہیں اور اللہ کی طرف بلانے والے ہیں اور ان کو دعوت الی اللہ کی اجازت دی گئی ہے اللہ فرماتا ہے اے نبی تمہیں مدد دینے کے لئے اللہ کافی ہے اور وہ مومنین جو تمہارے قدم بہ قدم چلنے والے ہیں ان کے متعلق فرماتا ہے محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت ہیں اور آپس میں رحم کا برتاؤ کرتے ہیں تم ان کو رکوع اور سجدہ کرتے دیکھو گے وہ اللہ کے فضل اور اس کی مرضی کے چاہنے والے ہیں اور ان کی پیشانیوں پر سجدے کے نشان ہیں یہ ان کی مثال توریت میں بھی ہے اور انجیل میں بھی اور فرمایا روز قیامت اللہ اپنے نبی کو اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے ان کا نور ان کے سامنے اور داہنی طرف جلوہ نما ہو گا یعنی وہی مومنین اور یہ بھی فرمایا مومنین فلاح پائیں گے پھر ان کا حلیہ اور وصف بیان کیا تاکہ ان سے لاحق ہونے کی صرف وہی طمع کرے جو ان میں سے ہو ان کے حلیہ اور وصف کے متعلق فرمایا وہ نماز میں خضوع و خشوع کرتے ہیں اور لغو باتوں سے بچتے ہیں الیٰ قولہ۔ یہی لوگ جنت کے وارث ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کی صفت اور حلیہ میں یہ بھی فرمایا کہ وہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود نہیں بناتے اور جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے اسے قتل نہیں کرتے اور اسے قتل کرتے ہیں جس کا قتل کرنا برحق ہو اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کرے گا گناہ سمیٹے گا اور روز قیامت اس پر دو گنا عذاب ہو گا اور وہ ذلت سے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور یہ خبر دی ہے اللہ نے خرید لیا ہے مومنین خاص سے اور جو ان کی مثل ہیں ان کے نفسوں اور مالوں کو جنت کے بدلے میں پس وہ قتل کرتے ہیں اور قتل ہو جاتے ہیں یہ وعدہ اللہ کا ان سے حق ہے جس کا ذکر توریت و انجیل اور قرآن میں بھی ہے پھر ان کی وفا کا اور اپنے عہد و خریداری کا ذکر کیا اور فرمایا اللہ سے زیادہ وفائے عہد کرنے والا کون ہے پس بشارت ہو تم کو اس بیع کے معاملہ کی جو تم نے کیا ہے اور یہ سب بڑی کامیابی ہے۔ جب آیہ ان اللہ اشتریٰ الخ نازل ہوئی تو رسول اللہ کے سامنے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور

کہنے لگا یا نبی اللہ کیا وہ شخص مراد ہے جو تلوار لے کر قتل کرے اور قتل ہو جائے تو کیا اس کو یہ سب چیزیں حاصل ہونگی کیا وہ شہید کہلائے گا اس پر اللہ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیت نازل کی، وہ لوگ ہیں توبہ کرنے والے، عبادت کرنیوالے حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکیوں کا حکم دینے والے، برائیوں سے روکنے والے اور حدود خدا کی حفاظت کرنے والے اور مومنین کو بشارت دو۔

اور آنحضرت نے تفسیر کی مومنوں میں مجاہد وہ ہیں جو ان صفات اور حلیہ کے ہوں، شہادت اور جنت کے لیۓ، التائبون یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والے، عابدون یعنی اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنے والے حامدون یعنی رنج وغم ہر حال میں اللہ کی عبادت کرنے والے، سائحون روزہ رکھنے والے راکعون الساجدون پابندی سے پانچ وقت کی نماز پڑھنے والے اور اس کی حفاظت کرنے والے اور محافظت کرنے والے اس کے رکوع وسجود کی اور ان میں خشوع کرنے والے اور ان کے اوقات پر نماز پڑھنے والے اور اس کے بعد امر نیک کا حکم دینے والے اور برائیوں سے بچانے والے، فرمایا پس بشارت دو اس کو جو قتل کیا جائے اور وہ ان شرطوں کو بجا لایا تو اس کے لئے شہادت وجنت ہے

پھر اللہ نے ہم کو خبر دی قتال کا حکم نہیں دیا جاتا مگر ان لوگوں کو جو ان شرطوں کے پابند ہوں اور فرمایا اذن دیا گیا ہے ان لوگوں کو جن پر ظلم ہوا اور اللہ کو ان کی نصرت پر قدرت ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو بے قصور اپنے گھروں سے نکالے گئے ان کا صرف یہی قصور سمجھا گیا کہ وہ کہتے تھے ہمارا رب اللہ ہے اور تمام مخلوق جو مابین زمین و آسمان کے ہے اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسولؐ کے اور ان مومنین کے لیے جو ان کے پیرو ہیں جو ان صفتوں والے ہیں پس مال دنیا سے جو کچھ مشرکین کے پاس ہے اور کفار یا ظالموں اور فاجروں کے پاس ہے جو رسولؐ کے مخالف ہوں اور خدا اور رسولؐ کی اطاعت سے روگردانی کریں پس جو کچھ ان کے پاس ہے جن میں مذکورہ بالا صفتوں کے مومنین ستائے گئے تو جب ان پر غلبہ حاصل ہو اور اللہ اپنے رسولؐ کو مال غنیمت دلائے تو یہ ان مومنوں کا حق ہے جو اللہ نے ان کو دیا ہے پس وہ ان کی طرف لوٹایا جائے۔

فی کے معنی یہ ہیں کہ جو مشرکین کے پاس گیا وہ پھر لوٹ آیا ان کی طرف جن پر غلبہ حاصل ہو تو جو چیز اپنی جگہ لوٹ آئی قول سے ہو یا فعل سے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے پس اگر وہ رجوع کریں تو اللہ غفور ورحیم ہے اور اگر طلاق ہی کا ارادہ ہو تو اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے اور جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے اگر دو گروہ لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو اگر ان میں کوئی سرکشی کرے تو بغاوت کرنے والے کو قتل کر دو یہاں تک کہ امر خدا کی طرف رجوع کی جائے پس اگر رجوع ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کرا دو عدل کے ساتھ اور انصاف کرو اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

یعنی فیٔ کے معنی ترجع کے ہیں اور دلیل یہ ہے کہ ہر شے پلٹتی ہے اپنی جگہ پر جہاں پر وہ تھی کہا جاتا ہے جب سورج کا زوال ہوتا ہے سورج پلٹا جب زوال کے بعد سورج کا سایہ بڑھتا ہے اسی طرح جو مال غنیمت مومنین کو

کفار سے ملتا ہے وہ وہی حقوق مسلمین ہیں جو ظلم کفار کے بعد ان کی طرف لوٹ کر آئے ہیں یہی بات اس قول باری تعالیٰ میں ہے اجازت دی گئی ہے ان لوگوں کو جو کفار سے قتال کرتے ہیں کہ چونکہ ان پر ظلم کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا مومن مال کفار کے کافروں سے زیادہ حقدار ہیں یہ اجازت ان ہی مومنین کے لئے ہوگی جو مذکورہ بالا شرائط پہ قائم رہے ہوں اس کی صورت یہ ہے کہ اجازت قتال نہ ہوگی مگر جبکہ مظلوم ہوا اور نہیں ہوگا مظلوم جب تک مومن نہ ہو اور مومن نہ ہوگا جب تک ان شرائط پر قائم نہ ہو جو اللہ نے مومنین اور مجاہدین کے لئے رکھی ہیں۔ جب شرائط پوری جائیں گی تو مومن ہوگا اور مومن ہوگا تو مظلوم ہوگا اور ماذون ہوگا جہاد کے لئے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے کہ ان کو اذن قتال ہوگا کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ ان کی نصرت پر قادر ہے اور جو شرائط ایمان پر نہ ہوں وہ ظالم ہیں اور جو باغی ہو اس پہ جہاد کرنا ہوگا تاکہ وہ توبہ کرے اور ایسے لوگ نہ جہاد کی اجازت دیئے جا سکتے ہیں نہ دعوت الی اللہ کی کیونکہ وہ مومن مظلوم نہیں جن کو قرآن میں قتال کی اجازت دی گئی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی مظلوموں کو اذن قتال دیا گیا ہے تو یہ وہ مہاجر ہیں جن کو اہل مکہ نے ان کے گھروں سے نکالا اور ان کے مال چھین لئے تب ان کے لئے جہاد کو جائز قرار دیا گیا کیونکہ ان پر ظلم ہوا تھا۔ میں نے کہا تو یہ مہاجرین کے بارہ میں نازل ہوئی ہے مشرکین مکہ کے ظلم کی بناء پر لیکن کسریٰ اور قیصر اور دوسرے عرب کے قبیلوں سے کیوں قتال کی اجازت ہوئی جبکہ ظلم صرف اہل مکہ ہی سے ہوا تھا۔ کسریٰ و قیصر قبیلہ وغیرہ سے تو قتال کا جواز ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ انھوں نے اگر ظلم کیا ہے تو دوسروں پر مسلمانوں کو تو قتال اہل مکہ ہی سے کرنا چاہیئے تھا کیونکہ مہاجرین کو گھروں سے انھوں نے ہی نکالا تھا اور انھوں نے ان کے مال ضبط کئے تھے نہ کہ دوسری قوموں نے اپس اہل مکہ سے قتال کے بعد یہ حکم منسوخ ہو جانا چاہیئے تھا کیونکہ ظالم اور مظلوم کا قصہ ختم ہو گیا دوسری قوموں سے چونکہ اس ظلم کا تعلق نہیں لہٰذا اس حکم قتال کا تعلق بھی ان سے نہ ہونا چاہیئے حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے جیسا تم نے گمان کیا ہے فرمایا مہاجرین دو طرح سے مظلوم قرار پائے ایک اس جہت سے کہ اہل مکہ نے ان پر ظلم کیا اور ان کو گھروں اور مال سے محروم کر دیا اس لئے بحکم خدا ان سے قتال کیا اور کسریٰ و قیصر اور دوسرے قبائل عرب و عجم نے ظلم کیا اس طرح کہ جن چیزوں کے وہ مالک تھے مومنین ان کے زیادہ حقدار تھے تو انھوں نے بحکم خدا قتال کی اور اسی آیت کے پیش نظر ہر زمانہ میں کریں گے یہ اجازت صرف انہی مومنین کے لئے ہے جو مذکورہ شرائط جہاد و ایمان پر پورے اترتے ہیں اور جو کوئی ان شرائط پر قائم ہوگا وہ مومن اور مظلوم ہے۔

اور ایسے شخص کو جہاد کی اجازت ہے۔

اور جو اس کے خلاف ہے وہ ظالم ہے مظلوم نہیں اور اس کو قتال کی اجازت نہیں اور نہ نہی عن المنکر کی اور نہ امر بالمعروف کی کیونکہ وہ اس کا اہل نہیں اور نہ اس کو دعوت الی اللہ کی اجازت ہے کیونکہ وہ مجاہد نہیں ہیں ایسے کہ

جن کو دعوت کا حکم دیا جائے اور … وہ مجاہد نہیں جن کو مومنین جہاد کا حکم دیں اور وہ جہاد میں حاضر ہو جائے یا اسے جہاد سے روک دیا جائے اور خدا کی طرف دعوت دینے والا وہ نہیں ہو سکتا جس کو توبہ کی دعوت دی جائے اور حق کی طرف اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف اور وہ کیا امر بالمعروف کرے گا جسے خود حکم دیا جائے اور وہ کیا نہی عن المنکر کرے گا جس کو نہی کی جائے ہاں جس میں وہ شرائط پوری ہو جائیں جن کا وصف اللہ نے بیان کیا ہے ان کے اہل اصحاب نبی میں وہ ہیں جو مظلوم ہیں انہی کو جہاد کی اجازت ہے کیونکہ اللہ کے حکم اولین و آخرین میں بلحاظ فرائض برابر ہے ہاں بیماری ہو یا حادثہ ہو جائے تو اس رکاوٹ میں بھی اولین و آخرین شریک ہیں اور ان کے فرائض یکساں ہیں جس طرح اوّل والوں سے فرائض کے متعلق پرسش ہوگی اسی طرح آخر والوں سے بھی ہو گی۔

اور جس میں یہ باتیں نہ ہوں اور مومنین اذن جہاد دے دیں تو وہ اہل جہاد سے نہ ہوں گے اور ان کو اذن جہاد نہ ہو گا جب تک شرائط خدا کی طرف رجوع نہ کریں اور جب شرائط پوری ہو جائے تو ان کے لئے اذن ہو گا جہاد کے لئے، پس اللہ سے ڈرے بندہ اور ایسی آرزوؤں سے دھوکہ نہ کھائے جو اللہ نے ممنوع قرار دی ہیں یعنی وہ جھوٹی حدیثیں بیان نہ کرے جو قرآن کی تکذیب کرتی ہیں اور خدا ان سے بیزار ہے اور جو اسے اٹھائے اور جو اس کی روایت … کرے اور اللہ پر کوئی ایسا شبہ وارد نہ کرے جس کے متعلق اس کے پاس عذر نہ ہو۔ مقتول فی سبیل اللہ کو جو منزلت عطا فرماتا ہے وہ اعمال میں عظیم القدر ہے انسان کو پہلے اپنے نفس پر قابو حاصل کرنا چاہئے اور کتاب خدا کے حقائق کا مطالعہ کرنا چاہئے آدمی اپنے نفس کا سب سے زیادہ عارف ہوتا ہے اگر اپنے کو ان شرائط پر قائم پائے جو اللہ نے جہاد کے متعلق رکھی ہیں تو ضرور جہاد کرے اور اگر کمی پائے تو اس کی اصلاح کرے تاکہ جو اللہ نے فرض کیا ہے وہ پورا ہو جائے اور اس کے اور جہاد کے درمیان جو کثافت ہے وہ دور ہو جائے ہم ایسے کے لئے جہاد کا حکم نہ دیں گے جس میں وہ شرائط نہ ہوں جو خدا نے مومنین کے لئے مقرر کی ہیں اور مجاہد جہاد نہ کریں گے ہم نے تم کو بتا دیا اللہ نے جو شرائط رکھی ہیں اور ان اہل جہاد پر جن کے نفسوں اور مالوں کو اللہ نے جنت کے عوض خرید لیا ہے۔ آدمی کو چاہیئے اپنے نفس کی اصلاح کرے اور جو کمی اپنے میں پائے اسے پورا کرے اگر یہ دیکھے کہ وہ ان شرائط پر پورا اترتا ہے تو اس کو اللہ کی طرف سے جہاد کی اجازت ہے اور اگر مجاہد کو معاصی اور محارم پر اصرار ہے اور باوجود اس کے کہ وہ اپنی جہالت کی بنا پر اقدام علی الجہاد کرتا ہے تو اس کی جرأت احکام الٰہی کے خلاف بنا بر جہالت اور روایات کاذبہ ہو گی اور قسم اپنی عمر کی دین خراب تر ہو گا اس کے اس فعل سے اللہ تم نہیں مدد چاہتا اس دین کی ایسے لوگوں سے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، پس رضائے اللہ سے ڈرے اور پرہیز کرے اس سے کہ ایسے لوگوں میں سے ہو۔ میں نے وہ سب باتیں بیان کر دیں اب تمہارے نہ جاننے کا کوئی عذر نہ رہا نہیں ہے قوت مگر اللہ کے لئے اللہ ہی ہمارے لئے کافی ہے اسی پر ہمارا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف ہماری بازگشت ہے۔ (م)

۳۰۔ فرمایا مجھ سے حضرت نے اے عبدالمالک یہ کیا بات ہے کہ تم ان مقامات پر نہیں جاتے جہاں تمہارے شہر والے جاتے ہیں میں نے کہا کہاں فرمایا جدہ، آبادان، مصیصہ، اور قزوین، میں نے کہا آپ کے حکم کا انتظار ہے اور ہمارے لئے آپ کی اقتدا ضروری ہے فرمایا خدا کی قسم اگر بہتری ہوتی تو ہم سبقت نہ کرتے۔ میں نے کہا زید یہ کہتے ہیں کہ ہمارے اور جعفر کے درمیان اس کے سوا کوئی اختلاف نہیں کہ وہ جہاد کو ضروری نہیں جانتے۔ فرمایا ضرور میں ضروری نہیں جانتا میں اسے برا جانتا ہوں کہ ان کی جہالت کی بنا پر اپنے علم کو چھوڑ دوں۔

﴿باب ۵﴾

☆(الغزو مع الناس اذا خيف على الاسلام)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبي عمرة السلميّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سأله رجل فقال : إنّي كنت أكثر الغزو وأبعد في طلب الأجر و أطيل الغيبة فحجر ذلك عليّ فقالوا : لا غزو إلاّ مع إمام عادل ، فما ترى أصلحك الله ؟ فقال أبو عبدالله عليه السلام : إن شئت أن اُجمل لك أجملت وإن شئت أن اُلخّص لك لخّصت فقال : بل أجمل ، قال : إنّ الله عزّ و جلّ يحشر الناس على نيّاتهم يوم القيامة . قال فكأنّه اشتهى أن يلخّص له ، قال : فلخّص لي أصلحك الله ، فقال : هات ، فقال الرجل : غزوت فواقعت المشركين فينبغي قتالهم قبل أن أدعوهم ؟ فقال : إن كانوا غزوا و قوتلوا و قاتلوا فإنّك تجترىء بذلك وإن كانوا قوماً لم يغزوا ولم يقاتلوا فلا يسعك قتالهم حتّى تدعوهم قال الرّجل : فدعوتهم فأجابني مجيبٌ وأقرّ بالإسلام في قلبه وكان في الإسلام فجير عليه في الحكم وانتهكت حرمته واُخذ ماله واعتدي عليه فكيف بالمخرج وأنا دعوته ؟ فقال : إنّكما مأجوران على ما كان من ذلك وهو معك يحوطك من وراء حرمتك و يمنع قبلتك ويدفع عن كتابك ويحقن دمك خير من أن يكون عليك يهدم قبلتك و ينتهك حرمتك و يسفك دمك ويحرق كتابك .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال : قلت له : جعلت فداك إنّ رجلاً من مواليك بلغه أنّ رجلاً يعطي السيف والفرس في سبيل الله فأتاه فأخذهما منه وهو جاهل بوجه السّبيل ثمّ لقيه أصحابه فأخبروه أنّ السبيل مع هؤلاء لا يجوز وأمروه بردّهما ؟ فقال : فليفعل ، قال : قد طلب الرجل فلم يجده وقيل له : قد شخص الرّجل ؟ قال : فليرابط ولا يقاتل . قال : ففي مثل قزوين والدّيلم وعسقلان وما أشبه هذه

الثغور ؟ فقال : نعم ، فقال له : يجاهد ؟ قال : لا إلاّ أن يخاف على ذراري المسلمين ، [فقال] أرأيتك لو أنّ الروم دخلوا على المسلمين لم ينبغ لهم أن يمنعوهم ؟! قال : يرابط ولا يقاتل وإن خاف على بيضة الإسلام و المسلمين قاتل ، فيكون قتاله لنفسه وليس للسلطان ؛ قال : قلت: فإن جاء العدوّ إلى الموضع الّذي هو فيه مرابط كيف يصنع ؟ قال : يقاتل عن بيضة الإسلام لا عن هؤلاء لأنّ في دروس الإسلام دروس دين محمّد صلى الله عليه وآله.

باب

لوگوں کے ساتھ جہاد

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک شخص نے کہا میں اکثر لڑائیوں میں شریک ہوا ہوں لڑائیوں میں جاتا ہوں اور طلب اجر میں دور دور جاتا ہوں اور طویل مدت تک گھر سے غائب رہتا ہوں یہ مجھ پر شاق ہوتا ہے لوگ کہتے ہیں بغیر امام عادل کے جہاد نہیں ہوتا۔ آپ کی اس میں کیا رائے ہے حضرت نے فرمایا اگر کہو تو مجمل طور سے بیان کر دوں اور کہو تو خلاصہ کہہ دوں۔ میں نے کہا اجمالاً بیان فرمائیے، فرمایا روز قیامت اللہ لوگوں کو ان کی نیت پر محشور کرے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ ذرا واضح کرکے بیان کر دیں۔ حضرت نے فرمایا بیان کر۔ اس نے کہا۔ میں ایک جنگ میں شریک ہوا اور مشرکین سے مقابلہ ہوا اور ان کو قبل دعوت اسلام دینے کے لڑنا پڑا۔ فرمایا اگر وہ لڑتے ہیں اور مقتول ہوئے ہیں اور تم انھوں نے قتل کیا ہے تو تم پر گناہ نہیں اور اگر وہ لوگ لڑے نہیں اور قتال نہیں کی تو جب تک ان کو دعوت اسلام نہ دو ان سے لڑنا جائز نہیں، اس نے کہا دعوت دی اور ایک نے قبول کی اور اس نے اقرار اسلام کیا اپنے دل میں پھر اس پر از روئے حکم جبر کیا گیا اس کی ہتک حرمت کی گئی اس کا مال لوٹا گیا تو کیا صورت ہوگی اور میں نے اسے دعوت اسلام دی تھی فرمایا جو کچھ تم نے کیا اس پر تم دونوں کے لئے اجر ہے وہ تمہارے ساتھ ہوا تمہاری حرمت کی نگہداشت کرے گا تمہارے قبلہ پر حملہ کو رد کرے تمہاری کتاب پر اعتراض کو دفع کرے اور تمہارا خون بہائے جانے سے روکے گا یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ تمہارے قبلہ کو گرانا، تمہاری ہتک حرمت کرنا، تمہارا خون بہانا تمہاری کتاب کو پھاڑنا۔ (مجہول)

۳ - میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا آپ کے دوستوں میں سے ایک شخص کو خبر ملی کہ ایک آدمی فی سبیل اللہ تلوار اور گھوڑا دیتا ہے یہ اس کے پاس آیا اور دونوں چیزیں اس سے لے لیں اور وہ جاہل تھا سبیل کے مفہوم سے اور اس سے بچو اس کے دوست ملے اور اسے بتایا گیا کہ ان لوگوں کو دینا فی سبیل اللہ میں نہیں آتا اور اس سے کہا کہ لوٹا دے

فرمایا اس کو لوٹا لینا چاہیئے راوی نے کہا اس نے اسے تلاش کیا مگر وہ اسے نہ ملا معلوم ہوا کہ وہ کہیں چلا گیا۔ فرمایا اسے چاہیئے کہ گھوڑے کو باندھا اور تلوار کو نیام میں رکھے اور قتال نہ کرے اور اگر خوف ہو حملہ کا حدِ اسلام اور مسلمانوں پر تو قتال کرے لیکن اس قتال کا تعلق اس کے نفس سے ہوگا نہ کہ غلبۂ اسلام کے لئے۔ میں نے کہا اگر دشمن اس جگہ آجائے جو اسلامی لشکر گاہ ہے تو کیا کرے۔ فرمایا تب وہ حدود اسلام کی نگہداشت کے لئے ان سے لڑے کیونکہ اسلامی حدود دین محمد کی حدود ہیں۔ (م)

﴿باب ۶﴾

☼(الجهاد الواجب مع من يكون)☼

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لقي عبّاد البصري عليَّ بن الحسين صلوات الله عليهما في طريق مكّة فقال له : ياعليُّ بن الحسين تركت الجهاد وصعوبته وأقبلت على الحجّ ولينته إنَّ الله عزَّ وجلَّ يقول : «إنَّ الله اشترى من المؤمنين أنفسهم وأموالهم بأنَّ لهم الجنّة يقاتلون في سبيل الله فيقتلون ويقتلون وعداً عليه حقّاً في التوريه والإنجيل والقرآن ومن أوفى بعهده من الله فاستبشروا ببيعكم الّذي بايعتم به وذلك هو الفوز العظيم » فقال له عليُّ بن الحسين عليهما السلام : أتمّ الآية ، فقال : «التائبون العابدون الحامدون السائحون الراكعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناهون عن المنكر و الحافظون لحدود الله وبشّر المؤمنين » فقال عليُّ بن الحسين عليهما السلام : إذا رأينا هؤلاء الّذين هذه صفتهم فالجهاد معهم أفضل من الحجّ .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن محمّد بن عبدالله ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن العبّاس بن معروف ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالله بن المغيرة قال : قال محمّد بن عبدالله للرضا صلوات الله عليه وأنا أسمع : حدَّثني أبي عن أهل بيته ، عن آبائه عليهم السلام أنّه قال لبعضهم : إنَّ في بلادنا موضع رباط يقال له : قزوين وعدوّاً يقال له : الدَّيلم فهل من جهاد أوهل من رباط ؟ فقال : عليكم بهذا البيت فحجّوه فأعاد عليه الحديث ، فقال : عليكم بهذا البيت فحجّوه ، أما يرضى أحدكم أن يكون في بيته ينفق على عياله من طوله ينتظر أمرنا فإن أدركه كان كمن شهد مع رسول الله صلى الله عليه وآله بدراً وإن مات منتظراً لأمرنا كان كمن كان مع قائمنا عليه السلام هكذا في فسطاطه ـ وجمع

بين السبّابتين ـ ولا أقول هكذا ـ وجمع بين السبّابة والوسطى ـ فإنّ هذه أطول من هذه فقال أبو الحسن عليه السلام : صدق .

٣ ـ محمّد بن الحسن الطاطري، عمّن ذكره، عن عليّ بن النعمان، عن سويد القلانسيّ عن بشير الدهّان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قلت له : إنّي رأيت في المنام أنّي قلت لك : إنّ القتال مع غير الإمام المفروض طاعته حرام مثل الميتة والدّم ولحم الخنزير، فقلت لي: هو كذلك ؟ فقال أبو عبدالله عليه السلام : هو كذلك هو كذلك .

باب ٦

جہاد واجب کس کے ساتھ ہوتا ہے

۱۔ عباد بصری مکہ کے راستہ میں امام زین العابدین علیہ السلام سے ملا اور کہنے لگا آپ نے جہاد اور اس کی صعوبت کو ترک کیا اور حج اور اس کی آسانی کو قبول کیا حالانکہ خدا فرماتا ہے اللہ نے خرید لیا مومنین کی جانوں اور مالوں کو جنت کے عوض وہ راہ خدا میں قتال کرتے ہیں اور قتل ہو جاتے ہیں اللہ نے یہ وعدہ توریت و انجیل و قرآن میں کیا ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والا کون ہے پس بشارت ہو اس بیع کے لیے جو تم نے کی اور بڑی کامیابی ہے حضرت نے فرمایا اس آیت کو پورا پڑھو۔ اس نے پڑھا، وہ توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں حمد کرنے والے ہیں روزہ رکھنے والے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے ہیں اور حدود الٰہیہ کی حفاظت کرنے والے ہیں حضرت نے فرمایا اگر ہمیں ان صفتوں کے لوگ مل جاتے تو ان کے ساتھ جہاد کرنا ضرور حج سے افضل ہوتا۔ (موثق)

۲۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا ہمارے شہروں میں ایک قیام گاہ ہوتی ہے جسے قزوین کہتے ہیں اور دشمن کی ایک جگہ ہوتی ہے جسے دیلم کہتے ہیں پس آیا ہم جہاد کریں یا رباطی میں رہیں۔ تم کو اسی گھر میں رہنا اور اس کی حفاظت کرنا لازم ہے اس نے یہی بات پھر کہی، حضرت نے پھر یہی فرمایا اور کہا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ اپنے گھر میں اپنے بچوں میں رہ کر طویل زمانہ تک ہمارے امر کا انتظار کرو، اگر قائم آل محمد کو پالو تو تم کو وہ ثواب ملے گا جو رسولؐ کے ساتھ روز بدر شریک ہونے والے کو ملے گا اور اگر امام منتظر کو دیکھنے سے پہلے مر جاؤ گے تو اس کا ثواب ملے گا جو قائم آل محمدؐ کے ساتھ ساتھ ہو، یہ بات حضرت کے خیمہ میں ہوئی آپ نے دونوں انگشت شہادت کو ملایا بلکہ انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملایا میں نے کہا یہ اس سے بڑی ہے فرمایا سچ ہے (ض)

۳۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا میں نے خواب میں آپ سے کہا کہ بغیر امام مفترض الطاعہ کے جہاد کرنا

ایسا ہی حرام ہے جیسے مردار، خون، سور کا گوشت آپ نے مجھ سے فرمایا ایسا ہی ہے یونس کہ حضرت نے دو بار فرمایا
ایسا ہی ہے۔ (مجہول)

﴿ باب ﴾

﴿ دخول عمرو بن عبيد والمعتزلة على أبي عبدالله عليه السلام ﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عمر بن اُذينة، عن زرارة، عن عبدالكريم بن عتبة الهاشميّ قال: كنت قاعداً عند أبي عبدالله عليه السلام بمكّة إذ دخل عليه اُناس من المعتزلة فيهم عمرو بن عبيد وواصل بن عطاء وحفص بن سالم مولى ابن هبيرة وناس من رؤسائهم وذلك حدثان قتل الوليد واختلاف أهل الشام بينهم فتكلّموا وأكثروا وخطبوا فأطالوا فقال لهم أبو عبدالله عليه السلام: إنّكم قد أكثرتم عليَّ فأسندوا أمركم إلى رجل منكم وليتكلّم بحججكم ويوجز، فأسندوا أمرهم إلى عمرو بن عبيد، فتكلّم فأبلغ وأطال، فكان فيما قال أن قال: قد قتل أهل الشام خليفتهم و ضرب الله عزَّ وجلَّ بعضهم ببعض وشتّت الله أمرهم فنظرنا فوجدنا رجلاً له دين وعقل ومروَّة وموضع ومعدن للخلافة وهو محمّد بن عبدالله بن الحسن فأردنا أن نجتمع عليه فنبايعه ثمَّ نظهر معه فمن كان بايعنا فهو منّا وكنّا منه ومن اعتزلنا كففنا عنه ومن نصب لنا جاهدناه ونصبنا له على بغيه وردّه إلى الحقّ وأهله وقد أحببنا أن نعرض ذلك عليك فتدخل معنا فإنّه لا غنى بنا عن مثلك لموضعك وكثرة شيعتك، فلمّا فرغ قال أبو عبدالله عليه السلام: أكلّكم على مثل ما قال عمرو؟ قالوا: نعم فحمد الله وأثنى عليه وصلّى على النبيّ صلى الله عليه وآله ثمَّ قال: إنّما نسخط إذا عصي الله فأمّا إذا اُطيع رضينا، أخبرني يا عمرو لو أنَّ الاُمّة قلّدتك أمرها وولّتك بغير قتال ولا مؤونة وقيل لك: ولّها من شئت من كنت تولّيها؟ قال: كنت أجعلها شورى بين المسلمين قال: بين المسلمين كلّهم؟ قال: نعم، قال: بين فقهائهم وخيارهم؟ قال: نعم، قال: قريش وغيرهم؟ قال: نعم، قال: والعرب والعجم؟ قال: نعم، قال: أخبرني يا عمرو أتتولّى أبا بكر وعمر أو تتبرَّء منهما؟ قال: أتولاّهما، فقال: فقد خالفتهما ما تقولون أنتم تتولّونهما أو تتبرَّؤون منهما، قالوا: نتولاّهما.

قال: يا عمرو إن كنت رجلاً تتبرَّء منهما فإنّه يجوز لك الخلاف عليهما وإن كنت تتولاّهما فقد خالفتهما قد عهد عمر إلى أبي بكر فبايعه ولم يشاور فيه أحداً ثمَّ ردّها

أبو بكر عليه ولم يشاور فيه أحداً ثمّ جعلها عمر شورى بين ستّة وأخرج منها جميع المهاجرين والأنصار غير اُولئك الستّة من قريش وأوصى فيهم شيئاً لا أراك ترضى به أنت ولا أصحابك إذ جعلتها شورى بين جميع المسلمين، قال: وما صنع؟ قال: أمر صهيباً أن يصلّي بالناس ثلاثة أيّام وأن يشاور اُولئك الستّة ليس معهم أحد إلّا ابن عمر يشاورونه وليس له من الأمر شيء، وأوصى من بحضرته من المهاجرين والأنصار إن مضت ثلاثة أيّام قبل أن يفرغوا أو يبايعوا رجلاً أن يضربوا أعناق اُولئك الستّة جميعاً فإن اجتمع أربعة قبل أن تمضي ثلاثة أيّام وخالف اثنان أن يضربوا أعناق الاثنين أفترضون بهذا أنتم فيما تجعلون من الشورى في جماعة من المسلمين قالوا: لا.

ثمّ قال: يا عمرو دع ذا أرأيت لو بايعت صاحبك الّذي تدعوني إلى بيعته ثمّ اجتمعت لكم الاُمّة فلم يختلف عليكم رجلان فيها فأفضتم إلى المشركين الّذين لا يسلمون ولا يؤدّون الجزية أكان عندكم وعند صاحبكم من العلم ما تسيرون بسيرة رسول الله صلى الله عليه وآله في المشركين في حروبه؟ قال: نعم، قال: فتصنع ماذا؟ قال: ندعوهم إلى الإسلام فإن أبوا دعوناهم إلى الجزية.

قال: وإن كانوا مجوساً ليسوا بأهل الكتاب؟ قال: سواء، قال: وإن كانوا مشركي العرب وعبدة الأوثان؟ قال: سواء، قال: أخبرني عن القرآن تقرؤه؟ قال: نعم، قال: اقرأ «قاتلوا الّذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر ولا يحرّمون ما حرّم الله ورسوله ولا يدينون دين الحقّ من الّذين اُوتوا الكتاب حتّى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون» فاستثناء الله عزّ وجلّ واشتراطه من الّذين اُوتوا الكتاب فهم والّذين لم يؤتوا الكتاب سواء؟ قال: نعم، قال عمّن أخذت ذا؟ قال: سمعت الناس يقولون، قال: فدع ذا، فإن هم أبوا الجزية فقاتلتهم فظهرت عليهم كيف تصنع بالغنيمة؟ قال: اُخرج الخمس واُقسّم أربعة أخماس بين من قاتل عليه.

قال: أخبرني عن الخمس من تعطيه؟ قال: حيثما سمّى الله، قال: فقرأ «واعلموا أنّما غنمتم من شيء فأنّ لله خمسه وللرّسول ولذي القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل» قال: الّذي للرسول من تعطيه؟ ومن ذو القربى؟ قال: قد اختلف فيه الفقهاء فقال بعضهم: قرابة النبيّ صلى الله عليه وآله وأهل بيته، وقال بعضهم: الخليفة، وقال بعضهم: قرابة الّذين قاتلوا عليه من المسلمين، قال: فأيّ ذلك تقول أنت؟ قال: لا أدري، قال: فأراك لا تدري

فدعونا .

ثمّ قال : أرأيت الأربعة أخماس تقسّمها بين جميع من قاتل عليها ؟ قال : نعم ، قال : فقد خالفت رسول الله صلى الله عليه وآله في سيرته بيني وبينك فقهاء أهل المدينة و مشيختهم فاسألهم فإنّهم لا يختلفون ولا يتنازعون في أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله إنّما صالح الأعراب على أن يدعهم في ديارهم ولا يهاجروا على إن دهمه من عدوّه دهمٌ أن يستنفرهم فيقاتل بهم و ليس لهم في الغنيمة نصيب وأنت تقول بين جميعهم فقد خالفت رسول الله صلى الله عليه وآله في كلّ ما قلت في سيرته في المشركين ومع هذا ما تقول في الصدقة ؟ فقرأ عليه الآية : « إنّما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها .. إلى آخر الآية » قال : نعم ، فكيف تقسّمها ؟ قال : أُقسّمها على ثمانية أجزاء فأُعطي كلّ جزء من الثمانية جزءاً ، قال : وإن كان صنف منهم عشرة آلاف وصنف منهم رجلاً واحداً أو رجلين أو ثلاثة جعلت لهذا الواحد مثل ما جعلت للعشرة الآلاف ؟ قال : نعم ، قال : وتجمع صدقات أهل الحضر وأهل البوادي فتجعلهم فيها سواء ؟ قال : نعم ، قال : فقد خالفت رسول الله صلى الله عليه وآله في كلّ ما قلت في سيرته ، كان رسول الله صلى الله عليه وآله يقسّم صدقة أهل البوادي في أهل البوادي وصدقة أهل الحضر في أهل الحضر ولا يقسّمه بينهم بالسويّة وإنّما يقسّمه على قدر ما يحضره منهم وما يرى وليس عليه في ذلك شيءٌ موقّت موظّف وإنّما يصنع ذلك بما يرى على قدر من يحضره منهم فإن كان في نفسك ممّا قلت شيء فالق فقهاء أهل المدينة فإنّهم لا يختلفون في أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله كذا كان يصنع .

ثمّ أقبل على عمرو بن عبيد فقال له : اتّق الله وأنتم أيّها الرّهط فاتّقوا الله فإنّ أبي حدّثني وكان خير أهل الأرض وأعلمهم بكتاب الله عزّ وجلّ وسنّة نبيّه صلى الله عليه وآله : أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال : من ضرب الناس بسيفه ودعاهم إلى نفسه وفي المسلمين من هو أعلم منه فهو ضالٌّ متكلّف .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عليّ بن النعمان ، عن سويد القلانسيّ ، عن بشير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : إنّي رأيت في المنام أنّي قلت لك : إنّ القتال مع غير الإمام المفترض طاعته حرام مثل الميتة والدّم ولحم الخنزير ، فقلت لي : نعم هو كذلك ، فقال أبو عبدالله عليه السلام : هو كذلك هو كذلك .

باب

عمرو بن عبید اور معتزلیوں کا امام جعفر صادقؑ سے مناظرہ

۱۔ راوی کہتا ہے کہ میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ فرقہ معتزلہ کے کچھ لوگ آئے جن عمرو بن عبید، واصل بن عطا، حفص غلام بن ہبیرہ بھی تھے اور ان کے علاوہ اس فرقہ کے رؤسا بھی تھے انھوں نے ولید اموی کے قتل ہو جانے اور اہل شام کے باہمی اختلاف پر بات چیت شروع کی۔ سب اپنی اپنی کہہ رہے تھے اور مکالمہ نے طول پکڑا۔ حضرت نے فرمایا تم تو بہت سے لوگ میرے پاس آگئے ہو اپنا نمائندہ کسی ایک کو بناؤ تاکہ وہ اپنی حجت تمہاری طرف سے پیش کرے انھوں نے عمرو بن عبید کو مقرر کیا اس نے مبالغہ آمیز تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اہل شام نے اپنے خلیفہ کو قتل کر دیا ہے اور اللہ نے ان کے درمیان مار پیٹ کرا دی ہے اور ان کے اندر تفرقہ پیدا کر دیا ہے پس ہم ایک ایسے شخص کو تجویز کیا ہے جو دیندار اور صاحب فہم و فراست اور خلافت کے لئے شایان ہے اور وہ محمد بن عبداللہ بن الحسن علیہ السلام ہیں ہم نے ان پر اتفاق کر لیا ہے لہذا آپ بھی ان کی بیعت کریں اور ان کی مدد پر آمادہ ہوں جو ہمارے ساتھ بیعت کرے گا ہم اس کے ہیں وہ ہمارا، جو شخص ہم سے الگ رہے گا تو ہم اس کے لیے کافی ہیں جو ہم سے دشمنی کرے گا ہم اس سے جہاد کریں گے اور اس سے ہماری یہ عداوت اس کی بغاوت کی وجہ سے ہو گی یا اس کو حق اور اس کے اہل کی طرف لانے کے لیے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ اس امر کو آپ کے سامنے پیش کر کے آپ سے اس تحریک میں اپنے ساتھ داخلہ کی درخواست کریں کیونکہ آپ جیسے شخص کے بغیر یہ کام نہیں چلے گا۔ آپ کا بڑا مرتبہ ہے اور آپ کے شیعہ بکثرت ہیں۔

جب وہ کہہ چکا تو حضرت نے مجمع سے فرمایا کیا تم سب اس پر متفق ہو بولے ہاں، حمد و نعت کے بعد حضرت نے فرمایا ہم غضبناک ہوتے ہیں جب اللہ کی نافرمانی کی جاتی ہے اور ہم راضی ہوتے ہیں جب اس کی اطاعت کی جاتی ہے اے عمرو اچھا یہ بتاؤ کہ اگر امت تم کو بغیر قتل و خونریز کے یہ اختیار دے دے کہ جسے چاہو حاکم تجویز کر لو تو تم کسے بناؤ گے۔

عمرو:۔ میں مسلمانوں سے مشورہ کروں گا۔

امام:۔ کیا تمام مسلمانوں سے مشورہ کرو گے۔

عمرو:۔ جی ہاں سب سے۔

امام:۔ امت کے تمام فقہا اور نیک بندوں سے؟

عمرو:۔ جی ہاں سب سے۔

امام:۔ قریش وغیرہ سے بھی۔

امام:۔ اور عرب و عجم سے بھی۔

عمرو:۔ جی ہاں۔

امام:۔ یہ بتاؤ تم ابوبکر و عمر کو دوست رکھتے ہو یا نہیں۔

عمرو۔ میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں۔

امام:۔ تمہارا کہنا تو خلاف جا رہا ہے پتہ نہیں چلتا کہ تم دوست رکھتے ہو یا ان سے بیزار ہو۔

انھوں نے کہا ہم سب ان کو دوست رکھتے ہیں۔

امام:۔ اے عمرو اگر تم ان سے بیزار ہوتے تب تو تمہارے لئے ان کی مخالفت جائز ہوتی لیکن جب تم ان کو دوست رکھتے ہو تو پھر مخالفانہ رویہ کیسا وہ اس طرح کہ عمر نے ابوبکر پر اعتماد کیا اور ان کی بیعت کر لی اور اس میں کسی سے مشورہ نہیں کیا پھر ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کی طرف خلافت لوٹا دی اور کسی سے مشورہ نہ کیا پھر حضرت عمرؓ نے چھ آدمیوں کی شوریٰ کمیٹی بنائی اور چھ آدمیوں کے سوا اور تمام مہاجرین و انصار کو اس کمیٹی سے الگ رکھا یہ چھ بھی سب قریشی تھے اور ان کے لئے بھی ایسی وصیت کر گئے کہ تم اور تمہارے ساتھی اسے پسند نہ کریں گے کیونکہ تمہارے خیال میں تو تمام مسلمانوں کا شوریٰ ہونا چاہیئے۔

عمرو:۔ حضرت عمر نے کیا کیا جس کو ہم پسند نہ کریں۔

امام:۔ صہیب کو حکم دیا کہ تین دن لوگوں کو نماز پڑھائیں اور ان تین دن میں چھؤوں آدمی مشورہ کریں اور کوئی ان کے پاس نہ ہو سوائے عبداللہ بن عمر کے لیکن ان کو امر خلافت سے کوئی تعلق نہ ہوگا اور مہاجرین انصار میں سے جو لوگ ان کے پاس تھے ان سے کہا کہ تین دن گزر جائیں اور یہ خلافت کا مسئلہ طے نہ کریں اور کسی کے ہاتھ پر بیعت نہ کریں تو ان چھؤوں کی گردن مار دی جائے اور اگر ان میں سے چار اتفاق کر لیں اور دو مخالفت کریں تو ان دو کی گردن مار دی جائے اب بتاؤ کیا تم اس پر راضی ہو کیا تم ایسا ہی شوریٰ جماعت مسلمین کرنا چاہتے ہو۔

انھوں نے کہا نہیں۔

امام:۔ غور کرو تم نے اس شخص سے بیعت کر لی جس کی بیعت کے لئے تم مجھے دعوت دے رہے ہو اور امت کا ایسا اجتماع بھی ہو گیا کہ دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہ کیا اور مشرکوں سے تمہارا معاملہ آن پڑا جو نہ تو اسلام قبول کرتے ہیں نہ جزیہ دیتے ہیں تو بتاؤ تمہارے یا تمہارے معین کردہ خلیفہ کے پاس اس سیرت رسولؐ کا علم ہے جو لڑائیوں میں وہ مشرکین کے مقابلہ میں ظاہر کرتے تھے۔

اس نے کہا ہے۔

امام :۔ اچھا بتاؤ تم کیا کرو گے۔

عمرو :۔ ہم ان کو دعوت اسلام دیں گے درصورت انکار جزیہ طلب کریں گے۔

امام :۔ چاہے وہ مجوسی ہوں جو اہل کتاب نہیں۔

عمرو :۔ اس معاملہ میں سب برابر ہیں۔

امام :۔ چاہے وہ مشرکین عرب اور بت پرست ہوں۔

عمرو :۔ سب برابر ہیں۔

امام :۔ اگر قرآن پڑھتے ہو تو اس سے بتاؤ۔

عمرو :۔ ہاں میں پڑھتا ہوں۔

امام :۔ اچھا یہ آیت پڑھو، قتال کرو ان سے جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لائے۔ اور نہیں حرام کرتے اوپر اس چیز کو جسے اللہ اور رسول نے حرام کیا ہے اور نہ دین حق کو ان لوگوں سے یقتے ہیں جن کو کتاب دی گئی ہے تو جب تک وہ اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر جزیہ نہ دیں (ان کے قتل سے باز نہ رہو) اللہ نے استثنیٰ کر دیا اور شرط لگا دی ان لوگوں کی جن کو کتاب دی گئی ہے تو کیا یہ ان لوگوں کے برابر ہوں گے جن کو کتاب نہیں دی گئی۔

عمرو :۔ بے شک۔

امام :۔ تمہیں یہ کس نے بتایا۔

عمرو :۔ میں نے لوگوں سے سنا ہے۔

امام :۔ اچھا اسے تو چھوڑو، فرض کرو انھوں نے جزیہ دینے سے انکار کیا اور تم نے ان سے جہاد کیا اور غالب آگئے تو مال غنیمت کا کیا کرو گے۔

عمرو :۔ خمس نکالیں گے اور چوتھائی حصہ ان کو دیں گے جنھوں نے جنگ لڑی ہو گی۔

امام :۔ یہ بتاؤ خمس کسے دو گے۔

عمرو :۔ جس طرح اللہ نے بتایا ہے۔

اس نے یہ آیت پڑھی، اور جان لو کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا اور ذوی القربیٰ و یتیم و مسکین و ابن سبیل کا ہے۔

امام :۔ رسولؐ کا حصہ کس کو دو گے اور ذوی القربیٰ کون ہیں۔

عمرو :۔ اس بارے میں فقہا کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں قرابتدار نبی اور ان کے اہلبیت ہیں بعض کہتے ہیں خلیفہ مراد ہے

بعض کہتے ہیں ان لوگوں کے رشتہ دار مراد ہیں جنھوں نے قتال کیا۔

امام:۔ ان میں کون سی شق سمجھتے ہو۔

عمرو:۔ میں تو نہیں جانتا۔

امام:۔ جب تم نہیں جانتے تو اسے چھوڑو۔

پھر حضرت نے فرمایا تم خمس کو چار حقداروں میں کیسے تقسیم کرو گے۔ ان لوگوں پر جنھوں قتال کیا ہے کیا سب پر۔

عمرو:۔ جی ہاں۔

امام:۔ تم نے اس صورت میں سیرت رسولؐ کی مخالفت کی، میرے اور تمہارے درمیان فقہاء اہل مدینہ اور ان کے مشائخ ہیں انھی سے ہم پوچھیں گے وہ اختلاف اور تنازعہ نہ کریں گے کہ اس امر میں حضرت رسولؐ خدا نے اعراب میں چھوڑ دیا جائے اور وہ ہجرت نہ کریں کیونکہ دشمن کی کثرت تھی تو ان پر غالب اگر مقاتلہ کرتے ان لوگوں کے لئے غنیمت میں کوئی حصہ نہیں تھا اور تم کہتے ہو سب پر تقسیم کرو گے تو بتاؤ یہ رسولؐ کی مخالفت ہر معاملہ میں تمہاری طرف سے ہوئی یا نہیں، اچھا تم صدقہ کے بارے میں کیا کہتے ہو۔

اُس نے یہ آیہ مذکورہ آخر تک پڑھی۔

امام:۔ تقسیم کیسے کرو گے۔

عمرو:۔ میں آٹھ حصوں میں تقسیم کروں گا اور ہر ایک کو ایک ایک جزو دوں گا۔

امام:۔ اگر ایک صنف میں دس ہزار ہوں اور دوسری صنف میں صرف ایک یا دو یا تین تو کیا ایک کو اتنا ہی دو گے جتنا دس ہزار کو۔

عمرو:۔ جی ہاں۔

امام:۔ تو کیا شہر والوں اور بادیہ والوں میں صدقات برابر تقسیم کرو گے۔

عمرو:۔ جی ہاں۔

امام:۔ تو تم نے ان سب باتوں میں رسول اللہ کی مخالفت کی حضرت رسول خدا تو اہل بوادی کا صدقہ اہل بوادی میں اور اہل شہر کا اہل شہر میں تقسیم فرماتے تھے اور وہ ان کے درمیان بالسویہ تقسیم نہیں فرماتے تھے اور تقسیم فرماتے تھے ایک اندازہ سے ان لوگوں پر جو موجود ہوتے تھے ان لوگوں میں سے اور اس میں کوئی وقت مقرر نہ تھا بلکہ جو ان میں سے ہوتے انہی کو دیتے۔

اگر تمہارے دل میں کوئی بات کھٹکتی ہو تو فقہاء مدینہ سے وہ بغیر اختلاف یہ بتائیں گے کہ رسول اللہ ایسا

ہی کرتے تھے پھر آپ نے عمر بن عبید سے فرمایا اللہ سے ڈرو اور ان لوگوں سے فرمایا تم بھی ڈرو میرے والد ماجد نے فرمایا ہے جو اہل ارض میں بہترین انسان تھے اور کتاب اللہ سب سے بہتر جاننے والے اور سنت نبی کے بڑے عالم، جو لوگوں کو تلوار سے مارے اور ان کو اپنے نفس کی طرف بلائے اور مسلمانوں میں وہ سب سے زیادہ عالم بھی ہو تو وہ گمراہ اور لایعنی ہے۔

۴۔ میں نے کہا میں نے خواب میں آپ کو دیکھا میں نے کہا امام مفترض الطاعت کے ساتھ ہوئے بغیر قتال حرام ہے جیسے مردار، خون، سور کا گوشت، آپ نے مجھ سے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے حضرت ابوعبداللہ نے فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے ہاں ایسا ہی ہے۔

﴿باب ۸﴾

٭(وصية رسول الله صلى الله عليه وآله و أمير المؤمنين عليه السلام)٭
٭(في السرايا)٭

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار ـ قال: أظنّه ـ عن أبي حمزة الثماليّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله: إذا أراد أن يبعث سريّة دعاهم فأجلسهم بين يديه ثمّ يقول: سيروا بسم الله و بالله و في سبيل الله و على ملّة رسول الله، لا تغلّوا و لا تمثّلوا؛ و لا تغدروا؛ و لا تقتلوا شيخاً فانياً و لا صبيّاً و لا امرأة؛ و لا تقطعوا شجراً إلّا أن تضطرّوا إليها؛ و أيّما رجل من أدنى المسلمين أو أفضلهم نظر إلى رجل من المشركين فهو جار حتّى يسمع كلام الله فإن تبعكم فأخوكم في الدين و إن أبى فأبلغوه مأمنه واستعينوا بالله عليه.

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن النوفليّ، عن السكونيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال أمير المؤمنين عليه السلام: نهى رسول الله صلى الله عليه وآله أن يلقى السمّ في بلاد المشركين.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن ابن محبوب، عن عبّاد بن صهيب قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: ما بيّت رسول الله صلى الله عليه وآله عدوّاً قطّ.

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن النّوفليّ، عن السّكونيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه: بعثني رسول الله صلى الله عليه وآله إلى اليمن وقال لي: يا عليُّ لا تقاتلنّ أحداً حتّى تدعوه وأيم الله لأن يهدي الله على يديك رجلاً خيرٌ لك ممّا طلعت عليه الشّمس وغربت ولك ولاؤه يا عليُّ.

٥ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير، عن أبان بن عثمان ، عن يحيى ابن أبي العلاء ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان أمير المؤمنين صلوات الله عليه لا يقاتل حتّى تزول الشّمس ويقول: تفتح أبواب السّماء وتقبل الرّحمة وينزل النّصر ؛ ويقول : هو أقرب إلى اللّيل وأجدر أن يقلّ القتل ويرجع الطالب ويفلت المنهزم .

٦ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن القاسم بن محمّد ، عن المنقريّ ، عن حفص بن غياث قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن مدينة من مدائن أهل الحرب هل يجوز أن يرسل عليهم الماء وتحرق بالنّار أو ترمى بالمجانيق حتّى يقتلوا وفيهم النّساء و الصّبيان والشّيخ الكبير والأُسارى من المسلمين والتجّار فقال : يفعل ذلك بهم ولا يمسك عنهم لهؤلاء ولا دية عليهم للمسلمين ولا كفّارة . وسألته عن النّساء كيف سقطت الجزية عنهنّ ورفعت عنهنّ؟ فقال : لأنّ رسول الله صلى الله عليه وآله : نهى عن قتال النّساء و الولدان في دار الحرب إلّا أن يقاتلوا فإن قاتلت أيضاً فأمسك عنها ما أمكنك ولم تخف خللا فلمّا نهى عن قتلهنّ في دار الحرب كان في دار الإسلام أولى ولو امتنعت أن تؤدّي الجزية لم يمكن قتلها فلمّا لم يمكن قتلها رفعت الجزية عنها ولو امتنع الرّجال أن يؤدّوا الجزية كانوا ناقضين للعهد وحلّت دماؤهم وقتلهم لأنّ قتل الرّجال مباح في دار الشّرك و كذلك المقعد من أهل الذّمّة والأعمى والشّيخ الفاني والمرأة والولدان في أرض الحرب فمن أجل ذلك رفعت عنهم الجزية .

٧ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه، عن النّوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّ النّبيّ صلى الله عليه وآله كان إذا بعث بسريّة دعا لها .

٨ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إنّ النبيّ صلى الله عليه وآله كان إذا بعث أميراً له على سريّة أمره بتقوى الله عزّ وجلّ في خاصّة نفسه ثمّ في أصحابه عامّة، ثمّ يقول : اغز بسم الله وفي سبيل الله ، قاتلوا من كفر بالله ولا تغدروا ولا تغلّوا وتمثلوا ولا تقتلوا وليداً ولا متبتّلاً في شاهق ولا تحرقوا النّخل ولا تغرقوه بالماء ولا تقطعوا شجرة مثمرة ولا تحرقوا زرعاً لأنّكم لا تدرون لعلّكم تحتاجون إليه ولا تعقروا من البهائم ممّا يؤكل لحمه إلّا ما لابدّ لكم من أكله وإذا لقيتم عدوّاً للمسلمين فادعوهم إلى إحدى ثلاث فإن هم أجابوكم إليها فاقبلوا منهم و كفّوا عنهم : ادعوهم إلى الإسلام فإن دخلوا فيه فاقبلوه منهم و كفّوا عنهم ، وادعوهم إلى الهجرة بعد

الإسلام فإن فعلوا فاقبلوا منهم و كفّوا عنهم و إن أبوا أن يهاجروا و اختاروا ديارهم و أبوا أن يدخلوا في دار الهجرة كانوا بمنزلة أعراب المؤمنين يجري عليهم مايجري على أعراب المؤمنين ولا يجري لهم في الفيىء ولا في القسمة شيء إلّا أن يهاجروا في سبيل الله فإن أبوا هاتين فادعوهم إلى إعطاء الجزية عن يد وهم صاغرون فإن أعطوا الجزية فاقبل منهم و كفّ عنهم وإن أبوا فاستعن الله عزّ وجلّ عليهم وجاهدهم في الله حقّ جهاده وإذا حاصرت أهل حصن فأرادوك على أن ينزلوا على حكم الله عزّ وجلّ فلا تنزل لهم ولكن أنزلهم على حكمكم ثمّ اقض فيهم بعد ما شئتم فإنّكم إن تركتموهم على حكم الله لم تدروا تصيبوا حكم الله فيهم أم لا وإذا حاصرتم أهل حصن فإن آذنوك على أن تنزلهم على ذمّة الله وذمّة رسوله فلا تنزلهم ولكن أنزلهم على ذممكم وذمم آبائكم وإخوانكم فإنّكم إن تخفروا ذممكم وذمم آبائكم وإخوانكم كان أيسر عليكم يوم القيامة من أن تخفروا ذمّة الله وذمّة رسوله صلى الله عليه وآله.

٩ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن محمّد بن حمران ؛ وجميل ابن درّاج كلاهما ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله إذا بعث سريّة دعا بأميرها فأجلسه إلى جنبه وأجلس أصحابه بين يديه ثمّ قال : سيروا بسم الله وبالله و في سبيل الله وعلى ملّة رسول الله صلى الله عليه وآله لا تغدروا ولا تغلّوا و لا تمثلوا ولا تقطعوا شجرة إلّا أن تضطرّوا إليها ولا تقتلوا شيخاً فانياً ولا صبيّاً ولا امرأة وأيّما رجل من أدنى المسلمين و أفضلهم نظر إلى أحد من المشركين فهو جار حتّى يسمع كلام الله فإذا سمع كلام الله عزّ وجلّ فإن تبعكم فأخوكم في دينكم وإن أبى فاستعينوا بالله عليه و أبلغوه مأمنه .

باب ۸

وصیت رسولؐ وجناب امیر علیہ السلام

۱۔ فرمایا حضرت نے کہ جناب رسول خدا جب کسی لشکر کو بھیجنا چاہتے تو اس کو اپنے سامنے بٹھا کر فرماتے جاؤ بسم اللہ وباللہ فی سبیل اللہ علی ملت رسول اللہ نا ترکیوں میں نہ جھگڑنا ، مثلہ نہ کرنا ، غدر نہ کرنا ، درخت نہ کاٹنا مگر در صورت مجبوری ، کوئی مسلمان ادنیٰ ہو یا افضل ، جب کسی مشرک کو جاتے دیکھے تو اس کو اللہ کا کلام سنائے اگر وہ تمہاری پیروی کرے تو تمہارا دینی بھائی ہے اور اگر انکار کرے تو اس کو اس کی جائے پناہ تک پہنچا دو اور اللہ سے اس کے بارے میں مدد چاہو ۔ (حسن)

۲۔ حضرت نے فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے مشرکوں کے شہروں میں (پانی کے اندر) زہر ڈالنے کو منع فرمایا ہے۔ (ض)

۳۔ حضرت رسولؐ خدا نے کبھی کسی دشمن کو شب باشی کا موقع نہیں دیا۔ (موثق)

۴۔ فرمایا حضرت نے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ نے یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا یا علی دعوت اسلام دیئے بغیر کسی کو قتل نہ کرنا قسم خدا کی تمہارے ہاتھ پر اگر ایک شخص ایمان لے آئے تو وہ بہتر ہوگا اس سے کہ سورج طلوع ہو اور غروب ہو اس پر تمہاری حکومت میں۔ (ض)

۵۔ فرمایا حضرت نے کہ امیرالمومنین علیہ السلام قبل زوال قتال نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے بعد زوال ابواب سما کھل جاتے ہیں اور رحمت متوجہ ہوتی ہے اور فرماتے تھے یہ صورت رات آنے تک رہتی ہے اس وقت جنگ روک دی جائے تاکہ فاتح اپنے مقام پر لوٹے اور شکست کھانے والا آرام پالے۔ (حسن)

۶۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اہل حرب کے شہروں کے متعلق پوچھا آیا جائز ہے کہ ان پر پانی چھوڑا جائے آگ میں جلایا جائے اور منجنیقوں سے گولہ باری کر کے ان کو قتل کیا جائے۔ درآنحالیکہ ان میں عورتیں بچے اور کھوسٹ بڈھے اور مسلمان قیدی اور تاجر بھی ہوں فرمایا ان سے ایسا سلوک کیا جائے اور ان سے ان چیزوں کو روکا جائے اور مسلمانوں کے لئے ان پر دیت نہیں اور نہ کفارہ، میں نے عورتوں کے متعلق پوچھا کہ ان سے جزیہ کیوں ساقط ہے فرمایا رسولؐ اللہ نے منع کیا ہے عورتوں کے قتل سے اور بچوں کے دارالحرب میں لیکن اگر وہ لوگ جنگ کریں اور عورتیں بھی تو ان سے روکا جائے ہر اس چیز کو جو ممکن ہو اور کسی بات سے ڈرا نہ جائے۔ جب رسول اللہ نے ان کے قتل میں دار حرب میں روکا ہے تو دارالاسلام میں تو قتل سے رکنا بدرجہ اولیٰ ہے اگر وہ منع کریں جزیہ دینے سے تب بھی ان کو قتل نہ کیا جائے اور جب جزیہ اٹھالیا گیا تو قتل سے بھی منع کیا گیا ہاں اگر مرد نہ دیں تو یہ نقض عہد ہوگا اور اس صورت میں ان کا خون بہانا اور قتل کرنا حلال ہے کیونکہ دارشرک میں مردوں کا خون بہانا مباح ہے اور یہی صورت ہے اہل شہر کے بیٹھنے کی جگہ کی اور اندھوں اور بوڑھوں اور عورتوں اور بچوں کی جب کہ وہ دارحرب میں ہوں اسی لئے ان سے جزیہ اٹھالیا گیا۔ (ض)

۷۔ حضرت رسولؐ خدا جب کوئی سریہ بھیجتے تو اس کے لئے دعا کرتے۔

۸۔ فرمایا جب حضرت رسولؐ خدا کسی لشکر کو بھیجتے تو اس کے سردار کو اور اس کے تمام ساتھیوں کو اللہ سے ڈرنے کا حکم دیتے، پھر فرماتے جاؤ راہ خدا میں اللہ کے نام پر لڑو جو لوگ اللہ کو نہیں مانتے ان کو قتل کرو، اس میں معذوری ظاہر نہ کرو اور لوگوں کی گردن میں طوق نہ ڈالو ان کی لاشوں کو مثلہ نہ کرو، بچوں کو اور سخت بیماروں کو قتل نہ کرو درختوں کو نہ جلاؤ ان کو تہہ آب نہ کرو، پھلدار درختوں کو نہ کاٹو اور کھیتوں کو نہ جلاؤ، تم کیا جانو، شاید تم ان کی طرف محتاج ہو اور جن چوپاؤں کا گوشت کھاتے ہو ان کی کوچیں نہ کاٹو، شاید تمہیں ان کا گوشت کھانے کی ضرورت

پیش آئے جب مسلمانوں کے دشمن سے مڈبھیڑ ہو تو ان کو تین باتوں میں سے ایک بات کو منظور کرنے کے لئے کہو اگر وہ قبول کر لیں تو ان کو قتل کرنے سے باز آؤ اور ان کو دعوت اسلام دو اگر وہ قبول کر لیں تو اسلام کے بعد وہ ہجرت اختیار کریں اگر ہجرت کریں تو ان سے کچھ نہ کہو اور اگر وہ ہجرت نہ کریں اور اپنے ہی شہروں میں رہنا چاہیں اور دار ہجرت میں داخل ہونے سے انکار کریں تو وہ بمنزلہ اعراب مومنین ہیں ان سے وہی سلوک کیا جائے جو بدو مسلمان عربوں سے کیا جاتا ہے مال غنیمت سے انھیں کچھ نہیں ملے گا اور جب تک وہ فی سبیل اللہ ہجرت نہ کریں تقسیم میں ان کی شرکت نہ کریں۔

اگر ان دونوں باتوں سے وہ ہٹ جائیں تو ان کو جزیہ کی دعوت دو کہ وہ اپنے ہاتھوں سے ذلیل ہو کر دیں اگر وہ دے دیں تو قبول کرو اور ان کو قتل نہ کرو درصورت انکار اللہ سے مدد مانگ کر ان سے ڈٹ کر جہاد کرو اور جب تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو تو اگر وہ چاہیں کہ وہاں سے نکلیں حکم خدا کے مطابق تو ان کے پاس نہ جاؤ بلکہ کہو کہ ہم اپنے حکم کے مطابق اندر آئیں گے جب یہ بات طے ہو جائے تو بعد میں ان کے ساتھ جو تمہارا دل چاہے عمل کرو ورنہ اگر تم نے ان کو حکم خدا پر رکھ کر چھوڑا تو تم کیا جانو کہ تم نے اس معاملہ کو طے کرنے میں صحیح فیصلہ کیا ہے یا غلط اور تم اہل قلعہ کا محاصرہ کرو اور وہ اندر بلائیں اللہ اور رسولؐ کی ذمہ داری پر تو مت جاؤ بلکہ اپنی ذمہ داری پر اور اپنے باپوں اور ... بھائیوں کی ذمہ داری پر جاؤ اگر یہ ذمہ داری ٹوٹ جائے تو بہ نسبت خدا اور رسول کی ذمہ داری ٹوٹنے کے تمہاری ذمہ داری کا ٹوٹنا تمہارے لئے روز قیامت زیادہ آسان ہوگا۔ (م)

۹۔ یہ مضمون نمبر ۶ میں گزر چکا ہے۔ (م)

﴿ باب ۹ ﴾

☆(اعطاء الامان)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : ما معنى قول النّبيّ صلى الله عليه وآله «يسعى بذمّتهم أدناهم» ؟ قال : لو أنّ جيشاً من المسلمين حاصروا قوماً من المشركين فأشرف رجلٌ فقال : أعطوني الأمان حتّى ألقى صاحبكم واُناظره فأعطاه أدناهم الأمان وجب على أفضلهم الوفاء به .

٢ ـ عليٌّ ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّ عليّاً عليه السلام أجاز أمان عبد مملوك لأهل حصن من الحصون و قال : هو من المؤمنين .

٣ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن يحيى بن عمران ، عن يونس ، عن عبدالله بن سليمان قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : ما من رجل آمن رجلاً على ذمّة ثمّ قتله إلّا جاء يوم القيامة يحمل لواء الغدر .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن محمّد بن الحكم ، عن أبي عبدالله علیه‌السلام ـ أوعن أبي الحسن علیه‌السلام ـ قال : لو أنّ قوماً حاصروا مدينة فسألوهم الأمان فقالوا : لا ، فظنّوا أنّهم قالوا : نعم فنزلوا إليهم كانوا آمنين .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن يحيى ، عن طلحة بن زيد ، عن أبي عبدالله ، عن أبيه علیهما‌السلام قال : قرأت في كتاب لعليّ علیه‌السلام أنّ رسول‌الله صلى‌الله‌عليه‌وآله كتب كتاباً بين المهاجرين و الأنصار ومن لحق بهم من أهل يثرب أنّ كلّ غازية غزت بما يعقّب بعضها بعضاً بالمعروف و القسط بين المسلمين فإنّه لايجوز حرب إلاّ بإذن أهلها وإنّ الجار كالنّفس غير مضارّ ولا آثم وحرمة الجار على الجار كحرمة اُمّه وأبيه لايسالم مؤمن دون مؤمن في قتال في سبيل الله إلاّ على عدل وسواء .

باب

امان دینا

۱۔ میں نے حضرت سے کہا کیا معنی ہیں اس قول رسولؐ کے یسعی بذا متہم ادناھم، فرمایا اگر مسلمانوں کا لشکر کسی قوم مشرک کا محاصرہ کرے اور ایک شخص آ کر کہے ۔ مجھے امان دو اور اپنے صاحب سے ملاؤ میں اس سے بات چیت کروں گا پس اگر ادنیٰ مسلمان اس کو امان دے دے تو ان کے افضل کو یہ معاہدہ پورا کرنا چاہیے ۔

۲۔ فرمایا حضرت نے کہ علی علیہ السلام جائز جانتے تھے جو ایک غلام کسی قلعہ میں محصورین کو امان دے دیتا تھا فرماتے تھے یہ غلام بھی مومنوں میں سے ہے۔ (ض)

۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جو کوئی امان دینے کے بعد کسی کو قتل کرے گا تو وہ روز قیامت غدر کا جھنڈا اٹھائے ہوگا ۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا اگر کسی قوم کا محاصرہ کرلیا ہو اور وہ امان چاہیں اور مسلمان کہیں نہیں اور وہ سمجھیں ہاں تو وہ امان یافتہ ہوں گے (مجہول)

۵۔ فرمایا میں نے حضرت علی کی کسی تحریر میں یہ پڑھا ہے کہ رسولؐ اللہ نے ایک تحریر لکھی مہاجرین و انصار اور جو مدینہ والے ان سے الحاق رکھتے تھے کے درمیان کہ اگر کوئی گروہ جو غازیوں کا لڑنے ۔ ۔ بھیجا جائے تو ایک ٹکڑی دوسری ٹکڑی کے بعد بھیجی جائے تو ان کے درمیان عدل و انصاف کو کام میں لایا جائے یعنی بار بار ایک ہی دستہ کو نہ بھیجا جائے اور بغیر سردار کے حرب جائز نہیں اور یہ کہ پڑوسی مثل اپنے نفس کے ہے اسے نقصان نہ پہنچایا جائے ۔ پڑوسی کی حرمت ماں باپ کی حرمت کی طرح ہے ۔ قتال میں مومن ، مومن کے ساتھ عدل اور برابری کا برتاؤ کرے ۔ (ض)

﴿ باب ﴾

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن يحيى ، عن طلحة بن زيد قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : كان أبي عليه السلام يقول : إنّ للحرب حكمين إذا كانت الحرب قائمة لم تضع أوزارها ولم يثخن أهلها فكلّ أسير اُخذ في تلك الحال فإنّ الامام فيه بالخيار إن شاء ضرب عنقه وإن شاء قطع يده ورجله من خلاف بغير حسم وتركه يتشحّط في دمه حتى يموت وهو قول الله عزّ وجلّ : « إنّما جزاء الّذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الأرض فساداً أن يقتّلوا أو يصلّبوا أو تقطّع أيديهم وأرجلهم من خلاف أو ينفوا من الأرض ذلك لهم خزي في الدّنيا ولهم في الآخرة عذابٌ عظيم » ألا ترى أنّ المخيّر الّذي خيّر الله الإمام على شيء واحد وهو الكفر وليس هو على أشياء مختلفة فقلت لأبي عبدالله عليه السلام : قول الله عزّ وجلّ : «أو ينفوا من الأرض» قال : ذلك الطّلب أن تطلبه الخيل حتّى يهرب فإن أخذته الخيل حكم عليه ببعض الأحكام الّتي وصفت لك والحكم الآخر إذا وضعت الحرب أوزارها واُثخن أهلها فكلّ أسير اُخذ في تلك الحال فكان في أيديهم فالإمام فيه بالخيار إن شاء منّ عليهم فأرسلهم وإن شاء فاداهم أنفسهم وإن شاء استعبدهم فصاروا عبيداً .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن القاسم بن محمّد ، عن سليمان المنقريّ ، عن حفص بن غياث قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الطّائفتين من المؤمنين إحداهما باغية والاُخرى عادلة فهزمت العادلة الباغية ؟ فقال : ليس لأهل العدل أن يتبعوا مدبراً ولا يقتلوا أسيراً ولا يجهزوا على جريح و هذا إذا لم يبق من أهل البغي أحدٌ ولم يكن لهم فئة يرجعون إليها فإذا كان لهم فئة يرجعون إليها فإنّ أسيرهم يقتل ومدبرهم يتبع وجريحهم يجهز .

٣ ـ الحسين بن محمّد الأشعريّ ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن أبان بن عثمان عن أبي حمزة الثّمالي قال : قلت لعليّ بن الحسين صلوات الله عليهما : إنّ عليّاً عليه السلام سار في أهل القبلة بخلاف سيرة رسول الله صلّى الله عليه وآله في أهل الشّرك ، قال : فغضب ثمّ جلس ثم قال : سار والله فيهم بسيرة رسول الله صلّى الله عليه وآله يوم الفتح ، إنّ عليّاً عليه السلام كتب إلى مالك وهو على مقدّمته يوم البصرة بأن لا يطعن في غير مقبل و لا يقتل مدبراً ولا يجيز على جريح

ومن أغلق بابه فهو آمن. فأخذ الكتاب فوضعه بين يديه على القربوس من قبل أن يقرأه ثمّ قال: اقتلوا فقتلهم حتّى أدخلهم سكك البصرة ثمّ فتح الكتاب فقرأه ثمّ أمر منادياً فنادى بما في الكتاب.

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن إسماعيل بن مرّار، عن يونس، عن أبي بكر الحضرميّ قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: لسيرة عليٍّ عليه السلام في أهل البصرة كانت خيراً لشيعته ممّا طلعت عليه الشمس، إنّه علم أنّ للقوم دولة فلو سباهم لسبيت شيعته. قلت: فأخبرني عن القائم عليه السلام يسير بسيرته؟ قال: لا إنّ عليّاً صلوات الله عليه سار فيهم بالمنّ للعلم من دولتهم، وإنّ القائم عجّل الله فرجه يسير فيهم بخلاف تلك السيرة لأنّه لادولة لهم.

٥ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن عمرو بن عثمان، عن محمّد بن عذافر، عن عقبة بن بشير، عن عبدالله بن شريك، عن أبيه قال: لمّا هزم النّاس يوم الجمل قال أمير المؤمنين عليه السلام: لاتتبعوا مولّياً ولا تجيزوا على جريح ومن أغلق بابه فهو آمن. فلمّا كان يوم صفّين قتل المقبل والمدبر وأجاز على جريح. فقال أبان بن تغلب لعبدالله بن شريك: هذه سيرتان مختلفتان؟ فقال: إنّ أهل الجمل قتل طلحة والزّبير وإنّ معاوية كان قائماً بعينه وكان قائدهم.

باب

(بلا عنوان)

۱۔ حضرت نے فرمایا جنگ میں دو حکم ہوتے ہیں جب لڑائی کا سلسلہ جاری ہو اور اس حالت میں قیدی پکڑے جائیں تو امام کو اختیار ہے چاہے گردن مار دے اور چاہے تو اس کا ایک ہاتھ اور پیر اس طرح کٹوائے کہ داہنا ہاتھ تو بایاں پیر مگر جڑ سے نہیں اور اسے خون میں تڑپتا چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ اللہ فرماتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور روئے زمین پر فساد برپا کرتے ہیں تو ان کو قتل کیا جائے یا سولی دی جائے اور ان کے ہاتھ پیر الٹ پلٹ کاٹے جائیں یعنی ایک طرف کا ہاتھ تو دوسری طرف کا پیر یا ان کو جلا وطن کیا جائے یہ ان کے لئے دنیا و آخرت میں رسوائی اور سخت عذاب ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جس شے واحد پر امام کو اختیار دیا گیا ہے وہ کفر ہے وہ اختیار اشیائے مختلفہ پر نہیں۔ میں نے حضرت سے کہا او ینفوا من الارض کا کیا مقصد ہے فرمایا یہ کہ لشکر اسلام ان کو تلاش کرتے تاکہ وہ بھاگ کھڑے ہوں اور اگر لشکر کے ہاتھ آجائیں تو ان پر بعض احکام کو نافذ کرے جس کا ذکر میں نے تم سے کیا۔ دوسرا حکم یہ

ہے کہ جب لڑائی رک جائے اور لڑنے والے تھک جائیں تو جو لوگ اس حالت میں قید کیے جائیں تو امام کو اختیار ہے چاہے احسان رکھ کر چھوڑ دے چاہے فدیہ لے لے چاہے ان کو غلام بنا لے۔ (ض)

۲۔ میں نے کہا مومنین کے دو گروہ لڑتے ہیں ان میں ایک باغی ہے دوسرا عادل، عادل نے باغی کو شکست دے دی فرمایا نہیں چاہیئے کہ بھاگنے والوں کا پیچھا کریں یا قیدیوں کو قتل کریں یا زخمیوں کو ستائیں لیکن یہ اس صورت میں ہوگا جب باغیوں میں سے کوئی میدان جنگ میں باقی نہ رہا ہو اور ایسا کوئی دستہ نہ موجود ہو کہ پلٹ آئے اگر ان کا گروہ ہو اور وہ پلٹ آئے تو ان کے قیدیوں کو قتل کر دیا جائے اور بھاگنے والوں کا پیچھا کیا جائے اور زخمیوں پر سختی کی جائے (م)

۳۔ میں نے حضرت علی بن الحسین سے کہا کہ حضرت علی نے اہل قبلہ کے ساتھ خلاف سیرت رسول کیا جو آنحضرت مشرکین کے ساتھ کرتے تھے یہ سن کر حضرت کو غصہ آگیا آپ بیٹھ گئے اور فرمایا واللہ حضرت علی نے سیرت رسول پر عمل کیا جس کا ظہور یوم فتح رسول اللہ سے ہوا تھا حضرت علی نے یوم بصرہ مالک کو مقدمۃ الجیش میں تھے لکھا تھا جو سامنے نہ آئے اور پیٹھ پھیرے اس کو نیزہ نہ مارنا زخمی کو قتل نہ کرنا، جو دروازہ بند کر لے اسے امان دینا آپ نے وہ تحریر اپنے سامنے قربوس زین پر رکھی پڑھنے سے پہلے پھر فرمایا اب مقابلہ کرو۔ پس اہل جمل کا قتل شروع ہوا بصرہ کے کوچوں میں پھر اس تحریر کو کھولا اور پڑھا پھر منادی سے کہا جو کچھ اس کتاب میں ہے اس کی ندا کرے۔ (م)

۴۔ میں نے حضرت سے سنا سیرت علی علیہ السلام کے متعلق اہل بصرہ میں جو ان کے شیعوں کے لئے بہتر چیز ہے جب تک سورج طلوع ہو آپ کو یہ علم تھا کہ قوم کے پاس دولت ہے اگر ان کو قید کیا جائے گا تو وہ آپ کے شیعوں کو قید کر لیں گے میں نے کہا قائم آل محمد کی سیرت بھی ایسی ہی ہوگی۔ فرمایا نہیں حضرت علی علیہ السلام نے ان پر احسان کیا (قیدی نہ بنایا) ان کی دولت کو جانتے ہوئے اور قائم آل محمد کا عمل اس کے خلاف اس لئے ہوگا کہ اس وقت میں کسی اور کی حکومت نہ ہوگی۔ (مجہول)

۵۔ یوم جمل جب لوگوں کو شکست ہوئی تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا بھاگنے والوں کے پیچھے نہ جاؤ، زخمیوں کو قتل نہ کرو اور جو دروازہ بند کرے اسے امان دو، لیکن جنگ صفین میں آپ نے اس کے خلاف کیا۔ ابان بن تغلب نے بیان کیا کہ عبداللہ بن شریک نے کہا کہ یہ تو دو مختلف سیرتیں ہوئیں حضرت نے فرمایا اہل جمل نے طلحہ و زبیر کو (جو اس جنگ کے بانی تھے) قتل کیا لیکن معاویہ اپنی گمراہی پر رہا اور لشکر کی قیادت کرتا رہا۔ (مجہول)

﴿باب ۱۱﴾

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن ابن محبوب ، عن الحسن بن صالح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان يقول : من فرّ من رجلين في القتال من الزّحف فقد فرّ ومن فرّ من ثلاثة في القتال من الزّحف فلم يفرّ .

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الحسن بن شمّون ، عن عبدالله بن عبدالرّحمن الأصمّ ، عن مسمع بن عبد الملك ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لمّا بعث رسول الله صلى الله عليه وآله ببراءة مع عليّ عليه السلام بعث معه اُناساً وقال : رسول الله صلى الله عليه وآله : من استأسر من غير جراحة مثقلة فليس منّا .

٣ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّ أمير المؤمنين عليه السلام قال : من استأسر من غير جراحة مثقلة فلا يفدى من بيت المال ولكن يفدى من ماله إن أحبّ أهله .

باب ۱۱

(بلا عنوان)

۱۔ فرمایا جو کوئی وقت قتال دو شخصوں کے مقابلہ سے بھاگے وہ مفرور سمجھا جائے گا اور جو تین کے مقابلے سے گریز کرے وہ مفرور نہ سمجھا جائے گا۔ (ض)

۲۔ رسول اللہ نے جب حضرت علی علیہ السلام کو چند لوگوں کے ساتھ سورۂ برائت کی تبلیغ کو بھیجا تو فرمایا ... جو کوئی بڑا بھاری زخم کھائے، قید ہو جائے وہ ہم میں سے نہیں۔ (ض)

۳۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جو بغیر زخم کاری کھائے قید ہو جائے اس کا فدیہ نہیں دیا جائے گا بیت المال سے بلکہ دیا جائے گا اس کے مال سے اگر اس کے اہل چاہیں دیں۔ (ض)

﴿ باب ۱۲ ﴾

☆(طلب المبارزة)☆

١ ـ حميد بن زياد ، عن الخشّاب ، عن ابن بقّاح ، عن معاذ بن ثابت ، عن عمرو بن جميع ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سُئل عن المبارزة بين الصفّين بعد إذن الإمام عليه السلام قال : لابأس ولكن لايطلب إلّا بإذن الإمام .

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن جعفر بن محمّد الأشعريّ ، عن ابن القدّاح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : دعا رجلٌ بعض بني هاشم إلى البراز فأبى أن يبارزه فقال له أمير المؤمنين عليه السلام : مامنعك أن تبارزه ؟ قال : كان فارس العرب و خشيت أن يغلبني فقال له أمير المؤمنين صلوات الله عليه : فإنّه بغى عليك ولو بارزته لغلبته ولو

بغى جبلٌ على جبل لهدَّ الباغي وقال أبو عبدالله عليه السلام : إنّ الحسين بن عليّ عليهما السلام دعا رجلاً إلى المبارزة فعلم به أمير المؤمنين عليه السلام فقال : لئن عدت إلى مثل هذا لأُعاقبنّك ولئن دعاك أحد إلى مثلها فلم تجبه لأُعاقبنّك ، أما علمت أنّه بغي .

باب ۱۲

طلب المبارزت

۱۔ پوچھا جب دونوں صفیں مقابل ہوں تو بعد اذن امام دشمن کو لڑنے کے لئے بلایا جائے فرمایا کوئی حرج نہیں مگر بے اذن امام ایسا نہ کرے۔ (م)

۲۔ فرمایا حضرت نے کہ بنی ہاشم کے ایک شخص کو دشمن نے مقابلہ کے لئے بلایا اس نے انکار کر دیا حضرت علیؑ نے اس سے پوچھا تو اس سے لڑنے کیوں نہ گیا اس نے کہا وہ عرب کا شہسوار ہے اگر میں اس سے لڑتا تو وہ مجھے پچھاڑ دیتا حضرتؑ نے فرمایا اس نے تجھ پر بغاوت کی اگر تو اس سے لڑتا تو غالب آجاتا۔ اگر پہاڑ پہاڑ پر بغاوت کرے گا تو وہ بھی گر جائیگا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام نے ایک شخص کو مبارزت کے لئے بلایا۔ حضرت علیؑ کو علم ہوا تو فرمایا اگر پھر ایسا کیا تو سزا دوں گا اور اگر کوئی تم کو مقابلہ کے لئے بلائے اور تم نہ جاؤ گے تو بھی میں تم کو سزا دوں گا کیا تم نہیں جانتے کہ وہ بغاوت کر رہا ہے۔ (م)

﴿باب ۱۳﴾

☆(الرفق بالاسير و اطعامه)☆

۱ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن القاسم بن محمّد ، عن المنقريّ ، عن عيسى بن يونس الأوزاعيّ ، عن الزهريّ ، عن عليّ بن الحسين صلوات الله عليهما قال : إذا أخذت أسيراً فعجز عن المشي وليس معك محملٌ فأرسله ولا تقتله فإنّك لا تدري ما حكم الإمام فيه ، قال : و قال : الأسير إذا أسلم فقد حقن دمه وصار فيئاً .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إطعام الأسير حقٌّ على من أسره وإن كان يراد من الغد قتله فإنّه ينبغي أن يطعم ويسقى و [يظلّ] ويرفق به ، كافراً كان أوغيره .

٣ ـ أحمد بن محمد الكوفي ، عن حمدان القلانسي ، عن محمد بن الوليد ، عن أبان بن عثمان ، عن منصور بن حازم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الأسير طعامه على من أسره حق عليه وإن كان كافراً يقتل من الغد فإنه ينبغي له أن يرؤفه ويطعمه ويسقيه .

٤ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النضر بن سويد ، عن القاسم بن سليمان ، عن جراح المدائني قال : قال أبوعبدالله عليه السلام في طعام الأسير فقال : إطعامه حق على من أسره وإن كان يريد قتله من الغد فإنه ينبغي أن يطعم ويسقى ويظل ويرفق به كافراً كان أو غيره .

باب ۱۳

قیدی پر مہربانی کرنا اور کھانا دینا

۱۔ فرمایا حضرت نے جب تم کسی کو قیدی بناؤ اور وہ چلنے سے عاجز ہو اور سواری تمہارے ساتھ نہ ہو تو اسے چھوڑ دو قتل نہ کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ حکم امام کیا ہے اور یہ بھی فرمایا اگر وہ مسلمان ہو جائے تو اس کا خون محفوظ ہو گیا اور مال غنیمت میں شریک ہو گیا۔ (م)

۲۔ فرمایا قیدی کو کھانا دینا حق ہے اس پر جس نے اسے قید کیا ہے اگرچہ صبح کو اس کے قتل کا ارادہ ہو تو بھی اسے کھلائے پلائے اور مہربانی سے پیش آئے چاہے کافر ہی کیوں نہ ہو۔ (حسن)

۳۔ مضمون وہی ہے جو اوپر ہے۔ (م)

۴۔ " " " " "

﴿باب ١٤﴾

☆(الدعاء الى الاسلام قبل القتال)☆

١ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن القاسم بن محمد ، عن المنقري ، عن سفيان بن عيينة ، عن الزهري قال : دخل رجال من قريش على علي بن الحسين صلوات الله عليهما فسألوه كيف الدعوة إلى الدين ؟ قال : تقول : « بسم الله الرحمن الرحيم أدعوكم إلى الله عز و جل ، وإلى دينه » وجماعه أمران : أحدهما معرفة الله عز وجل والآخر العمل برضوانه و إن معرفة الله عز وجل أن يعرف بالوحدانية والرأفة والرحمة والعزة والعلم والقدرة والعلو

على كلّ شيء و أنّه النافع الضارّ ، القاهر لكلّ شيء ، الّذي لاتدركه الأبصار وهو يدرك الابصار وهو اللّطيف الخبير وأنّ محمّداً عبده ورسوله وأنّ ماجاء به هو الحقّ من عندالله عزّ وجلّ وما سواه هو الباطل ، فإذا أجابوا إلى ذلك فلهم ما للمسلمين و عليهم ما على المسلمين .

٢ ــ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الحسن بن شمّون ، عن عبدالله ابن عبدالرّحمن ، عن مسمع بن عبدالملك ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين عليه السلام : لمّا وجّهني رسول الله صلى الله عليه وآله إلى اليمن قال : ياعليّ لاتقاتل أحداً حتّى تدعوه إلى الإسلام و أيم الله لإن يهدي الله عزّ و جلّ على يديك رجلاً خير لك ممّا طلعت عليه الشمس و غربت ولك ولاؤه .

باب

کافر کو قتل سے پہلے دعوت اسلام دینا

۱۔ قریش کے کچھ لوگ حضرت علی بن الحسین کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کسی کو مسلمان کیسے بنایا جائے فرمایا کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم، میں تجھ کو دعوت دیتا ہوں اللہ کی طرف اس کے دین اور جماعت کی طرف دو امر ہیں ایک اللہ کی معرفت، دوسرے اس کی رضا کا عمل اور خدا کی معرفت یہ ہے کہ اس کی وحدانیت، رافت رحمت، عزت علم، قدرت اور ہر شے پر برتری کو مانا جائے اور یہ کہ وہ نفع دینے والا، نقصان دینے والا اور ہر شے کو دبانے والا ہے آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرتیں اور وہ ہر شے کو دیکھتا ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے اور محمد اس کے عبد و رسول ہیں جو کچھ وہ لائے حق ہے اس کے سوا جو ہے وہ باطل، جب وہ ان باتوں کو مان لیں تو ان کے وہی حقوق ہیں جو اور مسلمانوں کے اور ان کے وہی فرائض ہیں جو اور سب مسلمانوں کے ہیں۔ (ض)

۲۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جب رسول اللہ نے یمن کی طرف مجھے بھیجا تو فرمایا اے علی کسی کو دعوت اسلام دینے سے پہلے قتل نہ کرنا۔ قسم خدا کی اگر ایک بھی تمہارے ہاتھ سے مسلمان ہو گیا تو یہ تمہارے لئے ہر اس چیز سے بہتر ہوگا جس پر سورج چمکے یا غروب ہو۔ (م)

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الحسن بن شمّون ، عن عبدالله بن عبدالرَّحمن الأصمّ ، عن مسمع بن عبد الملك ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لمّا بعث رسول الله صلى الله عليه وآله ببراءة مع عليّ عليه السلام بعث معه اُناساً وقال : رسول الله صلى الله عليه وآله : من استأسر من غير جراحة مثقلة فليس منّا .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنَّ أمير المؤمنين عليه السلام قال : من استأسر من غير جراحة مثقلة فلا يفدى من بيت المال ولكن يفدى من ماله إن أحبَّ أهله .

باب ۱۱

(بلا عنوان)

۱۔ فرمایا جو کوئی وقت قتال دو شخصوں کے مقابلہ سے بھاگے وہ مفرور سمجھا جائے گا اور جو تین کے مقابلے سے گریز کرے وہ مفرور نہ سمجھا جائے گا۔ (ض)

۲۔ رسول اللہ نے جب حضرت علی علیہ السلام کو چند لوگوں کے ساتھ سورۂ برائت کی تبلیغ کو بھیجا تو فرمایا جو کوئی بڑا بھاری زخم کھائے، قید ہو جائے وہ ہم میں سے نہیں۔ (ض)

۳۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جو بغیر زخم کاری کھائے قید ہو جائے اس کا فدیہ نہیں دیا جائے گا بیت المال سے بلکہ دیا جائے گا اس کے مال سے اگر اس کے اہل چاہیں دیں۔ (ض)

﴿ باب ۱۲ ﴾

(طلب المبارزة)

١ ـ حميد بن زياد ، عن الخشّاب ، عن ابن بقّاح ، عن معاذ بن ثابت ، عن عمرو بن جميع ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن المبارزة بين الصفّين بعد إذن الإمام عليه السلام قال : لا بأس ولكن لا يطلب إلاّ بإذن الإمام .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن جعفر بن محمّد الأشعريّ ، عن ابن القدّاح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : دعا رجلٌ بعض بني هاشم إلى البراز فأبى أن يبارزه فقال له أمير المؤمنين عليه السلام : مامنعك أن تبارزه ؟ قال : كان فارس العرب وخشيت أن يغلبني فقال له أمير المؤمنين صلوات الله عليه : فإنّه بغى عليك ولو بارزته لغلبته ولو

بغى جبل على جبل لهدّ الباغي. وقال أبو عبدالله عليه السلام : إنّ الحسين بن عليّ عليهما السلام دعا رجلاً إلى المبارزة فعلم به أمير المؤمنين عليه السلام فقال : لئن عدت إلى مثل هذا لأعاقبنّك ولئن دعاك أحد إلى مثلها فلم تجبه لأعاقبنّك ، أما علمت أنّه بغي .

باب ۱۲

طلب المبارزت

۱۔ پوچھا جب دونوں صفیں مقابل ہوں تو بعد اذن امام دشمن کو لڑنے کے لئے بلایا جائے فرمایا کوئی حرج نہیں مگر بے اذن امام ایسا نہ کرے۔ (م)

۲۔ فرمایا حضرت نے کہ بنی ہاشم کے ایک شخص کو دشمن نے مقابلہ کے لئے بلایا اس نے انکار کر دیا حضرت علیؑ نے اس سے پوچھا تو اس سے لڑنے کیوں نہ گیا اس نے کہا وہ عرب کا شہسوار ہے اگر میں اس سے لڑتا تو وہ مجھے پچھاڑ دیتا حضرت نے فرمایا اس نے تجھ پر بغاوت کی اگر تو اس سے لڑتا تو غالب آجاتا۔ اگر پہاڑ پہاڑ پر بغاوت کرے گا تو وہ بھی گر جائیگا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام نے ایک شخص کو مبارزت کے لئے بلایا۔ حضرت علیؑ کو علم ہوا تو فرمایا اگر پھر ایسا کیا تو سزا دوں گا اور کوئی تم کو مقابلہ کے لئے بلائے اور تم نہ جاؤ گے تو بھی میں تم کو سزا دوں گا کیا تم نہیں جانتے کہ وہ بغاوت کر رہا ہے۔ (م)

باب ۱۳

(الرفق بالأسير وإطعامه)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن القاسم بن محمّد ، عن المنقريّ ، عن عيسى بن يونس الأوزاعيّ ، عن الزهريّ ، عن عليّ بن الحسين صلوات الله عليهما قال : إذا أخذت أسيراً فعجز عن المشي وليس معك محمل فأرسله ولا تقتله فإنّك لا تدري ما حكم الإمام فيه ، قال : و قال : الأسير إذا أسلم فقد حقن دمه وصار فيئاً .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إطعام الأسير حقّ على من أسره وإن كان يراد من الغد قتله فإنّه ينبغي أن يطعم ويسقى و [يظلّ] ويرفق به ، كافراً كان أو غيره .

٣ ـ أحمد بن محمّد الكوفيّ ، عن حمدان القلانسيّ ، عن محمّد بن الوليد ، عن أبان بن عثمان ، عن منصور بن حازم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الأسير طعامه على من أسره حقّ عليه وإن كان كافراً يقتل من الغد فإنّه ينبغي له أن يرؤفه ويطعمه ويسقيه .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النضر بن سويد ، عن القاسم بن سليمان ، عن جرّاح المدائنيّ قال : قال أبو عبدالله عليه السلام في طعام الأسير فقال : إطعامه حقّ على من أسره وإن كان يريد قتله من الغد فإنّه ينبغي أن يطعم ويسقي ويظلّ ويرفق به كافراً كان أو غيره .

باب ۱۳

قیدی پر مہربانی کرنا اور کھانا دینا

۱۔ فرمایا حضرت نے جب تم کسی کو قیدی بناؤ اور وہ چلنے سے عاجز ہو اور سواری تمہارے ساتھ نہ ہو تو اسے چھوڑ دو قتل نہ کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ حکم امام کیا ہے اور یہ بھی فرمایا اگر وہ مسلمان ہو جائے تو اس کا خون محفوظ ہو گیا اور مال غنیمت میں شریک ہو گیا۔ (ض)

۲۔ فرمایا قیدی کو کھانا دینا حق ہے اس پر جس نے اسے قید کیا ہے اگرچہ صبح کو اس کے قتل کا ارادہ ہو تو بھی اسے کھلائے پلائے اور مہربانی سے پیش آئے چاہے کافر ہی کیوں نہ ہو۔ (حسن)

۳۔ مضمون وہی ہے جو اوپر ہے۔ (ض)

۴۔ " " " " "

﴿باب﴾

☆(الدعاء الى الاسلام قبل القتال)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن القاسم بن محمّد ، عن المنقريّ ، عن سفيان بن عيينة ، عن الزّهريّ قال : دخل رجال من قريش على عليّ بن الحسين صلوات الله عليهما فسألوه كيف الدعوة إلى الدّين ؟ قال : تقول : «بسم الله الرّحمن الرّحيم أدعوكم إلى الله عزّ وجلّ وإلى دينه» وجماعه أمران : أحدهما معرفة الله عزّ وجلّ والآخر العمل برضوانه وإنّ معرفة الله عزّ وجلّ أن يعرف بالوحدانيّة والرأفة والرّحمة والعزّة والعلم والقدرة والعلوّ

على كلّ شيء و أنّه النافع الضارّ ، القاهر لكلّ شيء ، الّذي لاتدركه الأبصار وهو يدرك الابصار وهو اللّطيف الخبير وأنّ محمّداً عبده ورسوله وأنّ ماجاء به هو الحقّ من عندالله عزّ وجلّ وما سواه هو الباطل ، فإذا أجابوا إلى ذلك فلهم ما للمسلمين و عليهم ماعلى المسلمين .

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الحسن بن شمّون ، عن عبدالله ابن عبدالرّحمن ، عن مسمع بن عبدالملك ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين عليه السلام : لمّا وجّهني رسول الله صلى الله عليه وآله إلى اليمن قال : ياعليُّ لاتقاتل أحداً حتّى تدعوه إلى الإسلام و أيم الله لإن يهدي الله عزّ و جلّ على يديك رجلاً خيرٌ لك ممّا طلعت عليه الشمس و غربت ولك ولاؤه .

باب ۱۲

کافر کو قتل سے پہلے دعوت اسلام دینا

۱۔ قریش کے کچھ لوگ حضرت علی بن الحسین کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کسی کو مسلمان کیسے بنایا جائے فرمایا کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم ، میں تجھ کو دعوت دیتا ہوں اللہ کی طرف اس کے دین اور جماعت کی طرف دو امر ہیں ایک اللہ کی معرفت ، دوسرے اس کی رضا کا عمل اور خدا کی معرفت یہ ہے کہ اس کی وحدانیت ، رافت رحمت ، عزت علم ، قدرت اور ہر شے پر برتری کو مانا جائے اور یہ کہ وہ نفع دینے والا ، نقصان دینے والا اور ہر شے کو دبانے والا ہے آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرتیں اور وہ ہر شے کو دیکھتا ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے اور محمد اس کے عبدؐ رسول ہیں جو کچھ وہ لائے حق ہے اس کے سوا جو ہے وہ باطل ، جب وہ ان باتوں کو مان لیں تو ان کے وہی حقوق ہیں جو اور مسلمانوں کے اور ان کے وہی فرائض ہیں جو اور سب مسلمانوں کے ہیں۔ (ق)

۲۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جب رسول اللہ نے یمن کی طرف مجھے بھیجا تو فرمایا اے علی کسی کو دعوت اسلام دینے سے پہلے قتل نہ کرنا قسم خدا کی اگر ایک بھی تمہارے ہاتھ سے مسلمان ہو گیا تو یہ تمہارے لئے ہر اس چیز سے بہتر ہوگا جس پر سورج چمکے یا غروب ہو۔ (ص)

فظيع الهول والمخافة فإنّ الله عزّ وجلّ لايعبؤ بما العباد مقترفون ليلهم ونهارهم لطف به علماً وكلّ ذلك في كتاب لا يضلّ ربّي ولا ينسى ، فاصبروا وصابروا واسألوا النصر ووطّنوا أنفسكم على القتال واتّقوا الله عزّ وجلّ فإنّ الله مع الّذين اتّقوا والّذينهم محسنون .

وفي حديث يزيد بن إسحاق عن أبي صادق قال : سمعت عليّاً عليه السلام يحرّض النّاس في ثلاثة مواطن : الجمل وصفّين ويوم النهر يقول : عبادالله اتّقوا الله وغضّوا الأبصار واخفضوا الأصوات وأقلّوا الكلام و وطّنوا أنفسكم على المنازلة والمجادلة و المبارزة و المناضلة و المنابذة و المعانقة و المكادمة و اثبتوا و اذكروا الله كثيراً لعلّكم تفلحون ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم واصبروا إنّ الله مع الصابرين .

وفي حديث عبدالرحمن بن جندب ، عن أبيه أنّ أمير المؤمنين صلوات الله عليه كان يأمر في كلّ موطن لقينا فيه عدوّنا فيقول : لاتقاتلوا القوم حتّى يبدؤوكم فإنّكم بحمدالله على حجّة وتركُكم إيّاهم حتّى يبدؤوكم حجّة لكم اُخرى فإذا هزمتموهم فلا تقتلوا مدبراً ولا تجهزوا على جريح و لاتكشفوا عورة ولا تمثّلوا بقتيل .

٤ ـ وفي حديث مالك بن أعين قال : حرّض أمير المؤمنين صلوات الله عليه الناس بصفّين فقال : إنّ الله عزّ وجلّ دلّكم على تجارة تنجيكم من عذاب أليم وتشفي بكم على الخير الإيمان بالله والجهاد في سبيل الله وجعل ثوابه مغفرة للذّنب ومساكن طيّبة في جنّات عدن ، وقال : عزّ وجلّ : «إنّ الله يحبّ الّذين يقاتلون في سبيله صفّاً كأنّهم بنيان مرصوص» فسوّوا صفوفكم كالبنيان المرصوص فقدّموا الدارع وأخّروا الحاسر وعضّوا على النواجد فإنّه أنبأ للسيوف على الهام والتووا على أطراف الرّماح فإنّه أمور للأسنّة و غضّوا الأبصار فإنّه أربط للجأش وأسكن للقلوب وأميتوا الأصوات فإنّه أطرد للفشل و أولى بالوقار ولا تميلوا براياتكم و لاتزيلوها ولا تجعلوها إلاّ مع شجعانكم فإنّ المانع للذّمار والصابر عند نزول الحقائق هم أهل الحفاظ ولا تمثّلوا بقتيل وإذا وصلتم إلى رجال القوم فلا تهتكوا ستراً ولا تدخلوا داراً ولا تأخذوا شيئاً من أموالهم إلاّ ماوجدتم في عسكرهم ولا تهيجوا امرأة بأذى وإن شتمن أعراضكم وسببن اُمراءكم وصلحاءكم فإنهنّ ضعاف القوى والأنفس والعقول ؛ وقد كنّا نؤمر بالكفّ عنهنّ و هنّ مشركات و إن كان الرّجل ليتناول المرأة فيعيّر بها وعقبه من بعده ؛ واعلموا أنّ أهل الحفاظ هم الّذين يحفّون براياتهم ويكتنفونها ويصيرون حفافيها وورائها و أمامها و لا يضيعونها ، لايتأخّرون

﴿باب﴾

٭(ماكان يوصي أمير المؤمنين عليه السلام به عند القتال)٭

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن بعض أصحابه ، عن أبي حمزة ، عن عقيل الخزاعيّ أنّ أمير المؤمنين عليه السلام كان إذا حضر الحرب يوصي للمسلمين بكلمات فيقول : تعاهدوا الصلاة وحافظوا عليها واستكثروا منها و تقرّبوا بها فإنّها كانت على المؤمنين كتاباً موقوتاً و قد علم ذلك الكفّار حين سئلوا ما سلككم في سقر ؟ قالوا : لم نك من المصلّين . و قد عرف حقّها من طرقها وأكرم بها من المؤمنين الّذين لايشغلهم عنها زين متاع ولا قرّة عين من مال ولا ولد يقول الله عزّ وجلّ : «رجال لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله وإقام الصلوة » وكان رسول الله صلى الله عليه وآله منصباً لنفسه بعد البشرى له بالجنّة من ربّه ، فقال عزّ وجلّ : «وأمر أهلك بالصلوة واصطبر عليها .. الآية[٥]» فكان يأمر بها أهله ويصبّر عليها نفسه .

ثمّ إنّ الزكاة جعلت مع الصلاة قرباناً لأهل الإسلام على أهل الإسلام ومن لم يعطها طيب النفس بها يرجو بها من الثمن ماهو أفضل منها فإنّه جاهلٌ بالسنّة ، مغبون الأجر ضالّ العمر ، طويل الندم بترك أمر الله عزّ وجلّ والرّغبة عمّا عليه صالحوا عباد الله ، يقول الله عزّ و جلّ : «ومن يتّبع غير سبيل المؤمنين نولّه ماتولّى » من الأمانة فقد خسر من ليس من أهلها وضلّ عمله ، عرضت على السماوات المبنيّة و الأرض المهاد والجبال المنصوبة ، فلا أطول ولا أعرض ولا أعلى ولا أعظم لو امتنعن من طول أو عرض أو عظم أو قوّة أو عزّة امتنعن ولكن أشفقن من العقوبة .

ثمّ إنّ الجهاد أشرف الأعمال بعد الإسلام وهو قوام الدّين والأجر فيه عظيم مع العزّة و المنعة وهو الكرّة فيه الحسنات والبشرى بالجنّة بعد الشهادة و بالرزق غداً عند الرّبّ والكرامة يقول الله عزّ وجلّ : «ولاتحسبنّ الّذين قتلوا في سبيل الله الآية ثمّ إنّ الرعب والخوف من جهاد المستحقّ للجهاد والمتوازرين على الضلال ضلال في الدّين وسلب للدّنيا مع الذّل والصغار وفيه استيجاب النار بالفرار من الزّحف عند حضرة القتال يقول الله عزّ وجلّ : « ياأيّها الّذين آمنوا إذا لقيتم الّذين كفروا زحفاً فلا تولّوهم الأدبار » . فحافظوا على أمر الله عزّ وجلّ في هذه المواطن الّتي الصبر عليها كرم و سعادة ونجاة في الدّنيا و الآخرة من

عنها فيسلّموها و لا يتقدّمون عليها فيفردوها ، رحم الله امرءاً واسى أخاه بنفسه و لم يكل قرنه إلى أخيه.

وقد قال الله عزّ وجلّ: «لن ينفعكم الفرار إن فررتم من الموت أو القتل و إذاً لا تمتّعون إلّا قليلاً» ، و أيم الله لئن فررتم من سيوف العاجلة لا تسلمون من سيوف الآجلة فاستعينوا بالصبر والصدق ، فانّما ينزل النصر بعد الصبر ، فجاهدوا في الله حقّ جهاده ولا قوّة إلّا بالله.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن رجل لقيه العدوّ وأصاب منه مالاً أو متاعاً ثمّ إنّ المسلمين أصابوا ذلك كيف يصنع بمتاع الرّجل ؟ فقال : إذا كان أصابوه قبل أن يحوزوا متاع الرّجل ردّ عليه وإن كان أصابوه بعد ما حازوه فهو فيء للمسلمين وهو أحقّ بالشفعة .

باب ۵

نصائح امیرالمومنین وقت قتال

ا۔ امیرالمومنین علیہ السلام جب میدان جنگ میں ہوتے تو نصیحتاً چند باتیں کہتے ، فرمایا نماز کو ادا کرو اور قضا ہونے سے اس کو بچاؤ اور زیادہ نمازیں پڑھو اور اس کے ذریعہ قربت حاصل کرو ، نماز وقتوں کے تعین کے ساتھ مومنین پر فرض کی گئی ہے اور اس کو جب کفار سمجھیں گے جب ان سے پوچھیں گے دوزخ کی طرف تمہیں کیا چیز لے چلی وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے اور نہ اس کے طریقوں کو پہچانا اور اس کا اکرام کیا ان مومنوں نے جن کو تماز نے بے پروا نہ بنایا متاع دنیا کی زینت نے اور نہ تجارت نے ان کو ذکر خدا سے غافل بنایا اور نہ بیع نے انھوں نے ہر حالت میں نماز ادا کی اور جب رسول اللہ کو ان کے رب نے بشارت جنت دی تو وہ نماز کے لیے اپنے نفس کو تعب میں ڈالتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے اہل کو نماز کا حکم دو اور اس میں صبر سے کام لو تو حضرت نے اپنے اہل کو اس کا حکم دیا اور اس کی تکلیف پر اپنے نفس کو صابر بنایا پھر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو رکھا اور قربانی کو اہل اسلام کی طرف سے اہل اسلام کے لئے ، پس جو بخوشی ایسا نہ کرے وہ قربانی کی قیمت دینا افضل سمجھے وہ سنت سے جاہل ہے محروم اجر ہے اپنی عمر برباد کرنے والا اور امر خدا کو ترک کرکے طویل ندامت اٹھانے والا ہے۔ اور اس سے نفرت کرے۔ اسے بندگان خدا صالح بنو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مومنین کے راستہ کے خلاف کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا تو اس کی امانت (ولایت اہلبیت) سے روگردانی کی سزا دی جائے گی اور وہ نقصان میں رہے گا اس کا عمل ضائع جائے گا یہ

امانت پیش کی گئی آسمانوں کی بناؤں پر، زمین کے فرش پر، بلند پہاڑوں پر، ان سے زیادہ نہ کوئی طویل ہے نہ عریض نہ اعلیٰ نہ اعظم اگر یہ چاہتے تو طول عرض وعظمت اور قوت وعزت کی بنا پر منع کر دیتے لیکن وہ سزا سے ڈر گئے اسی لیے منع کیا۔

جہاد اشرف اعمال ہے بعد اسلام اور اسی سے دین قائم ہے اور اس کا اجر عظیم ہے عزت ہے سربلندی ہے اور وہ حملہ کرتا ہے دشمن پر جس میں حسنات ہیں اور جنت کی بشارت ہے بعد شہادت اور مرنے کے بعد اللہ کی طرف سے رزق ہے اور بزرگی ہے جیسا کہ فرماتا ہے جو راہ خدا میں قتل کیے گئے ان کو مردہ نہ سمجھو جو لوگ جہاد کرنے کے مستحق ہیں اور جن پر ضلالت چھائی ہوئی ہے ان سے لڑنے میں خوف کرنا دین سے گمراہی اور دنیا کو حاصل کرنا ذلت وحقارت سے ہے اور قتال کے وقت اپنے لشکر سے فرار دوزخ کو اپنی طرف بلانا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تم لشکر کفار کے سامنے آؤ تو پیٹھ پھیر کر بھاگنا نہیں ان مواقع پر احکام الٰہی کی حفاظت کرو، ان مواقع پر صبر سے کام لینا بزرگی نفس ہے۔ سعادت ہے نجات ہے دنیا و آخرت میں اور بچاؤ ہے روز قیامت کے خوف سے اور اللہ پرواہ نہیں کرتا لوگوں کے متفرق ہونے کی دن میں یا رات میں اور وہ اپنے علم سے جانتا ہے اور یہ سب اس کی کتاب (لوح محفوظ) میں ہیں وہ نہ بہکتا ہے نہ بھولتا ہے۔

پس صبر سے کام لو اور اللہ سے نصرت کے طالب ہو اور آمادہ کرو اپنے نفسوں کو قتال کے لیے، اللہ سے ڈرو اور اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ ہے جو احسان کرنے والے ہیں۔

اور یزید ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت علی نے تین موقعوں پر لوگوں کو جنگ کے لئے ابھارا ہے۔ یوم جمل، یوم صفین، اور یوم نہروان۔ فرمایا اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو، آنکھیں نیچی کرو آوازوں کو دھیما کرو بات کم کرو اور اپنے نفسوں کو آمادہ کرو میدان میں اترنے کے لئے اور مجادلہ اور مبارزت کے لیے اور نیزہ بازی، جوش دکھانے ایک دوسرے سے گتھ جانے اور دانتوں سے کاٹنے کے لیے، ثابت قدم رہو اور اللہ کو زیادہ یاد کرو تاکہ کامیاب ہو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا خیزی ہو جائے گی اور صبر کرو اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

جب دشمن سے مڈبھیڑ ہوتی تو حضرت علی اپنے لشکر والوں سے کہتے۔ جب تک دشمن ابتدائے جنگ نہ کرے اس سے لڑنا مت، تم بحمد اللہ دلیل پر ہو تم کو ان پر فتح ہو گی یہ حق پر ہونے کی دوسری دلیل ہو گی جب دشمن کو شکست دے دو تو بھاگنے والے کو قتل نہ کرنا اور نہ زخمی اور کسی کی شرمگاہ نہ کھولنا اور کسی مقتول کو مثلہ نہ کرنا۔

مالک بن اعین نے بیان کیا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے یوم صفین پر لوگوں کو یوں ترغیب جنگ دی اللہ نے تم کو ایک ایسی تجارت کی طرف رہنمائی کی ہے جو تم کو دردناک عذاب سے نجات دلانے والی ہے اور تم کو ایسے امر خیر کی طرف بلایا ہے جو ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ ہے اور اس کا ثواب رکھا ہے گناہ کا بخشنا اور جنت عدن میں پاک مقامات کا

دینا، اللہ نے فرمایا ہے کہ اللہ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح میدان جنگ میں ثابت قدم رہتے ہیں اپنی صفوں کو درست کرو اس طرح گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیواریں ہیں پہلے زرہ پوشوں پر حملہ کرو پھر بغیر خود و زرہ پوشوں پر، دانتوں پر دانت رکھو کہ اس سے اعصاب سخت ہو جانے کی وجہ سے تلوار سر سے اُچٹ جاتی ہے اور گھماؤ اپنے کو نیزوں کے اطراف سے کہ اس سے تم بچے رہو گے ان کی بھالوں سے، اور آنکھیں جھکائے رہو کہ اس سے دل کا جوش باقی رہے گا اور دلوں کو سکون حاصل ہوگا اور اپنی آوازیں مت نکالو کہ اس سے جسم کمزور ہوتا ہے اور وقار قائم کرنے کے لیے یہ بہتر طریقہ ہے اور اپنے رایات کو جھکاؤ نہیں اور ہٹاؤ نہیں اور جو فوج میں زیادہ بہادر ہوں ان کو دو۔ کیونکہ کسی جھنڈے کو رد کرنے والے اور سختیوں کے نزول پر صبر کرنے والے وہی ہوتے ہیں جو محافظ ہوں اور کسی مقتول کو مثلہ نہ کرنا، اور جب تم کسی قوم کے لوگوں سے جنگ کرو تو ان کا ستر عورت نہ کرو اور نہ کسی کے گھر میں داخل ہو اور نہ ان کے اموال سے کوئی شے لو مگر جو لشکر گاہ میں پڑی مل جائے اور کسی عورت کو غصہ میں نہ لاؤ اور وہ اگر تمہیں گالیاں دیں تمہاری آبرو ریزی کریں تمہارے افراد کو تمہارے صلحا کو برا بھلا کہیں، کیونکہ وہ قوتوں میں، نفس میں اور عقلوں میں کمزور ہیں تم ان کے ستانے سے باز رہو درآنحالیکہ وہ مشرکہ ہوں اگر کوئی شخص کسی عورت کو پائے اور اسے عیب لگائے اور اس کے لشکر کے محافظ ہر طرف اسے ڈھونڈنے آجائیں تو چاہیئے کہ یہ عورت ان کے سپرد کر دی جائے اور اسے تنہا نہ چھوڑ دیں اللہ رحم کرے اس پر جو اپنے بھائی سے ہمدردی کرے اور اپنا سینگ اپنے بھائی کے نہیں مارتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے موت سے بھاگنا مفید نہ ہوگا اور نہ قتل سے بھاگنا اس دنیا میں کچھ دن آرام پاؤ گے قسم خدا کی اگر تم اس دنیا کی تلواروں سے بھاگو گے تو آخرت کی تلواروں سے نہ بچ سکو گے بس صبر اور صدق سے مدد چاہو اس کے بعد ہی اللہ کی نصرت آئے گی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور نہیں قوت مگر اللہ سے۔

۲۔ میں نے کہا ایک شخص نے جنگ کی دشمن سے اور اس سے مال و متاع ملا اس کے بعد مسلمان اور آگئے تو کیا صورت ہوگی فرمایا اگر اس نے پہلے جمع کیا ہے تو اسی کو ملے گا اور اگر بعد میں آکر ان لوگوں نے جمع کیا ہے تو ان مسلمانوں کا ہے لیکن وہ زیادہ حقدار ہے۔

﴿ باب ۲۶ ﴾

☆(انه لايحل للمسلم أن ينزل دار الحرب)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام

قال : بعث رسول الله صلى الله عليه وآله : جيشاً إلى خثعم فلمّا غشيهم استعصموا بالسجود فقتل بعضهم

فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وآله فقال : اعطوا الورثة نصف العقل بصلاتهم ؛ وقال : النبي صلى الله عليه وآله : ألا إنّي بريء من كلّ مسلم نزل مع مشرك في دار الحرب .

باب ۱۶

مسلمان کو دار حرب میں رکنا جائز نہیں

۱۔ حضرت نے ایک لشکر بھیجا خثعم کی طرف جب مڈبھیڑ ہوئی تو پناہ چاہی مسلمانوں نے سجدوں سے نتیجہ میں کچھ لوگ مارے گئے جب رسول اللہ کو خبر ملی تو فرمایا ان کی نمازوں کے صلہ میں نصف دیت دے دو اور فرمایا میں بری ہوں اس مسلمان سے جو دار حرب میں کسی مشرک کے ساتھ اترے۔

﴿باب﴾

﴿قسمة الغنيمة﴾

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن معاوية بن وهب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : السريّة يبعثها الإمام فيصيبون غنائم كيف تقسّم ؟ قال : إن قاتلوا عليها مع أمير أمّره الإمام عليهم أخرج منها الخمس لله و للرسول و قسّم بينهم أربعة أخماس وإن لم يكونوا قاتلوا عليها المشركين كان كلّ ما غنموا للإمام يجعله حيث أحبّ .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و عليّ بن محمّد جميعاً ، عن القاسم بن محمّد ، عن سليمان بن داود ، عن حفص بن غياث قال : كتب إليّ بعض إخواني أن أسأل أباعبدالله عليه السلام عن مسائل من السنن فسألته [أ]و كتبت بها إليه فكان فيما سألته : أخبرني عن الجيش إذا غزا أرض الحرب فغنموا غنيمة ثمّ لحقهم جيش آخر قبل أن يخرجوا إلى دار السلام ولم يلقوا عدوّاً حتّى خرجوا إلى دار السلام هل يشاركونهم ؟ فقال : نعم ؛ وعن سريّة كانوا في سفينة ولم يركب صاحب الفرس فرسه كيف تقسّم الغنيمة بينهم ؟ فقال : للفارس سهمان وللرّاجل سهم ، فقلت : وإن لم يركبوا ولم يقاتلوا على أفراسهم ؟ فقال : أرأيت لو كانوا في عسكر فتقدّم الرّجال فقاتلوا وغنموا كيف كان يقسّم بينهم ألم أجعل للفارس سهمين و للرّاجل سهماً ؟ وهم الّذين غنموا دون الفرسان .

٣ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن سالم ، عن أحمد بن النضر ، عن حسين بن عبدالله

عن أبيه ، عن جدّه قال : قال أمير المؤمنين عليه السلام : إذا كان مع الرَّجل أفراس في الغزو لم يسهم له إلاّ لفرسين منها .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن بعض أصحابه ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : يؤخذ الخمس من الغنائم فيجعل لمن جعله الله عزَّ وجلَّ و يقسّم أربعة أخماس بين من قاتل عليه وولي ذلك قال : و للإمام صفو المال أن يأخذ الجارية الفارهة و الدابّة الفارهة ، والثوب و المتاع ممّا يحبُّ ويشتهي فذلك له قبل قسمة المال و قبل إخراج الخمس ، قال : و ليس لمن قاتل شيء من الأرضين ولا ماغلبوا عليه إلاّ ما احتوى عليه العسكر وليس للأعراب من الغنيمة شيء وإن قاتلوا مع الإمام لأنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله صالح الأعراب أن يدعهم في ديارهم و لايهاجروا على أنّه إن دهم رسول الله صلى الله عليه وآله من عدوّه دهم أن يستفزّهم فيقاتل بهم و ليس لهم في الغنيمة نصيب و سنّة جارية فيهم و في غيرهم . والأرض الّتي اُخذت عنوة بخيل أوركاب فهي موقوفة متروكة في يدي من يعمرها و يحييها ويقوم عليها على ما يصالحهم الوالي على قدر طاقتهم من الحقّ النصف و الثلث و الثلثين ، على قدر مايكون لهم صالحاً ولا يضرّهم .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن عيسى ، عن منصور ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الأعراب عليهم جهادٌ ؟ قال : لا إلّا أن يخاف على الإسلام فيستعان بهم ، قلت : فلهم من الجزية شيء ؟ قال : لا .

٦ ـ عنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن يحيى ، عن طلحة بن زيد ، عن أبي عبدالله ، عن آبائه عليهم السلام عن عليٍّ عليه السلام في الرَّجل يأتي القوم وقد غنموا ولم يكن شهد القتال ، فقال : أمير المؤمنين عليه السلام : هؤلاء المحرومون وأمر أن يقسّم لهم .

٧ ـ محمّد ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن منصور بن حازم ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الغنيمة فقال : يخرج منها خمس لله و خمس للرَّسول وما بقي قسّم بين من قاتل عليه وولي ذلك .

٨ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين جميعاً ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أحدهما عليهما السلام قال : إنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله خرج بالنساء في الحرب حتّى يداوين الجرحى ولم يقسّم لهنَّ من الفيء شيئاً ولكنّه نفلهنَّ .

باب ۱۷

تقسیم مال غنیمت

۱۔ میں نے کہا امام ایک سریہ بھیجتا ہے اور ان کو مال غنیمت ملتا ہے تو اس کو کیسے تقسیم کیا جائے فرمایا اگر اس امیر کے ساتھ قتال ہوا ہے جس کو امام نے مقرر کیا تھا تو اس میں سے خمس نکالا جائے گا اللہ اور رسول کے لئے اور پانچ میں سے تین حصے لوگوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے اور اگر بغیر لڑائی کے ملا ہے تو وہ سب مال امام کا ہو گا وہ جسے چاہے دے۔

۲۔ میں نے پوچھا اگر ایک لشکر دار الحرب میں لڑے اور غنیمت ہاتھ لگے تو تقسیم کیسے ہو اگر دوسرا لشکر ارض اسلام کی طرف پہنچنے سے پہلے وہاں آجائے تو، فرمایا وہ بھی شریک ہوں گے میں نے کہا ایک لشکر کشتی میں جا رہا ہے اور اس میں سوار بھی ہیں مگر گھوڑوں پر سوار نہیں تو ان کے درمیان تقسیم کیسے ہو گی فرمایا گھوڑسوار کے دو حصے پیادہ کا ایک میں نے کہا یہ کیوں جبکہ وہ سوار نہیں۔ فرمایا تم نے غور نہیں کیا اگر وہ لشکر میں ہوتے تو پیادوں سے آگے ہوتے اور قتال کر کے مال غنیمت حاصل کرتے تو کیسے تقسیم ہوتی ان کے درمیان، کیا فارس کو دوہرا اور پیادہ کو اکہرا نہ دیا جاتا۔ (حسن)

۳۔ فرمایا اگر لشکر میں پیادوں کے ساتھ سوار ہوں تو سواروں کو حصہ دیا جائے گا۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا ابوالحسن علیہ السلام نے مال غنیمت میں سے خمس نکالا جائے گا اور وہ ان کو دیا جائے گا جن کا حق اللہ نے رکھا ہے پانچویں کے چار حصے ہوں گے۔ تقسیم ہو گی لڑنے والوں اور حاکم شرع (امام) کے درمیان اور امام کے لئے بہترین چیز ہو گی وہ حسین اور جوان کنیز اور جوان خوبصورت چوپایہ، کپڑے اور دوسرا سامان لے گا جسے وہ پسند کرے اور خواہشمند ہو اخراج خمس سے پہلے یہ چیزیں اس کو دی جائیں گی اور لڑنے والوں کا زمین اور جس پر انھوں نے غلبہ حاصل کیا ہے کوئی حق نہیں سوائے ان چیزوں کے جو انھوں نے اپنے ہاتھوں سے جمع کی ہوں اور بدو عربوں کو مال غنیمت میں سے کچھ نہ ملے گا اگرچہ وہ امام کے ساتھ شریک جنگ ہوں رسول اللہ نے ان سے ان شرائط پر صلح کی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں اور ہجرت نہ کریں اور اگر کوئی دشمن آنحضرت پر چڑھائی کرے تو وہ ان سے لڑیں غنیمت میں ان کا کوئی حصہ نہیں اور یہ ان میں سنت جاریہ ہے اور جو زمین سواروں اور پیادوں کے زور پر دشمن سے چھینی جائے وہ موقوفہ اور متروکہ ہو گی اور اس کے قبضہ میں دی جائے گی جو اسے آباد اور سرسبز رکھے اور اس پر قائم رہے جو شرائط والی نے طے کی ہوں ان پر یہ تقسیم انصافاً بقدر ان کی طاقت کے ہو گی کسی کو نصف دی جائے گی کسی کو تہائی، کسی کو دو تہائی جیسی مصلحت ہو اور ان کے لئے باعث نقصان نہ ہو۔